تفہیم البخاری

تالیف

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی

فیصل آباد

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا

اور جو کچھ تمہیں رسول عطاء فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو (۲۸ سورۃ حشر)

تفہیم البخاری

شرح

صحیح البخاری

حصہ ششم

شیخ الحدیث علامہ غلام رسول رضوی فیصل آباد

ناشر: صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد فیصل آباد

تفہیم البخاری

حصہ ششم

بار اوّل : ایک ہزار

مطبع : عبدالحمید الجدہ پرنٹرز 22 S/R

احاطہ ترلوک چند - اردو بازار - لاہور

ناشر : صاحبزادہ محمد حبیب الرحمٰن رضوی

جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد - فیصل آباد

کتابت : حکیم محمود الحسن خان محلہ اسلام پورہ

منڈی فاروق آباد - ضلع شیخوپورہ

ھدیہ : 135/00

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْجُزْءُ السَّادِسَ عَشَرَ (۱۶)

كِتَابُ الْمَغَازِيْ

بَابُ غَزْوَةِ الْعُشَيْرَةِ اَوِ الْعُسَيْرَةِ

وَقَالَ ابْنُ اِسْحَاقَ اَوَّلُ مَا غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَبْوَاءَ ثُمَّ بُوَاطُ ثُمَّ الْعُشَيْرَةُ ۳۶۹۷ — حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ كُنْتُ اِلٰى جَنْبِ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ فَقِيْلَ لَهٗ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى نَبِيِّ الرَّحْمَةِ سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلِّمْ

كِتَابُ الْمَغَازِيْ

مَغَازِی مَغْزٰی کی جمع ہے اور مَغْزٰی غَزَا یَغْزُوْا کی مصدر ہے چنانچہ کہا جاتا ہے غزا یغزوا غزوًا ومغزًی ومغزاۃً یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اسم ظرفِ مکان ہو یعنی غزوہ کی جگہ لیکن یہاں مصدری معنی مراد ہے۔ امام ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا کہ "غزو کا معنی قصد ہے" اور کلام کے مقصد کو مغزی کہا جاتا ہے اور یہاں مغازی سے مراد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بذاتِ خود کفار کا قصد کرنا ہے یا ان کی طرف لشکر بھیجنا ہے اور کفار کا قصد عام ہے ان کے شہروں کا قصد کریں یا جہاں وہ جمع ہوں جیسے اُحد اور خندق وغیرہ کا قصد ہو، صراح میں ہے کہ غزوہ کا معنی دشمنِ دین سے جنگ کرنا ہے یعنی یہ کتاب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے کفار سے جنگوں کے متعلق ہے

كَمْ غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةٍ قَالَ تِسْعَ عَشْرَةَ قِيلَ كَمْ غَزَوْتَ أَنْتَ مَعَهُ قَالَ

باب غزوۃ العشیرہ یا عسیرہ

ابن اسحاق نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اَبواء کی جنگ لڑی پھر بُواط اور پھر عُشیرہ کی جنگیں لڑیں، عُشیرہ اور عُسیرہ ایک ہی شیٔ ہے صرف سین شین میں شک ہے۔ ہر دو طرف عُلماء گئے ہیں، لیکن مشہور و معروف شین یعنی عُشیرہ ہے۔ علامہ ابن حجر نے فتح میں ذکر کیا کہ اَبواء مدینہ منورہ کی سمت میں جُحفہ سے ۲۳ میل دُور ایک گاؤں ہے۔ اسے اَبواء اس لئے کہتے ہیں کہ وہاں وباء یعنی مرض بہت ہے یہ قلبِ حروف پر مبنی ہے۔ ورنہ اَوباء کہا جاتا، یہ اسلام میں پہلی جنگ ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لانے کے تقریبًا ایک سال بعد صفر کے مہینہ میں نکلے جبکہ آپ نے قریش کا قصد کیا تھا، لیکن بنی ضمرہ بن بکر بن عبد مناف کے رئیس مجدی نے آپ سے صلح کر لی اور جنگ لڑے بغیر آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے۔ ابن ہشام نے کہا اس وقت آپ نے سعد بن عبادہ کو مدینہ منورہ پر حاکم مقرر کیا تھا۔ ابواء اور ودّان ایک ہی شیٔ ہے۔

بُواط، قبیلہ جُہینہ کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے جو ینبع کے قریب ہے۔

یہ غزوہ دُوسری ہجری کے ربیع الاوّل میں واقع ہُوا۔ عُشیرہ بھی دو جمادی الاولیٰ میں واقع ہُوا واقدی نے کہا ان تینوں سفروں میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے تاجروں کا تعاقب کرتے تھے جو شام کو تجارت کرنے جاتے تھے۔ ان تینوں سفروں میں جنگ نہیں ہُوئی۔ جنگ بدر کا سبب بھی یہی تھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے سردار ابوسفیان کا تعاقب کرنے نکلے تھے جو شام سے مالِ تجارت لائے تھے، لیکن ابوجہل وغیرہ اس کی مدد کو نکلے اور بدر کے میدان میں اسلام و کفر میں عظیم معرکہ ہُوا جس میں ابوجہل اور قریش کے بڑے بڑے بہادر سردار مارے گئے اور کفر کی کمر ٹوٹ گئی اور اسلام کا عروج شروع ہُوا۔

محمد بن اسحاق بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ

مدنی تابعی صاحبِ مغازی ہیں بغداد میں آئے اور حدیث بیان کرنی شروع کی اور بغداد میں ہی ایک سَو پچاس (۱۵۰) ہجری میں فوت ہُوئے اور خیزران کے قبرستان میں مدفون ہُوئے۔ آج کل وہ مشہدِ امام ابوحنیفہ مشہور ہے رضی اللہ عنہ۔

۳۶۹۷ — ترجمہ: شُعبہ نے ابو اسحاق سے روایت کی کہ میں زید بن ارقم کے پہلو میں بیٹھا تھا اُن سے کہا گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنی جنگیں لڑی ہیں۔ اُنھوں نے کہا انیس[۱۹] ان سے کہا گیا آپ کتنی جنگوں میں آپ کے ساتھ رہے۔ کہا سترہ میں میں نے کہا سب سے پہلے کونسا غزوہ واقع ہُوا تھا اُنھوں نے کہا عُسیرہ یا عُشیرہ۔ شُعبہ نے کہا: میں نے یہ قتادہ

سَبْعَ عَشْرَةَ قُلْتُ فَأَيُّهُمْ كَانَتْ أَوَّلَ قَالَ الْعُشَيْرُ أَوِ الْعُسَيْرَةُ فَذَكَرْتُ لِقَتَادَةَ فَقَالَ الْعُشَيْرَةُ

بَابُ ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُقْتَلُ بِبَدْرٍ

۳۶۹۸ — حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ ابْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ حَدَّثَ عَنْ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ قَالَ كَانَ صَدِيقًا لِأُمَيَّةَ ابْنِ خَلَفٍ وَكَانَ أُمَيَّةُ إِذَا مَرَّ بِالْمَدِينَةِ نَزَلَ عَلَى سَعْدٍ وَكَانَ سَعْدٌ إِذَا مَرَّ بِمَكَّةَ نَزَلَ

سے ذکر کیا تو اُنھوں نے کہا عُشَیْرَہ،،

۳۶۹۷ — شرح : یعنی جن عزوات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بذاتِ خود نکلے وہ انیس عزوات ہیں، لیکن ابویعلی نے صحیح اسناد کے ساتھ ابوالزُبیر کے ذریعہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ آپ کے عزوات کی تعداد اکیس[۲۱] ہے۔ زید بن ارقم نے ان میں سے دو[۲] کو ذکر نہیں کیا ممکن ہے کہ وہ ابواء اور بواط ہوں اور زید بن ارقم پر کمسنی کے باعث مخفی رہے ہوں۔ مسلم کی روایت اس کی تائید کرتی ہے کہ پہلا غزوہ ذات العشیرہ یا ذاتُ العُسیرہ تھا۔ ان عزوات میں سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ میں بنفسہٖ جنگ[لڑی] اور وہ بدر، احد، احزاب، بنی مصطلق، خیبر، مکہ، حُنین اور طائف کی جنگیں ہیں۔ قریظہ کے ساتھ جنگ کو اس لئے ذکر نہیں کیا کہ وہ احزاب کے بعد واقع ہوئی اسے احزاب کے ساتھ ملا دیا ہے۔ بعض نے اسے علیحدہ ذکر کیا ہے ؛ کیونکہ احزاب کی ہزیمت کے بعد یہ مستقل غزوہ تھا۔ واللہ اعلم!

باب — سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان لوگوں کو ذکر کرنا جو بدر میں قتل ہوں گے

۳۶۹۸ — ترجمہ : ابواسحاق نے کہا مجھ سے عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ انھوں نے عبداللہ ابن مسعود سے سُنا (رضی اللہ عنہ)، کہ اُنھوں نے سعد بن معاذ سے ذکر کیا کہ وہ اُمیّہ بن خلف کے دوست تھے جب

عَلٰی اُمَیَّۃَ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ اِنْطَلَقَ سَعْدٌ
مُعْتَمِرًا فَنَزَلَ عَلٰی اُمَیَّۃَ بِمَکَّۃَ فَقَالَ لِاُمَیَّۃَ بِمَکَّۃَ ...... اُنْظُرْ لِیْ سَاعَۃَ
خَلْوَۃٍ لَعَلِّیْ اَنْ اَطُوْفَ بِالْبَیْتِ فَخَرَجَ بِہٖ قَرِیْبًا مِنْ نِصْفِ النَّہَارِ فَلَقِیَہُمَا
اَبُوْ جَہْلٍ فَقَالَ یَا اَبَا صَفْوَانَ مَنْ ہٰذَا مَعَکَ فَقَالَ ہٰذَا سَعْدٌ فَقَالَ لَہٗ
اَبُوْ جَہْلٍ اَلَا اَرَاکَ تَطُوْفُ بِمَکَّۃَ اٰمِنًا وَقَدْ اٰوَیْتُمُ الصُّبَاۃَ وَزَعَمْتُمْ اَنَّکُمْ
تَنْصُرُوْنَہُمْ وَتُعِیْنُوْنَہُمْ اَمَا وَاللّٰہِ لَوْلَا اَنَّکَ مَعَ اَبِیْ صَفْوَانَ مَا رَجَعْتَ اِلٰی
اَہْلِکَ سَالِمًا فَقَالَ لَہٗ سَعْدٌ وَرَفَعَ صَوْتَہٗ عَلَیْہِ اَمَا وَاللّٰہِ لَئِنْ مَنَعْتَنِیْ ہٰذَا
لَاَمْنَعَنَّکَ مَا ہُوَ اَشَدُّ عَلَیْکَ مِنْہُ طَرِیْقُکَ عَلٰی اَہْلِ الْمَدِیْنَۃِ فَقَالَ لَہٗ اُمَیَّۃُ
لَا تَرْفَعْ صَوْتَکَ یَا سَعْدُ عَلٰی اَبِی الْحَکَمِ سَیِّدِ اَہْلِ الْوَادِیْ فَقَالَ سَعْدٌ دَعْنَا
عَنْکَ یَا اُمَیَّۃُ فَوَاللّٰہِ لَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّہُمْ قَاتِلُوْکَ
قَالَ بِمَکَّۃَ قَالَ لَا اَدْرِیْ فَفَزِعَ لِذٰلِکَ اُمَیَّۃُ فَزَعًا شَدِیْدًا فَلَمَّا رَجَعَ اُمَیَّۃُ اِلٰی اَہْلِہٖ
قَالَ یَا اُمَّ صَفْوَانَ اَلَمْ تَرَیْ مَا قَالَ لِیْ سَعْدٌ قَالَتْ وَمَا قَالَ لَکَ قَالَ زَعَمَ اَنَّ
مُحَمَّدًا اَخْبَرَہُمْ اَنَّہُمْ قَاتِلِیَّ فَقُلْتُ لَہٗ بِمَکَّۃَ قَالَ لَا اَدْرِیْ فَقَالَ اُمَیَّۃُ وَاللّٰہِ لَا اَخْرُجُ مِنْ

اُمیّہ مدینہ منورہ سے گزرتا تو سعد بن معاذ کے پاس ٹھہرتا تھا اور سعد بن معاذ جب مکہ مکرمہ سے گزرتے تو اُمیّہ کے پاس ٹھہرا کرتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو سعد عمرہ کرنے گئے اور مکہ مکرمہ میں اُمیّہ کے پاس اقامت کی اور اُمیّہ سے کہا تنہائی کا وقت دیکھو اس وقت میں طواف کرلوں۔ اُمیّہ انہیں تقریباً دوپہر کے وقت لے کر نکلا تو انہیں ابوجہل مل گیا اُس نے (امیّہ سے) کہا اے ابوصفوان تمہارے ساتھ یہ کون ہے؟ اُس نے کہا یہ سعد بن معاذ ہے۔ ابوجہل نے سعد سے کہا کیا میں تجھے دیکھتا نہیں ہوں کہ تو امن کی حالت میں طواف کر رہا ہے حالانکہ تم نے صابیوں کو پناہ دے رکھی ہے اور تمہارا خیال ہے کہ تم ان کی مدد کرتے ہو خبردار! بخدا، اگر تو ابوصفوان کے ہمراہ نہ ہوتا تو اپنے گھر سالم نہ جاتے۔ سعد بن معاذ نے ابوجہل کو

فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ اِسْتَنْفَرَ اَبُوْجَهْلٍ النَّاسَ قَالَ اَدْرِكُوْا عِيْرَكُمْ فَكَرِهَ اُمَيَّةُ اَنْ يَّخْرُجَ فَاَتَاهُ اَبُوْجَهْلٍ فَقَالَ يَا اَبَا صَفْوَانَ اِنَّكَ مَتٰى يَرَاكَ النَّاسُ قَدْ تَخَلَّفْتَ وَاَنْتَ سَيِّدُ اَهْلِ الْوَادِيْ تَخَلَّفُوْا مَعَكَ فَلَمْ يَزَلْ بِهٖ اَبُوْجَهْلٍ حَتّٰى قَالَ اَمَّا اِذْ غَلَبْتَنِيْ فَوَاللّٰهِ لَاَشْتَرِيَنَّ اَجْوَدَ بَعِيْرٍ بِمَكَّةَ ثُمَّ قَالَ اُمَيَّةُ يَا اُمَّ صَفْوَانَ جَهِّزِيْنِيْ فَقَالَتْ لَهٗ يَا اَبَا صَفْوَانَ وَقَدْ نَسِيْتَ مَا قَالَ لَكَ اَخُوْكَ الْيَثْرِبِيُّ قَالَ لَا وَمَا اُرِيْدُ اَنْ اَجُوْزَ مَعَهُمْ اِلَّا قَرِيْبًا فَلَمَّا خَرَجَ اُمَيَّةُ اَخَذَ لَا يَنْزِلُ مَنْزِلًا اِلَّا عَقَلَ بَعِيْرَهٗ فَلَمْ يَزَلْ بِذٰلِكَ حَتّٰى قَتَلَهُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ

آواز بلند کرتے ہوئے کہا خبردار! اللہ کی قسم اگر تو مجھے اس سے منع کرے گا تو میں تجھے اس سے زیادہ سخت منع کروں گا اور مدینہ منورہ کا راستہ چلنے سے تجھے روک دوں گا۔ اُمیّہ نے سعد بن معاذ سے کہا اے سعد! ابوالحکم پر آواز بلند نہ کرو یہ مکہ والوں کا سردار ہے۔ سعد نے کہا اے امیہ ابوجہل کی حمایت چھوڑ بخدا! میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ وہ تجھے قتل کریں گے۔ اُمیہ نے کہا مکہ میں؟ سعد نے کہا یہ مجھے معلوم نہیں یہ سُن کر امیہ سخت گھبرایا جب اپنی بیوی کے پاس گیا تو اسے کہا اے ام صفوان کیا تو نے دیکھا نہیں کہ مجھے سعد نے کیا کہا ہے؟ اُس نے کہا کیا کہا ہے؟ اُمیہ نے کہا اس نے کہا ہے کہ "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا ہے کہ وہ مجھے قتل کریں گے میں نے سعد سے کہا مکہ میں؟ تو اُس نے کہا یہ معلوم نہیں امیہ نے کہا بخدا! میں مکہ سے باہر نہیں جاؤں گا جب جنگ بدر کا وقت آیا تو ابوجہل نے لوگوں کو لڑائی کے لئے نکالنا چاہا تو اُن سے کہا اپنے قافلہ کی حفاظت کرو امیہ نے مکہ سے نکلنا اچھا نہ سمجھا تو ابوجہل نے اس کے پاس آکر کہا اے ابوصفوان! جب تجھے لوگ دیکھیں گے کہ تم لشکر سے پیچھے رہ گئے ہو حالانکہ تم اس وادی (مکہ) کے سردار ہو تو وہ بھی تمہارے ساتھ پیچھے رہ جائیں گے (اور جنگ کرنے نہ نکلیں گے) ابوجہل اس سے اصرار کرتا رہا حتیٰ کہ امیہ نے کہا اگر تو مجھے مجبور کرتا ہے تو بخدا! میں تیز رفتار اُونٹ خریدتا ہوں پھر اُمیہ نے اپنی بیوی سے کہا اے ام صفوان مجھے تیار کرو تو اُس نے کہا اے ابا صفوان! تو وہ بھول گیا ہے جو تیرے یثربی بھائی نے کہا ہے؟ اُمیہ نے کہا نہیں۔ میرا ارادہ ہے کہ میں ان کے ساتھ تھوڑی دُور جاؤں (پھر واپس آجاؤں گا) جب اُمیہ نکلا تو جہاں وہ اُونٹ سے اُترتا اسے باندھ لیتا وہ اسی طرح کرتا رہا حتیٰ کہ اسے اللہ تعالیٰ نے بدر میں قتل کر دیا۔

۳۶۹۸ — شرح : محمد بن اسحاق نے کہا جنگ بدر کا سبب یہ تھا کہ ابوسفیان شام میں اپنے تیس ساتھیوں کے ساتھ تجارت کے لئے گیا تھا اس کے ساتھیوں میں سے عمرو بن عاص اور مخرمہ بن نوفل بھی تھے وہ عظیم قافلہ کے ساتھ آئے جبکہ ان کے پاس قریش کا مال تجارت کافی مقدار میں تھا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پکڑنے کے لئے صحابہ کو بلایا، لیکن ابوسفیان ہر لحظہ آپ کا خیال رکھتا تھا اس نے جاسوس چھوڑے ہوئے تھے اسے خبر ملی کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پکڑنے کے لئے صحابہ کرام کو تیار کیا ہے تو اس نے ضمضم بن عمرو غفاری کو مکہ میں قریش کے پاس بھیجا کہ وہ قافلہ کی حفاظت کے لئے آئیں تاکہ ان کے اموال محفوظ رہیں اور انہیں مسلمانوں کے خطرہ سے آگاہ کیا۔ جب ضمضم مکہ مکرمہ پہنچا تو اونٹ کی ناک کاٹ ڈالی اپنی قمیص پھاڑ دی اور چلا کر کہنے لگا اے قریش ابوسفیان کے پاس اپنے اموال کی حفاظت کرو مسلمان ان کو لوٹنے والے ہیں۔ فریاد کو جلد پہنچو! قریش مکہ ایک ہزار سوار ان کی مدد کو نکلے اور ان کے ساتھ سو (۱۰۰) گھوڑے تھے۔ ابوسفیان نے محتاط طریقہ سے اموال کی حفاظت کی اور سمندر کا راستہ اختیار کرلیا اور سفر میں بہت تیزی کی حتیٰ کہ مسلمانوں کی زد سے باہر نکل گیا جب اسے امن و امان کا یقین ہوگیا تو قریش کو پیغام بھیجا کہ وہ واپس ہو جائیں خطرہ ٹل گیا ہے، لیکن ابوجہل نے واپس ہونے سے انکار کر دیا اور بدستور سفر جاری رکھا حتی کہ مقام بدر میں مسلمانوں سے مقابلہ ہوگیا پھر ہوا جو ہوا۔

قولہ اِنَّھُمْ قَاتِلُوْكَ الخ ضمیر سے مراد مسلمان ہیں یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جمع کا صیغہ بطور تعظیم ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اس مقام میں علامہ کرمانی نے "ضمیر انھم" کا مرجع ابوجہل اور اس کے ساتھی ذکر کئے ہیں یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھی امیہ کو قتل کریں گے، لیکن اشکال یہ ہے کہ امیہ کو مسلمانوں نے قتل کیا تھا ابوجہل اور اس کے ساتھیوں نے قتل نہیں کیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ ابوجہل امیہ کے قتل کا سبب تھا، کیونکہ اسی نے اسے مکہ سے نکالا تھا۔ گویا کہ وہی امیہ کا قاتل تھا، لیکن اس تقدیر پر سعد کے اس کلام "دَعْنَا عَنْكَ" کا معنیٰ یہ کرنا چاہیئے کہ مجھے اور ابوجہل کو چھوڑو اور ابوجہل کی حمایت نہ کرو وہ تمہارے قاتل ہیں۔ اور فَوَاللہِ لَقَدْ سَمِعْتُ الخ کا ربط درست ہے۔ علامہ ابن حجر نے کہا کہ اس کے رد کے لئے باب کی روائت کافی ہے، کیونکہ اس میں یہ ہے کہ اُمیہ نے اپنی بیوی سے کہا کہ محمد" صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خبر دی ہے کہ وہ میرے قاتل ہیں یہاں ابوجہل کا ذکر تک نہیں ہے۔

قولہ حَتّٰی قَتَلَہُ اللہُ بِبَدْرٍ "یعنی امیہ کو اللہ تعالیٰ نے بدر میں قتل کیا۔ واقدی نے ذکر کیا کہ امیہ کو خُبَیب بن اساف نے قتل کیا۔ محمد بن اسحاق نے کہا انصار کے قبیلہ بنی مازن کے کسی شخص نے قتل کیا۔ ابن ہشام نے کہا امیہ کے قتل میں معاذ بن عفراء، خارجہ بن زید اور خُبیب بن اساف شریک تھے۔ حاکم نے مستدرک میں ذکر کیا کہ رفاعہ ابن رافع نے اسے تلوار سے زخمی کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت بلال نے امیہ کو قتل کیا۔ بایں ہمہ ابوجہل کی طرف امیہ کے قتل کی نسبت اس لئے ہے کہ وہ اس کو بدر میں لانے کا سبب تھا۔ اس حدیث میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وفور علم کے دلائل ہیں اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے قوت نفس اور یقین کی دلیل ہے اور قدیم سے عمرہ کیا جاتا رہا ہے اور جناب رسول اللہ

بَابُ قِصَّۃِ غَزْوَۃِ بَدْرٍ

وَقَوْلُ اللّٰہِ تَعَالیٰ وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ فَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ اَلَنْ یَّکْفِیَکُمْ اَنْ یُّمِدَّکُمْ رَبُّکُمْ بِثَلٰثَۃِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُنْزَلِیْنَ بَلٰٓی اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَیَاْتُوْکُمْ مِّنْ فَوْرِھِمْ ھٰذَا یُمْدِدْ رَبُّکُمْ بِخَمْسَۃِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُسَوِّمِیْنَ وَمَا جَعَلَہُ اللّٰہُ اِلَّا بُشْرٰی لَکُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُکُمْ بِہٖ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَکِیْمِ لِیَقْطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْ یَکْبِتَھُمْ فَیَنْقَلِبُوْا خَآئِبِیْنَ وَقَالَ وَحْشِیٌّ قَتَلَ حَمْزَۃُ طُعَیْمَۃَ بْنَ عَدِیِّ بْنِ الْخِیَارِ یَوْمَ بَدْرٍ وَقَوْلُہٗ تَعَالیٰ وَاِذْ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ اَنَّھَا لَکُمْ الاٰیۃ

صَلّی اللہ علیہ وسلم کے عمرہ کرنے سے پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عمرہ کرنے کی اجازت تھی لیکن حج کی اجازت نہ تھی (فتح) اُمیّہ بن خلف جمحی ہے اس کی کنیت ابو صفوان ہے۔ ابوجہل کا نام عمرو بن ہشام ہے وہ مخزومی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کنیت ابوجہل رکھی جبکہ جاہلیت میں اسے ابوالحکم کہا جاتا تھا۔

لُغت : صُبَاۃ صابی کی جمع ہے جو کوئی ایک دین سے دوسرے دین کی طرف مائل ہو جائے اسے صابی کہتے ہیں۔

باب۔ غزوۂ بدر کا واقعہ

ترجمۃ الباب : اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد فرمائی جبکہ تم بے سروسامان تھے تو اللہ سے ڈرو! کہیں تم شکرگزار ہو جب اے محبوب تم مسلمانوں سے فرماتے تھے۔ کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتے اُتار کر۔ ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر و تقویٰ کرو اور کافر اسی دم تم پر آپڑیں تو تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار

۳۶۹۹ ـــ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ لَمْ أَتَخَلَّفْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا إِلَّا فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ غَيْرَ أَنِّي تَخَلَّفْتُ فِي غَزْوَةِ بَدْرٍ وَلَمْ يُعَاتِبْ أَحَدٌ تَخَلَّفَ عَنْهَا إِنَّمَا خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ عِيرَ قُرَيْشٍ حَتَّى جَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلَى غَيْرِ مِيعَادٍ

فرشتے نشان والے بھیجے گا اور یہ فتح اللہ نے نہ کی مگر تمہاری خوشی کے لئے اور اس لئے کہ اس سے تمہارے دلوں کو چین ملے اور مدد نہیں مگر اللہ غالب حکمت والے کے پاس سے اس لئے کہ کافروں کا ایک حصہ کاٹ دے یا انہیں ذلیل کرے کہ نامراد پھر جائیں۔ (القرآن)

وحشی نے کہا حمزہ " رضی اللہ عنہ " نے طعیمہ بن عدی بن خیار کو بدر کے دن قتل کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: جب اللہ نے دو جماعتوں سے ایک جماعت کا تم سے وعدہ کیا کہ وہ تمہارے لئے ہے۔

شرح : بدر مشہور گاؤں ہے۔ بدر بن مخلد بن نضر بن کنانہ نے وہاں اقامت کی تھی۔ اس لئے یہ اس کی طرف منسوب ہے۔ کہا گیا ہے کہ بدر کنواں ہے اسے بدر اس لئے کہتے ہیں کہ وہ گول ہے یا اس کا پانی صاف ہے یا اس میں چاند دیکھا جاتا ہے۔ جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پانچ ہزار فرشتوں سے مدد کی۔ پہلے ایک ہزار فرشتے بھیجے پھر اُن میں اضافہ کر دیا تو تین ہزار ہوگئے پھر دو ہزار کا اضافہ کیا تو پانچ ہزار ہوگئے اول اتنی بھاری تعداد سے اللہ تعالیٰ کا مدد کرنا مسلمانوں کے اکرام و اعزاز اور ان کے حوصلے بلند کرنے کے لئے تھا ورنہ ایک ہزار کفار کی ہلاکت کے لئے ایک فرشتہ ہی کافی تھا۔ اسی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدر کے میدان میں اللہ تعالیٰ کے وعدہ کی ایفاء کا ذکر کرنا مسلمانوں کی اطمینان کے لئے تھا جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کا خلاف ہرگز نہیں کرتا جب آپ کی دعاء سے مسلمانوں کے قلوب مطمئن ہو گئے تو فرمایا کافر عنقریب شکست خوردہ بھاگ نکلیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

وحشی بن حرب حبشی تھا۔ طعیمہ بن عدی بن نوفل بن عبد المناف قرشی نے اسے آزاد کیا تھا۔ جب اسے امیر حمزہ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ بِهِ قُلُوبُكُمْ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ

رضی اللہ عنہ نے بدر میں قتل کیا تو اس کے بھتیجے جبیر بن مطعم نے اپنے وحشی غلام سے کہا اگر تو میرے چچا کے قتل کے بدلہ حمزہ کو قتل کر دے تو تو آزاد ہے "

۳۶۹۹ — ترجمہ : عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن کعب سے روایت ہے کہ عبد اللہ بن کعب نے کہا میں نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں کسی جنگ میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگیں لڑی ہیں جنگِ تبوک کے سوا .... آپ سے پیچھے نہیں رہا مگر جنگِ بدر میں آپ سے پیچھے رہا۔ (جنگِ بدر میں شریک نہ ہوا) اس جنگ میں جو بھی شریک نہ ہوا تھا اسے عتاب نہیں کیا گیا کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار قریش کے قافلہ کا قاصد کرتے ہوئے نکلے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور ان کے دشمنوں میں قبل از وقت مڈبھیڑ کر دی ۔

۳۶۹۹ — شرح : یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جنگی تیاری کے ساتھ باہر نہیں نکلے تھے۔ آپ کا مقصد صرف ابو سفیان کے قافلہ کی گرفت کرنی تھی جو تیس شخص تھے ان کے پاس ایک ہزار اونٹ اور پچاس ہزار دینار کا سامان تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے وعدہ اور جنگ کے ارادہ کے بغیر ان میں مقابلہ کرا دیا ، طبرانی اور ابو نعیم نے دلائل نبوت میں علی بن طلحہ کے طریق سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ مکہ والوں کا قافلہ شام سے آیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسے پکڑنے باہر نکلے جب مکہ والوں کو یہ خبر پہنچی تو وہ برق رفتار ان کی مدد کرنے نکلے اور قافلہ مسلمانوں سے بہت آگے نکل گیا۔ اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ دو گروہوں میں سے ایک پر آپ کو کامیاب کرے گا ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ابو سفیان کے قافلہ پر کامیابی زیادہ محبوب تھی ، کیونکہ اس میں نہ تو جنگ تک نوبت پہنچی تھی اور نہ ہی کسی جانی نقصان کی توقع تھی ، لیکن جب قافلہ نے دوسری راہ اختیار کر لی اور ان کی زد سے نکل گیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو ساتھ لے کر بدر میں تشریف لے گئے اور وہاں کافروں سے جنگ ہو گئی ۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کعب بن مالک کی حدیث کا کچھ حصہ ذکر کیا ہے جو مفصل بیان ہو گی ان شاء اللہ اس سے امام کا مقصد یہ ہے کہ جنگِ بدر میں شریک نہ ہونے والوں کو عتاب نہیں کیا گیا تھا واللہ و رسولہ اعلم !

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد : جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے تو

إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَمَن يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ

اُس نے تمہاری فریاد سُن لی کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں۔ ہزار فرشتوں کی قطار سے یہ اللہ نے نہ کیا مگر تمہاری خوشی کو اور اس لئے کہ تمہارے دل چین پائیں اور مدد نہیں مگر اللہ کی طرف سے بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے جب اُس نے تمہیں اونگھ سے گھیر دیا تو اس کی طرف سے چین تھی اور آسمان سے تم پر پانی اُتارا کہ تمہیں اس سے سُتھرا کر دے اور شیطان کی ناپاکی تم سے دُور فرما دے اور تمہارے دلوں کو ڈھارس بندھائے اور اس سے تمہارے قدم جما دے جب اے محبوب تمہارا ربّ فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں کو ثابت رکھو۔ عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈالوں گا تو کافروں کی گردنوں سے اُوپر مارو اور ان کی ایک ایک پور پر ضرب لگاؤ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسُول سے مخالفت کی اور جو اللہ اور اس کے رسُول سے مخالفت کرے تو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے۔

شرح : اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ ،، اِذْ يَعِدُكُمْ ،، سے بدل واقع ہے یعنی تم اپنے ربّ سے بدر کی جنگ میں دشمن پر مدد کا سوال کرتے تھے تو اللہ نے تمہاری مدد کی تاکہ تمہارے دلوں کو سکون ہو اور تمہاری قلّت کے باعث تمہارے دلوں سے خوف زائل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے

۳۷۰۰ـــ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ مُخَارِقٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ شَهِدْتُ مِنَ الْمِقْدَادِ ابْنِ الْأَسْوَدِ مَشْهَدًا لَأَنْ أَكُونَ صَاحِبَهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا عُدِلَ بِهِ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَدْعُو عَلَى الْمُشْرِكِينَ فَقَالَ لَا نَقُولُ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسَى اذْهَبْ أَنْتَ

کافروں کے ساتھ جنگ مشروع کی حالانکہ وہ اپنی قدرت کاملہ سے ان کو ایک لمحہ میں ہلاک کر سکتا ہے ، کیونکہ کافروں سے جنگ کی مشروعیت میں بہت حکمتیں ہیں ۔

نیند اور اونگھ میں فرق

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا لڑائی میں اونگھ آنا اللہ کی طرف سے آرام پہنچانا ہے اور نماز میں یہ شیطان کا اثر ہے ۔ قتادہ نے کہا اونگھ سر میں اور نیند دل میں ہوتی ہے ۔ صحابہ کرام کو اُحد کی جنگ میں اونگھ آئی تھی تاکہ زخموں کی تکلیف سے افاقہ ہو ۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب بدر میں پہنچے تو مشرک ان کے اور پانی کے درمیان حائل تھے ۔ مسلمان ریتلی زمین پر تھے جہاں قدم نہیں ٹھہرتے تھے ۔ شیطان نے لوگوں کے دلوں میں وسوسہ کیا کہ تم کہتے ہو کہ تم اولیاء اللہ ہو اور تم میں اللہ کا رسول ہے " صلی اللہ علیہ وسلم " حالانکہ مشرک تم پر غالب آئے ہیں اور انھوں نے پانی پر غلبہ حاصل کر لیا ہے اور تم جنبی نمازیں پڑھتے ہو تو اللہ تعالیٰ نے سخت بارش نازل فرمائی جس سے مسلمانوں نے پانی پیا اور بدن پاک کئے اور ان سے شیطان کی پلیدی ختم کی سخت بارش سے ریتلی زمین سخت ہو گئی جس پر لوگوں اور جانوروں کے قدم مضبوط ہوئے اور انھوں نے جرأت سے کافروں پر حملہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے ہزار ہا فرشتوں سے صحابہ کرام کی مدد فرمائی ، چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام پانچ سو (۵۰۰) فرشتوں کو لے کر ایک طرف اور میکائیل علیہ السلام بھی پانچ صد فرشتوں کے ساتھ دوسری طرف تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں (قسطلانی)

۳۷۰۰ــــ ترجمہ : طارق بن شہاب نے کہا میں نے ابن مسعود کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے مقداد بن اسود سے ایسی چیز دیکھی کہ میرا اسے حاصل کر لینا اس کے مقابلہ دنیا کی ہر نعمت سے وہ مجھے زیادہ محبوب ہے (وہ یہ کہ) وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں آئے جبکہ آپ مشرکوں سے جنگ کے لئے مسلمانوں کو بلا رہے تھے ۔ مقداد نے کہا ہم اس طرح نہیں

وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا وَلٰكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَشْرَقَ وَجْهُهٗ وَسَرَّهٗ يَعْنِيْ قَوْلَهٗ

۳۷۰۱ — حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ اَللّٰهُمَّ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ فَاَخَذَ اَبُوْبَكْرٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ حَسْبُكَ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ

کہیں گے جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا کہ تم اور تمہارا رب جاؤ اور جنگ کرو "، لیکن ہم آپ کے دائیں، بائیں، آگے اور پیچھے جنگ کریں گے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کا چہرۂ انور چمکنے لگا اور اس کی بات نے آپ کو خوش کر دیا۔

۳۷۰۰ — شرح: ابن اسحاق نے کہا یہ مقداد کا کلام ہے جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم صفراء پہنچے اور آپ کو یہ خبر پہنچی کہ قریش مکہ پوری تیاری کر کے بدر پہنچ رہے ہیں اور ابوسفیان اپنے ساتھیوں سمیت نجات حاصل کر گئے ہیں تو آپ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم سے مشورہ لیا کہ اب کیا کیا جائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ جو کچھ کریں اچھا ہے۔ عمر فاروق نے بھی یہی کہا پھر مقداد ابن اسود نے کھڑے ہو کر کہا جو کہ حدیث میں مذکور ہے نیز انھوں نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے۔ اگر آپ برک غماد چلیں گے تو ہم آپ کی معیت میں جہاد کریں گے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے مشورہ دو اب لوگوں کو معلوم ہوا کہ آپ انصار کا خیال معلوم کرنا چاہتے ہیں، کیونکہ آپ نے یہ محسوس فرمایا تھا کہ انصار نے آپ کی موافقت پر بیعت اس صورت کی ہے کہ اگر کوئی آپ سے زیادتی کرے گا تو وہ آپ کی مدد کریں گے اور اس بات پر بیعت نہ تھی کہ اگر آپ دشمن پر حملہ کریں گے تو وہ آپ کا ساتھ دیں گے حضرت سعد بن معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" آپ جو کرنا چاہتے ہیں کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اس سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے۔ قولہ مِمَّا عُدِلَ بِہٖ الخ یعنی دنیا کی ہر شئی جو اس جنگ کے مقابلہ یا ہم وزن ہو، سے اس جنگ میں حاضر ہونا مجھے زیادہ محبوب ہے، بہتر یہی معنی ہے کہا گیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ اس مشہد (جنگ) کے مقابلہ جو بھی ثواب ہو اس سے وہاں حاضر ہونا مجھے زیادہ محبوب ہے لیکن یہ معنی مبالغہ سے خالی نہیں، کیونکہ آخرت کا ذرا سا ثواب دنیا اور دنیا کی ہر نعمت سے اچھا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اسماء رجال

: ع۱ مخارق بن عبد اللہ بن جابر احمسی کوفی ہیں ع۲ مقداد بن اسود حدیث ع۱۳۲ کے اسماء میں مذکور ہے،، (کتاب العلم کے آخر میں)

۳۷۰۱ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر میں فرمایا " اے اللہ! میں سوال کرتا ہوں کہ تو اپنا وعدہ اور عہد پورا کر۔ اگر تو چاہتا ہے کہ تیری عبادت نہ ہو تو کافروں کو غلبہ دے، ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کا دست اقدس پکڑ کر عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ آپ کو کافی ہے پس آپ باہر آئے جبکہ یہ فرمارہے تھے۔ عنقریب کافر شکست خوردہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے ،،

۳۷۰۱ — شرح : اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ انہیں کافروں پر غلبہ دے گا اور ان کی مدد کرے گا اور دین متین کو غالب کرے گا ; چنانچہ قرآن کریم میں ہے " لَقَدْ سَبَقَتْ کَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِیْنَ ،، اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے وعدہ کیا کہ انہیں ابو سفیان کے قافلہ اور قریش کے لشکر میں سے ایک پر انہیں غالب کرے گا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے : اِذْ یَعِدُکُمُ اللّٰہُ اِحْدَی الطَّآئِفَتَیْنِ اَنَّھَا لَکُمْ،، دو طائفے عیرِ ابو سفیان اور نفیرِ قریش ہیں جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی ایک ہزار فوج دیکھی اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایک نظر سے دیکھا کہ وہ صرف تین سو تیرہ افراد ہیں تو آپ قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے اور پروردگار عالم سے درخواست کی کہ اے اللہ جو تو نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے اسے پورا کر اے اللہ اگر یہ صحابہ کی جماعت ہلاک ہوگئی تو زمین میں تیری عبادت نہیں ہوگی کیونکہ آپ جانتے تھے کہ آپ آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی بھی لوگوں کی راہنمائی نہیں کرے گا اور یہ آخری امت مسلمہ ہے ان کے ہلاک ہو جانے کے بعد کوئی مسلمان نہ ہوگا اور نہ اللہ کی عبادت ہوگی۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بہت الحاح سے دعا فرماتے رہے حتیٰ کہ آپ کی چادر کندھے سے گر گئی تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پکڑ کر آپ کے کندھوں پہ رکھ دی اور عرض کیا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" آپ کا اپنے رب سے ایفاء وعدہ کا اس طرح زور سے سوال کرنا آپ کے لئے کافی ہے وہ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا۔ علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ خیال نہ کیا جائے کہ ابو بکر صدیق کو اللہ کے وعدہ کی ایفاء کا وثوق زیادہ تھا۔ ایسا خیال غلط ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس طرح زوردار سوال کا مقصد یہ تھا کہ جنگ بدر سب سے پہلی جنگ تھی جس میں صحابہ کرام معمولی تعداد میں بے سروسامان تھے جبکہ وہ جنگی تیاری کر کے نہیں آئے تھے یہ صرف اتفاق ہی ہو گیا تھا اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام پر شفقت و مہربانی اور ان کے قلوب کی اطمینان کے لئے اس طرح اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا تھا کیونکہ صحابہ کو یہ یقین تھا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ مقبول ہے اور دعا مستجاب ہے جب ابو بکر صدیق

باب ۳۷۰۲ ـ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاھِیْمُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ اَخْبَرَنَا ھِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَیْجٍ اَخْبَرَھُمْ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الْکَرِیْمِ اَنَّہٗ سَمِعَ مِقْسَمًا مَوْلٰی عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ الْحَارِثِ یُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ سَمِعَہٗ یَقُوْلُ لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَنْ بَدْرٍ وَّالْخَارِجُوْنَ اِلٰی بَدْرٍ

رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی تو آپ دُعاء کرنے سے رُک گئے، کیونکہ آپ کو یقین ہو گیا تھا کہ صحابہ کرام مطمئن ہو گئے ہیں اور ان کے قلوب میں طمانیت متمکن ہو گئی ہے۔ اسی لئے ابو بکر نے کہا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اللہ کافی ہے۔ اسی لئے آپ نے فرمایا عنقریب کافر شکست خوردہ بھاگ نکلیں گے چنانچہ آپ کے ارشاد کے مطابق ہی ہُوا کہ اس جنگ میں قریش کے نامی سردار اور بہادر مارے گئے اور کفر کی کمر ٹوٹ گئی اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ دیا اور اللہ کا وعدہ پُورا ہُوا۔

باب

۳۷۰۲ ـ ترجمہ : ابن جُریج نے بیان کیا کہ عبدالکریم نے انہیں بتایا کہ اُنھوں نے عبداللہ بن حارث کے مَولیٰ مقسم کو ابن عباس سے خبر دیتے ہُوئے سُنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ جنگ بدر میں جانے والے اور اس میں نہ جانے والے برابر نہیں۔

۳۷۰۲ ـ شرح : یعنی غزوہ میں حاضر ہونے والے اس سے غائب ہونے والے ثواب میں دونوں برابر نہیں ہیں۔ اس حدیث کی ترمذی نے ابن جریج کے طریق سے عبدالکریم اور مقسم سے روایت کی کہ معذور لوگوں کے سوا بدر میں شامل ہونے والے اور اس سے غائب والے ثواب میں برابر نہیں۔ جب یہ آیت کریمہ "لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ" الخ نازل ہُوئی تو عبداللہ بن جحش اور ابن مکتوم نے کہا جبکہ وہ دونوں نابینا تھے۔ یارسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کیا ہمیں رخصت ہے؟ تو یہ حصہ نازل ہُوا "غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ" یعنی اولی ضرر (معذورین) کے سوا جنگ میں نہ جانے والے اور اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال سے جہاد کرنے والے برابر نہیں جو لوگ اپنی جان و مال سے جہاد کرتے ہیں اللہ نے انہیں دوسروں پر فضیلت دی ہے۔ ہر ایک سے اللہ نے اچھا وعدہ کیا ہے، چنانچہ صحیح روایت میں ہے

بَابُ عِدَّةِ اَصْحَابِ بَدْرٍ

۳۷۰۳ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ اُسْتُصْغِرْتُ اَنَا وَابْنُ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنِیْ مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ اُسْتُصْغِرْتُ اَنَا وَابْنُ عُمَرَ یَوْمَ بَدْرٍ وَکَانَ الْمُهٰجِرُوْنَ یَوْمَ بَدْرٍ نَیِّفًا عَلٰی سِتِّیْنَ وَالْاَنْصَارُ نَیِّفٌ وَّاَرْبَعُوْنَ وَمِائَتَانِ

کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر سے فرمایا اے اہل بدر تم جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ کتاب التفسیر میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

باب ـ اصحابِ غزوۂ بدر کی تعداد

۳۷۰۳ ـــ ترجمہ: براء بن عازب نے کہا کہ مجھے اور عبد اللہ بن عمر کو جنگِ بدر میں کمسن شمار کیا گیا۔

۳۷۰۴ ـــ ترجمہ: حضرت براء نے کہا میں اور عبد اللہ بن عمر بدر کی جنگ میں کمسن تھے اور بدر کی جنگ میں مہاجرین کی تعداد ساٹھ سے کچھ زیادہ تھی جبکہ انصار دو سو چالیس سے کچھ زیادہ تھے۔

۳۷۰۳
۳۷۰۴ ـــ شرح: یعنی ہم دونوں کی عمریں حدِ بلوغ سے کم تھیں اس لئے بدر میں شریک ہونے کی اجازت نہ دی۔ آپ انہی لوگوں کو جنگ میں شامل ہونے کی اجازت فرماتے تھے جو بالغ ہوتے تھے۔ علامہ عینی نے ذکر کیا ہے کہ قاضی عیاض اور ابن تین نے اعتراض کیا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر نے کہا میں اُحُد کی جنگ میں پیش کیا گیا تو مجھے کمسنی کے باعث جنگ میں شامل نہ کیا گیا یہ روایت بخاری کی روایت کے خلاف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ان دونوں حدیثوں میں منافات نہیں۔ کیونکہ حضرت عبد اللہ بن عمر دونوں جنگوں میں پیش کئے گئے تھے خود عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جس روز انہیں بدر کی جنگ میں پیش کیا گیا ان کی عمر تیرہ برس تھی تو انہیں شامل نہ کیا گیا اور اُحُد کی جنگ میں ان کی عمر چودہ برس تھی تو انہیں مسترد کر دیا گیا کیونکہ دونوں مواقع میں ان کی عمریں کم تھیں۔

مسلم نے روایت کی ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن مشرکوں کو دیکھا کہ وہ ایک ہزار تھے اور آپ کے صحابی تین سو انیس تھے۔ ابن سعد نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین سو پانچ افراد کو ساتھ

۳۷۰۵ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا أَنَّهُمْ كَانُوا عِدَّةَ أَصْحَابِ طَالُوتَ الَّذِينَ جَازُوا مَعَهُ النَّهَرَ بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلٰثَمِائَةٍ قَالَ الْبَرَاءُ لَا وَاللهِ مَا جَاوَزَ مَعَهُ النَّهَرَ إِلَّا مُؤْمِنٌ

۳۷۰۶ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كُنَّا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتَحَدَّثُ أَنَّ عِدَّةَ أَصْحَابِ بَدْرٍ عَلَى عِدَّةِ أَصْحَابِ طَالُوتَ الَّذِينَ جَاوَزُوا مَعَهُ النَّهَرَ وَلَمْ يُجَاوِزْ مَعَهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلٰثَمِائَةٍ

لے کر بدر میں تشریف لائے جن میں ۷۴ مہاجرین تھے اور باقی تمام انصار تھے۔ آٹھ افراد اس جنگ میں شریک نہ ہوسکے تھے۔ ان میں ایک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں ان کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھیں اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی دیکھ بھال کریں اور بدر کی غنیمت میں ان کا حصہ بھی مقرر کیا اسی طرح باقی ساتوں کو بھی اس غنیمت سے حصہ دیا گیا۔ ۲۔۳ طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن زید رضی اللہ عنہما کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے قافلہ کی جاسوسی کے لئے بھیجا تھا۔ ۴ ابو لبابہ کو مدینہ منورہ پہ اپنا قائم مقام کیا ۵ عاصم بن عدی کو اہل عالیہ پر مقرر کیا اور ۶ حارث بن حاطب کو روحاء مقام سے کسی وجہ سے بنی عمرو بن عوف کی طرف بھیج دیا، کیونکہ آپ کو ان کی طرف سے کچھ اچھی بات نہ پہنچی تھی۔ ساتویں حارث بن صمہ ہیں وہ روحاء میں گرنے سے زخمی ہوگئے تھے۔ انہیں مدینہ منورہ بھیج دیا اور آٹھویں خوات بن جبیر تھے انہیں بھی اس وجہ سے واپس کر دیا (قسطلانی) اس روایت کے مطابق اہل بدر تین سو تیرہ مجاہدین تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۷۰۵ ــــ ترجمہ: ابو اسحاق نے کہا میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ مجھے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بدر میں شریک ہوئے تھے خبر دی کہ ان کی تعداد اصحاب طالوت جتنی تھی جنہوں نے نہر عبور کی تھی وہ تین سو دس سے کچھ زیادہ تھے۔ براء نے کہا بخدا! طالوت کے ساتھ صرف ایمانداروں نے نہر عبور کی تھی۔

۳۷۰۷ — حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ سُفْیٰنَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ کَثِیْرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا سُفْیٰنُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ کُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّ اَصْحَابَ بَدْرٍ ثَلٰثُمِائَۃٍ وَّ بِضْعَۃَ عَشَرَ بِعِدَّۃِ اَصْحَابِ طَالُوْتَ الَّذِیْنَ جَاوَزُوْا مَعَہُ النَّھْرَ وَمَا جَاوَزَ مَعَہُ اِلَّا مُؤْمِنٌ —

۳۷۰۶ — ترجمہ : ابو اسحاق نے براء سے روایت کی کہ ہم سب اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپس میں باتیں کرتے تھے کہ اصحاب بدر کی تعداد اصحاب طالوت کے برابر تھی جنوں نے اس کے ساتھ نہر عبور کی تھی اور ان کے ساتھ وہی نہر عبور کر سکے تھے جو ایماندار تین سو دس سے کچھ زیادہ تھے۔

۳۷۰۷ — ترجمہ : ابو اسحاق نے براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم سب اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپس میں باتیں کرتے تھے کہ اصحاب بدر تین سو دس سے کچھ زیادہ تھے

۳۷۰۸ — وہ اصحاب طالوت کی تعداد کے برابر تھے جنہوں نے اس کے ساتھ نہر پار کی تھی اور اس کے ساتھ صرف ایمانداروں نے نہر پار کی تھی۔

۳۷۰۵ تا ۳۷۰۸ — شرح : طالوت کا شجرۂ نسب یہ ہے۔ طالوت بن قشن بن افیل ابن صادق بن بجوم بن یحورث بن افیح بن ناحور بن ناحور بن بنیامین بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام طالوت کا عبرانی نام شاول ہے وہ چمڑوں کی دباغت کرتے تھے۔ بشیری نے کہا وہ سقے تھے۔ دریائے نیل سے پانی گدھے پر لاد کر لاتے اور لوگوں کو پلاتے تھے ایک دفعہ ان کا گدھا گم ہو گیا وہ اس کی تلاش میں نکلے۔ قرآن کریم نے ان کا واقعہ اس طرح ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی طرف اشموئیل علیہ السلام کو نبی بھیجا جو ہارون علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ بنی اسرائیل پر قوم عمالقہ کے بادشاہ جالوت کا غلبہ تھا۔ وہ مصر اور فلسطین کے درمیان بحر روم کے ساحل پر رہتے تھے۔ بنو اسرائیل نے شموئیل علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ ان کے لئے کوئی بادشاہ مقرر کریں جس کے تحت وہ جالوت کا مقابلہ کریں۔ شموئیل نے اللہ تعالیٰ سے سوال عرض کیا تو ان پر طالوت حاکم مقرر کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جب شموئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یہ سوال عرض کیا تھا تو انہیں ایک عصا (لاٹھی) اور ایک سینگ دیا گیا جس میں قدس کا تیل تھا اور ان سے کہا گیا جو تمہارا بادشاہ منتخب ہوگا اس کا قد اس لاٹھی جتنا ہوگا جب وہ تمہارے پاس آئے گا اس سینگ میں تیل خشک ہو جائے گا۔ اتفاقاً جب طالوت اپنے گدھے کی تلاش میں نکلے تھے تو تلاش

بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى كُفَّارِ قُرَيْشٍ شَيْبَةَ وَعُتْبَةَ وَالْوَلِيْدِ وَاَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ وَهَلَاكِهِمْ

۳۷۰۹ـــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِسْتَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَعْبَةَ فَدَعَا عَلٰى نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ عَلٰى شَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَاَبِيْ جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ فَاَشْهَدُ بِاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُهُمْ صَرْعٰى قَدْ غَيَّرَتْهُمُ الشَّمْسُ وَكَانَ يَوْمًا حَارًّا

کرتے ہوئے شموئیل کے پاس چلے گئے انھوں نے اس کی پیمائش کی تو لاٹھی کے برابر ہوئے اور سینگ میں تیل بھی خشک ہو گیا جب حضرت شموئیل علیہ السلام نے انہیں دیکھا تو کہا تو بنی اسرائیل کا بادشاہ ہے اور بنی اسرائیل کو بھی ان سے خبردار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انہیں ان کے نبی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا بادشاہ طالوت مقرر کیا ہے یہ طویل واقعہ ہے،،

الحاصل اس کے پاس اسی ہزار ۸۰۰۰۰ لوگ جمع ہو گئے طالوت نے شموئیل کے حکم سے انہیں کہا اللہ تعالیٰ نہر اُردن کے ذریعہ تمہارا امتحان لینا چاہتا ہے تاکہ تم میں تابعداروں کا امتیاز ہو جائے۔ ان لوگوں میں داؤد علیہ السلام بھی تھے جب دمشق کے نواحی میں طالوت اور جالوت میں جنگ شروع ہوئی تو داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا۔ قرآن کریم میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ اس اثناء میں حضرت شموئیل علیہ السلام وفات پا گئے جبکہ جالوت کی طاقت کا خاتمہ ہو چکا تھا اور اس کی عمر ۵۲ برس تھی پھر طالوت نے کافروں سے جنگیں شروع کیں حتی کہ وہ اور اس کی اولاد سب قتل ہو گئے جبکہ اس کی حکومت کی مدت چالیس برس تھی۔ طالوت حلیم الطبع عالم بادشاہ تھا اس کا قد لوگوں سے لمبا تھا اسی لئے اسے طالوت کہا جاتا تھا۔ زمخشری نے انہیں نبی کہا ہے پھر بنی اسرائیل مختلف گروہوں میں بٹ گئے اور یہودا کی اولاد کے بادشاہ داؤد علیہ السلام مقرر ہوئے (عینی) ابن کثیر نے کہا اس نہر کا نام شریعہ تھا جس نے اس سے پانی پیا وہ میرے دین میں سے نہ ہوگا اور نہ ہی میرا فرمانبردار ہوگا تو چند لوگوں کے سوا سب نے پانی پیا صرف تین سو دس سے کچھ زائد لوگوں نے پانی نہ پیا۔ ان میں سے داؤد علیہ السلام تھے۔

بَابُ قَتْلِ اَبِی جَهْلٍ

۳۷۱۰ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيلُ قَالَ اَخْبَرَنَا قَيْسٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ اَنَّهٗ اَتٰى اَبَا جَهْلٍ وَبِهٖ رَمَقٌ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَالَ اَبُو جَهْلٍ هَلْ اَعْمَدُ مِنْ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوْهُ

باب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کفارِ قریش شیبہ، عتبہ، ولید اور ابوجہل کی ہلاکت کی بد دعا کرنا

۳۷۰۹ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ مکرمہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کافروں کی جماعت کے لئے بد دعا کی یعنی شیبہ بن ربیعہ عتبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ اور ابوجہل بن ہشام کے لئے بد دعا کی میں اس بات کا گواہ ہوں کہ میں نے اُن سب کو مرے ہوئے دیکھا سورج کی دھوپ نے انہیں بدبو کر دیا تھا اور وہ دن سخت گرم تھا۔

۳۷۰۹ — شرح: سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ شروع ہونے سے پہلے ان کافروں کے قتل ہو کر گرنے کی جگہ کی نشاندہی فرما دی تھی اور یہ لوگ انہیں جگہوں پر گر کر مرے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائی تھیں۔ ابوجہل کا نام عمرو بن ہشام بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم تھا اس کی کنیت ابوالحکم تھی۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کنیت ابوجہل رکھی تھی اللہ تعالیٰ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول فرمائی اور مذکور کفار تمام بدر میں ہلاک ہو گئے چنانچہ شیبہ کو امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے قتل کیا، عتبہ کو عبیدہ بن حارث نے قتل کیا۔ ابن ہشام نے کہا عتبہ کو قتل کرنے میں امیر حمزہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما بھی شریک تھے۔ ولید کو حضرت علی بن ابی طالب نے قتل کیا اور ابوجہل کو معاذ بن عمرو بن جموح، معاذ بن عفراء اور عبداللہ بن مسعود نے قتل کیا ان کے سر کاٹ کر سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کئے گئے۔ لغت صَرْعٰی مریع کی جمع ہے یعنی سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ شروع کرنے سے پہلے ان کے گرنے کے مقامات معین کر دیئے تھے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — ابوجہل کا قتل

۳۷۱۰ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ بدر کے دن ابوجہل کے پاس

۳۷۱۱ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَیْرٌ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ التَّیْمِیُّ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَیْرٌ عَنْ سُلَیْمَانَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ علیه وَسَلَّمَ مَنْ یَنْظُرُ مَا صَنَعَ اَبُوْ جَهْلٍ فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَوَجَدَهٗ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ حَتّٰی بَرَدَ قَالَ اَ اَنْتَ اَبُوْ جَهْلٍ قَالَ فَاَخَذَ بِلِحْیَتِهٖ قَالَ وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوْهُ اَوْ رَجُلٍ قَتَلَهٗ قَوْمُهٗ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ اَنْتَ اَبُوْ جَهْلٍ

۳۷۱۳۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ سُلَیْمَانَ التَّیْمِیِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ بَدْرٍ مَنْ یَنْظُرُ مَا فَعَلَ اَبُوْ جَهْلٍ فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَوَجَدَهٗ قَدْ ضَرَبَهُ ابْنَا عَفْرَاءَ حَتّٰی بَرَدَ فَاَخَذَ بِلِحْیَتِهٖ قَالَ اَنْتَ اَبُوْ جَهْلٍ قَالَ وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلَهٗ قَوْمُهٗ اَوْ قَالَ قَتَلْتُمُوْهُ

گئے جبکہ اس کا آخری سانس تھا۔ ابوجہل نے کہا کیا عجیب ہے مجھ سے بڑھ کر کون ہے جسے تم نے قتل کیا ہے۔

۳۷۱۱۔ ۳۷۱۲۔ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا کون ہے جو ابوجہل کو دیکھے کہ اس کا کیا حال ہے۔ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ گئے اور دیکھا کہ عفراء کے دونوں بیٹوں نے اسے مار دیا ہے اور وہ ٹھنڈا ہو گیا ہے عبداللہ نے اسے داڑھی سے پکڑ کر کہا تو ابوجہل ہے؟ اس نے کہا کیا اس آدمی سے بڑھ کر کوئی ہے جسے تم نے قتل کیا ہے یا کہا کہ اس کی قوم نے اسے قتل کیا ہے۔ احمد بن یونس نے "اَنْتَ اَبُوْ جَهْلٍ" کہا ہے۔

۳۷۱۳۔ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا کون ہے جو دیکھے کہ ابوجہل کا حال کیسا ہے۔ عبداللہ بن مسعود گئے اور اسے دیکھا

۳۷۱۴ـــ حَدَّثَنِیْ ابْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ اَخْبَرَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ نَحْوَهٗ

۳۷۱۵ـــ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَتَبْتُ عَنْ یُوْسُفَ بْنِ الْمَاجِشُوْنِ عَنْ صَالِحِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ فِیْ بَدْرٍ یَعْنِیْ حَدِیْثَ ابْنَیْ عَفْرَاءَ

کہ عفراء کے دونوں بیٹوں نے اسے قتل کر دیا ہے اور وہ ٹھنڈا ہو رہا ہے۔ عبد اللہ نے اس کی داڑھی پکڑ کر کہا تو ابوجہل ہے؟ وہ بولا کیا اس مرد سے بڑھ کر کوئی ہے جسے اس کی قوم نے قتل کیا یا کہا کہ تم نے اسے قتل کیا ہے؟

۳۷۱۴ـــ ترجمہ: سلیمان نے کہا ہمیں انس بن مالک نے اس جیسی خبر دی ہے۔

۳۷۱۵ـــ ترجمہ: علی بن عبداللہ نے کہا میں نے یوسف بن ماجشون سے انھوں نے صالح بن ابراہیم سے انہوں نے اپنے والد کے ذریعے دادا سے یہ روایت کی یعنی عفراء کے بیٹوں کی حدیث ذکر کی۔

۳۷۱۰ تا ۳۷۱۵ـــ شرح: قولہ هَلْ اَعْمَدُ الخ جوہری نے کہا لوگوں کا یہ مقولہ ہے کہ وہ کہتے ہیں: اَنَا اَعْمَدُ مِنْ كَذَا، یعنی میں اس سے بڑھ کر ہوں اسی طرح ابوجہل نے کہا کوئی مرد ہے جو سردار سے بڑھ کر ہو جسے اس کی قوم نے قتل کیا۔ عرب کا محاورہ ہے کہ وہ کہتے ہیں اَعْمَدُ مِنْ كُلِّ مَحْقٍ، یعنی کیا اس پر کچھ بڑھ کر ہے؟ یعنی تمہارا مجھے قتل کرنا اس مرد کے قتل کی طرح ہے جسے اس کی قوم نے قتل کیا ہو اس پر کچھ اور اضافہ نہیں وہ نہ تو تمہارے لئے فخر ہے اور نہ ہی مجھ پر کچھ عار ہے۔ قولہ اِبْنَا عَفْرَاءَ ان کی والدہ کا نام ہے اور ان کے والد کا نام حارث بن رفاعہ بخاری ہے عفراء کے دونوں بیٹوں کے نام معاذ اور مُعَوِّذ ہیں۔ ان کے تیسرے بھائی کا نام عوف ہے وہ بھی بدر میں موجود تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث (کتاب الجہاد باب من لم یخمس الاسلاب) میں ذکر کیا ہے کہ معاذ بن عفراء اور معاذ ابن عمرو بن جموح نے ابوجہل کو قتل کیا تھا اور استیعاب میں ہے کہ معاذ بن عفراء اور معاذ بن عمرو بن جموح نے ابوجہل کو قتل کیا تھا اور استیعاب میں ہے کہ معاذ بن عمرو نے ابوجہل کا قدم کاٹ کر اسے زمین پر گرا دیا تھا پھر معوذ بن عفراء نے اسے ملا حتی کہ وہ دم توڑنے لگا پھر اسے چھوڑ کر چلا گیا جبکہ اس کے آخری سانس تھے۔ پھر عبداللہ بن مسعود نے اس کا سر کاٹا ان تینوں روایات میں بہت اختلاف ہے ان میں اتفاق کی کیا صورت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ابوجہل کا قتل ہر ایک کے فعل سے ہوا تو ہر راوی نے جو دیکھا کہ وہ اس سے کچھ کر رہا ہے اس کی طرف قتل کی نسبت کر دی۔ ابن عبدالبر نے استیعاب میں ذکر کیا کہ

۳۷۱۶ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُوْلُ حَدَّثَنَا أَبُوْ مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ أَنَا أَوَّلُ مَنْ يَجْثُوْ بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمٰنِ لِلْخُصُوْمَةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَقَالَ قَيْسُ بْنُ عُبَادٍ وَفِيْهِمْ أُنْزِلَتْ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِي رَبِّهِمْ قَالَ هُمُ الَّذِيْنَ تَبَارَزُوْا يَوْمَ بَدْرٍ حَمْزَةُ وَعَلِيٌّ وَعُبَيْدَةُ أَوْ عُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ وَشَيْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَعُتْبَةُ وَالْوَلِيْدُ بْنُ عُتْبَةَ

صحیح تر روایت یہ ہے کہ عفراء کے دونوں بیٹوں نے اسے قتل کیا تھا حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اصح روایت کے مطابق حضرت انس رضی اللہ عنہ بدر کے دن حاضر نہ تھے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مراسیلِ صحابہ سے ہے (کرمانی)

حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ عبداللہ بن مسعود نے کہا میں نے ابوجہل کو دیکھا کہ وہ دم توڑ رہا ہے۔ میں نے اپنا قدم اس کی گردن پر رکھ کر کہا: اللہ کے دشمن اللہ تجھے رسوا کرے۔ ابوجہل بولا وہ مجھے کس لئے رسوا کرے کیا اس شخص سے کوئی بڑھ کر ہے جسے تم نے قتل کیا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ابن مسعود نے ابوجہل کی گردن پر قدم اس لئے رکھا تھا کہ ان کا خواب سچا ہو، کیونکہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے خواب میں اسی طرح دیکھا تھا۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا بنی مخزوم کے لوگوں نے کہا ابوجہل نے کہا اے بکریوں کے چرواہے تو سخت بلندی پر چڑھا ہے۔ پھر میں نے اس کا سر جدا کر کے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ سر اللہ کے دشمن ابوجہل کا سر ہے۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ابوجہل ملعون کے پاس سے گزرے اور کہا اللہ کی حمد و ثنا ہے جس نے تجھے رسوا کیا اور اسلام کو عزت بخشی۔ ابوجہل نے کہا کیا تو مجھے گالیاں دیتا ہے بکریوں کے چرواہے؟ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں بخدا! میں تجھے قتل کروں گا۔ ابوجہل نے اپنی تلوار عبداللہ کی طرف پھینک کر کہا اگر تو نے مجھے قتل کرنا ہے تو یہ تلوار لے لو۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود نے وہ تلوار ہاتھ میں لی اور اللہ کے دشمن کو قتل کر دیا۔ پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کیا یا رسول اللہ میں نے ابوجہل کو قتل کر دیا ہے اور قسم کھا کر آپ کو یقین دلایا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ کا ہاتھ پکڑا اور جہاں ابوجہل مرا پڑا تھا وہاں اسے دیکھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ہے جس نے اسلام اور مسلمانوں کو غالب کیا۔ یہ کلمات تین بار فرمائے (عینی)

۳۷۱۶ — ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا میں پہلا شخص

۳۷۱۷ — حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اَبِیْ هَاشِمٍ عَنْ اَبِیْ مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ نَزَلَتْ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ فِیْ سِتَّةٍ مِّنْ قُرَيْشٍ عَلِیٍّ وَّحَمْزَةَ وَعُبَيْدَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ

ہوں جو اللہ تعالیٰ کے حضور قیامت کے دن خصومت کے لئے دو زانوں بیٹھے گا۔ قیس بن عباد نے کہا ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی: هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ، یعنی مومنوں اور کافروں کے دو گروہ اللہ کے دین میں خصومت کریں گے۔ جنہوں نے بدر کے دن مبارزت کی وہ حمزہ، علی، عبیدہ یا ابوعبیدہ بن حارث اور شیبہ بن ربیعہ، عتبہ اور ولید بن عتبہ ہیں۔

۳۷۱۶ — شرح: تَبَارُز کا معنی ہے لڑنے کے لئے تنہا صف سے باہر آنا۔ عُبَیدہ بن حارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف قرشی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس سال بڑے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے "دار الارقم" میں داخل ہونے سے پہلے مسلمان ہو گئے تھے انھوں نے ولید بن عتبہ سے مبارزت کی ان دونوں میں سخت مقابلہ ہوا اس میں عُبیدہ زخمی ہو گئے تھے پھر اس کے بعد واپسی میں مقام صفراء میں وفات پا گئے اور ولید وہیں قتل ہو گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شیبہ سے مبارزت کی اور اسے قتل کر دیا۔ امیر حمزہ نے عُتبہ سے مقابلہ کیا اور اسے قتل کر دیا، لیکن محمد بن اسحاق صاحب المغازی نے کہا عُبیدہ نے عتبہ سے، حمزہ نے شیبہ سے اور حضرت علی نے ولید سے مقابلہ کیا مشہور بھی یہی ہے۔ یہ چھ اشخاص ایک دوسرے کے قریبی ہیں۔ کیونکہ یہ تمام عبد مناف کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور عبیدہ امیر حمزہ کے بھتیجے ہیں اور جن کافروں نے مبارزت کی وہ شیبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف، اس کا بھائی عتبہ اور بھتیجہ ولید تھے وہ تینوں قتل ہو گئے تھے۔

۳۷۱۷ — ترجمہ: ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوْا فِیْ رَبِّهِمْ، یہ آیت کریمہ چھ قریشی مردوں کے بارے میں نازل ہوئی (جو دو گروہ ہیں) وہ علی، حمزہ اور عُبیدہ بن حارث ہیں اور کفار شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ ہیں۔

۳۷۱۸ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّوَّافُ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ كَانَ يَنْزِلُ فِي بَنِي ضُبَيْعَةَ وَهُوَ مَوْلًى لِبَنِي سَدُوسٍ قَالَ وَحَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ قَالَ عَلِيٌّ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ

۳۷۱۹ — حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يُقْسِمُ لَنَزَلَتْ هٰؤُلَاءِ الْآيَاتُ فِي هٰؤُلَاءِ الرَّهْطِ السِّتَّةِ يَوْمَ بَدْرٍ نَحْوَهُ

۳۷۲۰ — حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو هَاشِمٍ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يُقْسِمُ قَسَمًا إِنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ نَزَلَتْ فِي الَّذِينَ بَرَزُوا يَوْمَ بَدْرٍ حَمْزَةَ وَعَلِيٍّ وَعُبَيْدَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَعُتْبَةَ وَشَيْبَةَ ابْنَيْ رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ

۳۷۱۸ — ترجمہ : یوسف بن یعقوب نے بیان کیا وہ بنی ضبیعہ کے محلہ میں ٹھہرتے تھے اور بنی سدوس کے آزاد کردہ تھے۔ انھوں نے کہا ہم سے تیمی نے ابو مجلز سے انھوں نے قیس بن عباد سے روایت کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا : یہ آیت کریمہ ”هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ“ ہمارے بارے میں نازل ہوئی۔

۳۷۱۹ — ترجمہ : قیس بن عباد نے کہا میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو قسم کھا کر بیان کرتے ہوئے سُنا کہ یہ آیات اِن چھ اشخاص کے بارے میں بدر کے دن نازل ہوئیں۔

۳۷۲۰ — ترجمہ : قیس سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے ابوذر کو قسم کھا کر بیان کرتے ہوئے سُنا کہ یہ آیت کریمہ ”هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ“ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو بدر کے دن ایک دُوسرے کے مقابل آئے اور وہ حمزہ، علی، عُبَیدہ ابن حارث اور ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ اور شیبہ اور ولید بن عتبہ ہیں“

۳۷۲۱ — حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِیْدٍ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ ابْنُ مَنْصُوْرٍ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ یُوْسُفَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ سَاَلَ رَجُلٌ الْبَرَآءَ وَاَنَا اَسْمَعُ اَشَهِدَ عَلِیٌّ بَدْرًا قَالَ بَارَزَ وَظَاهَرَ حَقًّا

۳۷۲۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ یُوْسُفُ بْنُ الْمَاجِشُوْنِ عَنْ صَالِحِ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ

۳۷۲۱ — **ترجمہ :** ابواسحاق سے روایت ہے کہ ایک شخص نے براء رضی اللہ عنہ سے سوال پوچھا جبکہ میں سن رہا تھا۔ اُس نے کہا کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ بدر کے دن حاضر تھے اُنھوں نے جواب دیا علی نے مقابلہ کیا اور کافروں پر غالب آئے۔

۳۷۱۷ تا ۳۷۲۱ — **شرح :** بیضاوی نے تفسیر میں ذکر کیا کہ بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ مبارزت مسلمانوں اور یہودیوں کی باہم مخاصمت ہے۔ یہودیوں نے کہا ہمارے پیغمبر تمہارے پیغمبر سے پہلے آئے ہیں۔ اس لئے ہم تمہاری نسبت اللہ کے زیادہ قریب ہیں مسلمانوں نے کہا ہم زیادہ قریب ہیں کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کے آخری رسول پر ایمان لائے اور آپ سے پہلے سب پیغمبروں پر ایمان لائے۔ لیکن مشہور یہ ہے کہ یہ مخاصمت بدر کے دن مسلمانوں اور کافروں میں ہوئی چنانچہ ابوذر نے قسم کھا کر کہا کہ مذکور آیت کریمہ ان چھ اشخاص کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے بدر کی جنگ میں اپنی اپنی صفوں سے باہر آکر مقابلہ کیا تھا۔ چنانچہ ابن عقبہ کی روایت میں ہے کہ حمزہ نے عتبہ سے مقابلہ کیا، عبیدہ بن حارث نے شیبہ سے اور حضرت علی نے ولید سے مقابلہ کیا اور اسے قتل کر دیا جبکہ امیر حمزہ نے عتبہ کو قتل کر دیا۔ البتہ عبیدہ بن حارث اور شیبہ میں سخت مقابلہ ہوا اور عبیدہ کا گھٹنا شدید زخمی ہوگیا اور جب واپس ہوئے تو صفراء میں وفات پاگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسماءِ رجال : اسحاق بن ابراہیم صواف بصری ہیں۔ ۲۵۲ ہجری میں فوت ہوئے۔ یوسف بن یعقوب کو سلعی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ بنی ضبیعہ میں ٹھہرے تھے انہیں سلعی بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ ان کی گردن پر سلعہ (زخم) تھا وہ بصری قاضی ہیں۔ ابوہاشم، یحییٰ ثانی واسطی ہیں۔ ۱۲۲ ہجری میں فوت ہوئے۔ یعقوب بن ابراہیم دورقی ہیں۔

۳۷۲۲ — **ترجمہ :** عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا میں نے اُمیہ بن خلف سے معاہدہ کیا جب بدر کی جنگ ہوئی پھر اُنھوں نے اُمیہ بن خلف اور اس کے بیٹے کے قتل ہونے کا واقعہ ذکر کیا اس دن بلال رضی اللہ عنہ نے کہا میں عذاب آخرت

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ كَاتَبْتُ أُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ فَذَكَرَ قَتْلَهُ وَقَتْلَ ابْنِهِ فَقَالَ بِلَالٌ لَا نَجَوْتُ إِنْ نَجَا أُمَيَّةُ

۳۷۲۳ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَرَأَ وَالنَّجْمِ فَسَجَدَ بِهَا فَسَجَدَ مَنْ مَعَهُ غَيْرَ أَنَّ شَيْخًا أَخَذَ كَفًّا مِنْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ إِلَى جَبْهَتِهِ فَقَالَ يَكْفِينِي هٰذَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَلَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا أَخْبَرَنِي إِبْرَاهِيمُ ابْنُ مُوسٰى حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ

سے نجات نہیں پاؤں گا اگر امیہ قتل ہونے سے بچ گیا۔

۳۷۲۲ — شرح : حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے امیہ بن خلف سے تحریری معاہدہ کیا تھا کہ وہ مکہ میں میرے ترکہ کی حفاظت کرے گا اور میں اس کی مخصوص اشیاء کی حفاظت کروں گا۔ جب بدر کا دن تھا جب لوگ سو گئے تو میں پہاڑ کی طرف نکلا تاکہ اس کی حفاظت کروں۔ اچانک بلال نے اسے دیکھ لیا وہ دوڑ کر انصار کے پاس گئے اور کہا آج اگر امیہ بچ نکلا تو میری کوئی نجات نہیں، چنانچہ انصار کا ایک گروہ بلال کے ساتھ ہمارے پیچھے ہو لیا جب مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ وہ ہمیں پکڑ لیں گے تو میں نے امیہ کے بیٹے کو چھوڑ دیا تاکہ وہ اس کے قتل میں مشغول ہو جائیں گے اور میں امیہ کو لے کر نکل جاؤں گا، لیکن انہوں نے اس کے بیٹے کو قتل کر کے پھر ہمارا پیچھا کیا اور ہم سے لاحق ہو گئے۔ امیہ بہت بھارا آدمی تھا جب انھوں نے ہمیں پا لیا تو میں نے امیہ سے کہا کہ وہ گھٹنوں کے بل لیٹ جائے میں اسے بچانے کے لئے اس کے اوپر لیٹ گیا لیکن انصار نے میرے نیچے سے اسے تلواریں مارنا شروع کیں حتی کہ اسے قتل کر دیا؛ چونکہ امیہ کو قتل کرنے میں بلال بھی انصار کے ساتھ تلوار مارنے میں شریک تھے اس لئے بلال بھی امیہ کے قاتلوں میں شمار ہوتے ہیں۔ امیہ وہی شخص ہے جس نے سجدہ نہ کیا تھا اور ماتھے پر مٹی لگا کر کہا تھا مجھے یہی کافی ہے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ مکہ میں امیہ بن خلف کے غلام تھے اور ان کے مسلمان ہو جانے کے باعث امیہ انہیں سخت عذاب دیتا تھا حتی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے خرید کر آزاد کر دیا حدیث ۲۱۵۵ کی شرح دیکھیں۔

۳۷۲۳ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ كَانَ فِي الزُّبَيْرِ ثَلٰثُ ضَرَبَاتٍ بِالسَّيْفِ إِحْدَاهُنَّ فِي عَاتِقِهِ قَالَ إِنْ كُنْتُ لَأُدْخِلُ أَصَابِعِي فِيهَا قَالَ ضُرِبَ ثِنْتَيْنِ يَوْمَ بَدْرٍ وَوَاحِدَةً يَوْمَ الْيَرْمُوكِ قَالَ عُرْوَةُ وَقَالَ لِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ حِينَ قُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَا عُرْوَةُ هَلْ تَعْرِفُ سَيْفَ الزُّبَيْرِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَمَا فِيهِ قُلْتُ فِيهِ فَلَّةٌ فُلَّهَا يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ صَدَقْتَ ؎ بِهِنَّ فُلُولٌ مِنْ قِرَاعِ الْكَتَائِبِ ؎ ثُمَّ رَدَّهُ عَلَى عُرْوَةَ قَالَ هِشَامٌ فَأَقَمْنَاهُ بَيْنَنَا ثَلٰثَةَ آلَافٍ وَأَخَذَهُ بَعْضُنَا وَلَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ أَخَذْتُهُ

نے سورۂ نجم کی تلاوت فرمائی تو اس میں آپ نے سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی سجدہ کیا، لیکن بوڑھے شخص نے سجدہ نہ کیا اُس نے مٹھی بھر مٹی اپنے ماتھے پر رکھ کر کہا مجھے یہی کافی ہے۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا میں نے اس کے بعد اسے دیکھا کہ وہ کافر قتل ہُوا۔ ابراہیم بن موسیٰ نے خبر دی کہ ہم سے ہشام بن یوسف نے معمر اور ہشام کے ذریعہ عروہ سے خبر دی کہ اُنھوں نے کہا زبیر پر تلوار کے تین گہرے زخم تھے۔ ان میں سے ایک ان کے کندھے پر تھا میں اس میں اپنی انگلیاں ڈالا کرتا تھا۔ عروہ نے کہا انہیں دو زخم بدر کے روز لگے تھے اور ایک جنگ یرموک میں آیا تھا۔ عروہ نے کہا جب عبداللہ بن زبیر شہید ہوگئے تو مجھے عبدالملک بن مروان نے کہا کیا آپ زبیر کی تلوار پہچانتے ہیں میں نے کہا جی ہاں۔ عبدالملک نے کہا اس میں کوئی نشانی ہے؟ میں نے کہا اس کی دھار میں کسر ہے جو بدر کے روز اس کی دھار ٹوٹ گئی تھی۔ عبدالملک نے کہا تم نے سچ کہا ہے (لڑتے لڑتے ان کی دھاریں ٹوٹ گئیں) پھر اسے عروہ کو واپس کر دیا ہشام نے کہا ہم نے آپس میں اس کی قیمت کا اندازہ تین ہزار لگایا تو اسے ہم سے بعض نے خرید کر لی میری خواہش تھی کہ کاش میں اسے خرید لیتا۔

۳۷۲۳ — شرح: اس روایت میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو بدر کی جنگ میں دو گہرے زخم لگے تھے اور یرموک میں ایک زخم لگا تھا۔ ابن مبارک کی روایت میں یرموک میں دو گہرے زخم لگے تھے ان دونوں کے درمیان ایک بہت گہرا زخم بدر کی جنگ میں لگا تھا۔ کہا گیا ہے کہ اگر یہ اختلاف ہشام کے باعث ہُوا ہے تو ابن مبارک کی روایت زیادہ ثابت اور معتبر ہے کیونکہ معمر کی ہشام سے سماعت میں کچھ کلام ہے۔ ورنہ احتمال ہے کہ ان میں کندھے کے علاوہ اور دو گہرے زخم ہوں گے اس طرح دونوں روایات متفق ہوجاتی ہیں (عینی)

یرموک اذرعات اور دمشق کے درمیان ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں وہاں مسلمانوں

۳۷۲۴ ـ حَدَّثَنَا فَرْوَةُ عَنْ عَلِيٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ كَانَ سَيْفُ الزُّبَيْرِ مُحَلًّى بِفِضَّةٍ قَالَ هِشَامٌ وَكَانَ سَيْفُ عُرْوَةَ مُحَلًّى بِفِضَّةٍ

۳۷۲۵ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ ابْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا لِلزُّبَيْرِ يَوْمَ الْيَرْمُوكِ أَلَا تَشُدُّ فَنَشُدَّ مَعَكَ فَقَالَ إِنِّي إِنْ شَدَدْتُ كَذَبْتُمْ فَقَالُوا لَا نَفْعَلُ فَحَمَلَ عَلَيْهِمْ حَتَّى شَقَّ صُفُوفَهُمْ فَجَاوَزَهُمْ وَمَا مَعَهُ أَحَدٌ ثُمَّ رَجَعَ مُقْبِلًا فَأَخَذُوا بِلِجَامِهِ فَضَرَبُوهُ ضَرْبَتَيْنِ عَلَى عَاتِقِهِ بَيْنَهُمَا ضَرْبَةٌ ضُرِبَهَا يَوْمَ بَدْرٍ قَالَ عُرْوَةُ كُنْتُ أُدْخِلُ أَصَابِعِي فِي تِلْكَ الضَّرَبَاتِ أَلْعَبُ وَأَنَا صَغِيرٌ قَالَ عُرْوَةُ وَكَانَ مَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَوْمَئِذٍ وَهُوَ ابْنُ عَشْرِ سِنِينَ فَحَمَلَهُ عَلَى فَرَسٍ وَكَّلَ بِهِ رَجُلًا

اور رومیوں میں سخت معرکہ ہُوا تھا۔ اس جنگ میں مسلمانوں کا سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ بن جراح تھے جبکہ ہرقل کی طرف سے رومیوں کا سپہ سالار باہان ارمنی تھا۔ یہ جنگ دمشق فتح کرنے کے بعد پندرہ ہجری میں لڑی گئی۔ بعض نے تیرہ ہجری ذکر کی ہے۔ اس جنگ میں چار ہزار مسلمان شہید ہُوئے جبکہ رومیوں کی فوج سے تقریبًا ایک لاکھ پانچ ہزار قتل ہُوئے اور چالیس ہزار فوجی گرفتار کر لیے گئے ان مسلمانوں میں ایک سو بدری صحابہ کرام تھے۔ رضی اللہ عنہم (قسطلانی)

۳۷۲۴ — ترجمہ : ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تلوار پر چاندی کا کام تھا۔ ہشام نے کہا عروہ کی تلوار پر چاندی کا کام تھا۔

۳۷۲۵ — ترجمہ : ہشام بن عروہ نے اپنے والد عروہ سے روایت کی کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یرموک کی جنگ میں زبیر سے کہا کیا آپ رومیوں پر حملہ نہیں کرتے؟ ہم آپ کے ساتھ مل کر حملہ کرتے ہیں۔ زبیر نے کہا اگر میں نے اُن پر حملہ کیا تو تم میرا ساتھ نہیں دو گے۔ اُنھوں نے کہا ہم اس طرح ہرگز نہیں کریں گے۔ حضرت زبیر نے ان پر حملہ کیا حتی کہ

۳۷۲۶ — حَدَّثَنِیْ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ سَمِعَ رَوْحَ ابْنَ عُبَادَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ عَرُوْبَۃَ عَنْ قَتَادَۃَ قَالَ ذَکَرَ لَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْ طَلْحَۃَ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَ یَوْمَ بَدْرٍ بِاَرْبَعَۃٍ وَّعِشْرِیْنَ رَجُلًا مِّنْ صَنَادِیْدِ قُرَیْشٍ فَقُذِفُوْا فِیْ طَوِیٍّ مِّنْ اَطْوَاءِ بَدْرٍ خَبِیْثٍ مُّخْبِثٍ وَکَانَ اِذَا ظَھَرَ عَلٰی قَوْمٍ

ان کی صفیں چیر کر آگے نکل گئے جبکہ کوئی بھی ان کے ساتھ نہ تھا۔ پھر واپس ہوئے تو کافروں نے ان کی لگام پکڑ لی اور ان کے کندھے پر دو گہرے زخم کر دیئے اور ان کے درمیان ایک زخم تھا جو بدر کی جنگ میں لگا تھا۔ عروہ نے کہا میں ان زخموں میں اپنی انگلیاں داخل کر کے کھیلا کرتا تھا جبکہ میں کمسن تھا۔ عروہ نے کہا جنگ یرموک میں حضرت زبیر کے ساتھ عبداللہ بن زبیر تھے جبکہ ان کی عمر صرف دس برس تھی۔ زبیر نے انہیں گھوڑے پر سوار کر کے ایک آدمی کے حوالے کر دیا تھا۔

۳۷۲۵ — شرح: کہا جاتا ہے۔ شَدَّ عَلَیْہِ فِی الْحَرْبِ وَمَا کَذَبَ "، لڑائی میں اس پر حملہ کیا اور بزدل نہ بنا۔ علامہ خطابی نے کہا کَذَبَ الرَّجُلُ فِی الْجِھَادِ جب حملہ کر کے واپس آجائے قولہ لَا یَفْعَلُ " یعنی وہ بزدل نہیں بنے گا اور گھبرا کر واپس نہیں آئے گا۔ ممکن ہے کہ حرف "لا" سے پہلے کلام کی تردید ہو یعنی ہم اس طرح نہیں کریں گے اور جھوٹ نہیں کہیں گے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے زخموں میں مختلف روایات ہیں، چنانچہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ انہیں بدر میں دو زخم لگے تھے اور یرموک میں صرف ایک زخم آیا تھا۔ بخاری کی روایت میں اس کا عکس ہے۔ لیکن ان میں اختلاف نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ تلوار کے سوا انہیں دو ضربیں لگیں اور یرموک میں صرف ایک زخم آیا تھا۔

اسماء رجال: فروہ بن ابی مغراء کندی کوفی ہیں ان کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ ابو مغراء کا نام معدیکرب ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا فروہ نے ۲۲۵ ہجری میں وفات پائی۔ علی وہ ابن مسہر ہیں۔ اور ہشام وہ ابن عروہ بن زبیر ہیں۔

۳۷۲۶ — ترجمہ: سعید بن ابی عروبہ نے قتادہ سے روایت کی انھوں نے کہا ہم سے انس بن مالک نے ابوطلحہ سے روایت ذکر کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن قریش کے چوبیس سرداروں کے متعلق حکم دیا تو ان کو بدر کے پرانے کنوؤں میں سے ایک پرانے کنویں میں پھینکا گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم پر غلبہ حاصل کرتے تو تین راتیں اس علاقہ میں قیام فرماتے جب بدر کا

أَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلٰثَ لَيَالٍ فَلَمَّا كَانَ بِبَدْرٍ الْيَوْمَ الثَّالِثَ أَمَرَ بِرَاحِلَتِهِ فَشُدَّ عَلَيْهَا رَحْلُهَا ثُمَّ مَشٰى وَاتَّبَعَهُ أَصْحَابُهُ وَقَالُوا مَا نُرٰى يَنْطَلِقُ إِلَّا لِبَعْضِ حَاجَتِهِ حَتّٰى قَامَ عَلٰى شَفَةِ الرَّكِيِّ فَجَعَلَ يُنَادِيهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ وَأَسْمَاءِ أٰبَائِهِمْ يَا فُلَانُ ابْنَ فُلَانٍ وَيَا فُلَانُ بْنَ فُلَانٍ أَيَسُرُّكُمْ أَنَّكُمْ أَطَعْتُمُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَّا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لَا أَرْوَاحَ لَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ قَالَ قَتَادَةُ أَحْيَاهُمُ اللّٰهُ أَسْمَعَهُمْ قَوْلَهُ تَوْبِيخًا وَتَصْغِيرًا وَنِقْمَةً وَحَسْرَةً وَنَدَمًا

تیسرا دن آیا تو آپ نے سواری کے متعلق حکم فرمایا تو اس پر کجاوہ کس دیا گیا۔ پھر آپ وہاں سے چلے اور آپ کے ساتھی بھی آپ کے پیچھے ہو لئے اُنہوں نے کہا ہمارا گمان یہ تھا کہ آپ کسی حاجت کے پیش نظر جا رہے ہیں۔ حتیٰ کہ آپ کنوئیں کے کنارے پر کھڑے ہو گئے اور (قریش کے سرداروں) کا اُن کے اور انکے باپوں کے نام لے کر اُن کو آواز دی کہ اے فلاں بن فلاں! اے فلاں بن فلاں کیا اب تمہیں اچھا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی؟ بے شک ہمارے رب نے ہم سے جو وعدہ کیا تھا وہ ہم نے حق پا لیا (بدر کی جنگ میں فتح) کیا تمہارے رب نے جو تم سے وعدہ کیا تھا وہ تم نے سچا پا لیا ہے؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسولَ اللہ! آپ ایسے جسموں سے کلام فرماتے ہیں جن میں روحیں نہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے جو میں ان سے کہہ رہا ہوں اسے تم اُن سے زیادہ نہیں سُنتے ہو۔ قتادہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کیا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سُنایا۔ ان کو زندہ کرنا اور سُنانا زجر و توبیخ اُن کی اہانت اور بطورِ انتقام تھا اور انکو حسرت اور ندامت دلانا تھا۔

۳۷۲۶ — ترجمہ: قولہ خَبِيثٌ مُخْبِثٌ، یعنی وہ کنواں بذات خود گندہ اور اس میں پڑنے والوں کو گندہ کرنے والا تھا۔ عنقریب براء بن عازب کی حدیث میں مذکور ہوگا! ان شاء اللہ تعالیٰ کہ جنگِ بدر میں قتل ہونے والے قریش کی تعداد ستر تھی اور جو کنوئیں میں پھینکے گئے تھے وہ ان کے سردار تھے۔ ان کی تعداد چوبیس تھی اور اُن ہی کو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

نے آواز دی کہ ہمارے ساتھ کیا ہُوا وعدہ پُورا ہوگیا ہے۔ ان کو اس لئے کہا گیا تھا کہ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت مخالفت رکھتے تھے۔ ان کی اہانت اور ان کو ندامت دلانے کے لئے یہ فرمایا تھا۔ ان کے سوا دوسرے قتل ہونے والوں کو دوسری جگہوں میں پھینکا گیا تھا۔ واقدی نے کہا جس کنوئیں میں مقتول سرداروں کو ڈالا گیا وہ کنواں قبیلہ بنی نجار کے ایک شخص نے کھودا تھا۔ اس لئے مناسب یہی تھا کہ ان مرداروں کو اسی میں ڈالا جاتا۔ البتہ اُمیہ بن خلف موٹا ضخیم ہونے کے باعث پھول گیا تھا اور اُس کی ٹانگیں اور ہاتھ کھینچنے سے باہر نکل آتے تھے اس لئے اس کی لاش پر مٹی اور پتھر ڈال کر اسے چھپا دیا تھا۔

علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا کہ اُمیہ اس کنوئیں کے قریب تھا اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سُننے میں وہ بھی شریک تھا جو آپ نے قلیبِ بدر میں پڑے ہُوئے قریش سے فرمایا تھا کہ اب پتہ چلا ہے جو میں تمہیں کہا کرتا تھا وہ حق تھا۔

علامہ نُور الحق محدث دہلوی نے تیسیر القاری میں ذکر کیا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے قول میں ان لوگوں کے عقیدہ کا ردّ ہے جو سماعِ موتی کے منکر ہیں، ہم اس مسئلہ کی وضاحت میں تحقیقِ حق سپردِ قلم کرتے ہیں واللہ الموفق

مسئلہ سماعِ موتی

قبور میں اموات کے سماع میں بعض علماء نے اختلاف کیا ہے، لیکن صحیح بات اور محقق امر یہ ہے کہ اموات کو حقِ سماعت دینا اللہ تعالیٰ کی قدرت میں داخل ہے۔ اگرچہ عقل کو وہاں تک رسائی نہیں۔ بخاری میں مذکور حدیث کا مدلول یہی ہے کہ اموات سُنتے ہیں، چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دربارِ رسالت میں عرض کرنا کہ آپ جن جسموں سے کلام فرماتے ہیں ان میں تو روح نہیں وہ کیسے آپ کا کلام سُنیں گے اور اس کے جواب میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمانا کہ میں جو اُن سے کہہ رہا ہوں وہ تم ان سے زیادہ نہیں سُنتے ہو سماعِ موتی پر واضح دلیل ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد **اِنَّهُمْ لَيَسْمَعُوْنَ مَا اَقُوْلُ** کا مفہوم یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ اب جانتے ہیں کہ جو میں انہیں کہتا تھا وہ حق تھا پھر اس کی تائید میں ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ، یعنی آپ مُردوں کو نہیں سُناتے اور نہ ہی ان لوگوں کو سُناتے ہیں جو قبروں میں ہیں۔ اس کا مفہوم یہ بیان فرمایا کہ جب ان کو دوزخ میں اپنا ٹھکانا مل جائے گا، ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی تقریر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مُردے نہیں سُنتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اِنَّهُمْ لَيَسْمَعُوْنَ مَا اَقُوْلُ الخ کہ قریش کے سردار کنوئیں میں مرے پڑے میری باتیں سُنتے ہیں، کی ام المؤمنین نے جو تاویل فرمائی ہے جمہور علماء اس کے مخالف ہیں۔ اُنھوں نے حضرت عبداللہ

ابن عمر رضی اللہ عنہا کی حدیث قبول کی ہے، کیونکہ عبداللہ بن عمر کے علاوہ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کی موافقت کی ہے۔ طبرانی نے صحیح اسناد کے ساتھ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس طرح روائت کی ہے معلوم ہُوا بخاری میں مذکورہ روائت میں حضرت عمر فاروق اور عبداللہ منفرد نہیں ہیں۔ لہٰذا حدیث کا مفہوم واضح ہوگیا کہ مُردے سُنتے ہیں۔ نیز اُم المؤمنین رضی اللہ عنہ نے جو قرآن کریم کی آئت ذکر کی ہے اور اس سے اپنے بیان کردہ مفہوم کی تائید کی ہے؛ یہ آئت بخاری میں مذکور حدیث کے متعارض نہیں، کیونکہ آئت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ آپ مُردوں کو نہیں سُنواتے جو انہیں نفع دے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آئت کی وضاحت اس طرح کی ہے کہ موتیٰ سے مُراد کفار ہیں اور کافروں کو مردہ اس لئے کہا گیا ہے کہ ان کے دل مَر چکے ہیں۔ اگرچہ وہ صورت میں بظاہر زندہ ہیں۔ اسی طرح دُوسری آئت میں بھی موتیٰ سے مراد کفار ہیں اور کافروں کو مُردہ اس لئے کہا گیا ہے کہ ان کے دل مر چکے ہیں۔ اگرچہ وہ صورت میں بظاہر زندہ ہیں۔ اسی طرح دُوسری آئت میں بھی موتیٰ سے کافر مراد ہیں۔ صاحب کشاف علامہ زمخشری نے تفسیر میں ذکر کیا کہ کافر اگرچہ زندہ تھے لیکن آئت میں انہیں مُردوں سے تشبیہ دی ہے، کیونکہ ان کا حال مُردوں کے حال جیسا ہے۔ یعنی جس طرح مُردوں کو وعظ و نصیحت سے فائدہ نہیں پہنچا جبکہ وہ دارِ تکلیف سے نکل چکے ہیں اسی طرح کافر بھی عدم انتفاع میں مُردوں کی طرح ہیں۔ صاحبِ کشاف نے کہا اللہ تعالیٰ کا ارشاد: "وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ" کا مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ قبر والوں کی طرح ہیں انہیں آپ نفع نہیں پہنچا سکتے۔

علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا کہ حضرت قتادہ نے حدیث کا جو معنی ذکر کیا ہے۔ اس سے اُنھوں نے ان لوگوں کا رد کیا ہے جو سماعِ موتیٰ کے منکر ہیں۔ نیز اُنھوں نے کہا کہ محمد بن اسحاق نے یونس بن بُکیر سے جیّد اسناد کے ساتھ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے ابوطلحہ کی حدیث جیسی روائت کی ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں "مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُوْلُ مِنْهُمْ"، یعنی میں جو اُن سے کہتا ہوں وہ اسے سُنتے ہیں تم اُن سے زیادہ نہیں سُنتے ہو۔ احمد نے بھی حسن اسناد سے یہ روائت کی ہے اس کی حفاظت کے پیش نظر جب ام المومنین رضی اللہ عنہا کو دُوسرے صحابہ کرام کی روائت کا یقین ہُوا تو اُنھوں نے سماعِ موتیٰ کے انکار سے رجوع کر لیا کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہاں موجود تھے اور ام المؤمنین حاضر نہ تھیں اسماعیلی نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو ذکاوت، فہم و فراست، کثرتِ روایات اور علم کی گہرائیاں جس قدر حاصل تھیں ان پر اضافہ بیان سے باہر ہے، لیکن ثقہ کی روائت کو ثقہ کی روائت سے ہی رد کیا جا سکتا ہے جو اس کے منسوخ ہونے یا مخصوص اور محال ہونے پر دلالت کرے اور جس کا ام المؤمنین نے انکار کیا ہے اور دُوسروں نے اسے ثابت کیا ہے ان میں اتفاق ممکن ہے، کیونکہ اللہ کا ارشاد: "إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى"، اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "أَنَّهُمُ الْآنَ يَسْمَعُوْنَ"، میں منافات نہیں کیونکہ اِسماع کا معنیٰ ہے سُنانے والے کی آواز کو سُننے والے کے کان میں پہنچانا، اور اللہ تعالیٰ ہی نے کافروں کو سُنایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز ان کو پہنچائی۔

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا ارشاد کہ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ کافر اب جانتے ہیں الخ اگر یہ معنیٰ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے سُنا ہے۔ تو یہ "یسمعون" یعنی کافر سُنتے ہیں، کی روایت کے منافی نہیں بلکہ اس کی تائید کرتا ہے، چنانچہ سُہیلی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے خلافِ عادت انہیں سُنایا تھا، کیونکہ صحابہ کرام نے آپ سے عرض کیا تھا کیا آپ مُرداروں کو سُناتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں یہ جواب دیا۔ سہیلی نے کہا جب اس حالت میں کافر جان سکتے ہیں حالانکہ وہ بدر کے کنوئیں میں مرے پڑے ہیں تو وہ سُن بھی سکتے ہیں اور ان کا سُننا یا توسروں کے کانوں سے ہے جیساکہ اکثر علماء کہتے ہیں یا دل کے کانوں سے ہے۔ بہرکیف وہ سُنتے تھے علامہ بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ علم سماع کو منع نہیں کرتا یعنی وہ جانتے سُنتے تھے،" شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مشکوٰۃ کی شرح فارسی اشعۃ اللمعات میں ذکر کیا۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ اس میں اس بات کی صراحت ہے کہ اموات سُنتے اور جانتے ہیں اور ان سے جو خطاب کیا جائے اس کو وہ جانتے ہیں۔ اسی طرح مسلم شریف میں ہے کہ جب میّت کو دفن کرکے لوگ واپس ہوتے ہیں تو میّت ان کی جوتیوں کی آواز سُنتی ہے۔ اسی طرح سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کا عمل ہے کہ آپ جنت البقیع میں تشریف لے جاتے اور اہلِ قبور کو مخاطب کرکے سلام فرمایا کرتے تھے اور فرماتے اے مسلمانو! تم پر سلام ہو تمہارا وعدہ تمہیں مل گیا ہے۔ ہم عنقریب انشاء اللہ تم سے لاحق ہونے والے ہیں اور خطاب اس سے کیا جاتا ہے جو اسے سُن سکتا ہو اور جو خطاب نہ سُنے اور نہ سمجھے اسے سلام کہنا بے کار سی بات ہے اور اسے عبث شمار کیا جاتا ہے۔

ترمذی کی حدیث میں ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے حقیقی بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی قبر پر تشریف لے گئیں اور فرمایا اگر میں تمہاری وفات کے وقت وہاں موجود ہوتی تو تمہیں وہاں ہی دفن کرتی جہاں تمہاری موت واقع ہوئی تھی۔ ۵ شیخ ابن ہمام نے شرح ہدایہ میں ذکر کیا اکثر مشائخ حنفیہ کہتے ہیں کہ میت سُنتی نہیں اور کتاب الایمان" میں اُنھوں نے تصریح کی ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ وہ فلاں سے کلام نہیں کرے گا اور اس کے مرنے کے بعد اس سے کلام کیا تو حانث نہ ہوگا، کیونکہ قسم اس شخص سے منعقد ہوتی ہے جس میں سمجھنے کی قابلیت ہو۔ میّت میں یہ قابلیت نہیں ہے اور ان حضرات نے مسلم کی حدیث کے اس جملہ "کہ میّت دفن کے بعد واپس ہونے والوں کی جوتیوں کی آواز سُنتی ہے" کا یہ جواب دیا کہ یہ میّت کو قبر میں رکھتے وقت کی بات ہے کہ اس وقت قبر میں سوال وجواب ہوتا ہے، لہٰذا سوال وجواب کے مقدمہ کے طور پر وہ آواز سُنتی ہے لیکن یہ تخصیص خلافِ ظاہر ہے۔ ظاہر حدیث یہی ہے کہ میّت کی یہ حالت قبر میں دائمی ہے۔

نیز ان حضرات نے بخاری میں مذکور حدیث کا جواب دیا کہ یہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا معجزہ ہے اور کافروں کو مزید حسرت وندامت دلانے کے لئے ہے لہٰذا یہ آپ سے مختص ہے

لیکن حدیث کو اس پر محمول کرنا محض احتمال وتاویل ہے، کیونکہ ایسا محمل جب تلاش کیا جاتا ہے کہ سماع کے استحالہ پر دلیل قائم ہو مگر اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ موتی میں سماعت پیدا کردے اور ادراک کا حواس کو

سبب بنانا تو محض اس کی عادت کریمہ ہے اگر بالفرض تسلیم کرلیں کہ اموات سُنتی نہیں ہیں، کیونکہ سماع سماعت کے حاسہ سے ہوتا ہے اور بدن خراب ہونے سے کان وغیرہ بھی خراب ہوجاتے ہیں تو ہم کہتے ہیں سمع کی نفی سے علم کی نفی نہیں ہونے پاتی۔ علم کا تعلق روح سے ہے جو ہمیشہ باقی ہے۔ لہٰذا اسے مُبصرات اور مسموعات کا علم حاصل ہے لیکن ابصار و سمع کے اعتبار سے نہیں چنانچہ بعض متکلمین نے اللہ تعالیٰ کی سمع و بصر کی تاویل مسموعات و مُبصرات کے علم سے کی ہے۔ یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ اموات زیارت کرنے والوں کو جانتی پہچانتی ہیں اس میں کثیر روایات مذکور ہیں۔ خصوصاً جمعہ کے روز زیارت میں احادیث وارد ہیں کہ اس روز میّت کا علم اتم ہوتا ہے اور زیارت کرنے والوں کے احوال میّت پر زیادہ واضح ہوتے ہیں۔ چنانچہ علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب زیارۃ القبور میں ذکر کیا۔

قَالَ مُحَمَّدُ بنُ واسِعٍ اَلْمَوْتیٰ یَعْلَمُوْنَ بِزُوَّارِهِمْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَیَوْمًا قَبْلَهُ وَیَوْمًا بَعْدَهُ فَتَحَصَّلَ اَنَّ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَفْضَلُ ،، یعنی محمد بن واسع نے کہا اموات زیارت کرنے والوں کو جانتی ہیں جو جمعہ یا جمعرات یا ہفتہ کو زیارت کرنے آتے ہیں معلوم ہُوا کہ جمعہ کا دن افضل ہے۔ الحاصل کتاب و سنت کی اس پر دلالت ہے کہ اموات دُنیا اور دُنیا میں رہنے والوں کو جانتی ہیں۔ اس کا منکر وہی ہوسکتا ہے جو احادیث سے جاہل ہو۔ واللہ الموفق۔

اہلِ قبور سے استمداد

بعض لوگ اہل قبور سے استمداد کے منکر ہیں ہم اس مسئلہ کی بسط سے وضاحت کرتے ہیں اگر یہ لوگ اس لئے انکار کرتے ہیں کہ اہل قبور کے لئے سماع اور علم نہیں اور وہ زائرین کے احوال نہیں جانتے تو یہ محض باطل خیال ہے۔ مذکور تقریر میں اس کا بطلان ثابت ہوچکا ہے اور اگر اس لئے انکار کرتے ہیں کہ وہ ایسے مقام میں ہیں جہاں انہیں قدرت اور تصرف حاصل نہیں ہے لہٰذا وہ مدد کرنے کے لائق نہیں بلکہ خود محبوس و ممنوع ہیں اور جو انہیں مصیبت اور مشقت لاحق ہے وہ اسی میں مشغول ہیں جو انہیں دوسروں سے باز رکھتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ متقی حضرات جو اللہ کے دوست ہیں۔ ان کے حق میں یہ امر کلی ہرگز متصور نہیں، کیونکہ برزخ میں ان کی ارواح کو قرب، رفعت مقام، شفاعت پر قدرت، دُعا اور ان سے متوسّل ہونے والے زائرین کی حاجات طلب کرنے کی قدرت حاصل ہے؛ چنانچہ قیامت کے دن ایسا ہوگا اور اس کی نفی پر کوئی دلیل نہیں۔

عِلہ تفسیر بیضاوی میں اس آیت کریمہ "وَالنّٰزِعٰتِ غَرْقًا الآیۃ"، کی تفسیر قدسیہ ان ارواح قدسیہ سے کی ہے جو ابدان سے جُدا ہو کر عالم ملکوت میں سیاحت کرتی ہیں اور حظائرِ قدس میں جاکر شرف و قوت سے واپس آتی ہیں اور اس عالم کی تدبیر کرتی ہیں۔

شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح فارسی میں ذکر کیا کہ استمداد و امداد کا منکر فرقہ کیا خیال کرتا ہے؟ اس سے جو کچھ ہم سمجھتے ہیں وہ یہ ہے کہ کوئی فقیر محتاج اللہ سے دُعا کرتا ہے اور پروردگار عالم سے اپنی حاجت طلب کرتا ہے اور اللہ کے حضور مُقرّب و مکرم بندے کی روحانیت سے توسّل کرتا ہے اور کہتا ہے

۳۷۲۷ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَلَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا قَالَ هُمْ وَاللّٰهِ كُفَّارُ قُرَيْشٍ قَالَ عَمْرٌو هُمْ قُرَيْشٌ وَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَةُ اللّٰهِ وَاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ قَالَ النَّارَ يَوْمَ بَدْرٍ

خداوندا! اس بندے کی برکت سے جس پر تو نے بے بہار حمت کی ہے اور اسے اکرام و اعزاز سے نوازا ہے۔ میری حاجت پوری کر تو ہی کریم عطاء کرنے والا ہے یا اس مقرب و مکرم بندہ کو نداء کرتا ہے کہ اللہ کے ولی اور مقرب مکرم بندے میری شفاعت کرو اور اللہ تعالیٰ سے میری حاجت کی درخواست کرو کہ وہ میری حاجت پوری کرے پس معطی، مسئول و مامول صرف اللہ تعالیٰ ہے اور یہ مقرب بندہ ان کے درمیان وسیلہ ہے اور کائنات میں قادر اور فاعل و متصرف صرف اللہ تبارک و تعالیٰ ہے اور اولیاء اللہ اس کی قدرت و سطوت میں فنا ہیں۔ انہیں قدرت و تصرف نہ اب ہے جبکہ وہ قبروں میں ہیں اور نہ ہی اس وقت تھی جبکہ دنیا میں وہ بقید حیات تھے۔ اگر یہ معنی جو ہم نے ذکر کیا ہے موجب شرک اور حق تعالیٰ کے ماسوا کی طرف توجہ ہے۔ جیسا کہ یہ منکرین گمان کرتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ صالحین اور اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں سے دنیا میں بھی دعا نہ کرائیں جبکہ وہ زندہ ہوں حالانکہ یہ ممنوع نہیں بلکہ مستحب ہے اور دین و ملت میں اس پر سب کا اتفاق ہے۔

اگر وہ یہ کہیں کہ مرنے کے بعد یہ معزول ہو جاتے ہیں اور دنیاوی کرامت جو انہیں حاصل تھی وہ نہیں رہی۔ تو ان سے کہا جائے گا اس کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے یا اگر وہ یہ کہیں کہ فوت ہونے کے بعد عوارض میں مشغول ہو جاتے ہیں، لیکن یہ عوارض دائمی اور مستمرہ نہیں ہیں۔ ہاں اگر زائرین یہ اعتقاد کریں کہ اہل قبور مستقل متصرف ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے حضور متوجہ ہونے کے بغیر وہ قادر ہیں جیسے جاہل اور غافل لوگ اعتقاد کرتے ہیں اور دین میں جن امور سے منع کیا گیا ہے جیسے قبر کو بوسہ دینا اور اسے سجدہ کرنا اور اس کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔ یہ تمام امور حرام ہیں اور عوام کے افعال کا کچھ اعتبار نہیں جو کچھ مشائخ اہل کشف سے کاملین کی ارواح سے استمداد اور استفادہ مذکور ہے وہ شمار سے باہر ہے۔ اس کے متعلق ہم صحیح بخاری کی حدیث ۹۶۰ کے تحت ذکر کر چکے ہیں۔ واللہ الموفق و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم"

۳۷۲۷ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اَلَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا کی تفسیر میں ذکر کیا کہ وہ بخدا کفار قریش ہیں۔ عمرو بن دینار نے کہا وہ کفار قریش ہیں اور جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی نعمت ہیں انہوں نے اپنی قوم کو ہلاکت کے مقام

۲۷۲۸ حَدَّثَنِیْ عُبَیْدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَفَعَ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْمَیِّتَ یُعَذَّبُ فِیْ قَبْرِهٖ بِبُكَآءِ اَهْلِهٖ فَقَالَتْ اِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ لَیُعَذَّبُ بِخَطِیْئَتِهٖ وَذَنْبِهٖ وَاَنَّ اَهْلَهٗ لَیَبْكُوْنَ عَلَیْهِ الْاٰنَ قَالَتْ وَذٰلِكَ مِثْلُ قَوْلِهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْقَلِیْبِ وَفِیْهِ قَتْلٰى بَدْرٍ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ فَقَالَ لَهُمْ مَا قَالَ اِنَّهُمْ لَیَسْمَعُوْنَ مَا اَقُوْلُ وَاِنَّمَا قَالَ اِنَّهُمُ الْاٰنَ لَیَعْلَمُوْنَ اَنَّ مَا كُنْتُ اَقُوْلُ لَهُمْ حَقٌّ ثُمَّ قَرَاَتْ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ یَقُوْلُ حِیْنَ تَبَوَّءُوْا مَقَاعِدَهُمْ مِّنَ النَّارِ

میں اُتارا اس کی تفسیر میں کہا : دَارَ الْبَوَار ،، سے مُراد بدر کے دن کی آگ ہے۔

۲۷۲۷ — **شرح** : یعنی لوگوں نے اللہ کی نعمت کو کفر سے تبدیل کر دیا۔ خُدا کی قسم وہ قریش کے کافر تھے اور یہ آیت کریمہ اُن کے حق میں نازل ہُوئی۔ عمرو بن دینار مکی نے کہا یہ لوگ کفار قریش ہیں اور اللہ کی نعمت جناب محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان لوگوں نے اس نعمت عظمیٰ کا انکار کیا ور اپنی قوم کو جنہوں نے ان کا بدر کی جنگ میں ساتھ دیا انہیں ہلاکت میں ڈال دیا۔ قتادہ نے حضرت انس سے کہا بوار سے مراد دوزخ ہے، کیونکہ جو اس میں داخل ہوگا اسے وہ ہلاک کر دے گی۔ اس حدیث سے ظاہر ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم نعمت ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ،، اللہ کی نعمت کی تحدیث کرو اور آپ کی خوب تعریف کرو اور ایمان تازہ اور مضبوط کرو“

۲۷۲۸ — **ترجمہ** : ہشام کے والد عروہ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ذکر کیا گیا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کی کہ یقیناً مُردہ کو اس کے عزیزوں کے رونے کے سبب قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا عبد اللہ بن عمر بھول گئے ہیں اللہ ان پر رحم کرے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صرف یہ فرمایا ہے کہ مردہ کو اس کی خطاؤں اور گناہوں کے سبب عذاب دیا جا رہا ہے اور یہ لوگ اس پر اب رو رہے ہیں — ام المؤمنین نے فرمایا یہ تو ایسا ہے جیسے ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے کنوئیں پر کھڑے

ہوئے جبکہ اس میں بدر میں قتل ہونے والے مشرک ڈالے گئے تھے تو آپ نے ان سے فرمایا جو عبداللہ نے کہا کہ جو میں کہتا ہوں وہ اسے سُن رہے ہیں۔ حالانکہ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ اب انہیں معلوم ہوگیا ہے کہ جو میں انہیں کہتا تھا وہ حق تھا پھر ام المؤمنین نے یہ آیت پڑھی: اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى، آپ مُردوں کو نہیں سُناتے ہیں اور نہ ہی انہیں سُنا سکتے ہیں جو قبروں میں پڑے ہیں۔ عروہ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی آیت پڑھنے سے مُراد یہ تھی کہ جب انہیں دوزخ میں اپنا ٹھکانا مل جائے گا۔

۳۷۲۸ — شرح: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو خبر پہنچی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت کو اس کی قبر میں اس کے عزیزوں کے رونے سے عذاب ہوتا ہے تو فرمایا ابن عمر بھول گئے ہیں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا میت کو اس کی خطاؤں اور گناہوں کے سبب عذاب ہو رہا ہے اور یہ لوگ اس پر گریہ کر رہے ہیں۔ اس کلام سے ام المؤمنین نے ابن عمر کے کلام کو مسترد کیا اس کا حاصل یہ ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام حقیقت پر محمول کیا جبکہ ام المؤمنین نے اس کو مجاز پر محمول کیا اور حدیث میں مذکور تاویل کی اور فرمایا حدیث کے الفاظ یہ ہیں: اَنَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ،، اور ابن عمر نے بھول کر يَسْمَعُوْنَ ،، کہہ دیا ہے۔ بعض علماء نے کہا اس سے ام المؤمنین کا مقصد یہ ہے کہ مُردے سُنتے نہیں ہیں اس پر اُنھوں نے قرآن کی آیات بھی ذکر کیں ،، لیکن ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ اس حدیث کی حفاظت کے پیش نظر ام المؤمنین نے اس قول سے رجوع کر لیا تھا۔ علاوہ ازیں علامہ بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ،، علم سمع سے مانع نہیں ہے۔ اور اسماعیلی نے کہا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے جو کچھ بھی کہا ہے وہ روایت ہے اور ابن عمر کی روایت کہ وہ سُنتے ہیں۔ مُردوں کا علم ان کی سمع کو مانع نہیں یعنی وہ سُنتے جانتے ہیں۔

ام المؤمنین کے آیت کریمہ سے استدلال کا جواب یہ ہے کہ ان کو سُنانے والا اللہ ہے۔ لہٰذا آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نہیں سُنایا انہیں تو اللہ تعالیٰ نے سُنایا ہے جبکہ ان کو زندہ کیا تھا۔ سہیلی نے کہا ام المؤمنین واقعہ میں حاضر نہ تھیں۔ اور جو لوگ حاضر تھے اُنھوں نے آپ سے عرض کیا یارسُول اللہ! آپ کن لوگوں سے باتیں کر رہے ہیں تو وہ ہیں آپ نے فرمایا تم میری بات کو اُن سے زیادہ نہیں سُنتے ہو جب یہ جائز ہے کہ اس حالت میں وہ جانتے ہیں تو ان کا سُننا بھی جائز ہے، کیونکہ علماء اہلسنت وجماعت بکثرت یہ کہتے ہیں کہ ارواح اپنے ابدان کے سر کے کانوں سے سُنتی ہیں اور سوال وجواب کے وقت ان کی روحیں ان کے جسموں میں آپاتی ہیں یا وہ دل کے کانوں سے سُنتی ہیں اور سوال وجواب کے وقت ان کی روحیں ان کے جسموں میں آپاتی ہیں۔ یا وہ دل کے کانوں سے سُنتی ہیں اور سوال وجواب صرف روح سے ہوتا ہے اور روح جسم میں نہیں آتی۔

قولہ قَالَ الخ اس کا فاعل عروہ ہے اُن کا مقصد یہ ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد کی توضیح کریں اس لئے عروہ نے کہا کہ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى ،، میں سماعت کی نفی اس حالت میں ہے جبکہ کفار دوزخ میں مستقر ہیں اور حِيْنَ تَبَوَّؤُا ،، کا معنیٰ بھی یہی ہے یعنی جب اُنھوں نے دوزخ میں اپنی جگہیں بنالیں اس تقدیر پر ام المؤمنین کے

۳۷۲۹ — حَدَّثَنِیْ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا عَبْدَۃُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَقَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی قَلِیْبِ بَدْرٍ فَقَالَ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّکُمْ حَقًّا ثُمَّ قَالَ اِنَّهُمُ الْاٰنَ یَسْمَعُوْنَ مَا اَقُوْلُ لَهُمْ فَذُکِرَ لِعَائِشَةَ فَقَالَتْ اِنَّمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُمُ الْاٰنَ لَیَعْلَمُوْنَ اَنَّ الَّذِیْ کُنْتُ اَقُوْلُ لَهُمْ هُوَ الْحَقُّ ثُمَّ قَرَأَتْ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی حَتّٰی قَرَأَتِ الْاٰیَةَ

بَابُ فَضْلِ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا

۳۷۳۰ — حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعٰوِیَةُ بْنُ عَمْرٍو

کلام کہ مُردے نہیں سُنتے اور ابن عمر کے کلام کہ مُردے سُنتے ہیں، میں معارضہ نہ رہا، لیکن اس کے بعد روائت سے واضح ہوتا ہے کہ ام المؤمنین مطلقاً سمع کا انکار کرتی ہیں (عینی) حدیث ۱۲۱۴ کی شرح دیکھیں "

۳۷۲۹ — ترجمہ : حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے غیر آباد کنوئیں پر ٹھہرے اور (اس میں پڑے ہُوئے) کافروں سے فرمایا کیا تمہارے رب نے جو وعدہ تم سے کیا تھا وہ حق پالیا ہے ؟ پھر فرمایا وہ اس وقت جو میں کہتا ہوں سُنتے ہیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ ذکر کیا گیا تو اُنھوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف یہ فرمایا تھا کہ وہ اب جانتے ہیں کہ میں جو انہیں کہتا تھا سچ تھا پھر ام المؤمنین نے یہ آئت پڑھی : اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی الخ "

۳۷۲۹ — شرح : یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما کا کلام ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے بیان کیا گیا تو اُنھوں نے ابن عمر کے کلام کی تردید کرتے ہُوئے فرمایا کہ مُردے نہیں سُنتے۔ لیکن مجوّزین کہتے ہیں کہ مُردوں سے مُراد کافر ہیں، کیونکہ اُن کے دِل مَرے ہوتے ہیں۔ اگرچہ شکل و صُورت میں زندہ نظر آتے ہیں۔ اسی طرح دُوسری آئت میں کافر مراد ہیں۔
علامہ زمخشری نے کشاف میں ذکر کیا کہ اس آئت کریمہ میں کافروں کو مُردوں سے تشبیہ دی گئی ہے حالانکہ وہ زندہ ہیں کیونکہ عدم انتفاع میں اِن کا حال مُردوں کے حال جیسا ہے۔ اور " وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ " کا معنیٰ یہ ہے کہ کافر قبر والوں کی طرح ہیں۔ یعنی انہیں وعظ و نصیحت نفع نہیں دیتی ہے۔

قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنْ حُمَیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا یَقُوْلُ اُصِیْبَ حَارِثَۃُ یَوْمَ بَدْرٍ وَّهُوَ غُلَامٌ فَجَآءَتْ اُمُّهٗ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَرَفْتَ مَنْزِلَۃَ حَارِثَۃَ مِنِّیْ فَاِنْ یَّكُ فِی الْجَنَّۃِ اَصْبِرْ وَاَحْتَسِبْ وَاِنْ تَكُ الْاُخْرٰی تَرٰی مَا اَصْنَعُ فَقَالَ وَیْحَكِ اَوَهَبِلْتِ اَوَ جَنَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ هِیَ اِنَّهَا جِنَانٌ كَثِیْرَۃٌ وَّهُوَ فِیْ جَنَّۃِ الْفِرْدَوْسِ

باب - بدر میں شریک صحابہ کی فضیلت

۳۷۳۰ — ترجمہ : حُمید سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے انس رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ بدر کی جنگ میں حارثہ شہید ہوگئے جبکہ وہ کمسن تھے تو اُن کی والدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ جانتے ہیں کہ حارثہ سے مجھے کتنی محبت تھی۔ اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کرتی ہوں اور ثواب کی اُمید رکھتی ہوں۔ اگر کوئی اور صورت ہے تو آپ دیکھیں گے میں کیا کرتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تجھ پر رحم ہو، کیا تو مجنونہ ہوگئی ہے۔ کیا ایک جنت ہے ؟ جنتیں بہت ہیں اور وہ جنت الفردوس میں ہے۔

۳۷۳۰ — شرح : وَیْحَكِ بفتح الواو وسکون الیاء و فتح الحاء اور کاف خطاب کے لئے ہے یہ کلمہ ترحم ہے اور تعجب کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے هَبِلْتِ معروف اور مجہول دونوں طرح ہے۔ ہبل کا معنی بیٹے کے فراق میں اس کی ماں کا رونا ہے۔ اس کا معنی رحم بھی ہے جس میں بچہ ہوتا ہے۔ اس مقام میں وہ بیٹے کے فوت ہونے سے اس کی والدہ کی عقل مفقود ہو جانے "کے لئے استعارۃ لایا گیا ہے۔ تو معنی یہ ہے کہ تو دیوانی ہوگئی ہے۔ جنتیں کئی ہیں اور تیرا بچہ اعلیٰ جنت میں ہے۔ علامہ قسطلانی نے ذکر کیا کہ اَوَهَبِلْتِ " واؤ مفتوح عطف کے لئے ہے اور معطوف علیہ مقدر ہے۔ یعنی کیا تجھے جنون ہوگیا ہے یا بچہ گم ہوجانے سے عقل مفقود ہوگئی ہے۔ حتیٰ کہ تو جنت کی صفت سے ناواقف ہوگئی ہے۔ اوسط جنت اور اعلیٰ جنت کو فردوس کہا جاتا ہے۔ اس سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۷۳۱ — حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ قَالَ سَمِعْتُ حُصَيْنَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا مَرْثَدٍ وَالزُّبَيْرَ وَكُلُّنَا فَارِسٌ قَالَ انْطَلِقُوا حَتّٰى تَأْتُوا رَوْضَةَ خَاخٍ فَإِنَّ بِهَا امْرَأَةً مِنَ الْمُشْرِكِينَ مَعَهَا كِتَابٌ فَأَدْرَكْنَاهَا فَالْتَمَسْنَا فَلَمْ نَرَ كِتَابًا فَقُلْنَا مَا كَذَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَنُجَرِّدَنَّكِ فَلَمَّا رَأَتِ الْجِدَّ أَهْوَتْ إِلٰى حُجْزَتِهَا وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ فَأَخْرَجَتْهُ فَانْطَلَقْنَا بِهَا إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ فَدَعْنِي فَلْأَضْرِبْ عُنُقَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ قَالَ حَاطِبٌ وَاللّٰهِ مَا بِي أَنْ لَا أَكُونَ مُؤْمِنًا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ أَرَدْتُ أَنْ يَكُونَ لِي عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهَا عَنْ أَهْلِي وَمَالِي وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِكَ إِلَّا لَهُ هُنَاكَ مِنْ عَشِيرَتِهِ مَنْ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۷۳۱ — ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ابو مرثد اور زبیر کو بھیجا جبکہ ہم سب سوار تھے۔ آپ نے فرمایا تم چلتے رہو حتیٰ کہ تم روضۂ خاخ پر پہنچو گے وہاں تمہیں ایک مشرکہ عورت ملے گی۔ اس کے پاس خط ہے جو حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کی طرف ہے۔ ہم نے اس عورت کو پایا وہ اپنے اونٹ پر جا رہی تھی۔ جہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم نے کہا خط نکالو اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں۔ ہم نے اونٹ بٹھا کر تلاش کیا تو کوئی خط نظر نہ آیا پھر ہم نے اسے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹ نہیں فرمایا خط نکال دے حتیٰ کہ ہم تجھے ننگا کر دیں گے۔ جب اس نے ہماری کوشش دیکھی تو اس نے اپنا ہاتھ اپنی چادر کی گرہ کی طرف مائل کیا جبکہ اس عورت نے چادر پہنی ہوئی تھی اور خط نکال دیا ہم اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

صَدَقَ وَلَا تَقُولُوا لَهُ اِلَّا خَيْرًا فَقَالَ عُمَرُ اِنَّهُ قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ فَدَعْنِي لِاَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ اَلَيْسَ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ اِلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ اَوْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فَدَمَعَتْ عَيْنَا عُمَرَ وَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ

میں لے گئے تو عمر فاروق نے کہا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اِس شخص (حاطب بن ابی بلتعہ) نے اللہ، اس کے رسُول اور مومنوں سے خیانت کی ہے۔ آپ مجھے چھوڑیں میں اس کی گردن اڑاتا ہوں۔ آپ نے حاطب سے فرمایا جو کچھ تم نے کیا ہے۔ اس پر تمہیں کس نے اُبھارا ہے۔ حاطب نے کہا خُدا کی قسم! میرا کوئی ارادہ نہیں مگر یہ کہ میں اللہ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہوں۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ میرا مکہ والوں پر احسان ہو کہ اس کے باعث اللہ تعالیٰ میرے اہل و اولاد اور مال و دولت سے (جو مکہ میں ہیں) دستِ مضرّت دُور کرے۔ آپ کے صحابہ کرام میں سے کوئی نہیں مگر اس کے وہاں رشتے دار ہیں۔ جس کے باعث اللہ تعالیٰ ان کے اموال بچاتا ہے۔ (یہ سُن کر) جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حاطب نے سچ کہا اسے کچھ نہ کہو (اسے منافق نہ کہو) عمر فاروق نے کہا اِس نے اللہ، اس کے رسُول اور مومنوں سے خیانت کی ہے آپ مجھے چھوڑیے میں اس کی گردن اُڑاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اہلِ بدر کے حال پر مطلع ہُوا اور کہا آئندہ جو چاہو کرو تمہارے لئے جنّت ثابت ہو چکی ہے یا فرمایا کہ میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ حضرت عمر فاروق کی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسُول جانیں۔

۴۷۳۱ — شرح : قولہ اَوْ لَنُخْرِجَنَّ الخ اَوْ، اِلّٰى اَنْ کے معنی میں ہے جیسے لَاَلْزِمَنَّكَ اَوْ تُعْطِيَنِيْ حَقِّيْ ،، میں او۔ الیٰ ان کے معنیٰ میں ہے۔ قولہ اَهْوَتْ اِلٰى حُجْزَتِهَا ،، بضم الحاء ،، ابن اثیر نے کہا حُجزہ دراصل ازار کی جگہ کو کہا جاتا ہے۔ پھر مجازاً تہبند کو حُجزہ کہتے ہیں۔ بعض نے کہا : حُجْزَةُ الازار ،، چادر باندھنے کی جگہ اور حُجْزَةُ السَّرَاوِيْل ،، کا معنیٰ نیفہ ہے۔ کہا جاتا ہے وَاحْتَجَزَ الرَّجُلُ بِاِزَارِهٖ ،، جبکہ اسے اپنے وسط پر باندھے۔ قولہ مُحْتَجِزَة ،، یعنی اُس نے اپنے وسط پر چادر باندھی ہُوئی تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کتاب الجہاد میں بھی یہ حدیث مذکور ہے۔ وہاں عقاص کا ذکر ہے یعنی اُس نے نہر کے بالوں کے مجموعے رقعہ نکال کر دیا نیفہ سے نہیں نکالا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ حُجْزَةٌ ،، کا مطلقاً معنی مقصد ہے۔ اس کا اطلاق دونوں پر ہو سکتا ہے۔ بالوں کا مجموعہ ہو یا چادر باندھنے کی گرہ ہو۔ اس میں اور احتمال بھی ہے۔ قولہ لَعَلَّ اللّٰهَ الخ یعنی تحقیق اللہ نے اہلِ بدر کو دیکھا اور فرمایا الخ یہاں ترجی تحقیق کے لئے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول کے کلام میں ترجی تحقیق کے لئے ہوتی ہے؛ چنانچہ احمد، ابوداؤد اور ابن ابی شیبہ نے ابو ہریرہ کی

اَبُو اَحمَدَ الزُّبَیرِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبدُ الرَّحمٰنِ بنُ الغَسِیلِ عَن حَمزَۃَ ابنِ اَبِی اُسَیدٍ وَالزُّبَیرُ بنُ المُنذِرِ بنِ اَبِی اُسَیدٍ عَن اَبِی اُسَیدٍ قَالَ قَالَ لَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یَومَ بَدرٍ اِذَا اَکثَبُوکُم فَارمُوھُم وَاستَبقُوا نَبلَکُم

۳۷۳۳ — حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بنُ عَبدِ الرَّحِیمِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو اَحمَدَ الزُّبَیرِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبدُ الرَّحمٰنِ بنُ الغَسِیلِ عَن حَمزَۃَ بنِ اَبِی اُسَیدٍ وَالمُنذِرِ ابنِ اَبِی اُسَیدٍ عَن اَبِی اُسَیدٍ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یَومَ بَدرٍ اِذَا اَکثَبُوکُم یَعنِی کَثَرُوکُم فَارمُوھُم وَاستَبقُوا نَبلَکُم

باب

۳۷۳۲ — ترجمہ : حمزہ بن ابی اُسید اور زبیر بن منذر بن ابی اُسید نے ابواُسید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بدر کے روز فرمایا جب کافر تمہارے قریب آجائیں تو ان کو تیروں سے مارو اور اپنے تیروں کی حفاظت کرو!

۳۷۳۳ — ترجمہ : ابواُسید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بدر کے روز فرمایا جب کافر تمہارے قریب آجائیں یعنی تم پر ہجوم کریں تو انہیں تیروں سے مارو اور اپنے تیروں کو محفوظ رکھو!

۳۷۳۲ - ۳۷۳۳ — شرح : یعنی جب وہ تمہارے قریب آجائیں اور تمہارے تیر اُن تک پہنچ سکیں تو تیر مارو اور جب وہ دُور ہوں تو ان کی طرف تیر نہ پھینکو کیونکہ اگر دُور سے تیر پھینکا جائے تو وہ زمین پر گرے گا اور لڑائی کا مقصد فوت ہو جائے گا لہٰذا اس طرح تیر بچاؤ اور ان کے قریب ہونے کے وقت کے لئے انہیں محفوظ رکھو "واستبقوا" کا یہ معنی ہے۔ یعنی ضرورت کے لئے انہیں محفوظ رکھو! (قسطلانی)

محدث دہلوی رحمہ اللہ نے کہا "اذا اکثبوکم" یعنی جب کافر تمہارے قریب آجائیں تو انہیں تیروں سے مارو! "اکثبوا" باب افعال سے ہے کثب سے مشتق ہے اس کا معنی قرب ہے اور "واستبقوا نبلکم" کا معنی ہے کہ تیروں کو محفوظ رکھو اور ان کو جلدی ختم نہ کرو۔ یہ باب استفعال سے ہے اور اگر "استبقوا" کی

۳۷۲۴ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرُّمَاةِ يَوْمَ أُحُدٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ فَأَصَابُوا مِنَّا سَبْعِينَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ أَصَابَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَوْمَ بَدْرٍ أَرْبَعِينَ

کی باء مکسور ہو تو یہ باب افتعال سے امر اور سبقت سے مشتق ہے۔ یعنی اپنے تیر لے کر آگے بڑھو اور انہیں تیر مارو۔ نَبل بمعنی سہام ہے۔ نَبل جمع ہے اس کا واحد نہیں آتا اور ایک تیر کو نَبلہ " نہیں کہتے ہیں۔ داؤدی نے کہا اِرْمُوهم " کا معنیٰ یہ ہے کہ ان کو پتھروں سے مارو کیونکہ جب ہجوم میں مارے جائیں تو وہ بے کار نہیں جاتے حتی کہ وہ تم سے متصادم ہو جائیں تو انہیں مارو۔ اِسْتَبِقُوا نَبْلَكُمْ " بعض نے کہا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ بعض تیر مارو سارے نہ مارو۔ علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا کہ اِستبقُوا نبلکم " کا اِرمُوا سے تعلق نہیں۔ یہ تو صرف رَمی کی تاخیر کے حکم کا بیان ہے حتی کہ وہ قریب آجائیں۔ یعنی جب وہ دُور ہوں گے تو غالباً اُن تک تمہارے تیر نہ پہنچ سکیں گے۔ مقصد یہ ہے کہ اُس حالت میں اپنے تیروں کو محفوظ رکھو جبکہ وہ کافروں تک نہ پہنچ سکیں اور جب ایسا موقعہ آجائے کہ تمہارے تیر ان تک پہنچ سکتے ہیں تو انہیں تیروں سے مارو! واللہ ورسولہ اعلم! حدیث ۲۷۰۱ کی شرح دیکھیں "

اسماء رجال

۱ ابو احمد کا نام محمد بن عبداللہ ہے وہ اسدی زبیری ہیں۔ زبیر بن عوام کی نسل سے نہیں اور عبدالرحمٰن بن غسیل ان کے جدِّ امجد ہیں ان کا نام حنظلہ ہے۔ انہیں فرشتوں نے غسل دیا تھا جبکہ وہ حالتِ جنابت میں شہید ہو گئے تھے۔

مالک بن ربیعہ انصاری ساعدی ہیں۔ زُبیر بن مُنذر بن مالک ہیں۔ اس میں کچھ اختلافِ رائے بھی ہے بعض علماء نے کہا وہ زبیر بن مالک ہیں اور حاکم نے کتاب المدخل میں ذکر کیا وہ زید بن منذر بن ابی اُسید ہیں۔ اُسید اسد کی تصغیر ہے بعض نے کہا زید بن ابی اُسید ہیں۔ عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رازی نے کہا۔ ابن غسیل نے زبیر سے روایت کی اور کہا عن زبیر عن ابن منذر بن ابی اسید عن ابی اُسید۔ علاوہ ازیں بعض نے کہا عن الزبیر بن ابی اُسید عن ابی اُسید" کشاف میں ذکر کیا کہ ابو اُسید سے ان کے دو بیٹوں حمزہ اور زبیر نے روایت کی ہے (کرمانی)

۳۷۲۴ — ترجمہ : ابو اسحاق نے بیان کیا میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کی جنگ میں عبداللہ بن جُبیر کو تیر اندازوں پر سپہ سالار مقرر

وَمِائَةً وَّسَبْعِيْنَ اَسِيْرًا وَّ سَبْعِيْنَ قَتِيْلًا قَالَ اَبُوْسُفْيٰنَ يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ وَالْحَرْبُ سِجَالٌ ۳۷۳۵ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَآءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ جَدِّهٖ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اُرَاهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاِذَا الْخَيْرُ مَاجَآءَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْخَيْرِ بَعْدُ وَثَوَابُ الصِّدْقِ الَّذِیْ اٰتَانَا اللّٰهُ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ

کیا تو کافروں نے ہمارے ستر آدمی شہید کر دیئے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بدر کی جنگ میں ایک سو چالیس کافروں کو قابو کیا ستر کو قیدی بنایا اور ستر کو قتل کیا تھا ۔ جنگ احد میں ابوسفیان نے کہا یہ دن بدر کے دن کا مقابلہ ہے اور لڑائی ڈول ہے ۔

۳۷۳۴ـ شرح : سجال سجل کی جمع معنی ڈول ہے لڑنے والے دو گروہوں کو پانی پینے والوں سے تشبیہ دی کہ کبھی ڈول سے یہ پانی پیتے ہیں کبھی وہ پانی پیتے ہیں یعنی غالب آنے میں کبھی ان کی باری کبھی دوسروں کی باری ۔ بعض شراح نے اس عبارت کا معنی یہ ذکر کیا ہے کہ ایک دن ہمارے لئے اور ایک دن ہمارے اوپر صحیح اور حق بات یہ ہے کہ غزوۂ اُحد میں ستر صحابہ کرام شہید ہوئے تھے کیونکہ مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَوَلَمَّا اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ،، تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ اس آیت کریمہ کے مخاطب اہل اُحد ہیں اور اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ، سے مراد جنگ بدر ہے اور اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ جنگ اُحد میں ستر مسلمان شہید ہوئے تھے کیونکہ جنگ بدر میں ایک سو چالیس کافروں کو مسلمانوں نے مصیبت میں ڈالا تھا جن میں سے ستر قیدی بنائے گئے اور ستر قتل کئے گئے تھے ۔ یہ اُحد میں شہید ہونے والوں کی دو مثلیں ہیں لہٰذا واضح ہوا کہ اُحد میں ستر شہید ہوئے مؤرخین ان کی تعداد پچاس سے کم و بیش ذکر کرتے ہیں ، لیکن انہیں قتل ہونے والوں کے نام اس تعداد میں معلوم ہونے ہیں اس کو یہ لازم نہیں کہ واقعہ میں اس سے زیادہ نہ ہوں ۔ واللہ و رسولہ اعلم!

اسماء رجال : عمرو بن خالد بن فروخ جزری ہیں ۔ زہیر بن معاویہ ابواسحاق کا نام عمرو بن عبد اللہ سبیعی ہے ۔

۳۷۳۵ـ ترجمہ : بُرید نے اپنے دادا ابوبُردہ سے انہوں نے ابوموسیٰ سے روایت کی میرا خیال ہے کہ ابوموسیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا اچانک خیر وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ غزوۂ اُحد کے بعد خیر لایا اور سچائی کی جزا وہ ہے جو غزوۂ بدر کے بعد

۳۷۳۶ — حَدَّثَنِیْ یَعْقُوْبُ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ اِنِّیْ لَفِی الصَّفِّ یَوْمَ بَدْرٍ اِذِ الْتَفَتُّ فَاِذَا عَنْ یَمِیْنِیْ وَعَنْ یَسَارِیْ فَتَیَانِ حَدِیْثَا السِّنِّ فَکَاَنِّیْ لَمْ اٰمَنْ بِمَکَانِهِمَا اِذْ قَالَ لِیْ اَحَدُهُمَا سِرًّا مِنْ صَاحِبِهٖ یَا عَمِّ اَرِنِیْ اَبَا جَهْلٍ فَقُلْتُ یَا ابْنَ اَخِیْ وَمَا تَصْنَعُ بِهٖ قَالَ عَاهَدْتُ اللّٰهَ اِنْ رَاَیْتُهٗ اَنْ اَقْتُلَهٗ اَوْ اَمُوْتَ دُوْنَهٗ فَقَالَ لِیَ الْاٰخَرُ سِرًّا مِنْ صَاحِبِهٖ مِثْلَهٗ قَالَ فَمَا سَرَّنِیْ اَنِّیْ بَیْنَ رَجُلَیْنِ مَکَانَهُمَا فَاَشَرْتُ لَهُمَا اِلَیْهِ فَشَدَّا عَلَیْهِ مِثْلَ الصَّقْرَیْنِ حَتّٰی ضَرَبَاهُ وَهُمَا ابْنَا عَفْرَآءَ ـــ

کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں عنائت کی "

۳۷۳۵ — شرح : یعنی مسلمانوں کے سچے معاملہ کی جزاء وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے جنگِ بدر میں ہماری مدد کی اور مشرکوں کے سرداروں ابوجہل وغیرہ کو قتل کیا۔ یہ حدیث علامات نبوت کے آخر میں مذکور حدیث کا جزو ہے وہ یہ کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ گائے کو لوگ ذبح کر رہے ہیں اور خیر دیکھی گائے کی مومنوں سے تعبیر کی اور اس کے ذبح کرنے کی تعبیر اس مصیبت سے کی جو مسلمانوں کو اُحُد کی لڑائی میں برداشت کرنا پڑی اور لفظ خیر کی تعبیر اُحُد کے بعد ثانی بدر میں لوگوں کو پہنچی کہ اللہ نے مسلمانوں کے دل ثابت رکھے جبکہ ان سے کہا گیا کہ ان کے مقابلہ کے لئے لوگ جمع ہوئے تو اس سے ان کا ایمان اور مضبوط ہو گیا۔ بعض علماء نے کہا اس کلام کا معنیٰ یہ ہے کہ خیر وہ ہے جو اُحُد کے دن مسلمانوں سے کیا گیا۔ یعنی اُحُد میں شہید ہونے والوں کی خیریت یہی تھی جو شہادت کے بعد اللہ کی راہ میں حاصل ہُوا اور بے شمار درجات سے مستفیض ہُوئے۔ قولہ مِنَ الْخَیْرِ یہ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِهٖ" کا بیان ہے ; چنانچہ یوں ہوتا ہے کہ صدق سے مراد اچھا صالح امر لیا جاتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ موصوف کی اضافت صفت کی طرف ہو۔ یعنی ثواب جو بہت اچھا پسندیدہ ہے۔

۳۷۳۶ — ترجمہ : یعقوب نے بیان کیا کہ مجھے ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سعد سے اُنھوں نے اپنے دادے عبدالرحمٰن سے روائت کی کہ انہوں نے کہا میں جنگِ بدر میں صفِ قتال میں تھا یک لخت میں نے دیکھا کہ میرے دائیں اور بائیں دو لڑکے کمسن

۳۷۳۷ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ أَسِيدِ بْنِ جَارِيَةَ الثَّقَفِيُّ حَلِيفُ بَنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةً عَيْنًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ جَدَّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ

کھڑے ہیں گویا کہ ان کے باعث دشمن سے بے خوف نہ ہُوا اچانک ان میں سے ایک نے چپکے سے اپنے ساتھی سے بات چھپاتے ہُوئے کہا اے چچا مجھے ابوجہل دکھاؤ! میں نے کہا اے میرے بھتیجے تو ابوجہل سے کیا کرے گا اس نے کہا میں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا ہے کہ اگر میں نے اسے دیکھ لیا تو اسے قتل کر دوں گا یا خود اس کے سامنے مرجاؤں گا پھر مجھے دُوسرے نے چپکے سے اپنے ساتھی سے چھپاتے ہُوئے اس طرح کہا۔ عبدالرحمٰن نے کہا اب مجھے ان کے بدل دو مردوں کے درمیان ہونا پسند نہ آیا تو میں نے ان دونوں کو ابوجہل کی طرف اشارہ کیا فوراً ان دونوں نے عقاب کی طرح اس پر حملہ کیا حتیٰ کہ اس کو قتل کر دیا اور وہ دونوں عفراء کے بیٹے تھے۔

۳۷۳۶ — شرح: یعنی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے خیال کیا میرے دونوں طرف یہ نوجوان کمسن ہیں جو مجھے دشمن سے نہیں بچاسکیں گے بعض شراح نے (مکانہما) کا یہ معنی کیا ہے کہ عبدالرحمٰن انہیں پہچانتے نہیں تھے اس لئے انہیں ڈر پیدا ہُوا کہ شائد وہ دشمن ہیں۔ علامہ ابن حجر نے کہا میں نے ابن عائذ کے مغازی میں روایت دیکھی جس سے یہ اشکال رفع ہوگیا جبکہ اُنھوں نے منقطع اسناد کے ساتھ طویل واقعہ ذکر کیا ہے، چنانچہ اس میں اس طرح مذکور ہے کہ عبدالرحمٰن نے خیال کیا کہ میرے دونوں طرف چھوٹے لڑکے ہیں ـــــ کہیں مجھ پر لوگ حملہ نہ کردیں،، صقراوین، صقر کا تثنیہ ہے یہ سباع طیور سے ہے جو پرندوں کو چیر پھاڑ کر کھا جاتے ہیں۔ اور وہ صقر، بازی، شاہین اور عقاب ہیں۔ حدیث میں دونوں جوانوں کو صقر سے تشبیہ دی کیونکہ صقر میں وصف شجاعت اور شکار کو جھپٹ لینا پایا جاتا ہے، کیونکہ جب وہ کسی پرندے کے پیچھے لگ جائے تو جب تک اسے پکڑ نہ لے اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا۔ اسی طرح یہ دونوں ابوجہل پر جھپٹ پڑے حتیٰ کہ اس کو ہلاک کردیا،،

علامہ کرمانی نے کہا یہ حدیث اسناد میں مسلسل ہے کیونکہ اسناد کی ترتیب یہ ہے یعقوب بن ابراہیم ابن سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن ان میں سے ہر ایک نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

۳۷۳۷ — ترجمہ: ابن شہاب نے کہا مجھے عمر بن اُسید بن جاریہ ثقفی نے خبر دی جو بنی زُہرہ

ابْنِ الْخَطَّابِ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِالْهَدَّةِ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو لِحْيَانَ فَنَفَرُوا لَهُمْ بِقَرِيبٍ مِنْ مِائَةِ رَجُلٍ رَامٍ فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ حَتَّى وَجَدُوا مَأْكَلَهُمُ التَّمْرَ فِي مَنْزِلٍ نَزَلُوهُ فَقَالَ تَمْرُ يَثْرِبَ فَاتَّبَعُوا آثَارَهُمْ فَلَمَّا حَسَّ بِهِمْ عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَئُوا إِلَى مَوْضِعٍ فَأَحَاطَ بِهِمُ الْقَوْمُ فَقَالُوا لَهُمُ انْزِلُوا فَأَعْطُوا بِأَيْدِيكُمْ وَلَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيثَاقُ أَلَّا نَقْتُلَ مِنْكُمْ أَحَدًا فَقَالَ عَاصِمُ ابْنُ ثَابِتٍ أَيُّهَا الْقَوْمُ أَمَّا أَنَا فَلَا أَنْزِلُ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا نَبِيَّكَ فَرَمَوْهُمْ بِالنَّبْلِ فَقَتَلُوا عَاصِمًا وَنَزَلَ إِلَيْهِمْ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ عَلَى الْعَهْدِ وَالْمِيثَاقِ مِنْهُمْ خُبَيْبٌ وَزَيْدُ بْنُ الدَّثِنَةِ وَرَجُلٌ آخَرُ فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوا مِنْهُمْ أَطْلَقُوا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَرَبَطُوهُمْ بِهَا قَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ هَذَا أَوَّلُ الْغَدْرِ وَاللَّهِ لَا أَصْحَبُكُمْ إِنَّ لِي بِهَؤُلَاءِ أُسْوَةً يُرِيدُ الْقَتْلَى فَجَرَّرُوهُ وَعَالَجُوهُ فَأَبَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَانْطُلِقَ بِخُبَيْبٍ وَزَيْدِ بْنِ الدَّثِنَةِ حَتَّى بَاعُوهُمَا بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَابْتَاعَ بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلٍ خُبَيْبًا وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ بْنَ عَامِرٍ يَوْمَ بَدْرٍ فَلَبِثَ خُبَيْبٌ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا حَتَّى أَجْمَعُوا قَتْلَهُ فَاسْتَعَارَ مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الْحَارِثِ مُوسَى يَسْتَحِدُّ بِهَا

کے حلیف اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہیں کہ ابوہریرہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس جاسوس بھیجے اور اُن پر عاصم بن ثابت انصاری کو امیر بنایا جو عاصم بن عمر بن خطاب کے دادا ہیں۔ جب عسفان اور مکہ مکرمہ کے درمیان مقام ہدہ میں پہنچے تو قبیلہ ہذیل جنہیں بنی لحیان کہا جاتا ہے کو کسی نے اُن کے آنے کی خبر دی تو تقریبًا ایک سو تیر انداز مردوں نے ان کا تعاقب کیا اور ان کے نشانات تلاش کرتے ہوئے نکلے حتی کہ ایک مقام میں جہاں اُنھوں نے قیام کر کے کھجوریں کھائی تھیں گٹھلیاں دیکھیں تو اُنھوں نے کہا یہ مدینہ منورہ کی کھجوریں ہیں وہ ان کے نشانات پر چلتے رہے جب عاصم اور اُن کے ساتھیوں نے انہیں دیکھا تو اُنھوں نے ایک اونچی جگہ (ٹیلہ) پر پناہ لی اُنھوں نے ان کا محاصرہ کر لیا اور ان سے کہا نیچے اُترو اور اپنے آپ کو ہمارے

فَاعَارَتْهُ فَدَرَجَ بُنَيٌّ لَهَا وَهِيَ غَافِلَةٌ حَتّٰى اَتَاهُ فَوَجَدَتْهُ مُجْلِسَهُ عَلٰى فَخِذِهِ وَالْمُوسٰى بِيَدِهِ قَالَتْ فَفَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَهَا خُبَيْبٌ فَقَالَ اَتَخْشَيْنَ اَنْ اَقْتُلَهُ مَا كُنْتُ لِاَفْعَلَ ذٰلِكَ قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُ اَسِيْرًا خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ وَاللّٰهِ لَقَدْ وَجَدْتُهُ يَوْمًا يَاكُلُ قِطْفًا مِنْ عِنَبٍ فِيْ يَدِهِ وَاِنَّهُ لَمُوْثَقٌ بِالْحَدِيْدِ وَمَا بِمَكَّةَ مِنْ ثَمَرَةٍ وَكَانَتْ تَقُوْلُ اِنَّهُ لَرِزْقٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ خُبَيْبًا فَلَمَّا خَرَجُوْا بِهٖ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوْهُ فِي الْحِلِّ قَالَ لَهُمْ خُبَيْبٌ دَعُوْنِيْ اُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ فَتَرَكُوْهُ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَوْلَا اَنْ تَحْسَبُوْا اَنَّ مَا بِيْ جَزَعٌ لَزِدْتُ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اَحْصِهِمْ عَدَدًا وَاقْتُلْهُمْ بَدَدًا وَلَا تُبْقِ مِنْهُمْ اَحَدًا ثُمَّ اَنْشَا يَقُوْلُ؎ فَلَسْتُ اُبَالِيْ حِيْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا ۞ عَلٰى اَيِّ جَنْبٍ كَانَ فِي اللّٰهِ مَصْرَعِيْ ۞ وَذٰلِكَ فِيْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَاِنْ يَشَاْ ۞ يُبَارِكْ فِيْ اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٍ ۞ ثُمَّ قَامَ اِلَيْهِ اَبُوْ سِرْوَعَةَ عُقْبَةُ ابْنُ الْحَارِثِ فَقَتَلَهُ وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ سَنَّ لِكُلِّ مُسْلِمٍ قُتِلَ صَبْرًا الصَّلٰوةَ وَاَخْبَرَ اَصْحَابَهُ

حوالہ کردو ہم تم سے وعدہ کرتے ہیں کہ تم میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے۔ عاصم بن ثابت نے کہا اے میرے ساتھیو! میں ہرگز کافر کی ذمہ داری پر نہیں اتروں گا۔ پھر کہا اے اللہ! اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری خبر پہنچا دے کافروں نے ان کو تیر مارنے شروع کیے حتیٰ کہ عاصم کو قتل کر دیا اور کافروں کے عہد و پیمان پر تین شخص نیچے اترے اُن میں سے خبیب، زیدبن دثنہ اور ایک شخص اور جب کافر ان پر پوری طرح قادر ہوگئے تو ان کی کمانوں کی تانتیں اُتار کر ان کے ساتھ انہیں مضبوط باندھ دیا۔ تیسرے شخص نے کہا یہ پہلی عہد شکنی ہے۔ بخدا! میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا میں اپنے مقتول ساتھیوں کی پیروی کرتا ہوں۔ کافروں نے اسے بہت کھینچا اور ساتھ لے جانے کی کوشش کی لیکن اُس نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا اور خبیب اور زید ابن دثنہ ان کے ساتھ چلے گئے حتیٰ کہ اُنھوں نے جنگ بدر کے بعد دونوں کو فروخت کر دیا۔ بنو حارث بن عامر بن نوفل نے خبیب کو خرید لیا جبکہ خبیب نے بدر کی جنگ میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔ حضرت خبیب ان کے پاس قیدی رہے حتیٰ کہ انھوں نے اس کے قتل کا منصوبہ بنایا تو خبیب نے حارث کی ایک بیٹی سے اُسترا مانگا تاکہ

يَوْمَ اُصِيْبُوْا وَبَعَثَ نَاسٌ مِنْ قُرَيْشٍ اِلٰى عَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ حِيْنَ حُدِّثُوْا اَنَّهٗ
قُتِلَ اَنْ يُؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِنْهُ يُعْرَفُ وَكَانَ قَتَلَ رَجُلًا عَظِيْمًا مِنْ عُظَمَآئِهِمْ فَبَعَثَ
اللّٰهُ لِعَاصِمٍ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتْهُ مِنْ رُسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوْا اَنْ يَقْطَعُوْا
مِنْهُ شَيْئًا وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ ذَكَرُوْا مُرَارَةَ بْنَ الرَّبِيْعِ الْعُمَرِيَّ وَهِلَالَ بْنَ اُمَيَّةَ
الْوَاقِفِيَّ رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا بَدْرًا

اس کے ساتھ زیرِ ناف بال اُتاریں ۔ اُس نے استرا دے دیا اتفاقاً اس کا بچہ حضرت خبیب کے پاس چلا گیا جبکہ وہ بچہ سے غافل تھی جب اس کے پاس آیا تو اسے پکڑ کر اپنی ران پر رکھ لیا جبکہ استرا خبیب کے ہاتھ میں تھا بنتِ حارث نے کہا (یہ دیکھ کر) میں بہت گھبرائی اور خبیب نے میری گھبراہٹ کو محسوس کیا تو کہا کیا تمہیں یہ ڈر ہے کہ میں اِس بچہ کو قتل کر دوں گا ایسا ہرگز نہیں کروں گا ۔ حارث کی بیٹی نے کہا بخدا! میں نے خبیب سے بہتر کوئی قیدی نہیں دیکھا ۔ ایک دن میں نے خبیب کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ سے انگوروں کے خوشہ سے کھا رہا ہے حالانکہ وہ لوہے کی زنجیروں میں جکڑا ہُوا تھا ۔ جبکہ مکہ میں کوئی پھل نہ تھا ۔ حارث کی بیٹی کہا کرتی تھی کہ وہ رزق تھا جو اللہ تعالیٰ نے خبیب کو دیا تھا ۔ پس جب حارث کے بیٹے نے ان کو قتل کرنے کے لئے حرم سے حل میں لے گئے تو اُن سے خبیب نے کہا مجھے دو رکعتیں نماز پڑھنے کی مہلت دو اُنھوں نے مہلت دے دی تو خبیب رضی اللہ عنہ نے دو رکعتیں پڑھیں اور کہا بخدا! اگر تم یہ گمان نہ کرتے کہ میں گھبرا گیا ہوں (اس لئے نماز کو لمبا کر دیا ہے) تو میں ضرور نماز لمبی کرتا پھر کہا اے اللہ! انہیں تباہ کر دے اور ان میں سے کسی کو باقی زندہ نہ رکھ پھر یہ اشعار پڑھے ؎ مجھے کوئی پرواہ نہیں جبکہ میں اسلام کی حالت میں قتل ہو رہا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں کس پہلو پر گروں ۔ میرا مرنا اللہ کے لئے ہے ۔ اگر وہ چاہے تو کٹے ہوئے عضو کے ٹکڑوں میں برکت اور اجر دے اس کے بعد ابو سروعہ عقبہ بن حارث اس کے پاس آیا اور اسے قتل کر دیا حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے ہی مسلمان کے لئے طریقہ جاری کیا جسے روک کر قتل کر دیا جائے کہ وہ نماز دو رکعت پڑھے ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ان کے قتل کی خبر دی جس روز وہ قتل ہوئے تھے ۔ قریش نے عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ کی طرف چند لوگوں کو بھیجا جبکہ انہیں خبر دی گئی کہ عاصم شہید ہو گئے ہیں کہ وہ ان کی لاش سے کچھ کاٹ کر لائیں تاکہ انہیں پہچانا جائے ، کیونکہ حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ نے قریش کے عظیم سرداروں میں سے ایک سردار کو قتل کیا تھا ۔ تو اللہ تعالیٰ نے عاصم کی حفاظت کے لئے سائبان کی مثل شہد کی مکھیوں کو بھیج دیا اس نے عاصم کی لاش کے قریب آنے سے انہیں روک دیا اور وہ اس سے کچھ کاٹنے پر قادر نہ ہوئے ۔ کعب بن مالک نے کہا لوگوں نے

ذکر کیا کہ مرارہ بن ربیعہ عمری اور ھلال بن اُمیّہ وقفی دونوں نیک مرد تھے اور بدر کی جنگ میں شریک تھے۔

۲۷۳۷ — **شرح** : اس حدیث میں ان دس حضرات کے اسماء مذکور نہیں جنہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جاسوسی کے لئے بھیجا تھا۔ کتاب الجہاد میں بعض کے اسماء مذکور ہیں اور وہ مرثد غنوی، خالد بن بکیر لیثی، عاصم بن ثابت جنہیں امیر مقرر کیا گیا تھا۔ خُبیب بن عدی، زید بن دثنہ، عبداللہ بن طارق اور مُعتّب بن عبید بلوی ہیں۔ حافظ شرف دمیاطی نے کہا خُبیب بن عدی بدر میں شریک نہ تھے۔ جس خبیب نے حارث کو قتل کیا تھا اور بدر کی جنگ میں شریک تھے وہ خُبیب بن یساف تھے، لیکن ابن عبدالبر نے استیعاب میں اور ابن اثیر نے اسد الغابہ میں ذکر کیا کہ خبیب بن عدی بدر میں شریک تھے۔ ابن عبدالبر نے یہ اضافہ کیا کہ عقبہ بن حارث نے خبیب بن عدی کو خریدا تھا جبکہ اس خبیب نے عقبہ کے والد کو بدر میں قتل کیا تھا اور خبیب ابن یساف نے بدر میں اُمیّہ بن خلف کو قتل کیا تھا (قسطلانی)

اس حدیث میں واضح طور پر ذکر کیا ہے کہ حضرت خبیب کو ابو سروعہ نے قتل کیا تھا، لیکن محمد بن اسحاق نے اپنے اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ عقبہ بن حارث نے کہا کہ میں نے ابو سروعہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ بخدا میں نے خبیب کو قتل نہیں کیا، کیونکہ میں اس وقت کمسن تھا، لیکن ابو میسرہ جو بنی عبدالدار میں سے تھا نے برچھا پکڑ کر میرے ہاتھ میں دیا پھر برچھے سمیت میرا ہاتھ پکڑا اور خبیب کو مارتا رہا۔ حتیٰ کہ اسے قتل کر دیا۔ حاکم نے اکلیل میں ذکر کیا کہ بنو حارث نے زید بن دثنہ کو نیزہ مارا اور انہیں اسلام سے منحرف کرنا چاہا، لیکن وہ ایمان میں اور زیادہ مضبوط ہو گئے جس روز یہ دونوں حضرات قتل کئے گئے تھے، اس روز جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم دونوں کے لئے سلامتی ہو اور جس روز خبیب کو قریش نے قتل کیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خبیب علیک السلام۔ یہ معلوم نہیں زید کو ذکر کیا یا نہیں۔ لوگوں کا خیال ہے کہ عمرو بن امیّہ نے خبیب کو دفن کیا تھا۔ بیہقی نے دلائل نبوت میں ذکر کیا کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے جب کہا اے اللہ مجھے کوئی شخص نہیں ملتا جو تیرے رسُول کو میرا اسلام پہنچائے تو جبرائیل علیہ السلام نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا سلام پہنچایا۔ ابن سعد نے کہا ابن دثنہ اور خبیب دونوں نے قتل ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھی تھی، لیکن بخاری نے صرف خبیب کی تصریح کی ہے۔ ابو یوسف نے لطائف میں ذکر کیا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ خبیب قتل کر دیئے گئے کہ جو شخص اس کو ستون سے اُتارے گا وہ جنتی ہے۔ حضرت زبیر نے کہا میں اور مقداد انہیں ستون سے اُتاریں گے، چنانچہ ان دونوں نے کہا ہم نے ستون کے ارد گرد چالیس مرد دیکھے ہم نے اسے نیچے اُتارا تو وہ بالکل تروتازہ تھے چالیس روز بعد اس میں کچھ تغیر نہ ہُوا تھا اور اس کا ہاتھ زخم پر تھا اور خون بہہ رہا تھا اور کستوری کی طرح اس سے خوشبو آ رہی تھی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے خبیب رضی اللہ عنہ کو گھوڑے پر سوار کر لیا تو کفار نے ان کا تعاقب کیا جب وہ قریب آگئے تو خبیب کو گھوڑے سے نیچے پھینک دیا اور زمین نے اسے اپنے اندر چھپا لیا اسی لئے خبیب کو بلیع ارض کہا جاتا ہے۔ (عینی) حدیث ۲۸۳۸ کی شرح دیکھیں

۳۷۲۸ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ
ذُكِرَ لَهُ اِنَّ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ بَدْرِيًّا مَرِضَ فِيْ يَوْمِ جُمُعَةٍ
فَرَكِبَ اِلَيْهِ بَعْدَ اَنْ تَعَالَى النَّهَارُ وَاقْتَرَبَتِ الْجُمُعَةُ وَتَرَكَ الْجُمُعَةَ وَقَالَ اللَّيْثُ
حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ
اَنَّ اَبَاهُ كَتَبَ اِلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَرْقَمِ الزُّهْرِيِّ يَاْمُرُهُ اَنْ يَدْخُلَ عَلٰى
سُبَيْعَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ الْاَسْلَمِيَّةِ فَيَسْاَلُهَا عَنْ حَدِيْثِهَا وَعَمَّا قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اسْتَفْتَتْهُ فَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَرْقَمِ اِلٰى
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ يُخْبِرُ اَنَّ سُبَيْعَةَ بِنْتَ الْحَارِثِ اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ
سَعْدِ بْنِ خَوْلَةَ وَهُوَ مِنْ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا فَتُوُفِّيَ عَنْهَا
فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهِيَ حَامِلٌ فَلَمْ تَنْشَبْ اَنْ وَضَعَتْ حَمْلَهَا بَعْدَ وَفَاتِهِ فَلَمَّا
تَعَلَّتْ مِنْ نِفَاسِهَا تَجَمَّلَتْ لِلْخُطَّابِ فَدَخَلَ عَلَيْهَا اَبُو السَّنَابِلِ بْنُ بَعْكَكٍ
رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ الدَّارِ فَقَالَ لَهَا مَالِيْ اَرَاكِ تَجَمَّلْتِ لِلْخُطَّابِ تُرَجِّيْنَ

۳۷۲۸ — ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ذکر کیا گیا
کہ سعید بن زید بن عمرو بن نُفیل جو جنگِ بدر میں شریک تھے جمعہ کے
روز بیمار ہو گئے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سوار ہوئے اور ان کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے
گئے جبکہ سورج بلند ہو چکا تھا جمعہ کی نماز کا وقت قریب آگیا اور انھوں نے جمعہ چھوڑ دیا۔ لیث نے
اپنے اسناد کے ساتھ ابن شہاب سے ذکر کیا کہ مجھے عُبیداللہ بن عبداللہ بن عُتبہ نے خبر دی کہ ان کے والد
نے عمر بن عبداللہ بن ارقم زُہری کو خط لکھا وہ انہیں حکم کر رہے تھے کہ وہ سُبیعہ بنت حارث اسلمیہ کے
پاس جا کر اُن سے وہ حدیث پوچھیں جو وہ روایت کرتی ہیں اور جو انہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تھا جبکہ اُس نے آپ سے فتویٰ پوچھا تھا۔ عمر بن عبداللہ بن ارقم نے عبداللہ بن عتبہ کو جواب لکھا

النِّكَاحَ وَإِنَّكِ وَاللّٰهِ مَا أَنْتِ بِنَاكِحٍ حَتّٰى تَمُرَّ عَلَيْكِ أَرْبَعَةُ أَشْهُرٍ وَعَشْرٌ قَالَتْ سُبَيْعَةُ فَلَمَّا قَالَ لِي ذٰلِكَ جَمَعْتُ عَلَيَّ ثِيَابِي حِيْنَ أَمْسَيْتُ وَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَأَفْتَانِي بِأَنِّي قَدْ حَلَلْتُ حِيْنَ وَضَعْتُ حَمْلِي وَأَمَرَنِي بِالتَّزَوُّجِ إِنْ بَدَا لِي تَابَعَهُ أَصْبَغُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ ثَوْبَانَ مَوْلٰى بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ وَكَانَ أَبُوْهُ شَهِدَ بَدْرًا أَخْبَرَهُ

اور انہیں خبر دی کہ سبیعہ بنتِ حارث نے اُن سے بیان کیا کہ وہ سعد بن خولہ جو بنی عامر بن لؤی قبیلہ سے ہیں اور بدر میں شریک تھے کی بیوی تھی وہ حجۃ الوداع میں فوت ہوگئے جبکہ وہ حاملہ تھی۔ اُن کی وفات کے تھوڑی دیر بعد اس کا حمل وضع ہُوا (بچہ پیدا ہُوا) جب وہ نفاس سے پاک ہوئیں تو نکاح کا پیغام بھیجنے والوں کے لئے خوبصورت بنیں۔ ابو سنابل بن بعکک جو قبیلہ بنی عبدالدار سے ہیں اس کے پاس گئے اور کہا میرا کیسا حال ہے کہ تجھے پیغام نکاح دینے والوں کے لئے خوبصورت بنی ہُوئی دیکھتا ہوں کیا تو نکاح کرنا چاہتی ہے؟ بخدا! تو نکاح نہیں کر سکتی ہے حتی کہ چار ماہ دس دن گزار دے۔ سُبیعہ نے کہا جب اُس نے مجھے یہ بات کہی تو میں نے اپنے کپڑے پہنے جبکہ شام ہُوئی تو میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہُوئی اور آپ سے یہ پوچھا (کہ میرے لئے نکاح کرنا جائز ہے یا نہ) آپ نے مجھے جواب دیا کہ میں اسی وقت حلال ہوگئی تھی جبکہ میں نے حمل وضع کیا تھا اور مجھے حکم دیا کہ اگر میری خواہش ہو تو نکاح کر لوں۔ لیث نے کہا ہم سے یونس نے ابن شہاب سے بیان کیا اور ہم نے یونس سے پوچھا تو اُس نے کہا مجھے محمد بن عبدالرحمٰن ابن ثوبان جو بنی عامر بن لؤی کے آزاد کردہ ہیں نے خبر دی کہ محمد بن ایاس بن بکیر اس کا والد بدر کی جنگ میں شریک تھا نے مذکور حدیث بیان کی۔

۳۷۳۸ — **شرح** : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے لئے جمعہ ترک کرنا کیسے جائز تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے شدید عذر کے باعث جمعہ ترک کیا تھا، کیونکہ سعید بن زید جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی اور بہنوئی تھے سخت بیمار تھے اور فوت ہونے کے قریب تھے۔ شیخ دہلوی نے کہا سعید بن زید عشرہ مبشرہ

بَابُ شُهُودِ الْمَلَائِكَةِ بَدْرًا

۳۷۲۹ — حَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ اَبِيْهِ وَكَانَ اَبُوْهُ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ قَالَ جَاءَ جِبْرِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَعُدُّوْنَ اَهْلَ بَدْرٍ فِيْكُمْ قَالَ مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ —

میں سے تھے اور بدر کی جنگ میں شریک تھے وہ فوت ہونے کے قریب تھے اس لئے ان کی تعظیم کے لئے انھوں نے جمعہ ترک کر دیا تھا۔ بعض لوگوں نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ ترکِ جمعہ کے لئے عیادت عذر ہے لیکن یہ استدلال منظور فیہ ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حاملہ عورت جس کا شوہر فوت ہو جائے وضع حمل کے بعد حالتِ نفاس میں نکاح کر سکتی ہے، لیکن شوہر وطی نہ کرے حتی کہ وہ پاک ہو جائے، کیونکہ دمِ نفاس عقدِ نکاح سے مانع نہیں۔ اور سورۂ بقرہ میں چار ماہ دس دن ان عورتوں کی عدت ہے جن کے شوہر فوت ہو جائیں اور وہ حاملہ نہ ہو اور یہ قدر اس عموم سے مخصوص ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ حمل والی عورتوں کی عدت وضع حمل ہے۔ اگرچہ وہ حرہ یا لونڈی ہو اسے طلاق ہوگئی ہو یا اس کا شوہر فوت ہو جائے، کیونکہ حمل کی آیت سورۂ بقرہ کی آیت سے مؤخر ہے۔ لہٰذا حاملہ عورت اس سے مستثنیٰ ہے یا مخصوص ہے۔ اقول حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اگر حاملہ عورت کا شوہر فوت ہو جائے اور اسے غسل دے رہے ہوں ابھی وہ تختۂ غسل پر ہو اور عورت حمل وضع کر دے تو عدتِ وفات ختم ہو جاتی ہے۔ لیث نے مذکور حدیث عبداللہ بن وہب سے انھوں نے یونس سے روایت کرنے میں اصبغ بن فرج مصری کی متابعت کی ہے۔

اسماء رجال

:ع۱ سعید بن زید بن عمرو بن نفیل عشرہ مبشرہ میں سے ہیں ان کے بدر میں شرکت کرنے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ اکثر علماء نے کہا وہ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے کیونکہ وہ اس وقت مدینہ منورہ سے غائب تھے، لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کی غنیمت میں ان کا حصہ رکھا تھا اور ثواب میں بھی انہیں شریک کر لیا تھا۔

ع۲ ابو السنابل بن بعکک کا نام عمرو ہے وہ فتح مکہ میں مسلمان ہوئے اور کوفہ میں سکونت پذیر رہے وہ شاعر تھے۔

۳۷۴۰ـــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُعَاذِ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ وَكَانَ رِفَاعَةُ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ وَكَانَ رَافِعٌ مِنْ اَهْلِ الْعَقَبَةِ وَكَانَ يَقُوْلُ لِابْنِهِ مَا يَسُرُّنِيْ اَنِّيْ شَهِدْتُ بَدْرًا بِالْعَقَبَةِ قَالَ سَاَلَ جِبْرَئِيْلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا

باب جنگ بدر میں فرشتوں کی شرکت

۳۷۳۹ـــ ترجمہ : معاذ بن رفاعہ بن رافع زُرقی اپنے والد سے جو بدر میں شریک تھے روایت کی کہ حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ آپ بدر میں شریک ہونے والوں کو کیسا شمار کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ سب مسلمانوں سے افضل ہیں یا اس جیسا کلمہ فرمایا جبرائیل علیہ السلام نے کہا اسی طرح جو فرشتے بدر کی جنگ میں شریک ہوئے تھے۔ وہ سب فرشتوں سے افضل ہیں۔

۳۷۳۹ـــ شرح : اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ افضلیت کا حصول بدر میں شرکت کے باعث ہے۔ شیخ دہلوی نے کہا ہو سکتا ہے کہ حدیث کا معنی یہ ہو کہ جو فرشتے افضل ہیں وہ بدر کی جنگ میں آئے تھے قولہ کان ابوہ الخ یعنی رفاعہ جو معاذ کے والد ہیں اہل بدر سے ہیں۔ ابو عمر نے کہا رفاعہ بن رافع بن مالک بن عجلان بن عمرو بن عامر زریق انصاری زرقی کی کنیت ابو معاذ ہے وہ بدر میں شریک تھے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے تمام غزوات میں شریک ہوتے رہے۔ جمل اور صفین کی جنگوں میں رفاعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے ہیں اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی امارت کے اوائل میں فوت ہوئے۔ ان کے والد رافع بارہ نُقباء میں سے ہیں اور ستر صحابہ کے ساتھ بیعت عقبہ میں موجود تھے۔ ان کے جنگ بدر کی شرکت میں اختلاف ہے۔ (عینی)

۳۷۴۰ـــ ترجمہ : معاذ بن رفاعہ بن رافع سے روایت ہے کہ رفاعہ بدری تھے اور رافع بیعت عقبہ والوں میں سے تھے۔ وہ اپنے بیٹے رفاعہ سے کہا کرتے تھے۔ مجھے بیعت عقبہ کے بدل بدر میں شرکت سے خوشی نہیں۔ انھوں نے کہا جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکور حدیث کے متعلق پوچھا۔

۳۷۴۰ـــ شرح : قولہ مَا یَسُرُّنِیْ الخ ما استفہامیہ ہے اس میں بدر میں شرکت کی

۳۷۴۱ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى سَمِعَ مُعَاذَ بْنَ رِفَاعَةَ أَنَّ مَلَكًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنْ يَحْيَى أَنَّ يَزِيدَ ابْنَ الْهَادِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ كَانَ مَعَهُ يَوْمَ حَدَّثَهُ مُعَاذٌ هٰذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ يَزِيدُ قَالَ مُعَاذٌ إِنَّ السَّائِلَ هُوَ جِبْرِيلُ

۳۷۴۲ ـ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ هٰذَا جِبْرَائِيلُ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ عَلَيْهِ أَدَاةُ الْحَرْبِ

خواہش پائی جاتی ہے۔ احتمال ہے کہ ما نافیہ ہو۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر ما نافیہ ہو تو معنیٰ یہ ہوگا عقبہ میں شرکت بدر میں شرکت سے افضل نہ ہے، حالانکہ غزوۂ بدر تمام مغازی سے افضل ہے۔ کہا گیا ہے کہ اصحاب بدر اصحاب عقبہ سے افضل ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ رافع کے اجتہاد میں یہی آیا تھا کہ بیعت عقبہ نصرت اسلام کا منشاء اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا سبب تھی جس سے اسلام قوی ہوا اور جنگیں لڑنے کے قابل ہوا۔ اس لحاظ سے ان کے اجتہاد میں عقبہ کی فضیلت ظاہر ہوئی تھی۔ (کرمانی)

۳۷۴۱ ـــ ترجمہ : یزید نے بیان کیا کہ ہمیں یحییٰ بن سعید نے خبر دی کہ انہوں نے معاذ بن رفاعہ سے سنا کہ فرشتے نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور یحییٰ بن سعید سے روایت ہے کہ یزید بن ہاد نے مجھے خبر دی کہ جس روز معاذ نے یہ حدیث مجھ سے بیان کی وہ ان کے ساتھ تھے۔ یزید نے کہا کہ معاذ نے کہا پوچھنے والا فرشتہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔

۳۷۴۱ ـــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ معاذ بن رفاعہ تابعی ہے صحابی نہیں تو ان کا یہ قول کیسے صحیح ہوگا کہ فرشتہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ اس کا جواب یہ ہے انہوں نے پہلے اسناد پر اعتماد کرتے ہوئے یہ کہا ہے یا حدیث میں ارسال کیا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جس شئی کا سوال پوچھا گیا ہے وہ کیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ بدر میں حاضر ہونے والے لوگ ہیں۔

۳۷۴۲ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

باب ـ حَدَّثَنِيْ خَلِيْفَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَاتَ اَبُوْزَيْدٍ وَلَمْ يَتْرُكْ عَقِبًا وَكَانَ بَدْرِيًّا ـ

بدر کے روز فرمایا یہ جبرائیل (علیہ السلام) اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے سوار کھڑے ہیں ان پر جنگی اسلحہ ہے۔

۳۷۴۲ ـ شرح : ابن اسحاق سے روایت ہے کہ بدر کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اونگھ آئی پھر بیدار ہوئے تو فرمایا اے ابا بکر تمہیں خوشخبری ہو کہ تمہارے پاس اللہ کی مدد آگئی ہے یہ جبرائیل اپنے گھوڑے کی لگام تھامے کھڑے ہیں۔ شیخ دہلوی اور علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ عطیۃ بن قیس کی مرسل حدیث ہے اسے سعید بن منصور نے ذکر کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر سے فارغ ہوئے تھے تو سرخ گھوڑے پہ سوار حضرت جبرائیل علیہ السلام سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ اس نے سر باندھا ہوا تھا اور وہ غبار آلود تھے ان پر زرہ تھی۔ عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ سے جدا نہ ہوں حتیٰ کہ آپ راضی ہو جائیں کیا آپ راضی ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں میں راضی ہوں۔ بیہقی نے محمد بن جبیر بن مطعم کے طریق سے روایت کی کہ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ سخت ہوا چلی ایسی سخت ہوا میں نے کبھی نہیں دیکھی پھر سخت ہوا چلی میرا خیال ہے کہ تیسری بار بھی فرمایا کہ سخت ہوا چلی۔ پہلی بار جبرائیل، دوسری بار میکائیل اور تیسری بار اسرافیل علیہم السلام نازل ہوئے تھے۔ میکائیل علیہ السلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب تھے اس جانب میں حضرت ابو بکر صدیق تھے رضی اللہ عنہ۔ اسرافیل علیہ السلام آپ کی بائیں طرف تھے اس طرف میں تھا۔ ابو صالح کے طریق سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت علی نے فرمایا مجھے اور ابو بکر سے بدر کے دن کہا گیا تم میں سے ایک کے ساتھ جبرائیل اور دوسرے کے ساتھ میکائیل علیہ السلام ہیں اور اسرافیل علیہ السلام عظیم فرشتہ ہے جو صف قتال میں شریک ہوتا تھا۔ حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ فرشتوں کے جنگ میں شریک ہونے میں کیا حکمت ہے؟ حالانکہ جبرائیل علیہ السلام ایک پر کے بال سے تمام کافروں کو دفع کرنے پر قادر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے در اصل جنگ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کرتے تھے اور فرشتے حسب عادت مدد کے لئے آتے تھے (عینی) **اقول** در اصل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہزاروں کافروں کے دفع کرنے پر قادر تھے؛ کیونکہ آپ کو بشری حالت کے اعتبار سے چار ہزار مردوں کی طاقت حاصل تھی۔ حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت کے چالیس جنتی مردوں کی طاقت حاصل تھی۔

۳۷۴۴ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ قَالَ حَدَّثَنِیْ یَحْیٰی بْنُ سَعِیْدٍ عَنِ الْقٰسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ خَبَّابٍ اَنَّ اَبَا سَعِیْدِ ابْنَ مَالِكِ الْخُدْرِیَّ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَقَدَّمَ اِلَیْهِ اَهْلُهٗ لَحْمًا مِنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِیْ فَقَالَ مَا اَنَا بِاٰكِلِهٖ حَتّٰی اَسْأَلَ فَانْطَلَقَ اِلٰی اَخِیْهِ لِاُمِّهٖ وَكَانَ بَدْرِیًّا قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ فَسَأَلَهٗ فَقَالَ اِنَّهٗ حَدَثَ بَعْدَكَ اَمْرٌ نَقْضٌ لِمَا كَانُوْا یُنْهَوْنَ عَنْهُ مِنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْاَضْحٰی بَعْدَ ثَلٰثَةِ اَیَّامٍ ـــ

جبکہ ایک جنتی مرد کو سو مردوں کی طاقت حاصل تھی۔ اسی لئے آپ بعض جنگوں میں تنہا کافروں کی طرف بڑھے اور فرمایا: اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ، باایں ہمہ فرشتوں کا مدد کے لئے آنا صرف حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جرأت دلانے اور مطمئن کرنے کے لئے تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "لِیَطْمَئِنَّ قُلُوْبُکُمْ"، واللہ ورسولہ اعلم!

بابٌ

۳۷۴۳ ـــ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ابوزید فوت ہوئے ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ وہ بدری تھے۔

۳۷۴۳ ـــ شرح: ابوزید کا نام قیس بن سکن ہے۔ وہ انصاری خزرجی ہیں جن صحابہ کرام نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں قرآن جمع کیا تھا ان میں وہ بھی تھے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے چچا ہیں ان کی کنیت نام پر غالب ہے۔ وہ غزوۂ بدر خندق اور دیگر تمام غزوات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں۔ پندرہ ہجری میں شہید ہوگئے۔ یحییٰ بن معین نے ان کا نام ثابت بن زید ذکر کیا جبکہ بعض علماء نے ان کا نام سعد بن عمیر ذکر کیا (قسطلانی، عینی)

اسماء رجال: ۱ـ خلیفہ بن خیاط ابوعمرو حافظ عصفری بصری ہیں۔ ۲۴۶ ہجری میں فوت ہوئے ۲ـ محمد بن عبد اللہ انصاری بخاری کے ممتاز مشائخ میں سے ہیں بخاری نے بالواسطہ ان سے حدیث ذکر کی ہے ۳ـ سعید وہ ابن ابی عروبہ ہیں۔

۳۷۴۴ ـــ ترجمہ: قاسم بن محمد نے ابن خباب سے روایت کی کہ ابوسعید بن مالک خدری رضی اللہ عنہ

ایک سفر سے واپس آئے تو اُن کے گھر والوں نے قربانی کا گوشت اُن کے آگے رکھا۔ ابوسعید نے کہا میں یہ گوشت نہیں کھاؤں گا حتیٰ کہ میں پوچھ لوں۔ وہ اپنے اخیافی بھائی قتادہ بن نعمان (مادرزاد) کے پاس گئے جو بدری تھے، اور ان سے دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ تمہارے جانے کے بعد پہلا حکم منسوخ ہوگیا ہے جس میں قربانی کا گوشت تین دن کے بعد کھانا منع کیا گیا تھا۔

۳۷۴۴ — شرح: اس حدیث سے غرض یہ ہے کہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بدری تھے۔ ان کا نسب یہ ہے قتادہ بن نعمان بن زید بن عامر بن سواد بن کعب بن ظفر بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس انصاری ظفری ہیں ان کی کنیت ابوعمرو ہے۔ بعض نے ابوعبداللہ ذکر کیا ہے۔ وہ تمام غزوات میں شریک رہے۔ بدر کی جنگ میں دشمن کا تیر لگنے سے ان کی آنکھ باہر نکل آئی اور ان کے رخسارہ پر بہہ پڑی وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپ نے پھوڑی ہوئی آنکھ اپنے دستِ اقدس سے اس جگہ رکھ دی جہاں سے وہ باہر نکلتی تھی پھر ہتھیلی سے اسے دبا دیا اور فرمایا اے اللہ اسے خوبصورتی عطا فرما یہ آنکھ قتادہ کے فوت ہونے تک دوسری آنکھ سے اچھی رہی اور اس کے بعد اسے کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔ ہیثم بن عدی نے ذکر کیا کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ آنکھ ہتھیلی پر رکھ دربار رسالت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا قتادہ یہ کیا ہے؟ عرض کیا جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہتے ہو تو صبر کرو اور تمہارے لئے جنت ہے اگر چاہتے ہو تو میں اسے واپس کر دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں اس سے کوئی شئ ضائع نہ ہوگی عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! جنت تو اچھی جزاء اور اچھا عطیہ ہے، لیکن میں عورتوں سے محبت کرتا ہوں مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے کانا کہیں گیں اور مجھ سے نفرت کریں گی، لیکن آپ اسے واپس اپنی جگہ رکھ کر اللہ سے دعا کریں اور میرے لئے جنت کا سوال کریں۔ آپ نے قتادہ کے ہاتھ سے پھوٹی ہوئی آنکھ پکڑ کر اسی جگہ رکھ دی جہاں سے وہ نکلی تھی تو وہ دوسری آنکھ سے خوبصورت تھی اور ان کے فوت ہونے تک اس کی بینائی میں کمزوری نہیں آنے پائی اور اُن کے لئے جنت کی دعا فرمائی۔

عبداللہ بن محمد بن عمارہ نے کہا، قتادہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری بیوی ہے میں اس سے بہت محبت کرتا ہوں۔ اگر اس نے یہ دیکھ لیا تو مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھ سے نفرت کرنے لگے گی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے اسے واپس رکھ دیا۔ ابن اسحاق نے جابر بن عبداللہ کی حدیث ذکر کی اور کہا کہ قتادہ بن نعمان کی آنکھ اُحد کی جنگ میں زخمی ہوئی تھی۔ جبکہ ان کی شادی کو چند روز گزرے تھے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے اسے ہاتھ سے پکڑ کر اُس کی جگہ رکھ دیا اور اس کی بینائی دوسری آنکھ سے اچھی تھی۔ قتادہ بن نعمان ۲۳ ہجری میں فوت ہوئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی قبر میں اُن کے بھائی ابوسعید خدری اُترے ان کی عمر ۶۵ برس تھی۔

جمہور علماء نے کہا قربانی کا گوشت تین دن کے بعد روک رکھنا جائز ہے اور نہی منسوخ ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۷۴۵ — حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ الزُّبَيْرُ لَقِيتُ يَوْمَ بَدْرٍ عُبَيْدَةَ بْنَ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ وَهُوَ مُدَجَّجٌ لَا يُرٰى مِنْهُ إِلَّا عَيْنَاهُ وَهُوَ يُكْنٰى أَبُو ذَاتِ الْكَرِشِ فَقَالَ أَنَا أَبُو ذَاتِ الْكَرِشِ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ بِالْعَنَزَةِ فَطَعَنْتُهُ فِي عَيْنِهِ فَمَاتَ قَالَ هِشَامٌ فَأُخْبِرْتُ أَنَّ الزُّبَيْرَ قَالَ لَقَدْ وَضَعْتُ رِجْلِي عَلَيْهِ ثُمَّ تَمَطَّأْتُ فَكَانَ الْجُهْدُ أَنْ نَزَعْتُهَا وَقَدِ انْثَنٰى طَرَفَاهَا قَالَ عُرْوَةُ فَسَأَلَهُ إِيَّاهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْطَاهُ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَهَا ثُمَّ طَلَبَهَا أَبُو بَكْرٍ فَأَعْطَاهُ فَلَمَّا قُبِضَ أَبُو بَكْرٍ سَأَلَهَا إِيَّاهُ عُمَرُ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا فَلَمَّا قُبِضَ عُمَرُ أَخَذَهَا ثُمَّ طَلَبَهَا عُثْمٰنُ مِنْهُ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهَا فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمٰنُ وَقَعَتْ عِنْدَ اٰلِ عَلِيٍّ فَطَلَبَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ فَكَانَتْ عِنْدَهُ حَتّٰى قُتِلَ

نے فرمایا تمہیں تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع فرمایا تھا۔ اب تین دن کے بعد کھا سکتے ہو اور اس کا ذخیرہ بھی کر سکتے ہو (کرمانی، عینی)

۳۷۴۵ — ترجمہ : ہشام بن عروہ نے اپنے والد عروہ سے روایت کی کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں بدر کے دن عُبَیدہ بن سعید بن عاص سے ملا جبکہ وہ ہتھیاروں میں ڈھکا ہُوا تھا اس کی صرف دو آنکھیں نظر آتی تھیں اس کی کنیت اَبُو ذَاتِ کَرِش " تھی۔ اُس نے کہا میں ابوذاتِ کَرِش ہوں۔ میں نے برچھے کے ساتھ اس پر حملہ کیا اور وہ اس کی آنکھوں میں مارا تو وہ مرگیا۔ ہشام نے کہا مجھے خبر دی گئی کہ زبیر نے کہا میں نے اپنا پاؤں اس پر رکھا پھر میں نے دونوں ہاتھوں سے زور لگایا اور پُوری طاقت سے برچھا کو نکالا جبکہ اس کے دونوں کنارے ٹیڑھے ہوگئے تھے۔ عروہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زُبیر سے وہ برچھا لینا چاہا تو اُنھوں نے آپ کو دے دیا جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرما گئے تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہ برچھا پکڑا اور زُبیر سے طلب کیا تو اُنھوں نے ابوبکر صدیق

۳۷۴۶ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو إِدْرِيسَ عَائِذُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عليه وَسَلَّمَ قَالَ بَايِعُونِي

۳۷۴۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عليه وَسَلَّمَ أَنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَنَّى سَالِمًا وَأَنْكَحَهُ بِنْتَ أَخِيهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ وَهُوَ مَوْلًى لِامْرَأَةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ كَمَا تَبَنَّى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا وَكَانَ

کو وہ دے دیا جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وہ طلب کیا تو زبیر نے انہیں دے دیا۔ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وہ زبیر سے طلب کیا تو انھوں نے وہ عثمان رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو وہ حضرت علی کی اولاد رضی اللہ عنہم کے پاس رہا۔ پھر ان سے عبداللہ بن زبیر نے طلب کر لیا اور انہی کے پاس رہا حتیٰ کہ وہ شہید ہو گئے رضی اللہ عنہ۔ (اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تبرک مستحب ہے کیونکہ جس برچھے کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد حضرات خلفاء راشدین نے اپنے پاس رکھا وہ اس کے متبرک ہونے کی دلیل ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جس ہتھیار سے دشمنِ رسول کو قتل کیا جائے وہ ہتھیار متبرک ہوتا ہے۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کے آثار سے تبرک حاصل کرنا مستحب ہے۔

۳۷۴۶ — ترجمہ: زہری نے کہا مجھے ابوادریس عائذ اللہ بن عبداللہ نے خبر دی کہ عبادہ ابن صامت جو بدر میں شریک تھے نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری بیعت کر لو۔

(اس حدیث سے غرض یہ ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بدری تھے۔ کتاب الایمان میں یہ حدیث گزری ہے)

۳۷۴۷ — ترجمہ: عروہ بن زبیر نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ ابوحذیفہ جو ان صحابہ میں

مَنْ تَبَنّٰى رَجُلًا فِى الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ اِلَيْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِيْرَاثِهٖ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ فَجَاءَتْ سَهْلَةُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ

سے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ بدر میں شریک تھے نے سالمؓ کو متبنّٰی بنایا اور اپنی بھتیجی ہند بنت ولید بن عتبہ سے اس کا نکاح کیا جبکہ وہ ایک انصاریہ عورت کے آزاد کردہ غلام تھے جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ کو متبنّٰی بنایا تھا۔ جاہلیت کے زمانہ میں جو کوئی کسی شخص کو متبنّٰی بنا لیتا تھا اسے لوگ اس شخص کی طرف نسبت کر کے پکارتے تھے اور وہ اس کے مال کا وارث ہوتا تھا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ: "اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ" نازل ہوئی کہ انہیں ان کے باپوں کے نام سے پکارو! سہلہ بنت سہیل بن عمرو قرشیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور لمبی حدیث ذکر کی۔

۳۷۴۷ — **شرح**: سہلہ بنت سہیل قرشیہ عامریہ ابو حذیفہ کی بیوی ہیں۔ یہ وہ سہلہ نہیں جس نے سالم کو آزاد کیا تھا کیونکہ اسے آزاد کرنے والی سہلہ انصاریہ ہے اور یہ سہلہ قرشیہ ہے۔ یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اب سالم بالغ ہوگیا ہے اور وہ ہمارے گھر آتا جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ابو حذیفہ کے دل میں اس سے کچھ وسواس راہ لیتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو دودھ پلا دے تو اس پر حرام ہوجائیگی اور ابو حذیفہ کے دل میں سے وسوسہ جاتا رہے گا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ مدت رضاع کے بعد اگر کوئی عورت بالغ مرد کو دودھ پلا دے تو رضاعت ثابت ہوجاتی ہے اسی لئے وہ عورتوں کو فتویٰ دیا کرتی تھیں کہ جو کسی سے پردہ نہ کرنا چاہے تو وہ اسے دودھ پلا دے تو ان کی اولاد شیر خوار کے بہن بھائی ہوجائیں گے اور پردہ کی ضرورت درپیش نہ ہوگی لیکن تمام ازواج مطہرات نے ام المؤمنین کے اس استدلال سے اتفاق نہیں کیا۔ علماء نے کہا کہ یہ حکم سالم اور سہلہ کے ساتھ مخصوص ہے دوسروں کو اس پر قیاس کرنا ممنوع ہے۔ جب بچہ شیر خوار ہو اور دو سال سے کم ہو تو اسے دودھ پلانے سے رضاعت ثابت ہوتی ہے اس مسئلہ کی تحقیق کتاب الرضاع میں ہوگی! انشاء اللہ تعالیٰ!! " بخاری میں اسی حدیث کی طرف اشارہ ہے۔

قولہ کما تبنّٰی الخ زید بن حارثہ کلبی بنی عبدود سے ہیں وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے۔ مذکور آیت کے نزول سے پہلے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر کے متبنّٰی بنا لیا تھا اور اس کے اور حضرت حمزہ بن عبد المطلب کے درمیان بھائی چارہ بنایا تھا، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم امیر و فقیر کے درمیان بھائی چارہ بنا دیتے تھے۔ تاکہ فقر روزگار زماں سے پریشان نہ ہو۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش سے نکاح

Marfat.com

۳۷۴۸ — حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي وَجُوَيْرِيَاتٌ يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ يَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِهِنَّ يَوْمَ بَدْرٍ حَتَّى قَالَتْ جَارِيَةٌ ؛ وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ ؛ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُولِي هٰكَذَا وَقُولِي مَا كُنْتِ تَقُولِينَ —

کیا جبکہ وہ زید بن حارثہ کی منکوحہ تھیں اور زید نے انہیں طلاق دے دی ہوئی تھی۔ تو یہودیوں اور منافقوں نے شور برپا کر دیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خود تو اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے اور لوگوں کو اس سے منع کرتے ہیں تو یہ آیت کریمہ "اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ" نازل ہوئی تو سہلہ بنت سہیل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ابو حذیفہ کا واقعہ ذکر کیا۔ كَمَا مَرَّ آنِفًا"

۳۷۴۸ — ترجمہ: رُبیّع بنت معوّذ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جس روز میری رخصتی ہوئی صبح کو میرے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے بستر پر اس طرح بیٹھ گئے جس طرح تم بیٹھے ہو اور چھوٹی چھوٹی بچیاں دف بجا رہی تھیں اور اُن کے باپ دادوں سے جو جنگِ بدر میں قتل ہو گئے تھے ان کے اوصاف ذکر کر رہی تھیں حتّٰی کہ ایک بچی نے یہ کہا کہ ہم میں نبی تشریف لایا ہے جو یہ جانتا ہے کہ کل کیا ہوگا (یہ سُن کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس طرح مت کہو وہی کہو جو پہلے کہتی تھی۔

۳۷۴۸ — شرح: یعنی جو لوگ جنگِ بدر میں قتل ہو گئے وہ ان کے اچھے اوصاف ذکر کر کے لوگوں کو رُلانے اور گریہ زاری پر بھڑکاتی تھیں۔ اس جنگ میں ربیّع کا والد معوّذ اور چچا عوف یا معاذ دونوں قتل ہو گئے تھے عکرمہ بن ابی جہل نے انہیں قتل کیا تھا۔ چچا پر باپ کا اطلاق معروف ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمِنْ اٰبَآئِكَ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ" حالانکہ اسماعیل علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے چچا اور اسحاق والد تھے اور دونوں پر باپ کا اطلاق ہوا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شبِ زفاف (رخصتی) کی صبح کو دف کی آواز سُننا جائز ہے۔ اور کسی مخلوق کی طرف مطلق علمِ غیب کی نسبت کرنا ممنوع ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ" فرما دیجئے کہ زمین و آسمان والے جو بھی ہیں اللہ کے سوا وہ غیب نہیں جانتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ارض و سماء میں رہنے والا کوئی بھی غیب نہیں جانتا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ اَحَدًا اِلَّا

مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ ،، اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر پسندیدہ رسول کو مطلع کرتا ہے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پسندیدہ رسول بھی غیب پر مطلع ہیں لہٰذا دونوں آیات میں تضاد پایا گیا ۔ اس کا جواب یہ ہے تضاد کے لئے ایک جہت ہونا ضروری ہے یہاں ایسا نہیں کیونکہ آیت کریمہ میں مطلق غیب کی نفی ہے جو اللہ کی ذات کے ساتھ مختص ہے جسے ذاتی غیب کہتے ہیں اور دوسری آیت کریمہ میں غیب اضافی ہے یعنی جب اللہ کا بندہ علم وعمل میں ریاضت کرکے آئینۂ قلب صاف کر لے تو مکتوبِ لوح محفوظ اس کے مصفیٰ قلب پر منقش ہونے لگتا ہے اور وہ غیب پر مطلع ہوتا ہے یہ اضافی غیب ہے الحاصل پہلی آیت میں مخلوق سے مطلق اور حقیقی غیب کی نفی ہے اور دوسری آیت میں اضافی یا عطائی غیب کا ثبوت ہے لہٰذا دونوں آیات میں اختلاف نہیں ۔ صحیحین کی حدیث کہ بدر کے روز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے میدانِ بدر میں مرنے والے کفار کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا ۔ کل اس جگہ فلاں گر کر مرے گا اسی جگہ فلاں مرے گا ۔ یہ بھی تو کل کی خبر ہے لیکن یہ ذاتی طور پر نہیں اللہ تعالیٰ کے اطلاع کرنے سے ہے ۔ اس حدیث میں اطلاقِ غیب سے بچیوں کو منع فرمایا تھا یا لہو ولعب کے مقام میں علم غیب جو صفتِ کمال ہے کا تذکرہ مناسب نہ تھا ۔ منع کرنے کی یہی وجہ تھی ۔ واللہ ورسولہ اعلم ! اعتساف سے بالاتر ہوکر نظرِ انصاف سے دیکھیں تو اس زمانہ میں اہلِ علم کا اس مسئلہ میں اختلاف کرنا لاطائل بحث ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار علوم عطا فرمادے جن کا کنارہ ہی نظر نہ آئے اس سے علوم الٰہیہ سے برابری لازم نہیں آتی ؛ کیونکہ خالق و مخلوق کے علوم میں مساوات کا تصور ہی نہیں آتا ۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ،، اگر میں غیب جانتا تو کثیر خیر جمع کر لیتا ۔ اس آیت کریمہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سے علم غیب کی نفی فرمائی ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ غیب مطلق اور ذاتی ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود سے ذاتی غیب کی نفی کی ہے ۔ اگر بنظرِ عمیق دیکھا جائے تو اس میں اضافی علم کا اثبات ہے ۔ کیونکہ قاعدہ ہے کہ جب کلام پر حرف ”لو“ داخل ہو وہ مثبت کلام کو منفی اور منفی کو مثبت کر دیتا ہے ۔ یہ آیت قضیہ شرطیہ پر مشتمل ہے جس میں مقدم اور تالی مثبت ہیں لہٰذا حرف ”لو“ کے دخول سے اس کا عکس ہوگا ! اور مقدم و تالی دونوں منفی ہو جائیں گے اور قضیہ شرطیہ کی صورت یہ ہوگی ،، اِنْ لَّمْ اَعْلَمِ الْغَيْبَ لَمَا اسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ،، اور قضیہ شرطیہ کے نتیجہ کی شرط یہ ہے کہ وضعِ مقدم سے وضعِ تالی یا رفعِ تالی سے رفعِ مقدم ہوتا ہے اور تالی کا رفع نصِ قطعی سے ثابت ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ،، مَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ،، جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر دی گئی چونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم معلمِ حکمت ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں ہے وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ،، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں ۔ لہٰذا سوال میں مذکورہ آیت کریمہ میں تالی کا رفع ہو گیا جسے مقدم کا رفع لازم ہے اور وہ ثبوت علم غیب ہے ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس استدلال سے مطلق اور ذاتی علم غیب ثابت ہوتا ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مقدم اور تالی کے حال کی کیفیت یکساں ہوتی ہے ۔ چونکہ تالی اضافی ہے لہٰذا

۳۷۴۹ — ۳۷۵۰ — حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ ح وَحَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَخِیْ عَنْ سُلَیْمٰنَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِیْ عَتِیْقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ طَلْحَةَ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکَانَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِکَةُ بَیْتًا فِیْهِ کَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ یُرِیْدُ صُوْرَةَ التَّمَاثِیْلِ الَّتِیْ فِیْهَا الْاَرْوَاحُ

مقدم بھی اضافی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکمت عطاء کرنے والا ہے لہٰذا وہی آپ کو علمِ غیب عطاء کرنے والا ہے۔ حصہ اوّل میں اس مسئلہ پر بحث ہو چکی ہے۔ الحاصل مطلق علمِ غیب پروردگار عالم کے ساتھ مختص ہے یہ مخلوق کو سرِ مو بھی حاصل نہیں اور اضافی یا عطائی جس قدر اللہ چاہے مخلوق کے لئے حاصل ہے۔
(حدیث ع۲۹۸۰ کی شرح دیکھیں)

۳۷۴۹ — ۳۷۵۰ — ترجمہ: زہری ابن شہاب نے عُبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے کہا کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور آپ کے ساتھ جنگِ بدر میں شریک تھے نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو یعنی وہ صورتیں جن کی روحیں ہوں (ذی روح کی تصویر)

۳۷۴۹ — ۳۷۵۰ — شرح: اس حدیث کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ابوطلحہ بدری ہیں اسے دو طریقوں سے بیان کیا ایک ابراہیم بن موسیٰ کا اور دوسرا اسماعیل بن ابی اویس کا طریق ہے۔ تماثیل تمثال کی جمع ہے اس کا معنی صورت ہے۔ حدیث ع۲۰۱۵، ع۳۶۹، ع۳۰۱۶ اور ع۶۷ کی شرح دیکھیں۔ تصویر کھینچنا یا بنوانا اس لئے حرام ہے کہ اس میں خالق کائنات جل وعلیٰ سے مشابہت ہے۔ جمہور علماء تصویر کھینچنے کو حرام کہتے ہیں، البتہ درخت اور ہر غیر ذی روح کی تصویر حرام نہیں، اور یہ گھر میں رحمت کے فرشتے کو داخل ہونے سے منع نہیں کرتی ہے (قسطلانی)، مراد وہ فرشتے ہیں جو لوگوں کی حفاظت پہ مامور نہیں اور لوگوں کے اعمال لکھنے ہیں محافظ اور شکاری

٣٧٥١ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا
٣٧٥٢ — يُونُسُ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا
عَنْبَسَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ
حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا قَالَ كَانَتْ لِي شَارِفٌ مِنْ نَصِيبِي مِنَ
الْمَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِي مِمَّا أَفَاءَ اللهُ
عَلَيْهِ مِنَ الْخُمُسِ يَوْمَئِذٍ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ بِنْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعَدْتُ رَجُلًا صَوَّاغًا فِي بَنِي قَيْنُقَاعَ أَنْ يَرْتَحِلَ مَعِيَ فَنَأْتِيَ
بِإِذْخِرٍ فَأَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَهُ مِنَ الصَّوَّاغِينَ فَنَسْتَعِينَ بِهِ فِي وَلِيمَةِ عُرْسِي فَبَيْنَا
أَنَا أَجْمَعُ لِشَارِفَيَّ مِنَ الْأَقْتَابِ وَالْغَرَائِرِ وَالْحِبَالِ وَشَارِفَايَ مُنَاخَانِ إِلَى
جَنْبِ حُجْرَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ حَتَّى جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُ فَإِذَا أَنَا بِشَارِفَيَّ قَدْ
أُجِبَّتْ أَسْنِمَتُهُمَا وَبُقِرَتْ خَوَاصِرُهُمَا وَأُخِذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ
حِينَ رَأَيْتُ الْمَنْظَرَ قُلْتُ مَنْ فَعَلَ هَذَا قَالُوا فَعَلَهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

کُتّا حفاظت کے لئے گھر میں رکھنا جائز ہے حرام نہیں لیکن گھر میں جو بھی کُتّا ہو، رحمت کا فرشتہ اس گھر میں نہیں آتا، کیونکہ کُتّا نجاست کھاتا ہے اور اس سے بدبُو آتی ہے اور بُو سے فرشتے دُور بھاگتے ہیں۔ اسی طرح جس گھر میں جاندار کی تصویر ہو وہاں فرشتے نہیں آتے ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم !

٣٧٥١ — **٣٧٥٢** — ترجمہ : زہری نے کہا ہم سے علی بن حسین نے بیان کیا کہ حسین بن علی علیہما السلام نے اسے خبر دی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بدر کی غنیمت میں سے میرے حصّہ ایک اونٹنی آئی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری اونٹنی مجھے مالِ غنیمت کے خمس سے عنایت فرمائی تھی۔ جب میں نے چاہا کہ سیدہ فاطمہ علیہا السلام بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رُخصتی کرلاؤں تو میں نے بنی قینقاع کے ایک زرگر سے کہا کہ وہ میرے ساتھ چلے اور ہم اذخر گھاس لائیں۔ میرا خیال

وَهُوَ فِي هٰذَا الْبَيْتِ فِي شَرْبٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ عِنْدَهٗ قَيْنَةٌ وَاَصْحَابُهٗ فَقَالَتْ فِي غِنَائِهَا اَلَا يَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ فَوَثَبَ حَمْزَةُ اِلَى السَّيْفِ فَاَجَبَّ اَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا فَاَخَذَ مِنْ اَكْبَادِهِمَا قَالَ عَلِيٌّ فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى اَدْخُلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهٗ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي لَقِيتُ فَقَالَ مَا لَكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ عَدَا حَمْزَةُ عَلٰى نَاقَتَيَّ فَاَجَبَّ اَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا وَهَا هُوَ ذَا فِي بَيْتٍ مَّعَهٗ شَرْبٌ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِدَائِهٖ فَارْتَدٰى ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِي وَاتَّبَعْتُهٗ اَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتّٰى جَاءَ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ حَمْزَةُ فَاسْتَاْذَنَ عَلَيْهِ فَاَذِنَ لَهٗ فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُوْمُ حَمْزَةَ فِيمَا فَعَلَ فَاِذَا حَمْزَةُ ثَمِلٌ مُّحْمَرَّةٌ عَيْنَاهُ فَنَظَرَ حَمْزَةُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ اِلٰى رُكْبَتِهٖ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ اِلٰى وَجْهِهٖ ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ وَهَلْ اَنْتُمْ اِلَّا عَبِيْدٌ لِاَبِي فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ ثَمِلٌ فَنَكَصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَقِبَيْهِ الْقَهْقَرٰى فَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهٗ

یہ تھا کہ اس گھاس کو سناروں کے پاس فروخت کروں گا اور اس سے اپنی شادی کا ولیمہ کروں گا، چنانچہ میں نے اپنی دونوں اونٹنیوں کے لئے کجاوے (پالان) بوریاں اور رسیاں جمع کرنی شروع کیں جبکہ دونوں اونٹنیاں ایک انصاری شخص کے گھر کے قریب بیٹھی ہوئی تھیں حتی کہ میں نے سارا سامان جمع کر لیا تو اچانک میں نے اپنی دونوں اونٹنیوں کو دیکھا کہ ان کے کوہان کاٹ دیئے گئے ہیں اور ان کے پیٹ چیر کر کلیجیاں نکال لی گئی ہیں۔ میں نے جب یہ دیکھا تو رونے لگا اور پوچھا یہ کس نے کیا ہے؟ لوگوں نے کہا یہ حمزہ بن عبدالمطلب نے کیا ہے۔ اور وہ اس گھر میں انصار کے ساتھ شراب پی رہے ہیں ان کے پاس ایک مغنیہ لونڈی ہے اور ساتھی ہیں۔ اس لونڈی نے اپنے گانے میں کہا اے حمزہ ان موٹی اونٹنیوں کا قصد کرو! اچانک حمزہ اچھلے اور تلوار لی اور ان کے کوہان

کاٹ دیئے اور ان کے پیٹ چیر کر ---- کلیجیاں نکالیں ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں فوراً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا ، وہاں زید بن حارثہ بھی تھے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا حال پہچانا اور فرمایا کیا حال ہے ؟ میں نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ! میں نے آج جیسا کوئی دن نہیں دیکھا ۔ حمزہ نے میری دونوں اونٹنیوں پر حملہ کیا ہے ان کے کوہان کاٹ دیئے ہیں اور ان کے پیٹ چیر دیئے ہیں اور وہ اس گھر میں ہیں اُن کے ساتھ اور لوگ شراب پی رہے ہیں ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر منگوائی اور اسے اوڑھ کر چلے ---- زید بن حارثہ بھی آپ کے ساتھ چلے ۔ حتیٰ کہ اس مکان میں آئے جہاں حمزہ تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازتِ دخول طلب فرمائی اور آپ کو اجازت دی گئی (آپ اندر تشریف لے گئے) اور حمزہ کو ان کے فعل پر ملامت کرنا شروع کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ حمزہ نشہ میں دھت ہیں ان کی دونوں آنکھیں سُرخ ہیں ۔ حمزہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا پھر نظر اُونچی کی اور آپ کے گھٹنے دیکھے پھر نظر اونچی کی اور آپ کا چہرۂ انور دیکھا پھر حمزہ نے کہا تم تو میرے باپ کے غلام ہو ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پہچانا کہ وہ نشہ میں دھت ہیں تو باہر تشریف لے گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ باہر چلے گئے ۔

۳۷۵۱ — ۳۷۵۲ — شرح : شارف ، نوجوان اونٹنی ، عزائز غیر یہ کی جمع ہے جس میں گھاس پھوسٹ لایا جاتا ہے ۔ اصل نشہ میں دُھت ۔ شروع اسلام میں شراب نوشی اور غنا جائز تھے ۔ پھر حرام کر دیئے گئے ۔ مغنیہ کے اشعار میں سے دو بیت یہ ہیں ۔

اَلَا یَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ ؁ وَهُنَّ مُعَقَّلَاتٌ بِالْفِنَاءِ
ضَعِ السِّكِّيْنَ فِي اللَّبَّاتِ مِنْهَا ؁ وَضَرِّجْهُنَّ حَمْزَةُ بِالدِّمَاءِ

آگاہ ہو اور بیدار ہو اے حمزہ موٹی اونٹنیوں کی طرف جو وہ سامنے صحن میں باندھی ہوئی ہیں ۔
ان کے ذبح کی جگہ چھری رکھو ! اور اے حمزہ انہیں خون میں ملا دو !

نوار ناویہ کی جمع ہے اس کا معنی ہے موٹی ۔ معقلات باندھی ہوئی ، فناء ، صحن ، لبّات جائے ذبح اور جائے نحر ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا رونا قلیل مال کے فقدان کے باعث نہ تھا اور نہ ہی ان کے متعلق یہ وہم ہو سکتا ہے بلکہ ان کے رونے کا سبب یہ تھا کہ سیّدہ فاطمہ علیہا السلام کا حق ضائع ہو گیا ہے اور وہ ولیمہ تھا ۔ نیز جب زیادہ غصہ ہو تو بے اختیار رونا آ جاتا ہے جو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا : هَلْ اَنْتُمْ اِلَّا عَبِيْدٌ لِاَبِيْ ، یعنی تم میرے والد عبد المطلب کے غلام ہو ۔ ان کا یہ کلام نشہ میں دُھت ہونے اور بیہودہ باتوں کے باعث تھا جو شرابی نشہ کی حالت میں کرتے ہیں ۔

اس حدیث کی مفصل تقریر حدیث ۲۲۲۰ ، ۲۸۸۳ کی شروح میں دیکھیں ۔

۳۷۵۳ــ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ أَنْفَذَهُ لَنَا ابْنُ الْأَصْبَهَانِي سَمِعَهُ مِنِ ابْنِ مَعْقِلٍ أَنَّ عَلِيًّا كَبَّرَ عَلَى سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ فَقَالَ إِنَّهُ شَهِدَ بَدْرًا

۳۷۵۴ــ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يُحَدِّثُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِينَ تَأَيَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَيْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا تُوُفِّيَ بِالْمَدِينَةِ قَالَ عُمَرُ فَلَقِيتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ

۳۷۵۳ــ ترجمہ : سفیان ابن عُیَینہ نے بیان کیا کہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ اصبہانی نے ہمیں پیغام بھیجا کہ انہوں نے عبدالرحمٰن بن معقل مُزنی سے سُنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سہل بن حُنیف کے جنازہ پر تکبیریں کہیں اور کہا کہ وہ جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے۔

۳۷۵۳ــ شرح : اس حدیث سے غرض یہ ہے کہ سہل بن حُنیف غزوۂ بدر میں شریک تھے۔

اسماء رجال : محمد بن عباد کی کنیت ابو عبداللہ ہے وہ مکی ہیں بغداد میں اقامت کر لی تھی۔ مشہور ثقہ راوی ہیں۔ ۲۳۴ ہجری کو بغداد میں فوت ہوئے بخاری میں ان کی صرف یہی ایک حدیث منقول ہے۔ ابن عُیینہ کا نام سُفیان، ابن اصبہانی کا نام عبدالرحمٰن بن عبداللہ ہے۔ وہ کوفی ہیں۔ ابن معقل کا نام عبداللہ بن معقل ہے۔ مزنی ہیں ان کے والد صحابی تھے۔ سہل بن حُنیف ابو عبداللہ ہیں۔ ۳۸ ہجری کو کوفہ میں فوت ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن کی نماز جنازہ پڑھی تھی اور ابو عمرو بغوی کی روایت میں چھ تکبیریں اور حافظ ابوذر کی روایت میں پانچ تکبیریں کہیں۔ "عینی"

۳۷۵۴ــ ترجمہ : سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ اُنھوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سُنا کہ جب حفصہ بنت عمر بیوہ ہوگئیں جبکہ خُنیس بن حذافہ سہمی کا انتقال ہوگیا۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے اور غزوۂ بدر میں

أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ قَالَ سَأَنْظُرُ فِي أَمْرِي فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ فَقَالَ قَدْ بَدَا لِي أَنْ لَا أَتَزَوَّجَ يَوْمِي هٰذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ إِنْ شِئْتَ أَنْكَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَصَمَتَ أَبُو بَكْرٍ فَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا فَكُنْتُ عَلَيْهِ أَوْجَدَ مِنِّي عَلَى عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَيَالِيَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْكَحْتُهَا إِيَّاهُ فَلَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ لَعَلَّكَ وَجَدْتَ عَلَيَّ حِينَ عَرَضْتَ عَلَيَّ حَفْصَةَ فَلَمْ أَرْجِعْ إِلَيْكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرْجِعَ إِلَيْكَ فِيمَا عَرَضْتَ إِلَّا أَنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا

میں شریک ہوئے تھے اور مدینہ منورہ میں فوت ہوئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں عثمان بن عفان سے ملا اور ان سے حفصہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اگر تمہارا خیال ہو اور تم چاہو تو میں تمہارے ساتھ حفصہ بنت عمر کا نکاح کر دوں؟ عثمان نے کہا میں ذرا سوچ لوں چنانچہ میں چند روز ٹھہرا تو انھوں نے مجھے کہا میری رائے یہ ہے کہ میں اس وقت نکاح نہ کروں عمر فاروق نے فرمایا پھر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے کہا اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ بنتِ عمر کا آپ کے ساتھ نکاح کر دوں ابوبکر خاموش رہے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ مجھے ابوبکر پر زیادہ رنج ہوا جتنا کہ عثمان پر رنج ہوا تھا۔ میں چند روز ٹھہرا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کا پیغام اپنے لئے بھیجا تو میں نے آپ کے ساتھ حفصہ کا نکاح کر دیا۔ پھر مجھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ملے تو کہا اے عمر! شائد آپ کو مجھ سے رنج پہنچا ہوگا جبکہ آپ نے حفصہ کے نکاح کے متعلق مجھ سے کہا تھا اور میں نے کوئی جواب نہ دیا تھا میں نے کہا جی ہاں! ابوبکر نے کہا مجھے آپ کو جواب دینے سے کسی شئے نے منع نہیں کیا تھا لیکن مجھے معلوم تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز افشاء کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال نہ ہوتا تو میں حفصہ سے نکاح کر لیتا۔"

۳۷۵۴ — شرح: اس حدیث کے ذکر سے بخاری کا مقصد یہ ہے کہ خُنیس بن حذافہ سہمی بدری ہیں۔ ان کا شجرۂ نسب یہ ہے خُنیس بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعد سہم قرشی سہمی۔ وہ مہاجرین اولین میں سے ہیں۔ حبشہ کی طرف ہجرت کی وہاں سے واپس ہوئے تو بدر میں شرکت کی وہاں شدید زخمی ہو گئے اور مدینہ منورہ آکر زخم کی شدت اختیار کرنے سے فوت ہو گئے۔ اور وہ عبداللہ بن حذافہ سہمی کے بھائی ہیں

۳۷۵۵ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ سَمِعَ اَبَا مَسْعُوْدِ الْبَدْرِيَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَفَقَةُ الرَّجُلِ عَلٰى اَهْلِهٖ صَدَقَةٌ

اصابہ میں ذکر کیا کہ جنگ اُحد میں زخمی ہوئے تھے اور فتح الباری میں کہا کہ بدر میں زخمی ہوئے تھے۔ غالباً یہ درست ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے پچیس ماہ بعد حفصہ سے نکاح کیا تھا۔ ایک روایت کے مطابق تیس ماہ بعد نکاح کیا تھا اور جنگِ اُحد بدر کی جنگ کے تیس ماہ گزر جانے کے بعد ہوئی تھی اور ابن سعد نے یقین سے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بدر سے آنے کے بعد خنیس بن حذافہ فوت ہوئے تھے "قسطلانی" قولہ تَاَیَّمَتْ، یعنی حفصہ بیوہ ہوگئی۔ اَیّم وہ عورت ہے جس کا شوہر نہ ہو اگرچہ وہ باکرہ ہو یا مطلقہ ہو یا اس کا شوہر فوت ہو جائے۔ اَوْجَدَ مِنِّیْ عَلٰی عُثْمَانَ میں مُفَضَّل اور مُفَضَّل علیہ کون ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اعتبار سے مفضل اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اعتبار سے مُفَضَّل علیہ ہیں۔ یعنی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے انکار کرنے سے اتنا صدمہ اور غم لاحق نہ ہوا جتنا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انکار سے رنج ہوا تھا، کیونکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نسبت محبت زیادہ تھی اس لئے ان کے انکار سے رنج بھی زیادہ ہوا اور محبت کا مقتضیٰ بھی یہی ہے۔ اس حدیث کی مزید تفصیل اور مباحث کتاب النکاح میں مذکور ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ راز کا اخفاء افضل ہے اور جب صاحب راز نے ظاہر کر دے تو پھر اس کے اظہار میں حرج نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۷۵۵ — ترجمہ: عبد اللہ بن یزید رضی اللہ عنہ نے ابو مسعود بدری کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ آپ نے فرمایا مرد پر اپنی بیوی اور اولاد پر خرچ کرنا صدقہ ہے۔

۳۷۵۵ — شرح: اس حدیث کے ذکر سے مصنف کا مقصد یہ ہے کہ ابو مسعود رضی اللہ عنہ بدری ہیں، لیکن اُن کے غزوۂ بدر میں شرکت کرنے میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ اکثر علماء کہتے ہیں وہ بدر کی جنگ میں شریک نہیں تھے وہ بدر میں مقیم تھے اس لئے ان کی بدر کی طرف نسبت کی جاتی ہے۔ اسماعیلی نے کہا ابو مسعود کا جنگ بدر میں شریک ہونا صحیح نہیں ان کا مسکن بدر تھا اس لئے انہیں بدری کہتے ہیں۔ ابو عبید قاسم بن سلام نے کہا وہ جنگ بدر میں شریک تھے۔ ابن کلبی اور مسلم نے کُنیٰ میں بھی اسی طرح کہا ہے۔ طبرانی، ابو احمد حاکم نے کہا وہ بدر میں شریک تھے اسی لئے بخاری نے اس طرف میلان کیا ہے، قاعدہ بھی

۳۷۵۶ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَۃَ بْنَ الزُّبَیْرِ یُحَدِّثُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِیْزِ فِیْ اِمَارَتِہٖ اَخَّرَ الْمُغِیْرَۃُ بْنُ شُعْبَۃَ الْعَصْرَ وَھُوَ اَمِیْرُ الْکُوْفَۃِ فَدَخَلَ اَبُوْمَسْعُوْدٍ عُقْبَۃُ بْنُ عَمْرٍو الْاَنْصَارِیُّ جَدُّ زَیْدِ بْنِ حَسَنٍ شَھِدَ بَدْرًا فَقَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ نَزَلَ جِبْرَئِیْلُ فَصَلّٰی فَصَلّٰی رَسُوْلُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ ثُمَّ قَالَ ھٰکَذَا اُمِرْتُ کَذٰلِکَ کَانَ بَشِیْرُ بْنُ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ یُحَدِّثُ عَنْ اَبِیْہِ

۳۷۵۷ حَدَّثَنَا مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَۃَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ عَلْقَمَۃَ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْبَدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاٰیَتَانِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ مَنْ قَرَأَھُمَا فِیْ لَیْلَۃٍ کَفَتَاہُ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَلَقِیْتُ اَبَامَسْعُوْدٍ وَھُوَ یَطُوْفُ

یہ ہے کہ مثبت کو نافی پر ترجیح ہوا کرتی ہے (عینی)

۳۷۵۶ ترجمہ: زُہری نے کہا میں نے عروہ بن زبیر سے سُنا وہ عمر بن عبد العزیز سے ان کے عہدِ امارت میں بیان کیا کہ مغیرہ بن شعبہ نے عصر کی نماز تاخیر سے پڑھی جبکہ وہ کوفہ کے امیر تھے ابومسعود عقبہ بن عمرو انصاری جو زید بن حسن کے دادے ہیں اور بدر میں شریک تھے نے کہا آپ جانتے ہو کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور نماز پڑھی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ نمازیں پڑھیں پھر عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اسی طرح حکم دیا گیا ہے ایسے ہی بشیر بن ابومسعود نے اپنے والد سے یہ روایت کی ہے۔

۳۷۵۶ شرح: اس اسناد کے مطابق یہ حدیث متصل الاسناد نہیں کیونکہ ابومسعود نے یہ نہیں کہا کہ میں نے دیکھا یا کہا ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ صَلّٰی فَصَلّٰی پانچ بار مذکور ہے اس کا معنیٰ یہ ہے کہ جبرائیل جو بھی نماز کا حصہ ادا کرتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہ کرتے تھے حتیٰ کہ دونوں کی نماز پوری ہو گئی۔ (حدیث ۵۰۰ کی شرح دیکھیں وہاں یہ حدیث مفصل مذکور ہے)

بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُهُ فَحَدَّثَنِيهِ

۳۷۵۸ — حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۷۵۷ — ترجمہ : ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ بقرہ کی دو آخری آیات ہیں جو کوئی انہیں رات کو پڑھے وہ اس کے لئے کافی ہیں عبدالرحمٰن نے کہا میں نے ابو مسعود سے ملاقات کی جبکہ وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے میں نے اُن سے یہ حدیث پوچھی تو اُنھوں نے مجھے یہ حدیث بتائی ۔

۳۷۵۷ — شرح : اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ ابو مسعود بدری ہیں ۔ قولہ کفتاہ الخ یعنی اگر یہ دو آیات رات پڑھ لے تو یہ قیام لیل کا متبادل ہیں ۔ کہا گیا ہے کہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ قیام لیل میں یہ دونوں آئتیں پڑھنا قرآن پڑھنے سے کفائت کرتی ہیں ۔ بعض علماء نے کہا معنیٰ یہ ہے کہ یہ دو آئتیں شر سے اور دیگر مکروہ امور سے بچاتی ہیں ۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ طواف میں باتیں کرنا جائز ہیں اور تعلیم و تعلم بھی صحیح ہے اور جس حدیث میں یہ مذکور ہے : اَلطَّوَافُ بِالْبَيْتِ صَلٰوةٌ کہ بیت اللہ کا طواف نماز جیسا ہے وہ طہارت میں تشبیہ ہے کہ جس طرح نماز میں طہارت فرض ہے اسی طرح طواف میں طہارت واجب ہے اور اس کے ترک سے دم لازم ہے ۔

۳۷۵۸ — ترجمہ : ابن شہاب زُہری نے کہا مجھے محمود بن ربیع نے خبر دی کہ عتبان بن مالک جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے ہیں اور انصار میں وہ بھی بدر میں شریک تھے ۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ۔

۳۷۵۸ — شرح : اس حدیث سے غرض یہ ہے کہ عتبان بن مالک بدری انصاری ہیں اسی لئے باقی حدیث ذکر نہیں کی ۔ محمود بن ربیع کی کنیت ابو محمد ہے وہ انصاری حارثی ہیں بعض ان کی کنیت ابو نعیم ذکر کرتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے منہ پر پانی کی کُلّی ڈالی تھی ۔ جبکہ ان کی عمر پانچ برس تھی ۔ ابو عمر نے کہا وہ مدینہ منورہ والوں میں شمار ہوتے ہیں ۔ ابراہیم بن منذر نے کہا وہ ۹۳ برس کی عمر میں ۹۹ ہجری کو فوت ہوئے ۔ عتبان بن مالک بن عمرو بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم خزرجی سالمی ہیں ۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد میں فوت ہوئے حدیث ۴۱۸ دیکھیں وہاں حدیث کمفصل مذکور ہے (عینی)

۳۷۵۹

ح وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَأَلْتُ الْحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَهُوَ أَحَدُ بَنِي سَالِمٍ وَهُوَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيثِ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ فَصَدَّقَهُ

۳۷۶۰ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ وَكَانَ مِنْ أَكْبَرِ بَنِي عَدِيٍّ وَكَانَ أَبُوهُ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عُمَرَ اسْتَعْمَلَ قُدَامَةَ بْنَ مَظْعُونٍ عَلَى الْبَحْرَيْنِ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا وَهُوَ خَالُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ وَحَفْصَةَ

۳۷۵۹ ـــ ترجمہ: ابن شہاب زہری نے کہا پھر میں نے حُصین بن محمد جو بنی سالم میں سے ہیں اور ان کے سرداروں میں سے ہیں محمود بن ربیع کی عتبان بن مالک سے حدیث پوچھی تو اُنھوں نے اس کی تصدیق کر دی۔

۳۷۵۹ ـــ شرح: یہ حدیث ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث مسند ہے اور زہری کا حُصین بن محمد سے سماع ثابت ہے جبکہ حدیث ۴۱۸ میں اسناد معلق ہے (عینی)

۳۷۶۰ ـــ ترجمہ: زہری نے کہا مجھے عبداللہ بن عامر بن ربیعہ نے خبر دی وہ بنی عدی کے اکابر میں سے ہیں۔ ان کا والد جنگ بدر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قُدامہ بن مظعون کو بحرین کا حاکم مقرر کیا جو بدر میں شریک تھے اور عبداللہ ابن عمر اور ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہم کے ماموں ہیں۔

۳۷۶۰ ـــ شرح: یعنی عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کے والد بدری ہیں۔ اسی طرح قدامہ ابن مظعون بھی بدری ہیں۔

اسماء رجال: ۱ ابوالیمان کا نام حکم بن نافع ہے ۲ عبداللہ بن عامر بن ربیعہ ابن کعب بن مالک بن ربیعہ بن عامر بن سعد بن حارث بن رفیدہ بن عنز ابن وائل بن قاسط بن قصی ہیں۔ عامر نے خطاب بن نفیل سے عہد حلف کیا پھر اسے متبنّیٰ بنا لیا اور سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دارِ ارقم میں داخل ہونے سے پہلے اسلام قبول کیا۔ اور اپنی بیوی لیلیٰ بنت ابی حثمہ عدویہ کے

۳۷۶۱ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهٗ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَنَّ عَمَّيْهِ وَكَانَا شَهِدَا بَدْرًا اَخْبَرَاهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ قُلْتُ لِسَالِمٍ فَتُكْرِيْهَا اَنْتَ قَالَ نَعَمْ اِنَّ رَافِعًا اَكْثَرَ عَلٰى نَفْسِہٖ

ہمراہ حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر وہاں سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ غزوۂ بدر اور دیگر اسلامی جنگوں میں شریک رہے اور ۳۳ ہجری میں انتقال کر گئے۔ کہا گیا ہے کہ ۳۲ ہجری میں یا ۳۵ ہجری میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے چند روز بعد فوت ہوئے۔ صحابہ کی جماعت نے ان سے روایت کی ہے۔ ع۳ قدامہ بن مظعون بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح قرشی جمحی ہیں۔ ان کی کنیت ابو عمرو ہے۔ اپنے دو بھائیوں عثمان اور عبداللہ بن مظعون کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ بدر اور دیگر غزوات میں شریک رہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انہیں بحرین میں حاکم مقرر کیا پھر انہیں معزول کر کے عثمان بن ابی العاص کو حاکم مقرر کیا۔ ان کی معزولیت کا سبب یہ تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ انہوں نے شراب پیا ہے جب یہ ثابت ہو گیا تو اُن پر حد قائم کی اور سخت ناراض ہوئے۔ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ ان سے کہا گیا کہ قدامہ سے صلح کریں وہ تمہارا بھائی ہے۔ عمر فاروق بیدار ہوئے تو فرمایا قدامہ کو حاضر کیا جائے۔ قدامہ نے حاضر ہونے سے انکار کر دیا۔ جب عمر فاروق کو انکار کی خبر ملی تو کہا اسے گھسیٹ کر لاؤ۔ چنانچہ قدامہ کو حاضر کیا گیا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے استغفار شروع کی اور دونوں نے مصالحت کر لی۔ یہ مذکور قدامہ حضرت عبداللہ بن عمر اور ام المومنین حفصہ بنت عمر کے ماموں ہیں اور صفیہ بنت خطاب عمر فاروق کی بہن ہیں اور قدامہ کی بیوی ہیں گویا کہ قدامہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بہنوئی تھے (عینی)

۳۷۶۱ — ترجمہ: زُہری سے روایت ہے کہ سالم بن عبداللہ نے انہیں خبر دی کہ رافع بن خدیج نے عبداللہ بن عمر کو خبر دی کہ اُن کے دونوں چچا جو بدر کی جنگ میں شریک تھے نے انہیں خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زرعی زمینوں کو کرایہ پر دینے سے منع فرمایا میں نے سالم سے کہا آپ تو زمین کرایہ پر دیتے ہیں کہا جی ہاں بے شک رافع اپنے پر زیادتی کی ہے (اپنے فعل کے خلاف بہت روایات کی ہیں)

۳۷۶۱ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے رافع بن خدیج حدیث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۷۶۲ ـــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ اللَّيْثِيَّ قَالَ رَأَيْتُ رِفَاعَةَ بْنَ رَافِعِ الْاَنْصَارِيَّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا

۳۷۶۳ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَيُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ وَهُوَ حَلِيفٌ لِبَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ اِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِي بِجِزْيَتِهَا وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَالَحَ اَهْلَ الْبَحْرَيْنِ

کی طرف مرفوع کرتے ہیں ۔ تو حدیث میں یہ کیوں ذکر کیا کہ وہ اپنے فعل کے خلاف بہت روایات کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے ۔ اس کی غرض یہ ہے کہ وہ نصف یا ربع بٹائی اور ٹھیکہ میں فرق نہیں کرتے ہیں ۔ قسم اول سے منع کیا گیا ہے مطلقاً منع نہیں کیا یا وہ ناسخ و منسوخ میں فرق نہیں کرتے (حدیث) اس حدیث کے ذکر سے غرض یہ ہے کہ رافع بن خدیج کے دونوں چچا بدری تھے ۔ ان کے نام ظہیر اور مظہر ہیں جو رافع بن عدی بن یزید انصاری کے بیٹے ہیں جو بدر کی جنگ میں شریک تھے ۔ دمیاطی نے اس کا انکار کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں جنگِ اُحد میں شریک تھے بدر میں شریک نہ تھے ۔ شیخ ابن حجر نے کہا ان کا بدر میں شریک ہونا درست ہے اس کا انکار صحیح نہیں ۔

۳۷۶۲ ـــ ترجمہ : حصین بن عبدالرحمٰن نے کہا میں نے عبداللہ بن شداد بن ہاد لیثی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں رفاعہ بن رافع انصاری کو دیکھا جو غزوہ بدر میں شریک تھے

۳۷۶۲ ـــ شرح : یعنی رفاعہ بدری ہیں ۔ وہ امیر معاویہ کی خلافت کے اوائل میں فوت ہو گئے تھے ۔ حصین بن عبدالرحمٰن سلمی ہیں ۔ ان کی کنیت ابوالہذیل ہے ۔ وہ کوفی ثقہ ہیں ۔ آخر عمر میں ان کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا ۔

۳۷۶۳ ـــ ترجمہ : زہری نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ مسور بن مخرمہ نے انہیں خبر دی کہ عمرو بن عوف جو بنی عامر بن لوی کے حلیف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ بدر میں شریک تھے نے انہیں خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوعبیدہ

وَاَمَّرَ عَلَيْهِمُ الْعَلَاءَ بْنَ الْحَضْرَمِيِّ فَقَدِمَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ فَسَمِعَتِ الْاَنْصَارُ بِقُدُوْمِ اَبِيْ عُبَيْدَةَ فَوَافَوْا صَلٰوةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا انْصَرَفَ فَتَعَرَّضُوْا لَهٗ فَتَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَاٰهُمْ ثُمَّ قَالَ اَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ اَنَّ اَبَا عُبَيْدَةَ قَدِمَ بِشَيْءٍ قَالُوْا اَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاَبْشِرُوْا وَاَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ فَوَاللّٰهِ مَا الْفَقْرَ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ وَلٰكِنِّيْ اَخْشٰى اَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ قَبْلَكُمْ فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُهْلِكَكُمْ كَمَا اَهْلَكَتْهُمْ

ابن جراح کو جزیہ لانے کے لئے بحرین بھیجا جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین والوں سے صلح کرلی تھی اور علاء بن حضرمی کو ان پر حاکم مقرر کیا تھا ابوعبیدہ بحرین سے مال لائے اور انصار نے ابوعبیدہ کے آنے کے متعلق سنا تو انھوں نے فجر کی نماز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھی آپ نے مسکرا کر فرمایا میرے خیال میں تم نے سنا ہے کہ ابوعبیدہ کچھ لائے ہیں۔ انھوں نے کہا جی ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فرمایا تمہیں خوشخبری ہو اور تم اس شئ کی امید کرو جو تمہیں خوش کرے گی۔ اللہ کی قسم! مجھے تمہاری غربت کا ڈر نہیں، لیکن مجھے ڈر یہ ہے کہ تمہارے لئے دنیا کھل جائے گی جیسے تم سے پہلے لوگوں کے لئے کھلی اور تم اس میں رغبت کرنے لگوگے اور وہ تمہیں ہلاک کر دے گی جیسے ان کو ہلاک کیا۔

۳۷۶۳ — شرح: یعنی عمرو بن عوف بدری ہیں۔ بحرین بحر کا تثنیہ ہے۔ وہ بصرہ اور عمان کے درمیان مقام ہے۔ عمرو بن عوف انصاری ہیں موسیٰ، ابومعشر اور واقدی نے عُمیر بن عوف مُصغّر ذکر کیا ہے۔ اسی طرح ابن سعد نے کہا ہے۔ اُنھوں نے کہا وہ سہیل بن عمرو کے آزاد کردہ ہیں۔ ان کی کنیت ابوعمرو ہے وہ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے جب ہجرت کی تو کلثوم بن ہدم کے پاس مقیم ہوگئے۔ غزوہ بدر، اُحد، خندق اور دیگر غزوات میں شریک رہے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں فوت ہوئے اور آپ ہی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ "ابوعبیدہ" کا نام عامر بن عبداللہ بن جراح ہے۔ علاء بن حضرمی مستجاب الدعاء تھے اور چند کلمات پڑھ کر دریا میں داخل ہوجایا کرتے تھے اور وہ پڑھ کر دعاء کیا کرتے تھے جو قبول ہوتی تھی۔ ان کا نام عبداللہ بن عباد ہے۔ حسن بن عثمان نے کہا علاء گیارہ ہجری میں فوت ہوئے۔ وہ بحرین کے حاکم رہے ہیں ان کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق نے ابوہریرہ کو وہاں حاکم مقرر کیا۔ کہا جاتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت علاء بن حضرمی

۳۷۶۴ـــ حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقْتُلُ الْحَيَّاتِ كُلَّهَا حَتّٰى حَدَّثَهٗ اَبُوْلُبَابَةَ الْبَدْرِيُّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ قَتْلِ جِنَّانِ الْبُيُوْتِ فَاَمْسَكَ عَنْهَا

۳۷۶۵ـــ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ عَنْ مُوْسَى ابْنِ عُقْبَةَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ رِجَالًا مِنَ الْاَنْصَارِ اسْتَاْذَنُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا ائْذَنْ لَنَا فَلْنَتْرُكْ لِابْنِ اُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَآءَهٗ قَالَ وَاللّٰهِ لَا تَذَرُوْنَ مِنْهُ دِرْهَمًا

بحرین کے حاکم تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے دور میں انہیں وہاں حاکم رہنے دیا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں ثابت رکھا حتی کہ عمر فاروق کی خلافت میں ۱۴ ہجری میں فوت ہوگئے (عینی)
(حدیث ۲۹۴۸ کی شرح دیکھیں)

۳۷۶۴ـــ ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تمام سانپ قتل کر دیا کرتے تھے حتی کہ ابولبابہ بدری نے انہیں خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں میں رہنے والوں کو قتل کرنے سے منع فرمایا تھا۔ تو وہ ان کو قتل کرنے سے رک گئے۔

۳۷۶۴ـــ شرح: یعنی ابولبابہ بدری ہیں وہ رضی اللہ عنہ" حدیث ۳۰۹۵ کی شرح دیکھیں۔ جنان جان کی جمع ہے۔ سفید سانپ یا باریک یا چھوٹے سانپ کو جنان کہتے ہیں۔

۳۷۶۵ـــ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار کے چند لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی اور کہا آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم اپنی ہمشیرہ کے بیٹے عباس کا فدیہ چھوڑ دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بخدا! تم ان سے ایک درہم بھی نہیں چھوڑو گے۔

۳۷۶۵ـــ شرح: حضرت عباس رضی اللہ عنہما انصار کے بھانجے تھے! کیونکہ ان کی والدہ انصاریہ تھیں، لیکن یہ صحیح نہیں بلکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دادی حضرت عبدالمطلب کی والدہ انصاریہ تھیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ غزوہ بدر میں قیدی کر لیے گئے تھے

۳۷۶۶ ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عَدِیٍّ عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ وَحَدَّثَنِیْ

جب بدر کے قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑنے کا حکم فرمایا تو انصار نے کہا ہم عباس کو فدیہ لئے بغیر چھوڑیں گے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس طرح ہرگز نہیں کرو گے اور ان سے ایک درہم بھی کم نہ کرو تاکہ قیدیوں میں عدالت و مساوات برقرار رہے اور لوگ یہ خیال نہ کریں کہ قرابت کی رعایت کی گئی ہے۔ نیز اس میں حضرت عباس کے لئے زجر و تشدید بھی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرابت کے باوجود فرمایا کافروں کے ساتھ بدر میں آئے تھے۔ علامہ قسطلانی نے ذکر کیا کہ محمد بن اسحاق نے کہا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس سے فرمایا اپنا اور اپنے دونوں بھتیجوں عقیل بن ابی طالب اور نوفل بن حارث اور اپنے حلیف عتبہ بن عمرو کا فدیہ ادا کرو کیونکہ تم مالدار ہو۔ عباس نے کہا میں مسلمان ہوں لیکن لوگوں نے مجبور کیا اور جبرًا ساتھ لے آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا جو تم کہتے ہو اُسے اللہ زیادہ جانتا ہے۔ اگر تمہارا کہنا صحیح ہے تو اللہ تمہیں جزاء دے گا، لیکن بظاہر تم نے ہمارا مقابلہ کیا ہے۔ اور کافروں کی مدد کی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا فدیہ اس لئے ترک نہ کیا تھا کہ دین میں مساوات محفوظ رہے "، علامہ عینی نے ذکر کیا کہ موسیٰ بن عقبہ نے کہا اُن کا فدیہ سونے کی چالیس اوقیہ تھیں۔ ابونعیم نے دلائل نبوت میں ابن عباس سے اسناد حسن سے ذکر کیا کہ ہر ایک کا فدیہ چالیس اوقیہ تھا۔ اور حضرت عباس پر ایک سو اوقیہ مقرر کی گئی تھیں۔ جبکہ عقیل پر اسّی اوقیہ مقرر کیں حضرت عباس نے تعجب سے کہا کیا آپ نے قرابت کے سبب یہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی "، یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِمَنْ فِیْ اَیْدِیْکُمْ مِنَ الْاَسْرٰی "، تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا میری خواہش ہے کہ آپ مجھ سے اس سے دوگنا فدیہ لیتے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : یُؤْتِکُمْ خَیْرًا مِّمَّا اُخِذَ مِنْکُمْ کہ جو تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تمہیں دے گا۔ قولہ لَا تَذَرُوْنَ الخ "، عرب اس مادہ کی ماضی ذکر نہیں کرتے لہٰذا وہ "وَذَرُوْا" نہیں کہتے ہیں اسی طرح وہ یَدَعُ کی ماضی استعمال نہیں کرتے ہیں اور "مَا وَدَعَكَ" بالتخفیف کو مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم !

۳۷۶۶ ــــ ترجمہ : عُبَیداللہ بن عدی بن خیار نے بیان کیا کہ مقداد بن عمرو کندی جو بنی زہرہ کے حلیف اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر میں شریک تھے نے خبر دی کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ مجھے ارشاد فرمائیں کہ اگر میں کسی کافر شخص کو ملوں اور ہم لڑپڑیں وہ میرا ایک ہاتھ تلوار مار کر کاٹ ڈالے پھر درخت کے پیچھے پناہ لے کر کہے کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور اسلام قبول کرتا ہوں یارسول اللہ! اس کے یہ کلمہ کہنے کے بعد میں اس کو قتل کر سکتا ہوں ؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو قتل نہ کرو! مقداد نے کہا یا رسول اللہ! اس نے میرا ایک ہاتھ

اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَخِيْ ابْنِ
شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ اَخْبَرَنِيْ عَطَآءُ بْنُ يَزِيْدَ اللَّيْثِيُّ ثُمَّ الْجُنْدَعِيُّ اَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَدِيِّ
ابْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ عَمْرٍو الْكِنْدِيَّ وَكَانَ حَلِيْفًا لِّبَنِيْ
زُهْرَةَ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ
قَالَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتَ اِنْ لَقِيْتُ رَجُلًا مِّنَ الْكُفَّارِ
فَاقْتَتَلْنَا فَضَرَبَ اِحْدٰى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا ثُمَّ لَاذَ مِنِّيْ بِشَجَرَةٍ فَقَالَ
اَسْلَمْتُ لِلّٰهِ اَاَقْتُلُهٗ يَا رَسُوْلَ اللهِ بَعْدَ اَنْ قَالَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا تَقْتُلْهُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّهٗ قَطَعَ اِحْدٰى يَدَيَّ ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ
مَا قَطَعَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْهُ فَاِنْ قَتَلْتَهٗ فَاِنَّهٗ
بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ اَنْ تَقْتُلَهٗ وَاِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِيْ قَالَ

کاٹ ڈالا پھر ہاتھ کاٹنے کے بعد کہا کہ وہ مسلمان ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے مت قتل کرو اگر
تُو نے اس کو قتل کیا تو تیرے قتل کرنے سے پہلے جو تیرا مقام تھا وہ اسے حاصل ہوگا اور اس کے کلمۂ اسلام کہنے سے
پہلے جو اس کا مقام تھا، وہ تجھے حاصل ہوگا۔

۳۷۶۶ —— شرح : یعنی جب تو نے اسے قتل نہیں کیا تھا اور اُس نے اسلام قبول کر لیا تھا
حالانکہ حدیث میں ہے الاسلامُ یَجُبُّ مَا قَبْلَہٗ "کہ اسلام پہلے گناہ
ختم کر دیتا ہے۔ لہٰذا کلمۂ اسلام سے اس شخص کا خون محفوظ ہوگیا اور اس کو قتل کرنا حرام ہوگیا اگر اس حال
میں اسے قتل کر دیا تو مسلمان کو قتل کرنے سے قاتل نے اُس کا وہ مقام حاصل کر لیا جو اسلام قبول کرنے سے پہلے
اس کا مقام تھا اور وہ یہ تھا کہ اس کو قتل کرنا مباح ... لہٰذا کافر کلمۂ اسلام سے معصوم الدم ہوگا اور مسلمان
اس کو قتل کرنے سے مباح الدم ہوگا۔ الحاصل اسلام قبول کرنے والے کو قتل کرنے سے قصاص واجب ہے لہٰذا
تیرا خُون مباح ہوگیا جیسے کافر کفر کے باعث مباح الدم ہے۔ ان دونوں میں مشابہت کی وجہ اباحت الدم ہے اگرچہ
ہر ایک کا مُوجب مختلف ہے۔ یا معنی یہ ہے کہ تو اس کو قتل کرنے سے گنہگار ہوگا جیسے وہ کفر کے باعث گنہگار

۳۷۶۷ـــ حَدَّثَنِيْ يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ التَّيْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلّم يَوْمَ بَدْرٍ مَنْ يَّنْظُرُ مَا صَنَعَ اَبُوْجَهْلٍ فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَوَجَدَهٗ قَدْ ضَرَبَهٗ ابْنَا عَفْرَآءَ حَتّٰى بَرَدَ فَقَالَ اَنْتَ اَبَا جَهْلٍ قَالَ ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ سُلَيْمٰنُ هٰكَذَا

ہے۔ لہٰذا دونوں میں جامع گناہ ہے۔ اگرچہ سبب مختلف ہے۔ یا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ اگر تو نے اس کے قتل کو جائز سمجھتے ہوئے قتل کیا، لیکن یہ معنیٰ صحیح نہیں کیونکہ ایسے کلمہ گو کو اس لئے قتل کیا تھا کہ اُس نے ڈر کر یہ کہا تھا دل سے تصدیق نہیں کی تھی اس لئے اس کو قتل کرنے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص و دیت واجب نہیں کی تھی۔ واللہ اعلم! یہ صرف اجتہاد کی وجہ سے تھا ـــــ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمادی کہ جو شخص قتل کے ڈر سے اسلام قبول کرے اس کا مال اور خون محفوظ ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسے یہ فرمانا کہ کیا تُو نے اس کا قلب چیر کر معلوم کر لیا تھا کہ اس نے دل سے اسلام قبول نہیں کیا؟ مذکور جواب کی وضاحت کرتا ہے۔ اس کی تحقیق یہ ہے کہ قلب کے اعتبار سے مذکور حکم زائل ہے کیونکہ قلبی کیفیت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ مذکور شخص حقیقۃً مسلمان ہوگیا ہو اگرچہ تلوار کے سایہ تلے اسلام قبول کرے اور اس احتمال کا اندفاع ممکن نہیں کیونکہ جب دونوں شہادتیں پائی جائیں تو ان کے مضمون کے لحاظ سے ظاہری اعتبار سے اسلام کا حکم کیا جائے گا اور باطنی حکم اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ حقیقت وہی جانتا ہے لہٰذا توحید و رسالت کی گواہی دینے والے کے قتل پر اقدام کرنا حالانکہ یہ احتمال قائم ہے کہ اُس نے دل سے تصدیق کی ہوگی ظلم کا ارتکاب ہے لہٰذا اس کو قتل کرنے سے رُکنا ہی بہتر ہے اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غرض یہ نہیں کہ اسی کی روح نکال دی جائے بلکہ مقصد یہ ہے کہ وہ ہدایت پائے۔ ہاں اگر ہدایت کے تمام وجوہ متعذر ہوجائیں اور ہدایت کی راہ منقطع ہوجائے تو کائنات سے کفر کے فساد کا قلع قمع کرنے کے لئے قتل کرنا ہی ضروری ہوجاتا ہے۔ اور زبانی طور پر کلمۂ شہادت کہنے سے ہدایت کی راہ متعذر نہیں ہوتی۔ اور ظاہری انقیاد سے فساد کا مادہ جو کلمہ کفر سے پیدا ہوتا تھا زائل ہوجاتا ہے اور باطن مشکوک ہے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ آئندہ حقیقۃً مسلمان ہوجائے گا اگرچہ حال جیسا بھی ہو۔ لہٰذا معنیٰ کے اعتبار سے قبولِ اسلام کی توجیہ ہوسکتی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم! (قسطلانی)

۳۷۶۷ ـــ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر میں فرمایا کون ہے جو دیکھے کہ ابوجہل نے کیا کیا ہے؟ (اس کا حال کیسا ہے) عبداللہ بن مسعود گئے اور اس کو اس حال میں پایا کہ عفرآء کے دونوں بیٹوں نے اسے زخمی کر دیا ہے

قَالَهَا اَنَسٌ قَالَ اَنْتَ اَبَا جَهْلٍ قَالَ وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوْهُ قَالَ سُلَيْمٰنُ اَوْ قَالَ قَتَلَهُ قَوْمُهُ قَالَ وَقَالَ اَبُوْ مِجْلَزٍ قَالَ اَبُوْ جَهْلٍ فَلَوْ غَيْرُ اَكَّارٍ قَتَلَنِیْ

۳۷۶۸ حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا

حتی کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا تھا عبداللہ بن مسعود نے کہا کیا تو ابوجہل ہے؟ ابن عُلَیَّہ نے کہا کہ سلیمان نے کہا کہ انس نے اس طرح کہا کہ کیا تو ابوجہل ہے؟ وہ بولا کیا جس کو تم نے قتل کیا ہے اُس سے بڑا آدمی کوئی ہے؟ سلیمان نے کہا یا اس نے کہا کہ اس کی قوم نے اسے قتل کیا ہو۔ ابومجلز نے کہا کہ ابوجہل بولا کاش کہ مجھے کھیتی باڑی کرنے والوں کے سوا کوئی قتل کرتا۔

۳۷۶۷ — شرح : قولہ آنت الخ میں ہمزہ حرفِ ندا ہے۔ اور "اباجہل" منادی ہے۔ یعنی اے اباجہل تو مقتول ذلیل ہے اور یہ توبیخ وزجر کے لئے کہا کہ تو اسلام دشمن ہونے کے باعث اِس ذلت و رسوائی کو پہنچا ہے اور لفظ "اَو" سے راوی کا شک ذکر کیا ہے۔

قولہ فَلَوْ غَیْرُ اَکَّارٍ الخ یعنی مجھے اہلِ زراعت نے قتل کیا ہے کاش کہ مجھے یہ لوگ قتل نہ کرتے اس میں انصار کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ انصار زراعت پیشہ لوگ تھے۔ اس تقدیر پہ کلمہ "لو" تمنی کے لئے ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ "لَو" شرطیہ ہو اور جزاء محذوف ہو یعنی اگر زراعت پیشہ لوگ کے سوا کوئی مجھے قتل کرتا تو مجھے اتنی تکلیف نہ ہوتی اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ دوسری حدیث میں ہے کہ ابوجہل نے کہا "وَهَلْ اَعْمَدُ مِنْ رَجُلٍ قَتَلَهُ قَوْمُهُ"، کیا جس کو اس کی قوم نے قتل کیا اُس سے بڑا کوئی شخص ہے؟ ان دونوں میں مطابقت کیسے ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس مقام میں اس نے قتل کی تحقیر کا ارادہ کیا ہے اور دوسری حدیث میں اپنی ذات کو تسلی دی ہے کہ کسی بڑے شخص کو جب اس کی قوم قتل کرے تو یہ اس کے لئے عار نہیں۔ ابوجہل نے اپنی قوم کو مجازاً اپنے قاتل قرار دیا کیونکہ وہ اس کے قتل کا سبب تھے اور اس کے قتل میں انھوں نے سعی کی تھی اگرچہ خود قتل نہ کیا تھا، چونکہ ابوجہل کا قول اس حدیث میں بطور انتقام ہے اور دوسری حدیث میں بطور تعظیم ہے اور دونوں کا محل مختلف ہے۔ لہٰذا ان حدیثوں میں مطابقت واضح ہے اِن میں تضاد نہیں ہے۔

۳۷۶۸ — ترجمہ : عبیداللہ بن عبداللہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے خبر دی کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تو میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا آپ ہمارے

مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنِيْ اِبْنُ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لِاَبِيْ بَكْرٍ اِنْطَلِقْ بِنَا اِلٰى اِخْوَانِنَا مِنَ الْاَنْصَارِ فَلَقِيْنَا مِنْهُمْ رَجُلَانِ صَالِحَانِ شَهِدَا بَدْرًا فَحَدَّثْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَقَالَ هُمَا عُوَيْمُ بْنُ سَاعِدَةَ وَمَعْنُ بْنُ عَدِيٍّ

۳۷۶۹ — حَدَّثَنِيْ اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ [illegible] عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ كَانَ عَطَاءُ الْبَدْرِيِّيْنَ خَمْسَةَ اٰلَافٍ خَمْسَةَ اٰلَافٍ وَقَالَ عُمَرُ لَاُفَضِّلَنَّهُمْ عَلٰى مَنْ بَعْدَهُمْ

ساتھ انصار بھائیوں کے پاس چلیں تو اُن میں سے دو نیک مردہم سے ملے جو بدر میں شریک ہوئے تھے۔ میں نے عروہ ابن زبیر سے بیان کیا تو اُنھوں نے کہا وہ دو مرد عُوَیم بن ساعدہ اور معن بن عدی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

۳۷۶۸ — شرح : یعنی یہ دونوں صاحب بدری ہیں۔ امام کا حدیث ذکر کرنے سے یہی مقصد ہے۔ عُوَیم بن ساعدہ بن عائش بن قیس بن نعمان بن زید بن اُمیّہ ہیں۔ واقدی نے کہا وہ وہ دونوں بیعتوں میں شریک تھے اس کے علاوہ غزوۂ بدر، اُحُد اور خندق میں بھی شریک تھے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں ہی وفات پاگئے تھے۔ بعض نے کہا وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے جبکہ ان کی عمر ۶۵ یا ۶۶ برس تھی۔ مَعْن وہ ابن عدی بن جد بن عجلان بن ضُبَیعہ بلوی انصاری ہیں۔ عقبہ، بدر، اُحُد اور دیگر غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں یمامہ کی جنگ میں شہید ہوگئے۔ رضی اللہ عنہ (عینی)

(حدیث ۲۲۹۹ اور ۳۴۴۳ کی شرح دیکھیں)

۳۷۶۹ — ترجمہ : قیس سے روایت ہے کہ غزوۂ بدر میں شریک ہونے والوں کا وظیفہ پانچ پانچ ہزار تھا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ان حضرات کو دُوسرے لوگوں پر فضیلت دیتا ہوں۔

۳۷۶۹ — شرح : یعنی جنگ بدر میں شریک ہونے والے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضرت عمر فاروق کے عہد میں ہر ایک کو پانچ پانچ ہزار سالانہ وظیفہ دیا جاتا تھا۔ اسی طرح ان کے بعد بھی یہ وظیفہ جاری رہا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وظیفہ کے اضافہ میں ان کو

۳۷۷۰ — حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْرَاُ فِی الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ وَذٰلِكَ اَوَّلُ مَا وَقَرَ الْاِیْمَانُ فِیْ قَلْبِیْ وَعَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْ اُسَارٰی بَدْرٍ لَوْ کَانَ الْمُطْعِمُ بْنُ عَدِیٍّ حَیًّا ثُمَّ کَلَّمَنِیْ فِیْ هٰؤُلَآءِ النَّتْنٰی لَتَرَکْتُهُمْ لَهٗ وَقَالَ اللَّیْثُ عَنْ یَحْیٰی عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الْاُوْلٰی یَعْنِیْ مَقْتَلَ عُثْمٰنَ فَلَمْ تُبْقِ مِنْ اَصْحَابِ بَدْرٍ اَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتِ الْفِتْنَةُ الثَّانِیَةُ یَعْنِی الْحَرَّةَ فَلَمْ تُبْقِ مِنْ اَصْحَابِ الْحُدَیْبِیَةِ اَحَدًا ثُمَّ وَقَعَتِ الثَّالِثَةُ فَلَمْ تَرْتَفِعْ وَلِلنَّاسِ طَبَاخٌ

دوسروں پر ترجیح دیتے تھے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ اہلِ بدر سب سے افضل ہیں۔"

۳۷۷۰ — ترجمہ : محمد بن جبیر نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کی نماز میں سورۂ طور پڑھتے سُنا یہ پہلی بار ہے کہ میرے دل میں ایمان ثابت ہُوا۔ زہری نے محمد بن جبیر بن مطعم سے انہوں نے اپنے والد جبیر سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے قیدیوں کے متعلق فرمایا اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا پھر وہ مجھ سے ان بدبودار لوگوں کے متعلق کلام کرتا تو میں ان کو زندہ چھوڑ دیتا۔ لیث نے یحییٰ سے انہوں نے سعید بن مسیّب سے روایت کی کہ پہلے فتنہ یعنی حضرت عثمان کی شہادت نے اصحابِ بدر میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑا۔ پھر دوسرا فتنہ ہُوا یعنی حرہ کے واقعہ نے اصحابِ حدیبیہ میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑا پھر تیسرا فتنہ واقع ہُوا اور یہ فتنہ نہ اُٹھا حالانکہ لوگوں میں کچھ عقل نہ تھی۔

۳۷۷۰ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جس وقت جبیر بن مطعم نے سورۂ طور کی قرأت سُنی تھی کافر تھا اور بدر کے قیدیوں میں مدینہ منورہ لایا گیا تھا اور اس نے فدیہ دے کر رہائی پائی تھی پھر فتح مکہ میں مسلمان ہُوا تھا تو سورۂ طور کی قرآءت کے وقت اس کے دل میں ایمان ثابت ہونے کا کیا معنیٰ ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اس وقت اس کے دل میں ایمان ثابت ہوگیا ہو اور کلمہ توحید کے اظہار اور اسلام کے احکام کا التزام کسی مانع کے باعث نہ کیا ہو۔ اس طرح کے

بہت لوگ تھے جنہوں نے ایمان قبول کرنے کے بعد اسے اخفاء میں رکھا اور فتح مکہ میں اظہار کیا تھا، چنانچہ حضرت عباس ابن عبدالمطلب اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما انہی لوگوں میں سے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مطعم بن عدی کی کیا تخصیص ہے کہ اس کی سفارش سے ان کفار کو رہا کرنا چاہا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں نے طائف میں سخت تکالیف دی تھیں اور مطعم بن عدی نے آپ کو اپنی حمایت میں رکھا اور آپ کی نصرت و اعانت کی تھی۔ اور اپنے چاروں لڑکوں سے کہا تھا کہ مسلح ہو کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کریں اور آپ کو مکہ مکرمہ پہنچائیں اس کے اس فعل کی مکافات کے لئے آپ نے فرمایا تھا کہ آج اگر وہ زندہ ہوتا اور ان کافروں کی سفارش کرتا تو میں انہیں رہا کر دیتا اور ان سے کسی قسم کا فدیہ نہ لیا جاتا۔ نیز قریش نے جب بنی ہاشم سے بائیکاٹ کرنے کے لئے صحیفہ لکھا تھا حتیٰ کہ انہیں اور دیگر مسلمانوں کو شعب میں محصور کر دیا تھا تو مطعم نے صحیفہ کے خلاف اقدام کیا تھا، لیکن مطعم جنگِ بدر سے پہلے ہی ۹۲ برس کی عمر میں فوت ہو گیا تھا۔

قولہ وقعت الفتنۃ الاولیٰ الخ یعنی اسلام میں پہلا فتنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قتل ہے اس وقت اکثر اصحاب بدر فوت ہو چکے تھے۔ ۳۵ ہجری میں آٹھ ذوالحجہ کو ترویحہ کے دن جمعہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا۔ نیز واقدی نے کہا ذوالحجہ کی ۲۸ تاریخ کو جمعہ کے روز شہید ہوئے اور ۴۹ روز ان کے مکان کا محاصرہ رہا۔ قولہ فلم تبق الخ ظاہر پر نہیں کیونکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے کے بعد حضرت علی المرتضیٰ طلحہ، زبیر اور کئی اہل بدر مدت تک زندہ رہے لہٰذا بہتر یہی ہے کہ اکثر بدری فوت ہو چکے تھے، لیکن ابن حجر نے شرح میں ذکر کیا کہ جب عثمان کے قتل کا فتنہ برپا ہوا تو دوسرے فتنہ حرہ کے واقع ہونے تک تمام بدری فوت ہو چکے تھے اور سب سے آخر میں سعد بن ابی وقاص فوت ہوئے۔

داؤدی نے کہا پہلا فتنہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت ہے، لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ آپ کی شہادت کے وقت کوئی بدری موجود نہ تھا۔ دوسرا فتنہ حرہ کا واقعہ ہے۔ یہ مدینہ منورہ کے باہر پتھریلا میدان ہے جہاں یزید کی فوجوں نے مدینہ منورہ والوں سے جنگ کی تھی۔ صحیح تر یہ ہے کہ ۶۳ ہجری میں یزید نے مدینہ منورہ والوں سے جنگ کے لئے فوجیں بھیجی تھیں اور مسلم بن عقبہ کو ان کا سپہ سالار مقرر کیا تھا۔ مدائنی نے کہا ۲۷ ہزار افراد پر مشتمل لشکر بھیجا جن میں دس ہزار گھوڑ سوار اور پانچ ہزار پیادے تھے۔ وہ مدینہ منورہ کے مشرق کی جانب حرہ میں خیمہ زن ہوئے جب جنگ شروع ہوئی تو مسلم بن عقبہ نے مہاجرین اور انصار کے سات سو سرکردہ حضرات کو قتل کر دیا۔

فتنہ حرّہ کا سبب کیا تھا؟

اس کا سبب یہ تھا کہ مدینہ منورہ والوں نے یزید کی خلافِ اسلام حرکات دیکھ کر اس کی بیعت توڑ دی اور قریش پر عبداللہ بن مطیع کو اور انصار پر عبداللہ بن حنظلہ بن عامر کو حاکم مقرر کر لیا اور یزید کے مقرر کردہ

۳۷۷۱ ـــ حَدَّثَنَا الحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ سَمِعْتُ

حاکم عثمان بن محمد بن ابی سفیان کو مدینہ منورہ سے نکال دیا؛ چنانچہ تقریبًا ایک ہزار بنو امیہ مروان بن حکم کے گھر میں جمع ہوگئے یزید کی فوجوں نے مدینہ منورہ کے بہت کم لوگ زندہ چھوڑے اور اس قدر طوفان بدتمیزی برپا کیا کہ ان کے ذکر سے قلم کی زبان بھی شرمندہ اور خائف ہے۔ واقدی نے ایوب بن بشیر سے روایت کی کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں یہاں سے گزرے تو فرمایا "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا صحابہ کرام کو وہم ہوا کہ شائد کوئی خطرہ لاحق ہونے والا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سوال عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اس وقت کیا دیکھا ہے کہ انا لِلّٰہِ وَاِنَّا الیہ راجعون" پڑھا ہے۔ آپ نے فرمایا اس سنگریزہ میدان میں میرے صحابہ کرام سے بڑے بڑے صحابی قتل کئے جائیں گے کہ قیامت میں ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوں گے۔ اس فتنہ کے وقت غزوہ حدیبیہ والوں میں سے کوئی باقی نہ رہا۔

پھر تیسرا فتنہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور حجاج بن یوسف کی جنگ ہے۔ جبکہ حجاج نے عبداللہ بن زبیر کو قتل کیا کعبہ کو خراب کیا اور حرم شریف کے وقار کو پامال کیا یہ سب کچھ عبدالملک بن مروان کی امارت کے زمانہ میں ۷۳ ہجری کو ہوا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد بہت اصحاب بدر باقی ہے اور انھوں نے لمبی عمریں پائیں اور طبعی موت سے انھوں نے وفات پائی۔ چنانچہ ابو اسید مالک بن ربیعہ انصاری اسی طرح اصحاب حدیبیہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مدت مدیدہ زندہ رہے تو "لَمْ يَبْقَ اَحَدٌ مِنَ الْبَدْرِيِّيْنَ" کہ بدر میں شریک لوگوں میں سے کوئی باقی نہ رہا کیسے صحیح ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے مراد یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل اکثر بدریوں کی ہلاکت کا سبب ہوا جیسے حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما وغیرہ میں ہوا۔ اگر یہ سوال ہو کہ نفی کے بعد نکرہ واقع ہو تو عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ لہٰذا معنی یہ ہوا کہ کوئی بھی باقی زندہ نہ رہا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہر عام سے کچھ نہ کچھ مخصوص ہوتا ہے۔ البتہ یہ آیت کریمہ غیر مخصوص ہے۔ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ علاوہ ازیں جس عام کے لفظ میں مبالغہ مقصود ہو اس کے عموم میں اختلاف ہے کہ اس کے معنی میں عموم ہے یا نہیں (کرمانی)

طباخ کا معنی قوت ہے اور عقل و خیر کے معنی میں بھی آتا ہے؛ چنانچہ کہا جاتا ہے اور طَبَاخَ لَهٗ یعنی اس میں کچھ عقل اور خیر نہیں۔

۳۷۷۱ ـــ ترجمہ: حجاج بن منہال نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر نمیری نے ہمیں خبر دی کہ یونس بن یزید نے بیان کیا کہ میں نے زہری کو یہ کہتے ہوئے سنا

عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَبْدِ اللهِ عَنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلٌّ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِّنَ الْحَدِيثِ قَالَتْ فَأَقْبَلْتُ أَنَا وَأُمُّ مِسْطَحٍ فَعَثَرَتْ أُمُّ مِسْطَحٍ فِي مِرْطِهَا فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ بِئْسَ مَا قُلْتِ تَسُبِّينَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا حَدِيثَ الْإِفْكِ

۳۷۷۲ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحِ ابْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ هٰذِهِ مَغَازِي رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُلْقِيهِمْ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمْ رَبُّكُمْ حَقًّا قَالَ مُوسَى قَالَ نَافِعٌ قَالَ عَبْدُ اللهِ قَالَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ يَا رَسُولَ اللهِ تُنَادِي نَاسًا أَمْوَاتًا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ فَجَمِيعُ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنْ قُرَيْشٍ مِمَّنْ ضُرِبَ لَهُ بِسَهْمِهِ أَحَدٌ وَثَمَانُونَ رَجُلًا وَكَانَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ يَقُولُ قَالَ الزُّبَيْرُ قُسِمَتْ سُهْمَانُهُمْ فَكَانُوا مِائَةً وَاللهُ أَعْلَمُ

کہ میں نے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیّب، علقمہ بن وقّاص اور عبید اللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی حدیث سنی۔ ہر ایک نے مجھ سے حدیث کا کچھ حصّہ بیان کیا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں اور مِسطح کی والدہ (قضاءِ حاجت کے لئے) جا رہی تھیں کہ اچانک مِسطح کی والدہ اپنی چادر میں پھسل پڑی تو اس نے پھسلتے ہوئے کہا مسطح ہلاک ہو جائے میں نے کہا تو نے بُرا کہا ہے تو نے ایسے شخص کو گالی دی ہے جو بدر میں شریک تھا اور واقعۂ افک بیان کیا۔ (اس حدیث سے غرض یہ ہے کہ مسطح بدری تھے مسطح کی ماں کا نام سلمٰی ہے حدیث ۲۴۱۵ کی شرح دیکھیں۔

۳۷۷۲ ـ ترجمہ: ابن شہاب نے کہا (جبکہ جملہ مغازی ذکر کئے) کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے غزوات ہیں پھر غزوۂ بدر کی حدیث ذکر کی کہ جناب رسول اللہ

۳۷۷۳۔ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ الزُّبَیْرِ قَالَ ضُرِبَتْ یَوْمَ بَدْرٍ لِلْمُهَاجِرِیْنَ بِمِائَةِ سَهْمٍ

بَابُ تَسْمِیَةِ مَنْ سُمِّیَ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ

فِی الْجَامِعِ النَّبِیُّ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْهَاشِمِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ (قلیب بدر میں پڑے ہوئے) کافروں کو تلقین کر رہے تھے کیا پایا تم نے اس کو جو اللہ نے تم سے وعدہ کیا تھا؟ موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ نافع نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ ایسے لوگوں کو نداء کر رہے ہیں جو مرے پڑے ہیں (اور بات نہیں سنتے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میں ان سے کہہ رہا ہوں تم اُن سے زیادہ نہیں سنتے ہو۔ امام بخاری نے کہا تمام قریش جو بدر میں شریک تھے اور انہیں غنیمت سے حصہ ملا ان کی تعداد اسی (۸۰) تھی۔ عروہ بن زبیر نے کہا کہ زبیر نے کہا میں نے اُن کے حصے خود تقسیم کئے تھے اور ان کی تعداد سو تھی۔ واللہ اعلم!

۳۷۷۲ ۔ شرح : یہ حدیث اس لئے یہاں ذکر کی ہے کہ موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے غزوۂ بدر کے جو امور ذکر کئے ہیں۔ ان کو بیان کرے یعنی ابن شہاب نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات ذکر کرنے کے بعد کہا یہ تمام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مغازی ہیں۔ اور بدر کی حدیث ذکر کی۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن پر لعنت فرما رہے تھے۔

۳۷۷۳ ۔ ترجمہ : زبیر "رضی اللہ عنہ" سے روایت ہے کہ مہاجرین کے لئے بدر کے روز سو حصے مقرر کئے گئے۔

۳۷۷۳ ۔ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ حدیث براء کی حدیث کے معارض ہے، کیونکہ پہلے بیان کیا ہے کہ مہاجرین ساٹھ سے زائد تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ براء کی حدیث ان لوگوں کے بارے میں ہے جو بدر میں بالفعل شریک ہوئے تھے اور یہ حدیث ان لوگوں کے بارے میں ہے جو بالفعل یا بالقوۃ شریک تھے۔ یعنی بعض بالفعل حاضر نہ تو تھے، لیکن ان کو حکماً شریک کر لیا گیا اور ان کو غنیمت سے حصہ دیا یا زبیر کے کلام میں سو سے مراد آزاد اور موالی اور اتباع ہیں۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

اَیَاسُ بْنُ الْبُکَیْرِ بِلَالُ بْنُ رَبَاحٍ مَوْلٰی اَبِیْ بَکْرِ الْقُرَشِیِّ حَمْزَۃُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْہَاشِمِیُّ حَاطِبُ ابْنُ اَبِیْ بَلْتَعَۃَ حَلِیْفٌ لِقُرَیْشٍ اَبُوْ حُذَیْفَۃَ بْنُ عُتْبَۃَ بْنِ رَبِیْعَۃَ الْقُرَشِیُّ حَارِثَۃُ بْنُ الرَّبِیْعِ الْاَنْصَارِیُّ قُتِلَ یَوْمَ بَدْرٍ وَھُوَ حَارِثَۃُ بْنُ سُرَاقَۃَ کَانَ فِی النَّظَّارَۃِ خُبَیْبُ بْنُ عَدِیٍّ الْاَنْصَارِیُّ خُنَیْسُ بْنُ حُذَافَۃَ السَّہْمِیُّ رِفَاعَۃُ بْنُ رَافِعٍ الْاَنْصَارِیُّ رِفَاعَۃُ بْنُ عَبْدِ الْمُنْذِرِ اَبُوْ لُبَابَۃَ الْاَنْصَارِیُّ زُبَیْرُ بْنُ الْعَوَّامِ الْقُرَشِیُّ زَیْدُ ابْنُ سَہْلٍ اَبُوْ طَلْحَۃَ الْاَنْصَارِیُّ اَبُوْ زَیْدٍ الْاَنْصَارِیُّ سَعْدُ بْنُ مَالِكٍ الزُّہْرِیُّ سَعْدُ بْنُ خَوْلَۃَ الْقُرَشِیُّ سَعِیْدُ بْنُ زَیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَیْلٍ الْقُرَشِیُّ سَہْلُ بْنُ حُنَیْفٍ الْاَنْصَارِیُّ ظُہَیْرُ بْنُ رَافِعٍ الْاَنْصَارِیُّ وَاَخُوْہُ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُثْمَانَ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ الْقُرَشِیُّ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْعُوْدٍ الْہُذَلِیُّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ الزُّہْرِیُّ عُبَیْدَۃُ بْنُ الْحَارِثِ الْقُرَشِیُّ عُبَادَۃُ بْنُ الصَّامِتِ الْاَنْصَارِیُّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الْعَدَوِیُّ عُثْمٰنُ بْنُ عَفَّانَ الْقُرَشِیُّ خَلَّفَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی ابْنَتِہٖ وَضَرَبَ لَہٗ بِسَہْمِہٖ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ الْہَاشِمِیُّ عَمْرُو بْنُ عَوْفٍ حَلِیْفُ

باب بدر میں شریک ہونے والوں کے اسماءِ گرامی

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح بخاری کے اس باب میں حروفِ تہجی کی ترتیب پر بدر میں شریک مخصوص حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسماء ذکر کئے ہیں۔ پہلے باب میں بدر میں شریک صحابہ کرام کا تفصیلاً ذکر تھا اس باب میں ان کا اجمالی ذکر ہے۔ بدر میں حاضر ہونے والے تمام صحابہ اس باب میں مذکور نہیں کیونکہ ان میں کثیر صحابہ کرام جن کے بدر میں شریک ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں جیسے ابوعبیدہ بن جراح کو ذکر نہیں کیا گیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے سوا باقی حضرات کو حروفِ تہجی کی ترتیب پر ذکر کیا۔ ان حضرات کو شرافت بزرگی کے باعث ترتیب سے پہلے ذکر کیا۔ بخاری کے بعض نسخوں میں

بَنِی عامر بن لؤی عُقبَۃ بن عمرو الانصاری عامر بن ربیعۃ العنزی عاصم بن ثابت الانصاری عویم بن ساعدۃ الانصاری عتبان بن مالک الانصاری قدامۃ بن مظعون قتادۃ بن النعمان الانصاری معاذ بن عمرو بن الجموح معوذ بن عفراء واخوہ مالک بن ربیعۃ ابو اسید الانصاری مرارۃ بن الربیع الانصاری معن بن عدی الانصاری مسطح بن اثاثۃ بن عباد ابن المطلب بن عبد مناف مقداد بن عمرو الکندی حلیف بنی زہرۃ ہلال بن امیۃ الانصاری رضی اللہ عنہم

صرف سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو ترتیب سے مستثنیٰ کیا اور حضرات خلفاء راشدین کا تذکرہ بھی سلک ترتیب میں رکھا جیسا کہ یہاں سب سے پہلے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسمِ گرامی ذکر کیا۔ پھر حروفِ تہجی کی ترتیب کے مطابق ایاس بن بکیر الخ کو ذکر کیا۔

اسماء گرامی

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حتمی طور پر بدر میں موجود تھے۔ آپ کے اسم گرامی سے ابتداء صرف برکت وتیمن کے لئے کی ہے۔

۱۔ عبداللہ بن عثمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ابن ابی قحافہ مشہور ہیں جب بدر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ میں تجھ سے وعدہ کی ایفاء کا سوال کرتا ہوں تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کا دامن تھام کر عرض کیا یا رسول اللہ! حسبک اللہ۔"

۲۔ عمر بن خطاب عدوی رضی اللہ عنہ فاروق اعظم مشہور ہیں جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلیب بدر میں پڑے ہوئے کفار سے کلام کیا تو انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ان جسموں سے گفتگو فرما رہے ہیں جن میں روحیں نہیں ہیں۔

۳۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ صاحب حیاء وغنا مشہور ہیں۔ آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد ہیں۔ جنگ بدر کے موقعہ پر آپ کی بیوی رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھیں آپ نے ان سے فرمایا کہ رقیہ کی تیمارداری کرو تمہیں بدر میں شریک ہونے والے کا ثواب اور غنیمت سے حصہ ملے گا۔

ع۴ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ حیدر کرار مشہور ہیں۔ اُنھوں نے کہا بدر کی غنیمت سے مجھے ایک اونٹنی ملی تھی۔ ان حضرات کے بعد باقی شرکاءِ بدر کو حروفِ تہجی کی ترتیب پر ذکر کیا۔

ع۵ ایاس بن بکیر، بکر کی تصغیر ہے۔ وہ بدر، اُحد، خندق اور دیگر غزوات میں شریک رہے۔ ایک ایاس بن ورقہ انصاری ہیں۔ وہ بھی بدر میں شریک تھے اور یمامہ کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے۔

ع۶ بلال بن رباح رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ ہیں۔ اُنھوں نے بدر میں کہا تھا اگر اُمیہ بن خلف بچ نکلا تو میری کوئی نجات نہیں۔ پھر چند ساتھیوں کی ساتھ ملکر اس کو قتل کر دیا۔

ع۷ حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں۔ بدر میں اُنھوں نے شیبہ بن ربیعہ کو بھی قتل کیا تھا۔

ع۸ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ لخمی ہیں۔ ان کے حق میں سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا یہ بدری نہیں ہے؟

ع۹ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کا نام ہاشم ہے۔ انہیں ھیشم بھی کہا جاتا ہے۔ وہ ابن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی عبسی ہیں۔ آپ افاضل صحابہ میں سے ہیں۔ بدر، اُحد، خندق اور دیگر غزوات میں شریک رہے اور یمامہ کی لڑائی میں شہید ہو گئے۔

ع۱۰ حارثہ بن رُبیعہ، مصغر ہے یہ حارثہ کی والدہ ہے۔ ان کا والد سراقہ ہے۔ پہلے باب میں گزرا ہے کہ حارثہ جنگِ بدر میں زخمی ہو گئے تھے۔ نظارہ وہ لوگ ہیں جو اشیاء میں نظر کریں اور حارثہ بدر کا پانی دیکھتے تھے۔

ع۱۱ خُبَیب بن عدی انصاری ہیں اُنھوں نے بدر کی جنگ میں حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔ پھر بعد میں بنو حارث نے انہیں قتل کر دیا۔

ع۱۲ خنیس بن حذافہ سہمی قرشی ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے داماد تھے وہ بدر میں شریک تھے اور مدینہ منورہ میں فوت ہوئے تھے۔ ان کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق نے حفصہ کا نکاح سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا تھا۔

ع۱۳ رفاعہ بن رافع انصاری زرقی ہیں۔ رافع خافض کی ضد ہے۔ وہ بدر میں شریک تھے۔

ع۱۴ رفاعہ بن عبدالمنذر ابولبابہ انصاری بنی عمرو بن عوف سے ہیں۔ پہلے باب میں گزرا ہے کہ ابولبابہ بدری نے

ع۱۵ زُبیر بن عوام قرشی۔

ع۱۶ زید بن سہل طلحہ انصاری حضرت انس بن مالک کی والدہ کے شوہر ہیں ان کی کنیت مشہور ہے۔ ۵۱ ہجری میں فوت ہوئے۔

ع۱۷ ابوزید انصاری اُن کا نام قیس بن سکن ہے۔ وہ انصاری بخاری ہیں۔

ع۱۸ سعد بن مالک زہری یہی سعد بن ابی وقاص ہیں ان کے بدری ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں۔

ع۱۹ سعد بن خولہ قرشی   ع۲۰ سعید بن زید بن عمرو بن نُفیل قرشی بدری ہیں۔

ع۲۱ سہل بن حُنیف انصاری۔ حُنیف حنف کی تصغیر ہے۔

ع۲۲ ظُہیر بن رافع انصاری اور ان کا بھائی مُظہر، بخاری نے بھائی کے نام کی تصریح نہیں کی۔

ع۲۳ عبداللہ بن مسعود ہُذلی۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے روز فرمایا ابوجہل کا حال کون دریافت کرے گا تو عبداللہ بن مسعود نے معلوم کیا۔

ع۲۴ عتبہ بن مسعود ہذلی حضرت عبداللہ بن مسعود کے بھائی ہیں۔ ان کا پہلے ذکر نہیں ہُوا اور نہ ہی کسی نے انہیں بدریین میں ذکر کیا ہے۔ وہ اُحد میں اور دیگر غزوات میں شریک رہے۔ اور مدینہ منورہ میں فوت ہوئے حضرت عمر فاروق نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ وہ اپنے بھائی عبداللہ سے پہلے فوت ہوئے تھے۔

ع۲۵ عبدالرحمٰن بن عوف زُہری اُنھوں نے کہا وہ بدر کی جنگ میں صف میں تھے۔

ع۲۶ عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب بن عبد مناف بن قصی قرشی مطلبی ہیں وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس سال پہلے پیدا ہوئے تھے۔ آپ کے حضور میں ان کا عظیم مقام اور مرتبہ تھا۔ انہوں نے بدر کی لڑائی میں عتبہ بن ربیعہ کا مقابلہ کیا تھا جس میں وہ شدید زخمی ہوگئے تھے، کیونکہ آپ کا پاؤں کٹ گیا تھا اور صفراء میں وفات پاگئے۔

ع۲۷ عبادہ بن صامت بدری ہیں ع۲۸ عمرو بن عوف، بنی عامر بن لوی کے حلیف ہیں۔ مدینہ منورہ میں مقیم رہے ان کی اولاد نہیں وہ بدری ہیں۔

ع۲۹ عقبہ بن عمرو بھی بدری ہیں ع۳۰ عامر بن ربیعہ عنزی ان کی کنیت ابوعبداللہ ہے۔ دراصل وہ عنزی ہیں اور حلفاً عدوی ہیں۔ ابوعبیدہ معمر بن مثنّٰی نے کہا عامر بن ربیعہ عدوی حضرت عمر بن خطاب کے حلیف تھے۔ ۳۲ ہجری میں فوت ہوئے ع۳۱ عاصم بن ثابت اُنھوں نے بدر کی جنگ میں ایک عظیم کافر قتل کیا تھا۔

ع۳۲ عُویم بن ساعدہ انصاری عام کا مصغّر ہے ع۳۳ عتبان بن مالک انصاری۔

ع۳۴ قدامہ بن مظعون   ع۳۵ قتادہ بن نعمان انصاری

ع۳۶ معاذ بن عمرو بن جموح بدر کی جنگ میں ابوجہل کا جنگی سامان انہیں دیا گیا تھا۔

ع۳۷ مُعوّذ بن عفراء   ع۳۸ معاذ بن عفراء ان کا تیسرا بھائی عوف تھا وہ بھی بدر میں شریک ہُوا تھا ع۳۹ مالک بن ربیعہ ان کی کنیت ابو اُسَید ہے۔ ع۴۰ مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مُطّلب بن عبد مناف ع۴۱ مرارہ بن ربیع یہ اور ہلال دونوں نیک شخص تھے اور بدر میں شریک تھے۔

ع۴۲ معن بن عدی عویم بن ساعدہ کے ساتھ ان کا ذکر ہُوا ہے ع۴۳ مقداد بن عمرو کندی بنو زہرہ کے حلیف تھے ع۴۴ ہلال بن اُمیّہ انصاری رضی اللہ عنہم جن حضرات کو امام نے ذکر کیا ہے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا چوالیس بدری ہیں۔ بدر میں شریک ہونے والے صحابہ کرام تین سو تیرہ تھے تطویل کے

بَابُ حَدِيثُ بَنِي النَّضِيرِ

وَمَخْرَجُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ فِي دِيَةِ الرَّجُلَيْنِ وَمَا اَرَادُوا مِنَ الْغَدْرِ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ عُرْوَةَ كَانَتْ عَلَى رَاسِ سِتَّةِ اَشْهُرٍ مِنْ وَقْعَةِ بَدْرٍ قَبْلَ اُحُدٍ وَقَوْلُ اللهِ تَعَالٰى هُوَ الَّذِيْ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ وَجَعَلَهُ ابْنُ اِسْحٰقَ بَعْدَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ وَاُحُدٍ

کے خوف سے تمام کو ذکر نہیں کیا۔ ابوالفتح یعمری نے ۹۴ مہاجرین اور ۱۹۵۔ انصار قبیلہ خزرج سے اور ۷۴ قبیلہ اوس سے ذکر کئے ہیں۔ یہ مجموعہ ۳۶۳ ہیں۔ یہ عدد اہلِ بدر سے زیادہ ہے ۔ لیکن بعض میں اختلاف تھا اور انہیں ذکر کر دیا ہے۔

باب — حدیث بنی نضیر

اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا .... دو شخصوں کی دیت کے متعلق ان کے پاس تشریف لے جانا اور جو انھوں نے جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے دھوکہ کیا زُہری نے عروہ سے روایت کی کہ یہ سانحہ بدر کے چھ ماہ بعد اُحُد کی جنگ سے پہلے کا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ اللہ ہے جس نے اہلِ کتاب کے کافروں کو ان کے گھروں سے نکالا یہ ان کا پہلی بار نکلنا ہے۔ اس کو ابن اسحاق نے بیئرِ مَعُونہ اور اُحُد کے بعد ذکر کیا ہے۔

شرح : بنی نضیر مدینہ منورہ کے یہودیوں کا ایک قبیلہ ہے اُن کے اور جناب رسُول اللہ کے درمیان معاہدہ تھا۔ ابن اسحاق نے عبداللہ بن ابی بکر بن حزم وغیرہ اہلِ علم سے روایت کی کہ عامر بن طفیل نے عمرو بن اُمیّہ کو بئرِ معونہ کے واقعہ کے بعد اپنی والدہ کی طرف سے آزاد کیا تھا۔ عمرو مدینہ منورہ کی طرف نکلا تو راستہ میں اسے قبیلہ بنی عامر کے دو شخص ملے جن کے پاس سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا عقد وعہد تھا جس کا عمرو بن اُمیّہ کو علم نہ تھا۔ عمرو نے ان سے کہا تم کون ہو؟ انھوں نے کہا ہم بنی عامر سے ہیں اُس نے انہیں

کچھ مہلت دی جب وہ سو گئے تو انہیں عمرو نے قتل کر دیا اور گمان کیا کہ اُس نے بیر معونہ پر قتل ہونے والے صحابہ کا انتقام لیا ہے پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا تم نے ان کو قتل کیا ہے جن سے ہمارا معاہدہ ہے۔ میں ان کی دِیت ادا کروں گا۔ ابن اسحاق نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی نضیر کے پاس گئے تاکہ ان سے دیت میں استعانت کریں جبکہ بنی نضیر اور بنی عامر کے درمیان معاہدہ تھا جب آپ استعانت کے لئے وہاں پہنچے تو اُنھوں نے کہا جی ہاں ہم آپکی اعانت کریں گے پھر اُنھوں نے ایک دوسرے سے مشورہ کیا اور کہا ایسا موقعہ پھر کبھی نہیں میسّر آئے گا۔ جبکہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی ایک دیوار کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ مشورہ کے بعد اُنھوں نے ایک شخص کو مقرر کیا کہ وہ اس مکان پر چڑھے اور اُوپر سے بھاری پتھر آپ پر گرا کر آپ کو قتل کر دے تاکہ ہمیں راحت پہنچے عمرو بن جحاش بن کعب نے یہ ذمہ داری قبول کی تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور ان کی سازش سے خبردار کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ظاہر کرتے ہوئے وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے کہ آپ قضاء حاجت فرمائیں گے اور اپنے صحابہ سے وہیں ٹھہرنے کا حکم فرمایا اور آپ جلدی سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ جب آپ کے صحابہ نے آپ کی واپسی میں تاخیر دیکھی اور انہیں بتایا گیا کہ آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے ہیں تو وہ بھی آپ سے جا ملے پھر ان کو یہود سے جنگ کرنے کا حکم دیا گیا جب صحابہ کرام نے یہودیوں پر حملہ کیا تو وہ قلعہ میں داخل ہو گئے۔ آپ نے حکم دیا کہ ان کے کھجور کے درخت کاٹ دیئے جائیں اور انہیں جلا دیا جائے۔ ابن اسحاق نے کہا آپ نے چھ روز ان کا محاصرہ کیا چند منافقین نے ان کو پیغام بھیجا کہ تم ثابت قدم رہو اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم تمہارے ساتھ مل کر لڑیں گے وہ اس انتظار میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر رعب ڈال دیا اور وہ ان کی مدد نہ کر سکے پھر یہودیوں نے سوال کیا کہ ان کو اس علاقہ سے جلاوطن کر دیا جائے بشرطیکہ ان کے اونٹ جتنا سامان اُٹھا سکیں وہ جانے دیں تو اس پر انہوں نے صلح کر لی۔ بیہقی نے ذکر کیا کہ ابن اسحاق نے کہا وہ شام اور خیبر کی طرف چلے گئے۔ عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا کہ وہ باقی سامان چھوڑ گئے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خصوصی فیئ کی حیثیت میں رہا۔ اور یہودیوں میں سے صرف یامین بن عمیر اور ابوسعید بن وہب نے اسلام قبول کیا اور ان کے مال وغیرہ ان کے لئے محفوظ رہے۔

ابن مردویہ نے صحیح اسناد کے ساتھ معمر، زہری اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے انہوں نے ایک معتمد علیہ شخص سے روایت کی کہ مکہ کے کفار قریش نے غزوۂ بدر سے پہلے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں نے مسلمانوں سے جنگ کا ارادہ کر لیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا تم سے قریش وہ دھوکہ کر رہے ہیں جو تم سے کوئی شخص اس طرح دھوکا نہیں کر سکا۔ وہ تمہاری آپس میں لڑائی کرانا چاہتے ہیں جب اُنھوں نے یہ سمجھا تو وہ منتشر ہو گئے اور مسلمانوں سے حالتِ جنگ ختم کر دی۔ جب بدر کی لڑائی ہوئی تو اس کے بعد قریش نے یہودیوں کو خط لکھا کہ تم مال دار ہو، قلعوں کے مالک ہو اور انہیں بھی تہدید وغیرہ کی تو بنونضیر نے غدر پر اتفاق کر لیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ آپ اپنے صحابہ میں سے تین صحابی بھیجیں اور ہماری

۳۷۷۴ — حَدَّثَنِیْ اِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ عَنْ مُوْسٰی بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَارَبَتِ النَّضِیْرُ وَقُرَیْظَةُ فَاَجْلٰی بَنِی النَّضِیْرِ وَاَقَرَّ قُرَیْظَةَ وَمَنَّ عَلَیْهِمْ حَتّٰی حَارَبَتْ قُرَیْظَةُ فَقَتَلَ رِجَالَهُمْ وَقَسَمَ نِسَآءَهُمْ وَاَوْلَادَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلَّا بَعْضَهُمْ لَحِقُوْا بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاٰمَنَهُمْ وَاَسْلَمُوْا وَاَجْلٰی یَهُوْدَ الْمَدِیْنَةِ کُلَّهُمْ بَنِیْ قَیْنُقَاعَ وَهُمْ رَهْطُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَیَهُوْدَ بَنِیْ حَارِثَةَ وَکُلَّ یَهُوْدٍ بِالْمَدِیْنَةِ

طرف سے آپ کے پاس تین شخص آئیں اگر وہ تین ایمان لے آئیں اور اسلام قبول کرلیں تو ہم آپ کی اتباع کریں گے آپ نے ان کی پیشکش کو قبول فرمالیا وہ تین یہودی خنجروں سے مسلح ہو کر گئے تو بنی نضیر کی ایک عورت نے اپنے انصاری مسلمان بھائی کو بنی نضیر کی سازش سے مطلع کر دیا پھر اس کے بھائی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہودیوں تک پہنچنے سے پہلے خبردار کر دیا تو آپ واپس آگئے اور یہودیوں پر بھرپور حملہ کر دیا اور سارا دن ان کا محاصرہ کیا پھر اگلے روز بنو قریظہ پر حملہ کیا اور ان کا بھی محاصرہ کر لیا جب اُنھوں نے آپ سے معاہدہ کر لیا تو آپ وہاں سے بنی نضیر کے پاس آئے اور ان سے سخت جنگ کی حتی کہ وہ جلاوطنی پر راضی ہو گئے اور یہ شرط کر لی کہ وہ اسلحہ کے سوا دوسرا سامان لے جا سکتے ہیں؛ چنانچہ یہودیوں نے اپنے گھروں کے دروازے نکال لئے اور اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو گرا دیا اور لکڑیاں وغیرہ اُٹھا لے گئے۔ یہ ان کی شام کی طرف پہلی جلاوطنی تھی۔ ابن حجر نے کہا بنو نضیر کی جلاوطنی کے سبب کا یہ واقعہ دیت کے واقعہ سے قوی تر ہے۔

۳۷۷۴ — ترجمہ : نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ بنی نضیر اور قریظہ کے یہودیوں نے جنگ کی تو بنی نضیر کو جلاوطن کیا اور بنی قریظہ پر احسان کر کے انہیں رہنے دیا حتی کہ اُنھوں نے محاربت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے مرد قتل کر دیئے اور ان کی عورتیں، اولاد اور اموال مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے مگر ان میں سے بعض نبی کریم سے مل گئے تو آپ نے اُن کو امن دیا اور وہ مسلمان ہو گئے اور مدینہ منورہ کے تمام یہودی جو بنی قینقاع ہیں اور وہ حضرت عبد اللہ بن سلام کا قبیلہ ہیں اور بنی حارثہ کے یہودی اور مدینہ منورہ کے تمام یہودی جلاوطن کر دیئے۔

۳۷۷۴ — شرح : یعنی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنی نضیر کے یہودی تو نکال دیئے

۳۷۷۵ ـ حَدَّثَنِی الْحَسَنُ بْنُ مُدْرِكٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ حَمَّادٍ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِی بِشْرٍ عَنْ سَعِیدِ بْنِ جُبَیْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ سُورَةُ الْحَشْرِ قَالَ قُلْ سُورَةُ النَّضِیرِ تَابَعَهُ هُشَیْمٌ عَنْ أَبِی بِشْرٍ

۳۷۷۶ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِی الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِیهِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ یَجْعَلُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ النَّخَلَاتِ حَتَّی افْتَتَحَ قُرَیْظَةَ وَالنَّضِیرَ فَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ یَرُدُّ عَلَیْهِمْ

۳۷۷۷ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ نَافِعٍ

اور بنو قریظہ کے یہودیوں کو ثابت رکھا، لیکن جب انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کی تو آپ نے پچیس روز ان کا محاصرہ کیا حتیٰ کہ وہ تنگ پڑ گئے اور ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے رعب ڈال دیا۔ اور انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم قبول کیا تو آپ نے اُن کے مرد قتل کر دیئے اور عورتیں، اولاد اور مال خمس کے بعد مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے اور مدینہ نورہ شرفہا اللہ تعالیٰ سے تمام یہودی نکال دیئے۔

۳۷۷۵ ــــ ترجمہ: سعید بن جبیر نے کہا میں نے ابن عباس سے کہا سورۂ حشر تو انھوں نے کہا اسے سورۂ نضیر کہو۔ ابو عوانہ کی ابو بشر سے روایت کرنے میں ہشام نے موافقت کی (ہشیم نے بھی ابو بشر سے یہ روایت کی ہے)

۳۷۷۶ ــــ ترجمہ: معتمر نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھجوریں بطور تحفہ کر دی تھیں حتیٰ کہ قریظہ اور نضیر قبیلوں کو فتح کیا اس کے بعد آپ نے لوگوں کو تحفے واپس کر دیئے۔

۳۷۷۷ ــــ ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کے کھجوروں کے درخت جلا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَخْلَ النَّضِیْرِ وَ
قَطَعَ وَهِیَ الْبُوَیْرَةُ فَنَزَلَتْ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّیْنَةٍ اَوْ تَرَکْتُمُوْهَا قَآئِمَةً عَلٰٓی
اُصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ اللّٰهِ

٣٧٧٨ ـــ حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا حَبَّانُ قَالَ اَخْبَرَنَا جُوَیْرِیَةُ
ابْنُ اَسْمَآءَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَرَّقَ نَخْلَ
بَنِی النَّضِیْرِ قَالَ وَلَهَا یَقُوْلُ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ ؎ وَهَانَ عَلٰی سَرَاةِ بَنِیْ لُؤَیٍّ ؎
حَرِیْقٌ بِالْبُوَیْرَةِ مُسْتَطِیْرُ ؎ قَالَ فَاَجَابَهٗ اَبُوْ سُفْیٰنَ بْنُ الْحٰرِثِ ؎ اَدَامَ اللّٰهُ
ذٰلِكَ مِنْ صَنِیْعٍ ؎ وَحَرَّقَ فِیْ نَوَاحِیْهَا السَّعِیْرُ ؎ سَتَعْلَمُ اَیُّنَا مِنْهَا بِنُزْهٍ ؎
وَتَعْلَمُ اَیَّ اَرْضَیْنَا نَضِیْرُ

دیئے اور بُویرہ کی کھجوریں کٹوا دیں۔ تو یہ آیت کریمہ نازل ہُوئی دو جو کھجوریں تم نے کاٹ ڈالیں یا ان کو ان کی جڑوں پر کھڑے رہنے دیا۔ یہ سب اللہ کے حکم سے تھا۔

٣٧٧٧ ـــ شرح : بُویرہ بُورہ کی تصغیر ہے۔ یہ مدینہ منورہ کے قریب ایک موضع ہے وہاں بنی نضیر کی کھجوریں تھیں لینہ کا معنی کھجور ہے۔

٣٧٧٨ ـــ ترجمہ : نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کے کھجور کے درخت جلا دیئے اس کے متعلق حضرت حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا "؎ بنی لؤی کے سرداروں کے لئے غالب آنا آسان ہوگیا کہ بویرہ میں لگی ہُوئی آگ شعلے پھینک رہی ہے۔ ابوسفیان بن حارث نے اس کو یہ جواب دیا ؎ اللہ اس تحریق کو ہمیشہ رکھے اور بویرہ کے اردگرد دوزخ کی آگ جلائے عنقریب تو جان لے گا کہ ہم سے اس جگہ سے کون دُور ہے اور معلوم کرے گا کہ ہماری کون سی زمین نقصان اُٹھائے گی۔

٣٧٧٨ ـــ شرح : سَرات قریش کے سردار ہیں جو لؤی کی اولاد ہیں۔ ابوسفیان بن حارث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے ہیں ان کا نام مُغیرہ ہے۔ اس تحریق نخلات کے وقت وہ کافر تھے۔ اس کے بعد فتح مکہ میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ زمین سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ

۳۷۷۹ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ حَدَثَانَ النَّصْرِيُّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ دَعَاهُ إِذْ جَاءَهُ حَاجِبُهُ يَرْفَأُ قَالَ هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ يَسْتَأْذِنُونَ قَالَ نَعَمْ فَأَدْخَلَهُمْ فَلَبِثَ قَلِيلًا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عَبَّاسٍ وَعَلِيٍّ يَسْتَأْذِنَانِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا دَخَلَا قَالَ عَبَّاسٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ فِي الَّتِي أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُولِهِ مِنْ بَنِي النَّضِيرِ فَاسْتَبَّ عَلِيٌّ وَعَبَّاسٌ فَقَالَ الرَّهْطُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ فَقَالَ عُمَرُ اتَّئِدُوا أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيدُ

کی زمین مراد ہے ،، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوسفیان بن حارث نے یہ کیسے کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا کافروں کی زمین کو جلانا ہمیشہ رکھے حالانکہ وہ اس وقت کافر تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی غرض یہ تھی کہ اللہ اس زمین میں تحریق ہمیشہ رکھے جو اس کے ارد گرد پھیلی رہے اور ظاہر ہے کہ بویرہ کے قریب مدینہ منورہ اور مسلمانوں کے مواضع ہیں لہٰذا دراصل مسلمانوں کے لئے دعا نہیں بلکہ ان پر بد دعاء ہے۔

(حدیث ۲۱۷۶ کی شرح دیکھیں)

۳۷۷۹ — ترجمہ : مالک بن اوس بن حدثان نصری نے خبر دی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے بلایا تو اچانک اُن کا دربان یرفاء آیا اور کہنے لگا کیا آپ چاہتے ہیں کہ عثمان، عبدالرحمٰن، زبیر اور سعد آپ کے پاس آئیں وہ اجازت طلب کرتے ہیں فرمایا ہاں! ان کو اندر آنے دو۔ وہ تھوڑا سا ٹھہرے پھر آئے اور کہا کیا آپ علی اور عباس کو آنے کی اجازت دیتے ہیں۔ وہ اجازت طلب کرتے ہیں فرمایا ہاں! جب وہ اندر آئے تو عباس نے کہا یا امیرالمؤمنین! میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کر دیں۔ ان کا اس مال میں جھگڑا تھا جو اللہ تعالیٰ نے بنی نضیر کے اموال اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

بِذٰلِكَ نَفْسَهٗ قَالُوْا قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَاَقْبَلَ عُمَرُ عَلٰی عَبَّاسٍ وَّعَلِیٍّ فَقَالَ اَنْشُدُ
كُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ قَالُوْا
نَعَمْ قَالَ فَاِنِّیْ اُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْاَمْرِ اَنَّ اللّٰهَ كَانَ خَصَّ رَسُوْلَهٗ فِیْ هٰذَا
الْفَیْءِ بِشَیْءٍ لَمْ يُعْطِهٖ اَحَدًا غَيْرَهٗ فَقَالَ جَلَّ ذِكْرُهٗ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ
مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ اِلٰی قَوْلِهٖ قَدِيْرٌ فَكَانَتْ
هٰذِهٖ خَالِصَةً لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَاللّٰهِ مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ
وَلَا اسْتَاْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ لَقَدْ اَعْطَاكُمُوْهَا وَقَسَمَهَا فِيْكُمْ حَتّٰی بَقِیَ هٰذَا الْمَالُ
مِنْهَا فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلٰی اَهْلِهٖ نَفَقَةَ
سَنَتِهِمْ مِنْ هٰذَا الْمَالِ ثُمَّ يَاْخُذُ مَا بَقِیَ فَيَجْعَلُهٗ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ فَعَمِلَ
ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيَاتَهٗ ثُمَّ تُوُفِّیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ فَاَنَا وَلِیُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهٗ اَبُوْبَكْرٍ فَعَمِلَ
فِيْهِ بِمَا عَمِلَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ وَاَقْبَلَ عَلٰی

کو بطور فئی دیتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس نے سخت جھگڑا کیا تو اس وفد نے کہا یا امیر المؤمنین ان دونوں کے درمیان فیصلہ کر دیں اور ایک کو دوسرے سے آرام میں کر دیں (جھگڑا نہ کریں) حضرت عمر فاروق نے کہا ذرا سا صبر کرو میں تمہیں اللہ کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے زمین و آسمان کھڑے ہیں کیا تم جانتے ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ ان کی مراد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کریمہ تھی۔ انھوں نے کہا یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔ پھر عمر فاروق نے حضرت عباس اور علی المرتضیٰ کی طرف متوجہ ہو کر کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دلا کر پوچھتا ہوں کیا تم دونوں جانتے ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے انھوں نے کہا یقیناً حضور نے یہ فرمایا ہے۔ عمر فاروق نے کہا میں تم سے اس کے متعلق بیان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس فئی میں کسی

عَلِيٍّ وَّعَبَّاسٍ وَقَالَ تَذْكُرَانِ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ فِيْهِ كَمَا تَقُوْلَانِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّهُ فِيْهِ
لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ اَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ اَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ فَقَبَضْتُهُ سَنَتَيْنِ مِنْ اِمَارَتِيْ اَعْمَلُ فِيْهِ بِمَا عَمِلَ
فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَنِّيْ فِيْهِ صَادِقٌ بَارٌّ
رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ جِئْتُمَانِيْ كِلَاكُمَا وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ وَاَمْرُكُمَا جَمِيْعٌ
فَجِئْتَنِيْ يَعْنِيْ عَبَّاسًا فَقُلْتُ لَكُمَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَانُوْرَثُ
مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ فَلَمَّا بَدَا لِيْ اَنْ اَدْفَعَهُ اِلَيْكُمَا قُلْتُ اِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهُ اِلَيْكُمَا
عَلٰى اَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ وَمِيْثَاقَهُ لَتَعْمَلَانِّ فِيْهِ بِمَا عَمِلَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَمَا عَمِلْتُ فِيْهِ مُنْذُ وَلِيْتُ وَاِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِيْ فَقُلْتُمَا
اُدْفَعْهُ اِلَيْنَا بِذٰلِكَ فَدَفَعْتُهُ اِلَيْكُمَا اَفَتَلْتَمِسَانِ مِنِّيْ قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ فَوَاللّٰهِ الَّذِيْ
بِاِذْنِهِ يَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْاَرْضُ لَا اَقْضِيْ فِيْهِ بِقَضَاءٍ غَيْرِ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ
فَاِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهُ فَادْفَعَا اِلَيَّ فَاَنَا اَكْفِيْكُمَاهُ قَالَ فَحَدَّثْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ

چیز کے ساتھ مخصوص کر دیا تھا۔ جو آپ کے سوا کسی کو نہیں دی۔ اللہ تعالیٰ جَلَّ ذِکْرُہٗ نے فرمایا جو اللہ نے اپنی رسول کو ان سے فئ دی تم نے تو اس پر گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے الخ (بغیر لڑنے کے دشمن بھاگ گیا اور اس کا سارا مال اللہ کے رسول کے لئے ہوگیا) پس یہ خالصاً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا۔ خدا کی قسم! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے سوا یہ مال محفوظ نہیں فرما لیا اور نہ ہی تمہارے علاوہ اپنی ذات کریمہ کو مخصوص کیا۔ یقیناً آپ نے وہ مال تمہیں دیا اور تم میں خرچ کر دیا حتیٰ کہ اس میں سے صرف یہ مال باقی رہا ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل واولاد پر سال بھر خرچ کرتے تھے اور جو باقی بچتا تھا اس کو اللہ کا مال کر دیتے تو زندگی بھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عمل کیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے تو ابوبکر نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب ہوں اور اس مال کو حضرت ابوبکر

عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ صَدَقَ مَالِكُ بْنُ اَوْسٍ اَنَا سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ اَرْسَلَ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمٰنَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ يَسْأَلْنَهٗ ثُمُنَهُنَّ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنْتُ اَنَا اَرُدُّهُنَّ فَقُلْتُ لَهُنَّ اَلَا تَتَّقِيْنَ اللّٰهَ اَلَمْ تَعْلَمْنَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ نَفْسَهٗ اِنَّمَا يَاْكُلُ اٰلُ مُحَمَّدٍ فِيْ هٰذَا الْمَالِ فَانْتَهٰى اَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى مَا اَخْبَرَتْهُنَّ قَالَ فَكَانَتْ

نے اپنے قبضہ میں کر لیا اور اس میں وہی عمل کیا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اور تم نے اس وقت اور علی و عباس کی طرف منہ کرتے ہوئے کہا کیا تم یاد کرتے ہو کہ ابو بکر اس عمل میں ایسے ہیں جو تم کہتے ہو (صادق اور راشد نہ تھے) اللہ جانتا ہے کہ وہ اس عمل میں سچے صاحب رشد اور حق کے تابع تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو وفات دی تو میں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر کا ولی ہوں اور اپنی امارت کے دو سال سے میں نے وہ اپنے قبضہ میں کیا میں اس میں وہی عمل کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر نے کیا اللہ جانتا ہے کہ میں اس عمل میں صادق صاحب رشد حق کا متبع ہوں۔ پھر تم دونوں میرے پاس آئے ہو۔ تمہاری بات ایک ہے۔ اور کام مختلف نہیں پس عباس تم میرے پاس آئے تو میں نے تم سے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہمارا کوئی وارث نہیں جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔ پھر میں نے سوچا کہ میں وہ تمہارے حوالہ کر دوں تو میں نے تمہیں کہا اگر تم چاہتے ہو تو میں یہ مال اس شرط پر تمہارے سپرد کرتا ہوں کہ اس میں وہی عمل کرو جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا ہے۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو مجھ سے اس بارے میں کوئی بات نہ کرو تو تم نے کہا اس شرط پر یہ ہمارے سپرد کر دیں۔ تو میں نے وہ تمہارے سپرد کر دیا کیا تم مجھ سے اس کے سوا کوئی اور حکم طلب کرتے ہو ؟ اللہ کی قسم جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں اس کے سوا میں اس میں کوئی حکم نہیں کروں گا حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے (یہ حکم بدل نہیں سکتا) اگر تم اس عمل سے عاجز ہو تو وہ میرے حوالہ کر دو میں تمہاری کفایت کروں گا۔ زہری نے کہا میں نے یہ حدیث عروہ بن زبیر کے واسطہ سے ذکر کی انہوں نے کہا مالک بن اوس نے سچ کہا ہے میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج نے عثمان کو ابو بکر کے پاس بھیجا وہ ان سے میراث کا آٹھواں حصہ اس مال سے طلب کرتی تھیں جو آپ کو بنی نضیر سے بطور فئی ملا تھا۔ اور میں ان کو اس سے منع کرتی تھی پس میں نے انہیں کہا کیا تم اللہ سے ڈرتی نہیں ہو کیا تم جانتی نہیں ہو کہ جناب

هٰذِهِ الصَّدَقَةُ بِيَدِ عَلِيٍّ مَنَعَهَا عَلِيٌّ عَبَّاسًا فَغَلَبَهُ عَلَيْهَا ثُمَّ كَانَ بِيَدِ حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ثُمَّ بِيَدِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ ثُمَّ بِيَدِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ وَحَسَنِ ابْنِ حَسَنٍ كِلَاهُمَا كَانَا يَتَدَاوَلَانِهَا ثُمَّ بِيَدِ زَيْدِ بْنِ حَسَنٍ وَهِيَ صَدَقَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا

۳۷۸۰ — حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيْرَاثَهُمَا أَرْضَهُ مِنْ فَدَكَ وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِيْ هٰذَا الْمَالِ وَاللّٰهِ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِيْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ ہمارا کوئی وارث نہیں جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔ اس سے آپ کی مراد اپنی ذاتِ کریمہ تھی۔ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس مال سے ہی کھائے گی۔ عروہ نے کہا یہ صدقات حضرت علی کے قبضہ میں تھے انھوں نے حضرت عباس کو ان سے منع کر رکھا تھا۔ اور ان کے تصرف میں عباس پر غالب رہے پھر حسن بن علی پھر علی بن حسین اور حسن بن حسن کے قبضہ میں رہے حسن بن علی اور علی بن حسین باری باری اس پر قابض رہے پھر زید بن حسن کے قبضہ میں رہے۔ جبکہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقات ہی رہے اور یہ حضرات مالکانہ تصرف نہ کرتے تھے (یعنی بحیثیت متولی رہے)

(حدیث ۲۸۸۵ کے تحت اس کی مبسوط شرح ہے)

۳۷۸۰ — ترجمہ: عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ دونوں ابو بکر کے پاس آئے اس حال میں کہ وہ فدک کی زمین اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیبر سے حصہ (خمس) سے اپنا ترکہ طلب کرتے تھے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہمارا

بَابُ قَتْلِ كَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ

۳۷۸۱ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کوئی وارث نہیں جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس مال میں سے کھائے گی۔ اللہ کی قسم! میرے نزدیک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت اپنی قرابت سے زیادہ محبوب ہے کہ اُن سے اچھا سلوک کروں۔

۳۷۸۰ شرح : یعنی میرے نزدیک یہ زیادہ محبوب ہے کہ اُن کے اموال انہیں دوں کیونکہ مجھے اپنی قرابت سے آلِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت محبوب تر ہے؛ لیکن مجبوری یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے صدقہ قرار دیا ہے۔ لہٰذا یہ کسی کی ملکیت میں نہیں دیا جاسکتا ہے۔ الحاصل جس طرح میں چاہتا ہوں کہ میرا ترکہ میرے وارثوں کو ملے اس سے زیادہ میری خواہش یہ ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو یہ اموال ملیں لیکن شرعی مانع حائل ہے کہ یہ اموال وراثت نہیں ہے۔ شیعہ اس حدیث کی ترکیب یوں کرتے ہیں کہ "لا یورث" صیغہ غائب ہے متکلم نہیں اور "صدقۃ" بطورِ حال منصوب ہے اور "ماترکناہ" مفعول مالم یسم فاعلہ" ہے، لہٰذا حدیث کا معنی یہ ہے کہ جو کچھ ہم چھوڑیں وراثت نہیں ہے اس حال میں کہ وہ متروکہ صدقہ ہے" لیکن یہ معنی ضعیف تر ہے، کیونکہ اس حدیث "نحن معاشر الانبیاء لانرث ولانورث ماترکناہ صدقۃ" کا سیاق یہ ہے کہ یہ معنی حضرات انبیاء کرام کے ساتھ مختص ہے اور اثنا عشریہ کے بیان کردہ ترکیب کے مطابق یہ اختصاص نہ رہے گا؛ کیونکہ جو کوئی اپنا مال وقف کرے یا صدقہ کرے۔ اس سے وارثوں کا حق منقطع ہو جاتا ہے (حدیث ۲۸۸۴ کی شرح دیکھیں)

باب "کعب بن اشرف یہودی کے قتل کی کیفیت"

کعب بن اشرف یہودیوں کے قبیلہ بنی قریظہ میں سے تھا وہ شاعر تھا اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی ہجو کیا کرتا تھا اور مسلمانوں کے مقابلہ میں کافروں کی مدد کرتا تھا جب جنگِ بدر میں مشرک سخت مصیبت کا شکار ہوئے تو اسے سخت صدمہ پہنچا۔ بدر میں قتل ہونے والے مشرکوں پر رویا کرتا تھا اور اشعار پڑھا کرتا تھا۔ مسلمانوں کے ایک گروہ نے اس کو تین ہجری کے رمضان شریف میں قتل کر دیا۔

مَنْ لِكَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ فَإِنَّهُ قَدْ آذَى اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ
يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأْذَنْ لِي أَنْ أَقُولَ شَيْئًا قَالَ قُلْ
فَأَتَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ سَأَلَنَا صَدَقَةً وَإِنَّهُ قَدْ
عَنَّانَا وَإِنِّي قَدْ أَتَيْتُكَ أَسْتَسْلِفُكَ قَالَ وَأَيْضًا وَاللّٰهِ لَتَمَلُّنَّهُ قَالَ إِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ
فَلَا نُحِبُّ أَنْ نَدَعَهُ حَتّٰى نَنْظُرَ إِلٰى أَيِّ شَيْءٍ يَصِيرُ شَأْنُهُ وَقَدْ أَرَدْنَا أَنْ تُسْلِفَنَا
وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ فِيهِ وَسْقًا أَوْ وَسْقَيْنِ فَقَالَ أُرٰى فِيهِ وَسْقًا أَوْ
وَسْقَيْنِ فَقَالَ نَعَمْ ارْهَنُونِي قَالُوا أَيَّ شَيْءٍ تُرِيدُ قَالَ ارْهَنُونِي نِسَاءَكُمْ قَالُوا
كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَاءَنَا وَأَنْتَ أَجْمَلُ الْعَرَبِ قَالَ فَارْهَنُونِي أَبْنَاءَكُمْ قَالُوا كَيْفَ
نَرْهَنُكَ أَبْنَاءَنَا فَيُسَبُّ أَحَدُهُمْ فَيُقَالُ رُهِنَ بِوَسْقٍ أَوْ وَسْقَيْنِ هٰذَا عَارٌ عَلَيْنَا
وَلٰكِنَّا نَرْهَنُكَ اللَّأْمَةَ قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي السِّلَاحَ فَوَاعَدَهُ أَنْ يَأْتِيَهُ فَجَاءَهُ
لَيْلًا وَمَعَهُ أَبُو نَائِلَةَ وَهُوَ أَخُو كَعْبٍ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَدَعَاهُمْ إِلَى الْحِصْنِ
فَنَزَلَ إِلَيْهِمْ فَقَالَتْ لَهُ امْرَأَتُهُ أَيْنَ تَخْرُجُ هٰذِهِ السَّاعَةَ فَقَالَ إِنَّمَا هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ

۳۷۸۱ — ترجمہ: عمرو نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے لئے کون تیار ہے؟ کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچائی ہے۔ محمد بن مسلمہ اٹھ کھڑے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں اس کو قتل کر دوں۔ فرمایا: ہاں! عرض کیا آپ مجھے اجازت دیں کہ میں اسے کچھ کہہ سکوں۔ فرمایا: کہو اجازت ہے۔ محمد بن مسلمہ کعب بن اشرف کے پاس آئے اور کہا یہ شخص ہم سے صدقات مانگتے ہیں اور ہم کو تکلیف میں ڈال رکھا ہے۔ میں تیرے پاس آیا ہوں تجھ سے قرض طلب کرتا ہوں کعب نے کہا بخدا تم بھی اس سے تنگ پڑ گئے ہو؟ محمد بن مسلمہ نے کہا ہم ان کی اتباع کر چکے ہیں اور یہ پسند نہیں کرتے کہ انہیں چھوڑیں حتیٰ کہ دیکھتے ہیں کہ ان کا معاملہ کدھر جاتا ہے۔ ہمارہ ارادہ ہے کہ

مَسْلَمَةَ وَاَخِیْ اَبُوْنَائِلَةَ وَقَالَ غَیْرُ عَمْرٍو قَالَتْ اَسْمَعُ صَوْتًا کَاَنَّهٗ یَقْطُرُ مِنْهُ الدَّمُ قَالَ اِنَّمَا هُوَ اَخِیْ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَرَضِیْعِیْ اَبُوْنَائِلَةَ اِنَّ الْکَرِیْمَ لَوْ دُعِیَ اِلٰی طَعْنَةٍ بِلَیْلٍ لَاَجَابَ قَالَ وَیُدْخِلُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ مَعَهٗ بِرَجُلَیْنِ قِیْلَ لِسُفْیٰنَ سَمَّاهُمْ عَمْرٌو قَالَ سَمّٰی بَعْضَهُمْ قَالَ عَمْرٌو جَآءَ مَعَهٗ بِرَجُلَیْنِ فَقَالَ اِذَا مَا جَآءَ فَاِنِّیْ قَآئِلٌ بِشَعْرِهٖ فَاَشُمُّهٗ فَاِذَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اِسْتَمْکَنْتُ مِنْ رَاْسِهٖ فَدُوْنَکُمْ فَاضْرِبُوْهُ وَقَالَ مَرَّةً ثُمَّ اُشِمُّکُمْ فَنَزَلَ اِلَیْهِمْ مُتَوَشِّحًا وَهُوَ یَنْفَحُ مِنْهُ رِیْحُ الطِّیْبِ فَقَالَ مَا رَاَیْتُ کَالْیَوْمِ رِیْحًا اَیْ اَطْیَبَ وَقَالَ غَیْرُ عَمْرٍو قَالَ عِنْدِیْ اَعْطَرُ سَیِّدِ الْعَرَبِ وَاَکْمَلُ الْعَرَبِ قَالَ عَمْرٌو فَقَالَ اَتَاْذَنُ لِیْ اَنْ اَشُمَّ رَاْسَکَ قَالَ نَعَمْ فَشَمَّهٗ ثُمَّ اَشَمَّ اَصْحَابَهٗ ثُمَّ قَالَ اَتَاْذَنُ لِیْ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا اسْتَمْکَنَ مِنْهُ قَالَ دُوْنَکُمْ فَقَتَلُوْهُ ثُمَّ اَتَوُا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرُوْهُ

کہ تم ہمیں ایک دو وسق قرض دو۔ سفیان نے کہا کہ عمرو بن دینار نے کئی بار یہ حدیث ہم سے بیان کی اور وسق اور دو وسق ذکر نہیں کئے میں نے اس سے کہا اس میں وسق یا دو وسق ہیں تو انھوں نے کہا ہاں میرا خیال ہے کہ وسق یا دو وسقوں کا ذکر حدیث میں ہوگا۔ کعب بن اشرف نے کہا ہاں قرض لے لو میرے پاس کچھ رہن رکھ دو۔ انہوں (محمد بن مسلمہ اور ان کے ساتھیوں) نے کہا کس چیز کا ارادہ کرتے ہو کعب نے کہا اپنی عورتیں رہن کر دو! انھوں نے کہا ہم بیٹے تمہارے پاس کیسے رہن رکھ دیں۔ جو کوئی ان سے لڑے گا تو انہیں گالی دی جائے گی کہ ایک یا دو وسق کھجور میں گروی رکھا ہوا۔ یہ ہمارے لئے بہت شرمندگی ہے، لیکن ہم تمہارے پاس ہتھیار رہن رکھ سکتے ہیں۔ سفیان نے "لامہ" کا معنی ہتھیار کہا ہے اور اس سے وعدہ کیا کہ وہ پھر آئے گا، چنانچہ محمد بن مسلمہ رات کو کعب بن اشرف کے پاس آئے جبکہ اُن کے ساتھ ابو نائلہ کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے۔ کعب نے ان کو قلعہ میں بلا لیا پھر ان کی طرف نیچے اُترنے لگا تو اس کی بیوی نے کہا اس وقت کہاں جاتے ہو۔ کعب نے کہا وہ محمد بن مسلمہ اور میرا دودھ کا بھائی ابو نائلہ ہے۔ عمرو کے غیر نے کہا اس کی بیوی نے کہا میں آواز سنتی ہوں گویا کہ اس سے خون ٹپکتا ہے۔ کعب نے کہا وہ میرا بھائی محمد بن مسلمہ اور رضاعی

بَابُ قَتْلِ اَبِی رَافِعٍ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِی الْحُقَیْقِ

وَیُقَالُ سَلَّامُ بْنُ اَبِی الْحُقَیْقِ کَانَ بِخَیْبَرَ وَیُقَالُ فِی حِصْنٍ لَہٗ بِاَرْضِ۔

بھائی ابو نائلہ ہے (کوئی فکر کی بات نہیں) اور شریف آدمی کو اگر رات نیزہ مارنے کی طرف بلایا جائے تو اسے قبول کر لینا چاہیئے۔ کعب نے کہا محمد بن مسلمہ نے اپنے ساتھ دو آدمی اور داخل کر لئے جو اس کے ساتھ ہیں سفیان سے پوچھا گیا کہ عمرو نے اُن کے نام ذکر کئے ہیں؟ کہا بعض کا نام ذکر کیا ہے (محمد بن مسلمہ، نائلہ) عمرو کے غیر نے کہا وہ اپنے ساتھ دو آدمی لے آئے۔ عمرو کے غیر نے کہا وہ ابو عبس بن جبر، حارث بن اوس اور عباد بن بشر تھے۔ عمرو نے کہا وہ اپنے ساتھ دو آدمی لے کر آئے۔ اور اُن سے کہا جب کعب بن اشرف آئے تو میں اُس کے سر کے بال پکڑوں گا......... اور اسے سونگھوں گا جب تم مجھے دیکھو کہ میں نے اُس کا سر مضبوط پکڑ لیا ہے تو تم نزدیک ہو کر اسے قتل کر دو۔ عمرو نے ایک بار یہ کہا کہ پھر میں تمہیں سونگھواؤں گا، چنانچہ کعب بن اشرف ان کے پاس کپڑا اوڑھے ہوئے آیا، حالانکہ اس سے خوشبو مہک رہی تھی۔ محمد بن مسلمہ نے کہا میں نے آج کے دن کی طرح خوشبو تر ہوا نہیں دیکھی۔ عمرو کے غیر نے کہا کعب بن اشرف نے کہا میرے پاس عرب کے سردار کی خوشبو ترین عورت ہے۔ عمرو نے کہا کیا مجھے اجازت دیتے ہو کہ میں تمہارا سر سونگھوں؟ کعب نے کہا ہاں سونگھ لو۔ محمد بن مسلمہ نے اسے سونگھا پھر اپنے ساتھیوں کو بھی سنگھوایا۔ پھر کہا کیا مجھے اجازت دیتے ہو (کہ میں پھر سونگھوں)

کعب نے کہا ہاں اجازت ہے۔ جب اس کا سر مضبوط پکڑ لیا اور اس پر قادر ہو گیا تو اپنے ساتھیوں سے کہا قریب آجاؤ اور اس کو قتل کر دو تو اُنھوں نے فوراً قتل کر دیا۔ پھر وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ عرض کیا۔

۳۷۸۱ — **شرح:** ابو نائلہ کا نام سلطان اشہلی ہے۔ ابو عبس کا نام عبد الرحمٰن بن جبر ہے، وہ انصاری اشہلی ہیں۔ عباد بن بشر وہی ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رات گئے تک بیٹھے رہتے جب گھر جانے لگتے تو ان کے ہاتھ میں چھڑی روشن ہو جایا کرتی تھی۔

قولہ قائل بشعرہٖ "کا معنی ہے اس کا سر پکڑے گا۔ "دُوْنَکُمْ" اس کو پکڑ لو۔ یہ اسم فعل ہے۔ متوشح کا معنی ہے وہ اپنے کپڑوں میں لپٹا ہُوا تھا۔

قولہ اعطر الخ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید کا لفظ ذکر کرنے میں کیا فائدہ ہے۔ اس طرح کیوں نہیں کہا "اعطر العرب" اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے غرض یہ ہے کہ وہ عرب کے سرداروں سے زیادہ خوشبودار ہے۔ (اس حدیث کی مکمل شرح حدیث ۲۲۴۴ کے تحت دیکھیں)

الْحِجَازِ وَ قَالَ الزُّهْرِيُّ هُوَ بَعْدَ كَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ

۳۷۸۲ ـــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَهْطًا اِلٰى اَبِيْ رَافِعٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَتِيْكٍ بَيْتَهٗ لَيْلًا وَهُوَ نَائِمٌ فَقَتَلَهٗ

۳۷۸۳ ـــ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَبِيْ رَافِعِ الْيَهُوْدِيِّ رِجَالًا مِّنَ الْاَنْصَارِ وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ عَتِيْكٍ وَكَانَ اَبُوْ رَافِعٍ يُؤْذِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُعِيْنُ

باب ابو رافع عبداللہ بن ابو الحقیق کو قتل کرنا

کہا جاتا ہے کہ اس کا نام سلام بن ابی الحقیق ہے وہ خیبر میں رہتا تھا۔ کہا جاتا ہے۔ حجاز مقدس میں اس کا قلعہ تھا۔ اس میں رہتا تھا۔ زہری نے کہا اس کو کعب بن اشرف کے بعد قتل کیا گیا۔

۳۷۸۲ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع کی طرف چند لوگ بھیجے تو عبداللہ بن عتیک رات کو اس کے گھر میں داخل ہوا جبکہ وہ سو رہا تھا اور اس کو قتل کر دیا۔

۳۷۸۳ ترجمہ : حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع یہودی کی طرف انصار کے چند آدمی بھیجے اور عبداللہ ابن عتیک کو ان کا امیر مقرر کیا ابو رافع جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچایا کرتا تھا اور آپ کے مقابلہ کافروں کی مدد کرتا تھا۔ حجاز کی زمین میں اس کا قلعہ تھا جس میں وہ رہتا تھا۔ جب وہ اس کے قریب آئے حالانکہ سورج غروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنے جانور گھروں میں لے آئے تھے۔

عَلَيْهِ وَكَانَ فِي حِصْنٍ لَهُ بِأَرْضِ الْحِجَازِ فَلَمَّا دَنَوْا مِنْهُ وَقَدْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ
وَرَاحَ النَّاسُ بِسَرْحِهِمْ قَالَ عَبْدُ اللهِ لِأَصْحَابِهِ اجْلِسُوا مَكَانَكُمْ فَإِنِّي مُنْطَلِقٌ
وَمُتَلَطِّفٌ لِلْبَوَّابِ لَعَلِّي أَنْ أَدْخُلَ فَأَقْبَلَ حَتَّى دَنَا مِنَ الْبَابِ ثُمَّ تَقَنَّعَ بِثَوْبِهِ
كَأَنَّهُ يَقْضِي حَاجَةً وَقَدْ دَخَلَ النَّاسُ فَهَتَفَ بِهِ الْبَوَّابُ يَا عَبْدَ اللهِ إِنْ كُنْتَ
تُرِيدُ أَنْ تَدْخُلَ فَادْخُلْ فَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُغْلِقَ الْبَابَ فَدَخَلْتُ فَكَمَنْتُ
فَلَمَّا دَخَلَ النَّاسُ أَغْلَقَ الْبَابَ ثُمَّ عَلَّقَ الْأَغَالِيقَ عَلَى وَتَدٍ قَالَ فَقُمْتُ إِلَى
الْأَقَالِيدِ فَأَخَذْتُهَا فَفَتَحْتُ الْبَابَ وَكَانَ أَبُو رَافِعٍ يُسْمَرُ عِنْدَهُ وَكَانَ فِي
عَلَالِيَّ لَهُ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْهُ أَهْلُ سَمَرِهِ صَعِدْتُ إِلَيْهِ فَجَعَلْتُ كُلَّمَا فَتَحْتُ
بَابًا أَغْلَقْتُ عَلَيَّ مِنْ دَاخِلٍ قُلْتُ إِنَّ الْقَوْمَ لَوْ نَذِرُوا بِي لَمْ يَخْلُصُوا إِلَيَّ
حَتَّى أَقْتُلَهُ فَانْتَهَيْتُ إِلَيْهِ فَإِذَا هُوَ فِي بَيْتٍ مُظْلِمٍ وَسْطَ عِيَالِهِ لَا أَدْرِي
أَيْنَ هُوَ مِنَ الْبَيْتِ قُلْتُ أَبَا رَافِعٍ قَالَ مَنْ هَذَا فَأَهْوَيْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ
فَأَضْرِبُهُ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ وَأَنَا دَهِشٌ فَمَا أَغْنَيْتُ شَيْئًا وَصَاحَ فَخَرَجْتُ

تو عبداللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم اپنی جگہ بیٹھو میں چلتا ہوں اور چوکیدار سے کوئی حیلہ کرتا ہوں شاید
میں قلعہ میں داخل ہو جاؤں وہ آئے اور قلعہ کے دروازے کے قریب ہوئے پھر اپنے کو کپڑوں میں اس
طرح چھپایا گویا کہ وہ قضاء حاجت کر رہے ہیں۔ حالانکہ لوگ قلعہ میں داخل ہو چکے تھے۔ دربان نے
انہیں آواز دی۔ اے اللہ کے بندے اگر قلعہ میں داخل ہونا چاہتے ہو تو اندر آجاؤ میں دروازہ بند کرنے
والا ہوں۔ میں قلعہ میں داخل ہو کر چھپ گیا جب سب لوگ داخل ہو گئے تو اس نے دروازہ بند کر دیا اور
کنجیاں ایک لوہے کی کیل میں لٹکا دیں۔ عبداللہ بن عتیک نے کہا میں کنجیوں کے پاس گیا اور ان کو لے کر
دروازہ کھول دیا۔ ابو رافع کے پاس رات گئے تک باتیں ہوتی رہتی تھیں اور وہ اپنے بالا خانہ میں رہتا تھا
(اور حکایات سنا کرتا تھا) جب قصہ گو چلے گئے تو میں اس کی طرف اوپر چڑھا اور جب بھی کوئی دروازہ

مِنَ الْبَيْتِ فَامْكُثُ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ دَخَلْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ مَا هٰذَا الصَّوْتُ يَا اَبَا رَافِعٍ فَقَالَ لِاُمِّكَ الْوَيْلُ اِنَّ رَجُلًا فِى الْبَيْتِ ضَرَبَنِىْ قَبْلُ بِالسَّيْفِ قَالَ فَاَضْرِبُهٗ ضَرْبَةً اَثْخَنَتْهُ وَلَمْ اَقْتُلْهُ ثُمَّ وَضَعْتُ ضَبِيْبَ السَّيْفِ فِىْ بَطْنِهٖ حَتّٰى اَخَذَ فِىْ ظَهْرِهٖ فَعَرَفْتُ اَنِّىْ قَتَلْتُهٗ فَجَعَلْتُ اَفْتَحُ الْاَبْوَابَ بَابًا بَابًا حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى دَرَجَةٍ لَهٗ فَوَضَعْتُ رِجْلِىْ وَاَنَا اُرٰى اَنِّىْ قَدِ انْتَهَيْتُ اِلَى الْاَرْضِ فَوَقَعْتُ فِىْ لَيْلَةٍ مُقْمِرَةٍ فَانْكَسَرَتْ سَاقِىْ فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ عَلَى الْبَابِ فَقُلْتُ لَا اَخْرُجُ اللَّيْلَةَ حَتّٰى اَعْلَمَ اَقَتَلْتُهٗ فَلَمَّا صَاحَ الدِّيْكُ قَامَ النَّاعِىْ عَلَى السُّوْرِ فَقَالَ اَنْعَى اَبَا رَافِعٍ تَاجِرَ اَهْلِ الْحِجَازِ فَانْطَلَقْتُ اِلٰى اَصْحَابِىْ فَقُلْتُ النَّجَاءَ فَقَدْ قَتَلَ اللّٰهُ اَبَا رَافِعٍ فَانْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهٗ فَقَالَ اُبْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِىْ فَمَسَحَهَا فَكَاَنَّمَا لَمْ اَشْتَكِهَا قَطُّ

کھولتا تو اسے اندر سے بند کر دیتا ۔ میں نے خیال کیا اگر لوگوں کو میرا پتہ چل گیا تو وہ میرے پاس نہیں آسکیں گے حتیٰ کہ میں اس کو قتل کر دوں گا میں اس کے پاس گیا اور کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے اہل و اولاد کے درمیان اندھیرے کمرے میں سو رہا ہے ۔ نامعلوم وہ کمرے میں کس جگہ ہے ۔ میں نے کہا اے ابا رافع ! اس نے کہا یہ کون ہے ۔ میں اس کی آواز پر مائل ہوا اور تلوار کی ضرب ماری ؛ حالانکہ میرا دل دھڑک رہا تھا اور میں نے کچھ نہ کیا (وار خالی گیا) اور وہ چلانے لگا تو میں کمرے سے باہر چلا گیا اور تھوڑا سا ٹھہرنے کے بعد میں پھر اندر گیا اور کہا اے ابا رافع یہ آواز کیسی ؟ اس نے کہا تیری ماں تجھے روئے ۔ کمرہ میں کوئی آدمی آیا ہے اس نے مجھے تلوار ماری ہے ۔ عبداللہ نے کہا میں نے زور سے تلوار ماری اور اسے سخت زخمی کر دیا اور اس کو قتل نہ کر سکا پھر میں نے اس کے پیٹ پر تلوار کی دھار رکھی اور زور سے دبایا حتیٰ کہ وہ اسے چیرتی ہوئی اس کی پیٹھ تک پہنچ گئی ۔ اب میں نے جانا کہ میں نے اسے قتل کر دیا ہے اور ایک ایک دروازہ کھولتا ہوا نکلنے لگا حتیٰ کہ اس کی سیڑھی تک پہنچ گیا میں نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ میں زمین پر آگیا ہوں اپنا قدم رکھا تو چاندنی رات میں نیچے

۳۷۸۴ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُرَیْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ یُوْسُفَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی اَبِیْ رَافِعٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَتِیْكٍ وَّعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُتْبَةَ فِیْ نَاسٍ مَّعَهُمْ فَانْطَلَقُوْا حَتّٰی دَنَوْا مِنَ الْحِصْنِ فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَتِیْكٍ اُمْكُثُوْا اَنْتُمْ حَتّٰی اَنْطَلِقَ اَنَا فَاَنْظُرَ قَالَ فَتَلَطَّفْتُ اَنْ اَدْخُلَ الْحِصْنَ فَفَقَدُوْا حِمَارًا لَّهُمْ قَالَ فَخَرَجُوْا بِقَبَسٍ یَّطْلُبُوْنَهٗ قَالَ خَشِیْتُ

گر گیا اور میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ میں نے اس کو عمامہ سے باندھ لیا اور چلا حتّٰی کہ دروازہ کے پاس بیٹھ گیا اور دل میں کہا کہ میں آج رات نہیں نکلوں گا۔ حتی کہ مجھے یقین ہو جائے کہ میں نے اس کو قتل کر دیا ہے جب مُرغ نے اذان دی تو موت کی خبر دینے والے نے دیوار پر کھڑے ہو کر کہا اہلِ حجاز کا تاجر ابورافع مر گیا۔ پھر میں اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور اُن سے کہا جلدی چلو اللہ تعالیٰ نے ابو رافع کو قتل کر دیا ہے۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور سارا واقعہ آپ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا اپنا پاؤں پھیلاؤ میں نے پاؤں پھیلا دیا تو آپ نے اس پر دستِ اقدس سے مسح کیا وہ ایسا ہو گیا گویا اسے کچھ تکلیف نہیں ہوئی۔

(حدیث ۲۸۲۰ کی شرح دیکھیں)

مُفردات

: وَدٌّ اور وَتَدٌ ایک ہی چیز ہے اس کا معنی ہے کیل، اَقَالِید اقلید کی جمع ہے۔ کنجی، اَغَالِیق مغلاق کی جمع ہے جس کے ساتھ دروازہ بند کیا جاتا ہے یہاں اس سے مراد کنجی ہے۔ یسمر رات کے قصّے کہانیاں۔ علالی، جمع علیّہ ہے بالاخانہ۔ اہویت میں نے قصد کیا۔ الضبیب تلوار کی دھار کا کنارہ اس کی جمع ضباب اور ضبیبن ہے۔ النجاء جلدی۔

۳۷۸۴ — ترجمہ: ابو اسحاق سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے براء رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو رافع کی طرف عبداللہ بن عتیک اور عبداللہ بن عُتبہ کو چند لوگوں کے ساتھ بھیجا وہ لوگ چلتے ہُوئے اس قلعہ کے قریب پہنچے تو اُن سے عبداللہ بن عتیک نے کہا تم ٹھہرو میں جاتا ہوں اور موقعہ دیکھتا ہوں۔ عبداللہ نے کہا میں نے قلعہ میں داخل ہونے کا حیلہ کیا، چنانچہ لوگوں نے اپنا گدھا گم پایا تو وہ روشنی لے کر باہر نکلے اور گدھا تلاش کرنے لگے۔ عبداللہ نے کہا مجھے ڈر ہُوا کہ میں پہچانا جاؤں گا تو میں نے اپنا سر ڈھانپ لیا گویا کہ میں قضاءِ حاجت کر رہا ہوں۔ پھر دربان نے

اَنْ اُعْرَفَ قَالَ فَغَطَّيْتُ رَاسِيْ وَرِجْلِيْ وَجَلَسْتُ كَأَنِّيْ اَقْضِيْ حَاجَةً ثُمَّ نَادَىٰ صَاحِبُ الْبَابِ مَنْ اَرَادَ اَنْ يَدْخُلَ فَلْيَدْخُلْ قَبْلَ اَنْ اُغْلِقَهُ فَدَخَلْتُ ثُمَّ اخْتَبَأْتُ فِيْ مَرْبَطِ حِمَارٍ عِنْدَ بَابِ الْحِصْنِ فَتَعَشَّوْا عِنْدَ اَبِيْ رَافِعٍ وَتَحَدَّثُوْا حَتّٰى ذَهَبَتْ سَاعَةٌ مِنَ اللَّيْلِ ثُمَّ رَجَعُوْا اِلٰى بُيُوْتِهِمْ فَلَمَّا هَدَاَتِ الْاَصْوَاتُ وَلَا اَسْمَعُ حَرَكَةً خَرَجْتُ قَالَ وَرَاَيْتُ صَاحِبَ الْبَابِ حَيْثُ وَضَعَ مِفْتَاحَ الْحِصْنِ فِيْ كُوَّةٍ فَاَخَذْتُهُ فَفَتَحْتُ بِهٖ بَابَ الْحِصْنِ قَالَ قُلْتُ اِنْ نَذِرَ بِيَ الْقَوْمُ انْطَلَقْتُ عَلٰى مَهَلٍ ثُمَّ عَمَدْتُ اِلٰى اَبْوَابِ بُيُوْتِهِمْ فَغَلَّقْتُهَا عَلَيْهِمْ مِنْ ظَاهِرٍ ثُمَّ صَعِدْتُ اِلٰى اَبِيْ رَافِعٍ فِيْ سُلَّمٍ فَاِذَا الْبَيْتُ مُظْلِمٌ قَدْ طُفِئَ سِرَاجُهُ فَلَمْ اَدْرِ اَيْنَ الرَّجُلُ فَقُلْتُ يَا اَبَا رَافِعٍ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ فَعَمَدْتُ نَحْوَ الصَّوْتِ فَاَضْرِبُهُ وَصَاحَ فَلَمْ تُغْنِ شَيْئًا ثُمَّ جِئْتُ

نے آواز دی کہ جو کوئی داخل ہونا چاہتا ہے۔ میرے دروازہ بند کرنے سے پہلے داخل ہو جائے۔ میں قلعہ میں داخل ہو گیا پھر قلعہ کے دروازہ کے پاس گدھوں کے باڑہ میں چھپ گیا لوگوں نے ابو رافع کے پاس شام کا کھانا کھایا اور باتیں کرتے رہے حتیٰ کہ رات کا کچھ حصہ گزر گیا پھر وہ اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے جب آوازیں خاموش ہو گئیں اور مجھے کوئی حرکت سنائی نہ دی تو میں باڑہ سے نکلا حالانکہ میں نے دربان کو قلعہ کی کنجی طاق میں رکھتے دیکھا تھا میں نے کنجی لی اور اس سے قلعہ کا دروازہ کھولا۔ میں نے دل میں کہا کہ اگر لوگ مجھے معلوم کر لیں گے تو میں آرام سے نکل جاؤں گا پھر میں نے ان کے گھروں کے دروازوں کا قصد کیا اور ان کو باہر سے بند کر دیا پھر سیڑھی کے ذریعے ابو رافع کی طرف اوپر چڑھا گیا دیکھتا ہوں کہ کمرہ میں اندھیرا ہے اُن کا چراغ بجھ چکا ہے اور معلوم نہ ہو سکا کہ ابو رافع کہاں ہے تو میں نے آواز دی یا ابا رافع اس نے کہا یہ کون ہے؟ میں نے آواز کی جہت کا قصد کیا اور اس کو تلوار ماری وہ چلایا مگر وار بے کار ہو گیا۔ پھر میں آیا گویا کہ اس کی فریاد رسی کرتا ہوں تو میں نے کہا اے ابا رافع اور اپنی آواز تبدیل کر دی اُس نے کہا کیا میں تمہیں تعجب میں نہ ڈالوں تیری ماں تجھے روئے میرے پاس کوئی شخص آیا ہے اُس نے مجھے تلوار ماری ہے۔ عبد اللہ نے کہا میں نے پھر اس کا

كَاَنِّىْ اُغِيْثُهُ فَقُلْتُ مَالَكَ يَا اَبَا رَافِعٍ وَغَيَّرْتُ صَوْتِىْ فَقَالَ اَلَا اُعْجِبُكَ
لِاُمِّكَ الْوَيْلُ دَخَلَ عَلَىَّ رَجُلٌ فَضَرَبَنِىْ بِالسَّيْفِ قَالَ فَعَمَدْتُ لَهُ اَيْضًا
فَاَضْرِبُهُ اُخْرٰى فَلَمْ تُغْنِ شَيْئًا فَصَاحَ وَقَامَ اَهْلُهُ قَالَ ثُمَّ جِئْتُ وَغَيَّرْتُ
صَوْتِىْ كَهَيْأَةِ الْمُغِيْثِ وَاِذَا هُوَ مُسْتَلْقٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَاَضَعُ السَّيْفَ فِىْ بَطْنِهٖ
ثُمَّ اَنْكَفِئُ عَلَيْهِ حَتّٰى سَمِعْتُ صَوْتَ الْعَظْمِ ثُمَّ خَرَجْتُ دَهِشًا حَتّٰى
اَتَيْتُ السُّلَّمَ اُرِيْدُ اُنْزِلُ فَاَسْقُطُ مِنْهُ فَانْخَلَعَتْ رِجْلِىْ فَعَصَبْتُهَا ثُمَّ اَتَيْتُ
اَصْحَابِىْ اَحْجُلُ فَقُلْتُ اِنْطَلِقُوْا فَبَشِّرُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنِّىْ
لَا اَبْرَحُ حَتّٰى اَسْمَعَ النَّاعِيَةَ فَلَمَّا كَانَ فِىْ وَجْهِ الصُّبْحِ صَعِدَ النَّاعِيَةُ فَقَالَ اَنْعِىْ
اَبَا رَافِعٍ قَالَ فَقُمْتُ اَمْشِىْ مَابِىْ قَلَبَةٌ فَاَدْرَكْتُ اَصْحَابِىْ قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوا النَّبِىَّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَشَّرْتُهٗ

قصد کیا اور دوسری بار تلوار ماری جو بے کار گئی وہ چلّایا اور اس کے گھر والے اُٹھ کھڑے ہوئے پھر میں آیا اور فریاد رسی کرنے والے کی طرح اپنی آواز تبدیل کر لی وہ اپنی پشت کے بل لیٹا ہوا تھا میں نے تلوار اس کے پیٹ پر رکھی پھر اس پر دباؤ ڈالا حتی کہ میں نے ہڈی کی آواز سُنی پھر میں گھبرا کر باہر نکلا حتی کہ سیڑھی پر آیا میں نے نیچے اُترنے کا قصد کیا تو اس سے گر پڑا اور میرا پاؤں نکل گیا میں نے اس کو کپڑے سے باندھا پھر اپنے ساتھیوں کے پاس لنگڑاتا ہوا آیا اور اُن سے کہا چلو اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو خوشخبری دو، کیونکہ میں یہاں ہی رہوں گا حتی کہ اس کی موت کا اعلان سُن لوں جب صبح طلوع ہوئی تو موت کی خبر دینے والا اونچی جگہ چڑھا اور کہا لوگو! میں ابورافع کی موت کی خبر سُناتا ہوں۔ عبداللہ بن عتیک نے کہا میں اُٹھا اور چلنے میں کوئی تکلیف محسوس نہ کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم تک پہنچنے سے پہلے میں نے اپنے ساتھیوں کو پالیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو خوشخبری سُنائی،،

۳۷۸۴ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلی حدیث میں گزرا ہے کہ عبداللہ بن عتیک نے کہا میری پنڈلی ٹوٹ گئی۔ اور اس حدیث میں ہے کہ میرا پاؤں نکل گیا

اس کا جواب یہ ہے کہ عبداللہ کی پنڈلی بھی ٹوٹی تھی اور پاؤں بھی نکلا تھا۔ ان دونوں حدیثوں میں مختلف طرق سے ابورافع بن ابی الحقیق یہودی کے قتل کا ذکر ہے۔ ہم دونوں حدیثوں کے اسماء رجال ایک ہی سلک میں منظم کرتے ہیں

اسماءِ رجال ۳۷۸۴: ۱ یوسف بن موسیٰ بن راشد بن بلال قطان کوفی ہیں بغداد میں سکونت پذیر رہے اور ۲۵۲ ہجری میں وہیں وفات پائی ۲ عُبید اللہ بن موسیٰ بن باذام کی کنیت ابومحمد ہے وہ عَبسی کوفی ہیں وہ بھی بخاری کے اُستاد ہیں۔ بخاری نے یہاں اُن سے بالواسطہ روایت کی ہے ۳ اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق سبیعی اپنے دادا ابی اسحاق سے روایت کرتے ہیں۔ جن انصار کو ابورافع کے قتل کے لئے بھیجا ان میں سے بعض کا نام اس باب میں مذکور ہے اور وہ عبداللہ بن عتیک، مسعود بن سنان، عبداللہ بن اُنیس، ابوقتادہ اور خزاعی بن اسود ہیں۔ یہ پانچ حضرات ہیں اگر عبداللہ بن عتبہ محفوظ ہو تو چھ ہو جاتے ہیں

(۱) عبداللہ بن عتیک بن مالک بن اوس اس کو عتیک بن حارث بن قیس بن ھیشہ بن حارث بن امیہ بن زید بن معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس کہا جاتا ہے۔ وہ انصاری اوسی ہیں۔ یہ عبداللہ یمامہ کی جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔ ابوعمرو نے کہا میرے خیال میں عبداللہ بن عتیک اور اُن کے بھائی جابر بن عتیک دونوں بدر میں شہید ہوئے تھے۔ اس میں اتفاق ہے کہ عبداللہ اُحد میں شریک تھے لہٰذا بدر کی لڑائی میں ان کا شہید ہونا منظور رقیہ ہے۔ ابن کلبی نے کہا وہ جنگِ صفین میں حضرت علی المرتضیٰ کے ساتھ تھے۔ ابوعمرو نے کہا اگر یہ صحیح ہے تو وہ یمامہ کی لڑائی میں شہید نہیں ہوئے۔ (۲) مسعود بن سنان وہ ابن سنان بن اسود ہیں۔ بنی غنم بن سلمہ انصار کے حلیف تھے۔ اُحد میں شریک تھے یمامہ میں قتل ہوئے۔

(۳) عبداللہ بن اُنیس وہ ابن سعد بن حرام بن حبیب بن غنم بن نفاثہ بن ایاس بن یربوع بن برک بن وبرہ ہیں۔ ابوعمر نے کہا عبداللہ بن اُنیس جہنی پھر انصاری ہیں۔ وہ بنی سلمہ کے حلیف تھے۔ کہا گیا ہے کہ وہ جہنی ہیں انصار کے حلیف تھے۔ کہا گیا ہے وہ انصاری ہیں۔ ۵۴ ہجری میں فوت ہوئے اور اُحد اور دیگر غزوات میں شریک رہے۔

(۴) ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ ان کے نام میں اقوال ہیں بعض نے کہا ان کا نام حرث بن ربعی بن بلدہ ہے۔ بعض نے نعمان بن ربعی ذکر کیا ہے بعض نے عمرو بن ربعی کہا ہے۔ بعض علماء نے کہا وہ بدری ہیں جنگِ بدر میں شریک تھے، لیکن ابن اسحاق نے ان کو بدریوں میں ذکر نہیں کیا البتہ اُحد اور دیگر غزوات میں شریک رہے حسن بن عثمان نے کہا ابوقتادہ چالیس ہجری میں فوت ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں تمام جنگوں میں ان کے ساتھ رہے اور ستر برس کی عمر میں کوفہ میں فوت ہوئے۔

(۵) خزاعی بن اسود بن خزاعی اسلمی ہیں انصار کے حلیف تھے۔ ذہبی نے یہ تجرید صحابہ میں ذکر کیا ہے بعض نے ان کو صحابی کہا ہے لیکن ابوعمر نے صحابہ میں ذکر نہیں کیا۔ بعض نے کہا ان کا نام اسود بن خزاعی

بَابُ غزوَةِ اُحُد

وَقَوْلُ اللہ تَعَالٰی وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ وَقَوْلُهٗ جَلَّ ذِكْرُهٗ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ اِنْ يَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ

اور بعض نے اسود بن حرام ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق نے ان کا نام خسزاعی بن اسود ذکر کیا ہے اور ان کو ان لوگوں میں ذکر کیا ہے جنہوں نے ابورافع بن ابوالحقیق کو قتل کیا تھا وہ اسلمی ہیں اور بنو سلمہ انصار کے حلیف تھے

عـ۶ عبداللہ بن عتبہ ابوعمر نے کہا عبداللہ بن عتبہ کی کنیت ابوقیس ہے وہ ذکوانی مدنی ہیں۔ ذہبی نے ان کو صحابی کہا ہے مصر میں سکونت پذیر تھے اور دونوں قبلوں کی طرف اُنھوں نے نماز پڑھی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت کی ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عبداللہ بن عتبہ کو دربان نے کہا تھا اے عبداللہ اگر اندر داخل ہونا چاہتے ہو تو داخل ہو جاؤ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دربان نے ان کو پہچانا تھا حالانکہ اگر اس کو پہچان لیتے تو ہرگز قلعہ میں داخل نہ ہونے دیتے۔ بایں ہمہ وہ اس سے چھپے ہوئے تھے اس کا جواب یہ ہے۔ دربان نے عبداللہ کا علَم مراد نہیں لیا تھا۔ بلکہ حقیقی اور ترکیبی معنی مراد لیا تھا، کیونکہ تمام لوگ اللہ کے بندے ہیں۔

باب ـــ غزوۂ اُحُد

غزوۂ اُحُد گیارہ شوال تین ہجری کو ہفتہ کے دن لڑا گیا۔ ابن سعد نے کہا ہجرت کے بتیس ماہ اور سات شوال کو لڑا گیا۔ بیہقی نے کہا غزوۂ بدر دوسری ہجری کے نصف میں لڑا گیا اور اس کے ایک سال بعد غزوۂ اُحُد ہُوا۔ اُحُد مدینہ منورہ کے پہاڑوں میں سے ایک بلند پہاڑ ہے اور دُوسرے پہاڑوں سے الگ تھلگ ہے اُن کے ساتھ ملا ہُوا نہیں اس لئے اسے اُحُد کہتے ہیں۔

سہیلی نے کہا حضرت ہارون علیہ السلام اُحُد میں فوت ہُوئے اور اس میں ان کی قبر شریف ہے کیونکہ وہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام حج یا عمرہ کو جاتے ہُوئے وہاں سے گزرے تھے۔

آثار مسندہ میں ہے کہ اُحُد قیامت کے دن جنت کے اندر اس کے دروازے کے پاس

نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ
وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ وَلِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَيَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ اَمْ
حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ
الصّٰبِرِيْنَ وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ
وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ وَقَوْلُهٗ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ
تستاصلونهم قتلاً بِاِذْنِهٖ حَتّٰى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ
وَعَصَيْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا اَرٰكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ
مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ
عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ ۲ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا اَلْاٰيَة

ہوگا۔ بعض نے اس کو دروازہ میں شامل کیا ہے۔ نیز سہیلی نے کہا اُحُد کی دو آنکھیں ہیں۔ اُحُد کی لڑائی میں ابلیس لعین نے اُحُد پر چڑھ کر کہا تھا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم قتل ہو گئے ہیں۔ اس کے درے میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے تیرانداز کھڑے کئے تھے۔

"اللہ تعالیٰ کا ارشاد"

اور یاد کرو اے محبوب جب تم صبح کو اپنے دولت خانہ سے برآمد ہوئے مسلمان کو لڑائی کے مورچوں پر قائم کرتے اور اللہ سنتا جانتا ہے"

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور نہ سستی کرو اور نہ غم کھاؤ تم ہی غالب آؤ گے اگر ایمان رکھتے ہو۔ اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچی تو وہ لوگ بھی ویسی ہی تکلیف پا چکے ہیں اور یہ دن ہیں جن میں ہم نے لوگوں کے لئے باریاں رکھی ہیں اور اس لئے کہ اللہ پہچان کرا دے ایمان والوں کی۔ اور تم میں سے کچھ لوگوں کو شہادت کا مرتبہ دے اور اللہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو اور اس لئے کہ اللہ مسلمانوں کا نکھار کر دے اور کافروں کو مٹا دے۔ کیا اس گمان میں ہو کہ جنت میں چلے جاؤ گے اور ابھی اللہ نے تمہارے غازیوں کا امتحان نہ لیا اور نہ صبر والوں کی آزمائش کی اور

۳۷۸۵ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ هٰذَا جِبْرِيْلُ اٰخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهٖ عَلَيْهِ اَدَاةُ الْحَرْبِ ۳۷۸۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى قَتْلٰى اُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِيْ سِنِيْنَ كَالْمُوَدِّعِ لِلْاَحْيَاءِ وَالْاَمْوَاتِ ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ اِنِّيْ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ فَرَطٌ وَاَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيْدٌ وَاِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضُ وَاِنِّيْ لَاَنْظُرُ اِلَيْهِ مِنْ مَقَامِيْ هٰذَا وَاِنِّيْ لَسْتُ اَخْشٰى عَلَيْكُمْ (اَنْ تُشْرِكُوْا وَلٰكِنِّيْ اَخْشٰى عَلَيْكُمُ) الدُّنْيَا اَنْ تَنَافَسُوْهَا قَالَ فَكَانَتْ اٰخِرَ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۞

تم تو موت کی تمنا کیا کرتے تھے۔ اس کے ملنے سے پہلے۔ تو اب وہ تمہیں نظر آئی آنکھوں کے سامنے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اور بے شک اللہ نے تمہیں سچ کر دکھایا اپنا وعدہ جبکہ تم اس کے حکم سے کافروں کو قتل کرتے تھے۔ یہاں تک کہ جب تم نے بزدلی کی اور حکم میں جھگڑا ڈالا۔ اور نافرمانی کی بعد اس کے کہ اللہ تمہیں دکھا چکا تھا۔ تمہاری خوشی کی بات۔ تم میں کوئی دُنیا چاہتا تھا اور تم میں کوئی آخرت چاہتا تھا۔ پھر تمہارا منہ اُن سے پھیر دیا کہ تمہیں آزمائے اور بے شک اُس نے تمہیں معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر فضل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے۔ ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔ روزی پاتے ہیں۔

۳۷۸۵ — ترجمہ : عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن فرمایا یہ جبرائیل ہے جو اپنے گھوڑے کا سر پکڑے ہوئے ہے اس پر جنگی سامان ہے۔ (حدیث ۳۷۴۲ کی شرح دیکھیں یہ حدیث بعینہٖ اسی اسناد سے وہاں مذکور ہے)

۳۷۸۶ — ترجمہ : عُقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۷۸۷ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰہِ بْنُ مُوسٰی عَنْ اِسْرَائِیْلَ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَقِیْنَا الْمُشْرِکِیْنَ یَوْمَئِذٍ فَاَجْلَسَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَیْشًا مِنَ الرُّمَاۃِ وَاَمَّرَ عَلَیْھِمْ عَبْدَ اللّٰہِ وَقَالَ لَا تَبْرَحُوْا اِنْ رَاَیْتُمُوْنَا ظَھَرْنَا

نے آٹھ سال بعد اُحُد میں شہید ہونے والوں کی نماز جنازہ پڑھی جیسے کوئی زندوں اور مردوں کو رخصت کرتا ہے۔ پھر آپ منبر پر تشریف لائے اور فرمایا میں تمہارا پیش خیمہ ہوں اور تم پر گواہ ہوں۔ ہماری ملاقات کا وعدہ حوض ہے میں اس مقام میں اس کو دیکھ رہا ہوں۔ مجھے تم پر یہ ڈر نہیں کہ تم شرک کرو گے، لیکن ڈر اس بات کا ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرنے لگو گے۔ عقبہ نے کہا میری یہ آخری نظر تھی جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔

۳۷۸۶ — شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ شافعیہ شہید کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے تو وہ اس حدیث کا جواب کیا دیں گے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں صلوٰۃ کا معنی لغوی مراد ہے اور وہ دُعاء ہے یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہداء اُحُد کے لئے دُعا کی ---- علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا علامہ نے ایک شی محفوظ رکھی اور کئی اشیاء اُن سے اوجھل رہیں۔ صلوٰۃ کو لغوی معنی پر کیسے محمول کیا جائے گا، حالانکہ امام بخاری نے عقبہ بن عامر سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دِن باہر تشریف لائے اور شہداء اُحُد پر نماز پڑھی جیسے میت پر نماز پڑھی جاتی ہے پھر سلام پھیر دیا۔

اس مقام میں یہ جاننا ضروری ہے کہ اُحُد کی جنگ تین ہجری کے شوال میں ہوئی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک سات سال پانچ یا چھ ماہ کی مدت ہے پس سیاق حدیث سے معلوم ہوا کہ شہداء اُحد پر یہ نماز حضرت کی عمر شریف کے آخر وقت میں تھی۔ راوی نے آٹھویں سال کے پہلے پانچ یا چھ ماہ میں مصالحت کی اور اس کو پورا سال شمار کر کے آٹھ سال ظاہر کئے ہیں" لہٰذا یہ نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل ہے۔

۳۷۸۷ — ترجمہ : اسحاق نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اُحُد کے دن ہم نے مشرکوں کو لشکر سے ملاقات کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر اندازوں کا ایک لشکر ایک مقام پر بٹھایا اور اُن پر عبداللہ بن جبیر کو امیر مقرر کیا اور فرمایا تم یہاں رہو اگر تم دیکھو کہ ہم نے مشرکوں پر غلبہ حاصل کر لیا ہے تو اس جگہ سے مت ہٹنا اور اگر یہ دیکھو کہ وہ ہم پر غالب آگئے ہیں تو تم ہماری مدد مت کرو۔ جب ہم نے اُن سے مقابلہ کیا تو وہ بھاگ گئے۔ یہاں تک کہ میں نے عورتیں پہاڑ میں دوڑتی ہوئی دیکھیں۔ اُنھوں نے اپنی پنڈلیوں سے کپڑے اُٹھائے ہوئے تھے اور

عَلَيْهِمْ فَلَا تَبْرَحُوا وَإِنْ رَأَيْتُمُوهُمْ ظَهَرُوا عَلَيْنَا فَلَا تُعِينُونَا فَلَمَّا لَقِينَا
هَرَبُوا حَتَّى رَأَيْتُ النِّسَاءَ يَشْتَدِدْنَ فِي الْجَبَلِ رَفَعْنَ عَنْ سُوقِهِنَّ قَدْ
بَدَتْ خَلَاخِلُهُنَّ فَأَخَذُوا يَقُولُونَ الْغَنِيمَةَ الْغَنِيمَةَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ
عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا تَبْرَحُوا فَأَبَوْا فَلَمَّا أَبَوْا صُرِفَ
وُجُوهُهُمْ فَأُصِيبَ سَبْعِينَ قَتِيلًا وَأَشْرَفَ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ أَفِي الْقَوْمِ
مُحَمَّدٌ فَقَالَ لَا تُجِيبُوهُ فَقَالَ أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ قَالَ لَا تُجِيبُوهُ فَقَالَ
أَفِي الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ إِنَّ هٰؤُلَاءِ قُتِلُوا فَلَوْ كَانُوا أَحْيَاءً لَأَجَابُوا
فَلَمْ يَمْلِكْ عُمَرُ نَفْسَهُ فَقَالَ كَذَبْتَ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ أَبْقَى اللّٰهُ لَكَ مَا يُخْزِيكَ
قَالَ أَبُو سُفْيَانَ اُعْلُ هُبَلُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجِيبُوهُ قَالُوا
مَا نَقُولُ قَالَ قُولُوا اللّٰهُ أَعْلَى وَأَجَلُّ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ لَنَا الْعُزَّى وَلَا
عُزَّى لَكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجِيبُوهُ قَالُوا مَا نَقُولُ قَالَ
قُولُوا اللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَى لَكُمْ قَالَ أَبُو سُفْيَانَ يَوْمٌ بِيَوْمِ بَدْرٍ وَالْحَرْبُ
سِجَالٌ وَتَجِدُونَ مُثْلَةً لَمْ آمُرْ بِهَا وَلَمْ تَسُؤْنِي أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا
سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ اصْطَبَحَ الْخَمْرَ يَوْمَ أُحُدٍ نَاسٌ ثُمَّ قُتِلُوا شُهَدَاءَ

ان کی پائیل چمک رہی تھیں پس تیر اندازوں نے یہ کہنا شروع کیا دوڑو غنیمت حاصل کرو اور عبداللہ بن جُبیر نے کہا مجھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد کیا ہے کہ تم اس جگہ کو مت چھوڑو، لیکن ساتھیوں نے وہاں ٹھہرنے سے انکار کر دیا اور جب اُنھوں نے انکار کر دیا تو مسلمانوں کے چہرے پھر گئے (وہ حیران رہ گئے کہ کدھر جائیں) اور ستر مسلمان شہید ہو گئے۔ ابوسفیان نے گردن اُٹھائی اور کہا کیا لوگوں میں محمد زندہ ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو جواب نہ دو پھر کہا کیا لوگوں میں ابن ابی قحافہ (ابوبکرؓ) ہے؟ آپ نے فرمایا اس کو جواب نہ دو۔ ابوسفیان نے کہا کیا لوگوں میں ابن خطاب (عمر فاروق) ہے؟ آپ نے فرمایا اس کو جواب نہ دو اس نے کہا یہ سب قتل ہو گئے ہیں اگر زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

نے ضبط نہ کیا اور فرمایا اے اللہ کے دشمن جھوٹ بولتے ہو اللہ کی قسم! اللہ نے تیرے لئے وہ باقی رکھا ہے جو تجھے رسوا کرے گا۔ ابوسفیان نے کہا اے ہُبل تو بلند ہو (اپنا دین ظاہر کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے جواب دو! صحابہ نے عرض کیا ہم کیا کہیں! فرمایا کہو اللہ عالی تر اور بزرگ تر ہے۔ ابوسفیان نے کہا ہمارے پاس عزّیٰ ہے تمہارے لئے عزّیٰ نہیں (عزّیٰ ہمارا معبود ہے تمہارا معبود نہیں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے جواب دو صحابہ نے عرض کیا کیا جواب دیں فرمایا کہو اللہ ہمارا مولیٰ (مددگار) ہے تمہارا مولیٰ نہیں ابوسفیان نے کہا یہ دن بدر کا بدل ہے اور جنگ ڈول ہے کبھی ایک کے لئے کبھی دوسرے کے لئے۔ تم میدان میں ایسے لوگ پاؤ گے جن کے ناک اور کان کاٹے گئے ہیں۔ میں نے اس کا حکم نہیں دیا تھا۔ اور نہ ہی مجھے اس کا افسوس ہے۔ مجھے عبداللہ بن محمد نے خبر دی اُنھوں نے کہا ہم سے سفیان نے عمرو کے ذریعے جابر سے بیان کیا کہ اُحد کے دن لوگوں نے صبح کو شراب پیا پھر وہ قتل ہو گئے حالانکہ وہ شہید تھے۔

۳۷۸۷ — شرح : اُحد کی لڑائی میں مشرک تین ہزار پیادے اور دو سو گھوڑوں پر سوار تھے۔ اُنھوں نے لشکر کے میمنہ پر خالد بن ولید میسرہ پر عکرمہ بن ابی جہل، گھوڑ سواروں پر صفوان بن اُمیہ یا عمرو بن عاص، تیر اندازوں پر عبداللہ بن ربیعہ کو مقرر کیا تھا۔ اُن میں ایک سو تیر انداز تھے اور مسلمان صرف سات سو تھے۔ ایک گھوڑا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اور دوسرا ابوبردہ بن ابی نیار کا تھا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پچاس تیر انداز ایک درہ پر بٹھائے اور انہیں فرمایا تم بہر حال یہاں رہو پیچھے سے مسلمانوں پر کافر حملہ آور نہ ہوں۔ اگر ہم غالب آجائیں تو تم وہیں رہو اگر صورت مختلف ہو جائے تو ہماری مدد نہ کرو۔ ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا سب سے پہلے ابو عامر فاسق نے لڑائی کو مشتعل کیا وہ اپنی قوم کے پچاس مردوں کے ساتھ آیا اور پکارنے لگا۔ میں ابو عامر ہوں مسلمانوں نے اسے سخت الفاظ میں جواب دیا۔ اُس نے کہا میرے بعد میری قوم کو سخت مصائب کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ انہوں نے اور مسلمانوں نے ایک دوسرے کو پتھر مارنے شروع کئے۔ حتیٰ کہ ابو عامر اور اس کے ساتھی بھاگ گئے اور مشرکوں کی عورتیں دُفیں اور ڈھول بجا رہی تھیں اور ان کو بدر میں قتل ہونے والے مشرکوں کا حال ذکر کر کے اُبھار رہی تھیں اور کہتی تھیں ہم طارق کی بیٹیاں ریشمی قالینوں پر چلنے والی ہیں۔ اگر تم آگے بڑھو گے تو ہم تم سے معانقے کریں گی اور اگر تم میدانِ جنگ سے بھاگ گئے تو تمہیں چھوڑ جائیں گے اور تمہارے ساتھ کوئی تعلق نہ ہوگا۔ جب مسلمانوں اور مشرکوں میں مقابلہ ہوا تو تیر اندازوں نے ان کے گھوڑوں کو تیر مارنے شروع کئے تو وہ سب بھاگ گئے۔ طلحہ بن ابی طلحہ جس کے ہاتھ میں مشرکوں کا جھنڈا تھا چلا کر کہنے لگا کون ہے جو میرا مقابلہ کرے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس کے مقابلہ میں گئے اور دونوں صفوں کے درمیان ان میں مقابلہ ہونے لگا حضرت علی رضی اللہ عنہ

اچھل کر اس کے سر پر تلوار ماری اور اس کی کھوپڑی کو توڑ دیا یہ دیکھ کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور اللہ اکبر فرمایا تو سب مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر بلند کئے اور مشرکوں کے لشکر پر حملہ کر دیا حتی کہ ان کی صفوں میں انتشار پھیل گیا۔ پھر ان کا جھنڈا عثمان بن ابی طلحہ ابو شیبہ نے اٹھایا اور وہ عورتوں کے آگے آگے شعر پڑھتا تھا۔ اس پر حضرت امیر حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے حملہ کیا اور اس کے کندھے پر تلوار ماری اور اس کا ہاتھ اور کندھا کاٹ ڈالا اور آزار بند تک تلوار پہنچی پھر ابو سعید بن ابی طلحہ نے جھنڈا پکڑا۔ تو اس کو سعد بن ابی وقاص نے تیر مارا وہ اس کی شاہ رگ میں لگا اور کتے کی طرح اس کی زبان باہر نکل آئی اور مر گیا۔ پھر مسافع بن طلحہ بن ابی طلحہ نے جھنڈا پکڑا تو اس کو عاصم بن ثابت بن ابی افلح نے تیر مار کر قتل کر دیا۔ پھر کلاب بن ابی طلحہ بن عبید اللہ نے اٹھایا تو اس کو زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا پھر جلاس بن طلحہ بن ابی طلحہ بن عبید اللہ نے اٹھایا پھر ارطاہ بن شرجیل نے اٹھایا تو اس کو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا پھر شریح بن قارظ نے اٹھایا اس کو قتل کرنے والے کا نام معلوم نہیں پھر ان کے غلام صواب نے اٹھایا کسی نے کہا اس کو سعد بن ابی وقاص نے قتل کیا بعض نے کہا کہ حضرت علی نے قتل کیا بعض نے کہا قزمان نے اس کو قتل کیا یہ قول زیادہ قوی ہے۔ جب مشرکوں کا جھنڈا اٹھانے والے سب قتل ہوگئے تو وہ بھاگ نکلے حتی کہ ان کی عورتیں تیز بھاگ رہی تھیں اور پہاڑوں کی راہ اختیار کئے ہوئی تھیں "

جنگ اُحُد میں شکست خوردہ بھاگنے والی عورتوں کے نام "

ع۱ ہند بنت عتبہ ابو سفیان کے ساتھ نکلی تھی ع۲ ام حکیم بنت حرث بن ہشام اپنے شوہر عکرمہ بن ابی جہل کے ساتھ آئی تھی ع۳ فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ اپنے شوہر حرث بن ہشام کے ساتھ برزہ بنت مسعود ثقفیہ صفوان بن امیہ کے ساتھ جو ابن صفوان کی والدہ ہے ع۴ ریطہ بنت شیبہ سہمیہ اپنے شوہر عمرو بن عاص کے ہمراہ آئی تھی یہ ان کے بیٹے عبد اللہ کی والدہ ہے ع۵ سلافہ بنت سعد اپنے شوہر طلحہ بن ابی طلحہ حجبی کے ساتھ آئی تھی۔ مصعب بن عمیر کی والدہ خناس بنت مالک (۶) عمرہ بنت علقمہ بن کنانہ یہ سب کو افر (کافر عورتیں) جنگ اُحُد میں شریک تھیں (قسطلانی)

جب مشرک بھاگ نکلے تو درہ پر کھڑے مسلمانوں نے کہا مشرک بھاگ نکلے ہیں غنیمت جمع کرو تو عبد اللہ ابن جبیر نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے عہد کیا تھا کہ ہم بہر حال اور ہر صورت یہاں کھڑے رہیں، لیکن ساتھیوں نے انکار کیا اور غنیمت کے جمع کرنے میں مصروف ہونے کے باعث درہ خالی ہوگیا وہاں صرف عبد اللہ بن جبیر اور چند ساتھی باقی رہ گئے۔ عبد اللہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم عدولی نہیں کر سکتا۔ انکار کرنے کے بعد وہ حیران رہ گئے کہ کدھر جائیں۔ خالد بن ولید نے دیکھا کہ

درّہ خالی ہے وہاں صرف گنتی کے چند مسلمان کھڑے ہیں۔ تو گھوڑے پر سوار ہو کر اُن پر حملہ کر دیا جبکہ عکرمہ ابن ابی جہل بھی اس کے ساتھ تھا۔ انہوں نے وہاں کھڑے مسلمانوں کو قتل کر دیا اور ان کا امیر عبداللہ بن جبیر بھی وہیں قتل ہو گئے۔ اس وقت مسلمانوں کی صفوں میں شگاف پڑ گئے اور صورتِ حال تبدیل ہو گئی۔ اس سے پہلے جو بادِ صبا تھی وہ گرم ہوا سے بدل گئی۔ اور موسمِ بہار خزاں نظر آنے لگا ابلیس نے موقعہ پا کر بلند آواز سے پکارا کہ محمد "صلی اللہ علیہ وسلّم" قتل ہو گئے ہیں۔ اور مسلمانوں میں معاملہ خلط ملط ہو گیا اور وہ بے سوچے سمجھے قتل کر رہے تھے اور عجلت کے باعث ایک دوسرے کو ہی قتل رہے تھے انہیں کچھ معلوم نہ تھا کہ وہ کسے قتل کر رہے ہیں۔ اسی افراتفری میں حضرت حذیفہ کے والد یمان رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو گئے حالانکہ حضرت حذیفہ زور زور سے پکار رہے تھے مسلمانو! یہ میرا والد ہے اسے قتل نہ کرو، لیکن گرمجوشی میں کسی نے کسی کی نہ سُنی نتیجۃً ستر صحابہ کرام خصوصًا انصار شہید ہو گئے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدستور میدانِ جنگ میں لڑتے رہے اور کمان سے تیر پھر پتھر پھینکتے رہے جبکہ آپ کے ساتھ چودہ مسلمان تھے جن میں سات مہاجرین تھے جن میں ابوبکر صدیق بھی شامل ہیں اور سات انصار تھے۔ مسلمانوں کے لئے یہ دن سخت مصیبت کا دن تھا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو شہادت کے مراتب سے نوازا۔ جب دشمن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے قریب آ گئے تو آپ نے ان کو پتھر مارنے شروع کئے۔ اسی ہیجان میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے والے دانت شریف متاثر ہوئے اور ہونٹ مبارک زخمی ہو گیا اور چہرۂ انور خون آلود ہوا (قسطلانی)

جنگِ اُحُد میں مصیبت کا اصل سبب کیا تھا؟

بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے وہ مقام چھوڑ دیا جہاں ان کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ثابت رہنے کی ہدایت کی تھی، لیکن در اصل یہ نوشتۂ تقدیر تھا؛ کیونکہ جنگ بدر میں جب ستر مشرک قیدی لائے گئے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا کہ ان سے کیا سلوک کیا جائے تو اکثر نے یہ مشورہ دیا کہ فدیہ لے کر ان کو رہا کر دیا جائے۔

اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور اللہ کا حکم سُنایا کہ فدیہ لے کر ان کو رہا کرنے کی شرط یہ ہے کہ آئندہ سال اُحُد میں ان کے بدل تم سے ستر صحابی شہید ہوں۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہ سے بیان کیا تو اُنھوں نے یہ شرط قبول کر لی اور بدر کے اُساری کی رہائی پر مُصِر ہوئے اور کہنے لگے ہمیں شرفِ شہادت سے مشرف ہونے کا اشتیاق ہے۔ لہٰذا اس شرط پر مشرکوں کو فدیہ لے کر رہا کر دیا گیا (ترمذی)

اُحد میں ستّر صحابہ شہید ہونے کے باعث مسلمانوں کے لئے یہ قیامت خیز حال تھا۔ شہید ہونے والوں کے ناک کان ڈالے گئے اور ان کے چہرے مسخ کر دیئے جن کے متعلق ابو سفیان نے کہا میں نے اس کا حکم تو نہیں دیا تھا لیکن اگر ایسا ہوگیا ہے تو مجھے اس کا افسوس بھی نہیں اس کی بیوی ہند مشرکہ عورتوں کے ساتھ میدان جنگ میں گئی اور شہید ہونے والے مسلمانوں کے ناک اور کان کاٹے اور ان کا ہار بنا کر گلے میں ڈالا اور اپنا ہار اور دوسرے زیورات جو مکہ سے پہن کر آئی تھی۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل حبشی کو بطور انعام دیئے کیونکہ حبشی نے امیر حمزہ کو قتل کیا تھا۔ پھر حضرت امیر حمزہ کا جگر کھولا اور اس کو کھانے لگی لیکن وہ اس سے نہ چبایا گیا تو اس کو پھینک دیا پھر اونچے پتھر پر چڑھ کر بلند آواز سے چلائی۔ ہم نے تم کو بدر کی جزا دی اور لڑائی کے بعد لڑائی مشتعل ہوتی رہتی ہے مجھے عتبہ، اس کے بھائی، اور چچا اور بکر سے صبر نہیں۔ میں نے شفا پائی اور نذر پوری کر لی ہے۔ وحشی نے میرے سینہ کی پیاس بجھائی ہے۔ میں عمر بھر وحشی کا شکریہ ادا کرتی رہوں گی۔ حتی کہ قبر میں میری ہڈیاں بوسیدہ ہو جائیں شروع اسلام میں شراب پینا جائز تھا اس لئے شہداء اُحد کے ثواب میں کمی واقع نہیں ہوئی۔

مشرکوں کا ایک بُت تھا جس کا نام عُزّیٰ،، تھا۔ وہ اس کی عبادت کرتے تھے۔ اس کا نام لے کر وہ بلند آواز سے بولا۔ مسلمانو! ہمارا معبود عُزّیٰ ہے جو ہمارا مددگار ہے۔ تمہارے پاس عُزّیٰ نہیں جو تمہاری مدد کرے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق صحابہ نے جواب دیا در اللہ ہمارا مددگار ہے جو تمہیں نصیب نہیں پھر ابوسفیان نے کہا یہ بدر کا بدلہ ہے اور لڑائی سجال ہے۔ یعنی ڈول ہے کبھی ایک لئے کبھی دوسرے کے لئے۔

الحاصل نوشتۂ تقدیر کا سبب چند صحابہ کرام کی اجتہادی خطا بھی جو ستر شہداء کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ واللہ اعلم

عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ

وہ ابن جبیر بن نعمان بن اُمیّہ بن امرئ القیس برک بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف انصاری ہیں۔ عقبہ میں پھر بدر میں شریک ہوئے وہ اُحد کی جنگ میں شہید ہوئے۔ ابو عمر نے کہا مجھے اس کی کوئی روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم نہیں۔ اُعلُ،، علا لعلو سے امر کا صیغہ ہے۔ هُبل،، قریش کا بُت ہے جس کی وہ عبادت کرتے تھے۔ وہ کعبہ میں رکھا ہوا تھا۔ اَلعُزّیٰ، اَعزّ کی تانیث ہے۔ یہ بھی قریش کے بت کا نام ہے۔ کہا جاتا ہے عُزّیٰ غطفان میں کیکر کا درخت ہے جس کی مشرک عبادت کرتے تھے اور اس پر مکان بنا یا ہوا تھا۔ اسی پر قریش نے خادم مقرر کئے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو انہوں نے مکان گرا دیا اور درخت جلا دیا پھر کہا ۔

اے عزّیٰ میں تیرا انکار کرتا ہوں اور تو ناپاک ہے۔ میں نے اللہ کو دیکھا ہے کہ اس نے تجھے ذلیل کیا ہے۔ (عینی)

۳۷۸۸ــــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْهِ اِبْرَاهِيْمَ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ اُتِيَ بِطَعَامٍ وَّ وَكَانَ صَائِمًا فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَّهُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ كُفِّنَ فِيْ بُرْدَةٍ اِنْ غُطِّيَ رَاْسُهٗ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَاِنْ غُطِّيَ رِجْلَاهُ بَدَا رَاْسُهٗ وَاُرَاهُ قَالَ وَقُتِلَ حَمْزَةُ وَهُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ اَوْ قَالَ اُعْطِيْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا اُعْطِيْنَا وَقَدْ خَشِيْنَا اَنْ تَكُوْنَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِيْ حَتّٰى تَرَكَ الطَّعَامَ

۳۷۸۸ــــ ترجمہ : سعد بن ابراہیم اپنے والد ابراہیم سے روایت کی کہ عبد الرحمٰن بن عوف کے پاس کھانا لایا گیا جبکہ وہ روزہ سے تھے۔ اُنھوں نے کہا مُصعب ابن عُمیر شہید ہو گئے حالانکہ وہ مجھ سے بہتر تھے۔ انہیں ایک چادر میں کفن دیا گیا۔ اگر اُن کا سر ڈھانپا جاتا تو پاؤں ننگے ہو جاتے۔ اگر پاؤں ڈھانپے جاتے تو سر کھل جاتا میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے حالانکہ وہ مجھ سے بہتر تھے۔ پھر ہمارے لئے دُنیا کی خوب فراخی دی گئی یا کہا ہمیں دنیا میں سے بہت کچھ دیا گیا۔ ہمیں ڈر ہے کہ ہماری نیکیاں دُنیا میں ہمارے لئے جلدی اپنائی گئی ہیں۔ پھر رونے لگے اور کھانا چھوڑ دیا۔

۳۷۸۸ــــ شرح : حضرت عبد الرحمٰن عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ حدیث کے سیاق سے ظاہر یہ ہے کہ عبد الرحمٰن بن عوف نے یہ کلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کہا تھا۔ اس میں ان کی انکساری ہے اور یہ کہنا کہ عبد الرحمٰن نے یہ کلام اس وقت بیان کیا تھا جبکہ اُن کو عشرہ مبشرہ میں سے ہونے کا علم نہ تھا بعید از فہم ہے۔

مُصعب بن عُمیر رضی اللہ عنہ

جنگِ اُحد میں شہید ہوئے۔ ابن قمیئہ عبد اللہ نے انہیں قتل کیا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جھنڈا دیا تھا۔ ابن سعد نے کہا جب وہ شہید ہو گئے تو فرشتہ نے مصعب بن عمیر کی صورت اختیار کر کے جھنڈا ہاتھ میں پکڑ لیا۔ حدیث ۱۲۰۳ کی شرح دیکھیں۔

۳۷۸۹ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ اَرَاَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فَاَيْنَ اَنَا قَالَ فِي الْجَنَّةِ فَاَلْقٰى تَمَرَاتٍ فِي يَدِهٖ ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ

۳۷۹۰ ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَغِيْ وَجْهَ اللّٰهِ فَوَجَبَ اَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ وَمِنَّا مَنْ مَضٰى اَوْ ذَهَبَ لَمْ يَاْكُلْ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا كَانَ مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ لَمْ يَتْرُكْ اِلَّا نَمِرَةً كُنَّا اِذَا

۳۷۸۹ ـــ ترجمہ : سفیان نے عمرو سے روایت کی کہ انہوں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اُحد کے دن عرض کیا مجھے خبر دیں کہ اگر میں قتل ہو جاؤں تو میرا ٹھکانا کہاں ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا مقام جنت میں ہے۔ اس شخص نے ہاتھ میں سے کھجوریں پھینک دیں پھر جنگ کی حتی کہ شہید ہو گیا۔

۳۷۸۹ ـــ شرح : اسد الغابہ میں ذکر کیا کہ یہ شخص عُمیر انصاری تھا جو بدر کی جنگ میں شہید ہوا ہے اور اسلام میں سب سے پہلے اس کو شرفِ شہادت نصیب ہوا۔

ابن اسحاق صاحب المغازی نے بھی اس طرح ذکر کیا ہے، لیکن ابن بشکوال نے کہا یہ شخص عُمیر بن حمام ابن جموح انصاری ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ مسلم میں ہے کہ عُمیر بن حمام کھجوریں ہاتھ میں لیں اور انہیں کھانا شروع کیا پھر کہا اگر ان کھجوروں کے کھانے تک میں زندہ رہا تو میری یہ زندگی بہت لمبی شمار ہو گی پھر جنگ میں کود پڑے اور شہید ہو گئے۔

ان دونوں حدیثوں میں موافقت اس طرح ہے کہ باب کی حدیث میں تصریح ہے کہ یہ واقعہ جنگِ اُحد کا ہے۔ لہٰذا یہ دو مواقع علیحدہ علیحدہ ہیں اور دو شخص بھی مختلف ہیں۔ ایک شخص کا واقعہ نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۷۹۰ ـــ ترجمہ : خباب رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی اس حال میں کہ ہم اللہ کی رضا چاہتے تھے تو ہمارا ثواب اللہ کے ذمے (اس کے فضل سے) ہو گیا۔ ہم سے بعض تو گزر گئے یا وہ دنیا سے چلے گئے اور اپنے ثواب سے کچھ نہ پایا ان میں سے مصعب بن عُمیر رضی اللہ عنہ ہیں۔ وہ اُحد کی جنگ میں شہید ہوئے۔ انھوں نے صرف ایک

غَطَّيْنَا بِهَا رَاسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَاِذَا غُطِّيَ بِهَا رِجْلَاهُ خَرَجَ رَاسُهُ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَطُّوْا بِهَا رَاسَهُ وَاجْعَلُوْا عَلٰى رِجْلِهِ الْاِذْخِرَ اَوْ قَالَ اَلْقُوْا عَلٰى رِجْلِهِ مِنَ الْاِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ قَدْ اَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ فَهُوَ يَهْدِبُهَا

۳۷۹۱ — اَخْبَرَنَا حَسَّانُ بْنُ حَسَّانٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عَمَّهُ غَابَ عَنْ بَدْرٍ فَقَالَ غِبْتُ عَنْ اَوَّلِ قِتَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَئِنْ اَشْهَدَنِي اللّٰهُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَرَيَنَّ اللّٰهُ مَا اُجِدُّ فَلَقِيَ يَوْمَ اُحُدٍ فَهُزِمَ النَّاسُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّي اَعْتَذِرُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَاءِ يَعْنِي الْمُسْلِمِيْنَ وَاَبْرَاُ اِلَيْكَ مِمَّا جَاءَ بِهِ الْمُشْرِكُوْنَ فَتَقَدَّمَ بِسَيْفِهِ فَلَقِيَ سَعْدَ بْنَ مُعَاذٍ فَقَالَ اَيْنَ يَا سَعْدُ اِنِّي اَجِدُ رِيْحَ الْجَنَّةِ دُوْنَ اُحُدٍ فَمَضٰى فَقُتِلَ فَمَا عُرِفَ حَتّٰى عَرَفَتْهُ اُخْتُهُ بِشَامَةٍ اَوْ بِبَنَانِهِ وَبِهِ بِضْعٌ وَثَمَانُوْنَ مِنْ طَعْنَةٍ وَضَرْبَةٍ وَرَمْيَةٍ بِسَهْمٍ

کمبل چھوڑا جب ہم اس کے ساتھ مصعب کا سر ڈھانپتے تھے تو اُن کے پاؤں کُھل جاتے تھے اور جب پاؤں ڈھانپتے تھے تو سر باہر نکل جاتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا اس کمبل سے ان کا سر چھپا دو اور ان کے پاؤں پر گھاس کر دو اور بعض ہم میں سے وہ لوگ ہیں جن کا پھل خوب پکا اور وہ اسے جمع کر رہا ہے۔

۳۷۹۱ — ترجمہ: حسان بن حسان نے خبر سنائی کہ ہمیں محمد بن طلحہ نے حُمید کے ذریعہ انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ ان کا چچا بدر کی لڑائی میں غائب تھا (بدر میں شریک نہ ہو سکا تھا) اس نے کہا بدر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی لڑائی تھی جس سے میں غائب تھا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی جنگ میں شریک ہونے کا موقع دیا تو دیکھے گا کہ میں کیسی کوشش کرتا ہوں جب غزوۂ اُحد کا وقت آیا اور لوگ بھاگ نکلے تو کہا اے اللہ! مسلمانوں نے جو یہ فعل کیا ہے میں تیرے حضور اس کی معذرت کرتا ہوں اور جو مشرکوں نے کیا میں اس سے بیزار ہوں پھر تلوار لے کر آگے بڑھے تو سعد بن معاذ سے ملاقات ہوئی اور کہا اے سعد کہاں جا رہے ہو میں اُحد کے قریب

۳۷۹۲ــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ يَقُولُ فَقَدْتُ آيَةً مِنَ الْأَحْزَابِ حِينَ نَسَخْنَا الْمُصْحَفَ كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فَالْتَمَسْنَاهَا فَوَجَدْنَاهَا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيِّ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَنْ قَضَى نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ فَأَلْحَقْنَاهَا فِي سُورَتِهَا فِي الْمُصْحَفِ ۔

جنت کی خوشبو سونگھ رہا ہوں ۔ پھر جنگ میں کود پڑے اور شہید ہو گئے اور وہ پہچانے نہیں جاتے تھے حتیٰ کہ ان کی ہمشیرہ نے ایک تل اور اُنگلی کے پورے سے پہچانا جبکہ ان کو بیاسی زخم نیزوں، تلواروں اور تیروں سے پہنچے تھے ۔

۳۷۹۰ــ ۳۷۹۱ــ شرح : پہلی حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ ابتداءِ اسلام میں مسلمان سخت حالات سے دوچار تھے ۔ حتیٰ کہ بعض حالات میں کفن بھی پورا میسر نہ تھا ۔ حدیث ۱۲۰۵ میں اس کی تفصیل مذکور ہے ۔

دوسری حدیث میں ایک اشکال ہے کہ جنگ بدر اسلام میں پہلی جنگ نہیں اس سے پہلے غزوات ہوئے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام میں جو عظیم جنگیں ہوئی ہیں ان میں سے بدر کی جنگ پہلی عظیم جنگ ہے اس سے پہلے چھوٹے چھوٹے غزوات تھے ۔ حدیث ۲۶۱۱ اور حدیث ۲۵۲۲ میں اس کی تفصیل مذکور ہے ۔

۳۷۹۲ــ ترجمہ : خارجہ بن زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جب ہم نے قرآن کریم جمع کرنا شروع کیا تو میں نے سورۂ احزاب کی ایک آیت کریمہ گم پائی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ پڑھتے سُنا کرتا تھا ہم نے اس کو تلاش کیا اور خزیمہ بن ثابت انصاری کے پاس وہ پالی (وہ آیت یہ ہے) مومنوں سے بعض نے اللہ سے عہد کیا جس کو انہوں نے سچ کر دکھایا اور اُن سے بعض وہ ہیں جنہوں نے اپنی نذر کو پورا کر دیا (شہید ہو گئے) اور بعض شہادت کے منتظر ہیں ۔ تو ہم نے اس آیت کو قرآن کریم کی اس سورت میں ذکر کر دیا ۔

۳۷۹۲ــ شرح : تیسیر القاری میں ہے کہ بعض وہ مسلمان ہیں جنہوں نے اللہ کے ساتھ کئے ہوئے عہد کو پورا کیا کہ وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم

۳۷۹۳ ــ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيدَ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ لَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُحُدٍ رَجَعَ نَاسٌ مِمَّنْ خَرَجَ مَعَهُ وَكَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةٌ تَقُولُ نُقَاتِلُهُمْ وَفِرْقَةٌ تَقُولُ لَا نُقَاتِلُهُمْ فَنَزَلَتْ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا وَقَالَ إِنَّهَا طَيْبَةُ تَنْفِي الذُّنُوبَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ

رہیں گے اور اللہ کے دین کی بلندی کے لئے کافروں سے جنگ کرتے رہیں گے۔ ان میں سے بعض نے جنگ کی اور شہید ہو گئے جیسے امیر حمزہ، مُصعب بن عُمیر اور حضرت انس بن مالک کے چچا انس بن نضر ہیں اور دوسرے بعض شہادت کے منتظر ہیں ایسے حضرت عثمان غنی اور طلحہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ نَحْب کا معنی نذر ہے۔ قاضی بیضاوی نے کہا یہ موت کے لئے مستعار لایا گیا ہے کیونکہ جس طرح نذر لازم ہے زندہ لوگوں کے لئے موت لازم ہے کہ بہرحال انہوں نے مرنا ہے۔ اس حدیث کی مناسبت غزوۂ اُحُد سے اس طرح ہے کہ یہ آئت کریمہ شہدآء اُحُد کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک شخص کے کہنے سے یہ آئت کریمہ کیسے قرآن ہو سکتی ہے اور اس کو قرآن سے لاحق کرنا کیسے جائز ہے حالانکہ قرآن کریم کے لئے نقلِ متواتر شرط ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ لکھنے کے وقت بطریق تواتر ثابت نہیں تھی۔ زید بن ثابت نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف سے سنا تھا حالانکہ جو خبر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف سے معلوم ہو وہ یقینی علم کا فائدہ دینے میں خبرِ متواتر کی مانند ہے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے جس کی شہادت دو مردوں کے برابر ثابت ہے بیان کیا کہ یہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کر کے قرآن کریم میں داخل کی گئی اس کے بعد تواتر سے اس کا حفظ اور کتابت معلوم کیا گیا۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا زید بن ثابت کی مراد یہ ہے کہ لوگوں کے لکھنے میں یہ آئت مفقود تھی یعنی لوگوں کو تواتر سے معلوم تھی لیکن اس کی کتابت نہ تھی وہ خزیمہ کے پاس لکھی ہوئی پائی گئی۔ لہٰذا عدم تواتر لازم نہیں ہے، لیکن یہ جواب کمزور ہے۔ کیونکہ زید بن ثابت کو یہ کہا گیا تھا کہ جو آئت دو شاہدوں شاہد حفظ اور شاہد کتابت سے بطریق تواتر معلوم نہ ہو اسے قرآن میں داخل نہ کریں لہٰذا اس جواب کے مطابق یہ شبہ باقی رہتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۷۹۳ ــــ ترجمہ : زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُحُد کی

بَابُ اِذْ هَمَّتْ طَآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِیُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ

۳۷۹۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ

لڑائی کے لئے نکلے تو جو لوگ آپ کے ساتھ جنگ کرنے نکلے تھے ان میں سے بعض واپس آگئے۔ واپس ہونے والوں کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام دو گروہ بن گئے۔ ایک گروہ کہتا تھا کہ ہم اُن سے جنگ کریں کیونکہ یہ منافق ہیں جبکہ دُوسرا گروہ کہتا تھا کہ ان سے لڑائی نہیں کریں گے (کیونکہ یہ مسلمان ہیں) تو یہ آیت کریمہ نازل ہُوئی ور تمہارا کیا حال ہے کہ تم منافقوں کے بارے میں دو گروہ بن گئے ہو۔ اللہ نے اُن کو ان کے کسب کے سبب ردّ کیا ہے۔ اور فرمایا یہ وہ مدینہ منورہ شرفہا اللہ، طیبہ ہے۔ یہ مدینہ منورہ والوں کے گناہ دُور کرتا ہے جیسے آگ چاندی کا زنگار دُور کرتی ہے (جبکہ اسے پگھلایا جائے)

۳۷۹۳ — شرح : یعنی عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین اور اس کے ساتھی جو تقریباً لشکر کی تہائی تھے۔ وہ اُحُد سے واپس آگئے اس کا سبب یہ تھا کہ عبداللہ بن ابی کی رائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال مبارک کے موافق تھی کہ عبداللہ اور اس کے ساتھی جنگِ اُحُد میں شرکت نہ کریں اور مدینہ منورہ میں ہی رہیں، لیکن اس کے علاوہ کسی اور شخص نے مشورہ دیا کہ عبداللہ اور اس کے ساتھیوں کو ضرور نکلنا چاہیے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی رائے کو پسند کیا اور منافقوں کو اُحُد میں شرکت کرنے کو فرمایا؛ چنانچہ عبداللہ کو حسبِ ارشادِ نبوی نکلنا پڑا۔ پھر عبداللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی بات مانی ہے اور ہماری بات ٹھکرا دی ہے۔ ہم اپنے ساتھیوں (مشرکوں) کو کس لئے قتل کریں؟ چنانچہ لشکر کی ایک تہائی لوگوں کو ساتھ لے کر اُحُد سے لوٹ آیا۔ ابن اسحاق نے کہا حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام جو حضرت جابر کے والد ہیں اور قبیلہ خزرج سے ہیں جیسے عبداللہ بن اُبی خزرجی ہے۔ ان لوگوں کے پیچھے گئے اور انہیں قسم دی کہ اس حرکت سے باز آجائیں لیکن اُنھوں نے انکار کر دیا تو عبداللہ بن عمرو نے کہا اللہ تعالیٰ تم کو دُور کرے۔ منافقوں کی اس حرکت پر مسلمانوں کے دو گروہ ہوگئے۔ بعض نے کہا انہیں قتل کر دیں اور بعض نے اس سے منع کیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہُوئی۔ اس آیت کریمہ کے نزول کا صحیح سبب یہی ہے بعض علماء نے کچھ اور کہا ہے۔ قولہ انہا طیبۃ الخ اس کلام کی غرض یہ ہے کہ جو لوگ اُحُد سے لوٹ آئے تھے ان کی تقصیر کی عذر خواہی ہے یا جو لوگ ان کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ ان کو قتل کرنے سے روکنا ہے۔ یعنی مدینہ منورہ اپنا اہتمام خود کرے گا۔ اور نیک کو بد سے جُدا کر دے گا۔ اس کی تفصیل کتاب الحج کے آخر میں مذکور ہے۔

جَابِرٍ قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْنَا اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا بَنِيْ سَلِمَةَ وَبَنِيْ حَارِثَةَ وَمَا اُحِبُّ اَنَّهَا لَمْ تَنْزِلْ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا

باب ـ جب دو جماعتوں نے تم میں سے قصد کیا کہ وہ سستی کر جائیں اور اللہ اُن کا مددگار تھا اور مومنوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے

۳۷۹۴ ــ ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ یہ آئت کریمہ " اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا "، کہ جب تم میں سے دو گروہوں نے پھسلنے کا ارادہ کر لیا "، بنی سلمہ اور بنی حارثہ دو گروہوں کے بارے میں نازل ہوئی ۔ مجھے یہ پسند نہیں کہ یہ نازل نہ ہوتی (بلکہ اس کا نازل ہونا مجھے پسند ہے) اللہ حق فرماتا ہے اور اللہ ان دونوں گروہوں کا مددگار ہے ۔

۳۷۹۴ ــ شرح : دراصل واقعہ یہ ہے کہ انصار کے دو قبیلے بنو سلمہ جو خزرجی ہیں اور بنو حارثہ جو اَوْسی ہیں یعنی خزرج اور اَوْس کے دو قبیلے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ اُحُد میں آئے تھے اُنھوں نے چاہا کہ ایک طرف ہو جائیں ۔ جبکہ مسلمان صرف ایک ہزار افراد تھے اور کافر تین ہزار تھے ۔ جب عبداللہ بن ابی جو رئیس المنافقین تھا تین سو آدمی ساتھ لے کر علیحدہ ہو گیا اور کہنے لگا ہم کس لئے مریں اور اپنی اولاد کو کیوں مرنے دیں تو ان دو قبیلوں نے بھی عبداللہ منافق کی پیروی کا ارادہ کر لیا ۔ اللہ تعالیٰ نے اس ناپاک ارادہ سے ان کو باز رکھا اور وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ یہ خیال اور خطرہ صرف ان کے دلوں میں آیا تھا ۔ اور اس کا عزم نہیں کیا تھا ورنہ اللہ تعالیٰ اُن کے بارے میں یہ نہ فرماتا کہ اللہ ان کا مددگار ہے ، کیونکہ جہاد سے علیحدگی اختیار کرنا اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت نہ کرنا کبیرہ گناہ ہے اور کبائر کے مرتکب لوگوں سے اللہ تعالیٰ محبت نہیں کرتا اور نہ ہی ان کی مدد کرتا ہے ۔

علامہ زمخشری نے اس آئت کا معنی یہ ذکر کیا ہے کہ اللہ ان دونوں قبیلوں کا ناصر اور ان کے امور کا متولی ہے ۔ ان کا یہ حال نہیں کہ وہ سست ہو جائیں اور اللہ پر توکل نہ کریں "

الحاصل اس آئت کریمہ کے نزول میں ان دونوں قبیلوں کے لئے بہت خوشخبری اور ان کے لئے خوشی

۳۷۹۵ــــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ نَكَحْتَ يَا جَابِرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَاذَا أَبِكْرًا أَمْ ثَيِّبًا قُلْتُ لَا بَلْ ثَيِّبًا قَالَ فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَبِي قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ تِسْعَ بَنَاتٍ كُنَّ لِي تِسْعَ أَخَوَاتٍ فَكَرِهْتُ أَنْ أَجْمَعَ إِلَيْهِنَّ جَارِيَةً خَرْقَاءَ مِثْلَهُنَّ وَلٰكِنِ امْرَأَةً تَمْشُطُهُنَّ وَتَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ قَالَ أَصَبْتَ

کا مقام ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ثناء سے مشرف ہوئے ہیں۔ اور ان کے بارے میں اس آیت کا نازل ہونا دلالت کرتا ہے کہ اللہ ان کا مددگار ہے اور جو اُن کے دلوں میں خطرہ آیا تھا اس پر مواخذہ نہیں کیا گیا ہے کیونکہ یہ خطرہ عزم اور صمیمِ قلب سے نہ تھا۔

۳۷۹۵ــــ ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جابر تم نے شادی کی ہے ؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا کنواری لڑکی سے شادی کی ہے یا بیوہ سے۔ میں نے عرض کیا بیوہ سے شادی کی ہے۔ آپ نے فرمایا کنواری لڑکی سے شادی کرتے وہ تمہیں خوش کیا کرتی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرا والد ماجد اُحد کی لڑائی میں شہید ہو گیا اور نو لڑکیاں باقی چھوڑیں وہ میری نو بہنیں ہیں۔ مجھے یہ پسند نہیں کہ ان بہنوں کے ساتھ ایک نادان جمع کر دوں جو ناتجربہ کاری میں اُن جیسی ہو، لیکن میں نے وہ عورت اختیار کی ہے جو ان کو کنگھی کیا کرے گی اور ان کی نگہداشت کرتی رہے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا کیا ہے۔

۳۷۹۶ــــ شرح : شعبی کی روایت میں چھ لڑکیاں مذکور ہیں۔ کیونکہ ان میں سے تین شادی شدہ تھیں یا اس کا عکس تھا۔ احیاب الاستیذان میں ہے کہ جابر نے کہا میری چھوٹی چھوٹی بہنیں ہیں اور ان کی تعداد ذکر نہیں کی۔ سیرت میں ہے کہ حمراء الاسد کی طرف نکلنے کے وقت جابر نے عرض کیا کہ میرے والد نے مجھے سات بہنوں سمیت باقی چھوڑا ہے، لیکن اس میں اشکال نہیں کیونکہ قلیل عدد کثیر عدد کے منافی نہیں ہوتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے حالات میں بیوہ عورت کنواری لڑکی سے بہتر ہوتی ہے۔ اسی لئے فقہاء نے کہا ہے کہ جب کوئی عذر ظاہر نہ ہو تو کنواری لڑکی سے شادی کرنا اچھا ہے۔ خَرْقَاء ، اخرق کی تانیث ہے یہ وہ عورت ہے جو نرم مزاج نہ ہو اور امور خانہ داری سے واقف

۳۷۹۶ — حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ ابْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ فِرَاسٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي جَابِرُ ابْنُ عَبْدِ اللهِ أَنَّ أَبَاهُ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا وَتَرَكَ سِتَّ بَنَاتٍ فَلَمَّا حَضَرَ جِزَازُ النَّخْلِ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ وَالِدِي قَدِ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ وَتَرَكَ دَيْنًا كَثِيرًا وَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ يَرَاكَ الْغُرَمَاءُ فَقَالَ اذْهَبْ فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلَى نَاحِيَةٍ فَفَعَلْتُ ثُمَّ دَعَوْتُهُ فَلَمَّا نَظَرُوا إِلَيْهِ كَأَنَّهُمْ أُغْرُوا بِي تِلْكَ السَّاعَةَ فَلَمَّا رَأَى مَا يَصْنَعُونَ أَطَافَ حَوْلَ أَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ ادْعُ لَكَ أَصْحَابَكَ فَمَا زَالَ يَكِيلُ لَهُمْ حَتَّى أَدَّى اللهُ عَنْ وَالِدِي أَمَانَتَهُ وَأَنَا أَرْضَى أَنْ يُؤَدِّيَ اللهُ أَمَانَةَ وَالِدِي وَلَا أَرْجِعَ إِلَى أَخَوَاتِي بِتَمْرَةٍ فَسَلَّمَ اللهُ الْبَيَادِرَ كُلَّهَا حَتَّى إِنِّي أَنْظُرُ إِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّهَا لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةً وَاحِدَةً

نہ ہو۔ اس حدیث میں " تِسْعَ بَنَاتٍ کے بعد " یہ کہنا کہ وہ نو میری بہنیں ہیں۔ اس طرف اشارہ ہے کہ جابر اور اس کی بہنیں ایک ماں سے تھیں۔ اور وہ اس کی حقیقی بہنیں تھیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۷۹۶ — ترجمہ: شعبی نے کہا حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کا والد غزوہ احد میں شہید ہو گیا اور اپنے پر قرضہ اور چھ لڑکیاں باقی چھوڑیں جب کھجوریں اتارنے کا وقت آیا۔ تو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ حضور! آپ جانتے ہیں کہ میرا والد احد کی لڑائی میں شہید ہو گیا ہے اور اپنے پر بہت قرض چھوڑا ہے۔ میری خواہش ہے کہ آپ (تشریف لائیں) تاکہ آپ کو قرض خواہ دیکھیں (اور مجھ پر سختی نہ کریں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ اور ہر قسم کی کھجوروں کی ڈھیریاں علیحدہ علیحدہ کر دو۔ میں نے ایسا ہی کیا پھر میں نے آپ کو تشریف لانے کی تکلیف دی (آپ تشریف

۳۷۹۷ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ وَمَعَهٗ رَجُلَانِ يُقَاتِلَانِ عَنْهُ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيْضٌ كَاَشَدِّ الْقِتَالِ مَا رَاَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ

۳۷۹۸ — حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ السَّعْدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ ابْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ يَقُوْلُ نَثَلَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِنَانَتَهٗ يَوْمَ اُحُدٍ فَقَالَ ارْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ

لے آئے) جب قرض خواہوں نے آپ کو دیکھا تو وہ اسی وقت مشتعل ہو گئے (اور بضد ہو گئے) جب آپ نے ان کا حال دیکھا تو آپ نے کھجوروں کے سب سے بڑے کھلیان (ڈھیر) کے گرد تین بار طواف کیا (اس میں برکت کرنے کے لئے) پھر اس کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا اپنے قرضخواہوں کو بلاؤ اور ان کو ناپ تول کر، دیتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کا قرضہ اُتار دیا اور اس کی امانت ادا کر دی۔ میں خوش تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے والد کی امانت ادا کر دے اگرچہ میں اپنی بہنوں کے پاس ایک کھجور بھی لے کر نہ جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے کھجوروں کے تمام ڈھیر صحیح سلامت رکھے حتیٰ کہ میں اس ڈھیر کو دیکھتا تھا جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے گویا کہ اس سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی،، ''بیدر،، کھلیان ہے جہاں طعام جمع کیا جاتا ہے۔ یہ حدیث زکوٰۃ، صلح اور قرض کے ابواب میں کئی بار گزری ہے)

۳۷۹۷ — ترجمہ : سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے غزوۂ اُحد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے ہمراہ دو مرد ہیں جو آپ کی طرف سے جنگ کر رہے ہیں اُن کا سفید لباس تھا وہ سخت لڑائی کر رہے تھے میں نے انہیں اس سے پہلے اور اس کے بعد نہیں دیکھا۔ (یہ دو شخص فرشتے تھے۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ یہ جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں نے جنگ بدر کے سوا اور جنگوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں جنگیں لڑی ہیں۔

۳۷۹۸ — ترجمہ : سعید بن مسیّب نے کہا میں نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا

۳۷۹۹ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُولُ جَمَعَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَوَيْهِ يَوْمَ أُحُدٍ

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کی جنگ میں میرے لئے ترکش سے تیر نکال کر رکھ دیئے اور فرمایا اے سعد! خوب تیر چلاؤ میرا باپ اور میری ماں تم پر فدا ہوں!

۳۷۹۸ — شرح : قولہ ارم فداک الخ ،، یہ آنے والی دو روایات کی تفسیر ہے۔ علامہ ابن حجر نے فتح میں ذکر کیا کہ میں نے اس حدیث میں دوسری مرسل وجہ سے اضافہ دیکھا ہے جسے ابن عائذ نے ولید بن مسلم کے ذریعہ یحییٰ بن حمزہ سے ذکر کیا ہے اُنھوں نے کہا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے تیر چلایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا تیر مجھے واپس کر دیا جسے میں پہچانتا تھا حتیٰ کہ آٹھ یا نو تیر چلائے آپ ہر تیر مجھے واپس کرتے رہے۔ میں نے کہا یہ تیر خون آلود ہے۔ اور اسے اپنے ترکش میں رکھ لیا کہ یہ مجھ سے جدا نہ ہوگا۔ حاکم نے اس واقعہ کا سبب بیان کیا ہے اور یونس بن بکیر کے طریق سے ذکر کیا۔ مغازی میں اس کی روایت عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہا کے طریق سے بیان کی کہ عائشہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ غزوۂ اُحد میں لوگ سخت مصیبت کا شکار ہوئے تو میں ایک طرف ہوگیا۔ اور دل میں کہا میں اپنی ذات سے مدافعت کروں گا یا تو نجات پاؤں گا یا شہید ہوجاؤں گا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص جس کا چہرہ خون آلود ہے، مشرکوں نے اسے گھیراؤ کیا ہوا ہے اُس نے اپنے ہاتھ میں کنکریاں لیں اور ان کو ماریں اس اثناء میں میرے اور اس شخص کے درمیان مقداد آگئے۔ میں نے مقداد سے اس شخص کے متعلق دریافت کرنا چاہا تو اُس نے مجھے کہا اے سعد یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تمہیں بُلا رہے ہیں۔ میں اُٹھا گویا مجھے کوئی تکلیف محسوس نہ تھی آپ نے مجھے اپنے آگے بٹھایا تو میں نے مشرکوں کو تیر مارنے شروع کئے اور باقی ساری حدیث ذکر کی۔ علامہ عسقلانی نے کہا ،، ارم فداک ابی وامی الخ کا معنی یہ ہے۔ اگر میں فدیہ بن سکوں تو اپنے ماں باپ جو مجھے بہت عزیز ہیں فدا کر دوں۔ اس سے مراد اس کا لازم ہے اور وہ رضا ہے۔ یعنی تیر چلاؤ تم مجھے بہت پسند ہو اور میں تم پر خوش ہوں۔ ہاشم بن ہاشم سعدی ... اپنے والد کے چچا سعد کی طرف منسوب ہیں وہ ان کے نانا ہیں (عینی)

۳۷۹۹ — ترجمہ : یحییٰ بن سعید نے کہا میں نے سعید بن مسیب سے سُنا کہ اُنھوں نے کہا میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ اُحد میں میرے لئے اپنے ماں باپ جمع کئے۔

۳۸۰۰ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ يَحْيَى عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ لَقَدْ جَمَعَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ أَبَوَيْهِ كِلَيْهِمَا يُرِيدُ حِينَ قَالَ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي وَهُوَ يُقَاتِلُ ۳۸۰۱ — حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شَدَّادٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُولُ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ غَيْرِ سَعْدٍ

۳۸۰۲ — حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ أَبَوَيْهِ لِأَحَدٍ إِلَّا لِسَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فَإِنِّي سَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ أُحُدٍ يَا سَعْدُ ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي

۳۸۰۰ — ترجمہ : سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا کہ غزوۂ اُحد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لئے اپنے والدین کو جمع کیا ان کی مراد تھی کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد سے فرمایا حالانکہ وہ مقاتلہ کر رہے تھے اے سعد میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں (ان دونوں حدیثوں کی تفسیر اوپر بیان ہو چکی ہے)

۳۸۰۱ — ترجمہ : ابن شداد نے کہا میں نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سعد کے سوا کسی کے لئے نہیں سنا کہ اس کے لئے آپ فرماتے ہوں "فَدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ"

۳۸۰۲ — ترجمہ : عبداللہ بن شداد سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سعد بن مالک کے سوا کسی کے متعلق یہ فرماتے نہیں سنا کہ اس کے لئے اپنے والدین کو فدا میں جمع فرمایا ہو میں نے آپ کو غزوۂ اُحد میں یہ فرماتے ہوئے سنا اے سعد خوب تیر چلاؤ تجھ پر میرا باپ اور ماں فدا ہوں۔

۳۸۰۳ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ مُعْتَمِرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ زَعَمَ أَبُو عُثْمَانَ أَنَّهُ لَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ تِلْكَ الْأَيَّامِ الَّتِي يُقَاتِلُ فِيهِنَّ غَيْرُ طَلْحَةَ وَسَعْدٍ عَنْ حَدِيثِهِمَا

۳۸۰۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ قَالَ صَحِبْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَطَلْحَةَ بْنَ عُبَيْدِ اللهِ وَالْمِقْدَادَ وَسَعْدًا فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا مِنْهُمْ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا أَنِّي سَمِعْتُ طَلْحَةَ يُحَدِّثُ عَنْ يَوْمِ أُحُدٍ —

۳۸۰۱ تا ۳۸۰۲ — شرح : حضرت علی المرتضیٰ کی حدیث دو طریقوں سے مذکور ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ابی وقاص کے اور کئی صحابہ کے متعلق فرمایا "فداک ابی وامی" تو حضرت علی کا سعد کے سوا دوسروں سے نفی کرنے کا کیا معنیٰ ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سعد کے غیر کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا والدین فداء میں جمع کرنا حضرت علی کے عدم سماع کے منافی نہیں ، کیونکہ ممکن ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نہ سُنا ہو اور دوسروں نے سُنا ہو۔ ابو قاص کا نام مالک ہے۔ اس لئے کبھی سعد بن ابی وقاص کہا جاتا ہے اور سعد کے والد کی کنیت ذکر کی جاتی ہے اور کبھی ان کا نام مالک ذکر کیا جاتا ہے۔ زُہری نے کہا غزوۂ اُحد میں حضرت سعد بن ابی وقاص نے ایک ہزار تیر چلایا تھا۔

۳۸۰۳ — ترجمہ : معتمر نے اپنے والد سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا ابو عثمان نے گمان کیا ہے کہ جن بعض ایام (اُحد) میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کافروں سے لڑائی کرتے تھے۔ مہاجروں میں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طلحہ اور سعد کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ ابو عثمان نے یہ بات سعد اور طلحہ سے سُن کر بیان کی۔

۳۸۰۳ — شرح : یعنی سردار مہاجرین ہمیشہ غزوات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہوتے تھے اُحد کی جنگ میں طلحہ اور سعد کے سوا کوئی بھی آپ کے ساتھ نہ رہا تھا۔ قولہ عَنْ حَدِيثِهِمَا ، یعنی ابو عثمان نے کہا عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے اِن دو صحابیوں کے سوا ان کے اقوال واحوال جو ان کو لاحق ہوئے کسی نے روایت نہیں کی بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے عشرہ مبشرہ اور سردار مہاجرین کے بعد یہ کلام ذکر کیا گیا ہے بعض ایام سے اُحد کی جنگ مراد ہے۔ مقداد بھی آپ کے ساتھ تھے مگر وہ سخت حال کے بعد حاضر ہوئے تھے

۳۸۰۵ — حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ عَنْ قَیْسٍ قَالَ رَاَیْتُ یَدَ طَلْحَۃَ شَلَّاءَ وَقٰی بِھَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ اُحُدٍ

یا یہ تخصیص مہاجرین کے اعتبار سے ہے۔

اسماءِ رجال : ع۱ ابونعیم فضل بن دُکین ہیں ع۲ مسعر ابن کدام کوفی ہیں اور جناب امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں ع۳ سعد ابن ابراہیم بن عبدالرحمٰن ابن عوف ہیں ع۴ ابن شداد عبداللہ بن شداد بن الہاد لیثی کوفی ہیں ع۵ یسرہ بن صفوان لخمی دمشقی ہیں۔ ع۶ معتمر ابن سلیمان بن طرخان تیمی ہیں۔

۳۸۰۴ — ترجمہ : محمد بن یوسف نے کہا میں نے سائب بن یزید کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں عبدالرحمٰن بن عوف، طلحہ بن عُبید اللہ، مقداد اور سعد رضی اللہ عنہم کا ساتھی رہا۔ میں نے ان میں سے کسی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے ہوئے نہیں سُنا سوا اس کے طلحہ سے سُنا وہ غزوہ اُحد کے متعلق بیان کرتے تھے۔

۳۸۰۴ — شرح : ان حضرات کے حدیث نہ بیان کرنے کا سبب یہ تھا کہ انہیں سہو کا خوف تھا اس لئے انھوں نے حدیث بیان کرنے سے پرہیز کیا کہ کہیں ان سے غلط بیانی نہ ہو جائے اور وہ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ "، کا مصداق ہوں۔

اسماءِ رجال : عبداللہ بن اسود وہ عبداللہ بن محمد بن ابی الاسود حُمید بن اسود بصری حافظ ہیں۔ ۲۲۳ ہجری میں فوت ہوئے ع۲ حاتم بن اسماعیل "، کوفی ہیں مدینہ منورہ میں سکونت پذیر تھے۔

ع۳ محمد بن یوسف بن عبداللہ بن یزید بن اخت نمر ہیں ان کی والدہ سائب بن یزید کی بیٹی ہے۔ انھوں نے اپنے نانا سائب بن یزید سے سماعت کی ہے۔ وہ صغار صحابہ میں سے ہیں۔ سائب نے کہا میرے والد نے مجھے ساتھ لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا جبکہ میں سات برس کا تھا۔ یہ محمد بن یوسف کی روایت ہے۔ ابوعمرو نے کہا وہ دو ہجری میں پیدا ہوئے اور اسی ہجری میں فوت ہوئے تھے۔

۳۸۰۵ — ترجمہ : قیس نے کہا میں نے حضرت طلحہ کا ایک ہاتھ شَل دیکھا وہ اس کے ساتھ غزوہ اُحد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کر رہے تھے۔

۳۸۰۵ — شرح : یعنی طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ کے ساتھ مشرکوں کے تیروں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی حاکم نے اکلیل میں موسیٰ بن طلحہ کے طریق

۳۸۰۶ — حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ اِنْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَوِّبٌ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ لَهُ وَكَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا شَدِيْدَ النَّزْعِ كَسَرَ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ اَوْ ثَلَاثًا وَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ بِجَعْبَةٍ مِنَ النَّبْلِ فَيَقُوْلُ اَنْثُرْهَا لِاَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ وَيُشْرِفُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ اِلَى الْقَوْمِ فَيَقُوْلُ اَبُوْ طَلْحَةَ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ لَا تُشْرِفْ يُصِيْبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ نَحْرِيْ دُوْنَ نَحْرِكَ وَلَقَدْ رَاَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ اَبِيْ بَكْرٍ وَاُمَّ سُلَيْمٍ وَاِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ

سے اس کی وضاحت کی کہ غزوۂ اُحُد میں طلحہ کو انتالیس یا پینتیس زخم آئے اور ان کی شہادت کی انگلی اور ساتھ والی دونوں انگلیاں شل ہوگئیں۔ ایک روایت میں ہے کہ طلحہ کی انگلی کٹ گئی تو انھوں نے ہائے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اللہ کا نام ذکر کرتے اور "بسم اللہ" کہتے تو فرشتے تمہیں اٹھا لیتے اور لوگ تمہاری طرف دیکھتے۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طلحہ کی پشت پر قدم شریف رکھ کر بلند پتھر پر چڑھے تو فرمایا طلحہ نے اپنے لئے جنت واجب کرلی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۸۰۶ — **ترجمہ:** حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا غزوۂ اُحُد میں لوگ بھاگ گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تنہا رہ گئے جبکہ ابوطلحہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اپنی ڈھال سمیت آپ کے لئے ڈھال بنے ہوئے تھے۔ ابوطلحہ سخت تیر انداز تھے انہوں نے اس روز دو یا تین کمانیں توڑ لی تھیں۔ جب کوئی شخص تیروں کا ترکش لے کر اس کے پاس سے گزرتا تو آپ فرماتے یہ ابوطلحہ کے سامنے رکھ دو۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک اٹھا کر کافروں کو دیکھتے تو ابوطلحہ کہتے میرا باپ اور ماں فدا ہو آپ سر مبارک نہ اٹھائیں۔ کہیں کافروں کے تیروں میں سے کوئی تیر نہ لگ جائے۔ میرے گلے پہ تیر لگے آپ کے گلے پر تیر نہ لگے (میری جان آپ پر قربان ہے) انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما اور اُم سلیم کو اس حال میں دیکھا کہ وہ کپڑے اٹھائے ہوئے ہیں۔ میں ان کے پاؤں کے پازیب دیکھ رہا تھا وہ اپنی پیٹھوں پر مشکیں بھر بھر کر لا رہی تھیں اور لوگوں کے مونہوں میں پانی ڈال رہی تھیں۔ پھر واپس جاتیں اور مشکیں

أَرَى خَدَمَ سُوقِهِمَا تَنْقُزَانِ الْقِرَبَ عَلَى مُتُونِهِمَا تُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَآنِهَا ثُمَّ تَجِيئَانِ فَتُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَيْ أَبِي طَلْحَةَ إِمَّا مَرَّتَيْنِ وَإِمَّا ثَلَاثًا

۳۸۰۷ — حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ فَصَرَخَ إِبْلِيسُ لَعْنَةُ اللهِ عَلَيْهِ أَيْ عِبَادَ اللهِ أُخْرَاكُمْ فَرَجَعَتْ أُولَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَأُخْرَاهُمْ فَبَصُرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيهِ الْيَمَانِ فَقَالَ أَيْ عِبَادَ اللهِ أَبِي أَبِي قَالَ فَوَاللهِ مَا احْتَجَزُوا حَتَّى قَتَلُوهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ يَغْفِرُ

پھر کرلاتی اور لوگوں کے موہنوں میں پانی ڈالتیں۔ ابوطلحہ کے ہاتھ سے دو یا تین بار تلوار گر پڑی تھی۔

۳۸۰۶ — شرح : غزوۂ اُحُد کے وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کمسن تھے اس لئے ان کا ام المؤمنین کے پاؤں کے پازیب دیکھنے میں حرج نہیں یا اچانک ان کی نظر پڑ گئی ہوگی۔ لہٰذا یہ نہ کہا جائے کہ حضرت انس کا غیر محرم کی پنڈلی دیکھنا کیسے جائز ہے۔ نیز اس وقت .... پردہ کی آیت نازل نہیں ہوئی تھی۔ پردہ کی آیت ام المؤمنین زینب سے نکاح کے وقت نازل ہوئی تھی اور اُحُد کا واقعہ اس سے پہلے ہے۔ بخاری کی روایت میں تلوار گرنے کا سبب ذکر نہیں ہے، لیکن مسلم کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ پر اونگھ ڈال دی تاکہ انہیں زخموں سے راحت ہو اس لئے اونگھ کی حالت میں تلوار ان کے ہاتھ سے گری؛ چنانچہ حاکم نے ثابت کے طریق سے حضرت انس سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں نے اُحُد کے روز اپنا سر اٹھایا اور لوگوں کو دیکھنا شروع کیا تو ان میں سے ہر ایک اونگھ کے باعث اپنی ڈھال کے تحت سر جھکائے ہوئے تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ » (فتح وغیرہ)

مفردات : مُجَوَّب «ڈھال بمعنی چمڑے کی ڈھال اس کو درقہ بھی کہا جاتا ہے۔ جَعْبَة» ترکش خَدَم خدمہ کی جمع ہے اس کا معنی پازیب ہے۔ سوق ساق کی جمع ہے پنڈلی۔ تنقزان نقز سے ہے بمعنی نقل۔

۳۸۰۷ — ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ غزوۂ اُحُد کے دن مشرک شکست خوردہ

اللّٰہُ لَکُمْ قَالَ عُرْوَۃُ فَوَاللّٰہِ مَا زَالَتْ فِی حُذَیْفَۃَ بَقِیَّۃُ خَیْرٍ حَتّٰی لَحِقَ بِاللّٰہِ بَصُرْتُ عَلِمْتُ مِنَ الْبَصِیْرَۃِ فِی الْاَمْرِ وَاَبْصَرْتُ مِنْ بَصَرِ الْعَیْنِ وَیُقَالُ بَصُرْتُ وَاَبْصَرْتُ وَاحِدٌ

بھاگ گئے تو ابلیس لعین نے بلند آواز سے کہا اے اللہ کے بندو! اپنے پیچھے آنے والوں سے بچو! تو آگے جانے والے پلٹ پڑے (اگلے اور پچھلے باہم لڑنے لگے) حذیفہ نے نظر اٹھائی اور اپنے والد یمان کو دیکھا تو کہا اے اللہ کے بندو! میرے والد کو بچاؤ! ام المومنین نے فرمایا لوگ نہ رکے حتی کہ اس کو قتل کر دیا۔ حذیفہ نے کہا اللہ تمہیں معاف کرے۔ عروہ نے کہا بخدا! حذیفہ باقی عمران کے لئے ہمیشہ دعا کرتے رہے حتی کہ فوت ہو گئے۔ بخاری نے بَصُرْتُ یعنی علمت کسی امر میں بصیرت ہے اور ابصرتُ آنکھ سے دیکھنا ہے۔ کہا جاتا ہے بَصُرْتُ اور اَبْصَرْتُ ایک ہی شئی ہے!

۳۸۰۷ — شرح : غزوۂ اُحد کے وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دَرّہ پہ پچاس تیر انداز مقرر کئے اور انہیں فرمایا بہر صورت تم نے یہ درّہ نہیں چھوڑنا اگرچہ صورت حال جو بھی ہو۔ نتیجہ یہ کہ مشرک مسلمانوں سے مقابلہ کی تاب نہ لاسکے اور شکست کھا کر بھاگ نکلے۔ ادھر مسلمانوں نے درّہ خالی کر دیا اور غنیمت جمع کرنے میں مصروف ہو گئے۔ ابلیس لعین نے موقعہ پا کر بلند آواز سے پکارا اے اللہ کے بندو پیچھے حملہ آور آ رہے ہیں ان سے بچو تو دونوں جماعتیں آپس میں لڑنے لگیں کیونکہ انہوں نے پچھلوں کو دشمن گمان کیا تھا اور جب ان پر پلٹے تو مشرکوں سے خلط ملط ہو گئے اور دونوں لشکروں میں امتیاز نہ رہا اور مسلمان ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے۔ اتنے میں حذیفہ نے اپنے والد یمان کو دیکھا کہ مسلمان انہیں قتل کر رہے ہیں تو بلند آواز سے کہا اللہ کے بندو یہ میرا والد ہے، لیکن وہ نہ رکے اور یمان کو قتل کر دیا۔ ابن اسحاق نے اپنے اسناد سے ذکر کیا کہ محمود بن لبید نے بیان کیا کہ حذیفہ کا والد یمان اور ثابت بن وقش دونوں بوڑھے شخص تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عورتوں اور بچوں میں ٹھہرنے کی ہدایت فرمائی تھی انہوں نے شکست کے بعد شہادت کی خواہش کی اور تلواریں لے کر مسلمانوں سے جا ملے مسلمانوں نے انہیں نہ پہچانا، ثابت کو تو مشرکوں نے قتل کر دیا اور یمان پر مسلمانوں کی تلواریں برسنے لگیں اور عدم معرفت میں انہوں نے یمان کو قتل کر دیا چونکہ ہیجان کا وقت تھا اس لئے مسلمانوں نے حذیفہ کی پکار نہ سنی اور ان کے والد یمان کو قتل کر دیا۔ ابن سعد نے کہا جس نے یمان کو غلطی سے قتل کیا تھا وہ حضرت عبد اللہ بن مسعود کے بھائی عتبہ بن مسعود تھے۔ ابن اسحاق سے ایک روایت ہے کہ حذیفہ نے کہا تم نے میرے والد کو قتل کر دیا ہے۔ صحابہ نے کہا بخدا ہم نے ان کو نہیں پہچانا اس میں وہ سچے تھے۔ حذیفہ نے کہا اللہ تعالیٰ تمہیں بخشے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمان کا خون بہا دینا چاہا تو حذیفہ نے وہ مسلمانوں پہ صدقہ کر دیا (معاف کر دیا)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْکُمْ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعَانِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّیْطَانُ بِبَعْضِ مَا کَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ

باب ـــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد : بے شک جو لوگ تم میں بھاگ نکلے جس روز دو جماعتیں بھڑ گئیں ان کو شیطان نے ہی ان کے بعض کسب کے سبب پھسلایا اور یقیناً اللہ نے ان کی تقصیر کو معاف کر دیا بے شک اللہ بخشنے والا بردبار ہے۔

شرح : علماء مفسرین کا اس بات میں اتفاق ہے کہ اس آئت کریمہ سے مراد اُحُد کا واقعہ ہے اور یہ کہنا کہ یہ آئت بدر کے روز نازل ہوئی صحیح نہیں، کیونکہ بدر میں کوئی مسلمان میدان جنگ سے نہیں بھاگا تھا اس آئت کا مقصد یہ ہے جس روز مسلمانوں اور کافروں کے دونوں گروہوں میں لڑائی شروع ہوئی تو اے مسلمانو تم سے بعض لوگ میدانِ جنگ سے بھاگ نکلے تھے اس لغزش پر ان کو شیطان نے ان کے پہلے قصور کے سبب اُبھارا تھا جبکہ اُنہوں نے دَرّہ کو چھوڑ دیا اور مشرکوں کے لئے راہ خالی کر دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر نرمی فرمائی اور ان کے عذاب میں جلدی نہ کی اور ان کا قصور معاف کر دیا ایک روائت میں ہے۔ جب سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ منورہ تشریف لائے تو اپنے صحابہ کرام سے فرمایا یہ واقعہ عرب میں مشہور ہو جائے گا تم ان کو تلاش کرو تاکہ عرب سُن لیں کہ ہم نے مشرکوں کو تلاش کیا ہے وہ نکل گئے اور قابو نہیں آئے۔

اس مقام میں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ اُحُد کی جنگ میں مسلمانوں کو شکست سے موسوم نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ بعض لوگوں کے میدانِ جنگ سے بھاگ جانے کا نام شکست نہیں جبکہ امام برقرار ہو اور اس کی کچھ جمعیت ہمراہ ہو جب مجاہد بھاگ کر امام کی پناہ لے تو وہ شکست نہیں ہوتی البتہ جنگِ بدر میں کفار کو شکست ہوئی کہ ان میں بعض مارے گئے بعض قید کر لئے گئے اور باقی میدانِ جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے اور بدر کا میدان خالی کر گئے تھے۔ اُحُد میں تو صرف مسلمانوں کے قصور کے باعث ان کو سختی دیکھنا پڑی کہ انہوں نے سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی حکم عدولی کرتے ہوئے درّہ خالی کر دیا تھا وہی ان کی مصیبت کا سبب بنا اور جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میدانِ جنگ میں مستقر رہے اور فرمایا : "اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ، اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ" بخاری میں ہے کہ چند لوگ ایک غزوہ سے بھاگ کر مدینہ منورہ میں چھپ گئے پھر جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ہم فرار ہیں۔ آپ نے فرمایا تم کرّار ہو فرار نہیں ہو۔ جب مجاہد بھاگ کر

۳۸۰۸ـــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَ اَبُو حَمْزَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ حَجَّ الْبَيْتَ فَرَاٰى قَوْمًا جُلُوْسًا فَقَالَ مَنْ هٰؤُلَآءِ الْقُعُوْدُ قَالُوْا هٰؤُلَآءِ قُرَيْشٌ قَالَ مَنِ الشَّيْخُ قَالُوْا ابْنُ عُمَرَ فَاَتَاهُ فَقَالَ اِنِّيْ سَائِلُكَ عَنْ شَيْءٍ اَفَتُحَدِّثُنِيْ قَالَ اَنْشُدُكَ بِحُرْمَةِ هٰذَا الْبَيْتِ اَتَعْلَمُ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ فَرَّ يَوْمَ اُحُدٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتَعْلَمُهٗ تَغَيَّبَ عَنْ بَدْرٍ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَتَعْلَمُ اَنَّهٗ تَخَلَّفَ عَنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَلَمْ يَشْهَدْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَكَبَّرَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ تَعَالَ لِاُخْبِرَكَ وَلَاُبَيِّنَ لَكَ عَمَّا سَاَلْتَنِيْ عَنْهُ اَمَّا فِرَارُهٗ يَوْمَ اُحُدٍ فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَاَمَّا تَغَيُّبُهٗ عَنْ بَدْرٍ فَاِنَّهٗ كَانَتْ تَحْتَهٗ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ مَرِيْضَةً فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَكَ اَجْرَ رَجُلٍ مِّمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا وَسَهْمَهٗ وَاَمَّا تَغَيُّبُهٗ مِنْ بَيْعَةِ الرِّضْوَانِ فَاِنَّهٗ لَوْ كَانَ اَحَدٌ اَعَزَّ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ لَبَعَثَهٗ

امام کے پاس آئے تو قرار نہیں ہوتا۔ یہ سُن کر اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں مبارک کو بوسہ دیا۔ دراصل اُحد میں مسلمانوں کو فتح ہوئی تھی اور مشرک بھاگ نکلے تھے بعد میں مسلمانوں کو جو تکلیف کا سامنا کرنا پڑا حتیٰ کہ ستر شہید بھی ہوگئے تو یہ ان کا اپنا قصور تھا جو اللہ نے معاف کر دیا۔ باب میں مذکور آیت کریمہ میں مسلمانوں کو ہزیمت سے موسوم نہیں کیا بلکہ یہ فرمایا کہ تم میں سے بعض لوگ پیٹھ پھیر گئے۔ بلکہ اس سے پہلی حدیث میں مشرکوں کی ہزیمت کا ذکر ہے اُحد کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مسلمان سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت کریں تو فتح ان کے قدم چومتی ہے، ورنہ مصائب کے بادل منڈلاتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طاعت کی توفیق دے اور اسی حال میں زندگی پوری ہو: آمین!"

۳۸۰۸ـــ ترجمہ: عثمان بن وہب سے روایت ہے کہ ایک شخص بیت اللہ کا حج کرنے آیا تو چند لوگوں کو بیٹھے ہوا دیکھ کر کہا۔ یہ بیٹھنے والے لوگ کون ہیں۔ لوگوں نے کہا یہ قریش ہیں اس نے کہا یہ بوڑھا شخص کون ہے؟ اُنھوں نے کہا یہ عبداللہ بن عمر

مَكَانَهُ فَبَعَثَ عُثْمَانَ وَكَانَ بَيْعَةُ الرِّضْوَانِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ عُثْمٰنُ إِلَى مَكَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذِهٖ يَدُ عُثْمٰنَ فَضَرَبَ بِهَا عَلٰى يَدِهٖ فَقَالَ هٰذِهٖ لِعُثْمٰنَ اِذْهَبْ بِهٰذَا الْاٰنَ مَعَكَ

ہیں دو رضی اللہ عنہما،، وہ آپ کے پاس آیا اور کہا میں آپ سے کچھ پوچھنے والا ہوں کیا آپ مجھے جواب دیں گے؟ پھر کہا۔ میں اس خانہ کعبہ کی حرمت اور عزت کی آپ کو قسم دیتا ہوں۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان دو رضی اللہ عنہ،، اُحد کی لڑائی سے بھاگ گئے تھے۔ عبداللہ بن عمر نے کہا ہاں اُس نے کہا اُس نے کہا کیا آپ انہیں جانتے ہیں کہ وہ بیعتِ رضوان میں متخلف ہوئے اور اس میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہاں! اُس نے اللہ اکبر کہا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا آگے آؤ! میں تجھے خبردار کروں۔ اور جو تو نے سوال کیا اس کی حقیقت واضح کر دوں۔ بہر حال عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا اُحد کے دن فرار کرنا میں گواہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا اور بدر کے روز اُن کا غائب ہونا اس لئے تھا کہ ان کی بیوی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھی وہ اس روز وہ بیمار تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اے عثمان تم صاحبزادی کی دیکھ بھال کرو تمہیں اس شخص کے ثواب کے برابر ثواب ملے گا جو بدر میں شریک ہے اور اس کے حصّہ کے برابر تمہیں غنیمت سے حصّہ ملے گا۔ اور بیعتِ رضوان سے ان کا غائب ہونا اس لئے تھا کہ اگر مکہ مکرمہ میں کوئی شخص عثمان بن عفان سے عزیز تر ہوتا تو ان کی جگہ اسے مکہ میں بھیجتے حالانکہ بیعتِ رضوان عثمان کے مکہ مکرمہ جانے کے بعد ہوئی تھی۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے داہنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور وہ اپنے دستِ اقدس پر رکھا اور فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ اب یہ کلام جو میں نے تجھ سے کہا اپنے ساتھ لے جاؤ!

۳۸۰۸ — شرح: یہ صاحبزادی جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں ان کا اسمِ گرامی رقیہ ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ بھیجنے کا سبب یہ تھا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کرنے تشریف لائے تھے اور حضرت عثمان کو مکہ مکرمہ بھیجا کہ اہلِ مکہ کو بتائیں کہ ہم جنگ کرنے نہیں آئے صرف عمرہ کرنے آئے ہیں اور ان کے مکہ مکرمہ جانے کے بعد آپ نے صحابہ کی بیعت کی تجدید کی تھی۔ اس کے بعد یہ آیت کریمہ نازل ہوئی لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ،، اسی لئے اس بیعت کو بیعت رضوان کہا جاتا ہے (تیسیر القاری) علامہ قسطلانی رحمہ اللہ نے ذکر

بَابٌ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓی اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ یَدْعُوْکُمْ فِیْٓ اُخْرٰىکُمْ فَاَثَابَکُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّکَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ وَلَا مَآ اَصَابَکُمْ وَاللّٰهُ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ تُصْعِدُوْنَ تَذْهَبُوْنَ اَصْعَدَ وَصَعِدَ فَوْقَ الْبَیْتِ

گیا کہ لوگوں میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ مشرک مسلمانوں سے جنگ کا ارادہ کر رہے ہیں۔ اس لئے مسلمان ان کے مقابلہ میں لڑائی کے لئے تیار ہوئے اور اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تجدید کی کہ وہ میدانِ جنگ سے نہیں بھاگیں گے۔ یہ کہنا محل نظر ہے کہ حضرت عثمان کے قتل ہو جانے کی خبر مشہور ہو گئی تھی۔ اس لئے یہ بیعت لی گئی۔ کیونکہ اگر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عثمان کے زندہ ہونے کا علم نہ تھا تو یہ کیوں فرمایا یہ ہاتھ عثمان کا ہے اور اپنے ہاتھ پر رکھ کر عثمان کی بیعت لی۔ مُردہ کو کیسے بیعت کیا جاتا ہے الحاصل بیعتِ رضوان اس لئے ہوئی تھی کہ صحابہ کرام میں یہ مشہور ہو گیا تھا کہ مشرک مسلمانوں سے جنگ کرنے پر آمادہ ہیں اور انہیں عمرہ نہیں کرنے دیں گے اس لئے انہوں نے تجدید بیعت اپنی رضامندی سے کی تھی۔ اسی لئے اس کو بیعت رضوان کہا جاتا ہے۔

جس شخص نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے تین سوالات کئے تھے اس کا نام یزید بن بشر سکسکی ہے۔ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مخالفین میں سے تھا۔ جب اُس نے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے اس کے اعتقاد کے مطابق تینوں باتیں سنیں تو خوشی سے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اس لئے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اب ان کی وضاحت بھی سُنتے جاؤ تاکہ تیرے فاسد اعتقاد کا ازالہ ہو جائے اور جو تو حضرت عثمان کے متعلق بدگمانی دل میں رکھتا ہے۔ اسے نکال دے کیونکہ بعض گمان کبیرہ گناہ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ کَبِیْرٌ۔ مناقبِ عثمان میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

بابٌ — جب تم بھاگ رہے تھے اور کسی طرف التفات نہ کرتے تھے اور رسُول تمہیں پیچھے کی طرف بُلا رہا تھا پس اللہ نے تم کو غم کے سبب غم میں مبتلا کیا۔ تاکہ غنیمت کے فوت ہونے

۳۸۰۹ ـــ حَدَّثَنِی عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ جَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ أُحُدٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ وَأَقْبَلُوا مُنْهَزِمِينَ فَذَاكَ إِذْ يَدْعُوهُمُ الرَّسُولُ فِی أُخْرَاهُمْ

پر تم غمناک نہ ہو اور نہ اس پر غمگین ہو جو تم کو پہنچا ہے۔ اللہ تمہارے عملوں سے خبردار ہے۔ تُصْعِدُوْنَ تَذْهَبُوْنَ کے معنی میں ہے۔ صَعِدَ فَوْقَ الْبَيْتِ "گھر کے اُوپر چڑھا"

شرح : یعنی اَصْعَدَ مزید اور صَعِدَ مجرّد میں فرق ہے۔ اَصْعَدَ کا معنیٰ ہے۔ ذَهَبَ یعنی گیا۔ اور صَعِدَ کا معنیٰ ہے۔ اِرْتَفَعَ اُوپر چڑھا بہرحال دونوں لحاظ سے یعنی مجرد اور مزید متعدی نہیں"۔ قولہ فی اُخراکُمْ "۔ یعنی جب تم میدان میں بھاگ رہے تھے اور کسی طرف مڑکر نہیں دیکھتے تھے۔ حالانکہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں پیچھے سے بُلا رہے تھے کہ اے اللہ کے بندو میری طرف آؤ جو واپس آکر لڑے گا اس کے لئے جنّت ہے۔ پھر اللہ نے تمہیں غم میں مبتلا کیا، کیونکہ تم نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کرکے آپ کو غم میں ڈالا تھا۔ اور سستی کرکے اور بزدل بن کر مومنوں کو غمناک کیا۔ یعنی جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کا چہرۂ انور زخمی ہوگیا ہے۔ اور آپ کے سامنے والے دانت شریف متاثر ہوئے ہیں، اور آپ کے چچا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے ہیں تو وہ بہت غمگین ہوئے اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا کہ انہوں نے غنیمت طلب کرنے کے باعث اپنے رب کی نافرمانی کی ہے۔ پھر وہ غنیمت سے بھی محروم ہوگئے ہیں اور ان کے اقارب شہید ہوگئے ہیں تو اس کے باعث آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت غمناک ہوئے قفال نے کہا میرے نزدیک اللہ تعالیٰ نے غَمًّا بِغَمٍّ سے دو غموں کا ارادہ نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے غموم کثیرہ کا ارادہ کیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے تم کو غموم کثیرہ کے ساتھ عذاب دیا وہ یہ کہ تمہارے بھائی اور اقارب شہید ہوگئے مشرکوں کا تم پر غلبہ ہوا اور تم میں سے بہت لوگ شہید ہوگئے تاکہ تمہیں غموم برداشت کرنے کی عادت ہوجائے اور اس کے بعد منافع ضائع ہوجانے کے باعث تمہیں غم لاحق نہ ہو کیونکہ عادت انسان کے لئے طبعی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم

۳۸۰۹ ـــ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ اُحد میں پیادوں

بَابُ قَوْلِهٖ ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ يُخْفُوْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ وَلِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَلِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنْ اَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ كُنْتُ فِيْمَنْ تَغَشَّاهُ النُّعَاسُ يَوْمَ اُحُدٍ حَتّٰى سَقَطَ سَيْفِيْ مِنْ يَدِيْ مِرَارًا يَسْقُطُ وَاٰخُذُهٗ وَيَسْقُطُ وَاٰخُذُهٗ

پر عبداللہ بن جبیر کو مقرر کیا۔ لوگ مدینہ منورہ کی طرف بھاگ آئے۔ پس اس آیت میں اس جماعت کی طرف اشارہ ہے کہ جب ان کو رسول پیچھے سے بلا رہا تھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم،، واللہ و رسولہ اعلم!

باب پھر تم پر غم کے بعد چین کی نیند اُتاری کہ تمہاری ایک جماعت کو گھیرے تھی اور ایک گروہ کو اپنی جان کی پڑی تھی۔ اللہ پر بے جا گمان کرتے تھے جاہلیت کے سے گمان۔ کہتے کیا اس کام میں کچھ ہمارا بھی اختیار ہے تم فرما دو اختیار تو سارا اللہ کا ہے۔ اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں جو تم پر ظاہر نہیں کرتے۔ کہتے ہیں ہمارا کچھ بس ہوتا تو ہم یہاں نہ مارے جاتے تم فرما دو کہ اگر تم اپنے گھروں میں ہوتے جب بھی جن کا مارا جانا لکھا جا چکا تھا اپنی قتل گاہوں تک نکل آتے اور اس لئے کہ اللہ تمہارے سینوں کی بات آزمائے اور جو

کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے کھول دے اور اللہ دلوں کی بات جانتا ہے۔ مجھے خلیفہ نے کہا ہمیں یزید بن زریع نے خبر دی انھوں نے کہا ہم سے سعید نے قتادہ کے ذریعے انس سے انہوں نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ میں ان میں سے تھا جن کو غزوۂ احد میں اونگھ نے ڈھانپ لیا تھا۔ حتی کہ میرے ہاتھ سے میری تلوار کئی بار گری وہ گرتی میں اسے پکڑتا پھر گرتی اور میں اسے پکڑتا تھا۔

شرح الباب

مفسرین نے کہا جب احد کے دن مشرک پھرے تو انھوں نے مسلمانوں کو دوبارہ حملہ کرنے سے ڈرایا اور مسلمان بھی ان کے دوبارہ حملہ سے بے خوف نہ تھے وہ اپنی ڈھالوں کے تحت جنگ کی تیاری کرے ہوئے تھے تو منافقوں کے علاوہ ان پر اللہ تعالی نے چین کی نیند اتاری اور انہیں اونگھ آنے لگی حالانکہ اونگھ بے خوف شخص کو آتی ہے، خائف کو نیند نہیں آتی۔ ابومحمد نے اپنے اسناد کے ساتھ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ جنگ کی حالت میں اونگھ آنا اللہ کی طرف سے ہے اور نماز میں وسوسہ آنا شیطان کی طرف سے ہے۔ مِنْ بَعْدِ الْغَمِّ سے مراد لوگوں کی شکست ہے اور جس گروہ کو اپنی جان کی پڑی ہوئی تھی وہ منافق تھے۔ ان کو قلق و اضطراب اور خوف وہراس کے سبب اونگھ نہ آتی تھی۔ ان کا اللہ کے حق میں اچھا گمان نہ تھا۔ وہ کہتے تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم" کی مدد نہ ہوگی اور نہ ہی ان کے اصحاب کی کوئی مدد کرے گا یا وہ قتل ہوجائیں گے یا آپ کا امر زائل ہوکر فنا ہو جائے گا جیسے لوگ جاہلیت میں گمان کرتے تھے۔ اور کہتے تھے، اے مسلمانو! ہمیں اللہ کے اختیار میں کچھ حاصل نہیں ہے۔ یعنی ہمیں دشمن پر غلبہ نہ ہوگا اور نہ ہی ہماری مدد ہوگی۔ اللہ تعالی نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ان کو فرما دیں کہ اختیار اور غلبہ سارا اللہ اور اس کے اولیاء مومنوں کا ہے۔ قولہ یُخْفُونَ الخ یعنی اے حبیب منافق اپنے دلوں میں وہ چھپاتے ہیں جو ظاہر نہیں کرتے۔ یعنی وہ اپنے دلوں میں یہ چھپاتے ہیں کہ اگر ہم اپنے گھروں میں ہوتے تو یہاں نہ مارے جاتے۔ بعض نے کہا وہ احد میں حاضر ہونے پر ندامت کو چھپاتے تھے یہ معتب بن قشیر نے کہا تھا وہ منافق تھا اور اس سے پہلا کلام عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین کا ہے۔ قولہ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ الخ اے حبیب آپ ان سے فرما دیں اے منافقو! اگر تم اپنے گھروں میں رہتے اور احد میں نہ آتے تو جن لوگوں نے قتل ہونا ہے وہ اپنی قتل گاہوں میں ضرور آجاتے۔ محمد بن اسحاق نے اپنے اسناد کے ساتھ عبداللہ بن زبیر سے بیان کیا کہ زبیر نے کہا میں نے اپنے آپ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھا جبکہ ہم پر خوف وہراس شدت اختیار کر گیا تھا کہ اللہ تعالی نے ہم پر نیند ڈال دی اور نیند سے ہم سب کی ٹھوڑیاں سینوں تک پہنچی ہوئی تھیں۔ قولہ وَلِيُمَحِّصَ الخ یعنی تمہیں اپنے صنع کے عجائب امن اور منافقین کے اسرار دکھا کر تمہارے دلوں کو شک سے پاک رکھے گا۔ یہ امتیاز صرف مومنوں کے لئے مختص ہے۔ اللہ تعالی سینوں کے اسرار اچھے برے سب جانتا ہے (عینی)

بَابُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْنَ قَالَ حُمَيْدٌ وَثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ شُجَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ فَقَالَ كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا نَبِيَّهُمْ فَنَزَلَتْ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ

باب — یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں یا انہیں توبہ کی توفیق دے یا ان پر عذاب کرے کہ وہ ظالم ہیں۔

حُمید اور ثابت نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اُحد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ مبارک پر زخم آیا تو فرمایا کہ وہ لوگ کیسے نجات پائیں گے جنہوں نے اپنے نبی کا سر زخمی کر دیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ"

شرح: اس آیت کریمہ کے نزول میں مختلف اقوال ہیں۔ ایک یہ کہ اُحد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے والے دانت کسی کافر کے پتھر مارنے سے متاثر ہوئے آپ کی پیشانی زخمی ہوئی حتیٰ کہ آپ کے چہرۂ انور سے خون بہنے لگا تو آپ نے فرمایا وہ لوگ کیسے نجات پائیں گے۔ جنہوں نے اپنے نبی سے اس طرح کیا ہے حالانکہ وہ انہیں ان کے رب کی طرف بلاتا ہے (مسلم شریف) دوسرا قول یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں پر لعنت فرمائی تب یہ آیت نازل ہوئی۔

تیسرا قول یہ ہے کہ جو لوگ اُحد سے بھاگ گئے تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سخت الفاظ کہنے کا ارادہ کیا، حالانکہ ان میں حضرت عثمان غنی بھی تھے رضی اللہ عنہ، تو یہ آیت نازل ہوئی اور آپ بددعا کرنے سے رُک گئے۔ چوتھا قول یہ ہے کہ اصحاب صفہ بنی سلیم کے دو قبیلوں عُصَیّہ اور ذکوان کے پاس گئے تو انہوں نے ان کو قتل کر دیا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چالیس روز ان پر بددعا کرتے رہے۔

پانچواں قول یہ ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حمزہ کو مثلہ کئے ہوئے دیکھا تو آپ کو شدید صدمہ پہنچا اور فرمایا میں ان کے بدلے اتنے کافروں کا مُثلہ کروں گا تو یہ آیت نازل ہوئی لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ" یعنی ان کی اصلاح کرنا اور ان کو عذاب دینا آپ کے ہاتھ میں نہیں۔

چھٹا قول یہ ہے کہ مدد اور ہزیمت آپ کے ہاتھ میں نہیں۔ قولہ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ" یعنی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ

ان کی کفر سے توبہ قبول کرے یا ان کو کفر کے باعث دُنیا و آخرت میں عذاب دے۔ اسی لئے فرمایا فَاِنَّھُمْ ظٰلِمُوْنَ یعنی وہ اس کے مستحق ہیں"

غزوۂ اُحد میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے رباعی دانت شریف متاثر ہوئے تھے ابو سعید خدری کی روایت میں ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نچلے رباعی دانت شریف زخمی کئے تھے اور نچلا ہونٹ بھی زخمی ہوگیا تھا اور عبد اللہ بن شہاب زہری نے آپ کی پیشانی پر زخم کیا تھا اور عبد اللہ بن قمئہ نے آپ کا رخسارہ شریف زخمی کیا تھا۔ اور آپ کے خَود کے دو حلقے آپ کے رخسارہ شریف میں داخل ہوگئے تھے اور مالک بن سنان نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسارہ سے بہنے والا خون شریف چوسا پھر اسے نگل لیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے خون سے میرا خون مس کرے وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا (عینی)

علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا کہ ابن اسحاق نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کی کہ انہوں نے کہا مجھے کسی شخص کے قتل کی اتنی حرص نہ تھی جتنی اپنے بھائی عتبہ بن ابی وقاص کو قتل کرنے کی حرص تھی کیونکہ اُس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانت شریف زخمی کئے تھے۔ طبرانی نے ابو امامہ کی حدیث ذکر کی کہ عبد اللہ بن قمئہ نے اُحد کے دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ چہرۂ انور سے خون پونچھ رہے تھے۔ تجھے اللہ ہلاک کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر پہاڑی بکرا مسلط کر دیا وہ اس کو سینگ مارتا رہا۔ حتی کہ اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

تیسیر القاری میں شیخ نور الحق محدث دہلوی نے اس آیت کریمہ کا معنیٰ یہ ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے امر کا مالک ہے یا انہیں ہلاک کرے یا ان کو شکست دے اور اگر وہ اسلام کی طرف رجوع کریں تو ان کی توبہ قبول کرے اور اگر کفر پر اصرار کریں تو ان کو عذاب دے آپ کے ذمہ یہ کام نہیں۔ آپ میرے رسول ہیں۔ میں نے آپ کو لوگوں کو ڈرانے اور جہاد کے لئے بھیجا ہے۔ یہ میرا کام ہے میں جو چاہوں کروں۔ نیز محدث دہلوی نے اس آیت کے نزول میں ذکر کیا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان لوگوں کے اسلام کی بہت حرص تھی۔ اور وہ لوگ اسلام کی طرف نہ آتے اور ان کے اعمال بد واقع ہوئے تو ان کی نجات سے نا امیدی کے طور پر آپ نے یہ کلام فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں آپ کو خبر دی کہ آپ ان کے حال پر غم واندوہ نہ کریں ان کا امر میرے ہاتھ میں ہے جو کچھ چاہوں کرتا ہوں۔ علامہ عارف باللہ شیخ احمد صاوی مالکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں ذکر کیا: اَیْ لَا تَمْلِكُ لَھُمْ نَفْعًا فَتُصْلِحُھُمْ وَلَا ضَرًّا فَتُھْلِكُھُمْ فَنَفْیُ ذٰلِكَ مِنْ حَیْثُ الْاِیْجَادِ وَالْاِعْدَامِ وَاَمَّا مِنْ حَیْثُ الدَّلَالَةِ وَالشَّفَاعَةِ فَھُوَ الدَّلِیْلُ الشَّفِیْعُ الْمُشَفَّعُ جَعَلَ اللّٰہُ مَفَاتِیْحَ خَزَائِنِہٖ بِیَدِہٖ فَمَنْ زَعَمَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاٰحَادِ النَّاسِ لَا یَمْلِكُ شَیْئًا اَصْلًا وَلَا نَفْعَ بِہٖ لَا ظَاھِرًا وَّلَا بَاطِنًا فَھُوَ کَافِرٌ خَاسِرٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاسْتِدْلَالُہٗ بِھٰذِہِ الْاٰیَةِ ضَلَالٌ مُّبِیْنٌ"

۳۸۱۰ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ السُّلَمِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ مِنَ الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنَ الْفَجْرِ يَقُولُ اللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا بَعْدَ مَا يَقُولُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ إِلَى قَوْلِهِ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ وَعَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو عَلَى صَفْوَانَ بْنِ أُمَيَّةَ وَسُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَالْحَارِثِ ابْنِ هِشَامٍ فَنَزَلَتْ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ إِلَى قَوْلِهِ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ

یعنی آپ بذاتِ خود ان کے نفع تک کے مالک نہیں کہ ان میں صلاحیت پیدا کر دیں اور نہ بذاتِ خود اُن کے نقصان کے مالک ہیں کہ ان کو نیست و نابود کر دیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایجاد و اعدام کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نفع اور ضرر کی نفی ہے (کیونکہ یہ اللہ کی شان ہے) لیکن راہنمائی اور شفاعت کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کامل راہنما شفاعت کرنے والے ہیں اور آپ کی شفاعت بھی مقبول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے خزانوں کی کنجیاں آپ کے دستِ اقتدار میں دی ہیں۔ لہٰذا جو شخص یہ گمان کرے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عام لوگوں کی طرح ہیں وہ کسی شئی کے قطعًا مالک نہیں اور نہ ہی ظاہر و باطن میں آپ سے کچھ نفع حاصل ہے۔ وہ کافر ہے اور دُنیا و آخرت میں خسارے میں ہے لعدا بس کا اس آیت کریمہ سے استدلال کرنا کھلی گمراہی ہے۔ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ (ملو) شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ترجمہ مشکوٰۃ میں ذکر کیا۔

۳۸۱۸ — ترجمہ: سالم نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے یہ سُنا جبکہ آپ نے فجر کی نماز کے دوسرے رکوع سے سر مبارک اُٹھایا اور سمع اللہ لمن حمدہ و ربنا لک الحمد کہا۔ اے اللہ فلاں فلاں اور فلاں پر لعنت فرما تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ تک نازل فرمائی۔ حنظلہ بن ابی سفیان نے کہا میں نے سالم بن عبد اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان بن اُمیہ، سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام پر بددعا

بَابُ ذِكْرِ اُمِّ سُلَيْطٍ

۳۸۱۱ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ

کی کہ ان پر لعنت فرما، تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی لیس لک الخ

۳۸۱۰ **شرح** : یہ دُعاء قنوتِ نازلہ ہے جو اہلِ اسلام قبل مصیبت کے نزول کے وقت پڑھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس آیت کریمہ کے نزول سے قبل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے چند لوگوں پر لعنت فرمائی تھی، لیکن مسلم شریف میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا کہ اے اللہ جسے میں گالی دوں یا اس پہ لعنت کروں تو اس پہ میری لعنت کو رحمت سے تبدیل کر دے۔ اسی لئے یہ لوگ جن پر آپ نے لعنت فرمائی مسلمان ہو گئے اور ان پہ اللہ کی رحمت نازل ہوئی۔ علامہ کرمانی اور عینی رحمہا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ حدیث میں مذکور تینوں شخص مسلمان ہو گئے تھے، چنانچہ صفوان بن اُمیہ ابن خلف جمحی قرشی فتح مکہ کے دن بھاگ گیا۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور آپ کی معیت میں حُنین اور طائف کی جنگوں میں شریک رہا حالانکہ وہ کافر تھا پھر اس کے بعد مسلمان ہو گیا اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اوائل میں ۴۲ ہجری میں مکہ مکرمہ میں فوت ہو گیا۔ اور سُہیل بن عمرو بن عبدالشمس قرشی عامری جو قریش کے سرداروں میں سے تھا اور جنگ بدر میں کفر کی حالت میں قید ہوا تھا۔ پھر مسلمان ہو گیا اور بہترین مسلمان رہا۔ وہ نمازیں، روزے اور صدقات بہت کیا کرتا تھا۔ جہاد کے لئے شام گیا اور وہیں فوت ہو گیا۔ رہا حارث بن ہشام بن مغیرہ قرشی مخزومی وہ اپنے حقیقی بھائی ابوجہل ملعون کے ساتھ جنگِ بدر میں شریک ہوا جبکہ وہ کافر تھا وہ تو اس لڑائی سے بھاگ گیا اور ابوجہل ملعون مارا گیا۔ پھر مشرکوں کے ساتھ مل کر غزوۂ اُحد میں مسلمانوں کے مقابلہ میں جنگ کرنے آیا۔ پھر فتح مکہ کے روز اسلام قبول کیا اور بہترین مسلمان رہا۔ افاضل صحابہ کرام میں اُن کا شمار ہوتا ہے۔ پھر جہاد کرنے شام گئے اور ساری عمر جہاد کرتے رہے حتیٰ کہ اٹھارہ ہجری کو طاعون عمواس میں وفات پا گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ"
مذکور آیت کے نزول میں ہم نے چند وجوہ ذکر کر دی ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب اُمِّ سُلیط کا ذکر

"یہ ان بیعت کرنے والی خواتین میں سے ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ غزوۂ اُحد میں حاضر تھیں"

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ وَقَالَ ثَعْلَبَةُ بْنُ أَبِي مَالِكٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَسَمَ مُرُوطًا بَيْنَ نِسَاءِ أَهْلِ الْمَدِينَةِ فَبَقِيَ مِنْهَا مِرْطٌ جَيِّدٌ فَقَالَ لَهُ بَعْضُ مَنْ عِنْدَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَعْطِ هٰذَا بِنْتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي عِنْدَكَ يُرِيدُونَ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ عَلِيٍّ فَقَالَ عُمَرُ أُمُّ سَلِيطٍ أَحَقُّ بِهِ وَأُمُّ سَلِيطٍ مِنْ نِسَاءِ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ فَإِنَّهَا كَانَتْ تَزْفِرُ لَنَا الْقِرَبَ يَوْمَ أُحُدٍ

بَابُ قَتْلِ حَمْزَةَ

۳۸۱۲ — حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ

۳۸۱۱ — ترجمہ: ثعلبہ بن ابی مالک نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کی خواتین کو چادریں تقسیم فرمائیں تو ان میں سے ایک بہترین چادر باقی رہ گئی۔ بعض حاضرین میں سے کسی نے کہا یا امیر المؤمنین! یہ چادر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی جو آپ کے نکاح میں ہے کو عطا کریں ان کی مراد ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ تھی «رضی اللہ عنہا» حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اُمِ سلیط اُن سے اس چادر کی زیادہ مستحق ہے۔ اُمِ سلیط انصار خواتین میں سے ہے۔ جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی عمر فاروق نے فرمایا ام سلیط اُحد کے دن ہمارے لئے مشکیں بھر بھر کر لاتی تھیں۔

(کتاب الجہاد میں یہ حدیث گزری) (باب حمل النساء القرب الی الناس فی الغزو)

باب — حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا ہیں جنگِ اُحد میں شہید ہوئے۔ طبرانی نے اصبغ بن بنانہ کے طریق سے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُبَيْدِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ فَلَمَّا قَدِمْنَا حِمْصَ قَالَ لِي عُبَيْدُ اللهِ هَلْ لَكَ فِي وَحْشِيٍّ نَسْأَلُهُ عَنْ قَتْلِ حَمْزَةَ قُلْتُ نَعَمْ وَكَانَ وَحْشِيٌّ يَسْكُنُ حِمْصَ فَسَأَلْنَا عَنْهُ فَقِيلَ لَنَا هُوَ ذَاكَ فِي ظِلِّ قَصْرِهِ كَأَنَّهُ حَمِيتٌ قَالَ فَجِئْنَا حَتَّى وَقَفْنَا عَلَيْهِ بِيَسِيرٍ فَسَلَّمْنَا فَرَدَّ السَّلَامَ قَالَ وَعُبَيْدُ اللهِ مُعْتَجِرٌ بِعِمَامَتِهِ مَا يَرَى وَحْشِيٌّ إِلَّا عَيْنَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ يَا وَحْشِيُّ أَتَعْرِفُنِي قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ لَا وَاللهِ إِلَّا أَنِّي أَعْلَمُ أَنَّ عَدِيَّ بْنَ الْخِيَارِ تَزَوَّجَ امْرَأَةً يُقَالُ لَهَا أُمُّ قِتَالٍ بِنْتُ أَبِي الْعِيصِ فَوَلَدَتْ لَهُ غُلَامًا بِمَكَّةَ فَكُنْتُ أَسْتَرْضِعُ لَهُ فَحَمَلْتُ ذٰلِكَ الْغُلَامَ مَعَ أُمِّهِ فَنَاوَلْتُهَا إِيَّاهُ فَلَكَأَنِّي نَظَرْتُ إِلَى قَدَمَيْكَ قَالَ فَكَشَفَ عُبَيْدُ اللهِ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ أَلَا تُخْبِرُنَا بِقَتْلِ

کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبد المطلب ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

۳۸۱۲ — ترجمہ: جعفر بن عمرو بن اُمیّہ ضمری رضی اللہ عنہ نے کہا میں عُبید اللہ بن عدی بن خیار کے ساتھ باہر نکلا جب ہم حمص شہر میں آئے تو مجھے عُبید اللہ نے کہا کیا تمہیں وحشی بن حرب حبشی کو دیکھنے کی خواہش ہے ہم اس سے امیر حمزہ کو قتل کرنے سے متعلق پوچھیں میں نے کہا جی ہاں! وحشی نے حمص میں سکونت اختیار کر لی تھی ہم نے اس کے متعلق پوچھا تو ہم سے کہا گیا وہ اپنے گھر کے سایہ میں بیٹھا ہے گویا کہ وہ پانی سے بھری ہوئی مشک ہے (سیاہ جسیم) جعفر نے کہا ہم اس کے پاس بہت تھوڑا ٹھہرے۔ ہم نے اس کو سلام کہا اس نے سلام کا جواب دیا۔ جعفر نے کہا جبکہ عبید اللہ اس طرح اپنا عمامہ سر پر لپیٹے ہوئے تھا کہ وحشی اس کی صرف آنکھیں اور پاؤں دیکھتا تھا۔ عُبید اللہ نے کہا اے وحشی مجھے پہچانتے ہو جعفر نے کہا وحشی نے عبید اللہ کی طرف دیکھا پھر کہا بخدا! میں تجھے صرف اس قدر پہچانتا ہوں کہ مجھے معلوم ہے کہ عدی بن خیار نے ایک عورت سے نکاح کیا تھا جسے اُمِ قتال بنت ابی العیص کہا جاتا تھا۔ اس نے مکہ میں ایک بچہ کو جنم دیا تو میں اس کے لئے دودھ پلانے والی تلاش کر رہا تھا۔ میں نے اس بچہ کو اُٹھایا اور اس کی ماں کو دے دیا۔

حَمْزَةَ قَالَ نَعَمْ اِنَّ حَمْزَةَ قَتَلَ طُعَيْمَةَ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ بِبَدْرٍ فَقَالَ لِیْ مَوْلَایَ
جُبَیْرُ بْنُ مُطْعِمٍ اِنْ قَتَلْتَ حَمْزَةَ بِعَمِّیْ فَاَنْتَ حُرٌّ قَالَ فَلَمَّا اَنْ خَرَجَ النَّاسُ عَامَ
عَیْنَیْنِ وَعَیْنَیْنِ جَبَلٌ بِحِیَالِ اُحُدٍ بَیْنَهٗ وَبَیْنَهٗ وَادٍ خَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ اِلَی الْقِتَالِ
فَلَمَّا اَنِ اصْطَفُّوْا لِلْقِتَالِ خَرَجَ سِبَاعٌ فَقَالَ هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ قَالَ فَخَرَجَ اِلَیْهِ
حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ یَا سِبَاعُ یَا ابْنَ اُمِّ اَنْمَارٍ مُقَطِّعَةِ الْبُظُوْرِ اَتُحَادُّ
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ ثُمَّ شَدَّ عَلَیْهِ فَكَانَ كَاَمْسِ الذَّاهِبِ قَالَ وَكَمَنْتُ لِحَمْزَةَ
تَحْتَ صَخْرَةٍ فَلَمَّا دَنَا مِنِّیْ رَمَیْتُهٗ بِحَرْبَتِیْ فَاَضَعُهَا فِیْ ثُنَّتِهٖ حَتّٰی خَرَجَتْ مِنْ
بَیْنِ وَرِكَیْهِ قَالَ فَكَانَ ذَاكَ الْعَهْدَ بِهٖ فَلَمَّا رَجَعَ النَّاسُ رَجَعْتُ مَعَهُمْ فَاَقَمْتُ
بِمَكَّةَ حَتّٰی فَشَا فِیْهَا الْاِسْلَامُ ثُمَّ خَرَجْتُ اِلَی الطَّائِفِ فَاَرْسَلُوْا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رُسُلًا فَقِیْلَ لِیْ اِنَّهٗ لَا یَهِیْجُ الرُّسُلَ قَالَ فَخَرَجْتُ مَعَهُمْ
حَتّٰی قَدِمْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰنِیْ قَالَ اَنْتَ وَحْشِیٌّ

گویا کہ میں تیرے قدموں کو دیکھتا ہوں (تیرے قدم اس بچّہ کے قدموں کے مشابہ ہیں) عُبید اللہ نے اپنا چہرہ
کھولا پھر کہا کیا تو ہمیں حمزہ کو قتل کرنے کی خبر نہیں سُنائے گا؟ اُس نے کہا جی ہاں! حمزہ رضی اللہ عنہ نے طُعیمہ بن عدی
ابن خیار کو بدر میں قتل کیا تھا۔ میرے مالک جُبیر بن مُطعم نے مجھے کہا اگر تو میرے چچا کے بدل حمزہ کو قتل کر دے تو تجھے
آزاد کر دوں گا۔ جب لوگ عینیں کی لڑائی کے سال نکلے۔ عینین اُحُد کے سامنے ایک پہاڑ ہے۔ اُحُد اور اس کے
درمیان ایک وادی (نالہ) ہے۔ میں لڑائی کے لئے لوگوں کے ساتھ نکلا جب انہوں نے لڑائی کے لئے صف بندی
کی تو سباع صف سے باہر نکلا اور کہا کیا کوئی لڑنے والا ہے؟ اچانک حمزہ بن عبد المطلب اس کی طرف نکلے اور کہا
اے سباع ام انمار بچوں کو ختنہ کرنے والی کے بیٹے۔ کیا تو اللہ اور اس کے رسُول کی مخالفت کرتا ہے" صلی اللہ علیہ وسلم"
پھر اس پر حملہ کر دیا پھر اسے گزرے ہوئے دن کی طرح کر دیا۔ حبشی نے کہا میں حمزہ کے لئے ایک بڑے پتھر کے نیچے
چھپ گیا۔ جب وہ میرے قریب آئے تو ان کو اپنا برچھا مارا اور اسے حمزہ کے زیر ناف رکھا جو دونوں سرین
کے درمیان سے گزر گیا۔ حبشی نے کہا برچھا مارنا ان کی موت کا وقت تھا۔ جب لوگ واپس ہوئے تو میں بھی

قُلْتُ نَعَمْ قَالَ أَنْتَ قَتَلْتَ حَمْزَةَ قُلْتُ قَدْ كَانَ مِنَ الْأَمْرِ مَا بَلَغَكَ قَالَ
فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تُغَيِّبَ وَجْهَكَ عَنِّي قَالَ فَخَرَجْتُ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ قُلْتُ لَأَخْرُجَنَّ إِلَى مُسَيْلِمَةَ
لَعَلِّي أَقْتُلُهُ فَأُكَافِئَ بِهِ حَمْزَةَ قَالَ فَخَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ فَكَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ
قَالَ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِي ثُلْمَةِ جِدَارٍ كَأَنَّهُ جَمَلٌ أَوْرَقُ ثَائِرُ الرَّأْسِ قَالَ فَرَمَيْتُهُ
بِحَرْبَتِي فَأَضَعُهَا بَيْنَ ثَدْيَيْهِ حَتَّى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ قَالَ وَوَثَبَ إِلَيْهِ
رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَضَرَبَهُ بِالسَّيْفِ عَلَى هَامَتِهِ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْفَضْلِ
فَأَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ فَقَالَتْ جَارِيَةٌ عَلَى
ظَهْرِ بَيْتٍ وَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَتَلَهُ الْعَبْدُ الْأَسْوَدُ

ان کے ساتھ واپس آگیا اور مکہ میں اقامت اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ مکہ میں اسلام پھیل گیا میں طائف چلا گیا طائف
کے لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قاصد بھیجے تو مجھے کہا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم قاصدوں کو اذیت
نہیں دیتے۔ حبشی نے کہا میں قاصدوں کے ساتھ نکلا حتی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا
جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا کیا تو حبشی ہے۔ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا کیا تم نے حمزہ کو شہید کیا تھا میں نے عرض
کیا وہی بات ہے جو آپ کو پہنچی ہے آپ نے فرمایا کیا تو مجھ سے اپنا چہرہ چھپا سکتا ہے؟ حبشی نے کہا [illegible] سے
نکل گیا۔ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے اور مسیلمہ کذاب نے خروج کیا تو میں نے کہا میں مسیلمہ
کی طرف نکلتا ہوں ممکن ہے کہ میں اس کو قتل کر دوں۔ اور حمزہ کے قتل کا بدلہ پورا کر دوں۔ حبشی نے کہا میں لوگوں کے
ساتھ نکلا (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لشکر میں مسیلمہ سے جنگ کے لئے) مسیلمہ کا بہت بڑا امر تھا۔
(اس کی بہت فوج تھی) حبشی نے کہا میں کیا دیکھتا ہوں کہ مسیلمہ ایک دیوار کی آڑ میں کھڑا ہے۔ گویا کہ وہ سیاہ اونٹ
ہے اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے ہیں میں نے اس کو اپنا برچھا مارا اور اس کے سینہ میں رکھا حتی کہ اس کے دو
کندھوں سے نکل گیا۔ پھر ایک انصاری اس کی طرف دوڑ کر گیا اور اس کی کھوپڑی پر تلوار ماری۔ عبد اللہ بن فضل
نے کہا مجھے سلیمان بن یسار نے خبر دی کہ انھوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ایک لڑکی نے
مکان کی چھت پر کہا۔ ہائے امیر المؤمنین کو سیاہ غلام نے قتل کر دیا۔

٣٨١٢ — شرح : حِمْص ،، شام میں مشہور ہے وہاں بہت باغات ہیں۔ یہ ہود اور نوح کی طرح منصرف ہے۔ وَحْشِیّ ،، وحشی بن حرب طعیمہ بن عدی کا غلام تھا بعض نے کہا کہ یہ جبیر بن مطعم بن عدی کا غلام تھا۔ حربہ چلانے میں بہت ماہر تھا اس کا حربہ کبھی خطاء نہیں گیا تھا۔ موسیٰ بن عقبہ نے کہا وحشی بن حرب حمص میں فوت ہوا صحابہ میں اس نام کا کوئی صحابی نہیں۔ حَمِیْت ،، مشک ہے جس پر بال نہ ہوں یا اس میں گھی ڈالا جاتا ہے۔ موٹے آدمی کو اس کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے۔ اَلاعتجار ، عمامہ لپیٹنا۔ امّ قتال ،، وہ بنت ابو العیص بن اُمیہ بن عبد شمس ہے مذکور عُبیداللہ کی ماں ہے۔ جُبیر بن مُطْعِم ابن عدی بن نوفل ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے۔ طُعَیْمَہ بن عدی بن خیار جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل کا چچا کیسے ہے اس کا ابن نوفل کا بھتیجہ ہے۔ اُس نے وحشی سے کہا تھا کہ اگر تو میرے چچا کے بدلہ حمزہ کو قتل کر دے تو تو آزاد ہے۔ سباع کا باپ عبداللہ خزاعی ہے۔ بُظُور بظر کی جمع ہے۔ یہ عورت کی فرج میں گوشت کا ٹکڑا ہے جو ختنہ کے وقت کاٹا جاتا ہے۔ محمد بن اسحاق نے کہا سباع کی ماں مکہ مکرمہ میں ختانہ تھی وہ عورتوں کے ختنے کیا کرتی تھی۔ عرب یہ لفظ مذمت کے طور پر ذکر کرتے ہیں۔ ورنہ خاتنہ کہتے۔ مُقَطِّعَۃُ الْبُظُور نہ کہتے۔ عمر بن شبہ نے کتاب مکہ میں عبدالعزیز بن مطلب سے ذکر کیا کہ یہ عورت سباع کی ماں ہے وہ لونڈی تھی اور مشہور صحابی خباب بن ارت کی والدہ ہے۔ قولہ کَمَنْتُ الخ یعنی وحشی نے کہا میں پتھر کے نیچے چھپ گیا ابن ابی شیبہ نے عُمیر بن اسحاق کی مرسل روایت ذکر کی کہ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ میدان جنگ میں پھسل گئے تو پیٹ سے ان کی زرہ ہٹ گئی اور پیٹ برہنہ ہو گیا وحشی نے موقعہ پا کر پیٹ میں برچھا مار کر شہید کر دیا۔ ثُنَّۃ ،، ناف اور عانہ کے درمیان والی جگہ ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ وحشی نے کہا میں امیر حمزہ سے درخت کی پناہ لے کر بچتا تھا جبکہ برچھا میرے پاس تھا حتیٰ کہ جب میں اُن پہ قادر ہو گیا تو میں نے برچھے کو حرکت دی پھر زور سے حمزہ کی طرف پھینکا جو ان کی زیر ناف لگا۔ وحشی کا نشانہ کبھی خطا نہیں گیا تھا۔ امیر حمزہ نے اٹھنا چاہا مگر اٹھ نہ سکے۔ اس کے بعد وحشی مکہ مکرمہ میں مقیم ہو گیا اور جب مکہ میں اسلام پھیلنے لگا تو وہ طائف کی طرف چلا گیا۔ طائف والوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے قاصد بھیجے۔ سب سے پہلے قبیلہ ثقیف سے مدینہ منورہ میں عروہ بن مسعود ثقفی آیا اور اسلام قبول کر لیا اُس نے واپس جا کر لوگوں کو دعوت اسلام دی تو انھوں نے اس کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد وہ نادم ہوئے پھر ایک وفد بھیجا جس میں عمرو بن وہب بن مغیث شرجیل بن غیلان بن مسلمہ اور عبد یالیل بن عمرو بن عمیر شامل تھے۔ یہ تینوں احلاف سے تھے اور عثمان بن ابی العاص اوس بن عوف اور نمیر بن خرشہ یہ تینوں بنی مالک سے تھے۔ محمد بن اسحاق نے اسے طویل ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق نے یہ اضافہ کیا کہ وفد میں ستر آدمی شامل تھے۔ ان میں سے چھ اُن کے سردار تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ کل سترہ افراد تھے یہ اثبت ہے۔ وحشی نے کہا مجھے کہا گیا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم وفد پر سختی نہیں کرتے۔ طیالسی کی روایت کے مطابق وحشی نے کہا میں نے شام کی طرف بھاگ جانے کا ارادہ کیا تو مجھے ایک شخص نے کہا تیری ہلاکت ہو خدا کی قسم! جو کوئی بھی صدقِ دل سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلا جائے آپ اس کو معاف کر دیتے ہیں؛ پھر میں آپ کے

پاس چلا گیا اور جلدی آپ کی محفل پاک میں داخل ہوگیا اور میں نے کلمۂ حق پڑھا۔ مغازی میں ابن اسحاق سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یہ وحشی ہے جس نے حمزہ کو قتل کیا تھا۔ آپ نے فرمایا اسے چھوڑو ایک شخص کا مسلمان ہو جانا ایک ہزار کافر قتل کرنے سے بہتر ہے۔ البتہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ مجھ سے اپنا منہ غائب کرلو آئندہ میں تجھے نہ دیکھوں۔ ابن عائذ نے کہا وحشی نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر تک مجھے نہ دیکھا۔ طبرانی کی روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے وحشی جاؤ اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسے اللہ کی راہ سے روکتا تھا۔ جب مسیلمہ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کثیر لشکر لے کر مسلمانوں سے لڑنے آنکلا۔ تو میں نے اپنا برچھا اٹھایا اور سب لوگوں سے شرارتی کو قتل کیا جبکہ میں نے اس سے پہلے خیر الناس کو شہید کیا تھا۔ پس مسیلمہ کذاب کو قتل کرکے میں نے امیر حمزہ کی مکافات کردی۔

قولہ فقالت جاریۃ الخ یعنی ایک لڑکی نے مکان کی چھت پر چڑھ کر کہا امیر المؤمنین (مسیلمہ کذاب) کو کالے غلام نے قتل کر دیا۔ اس کلام سے اس بات کی توثیق ہوتی ہے کہ مسیلمہ کو حبشی نے قتل کیا تھا، لیکن لڑکی کا یہ کہنا کہ امیر المؤمنین کو قتل کر دیا۔ یہ محل نظر ہے، کیونکہ مسیلمہ کو لوگ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہتے تھے یا امیر المؤمنین نہیں کہتے تھے۔ علاوہ ازیں امیر المؤمنین کا لقب تو اس کے بعد ظہور میں آیا، چنانچہ سب سے پہلے حضرت عمر فاروق رضی اللہ نے اپنا لقب امیر المؤمنین رکھا تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا زمانہ مسیلمہ کے قتل ہو جانے کے بعد ہے۔ ابن تین نے اس کا جواب دیا کہ مسیلمہ کو کبھی لوگ نبی کہتے تھے کبھی امیر المؤمنین پکارتے تھے۔ لیکن یہ جواب قابل غور ہے، کیونکہ ابن تین نے یہ لقب اگر اس حدیث سے لیا ہے تو اسی میں تو کلام ہے؛ لہٰذا یہ اچھا جواب نہیں ورنہ نقل کی ضرورت ہے اور طیالسی کی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت میں امیر المؤمنین کا لفظ نہیں اس میں صرف یہ ہے کہ مسیلمہ کو عبد اسود نے قتل کر دیا۔ البتہ یہ توجیہ ہو سکتی ہے کہ مسیلمہ کے ماننے والوں کا امر ان کے حوالہ تھا اور اس کے ساتھیوں پر مومنین کا اطلاق اسی اعتبار سے ہے کہ وہ مسیلمہ پر ایمان رکھتے تھے۔ لہٰذا مذکورہ لڑکی نے اس اعتبار سے امیر المؤمنین کا اطلاق کیا تھا۔ اس نے یہ بہ لقب ذکر نہیں کیا تھا۔ ابو الخطاب ابن دحیہ نے اس کا انکار کیا ہے کہ سب سے پہلے عمر فاروق لقب امیر المؤمنین سے ملقب ہوئے اس سے پہلے مسیلمہ کا یہ لقب تھا جیسے بخاری نے وحشی کے واقعہ میں اس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے، لیکن ابن الصلاح اور اس کے بعد امام نووی نے اس کا تعاقب کیا ہے۔ ابن صلاح نے ذکر کیا کہ ابن دحیہ کا کلام صحیح نہیں کیونکہ بخاری کی روایت میں صرف یہ ہے کہ اس لڑکی نے یہ کہا تھا جبکہ مسیلمہ قتل ہوا تھا۔ اس کو یہ لازم نہیں کہ اس کا لقب امیر المؤمنین تھا۔ یہ کہنا کہ سب سے پہلے عبد اللہ بن جحش کو امیر المؤمنین کہا گیا تھا یہ بھی درست نہیں کیونکہ بیان کا لقب نہ تھا بلکہ اس سے انہیں خطاب کیا گیا تھا، کیونکہ وہ اسلام میں سب سے پہلے ایک لشکر کے امیر تھے۔ وحشی کے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام پہلے تمام گناہ ختم کر دیتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جنگ

بَابُ مَا اَصَابَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْجِرَاحِ یَوْمَ اُحُدٍ

۳۸۱۳ ـ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ هَمَّامٍ سَمِعَ اَبَا هُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی قَوْمٍ فَعَلُوْا بِنَبِیِّہٖ یُشِیْرُ اِلٰی رَبَاعِیَتِہٖ اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی رَجُلٍ یَقْتُلُہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

میں احتیاط کرنی چاہیئے اور دشمن کو حقیر نہیں سمجھنا چاہیے ؛ کیونکہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس روز یقیناً حبشی کو دیکھا تھا ، لیکن اس کو حقیر جانتے ہوئے اس سے احتیاط نہ کی اور ہوا جو کچھ ہوا جب امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاش کیا اور بطن وادی میں ان کو دیکھا کہ ان کا مثلہ کیا گیا ہے تو فرمایا اگر صفیہ بنت عبد المطلب غمناک نہ ہوتی اور میرے بعد یہ رواج نہ ہو جاتا تو میں اسے چھوڑ دیتا حتیٰ کہ قیامت میں پرندوں کے پوٹوں اور درندوں کے پیٹوں سے اُن کا حشر ہوتا ابن ہشام نے اضافہ کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری طرح کبھی بھی دکھ نہیں پہنچایا گیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا آسمان میں حمزہ کو اللہ کا شیر اور اللہ کے رسول کا شیر لکھا گیا ہے (فتح الباری)

باب ـــ اُحد کی جنگ میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زخم آئے

اس بارے میں جو کچھ احادیث نبویہ صلی اللہ علیٰ صاحبہا سے ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور زخمی ہوا ۔ آپ کے سامنے والے چار دانت متاثر ہوئے ۔ رخسارہ انور زخمی ہوا اور نچلا ہونٹ اندر کی جانب زخمی ہوا ۔ یہ ابن قمئہ نے زخم کیا تھا گھٹنا شریف پر زخم آیا ۔ عبد الرزاق نے معمر کے ذریعہ زہری سے روایت کی کہ اس روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر تلواروں کے ستر وار کئے گئے ، لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو محفوظ رکھا ۔ یہ حقیقت پر مبنی ہے یا مبالغہ مقصود ہے کہ تلواروں سے آپؐ پر بہت وار کئے گئے ۔ واللہ ورسولہ اعلم !

۳۸۱۳ ـــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس قوم پر اللہ کا سخت غضب ہے جنہوں نے اپنے نبی سے یہ کیا اس حال

۳۸۱۴ ـ حَدَّثَنِیْ مَخْلَدُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ الْاُمَوِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ ابْنُ جُرَیْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی مَنْ قَتَلَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی قَوْمٍ دَمَّوْا وَجْهَ نَبِیِّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

ہیں کہ آپ اپنے سامنے والے چار دانتوں کی طرف اشارہ فرماتے تھے۔ اس شخص پر اللہ کا سخت غضب و قہر ہے جس کو اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی راہ میں قتل کرے۔

۳۸۱۴ ـــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس شخص پر اللہ کا سخت قہر ہے جس کو اللہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی راہ میں قتل کرے۔ ان لوگوں پر اللہ کا سخت غضب و قہر ہے جنہوں نے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور خون آلود کیا۔

۳۸۱۳ ـــ ۳۸۱۴ ـــ شرح: ظاہر ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ غزوہ اُحد میں نہ تھے اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی نہ تھے۔ شاید اُنھوں نے بعض صحابہ سے سُن کر بیان کیا ہے جو غزوۂ اُحد میں موجود تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رباعی دانت شریف کے ساتھ نچلا ہونٹ شریف بھی زخمی ہُوا تھا۔ عتبہ بن ابی وقاص نے آپ کو پتھر مارا تھا۔ اسی لئے اس کا جو بچہ پیدا ہوتا ہے اس کے نچلے دو دانت نہیں ہوتے جس کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے قتل کیا تھا وہ ابی بن خلف تھا کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔

فی سبیل اللہ" کی قید سے ظاہر ہے کہ اگر آپ کسی کو حد یا قصاص میں قتل کریں تو وہ اس حکم میں داخل نہیں۔ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت ذکر کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد کی جنگ میں زخمی ہوئے تو کوئی شئی لے کر اس سے خون مبارک خشک کرنا شروع کیا اور فرمایا اگر اس خون مبارک سے کچھ زمین پر واقع ہوگیا تو تم پر آسمان سے اللہ کا عذاب نازل ہو جائے گا پھر فرمایا اے اللہ میری قوم کو بخش دے وہ مجھے جانتے نہیں ہیں (فتح)

رباعی وہ دانت ہیں جو سامنے والے دو دانتوں کے دونوں طرف ہوتے ہیں۔ ہر انسان کے لئے چار رباعی دانت ہوتے ہیں (کرمانی)

باب ـ ٣٨١٥ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ اَنَّهٗ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ وَهُوَ يُسَالُ عَنْ جُرْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ مَنْ كَانَ يَغْسِلُ جُرْحَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ كَانَ يَسْكُبُ الْمَآءَ وَبِمَا دُوْوِیَ قَالَ كَانَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَغْسِلُهٗ وَعَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ يَسْكُبُ الْمَآءَ بِالْمِجَنِّ فَلَمَّا رَاَتْ فَاطِمَةُ اَنَّ الْمَآءَ لَا يَزِيْدُ الدَّمَ اِلَّا كَثْرَةً اَخَذَتْ قِطْعَةً مِّنْ حَصِيْرٍ فَاَحْرَقَتْهَا فَاَلْصَقَتْهَا فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهٗ يَوْمَئِذٍ وَجُرِحَ وَجْهُهٗ وَكُسِرَتِ الْبَيْضَةُ عَلٰى رَاْسِهٖ

٣٨١٦ ـ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اشْتَدَّ غَضَبُ

باب

٣٨١٥ ـــ ترجمہ : ابوحازم سے روایت ہے کہ انہوں نے سہل بن سعد سے سنا جبکہ اُن سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کے متعلق پوچھا گیا تو اُس نے کہا بخدا ! میں جانتا ہوں کہ کون جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زخم دھوتا تھا اور کون پانی ڈالتا تھا اور کس شئ سے دوائی کی گئی تھی ۔ اُنھوں نے کہا سیدہ فاطمہ علیہا السلام بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زخم دھو رہی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ڈھال کے ساتھ پانی ڈال رہے تھے ۔ جب سیدہ فاطمہ علیہا السلام نے دیکھا کہ پانی خون کو زیادہ کر رہا ہے تو آپ نے چٹائی کا ٹکڑا لیا اور اس کو جلا کر اس سے زخم بھر دیا تو خون رک گیا ۔ اُحد کے دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رباعی دانت شریف پر چوٹ آئی چہرہ انور زخمی ہوا اور سر مبارک پر خود ٹوٹ گیا ۔

٣٨١٦ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس شخص پر اللہ کا سخت غضب ہوا جس کو

اللہِ علیٰ مَنْ قَتَلَہٗ نَبِیٌّ وَاشْتَدَّ غَضَبُ اللہِ علیٰ مَنْ دَمّٰی وَجْہَ رَسُوْلِ اللہِ

بَابُ اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ

۳۸۱۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْمُعَاوِیَۃَ عَنْ ھِشَامٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ مِنْ بَعْدِ مَا اَصَابَھُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْھُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ قَالَتْ لِعُرْوَۃَ یَا ابْنَ اُخْتِیْ کَانَ اَبُوْکَ مِنْھُمُ الزُّبَیْرُ وَاَبُوْبَکْرٍ لَمَّا اَصَابَ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَصَابَ یَوْمَ اُحُدٍ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کیا اور اس پر اللہ کا قہر ہُوا جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور خون آلود کیا

۳۸۱۵ — ۳۸۱۶ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے رباعی دانت پر عتبہ بن ابی وقاص نے پتھر مارا تھا۔ جس سے دانت شریف متاثر ہوئے۔ اس لئے عتبہ کی نسل میں جو بچہ پیدا ہوتا ہے جب وہ سن بلوغ کو پہنچتا ہے تو اس کے سامنے والے دانت ٹوٹ جاتے ہیں۔ ابن قمئہ نے آپ کے سر مبارک کا خود توڑا جس سے آپ کے رخسارے زخمی ہو گئے تو آپ نے اس کی ہلاکت کی بددعا کی تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑی بکرا اس پر مسلط کر دیا جس نے اپنے سینگوں سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور اس کو پہاڑ کی چوٹی سے گرا دیا جس شخص کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حدود قصاص کے بغیر قتل کریں اس پر اللہ کا غضب سخت ہوتا ہے، کیونکہ جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی راہ میں قتل کریں وہ شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا قصد کرتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دوا کرنا مستحب ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کو بیماریاں، زخم اور دیگر آلام جو دنیاوی عوارض ہیں لاحق ہوتے رہتے ہیں تاکہ ان کے باعث ان کو زیادہ ثواب حاصل اور درجات بلند ہوں اور ان کے اتباع مصائب برداشت کرنے میں ان کی اقتداء کریں۔

باب — جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم مانا

۳۸۱۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جن لوگوں نے زخمی

فَانْصَرَفَ عَنْہُ الْمُشْرِکُوْنَ خَافَ اَنْ یَّرْجِعُوْا فَقَالَ مَنْ یَّذْھَبُ فِیْ اِثْرِھِمْ فَانْتَدَبَ مِنْھُمْ سَبْعُوْنَ رَجُلًا قَالَ کَانَ فِیْھِمْ اَبُوْبَکْرٍ وَّالزُّبَیْرُ

بَابُ مَنْ قُتِلَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ یَوْمَ اُحُدٍ

مِنْھُمْ حَمْزَۃُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَالْیَمَانُ وَالنَّضْرُ بْنُ اَنَسٍ وَّمُصْعَبُ بْنُ عُمَیْرٍ

۳۸۱۸ــــ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ ھِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ قَتَادَۃَ قَالَ مَانَعْلَمُ حَیًّا مِّنْ اَحْیَآءِ الْعَرَبِ اَکْثَرَ شَھِیْدًا یَّوْمَ

ہونے کے بعد اللہ اور اُس کے رسول کا حکم مانا اُن میں سے جو نیک اور مخلص ہیں ان کے لئے عظیم ثواب ہے" ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے عروہ سے فرمایا اے میرے بھانجے دونوں باپ ابوبکر اور زبیر ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُحد کے دن صدمہ پہنچا جو بھی پہنچا۔ اور آپ سے جنگ کے بعد مشرک واپس چلے گئے تو آپ کو یہ خوف ہوا کہ مشرک پھر واپس آئیں گے تو آپ نے فرمایا اُن کے پیچھے کون جائے گا یہ سُن کر جن صحابہ میں سے ستر آدمیوں نے تعمیل حکم کی تھی ان میں سے تیرا باپ ابوبکر اور زبیر تھے۔ رضی اللہ عنہا۔

۳۸۱۷ــ شرح : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی بڑی صاحبزادی اسماء رضی اللہ عنہا کا زبیر سے نکاح کیا تھا اُن سے عروہ پیدا ہوئے اور اسماء ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہیں اس لئے آپ نے عروہ سے فرمایا اے میرے بھانجے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر باپ کا اطلاق مجازاً ہے حالانکہ وہ عروہ کے نانا ہیں۔ جن ستر حضرات نے حکم کی تعمیل کی اُن میں سے ابوبکر، عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ، عمار بن یاسر، طلحہ، سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمٰن بن عوف، ابوحذیفہ اور ابن مسعود ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم " دراصل واقعہ یہ ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ جب ابوسفیان اور اُس کی فوج اُحد سے واپس ہو کر مقام روحاء پر پہنچے تو نادم ہوئے۔ اور پھر واپس اُحد آنے کا ارادہ کر لیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کون ہیں جو ابوسفیان کا تعاقب کریں، تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ مسلمانوں کو زخموں نے کمزور نہیں کیا اور وہ اپنے دشمن کی طلب سے سست نہیں ہوئے۔ ستر مسلمانوں نے آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے لبیک کہا۔ جب وہ حمراء اسد کے مقام پر پہنچے جو مدینہ منورہ سے تین میل دور ہے تو اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور وہ واپس چلے گئے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، واللہ ورسولہ اعلم!

الْقِيَامَةِ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ قَتَادَةُ وَحَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ قُتِلَ مِنْهُمْ يَوْمَ أُحُدٍ سَبْعُونَ وَيَوْمَ بِئْرِ مَعُونَةَ سَبْعُونَ وَيَوْمَ الْيَمَامَةِ سَبْعُونَ قَالَ وَكَانَ بِئْرُ مَعُونَةَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَوْمُ الْيَمَامَةِ عَلَى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ يَوْمَ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ

باب ۔ جنگِ اُحُد میں جو مُسلمان شہید ہُوئے

اُن میں سے حمزہ بن عبدالمطلب، یمان، انس بن نضر اور مصعب بن عُمیرؓ تھے۔

۳۸۱۸ ۔ ترجمہ: مُعاذ بن ہشام نے کہا مجھ سے میرے باپ نے قتادہ سے بیان کیا کہ ہم عرب کے قبائل میں کسی قبیلہ کو نہیں جانتے کہ وہ زیادہ شہید ہوں اور نہ ہی کسی قبیلہ کو قیامت میں انصار سے زیادہ معزز جانتے ہیں۔ قتادہ نے کہا ہمیں انس بن مالک نے خبر دی کہ انصا میں سے اُحُد کے دن ستر شہید ہُوئے پھر بیرمعونہ کے دن ستر قاری شہید ہُوئے اور یمامہ کی جنگ میں ستر شہید ہُوئے۔ اُنھوں نے کہا بئر معونہ کا واقعہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا جبکہ یمامہ کا واقعہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ہُوا جس روز مسیلمہ کذاب سے جنگ ہُوئی۔

۳۸۱۸ ۔ شرح: غزوۂ اُحُد کے شہدآء میں سے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت امیر حمزہ بھی تھے۔ ان کا لقب اَسَدُ اللّٰہِ وَاَسَدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ تھا۔ طبقات ابن سعد میں عمرو بن اسحاق سے منقول ہے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ نے زبردست جنگ کی بعض کو قتل کیا اور بعض مشرکوں کو زخمی کیا اور میدانِ جنگ میں پھر رہے تھے اور کہتے تھے میں اللہ کا شیر ہوں۔ وحشی اُن کی تاک میں بیٹھا ہُوا تھا کیونکہ وہ اُحُد میں صرف امیر حمزہ کو ہی قتل کرنے آیا تھا۔ اُس نے برچھا مار کر انہیں شہید کر دیا۔ اسی طبقات میں ہے کہ ابوسفیان کی بیوی ہند نے جب حمزہ کا جگر چبایا تو اُس کو نہ کھا سکی جب یہ خبر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا کیا اُس نے حمزہ کا جگر کھایا ہے۔ صحابہ نے کہا وہ نہیں کھا سکی اللہ تعالیٰ نے حمزہ کی حفاظت کی ہے کہ اُن کے جسم کی کوئی شئی دوزخ کی آگ میں جائے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ہند دوزخی ہے، حالانکہ وہ آخر میں مسلمان ہو گئی تھی اور اسلام پہلے تمام گناہ ختم کر دیتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مذکور حکم کفر کی حالت کے اعتبار سے ہے جو اس وقت ہند کا حال تھا (تیسیر القاری)

٣٨١٩ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْمَعُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ مِنْ قَتْلٰى أُحُدٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ يَقُولُ أَيُّهُمْ أَكْثَرُ أَخْذًا لِلْقُرْآنِ فَإِذَا أُشِيرَ لَهُ إِلٰى أَحَدٍ قَدَّمَهُ فِي اللَّحْدِ وَقَالَ أَنَا شَهِيدٌ عَلٰى هٰؤُلَاءِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَأَمَرَ بِدَفْنِهِمْ بِدِمَائِهِمْ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُغَسَّلُوا وَقَالَ أَبُو الْوَلِيدِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا قَالَ لَمَّا قُتِلَ أَبِي جَعَلْتُ أَبْكِي وَأَكْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ

قولہ اَعَزَّ الخ اس کا مادہ عزت ہے۔ بعض نسخوں میں اَغَرَّ بالغَین ہے۔ اس کا ماقبل سے تعلق یہ ہے کہ یہ ماقبل کی صفت یا اس سے بدل یا عطف ہے۔ اور حرفِ عطف محذوف ہے۔ جیسے التحیات المبارکات میں حرف عطف محذوف ہے۔ ابن سعد نے طبقات میں ستر ذکر کئے ہیں۔ اور حافظ ابوالفتح نے مہاجرین و انصار سے شہداء کی تعداد ۹۶ ذکر کی ہے۔ ان میں سے انصار ۸۵ ہیں اور گیارہ مہاجرین ہیں۔ انصار کے قبیلہ اَوس سے اڑتیس[٣٨] اور قبیلہ خزرج سے سینتالیس[٤٧] شہید ہوئے۔ ابن اسحاق نے کہا مہاجرین سے چار اور انصار سے اکسٹھ شہید ہوئے۔ ان میں قبیلہ اَوس سے چوبیس[٢٤] اور خزرج سے سینتیس[٣٧] تھے (قسطلانی)

یمامہ کی جنگ میں ستر مسلمان شہید ہوئے یمامہ یمن میں شہر ہے جو طائف سے دو مرحلہ دُور ہے۔ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلیفہ منتخب ہوئے تو مسیلمہ کذاب جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا کی طرف ایک لشکر بھیجا اور خالد بن ولید اس کا امیر مقرر کیا جب خالد مسیلمہ کے قریب آیا اور دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی۔ اس جنگ میں مسلمانوں نے ایسے صبر و استقلال سے دشمن کا مقابلہ کیا جس کی نظیر معدوم ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی اور کفار شکست خوردہ بھاگ گئے اُن میں سے بعض باغ میں داخل ہوگئے جس کا حصار دیوار تھی مسلمانوں نے ان کو گھیرے میں لے لیا پھر باغ کی دیواریں اور دروازوں سے اندر داخل ہوگئے اور اہلِ یمامہ کے تمام مرتد قتل کر دیئے حتیٰ کہ مسیلمہ کذاب تک پہنچ گئے لعنۃ اللہ علیہ، وحشی بن حرب اس کے آگے بڑھا جس نے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا اس کو اپنا برچھا مارا جو اس کے سینہ میں لگا اور کندھوں سے نکل گیا۔ پھر ابو دجانہ بن حرب جلدی سے آگے بڑھے اور اس کو تلوار ماری تو وہ گر کر مر گیا۔ مسیلمہ کذاب کے لشکری جو باغ اور میدانِ جنگ میں مرے تھے وہ تقریباً دس ہزار تھے۔ کہا گیا ہے کہ اکیس ہزار تھے۔ اور مسلمان چھ سو یا پانچ سو قتل ہوئے۔ ان میں ستر صحابہ کرام تھے رضی اللہ عنہم جس روز مسیلمہ قتل ہوا، اس کی عمر ایک سو چالیس برس تھی۔ لعنۃ اللہ علیہ۔

٣٨١٩ــ ترجمہ: عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جابر بن عبداللہ

وَجْهِهٖ فَجَعَلَ اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْھَوْنِیْ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمْ یَنْہَہٗ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَبْکِیْہِ اَوْمَا تَبْکِیْہِ مَازَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ تُظِلُّہٗ بِاَجْنِحَتِہَا حَتّٰی رُفِعَ

رضی اللہ عنہما نے ان کو خبر سنائی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُحد میں شہید ہونے والوں میں سے دو دو کو ایک کپڑے میں لپیٹتے پھر فرماتے ان میں سے کس کو زیادہ قرآن یاد ہے ؟ جب کسی کی طرف اشارہ کیا جاتا تو اس کو لحد میں قبلہ کی طرف آگے کرتے اور فرماتے میں قیامت میں ان کے لئے گواہی دوں گا اور ان کو خون سمیت دفن کرنے کا حکم فرمایا اور ان کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی اور نہ ہی ان کو غسل دیا۔ ابوالولید نے شعبہ سے اُنھوں نے ابن منکدر سے روایت کی کہ میں نے جابر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب میرا والد شہید ہوگیا میں نے رونا شروع کیا اور ان کے چہرے سے کپڑا ہٹانا چاہا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے مجھے منع کیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہ فرمایا اور میری پھوپھی سے فرمایا عبداللہ پر مت رو یا فرمایا اس پر کس لئے روتی ہے۔ ان کا جنازہ اُٹھانے تک فرشتے اپنے پروں سے اس پر سایہ کرتے رہے ہیں۔

۳۸۱۹— شرح : یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہدآء اُحد میں سے ایک قبر میں دو دو دفن کرتے اور پوچھتے کہ کس کو زیادہ قرآن یاد ہے جس کو زیادہ یاد ہوتا اس کو قبر میں قبلہ کی سمت میں آگے کرتے اور ایک ہی کپڑے میں دونوں کو دفن کرتے تھے اور ان پر قیامت کے روز اپنی گواہی پر نص فرمائی اور ان کو خون سمیت غسل کئے بغیر دفن کیا اور نماز جنازہ نہ پڑھی۔ اس مسئلہ کی تفصیل یہ ہے کہ شہید کی نمازِ جنازہ پڑھنے میں علماء مجتہدین میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ امام مالک اور شافعی رضی اللہ عنہما شہید کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھتے امام احمد رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں دو قول ہیں۔ مختار قول یہ ہے کہ نماز نہ پڑھی جائے اور ایک قول میں ہے کہ پڑھنے اور نہ پڑھنے میں اختیار ہے کیونکہ دلائل میں تعارض ہے۔ اس لئے دونوں طرح جائز ہے " مواہب لدنیہ میں ذکر کیا کہ امام احمد کے نزدیک مستحب ہے واجب نہیں اور امام شافعی کا منع کرنا حرمت یا عدم وجوب کے معنی میں ہے "، احناف کے نزدیک شہید کی نمازِ جنازہ واجب ہے جس طرح دوسرے اموات کی واجب ہے۔ اس کی دلیل عقبہ بن عامر کی حدیث ہے جسے بخاری مسلم نے روایت کیا ہے کہ ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے گئے اور شہدآء اُحد پر اس طرح نماز پڑھی جیسے میت پر نمازِ جنازہ پڑھا کرتے تھے۔ حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور اس کو صحیح کہا کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حمزہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور اُن کا وہ حال دیکھا جو مشرکوں نے کیا تھا تو آپ رونے لگے ایک انصاری شخص وہاں موجود تھا۔ آپ نے اپنا کپڑا اُن پر ڈالا اور نماز جنازہ پڑھی۔ ابن ہمام نے اس پر اضافہ کیا کہ پھر ان

۳۸۲۰ ـــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَیْدِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهٖ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اُرٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَیْتُ فِیْ رُؤْیَایَ اَنِّیْ هَزَزْتُ سَیْفًا فَانْقَطَعَ صَدْرُهٗ فَاِذَا هُوَ مَا اُصِیْبَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ اُحُدٍ ثُمَّ هَزَزْتُهٗ اُخْرٰی فَعَادَ اَحْسَنَ مَا کَانَ فَاِذَا هُوَ مَا جَآءَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْفَتْحِ وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَرَاَیْتُ فِیْهَا بَقَرًا وَاللّٰهُ خَیْرٌ فَاِذَا هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ یَوْمَ اُحُدٍ

شہداء اُحُد پر نماز جنازہ پڑھی جو حمزہ کے قریب تھے۔ پھر ان کو اُٹھایا جاتا اور حمزہ رضی اللہ عنہ وہیں رہتے اسی لئے ایک صحیح روائت میں ہے کہ حضرت حمزہ کے جنازہ پر ستر تکبیریں کہیں۔ ایک اور روائت میں ہے کہ ستر بار نماز جنازہ پڑھی نیز حاکم نے شہداء اُحُد پر نماز جنازہ کی یہ حدیث حضرت جابر سے روائت کی ہے اور یہ صحیح الاسناد ہے! اسی طرح شیخ محقق عبدالحق دہلوی نے سفر سعادت میں ذکر کیا ہے (تیسیر القاری) کتاب الجنائز کے باب من یقدم فی اللحد۔

قولہ لاتبکہ الخ "یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبد اللہ کی موت پر گریہ زاری نہ کرو یا فرمایا اس پر اس پر کیوں روتے ہو اس کا جنازہ اُٹھانے تک فرشتے اپنے پروں سے اس پر سایہ کرتے رہے ہیں یعنی اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت کرامت و عظمت حاصل ہوئی ہے۔ اس کے شہید ہونے پر غمگین کیوں ہو۔ ابن حجر نے فتح الباری میں کہا بظاہر یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جابر کو رونے سے منع کیا، لیکن واقعہ میں ایسا نہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت عمرو جو جابر کی پھوپھی ہیں کو رونے سے منع کیا تھا مسلم کی حدیث بھی اس کی تائید کرتی ہے کہ جابر نے کہا میری پھوپھی فاطمہ بنت عمرو رونے لگی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے رونا نہیں چاہیئے۔ بخاری نے جنائز میں بھی اسی طرح ذکر کیا ہے اور سفیان بن عیینہ کے طریق سے محمد بن منکدر سے بھی اس طرح مروی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۸۲۰ ـــ **ترجمہ** : ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میرا خیال ہے کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے خواب میں اپنے آپ کو دیکھا کہ میں نے تلوار کو لہرایا ہے اور اس کا سینہ جُدا ہو گیا ہے پس اس کی تعبیر یہ تھی جو مسلمانوں کو اُحُد میں مصیبت پہنچی پھر میں نے اس کو دوبارہ لہرایا تو وہ پہلے سے اچھی ہو گئی۔ اس کی تعبیر یہ ہوئی جو کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی اور ہر طرف سے مسلمان جمع ہو گئے۔ میں نے خواب میں گائے دیکھیں (وہ ذبح ہو رہی تھیں) اور اللہ کا ثواب شہداء کے لئے دُنیا کے ثواب سے بہتر ہے۔ اس کی تعبیر وہی تھی جو اُحُد میں مسلمان شہید کئے گئے تھے۔

۳۸۲۱ ــــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَبْتَغِي وَجْهَ اللّٰهِ فَوَجَبَ اَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَضٰى اَوْ ذَهَبَ لَمْ يَاْكُلْ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا كَانَ مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ فَلَمْ يَتْرُكْ اِلَّا نَمِرَةً كُنَّا اِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَاْسَهٗ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَاِذَا غُطِّيَ بِهَا رِجْلَاهُ خَرَجَ رَاْسُهٗ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَطُّوْا بِهَا رَاْسَهٗ وَاجْعَلُوْا عَلٰى رِجْلَيْهِ مِنَ الْاِذْخِرِ اَوْ قَالَ اَلْقُوْا عَلٰى رِجْلَيْهِ مِنَ الْاِذْخِرِ وَمِنَّا مَنْ اَيْنَعَتْ لَهٗ ثَمَرَتُهٗ فَهُوَ يَهْدِبُهَا

۳۸۲۰ ــــ شرح : (قولہ واللّٰہ خیر) مبتداء خبر ہیں۔ یہاں کچھ عبارت محذوف ہے۔ اصل میں اس طرح تھا۔ وَثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَهُمْ مِنْ بَقَائِهِمْ فِي الدُّنْيَا ،، یعنی ان کا دُنیا میں رہنے سے آخرت کا ثواب ان کے لئے بہتر ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ ایک روایت یوں ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گائے ذبح کی جارہی ہیں۔ اس زیادتی سے خواب کی تعبیر پُوری ہوجاتی ہے۔ کیونکہ گائے کو ذبح کرنا اُحد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قتل ہونا تھا۔ اقول،، یہ مسلم امر ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ہر نبی کا خواب قطعی ہوتا ہے اسی لئے ابراہیم علیہ السلام خواب کی اساس پر اپنے بیٹے کو ذبح کرنے پر آمادہ ہوگئے تھے۔ معلوم ہُوا کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُحد کی لڑائی سے پہلے صحابہ کے شہید ہونے کا علم تھا۔ اور ترمذی کی باب فداء الاساری ،، میں حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔ واللہ اعلم!

۳۸۲۱ ــــ ترجمہ : خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی دراں حالیکہ ہم اللہ کی رضاء چاہتے تھے تو ہماری ہجرت کا ثواب اللہ کے ذمہ (اس کے فضل سے) ہوگیا۔ پس ہم میں سے بعض تو گزر گئے یا وہ دُنیا سے چلے گئے۔ اور اپنے ثواب سے کچھ نہ پایا۔ اُن میں سے مُصعب بن عُمیر رضی اللہ عنہ ہیں وہ اُحد کے روز شہید ہوگئے۔ اُنھوں نے صرف ایک کمبل چھوڑا جب ہم اس کے ساتھ مُصعب کا سَر ڈھانپتے تھے تو اُن کے پاؤں کھل جاتے اور جب پاؤں ڈھانپتے تھے تو سَر باہر نکل جاتا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا۔ اس کمبل سے ان کا سَر چھپادو اور اِن کے پاؤں پر گھاس کردو

بَابٌ اُحُدٌ يُحِبُّنَا

قَالَ عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ عَنْ اَبِي حُمَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۸۲۲ ـ حَدَّثَنِي نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبِي عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ

۳۸۲۳ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَعَ لَهُ اُحُدٌ فَقَالَ هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اَللّٰهُمَّ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَاِنِّي حَرَّمْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا

اور بعض ہم میں سے وہ لوگ ہیں جن کا پھل خوب پکا اور وہ اسے جمع کر رہا ہے۔

(حدیث ۱۲۰۵ کی شرح دیکھیں)

باب ـــ اُحد ہم سے محبت کرتا ہے

یہ عباس بن سہل نے ابوحُمید سے اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا

۳۸۲۲ ـــ ترجمہ: قتادہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

۳۸۲۳ ـــ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جَبَل اُحُد ظاہر ہُوا تو فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ ابراہیم (علیہ السلام) نے مکّہ کو حرام کیا میں مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان کو حرام کرتا ہوں۔

۳۸۲۲ ـــ ۳۸۲۳ ـــ شرح: قولہ ہم سے اُحُد محبت کرتا ہے۔ اکثر علماء نے

۳۸۲۴ ـــ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ وَإِنِّي وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلَكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا

اس سے مجازی معنی مراد لیا ہے۔ یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ سفر سے تشریف لائے اور دُور سے یہ پہاڑ جو مدینہ منورہ کے قریب ہے نظر آیا تو اس کے باعث مدینہ منورہ کا قرب ظاہر ہُوا تو آپ کو مُسرت ہوئی۔ اس اعتبار سے آپ نے پہاڑ کی طرف محبت کی نسبت کی۔ بعض علماء نے کہا کہ لفظ اہل محذوف ہے۔ یعنی ہم سے اُحد والے محبت کرتے ہیں اور مدینہ منورہ والے انصار مراد ہیں جیسے وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ ،، مراد اہل قریہ ہیں۔ اور حقیقت پر محمول کرنا بھی جائز ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ جمادات میں محبت پیدا کردے وہ ہر شئ پر قادر ہے، چنانچہ کنکریوں کا تسبیح کرنا ثابت ہے نیز مسجد نبوی میں ستون نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی کے وقت رونا شروع کر دیا تھا جسے تمام حاضرین نے کانوں سے سُنا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ظاہر کرتا تھا۔ اس حدیث کے ایک طریقہ میں یہ الفاظ ہیں۔ عِيْرٌ يُبْغِضُنَا وَنُبْغِضُهٗ عیر اُحد کے قریب پہاڑی ہے اس کے متعلق فرمایا وہ پہاڑی ہم سے بغض کرتی ہے ہم اس سے بُغض کرتے ہیں لیکن اس روائت کے مطابق پہلے دونوں معانی مخدوش ہو جاتے ہیں کیونکہ جیسے اہل اُحد انصار ہیں اہل عیر بھی انصار ہیں جس طرح اُحد کے دیکھنے سے مدینہ منورہ کا قرب معلوم ہوتا ہے عیر کے دیکھنے سے بھی مدینہ منورہ کا قرب ظاہر ہوتا ہے لہٰذا کوئی اور معنی مُراد لیا جائے جو اُحد میں محبت کی تعبیر کرے اور عیر میں بغض کی تعبیر کرے۔ حق یہ ہے کہ حقیقتِ محبت اور بغض پر محمول کریں اور کہیں کہ اِن میں محبت اور بغض کا موجب وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے اُحد میں طبع ایمانی رکھ دی ہے اور عیر میں طبع نفاق رکھ دی ہے (تیسیر القاری)

(مذکور حدیث کی شرح کتاب الجہاد کے باب فضل الخدمۃ فی الغزو کی حدیث ع۲۶۹۱ کے تحت دیکھیں)

۳۸۲۴ ـــ ترجمہ: عقبہ سے روائت ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُحد تشریف لائے اور شہداء اُحد پر نمازِ جنازہ پڑھی جیسے میت پر نمازِ جنازہ پڑھتے تھے پھر منبر پر

بَابُ غَزْوَةِ الرَّجِيعِ وَرِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبِئْرِ مَعُونَةَ وَحَدِيثُ عَضَلٍ وَالْقَارَةِ وَعَاصِمِ بْنِ ثَابِتٍ وَخُبَيْبٍ وَأَصْحَابِهِ قَالَ ابْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ أَنَّهَا بَعْدَ أُحُدٍ

پر تشریف لائے اور
فرمایا میں تمہارے لئے آگے جانے والا ہوں میں تم پر گواہ ہوں، میں اپنا حوض اب دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئی ہیں بخدا میں اپنے بعد تم سے شرک میں مبتلا ہونے کا خوف نہیں کرتا ہوں، لیکن مجھے ڈر یہ ہے کہ تم دُنیا میں رغبت کرنے لگو گے۔ (حدیث ۴۷۸۶ کی شرح دیکھیں)

باب غزوہ رَجیع، رِعل، ذکوان، بیرِ مَعُونہ، عضل قارہ، عاصم بن ثابت، خبیب اور ان کے ساتھیوں کی حدیث

ابن اسحاق نے کہا ہم سے عاصم بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ یہ تمام اُحد کے بعد ہیں

شرح : رَجیع، ہُذیل کے علاقہ میں ایک موضع ہے۔ یہ واقعہ اس کے قریب ہُوا تھا اس لئے اس نام سے مشہور ہوگیا۔ واقدی نے کہا رجیع عسفان سے آٹھ میل دُور ہے۔ یہ غزوہ چار ہجری کے صفر میں ہُوا۔ ابن تین نے کہا تین ہجری کے آخر میں لڑا گیا اور غزوۂ بیئر معونہ چار ہجری میں اور بنی لحیان پانچ ہجری میں لڑے گئے۔ غزوہ رِعل، رِعل بنی سلیم کا چھوٹا قبیلہ ہے: جو رعل بن عوف بن مالک بن امرئ القیس بن بہثۃ بن سلیم کی طرف منسوب ہیں۔ اس لئے اس قبیلہ کی طرف یہ غزوہ منسوب ہے۔ بئرِ معونہ یہ ہُذیل کے علاقہ میں ایک مقام ہے جو مکہ مکرمہ اور عسفان کے درمیان واقعہ ہے قولہ وَحَدِیثُ عَضَلٍ وَالقَارَۃِ الخ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مذکورہ بالا تمام ایک غزوہ ہے یا اکثر غزوات ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دو غزوے ہیں ایک غزوہ رجیع اس میں ہُذیل نے عاصم، جبیب اور اس کے ساتھیوں سے قتال کیا۔ دُوسرا غزوۂ بیئر معونہ ہے اس میں رِعل اور ذکوان نے ستر قاریوں سے قتال کیا۔ عَضَل بنی ہون بن خزیمہ بن مُدرکہ بن الیاس بن مضر کی شاخ ہے وہ عضل بن دیش کی طرف منسوب ہیں۔ رشاطی نے کہا ان کو قارہ کہا جاتا ہے۔ ابن کلبی نے کہا دیش ہی قارہ ہے۔ قارہ قبیلہ ہون کی شاخ ہے وہ دیش مذکور کی طرف منسوب ہیں۔ ابن درید نے کہا قارہ سیاہ ٹیلہ ہے جس میں پتھر ہیں وہ یہاں ٹھہرتے تھے اس لئے اس کے ساتھ موسوم ہوگئے۔ عاصم بن ثابت کی حدیث اور خبیب کی حدیث کئی بار گزری ہے جبکہ خبیب کے دس ساتھی

۳۸۲۵ ـــ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً عَيْنًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَاصِمَ بْنَ ثَابِتٍ وَهُوَ جَدُّ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَانْطَلَقُوا حَتَّى إِذَا كَانَ بَيْنَ عُسْفَانَ وَمَكَّةَ ذُكِرُوا لِحَيٍّ مِنْ هُذَيْلٍ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو لِحْيَانَ فَتَبِعُوهُمْ بِقَرِيبٍ مِنْ مِائَةِ رَامٍ فَاقْتَصُّوا آثَارَهُمْ حَتَّى أَتَوْا مَنْزِلًا نَزَلُوهُ فَوَجَدُوا فِيهِ نَوَى تَمْرٍ تَزَوَّدُوهُ مِنَ الْمَدِينَةِ فَقَالُوا هٰذَا تَمْرُ يَثْرِبَ فَتَبِعُوا آثَارَهُمْ حَتَّى لَحِقُوهُمْ فَلَمَّا انْتَهَى عَاصِمٌ وَأَصْحَابُهُ لَجَئُوا إِلَى فَدْفَدٍ وَجَاءَ الْقَوْمُ فَأَحَاطُوا بِهِمْ فَقَالُوا لَكُمُ الْعَهْدُ وَالْمِيثَاقُ إِنْ نَزَلْتُمْ إِلَيْنَا أَنْ لَا نَقْتُلَ

تھے۔ باب کے ترجمہ کے سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوۂ رجیع اور بیرِ معونہ ایک ہی شیٔ ہے، لیکن یہ ایک شیٔ نہیں کیونکہ غزوۂ رجیع، عاصم، خبیب اور اس کے دس ساتھیوں کا چھوٹا لشکر ہے اور وہ عضل اور قارہ کے ساتھ ہُوا۔ اور بیرِ معونہ ستر قاریوں کی جماعت ہے اور وہ رعل اور ذکوان کے ساتھ ہُوا ہے۔ بخاری نے صراحۃً عضل اور قارہ کو ذکر نہیں کیا۔ ابن اسحاق نے اس کی تصریح کی ہے، کیونکہ انہوں نے اُحد کے واقعہ کے بعد رجیع کا واقعہ ذکر کیا اور کہا عاصم بن عمر بن قتادہ نے کہا کہ جنگ اُحد کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عضل اور قارہ کا ایک گروہ آیا اور کہا یا رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم "ہم مسلمان ہیں آپ ہمارے ساتھ چند علماء بھیجیں جو ہمیں احکام کی تعلیم دیں آپ نے ان کے ساتھ چھ صحابہ بھیجے اور یہ رجیع سے متعلق ہے کیونکہ انہا بعد اُحد میں ضمیر کا مرجع غزوہ رجیع ہے۔ اور چھ علماء مرثد بن ابی مرثد غنوی جو حمزہ بن عبدالمطلب کے حلیف تھے اور ان ساتھیوں کے امیر تھے ع۲ خالد بن بکیر لیثی یہ بنی عدی کے حلیف تھے ع۳ ثابت ابی افلح ع۴ خبیب بن عدی ع۵ زید بن دثنہ ع۶ عبداللہ بن طارق۔"

۳۸۲۵ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جاسوسی کے لئے ایک جماعت بھیجی (کہ قریش کے حال معلوم کریں کہ وہ کیا کرنا چاہتے ہیں) اور عاصم بن ثابت کو ان پر امیر مقرر کیا وہ عاصم بن عمر بن خطاب کے نانا ہیں۔ وہ جماعت گئی حتی کہ جب عسفان

مِنْكُمْ رَجُلًا فَقَالَ عَاصِمٌ أَمَّا أَنَا فَلَا أَنْزِلُ فِي ذِمَّةِ كَافِرٍ اللّٰهُمَّ أَخْبِرْ عَنَّا رَسُولَكَ فَقَاتَلُوهُمْ فَرَمَوْهُمْ حَتَّى قَتَلُوا عَاصِمًا فِي سَبْعَةِ نَفَرٍ بِالنَّبْلِ وَبَقِيَ خُبَيْبٌ وَزَيْدٌ وَرَجُلٌ آخَرُ فَأَعْطَوْهُمُ الْعَهْدَ وَالْمِيثَاقَ فَلَمَّا أَعْطَوْهُمُ الْعَهْدَ وَالْمِيثَاقَ نَزَلُوا إِلَيْهِمْ فَلَمَّا اسْتَمْكَنُوا مِنْهُمْ حَلُّوا أَوْتَارَ قِسِيِّهِمْ فَرَبَطُوهُمْ بِهَا فَقَالَ الرَّجُلُ الثَّالِثُ الَّذِي مَعَهُمَا هَذَا أَوَّلُ الْغَدْرِ فَأَبَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَجَرَّرُوهُ وَعَالَجُوهُ عَلَى أَنْ يَصْحَبَهُمْ فَلَمْ يَفْعَلْ فَقَتَلُوهُ وَانْطَلَقُوا بِخُبَيْبٍ وَزَيْدٍ حَتَّى بَاعُوهُمَا بِمَكَّةَ فَاشْتَرَى خُبَيْبًا بَنُو الْحَارِثِ بْنِ عَامِرِ بْنِ نَوْفَلٍ وَكَانَ خُبَيْبٌ هُوَ قَتَلَ الْحَارِثَ يَوْمَ بَدْرٍ فَمَكَثَ عِنْدَهُمْ أَسِيرًا حَتَّى إِذَا أَجْمَعُوا قَتْلَهُ

اور مکہ مکرمہ کے درمیان آئے تو ہُذیل قبیلہ کو ان کی خبر دی گئی۔ ان کو بنو لحیان کہا جاتا ہے۔ وہ تقریباً ایک سو تیرانداز اُن کے تعاقب میں گئے۔ اور ان کا کھوج تلاش کرتے رہے حتیٰ کہ وہ ایک مقام پر پہنچے تو وہاں کھجوروں کی گٹھلیاں پائیں جو وہ مدینہ منورہ سے ساتھ لائے تھے۔ انہوں نے کہا یہ مدینہ منورہ کی کھجوریں ہیں۔ وہ ان کے نشانات پر چلتے رہے حتیٰ کہ ان کو پا لیا جب عاصم اور ان کے ساتھی چلنے سے عاجز ہو گئے تو ایک بلند جگہ پر پناہ لی۔ وہ لوگ آئے اور ان کو گھیرے میں لے لیا اور اُن سے کہا تمہارے لئے عہد و میثاق ہے کہ اگر تم نیچے اُتر آؤ ہم تم میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے عاصم نے کہا بہر حال میں تو کافر کے عہد پر نیچے نہیں اتروں گا۔ اے اللہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری خبر پہنچا دے۔ اُنھوں نے اُن سے لڑائی شروع کی اور ان کو تیر مارنے لگے حتیٰ کہ اُنھوں نے عاصم کو سات افراد میں تیروں سے قتل کر دیا اور خبیب، زید اور ایک اور شخص باقی رہ گئے (اس کا نام عبداللہ ابن طارق ہے) کافروں نے اِن تینوں کو عہد و پیمان دیا (کہ انہیں قتل نہیں کریں گے) جب ان کو عہد و میثاق دیا تو وہ نیچے اُتر آئے جب وہ ان تینوں پہ قادر ہو گئے تو ان کی کمانوں کی رسّیاں کھول دیں اور ان کے ساتھ انہیں باندھ دیا۔ تیسرے شخص نے کہا جو ان دونوں کے ساتھ تھا۔ یہ پہلا دھوکہ ہے اور اُن کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ اُنہوں نے اس کو کھینچا اور ساتھ لے جانے کی کوشش کی، لیکن وہ ساتھ نہ گیا تو اس کو بھی قتل کر دیا وہ خبیب اور زید دونوں کو ساتھ لے گئے اور مکہ مکرمہ میں دونوں کو فروخت کر دیا۔ خبیب کو بنو حارث بن عامر ابن نوفل نے خریدا جبکہ خبیب نے بدر کی جنگ میں حارث کو قتل کیا تھا۔ پس وہ ان کے پاس قیدی رہا۔ حتیٰ کہ

اِسْتَعَارَ مُوسٰی مِنْ بَعْضِ بَنَاتِ الْحَارِثِ لِيَسْتَحِدَّ بِهَا فَاَعَارَتْهُ قَالَتْ فَغَفَلْتُ عَنْ صَبِيٍّ لِي فَدَرَجَ اِلَيْهِ حَتّٰى اَتَاهُ فَوَضَعَهُ عَلٰی فَخِذِهٖ فَلَمَّا رَاَيْتُهُ فَزِعْتُ فَزْعَةً عَرَفَ ذَاكَ مِنِّي وَفِي يَدِهِ الْمُوسٰی فَقَالَ اَتَخْشَيْنَ اَنْ اَقْتُلَهُ مَا كُنْتُ لِاَفْعَلَ ذٰلِكَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ وَكَانَتْ تَقُولُ مَا رَاَيْتُ اَسِيرًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ خُبَيْبٍ لَقَدْ رَاَيْتُهُ يَاْكُلُ مِنْ قِطْفِ عِنَبٍ وَمَا بِمَكَّةَ يَوْمَئِذٍ ثَمَرَةٌ وَاِنَّهُ لَمُوثَقٌ فِي الْحَدِيدِ وَمَا كَانَ اِلَّا رِزْقٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ فَقَالَ دَعُونِي اُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ لَوْلَا اَنْ تَرَوْا اَنَّ مَا بِي جَزَعٌ مِنَ الْمَوْتِ لَزِدْتُ فَكَانَ اَوَّلَ مَنْ سَنَّ رَكْعَتَيْنِ عِنْدَ الْقَتْلِ هُوَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اَحْصِهِمْ عَدَدًا ثُمَّ قَالَ ؎ مَا اِنْ اُبَالِي حِيْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا ؎ عَلٰی اَيِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَصْرَعِي

جب انہوں نے خبیب کو قتل کرنے پر اتفاق کیا تو اُس نے حارث کی ایک بیٹی سے اُسترہ مانگا تاکہ زیر ناف بال صاف کرلے۔ اُس عورت نے خبیب کو اُسترہ دے دیا۔ اُس نے کہا میں اپنے بچے سے غافل تھی۔ وہ خبیب کی طرف حتیٰ کہ اس کے پاس آگیا۔ خبیب نے اس کو اپنی ران پر رکھ لیا۔ جب میں نے بچے کو دیکھا تو سخت گھبرائی الا خبیب نے میری گھبراہٹ کو معلوم کیا جبکہ اُسترہ اس کے ہاتھ میں تھا۔ اُس نے مجھے کہا کیا تو خیال کرتی ہے کہ میں بچے کو قتل کر دوں گا میں انشاء اللہ یہ ہرگز نہیں کروں گا۔ حارث کی بیٹی کہا کرتی تھی میں نے کبھی کوئی قیدی خبیب سے بہتر نہیں دیکھا۔ میں نے اس کو دیکھا کہ وہ انگور کے خوشہ سے کھا رہا ہے حالانکہ مکہ میں اس وقت کوئی پھل نہ تھا۔ اور وہ لوہے کی زنجیروں میں باندھا ہوا تھا وہ صرف اللہ کا رزق تھا جو اللہ نے اس کو دیا تھا۔ حارث کے بیٹے خبیب کو لے کر حرم سے باہر نکلے تاکہ اسے قتل کریں تو اُس نے کہا مجھے چھوڑ دو میں دو رکعت نماز پڑھ لوں۔ نماز پڑھنے کے بعد خبیب ان کی طرف گئے اور کہا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم یہ گمان کرو گے کہ میں موت سے گھبرا گیا ہوں تو میں دو رکعتوں سے زیادہ نماز پڑھتا۔ خبیب پہلا شخص ہے جس نے قتل کے وقت دو رکعتیں پڑھنے کا طریقہ جاری کیا۔ پھر ان پر دعا کی اے اللہ! کافروں کو ہلاک کر ان سے کوئی باقی

وَذٰلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلٰهِ وَإِنْ يَشَأْ ۞ يُبَارِكْ عَلٰى أَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعِ ۞
ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ عُقْبَةُ بْنُ الْحَارِثِ فَقَتَلَهُ وَبَعَثَ قُرَيْشٌ إِلٰى عَاصِمٍ لِيُؤْتَوْا بِشَيْءٍ مِنْ جَسَدِهِ يَعْرِفُونَهُ وَكَانَ عَاصِمٌ قَتَلَ عَظِيمًا مِنْ عُظَمَائِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ فَبَعَثَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِثْلَ الظُّلَّةِ مِنَ الدَّبْرِ فَحَمَتْهُ مِنْ رُسُلِهِمْ فَلَمْ يَقْدِرُوا مِنْهُ عَلٰى شَيْءٍ

نہ رہے ۔ مجھے کچھ پرواہ نہیں جبکہ میں مسلمان قتل کیا جا رہا ہوں۔ ہر پہلو پہ میرا گرنا اللہ کے لئے ہے۔ میرا شہید ہونا اللہ کی رضا کے لئے ہے۔ اگر وہ چاہے تو میرے ٹکڑے ٹکڑے ہونے والے جسم کے جوڑوں میں برکت دے۔ پھر عقبہ بن حارث اس کے پاس گیا اور اسے قتل کر دیا۔ کفار قریش نے عاصم کی طرف کچھ آدمی بھیجے تاکہ اس کے جسم کا کچھ حصہ لائیں تاکہ وہ اسے پہچانیں کہ وہ شہید ہو گیا ہے، جبکہ عاصم نے بدر کے دن قریش کے عظیم شخص کو قتل کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے عاصم پر بھڑوں کا گروہ بھیج دیا جس نے لوگوں سے عاصم کی حفاظت کی اور وہ عاصم کی لاش سے کوئی عضو پانے پر قادر نہ ہوئے۔

۳۸۲۵ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش مکہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے دس جاسوس مکہ کی طرف بھیجے۔ ابن سعد نے کہا ان میں سے عاصم ابن ثابت بن ابی افلح، مرثد بن ابی مرثد، عبداللہ بن طارق، خبیب بن عدی، زید بن دثنہ، خالد بن ابی بکیر، مُعتّب بن عُبید ہیں، مُعتّب عبداللہ بن طارق کا اخیافی بھائی ہے۔ وہ دونوں قبیلہ بلّی سے بنی ظفر کے حلیف ہیں قسطلانی نے کہا حافظ عبدالعظیم نے ذکر کیا کہ عبدالرزاق اور ابن عبدالبر نے عاصم بن ثابت کے بارے میں ذکر کیا کہ وہ عاصم بن عمر بن خطاب کے دادے ہیں۔ اس میں انھوں نے غلطی کی ہے۔ یہ عاصم کا دادا نہیں ماموں ہے کیونکہ عاصم بن عمر کی والدہ جمیلہ بنت ثابت ہے اور عاصم بن ثابت جمیلہ کے بھائی ہیں لہٰذا یہ عاصم، عاصم بن عمر ابن خطاب کے ماموں ہیں۔ زبیر قاضی اور ان کے چچا مصعب نے ذکر کیا ہے جو علم النسب کے امام ہیں۔

ان دس حضرات میں سے سات نے کافروں کا عہد قبول نہ کیا وہ تو وہاں شہید ہو گئے اور عاصم کی دعاء قبول ہوئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے شہید ہونے کی خبر صحابہ کرام تک پہنچا دی۔ طبقات ابن سعد میں ہے کہ جب باقی تین صحابیوں کو ساتھ لے کر چلے اور مرظہران پہنچے تو عبداللہ بن طارق نے اپنا ہاتھ ساتھی سے کھینچ تلوار پکڑ لی تو کافروں نے اس سے دُور ہو کر پتھر برسانے شروع کئے۔ حتیٰ کہ اسے قتل کر دیا وہیں مرظہران میں ان کی قبر ہے۔ وہ خبیب اور زید کو ساتھ لے کر مکہ چلے گئے اور دونوں کو وہاں فروخت کر دیا اور

۳۸۲۶ـــ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرًا یَقُوْلُ الَّذِیْ قَتَلَ خُبَیْبًا ھُوَ اَبُوْ سِرْوَعَۃَ

بنو حارث نے خبیب کو خرید لیا۔ ابن اسحاق نے کہا خبیب کو حُجَیر بن ابی اہاب تمیمی نے خریدا تھا وہ بنی نوفل کا حلیف تھا۔ اور حارث بن عامر کا اخیافی بھائی تھا۔ وہ اپنے باپ کے بدل اس کو قتل کرنا چاہتا تھا خبیب نے حارث بن عامر کو بدر کی جنگ میں قتل کیا تھا۔ شرف دمیاطی نے کہا اہل مغازی میں سے کسی نے ذکر نہیں کیا کہ خُبیب بن عدی بدر میں شریک تھے۔ اور نہ ہی اُس نے حارث بن عامر کو قتل کیا تھا۔ اُنھوں نے یہ ذکر کیا ہے کہ جس نے حارث بن عامر کو بدر میں قتل کیا تھا وہ خُبَیب بن لیساف تھا۔ وہ خُبَیب بن عدی کا غیر ہے، کیونکہ وہ خزرجی ہے اور خبیب بن عدی اوسی ہے۔

کرمانی نے ذکر کیا قریش نے عاصم کے جسم کا کوئی حصہ لینے چند آدمی بھیجے تاکہ ان کو عاصم کے شہید ہونے کا یقین ہو جائے۔ بعض نے کہا سلافہ بنت سعد نے نذر مانی تھی جبکہ اس کے دونوں لڑکے قتل ہو گئے تھے۔ اگر میں عاصم پر قادر ہوئی تو اس کے سر کی کھوپڑی میں شراب پیئوں گی اس لئے انہوں نے عاصم کا سر حاصل کرنا چاہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بھڑوں سے عاصم کے جسم شریف کی حفاظت کی اور وہ محروم واپس ہو گئے۔

حارث کی بیٹی جس نے خبیب کو استرہ دیا تھا اس کا نام زینب بنت حارث ہے وہ عقبہ بن حارث کی بہن ہے جس نے خبیب کو قتل کیا تھا وہ بعد میں مسلمان ہو گئی تھی۔ اس کے گھر میں خبیب محبوس تھے اور وہ ہی اس کی نگہبانی کرتی تھی۔ ابن اسحاق نے عبداللہ بن ابی نجیح سے ذکر کیا اُنھوں نے کہا حجیر بن ابی اہاب کی لونڈی ماویہ جو مسلمان ہو گئی تھی نے کہا خبیب میرے گھر میں محبوس تھا۔ میں نے ایک دن اسے دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں انگور کا خوشہ ہے جس سے وہ کھا رہا تھا۔ کہا گیا اگر یہ روایت محفوظ ہے تو ان دونوں کے جمع کا طریقہ یہ ہے کہ ماویہ اور زینب دونوں نے خبیب کے ہاتھ میں انگور دیکھے جو وہ کھا رہے تھے وہ ماویہ کے گھر میں محبوس تھے۔ اور زینب نگہبان بھی تھی۔ خبیب نے مکہ کا عظیم سردار عقبہ بن ابی معیط قتل کیا تھا۔ عاصم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس کو باندھ کر قتل کیا تھا جبکہ بدر سے واپس ہو رہے تھے۔ حدیث ۳۷۲۸ کی شرح دیکھیں۔ واللہ اعلم۔

۳۸۲۶ـــ ترجمہ: عبداللہ بن محمد نے کہا ہم سے سفیان نے عمرو سے بیان کیا اُنھوں نے جابر کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جس نے خبیب کو قتل کیا تھا وہ ابو سروعہ تھا۔

(ابو سروعہ عقبہ بن حارث کی کنیت ہے لہٰذا ان دونوں روایات میں تضاد نہیں)

۳۸۲۷ــــ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِحَاجَةٍ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ فَعَرَضَ لَهُمْ حَيَّانِ مِنْ بَنِيْ سُلَيْمٍ رِعْلٌ وَذَكْوَانُ عِنْدَ بِئْرٍ يُقَالُ لَهَا بِئْرُ مَعُوْنَةَ فَقَالَ الْقَوْمُ وَاللّٰهِ مَا اِيَّاكُمْ اَرَدْنَا اِنَّمَا نَحْنُ مُجْتَازُوْنَ فِيْ حَاجَةٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَتَلُوْهُمْ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ شَهْرًا فِيْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ وَذٰلِكَ بَدْءُ الْقُنُوْتِ وَمَا كُنَّا نَقْنُتُ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ وَسَاَلَ رَجُلٌ اَنَسًا عَنِ الْقُنُوْتِ اَبَعْدَ الرُّكُوْعِ اَوْعِنْدَ فَرَاغٍ مِّنَ الْقِرَاءَةِ قَالَ لَا بَلْ عِنْدَ فَرَاغٍ مِّنَ الْقِرَاءَةِ ۳۸۲۸ــــ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوْعِ يَدْعُوْ عَلٰى اَحْيَاءٍ مِّنَ الْعَرَبِ

۳۸۲۷ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حاجت کے لئے ستر آدمی بھیجے جنہیں قاری کہا جاتا تھا۔ بئر کے پاس جسے بئر معونہ کہا جاتا ہے اُن کے مقابلہ میں بنی سلیم کے قبیلے رعل اور ذکوان آئے قراء نے اُن سے کہا بخدا! ہم تمہارے ساتھ مقابلہ کرنے نہیں آئے۔ ہم تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حاجت کے لئے یہاں سے گذر رہے ہیں۔ پس اُنھوں نے قراء کو قتل کر دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں اُن پر ایک مہینہ بددعا کی۔ یہ دعاءِ قنوت کی ابتداء ہے۔ اس سے پہلے ہم قنوت نہیں پڑھتے تھے۔ عبدالعزیز نے کہا ایک شخص نے انس سے دعاء قنوت کے متعلق پوچھا کہ وہ رکوع کے بعد ہے یا قرأت سے فراغت کے وقت ہے۔ اُنھوں نے کہا نہیں بلکہ قرأت سے فراغت کے وقت ہے۔

۳۸۲۸ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد ایک مہینہ قنوت پڑھی آپ عرب کے قبائل پر بددعا فرماتے تھے

۳۸۲۹ ـــــ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْاَعْلٰی بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رِعْلًا وَّ ذَکْوَانَ وَعُصَیَّۃَ وَبَنِیْ لِحْیَانَ اِسْتَمَدُّوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی عَدُوٍّ فَاَمَدَّھُمْ بِسَبْعِیْنَ مِنَ الْاَنْصَارِ کُنَّا نُسَمِّیْھِمُ الْقُرَّاءَ فِیْ زَمَانِھِمْ کَانُوْا یَحْتَطِبُوْنَ

۳۸۲۷ ـــ ۳۸۲۸ ـــ شرح : یہ ستر حضرات قرآن مجید کے قاری تھے واقعہ یہ ہے کہ قبیلہ رِعل اور ذکوان والوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگی تھی۔ آپ نے ان کی خواہش کے مطابق صحابہ کرام سے ستر قاری معین کیے۔ ایک روایت کے مطابق سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسلام کی دعوت دینے بھیجا تھا، لیکن انہوں نے عہد شکنی کی اور بئر معونہ کے پاس ان کے ساتھ جنگ پر آمادہ ہوگئے۔ بنی عامر کے ایک شخص کا نام معونہ ہے۔ یہ کنواں اس کی زمین میں تھا انہوں نے بارہا دفعہ انہیں کہا ہم لڑنے نہیں آئے ہیں ہم تو آگے جا رہے ہیں، لیکن انہوں نے کوئی بات نہ سُنی اور ان کو قتل کر دیا اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ صبح کی نماز میں ان پر بددعا فرمائی۔ یہ دعاء قنوت کی ابتداء ہے۔ شافعی اسے صبح کی نماز میں پڑھتے ہیں۔ احناف یہ قنوت نہیں پڑھتے اور نہ ہی اسے سُنت قرار دیتے ہیں۔ یہ صرف ایک ماہ کے لئے آپ نے پڑھی تھی۔ لہٰذا یہ سُنت مؤکدہ نہیں ہے۔ شیخ نور الحق محدث دہلوی نے ذکر کیا کہ منقول ہے کہ ایک بار امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کی زیارت کے لئے آئے اور وہاں صبح کی نماز پڑھی اور یہ دعاء قنوت نہ پڑھی نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ کے ساتھیوں نے دریافت کیا کہ آپ نے قنوت کیوں نہیں پڑھی تو امام نے جواب دیا کہ ابوحنیفہ سے حیاء کرتے ہوئے ترک کی ہے کیونکہ ان کے مذہب میں یہ قنوت نہیں ہے۔ عبدالعزیز کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قنوت رکوع سے پہلے ہے، لیکن اس کے بعد انس کی روایت اس کے معارض ہے (کرمانی)

مذکور دونوں حدیثوں کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاءِ قنوت صرف ایک مہینہ پڑھی تھی پھر منسوخ ہوگئی۔ امام طحاوی نے اپنے اسناد کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ایک مہینہ دعاء قنوت پڑھی۔ آپ اس میں عصیہ اور ذکوان پر بددعا فرماتے تھے۔ جب ان پر غلبہ حاصل ہوگیا تو قنوت پڑھنا ترک کر دی۔ اس لئے احناف کے نزدیک یہ سنت نہیں ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۸۲۹ ـــ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رعل، ذکوان،

بِالنَّهَارِ وَيُصَلُّوْنَ بِاللَّيْلِ حَتّٰى كَانُوْا بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ قَتَلُوْهُمْ وَغَدَرُوْا بِهِمْ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُوْ فِي الصُّبْحِ عَلٰى اَحْيَاءٍ مِّنْ اَحْيَاءِ الْعَرَبِ عَلٰى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِيْ لِحْيَانَ قَالَ اَنَسٌ فَقَرَأْنَا فِيْهِمْ قُرْاٰنًا ثُمَّ اِنَّ ذٰلِكَ رُفِعَ بَلِّغُوْا عَنَّا قَوْمَنَا اَنَّا قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَاَرْضَانَا وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَهٗ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ شَهْرًا فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ يَدْعُوْ عَلٰى اَحْيَاءٍ مِّنْ اَحْيَاءِ الْعَرَبِ عَلٰى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِيْ لِحْيَانَ زَادَ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ اَنَّ اُولٰٓئِكَ السَّبْعِيْنَ مِنَ الْاَنْصَارِ قُتِلُوْا بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ قُرْاٰنًا كِتَابًا نَحْوَهٗ

عُصَیّہ اور بنی لحیان نے جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دشمن کے مقابلہ میں مدد مانگی۔ تو آپ نے ستّر انصار بھیج کر ان کی مدد کی جنہیں ہم اس زمانہ میں قُراء کہا کرتے تھے۔ وہ دن میں لکڑیاں چن کر لاتے اور رات میں نماز پڑھا کرتے تھے (شب بیدار تھے) حتیٰ کہ جب بئر معونہ پہنچے تو ان کو قتل کر دیا اور اُن سے عہد شکنی کی۔ (دھوکہ کیا)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے ایک مہینہ دُعاءِ قنوت پڑھی۔ آپ صبح کی نماز میں رعل، ذکوان، عُصیّہ اور بنی لحیان عرب قبائل پر صبح کی نماز میں بد دُعاء فرماتے تھے۔ انس نے کہا ہم بیان کے حق میں قرآن میں پڑھتے تھے۔ پھر یہ منسوخ ہو گیا وہ یہ ہے۔

" بَلِّغُوْا عَنَّا قَوْمَنَا اَنَّا قَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَاَرْضَانَا "

ہماری قوم کو ہمارا پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے ربّ کے پاس پہنچ گئے ہیں وہ ہم سے راضی ہُوا اور ہمیں راضی کیا"۔ قتادہ نے انس بن مالک سے روایت کرتے ہُوئے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں ایک مہینہ قنوت پڑھی۔ آپ عرب قبائل رعل، ذکوان، عُصیّہ اور بنی لحیان پر بد دعاء کرتے تھے۔ خلیفہ نے اس پر اضافہ کیا کہ ابن زُریع نے بیان کیا کہ ہم سے سعید نے قتادہ سے بیان کیا کہ انس نے کہا یہ ستّر انصار تھے جو بئر معونہ پر قتل کر دیئے گئے تھے"۔

۳۸۲۹ ــــ شرح: (حدیث ۲۸۵۶ کی شرح دیکھیں) اور ان احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ

۳۸۳۰ــــ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ
اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ اَبِىْ طَلْحَةَ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَنَسٌ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَعَثَ خَالَهٗ اَخٌ لِاُمِّ سُلَيْمٍ فِىْ سَبْعِيْنَ رَاكِبًا وَكَانَ رَئِيْسُ الْمُشْرِكِيْنَ عَامِرَ بْنَ
الطُّفَيْلِ خَيَّرَ بَيْنَ ثَلٰثِ خِصَالٍ فَقَالَ يَكُوْنُ لَكَ اَهْلُ السَّهْلِ وَلِىْ اَهْلُ
الْمَدَرِ اَوْ اَكُوْنُ خَلِيْفَتَكَ اَوْ اَغْزُوْكَ بِاَهْلِ غَطْفَانَ بِاَلْفٍ وَّاَلْفٍ فَطُعِنَ
عَامِرٌ فِىْ بَيْتِ اُمِّ فُلَانٍ فَقَالَ غُدَّةٌ كَغُدَّةِ الْبَعِيْرِ فِىْ بَيْتِ امْرَاَةٍ مِّنْ اٰلِ
فُلَانٍ ائْتُوْنِىْ بِفَرَسِىْ فَمَاتَ عَلٰى ظَهْرِ فَرَسِهٖ فَانْطَلَقَ حَرَامٌ اَخُوْ اُمِّ سُلَيْمٍ
وَهُوَ رَجُلٌ اَعْرَجُ وَرَجُلٌ مِّنْ بَنِىْ فُلَانٍ قَالَ كُوْنَا قَرِيْبًا حَتّٰى اٰتِيَهُمْ فَاِنْ
اٰمَنُوْنِىْ كُنْتُمْ وَاِنْ قَتَلُوْنِىْ اَتَيْتُمْ اَصْحَابَكُمْ فَقَالَ اَتُؤْمِنُوْنَ اُبَلِّغْ رِسَالَةَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے قنوت کے بارے میں تین روایات ہیں۔ ایک عبدالعزیز کی انس سے دوسری سعید کی بذریعہ قتادہ انس سے، تیسری بھی قتادہ کی انس سے روایت ہے۔ شیخ دہلوی نورالحق رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رکوع کے بعد قنوت ایک مخصوص ماہ میں تھی جس میں عرب قبائل پر بد دعاء کرتی دائمی قنوت رکوع سے پہلے قرأت کے بعد ہے۔ حضرت انس کا قول کہ یہ قنوت کی ابتداء تھی اس سے پہلے ہم قنوت نہ پڑھتے تھے کا معنی یہ ہے کہ اگرچہ قنوت کی ابتداء یہی ہے، لیکن ایک ماہ بعد تک رکوع سے پہلے پڑھتے تھے اور قسطلانی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکور دو حدیثوں میں سے یہی حدیث راجح ہے کہ قرأت سے فراغت کے بعد رکوع سے پہلے پڑھتے تھے۔ بہرحال مذکور دعاء قنوت احناف کے مذہب میں منسوخ ہے واللہ اعلم۔

۳۸۳۰ــــ ترجمہ: اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے کہا مجھ سے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ماموں کو جو اُم سلیم کے بھائی ہیں۔ ستر سواروں کے ہمراہ بھیجا۔ وجہ یہ تھی کہ مشرکوں کا سردار عامر بن طفیل تھا۔ اُس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین اشیاء میں اختیار دیا تھا اور کہا تھا آپ کے لئے دیہاتی اور میرے لئے شہری ہوں گے، میں آپ کا خلیفہ ہوں گا یا پھر میں دو ہزار غطفانی لشکر سے آپ پر حملہ کروں گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ عامر کی

رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ یُحَدِّثُہُمْ وَاَوْمَؤُا اِلٰی رَجُلٍ فَاَتَاہُ مِنْ خَلْفِہٖ فَطَعَنَہٗ قَالَ ھَمَّامٌ اَحْسِبُہٗ حَتّٰی اَنْفَذَہٗ بِالرُّمْحِ قَالَ اللّٰہُ اَکْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ فَلَحِقَ الرَّجُلُ فَقُتِلُوْا کُلُّھُمْ غَیْرَ الْاَعْرَجِ کَانَ فِیْ رَاْسِ جَبَلٍ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْنَا ثُمَّ کَانَ مِنَ الْمَنْسُوْخِ اِنَّا قَدْ لَقِیْنَا رَبَّنَا فَرَضِیَ عَنَّا وَاَرْضَانَا فَدَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْہِمْ ثَلٰثِیْنَ صَبَاحًا عَلٰی رِعْلٍ وَذَکْوَانَ وَبَنِیْ لِحْیَانَ وَعُصَیَّۃَ الَّذِیْنَ عَصَوُا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ

شر سے میری کفایت فرما۔ پس وہ ام فلاں کے گھر طاعون میں مبتلا ہوگیا اور کہا فلاں خاندان کی عورت کے گھر میں جوان اونٹ کی غدود کی طرح غدود نکل آیا ہے۔ میرا گھوڑا لاؤ تو وہ اپنے گھوڑے کی پشت پر مرگیا ام سلیم کا بھائی حرام جبکہ وہ لنگڑا تھا اور بنی فلاں سے ایک شخص دونوں چلے تو حرام نے اُن سے کہا تم میرے قریب رہو میں اُن کے پاس جاتا ہوں۔ اگر اُنھوں نے مجھے امن دیا تو تم ثابت قدم رہو۔ اور اگر مجھے قتل کر دیا تو تم اپنے ساتھیوں کے پاس چلے جاؤ۔ حرام نے اُن لوگوں سے کہا کیا تم مجھے امن دیتے ہو کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام تمہیں پہنچا دوں اور اُن سے بیان کرنا شروع کیا انہوں نے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا وہ پیچھے سے حرام کے پاس آیا اور نیزہ مارا۔ ہمام نے کہا میرا خیال ہے کہ نیزہ اس کے پار گزار دیا۔ حرام نے کہا اللہ اکبر! رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا ہوں اور دوسرے شخص کو بھی پکڑ لیا گیا اور لنگڑے شخص کے سواسب کو قتل کر دیا گیا۔ لنگڑا شخص پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ نازل کی جو بعد میں منسوخ ہوگئی۔

اِنَّا قَدْ لَقِیْنَا رَبَّنَا فَرَضِیَ عَنَّا وَاَرْضَانَا ،، ہم اپنے رب سے جا ملے وہ ہم سے خوش ہُوا اور ہمیں خوش کر دیا ،،۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں پر تیس دن بد دُعا فرمائی رعل، ذکوان، بنی لحیان اور عُصَیَّہ پر جنہوں نے اللہ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔

۳۸۳۰ — شرح : قولہ خالہ الخ میں ضمیر کا مرجع انس ہے یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیونکہ ام سلیم جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ تھیں اور وہ اُن کے بھائی تھے لہٰذا وہ آپ کے رضاعی ماموں ہیں ان کو نسبی ماموں کہنا بعید ہے۔ مگر ظاہر یہ ہے کہ وہ انس کے ماموں تھے۔ ان کو ستر مجاہدین کے ہمراہ بھیجنے کا سبب یہ تھا کہ عامر بن طفیل نے جو مشرکوں کا سردار تھا غرور وحماقت کے باعث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ تین امور سے ایک اختیار کرلیں یا

آپ دیہات پر حکومت کریں اور میں شہریوں پر حکومت کروں ؛ میں آپ کا خلیفہ بنوں یا دو ہزار غطفانی لشکر سے تم پر حملہ کروں ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بد دعاء کی وہ طاعون میں مبتلا ہو کر گھوڑے پر ہی مرگیا ۔

قولہ وھو رجل اعرج " یعنی ام سلیم کا بھائی حرام لنگڑا تھا ۔ شیخ دہلوی نور الحق رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ، امام سیوطی رحمہ اللہ نے کہا کہ حرام لنگڑا مرد تھا غلط ہے ؛ کیونکہ حرام لنگڑے نہیں تھے بلکہ اُن کا دوسرا ساتھی لنگڑا تھا ۔ اس کا نام کعب بن زید ہے ۔ اور بخاری میں حدیث کی عبارت کی توجیہہ یہ ہے کہ لفظ " ھُوَ " زائد ہے ۔ یعنی حرام اور دوسرا لنگڑا شخص گئے ۔ نیز " ھُوَ " ضمیر مبہم ہے اور رَجُلٌ أَعْرَجُ اس کی تفسیر ہے جیسے جملہ سے ضمیر شان کی تفسیر کرتے ہیں ۔ یوں بھی کہا جاتا ہے کہ دراصل عبارت یہ ہے ھُوَ وَرَجُلٌ " کتابت کی غلطی سے پہلے لکھا گیا ہے ۔ بیہقی نے عثمان بن سعید سے روایت کی انہوں نے بخاری کے استاذ موسیٰ بن اسماعیل سے روایت کی کہ حرام اور اُن کے ساتھ دو شخص چلے ان میں سے ایک لنگڑا اور دوسرا بنی فلاں سے تھا ۔ قولہ کُونَا قَرِیْبًا الخ اعرج اور دوسرے شخص کو خطاب ہے ۔ بعض روایات میں جمع کا صیغہ ہے ۔ ای کُونُوا الخ ۔ عبارت کا سیاق تو یہ ہے کہ خطاب دو مردوں کو ہے اور جمع کا صیغہ اس اعتبار سے ہے کہ تثنیہ پر بھی جمع کا اطلاق کیا جاتا ہے ؛ کیونکہ اقل جمع دو فرد بھی کہے جاتے ہیں ۔ قولہ فَلَحِقَ الرَّجُلُ " یعنی حرام کا دوسرا مسلمان ساتھی مسلمانوں سے مل گیا یا نیزہ مارنے والا مشرکوں سے مل گیا ۔ پھر وہ سارے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کو قتل کر دیا ۔ علامہ عینی نے کہا فلحق الرجل " کے ضبط میں تین وجوہ ہیں ۔

اوّل یہ کہ لَحِقَ " ماضی معلوم کا صیغہ ہے ۔ اور " الرجلُ " اس کا فاعل ہے اور اس سے وہ شخص مراد ہے جو حرام کا ساتھی تھا اور کچھ عبارت محذوف ہے ۔ یعنی لَحِقَ الرَّجُلُ بِالْمُسْلِمِیْنَ " وہ مرد مسلمانوں سے لاحق ہو گیا اور ان سے مل گیا ۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ " لُحِقَ " ماضی مجہول ہے ۔ یعنی لُحِقَ الرَّجُلُ الَّذِیْ ھُوَ رَفِیْقُ حَرَامٍ " یعنی جو شخص حرام کا ساتھی تھا وہ پکڑا گیا اور مشرکوں کے مسلمانوں تک پہنچنے سے پہلے وہ مسلمانوں تک پہنچنے پر قادر نہ ہوا ۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ لفظ " الرجل " کی راء مفتوح اور جیم ساکن راجل کی جمع ہے ۔ یعنی مشرک لوگ مسلمانوں تک پہنچ گئے اور اُن سے لڑائی شروع کی اور لنگڑے شخص کے سوا ستر اشخاص جنہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا سب قتل ہو گئے ۔ لنگڑا اس طرح بچ گیا کہ وہ پہاڑ کی چوٹی پر تھا ۔ کتاب الجہاد میں اس طرح ہے کہ مشرکوں نے لنگڑے مرد کے سوا سب کو قتل کر دیا وہ پہاڑ پر چڑھ گیا تھا ۔ ہمام نے کہا دوسرا اس کے ساتھ تھا ۔ اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیس روز صبح کی نماز میں ان پر بد دعا فرماتے رہے ۔ شرف المصطفیٰ میں ذکر کیا کہ جب یہ حضرات بئر معونہ پر شہید ہو گئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بخار حاضر ہوا تو آپ نے اسے فرمایا رِعْل ، ذکوان ، عُصَیَّہ کے پاس جاؤ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے ۔ پس بخار اُن کے پاس آیا اور اُن میں سے سات سو آدمی ہر مسلمان کے بدل دس آدمی قتل کر دیئے (عینی)

۳۸۳۱ — حَدَّثَنِیْ حِبَّانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ وَحَدَّثَنِیْ ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ لَمَّا طُعِنَ حَرَامُ بْنُ مِلْحَانَ وَكَانَ خَالَهٗ يَوْمَ بِئْرِ مَعُوْنَةَ قَالَ بِالدَّمِ هٰكَذَا فَنَضَحَهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ وَرَاْسِهٖ ثُمَّ قَالَ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ

۳۸۳۲ — حَدَّثَنِیْ عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِسْتَاْذَنَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبُوْ بَكْرٍ فِی الْخُرُوْجِ حِيْنَ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْاَذٰى فَقَالَ لَهٗ اَقِمْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَطْمَعُ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكَ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ ذٰلِكَ قَالَتْ فَانْتَظَرَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ فَاَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ظُهْرًا فَنَادَاهُ فَقَالَ اَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ

۳۸۳۱ — ترجمہ : ثمامہ بن عبد اللہ بن انس نے بیان کیا کہ انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جب حرام بن ملحان کو بیر معونہ کے دن نیزہ مارا گیا اور وہ اُن کے ماموں تھے تو اُنھوں نے اپنا خون ہاتھ سے اپنے چہرہ اور سَر پہ مل لیا پھر کہا رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا (بخاری)۔

(قولہ قال بالدم الخ قول کا فعل پر اطلاق کیا ہے۔ یعنی اُنھوں نے نیزہ لگنے کی جگہ سے خون لیا اور اپنے چہرہ اور سَر پر مل لیا)

۳۸۳۲ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ابوبکر صدیق نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مکہ سے باہر چلے جانے کی اجازت چاہی جبکہ اُن پر کافروں کی اذیت شدت اختیار کر گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہرو عرض کیا یا رسولَ اللہ! کیا آپ خواہش کرتے ہیں کہ آپ کو ہجرت کی اجازت دی جائے گی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے مجھے اس کی امید ہے۔ ابوبکر صدیق نے آپ کا انتظار کیا تو ایک روز ظہر کے وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے پاس

إِنَّمَا هُمَا ابْنَتَايَ فَقَالَ أَشَعَرْتَ أَنَّهُ قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ الصُّحْبَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّحْبَةَ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ عِنْدِي نَاقَتَانِ قَدْ كُنْتُ أَعْدَدْتُهُمَا لِلْخُرُوجِ فَأَعْطَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِحْدَاهُمَا وَهِيَ الْجَدْعَاءُ فَرَكِبَا فَانْطَلَقَا حَتَّى أَتَيَا الْغَارَ وَهُوَ بِثَوْرٍ فَتَوَارَيَا فِيهِ فَكَانَ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ غُلَامًا لِعَبْدِ اللهِ بْنِ الطُّفَيْلِ بْنِ سَخْبَرَةَ أَخُو عَائِشَةَ لِأُمِّهَا وَكَانَتْ لِأَبِي بَكْرٍ مِنْحَةٌ فَكَانَ يَرُوحُ بِهَا وَيَغْدُو عَلَيْهِمْ وَيُصْبِحُ فَيَدَّلِجُ إِلَيْهِمَا ثُمَّ يَسْرَحُ فَلَا يَفْطُنُ بِهِ أَحَدٌ مِنَ الرِّعَاءِ فَلَمَّا خَرَجَ مَعَهُمَا يُعْقِبَانِهِ حَتَّى قَدِمَا الْمَدِينَةَ فَقُتِلَ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ يَوْمَ بِئْرِ مَعُونَةَ وَعَنْ أَبِي أُسَامَةَ قَالَ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ فَأَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ لَمَّا قُتِلَ الَّذِينَ بِبِئْرِ مَعُونَةَ وَأُسِرَ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ قَالَ لَهُ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ مَنْ هٰذَا وَأَشَارَ إِلَى قَتِيلٍ فَقَالَ لَهُ عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ هٰذَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ فَقَالَ لَقَدْ

تشریف لائے اور فرمایا جو کوئی تمہارے پاس ہو اسے باہر کر دو۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یہاں صرف میری دو بیٹیاں ہیں۔ فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ مجھے مکہ سے باہر چلے جانے کی اجازت دی گئی ہے؟ عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے آپ کے ہمراہ جانے کا حکم ہُوا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرے ہمراہ ہوگے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں میں نے وہ ہجرت کے لئے تیار کر رکھی ہیں۔ پس اُن میں سے ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی اس کا نام جدعاء تھا۔ وہ دونوں سوار ہو کر چلے گئے حتی کہ غار میں آئے وہ غار ثور پہاڑ میں ہے اور اس میں چھپ گئے۔ عبداللہ بن طفیل بن سنجرہ ام المؤمنین عائشہ کے اخیافی بھائی کا غلام عامر بن فُہیرہ تھا۔ ابوبکر صدیق کی دودھ والی اونٹنی تھی۔ وہ اسے صبح و شام ان کے پاس لاتے تھے (ہر روز انہیں دودھ پہنچاتے تھے) اور آخر رات کے اندھیرے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق کے پاس آتے پھر واپس چلے جاتے تھے۔ چرواہوں میں سے اُن کے آنے جانے کی کوئی خبر نہ ہوتی۔ جب وہ غار سے باہر نکلے تو عامر بھی اُن کے ساتھ نکلا۔ وہ باری باری اونٹنی پر سوار ہوتے

لَقَدْ رَأَيْتُهُ بَعْدَ مَا قُتِلَ رُفِعَ إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْأَرْضِ ثُمَّ وُضِعَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرُهُمْ فَنَعَاهُمْ فَقَالَ إِنَّ أَصْحَابَكُمْ قَدْ أُصِيبُوا وَإِنَّهُمْ قَدْ سَأَلُوا رَبَّهُمْ فَقَالُوا رَبَّنَا أَخْبِرْ عَنَّا إِخْوَانَنَا بِمَا رَضِينَا عَنْكَ وَرَضِيتَ عَنَّا فَأَخْبَرَهُمْ عَنْهُمْ وَأُصِيبَ يَوْمَئِذٍ فِيهِمْ عُرْوَةُ ابْنُ أَسْمَاءَ بْنِ الصَّلْتِ فَسُمِّيَ عُرْوَةُ بِهِ وَمُنْذِرُ بْنُ عَمْرٍو سُمِّيَ بِهِ مُنْذِرًا

رہے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لے آئے۔ ستر سواروں میں عامر بن فہیرہ بھی بئر معونہ پر شہید ہوگئے تھے۔ ابواسامہ نے کہا کہ ہشام بن عروہ نے کہا میرے والد نے مجھے خبر سنائی کہ جب ستر صحابہ بئر معونہ پر شہید ہوگئے۔ اور عمرو بن اُمیّہ ضمری قیدی بنا لیئے گئے تو اسے عامر بن طفیل نے کہا یہ کون ہے؟ اور مقتول کی طرف اشارہ کیا عمرو بن اُمیّہ نے کہا یہ عامر بن فہیرہ ہے۔ عامر بن طفیل نے کہا میں نے اسے شہید ہوجانے کے بعد دیکھا کہ انہیں آسمان کی طرف اُٹھایا گیا حتیٰ کہ میں نے آسمان کو اس کے اور زمین کے درمیان دیکھا۔ پھر اسے زمین پر رکھا گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خبر پہنچی تو آپ نے صحابہ کو ان کے شہید ہوجانے کی خبر دی اور فرمایا تمہارے ساتھی شہید کر دیئے گئے ہیں اور انہوں نے اپنے رب سے سوال عرض کیا اور کہا اے ہمارے پروردگار! ہمارے بھائیوں کو ہماری خبر پہنچا دے۔ اس حال میں کہ ہم تجھ سے راضی ہوگئے اور تو ہم سے راضی ہوگیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو ان کی وفات کی خبر پہنچا دی اس روز عروہ بن اسماء بن صلت بھی ان میں شہید ہوئے تھے۔ اس لیے عروہ بن زبیر کا نام عروہ رکھا گیا اور اُن شہداء میں منذر بن عمرو بھی تھے اس لئے منذر بن زبیر کا یہ نام رکھا گیا۔

۴۸۳۲ ـــ **شرح**: اس حدیث کی باب سے مناسبت اس جملہ فَقُتِلَ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ يَوْمَ بِئْرِ مَعُونَةَ " میں ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جدعاء اونٹنی دی اس کو جدعاء اس لئے کہتے ہیں کہ اس کے کان کٹے ہوئے تھے۔ ابن اثیر نے کہا آپ کی اونٹنی کو اس لئے جدعاء نہیں کہا جاتا کہ اس کے کان کٹے ہوئے تھے اور نہ ہی وہ مَقْطُوعَةُ الْأُذُن تھی۔ بلکہ اس کا نام ہی " جَدْعَاء " تھا۔ ابو عمر عامر بن فہیرہ طفیل بن عبداللہ بن سنجرہ کا غلام تھا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے خرید کر اس کو آزاد کر دیا تھا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم

میں داخل ہونے سے پہلے مسلمان ہوگیا تھا۔ پھر اسلام میں مخلص رہے۔ وہ سیاہ رنگ تھے۔ بدر اور اُحد کے غزوات میں شریک رہے۔ دمیاطی نے کہا درست یہ ہے کہ وہ عبداللہ بن طفیل نہیں بلکہ طفیل بن عبداللہ بن سنجرہ ہیں۔ ابوعمر نے کہا طفیل بن عبداللہ قرشی ہیں۔ ابن ابی خیثمہ نے کہا نامعلوم وہ کونسے قرشی ہیں۔ وہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے اخیافی بھائی ہیں (مادر زاد) واقدی نے کہا ام المؤمنین عائشہ کی والدہ ام رومان عبداللہ بن حارث بن سنجرہ ازدی کی بیوی تھیں۔ وہ ان کو ہمراہ لے کر مکہ مکرمہ آئے۔ اسلام سے پہلے ابوبکر صدیق کے حلیف بن گئے پھر فوت ہوگئے اور ام رومان بیوہ چھوڑ گئے اُن سے طفیل پیدا ہوئے تھے اوان کی وفات کے بعد ابوبکر صدیق کے نکاح میں آئیں تو اُن سے عبدالرحمٰن اور عائشہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئے۔ لہٰذا وہ دونوں طفیل کے مادر زاد بھائی ہیں۔ قولہ یروح " رواح سے مشتق ہے۔ اس کا معنی زوال کے بعد آنا جانا ہے۔

قولہ یعقبانہ "، یعنی عامر کو باری باری بٹھاتے تھے۔ یعنی ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں اپنی سواری پر بٹھاتے اور دوسری بار ابوبکر اپنی سواری پر بٹھا لیتے وہ بئر معونہ کے روز شہید ہوئے اور بئر معونہ کا واقعہ چار ہجری کو ہوا تھا۔ قولہ اُسِرَ الخ مغازی میں اسود سے مروی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مُنذر بن عمرو ساعدی کو بئر معونہ بھیجا اور اُن کے ساتھ مُطّلِب سلمی کو بھیجا تاکہ ان کی راہ نمائی کریں۔ وہاں مُنذر بن عمرو اور اُن کے دوسرے ساتھی قُرّا شہید کر دیئے گئے اور عمرو بن اُمیّہ کو اُنھوں نے قتل نہ کیا بلکہ قیدی بنا لیا تھا (عینی)

ستّر قاریوں کی شہادت کا واقعہ

ابوبراء نے اپنے بھتیجے کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ وہ ایک بیماری میں مبتلا ہے اور بیمار ہے دعا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی اور وہ شفایاب ہوگیا۔ پھر اُس نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ نجدیوں کی طرف مبلغ بھیجیں وہ میری امان میں ہوں گے تاکہ وہ لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیں۔ آپ نے چودہ مہاجرین و انصار کے ساتھ مُنذِر بن عمرو کو بھیجا جب وہ وہاں پہنچے تو انہیں معلوم ہُوا کہ ابوبراء فوت ہو چکا ہے۔ مُنذِر نے سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد چاہی تو آپ نے چالیس مجاہدین کو عمرو بن اُمیّہ کی قیادت میں بھیجا اور فرمایا جب سب جمع ہو جائیں تو مُنذِر سب کا امیر ہوگا۔ جب وہ بئر معونہ پہنچے تو ربیعہ بن ابوبراء کو لکھا کہ ہم تمہارے اور تمہارے والد کی امان میں ہیں۔ ہم آپ کے پاس آئیں یا نہ آئیں؟ اس نے ذمہ داری قبول کرتے ہوئے انہیں بلا لیا۔ ابن سعد نے کہا واقعہ تین ہجری کے آواخر میں وقوع پذیر ہُوا۔ ایک روایت کے مطابق سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ستّر قاریوں پر منذر کو امیر بنا کر بھیجا جب وہ بئر معونہ پہنچے تو حرام بن ملحان کو خطِ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط دے کر عامر بن طفیل کے پاس بھیجا اُس نے حرام کو قتل کر دیا اور دوسرے قاریوں کو قتل کرنے کے لئے بنو عامر کو ابھارا لیکن اُنھوں نے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ ہم ابوبراء کی عہد شکنی نہیں کریں گے پھر بنی سلیم کے قبائل عصیّہ، رِعل، ذکوان، رعب، قارہ اور لحیان کو تیار کیا تو وہ اس کے ساتھ تیار ہوگئے اور عمرو بن اُمیّہ

۳۸۲۳ ـــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا سُلَیْمٰنُ التَّیْمِیُّ عَنْ اَبِیْ مِجْلَزٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَنَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّکُوْعِ شَھْرًا یَدْعُوْ عَلٰی رِعْلٍ وَّذَکْوَانَ وَیَقُوْلُ عُصَیَّۃُ عَصَتِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ

کے سوا تمام قرّاء کو قتل کر دیا۔ وہاں عامر بن طفیل نے ایک مقتول کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ کون ہے تو عمرو ابن اُمیّہ نے کہا یہ عامر بن فہیرہ ہے۔ اُس نے کہا میں نے ان کے قتل ہونے کے بعد ان کو دیکھا کہ ان کو آسمان کی طرف اُٹھا لیا گیا تھا ابن اسحاق نے اپنے اسناد کے ساتھ عروہ سے روائت کی کہ جب عامر بن طفیل جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا وہ شخص کون تھا جسے جب قتل کیا گیا تھا تو تُو نے دیکھا کہ وہ زمین و آسمان کے درمیان اُٹھا لیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ تو نے آسمان اس کے قریب دیکھا تھا پھر اسے زمین پر رکھا گیا تھا۔ عامر بن طفیل نے کہا وہ ابن فہیرہ تھا۔ ابن مبارک اور عبد الرزاق نے زہری کے ذریعہ عروہ سے روائت کی کہ جب اس روز شہداء میں عامر بن فہیرہ کو تلاش کیا گیا تو وہ نہ ملا۔ وہ کہتے تھے کہ فرشتوں نے ان کو اُٹھا لیا ہے یا دفن کر دیا ہے۔ عامر بن فہیرہ کے رفع اور وضع میں ایک فائدہ تو یہ تھا کہ ان کی تعظیم و توقیر ہو اور دوسرا یہ کہ کافروں کے دلوں میں تخویف و ترہیب ہو۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کا نام مُنذر بن عمرو کے نام پر بطور نیک فال رکھا تھا، کیونکہ مُنذر وہ شخص ہے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہُوا اور وہ اللہ سے راضی ہُوا۔ (عینی)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک لوگوں کے نام کے مطابق اولاد کے نام رکھنے چاہئیں۔ اسی طرح حضرت زُبیر نے اپنے بیٹے عروہ کا نام عروہ سلمی کے نام پر رکھا تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا کہ مذکور واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عامر بن طفیل بئر معونہ کے بعد فوت ہُوا تھا اور مذکور واقعہ کے وقت وہ زندہ تھا۔ حالانکہ پہلے گزرا ہے کہ وہ طاعون کی مرض میں اپنے گھوڑے کی پشت پر ہلاک ہو گیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کہ "فانطلق" کا عطف "فبعث" پر ہے۔ "مات" پر عطف نہیں۔ اور درمیان میں عامر کا واقعہ بالتبع مذکور ہے (کرمانی)

۳۸۲۳ ـــ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے رعل، ذکوان قبائل پر نماز میں رکوع کے بعد ایک مہینہ بددعا فرمائی۔ اور فرماتے تھے عُصَیّہ نے اللہ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلّم کی نافرمانی کی۔،

{حدیث ۹۵۲، ۹۵۴، ۹۵۵ کی شرح دیکھیں (وتر کے باب میں)}

۳۸۳۴ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مٰلِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مٰلِكٍ قَالَ دُعَاءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الَّذِيْنَ قَتَلُوْا يَعْنِيْ اَصْحَابَهٗ بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ ثَلٰثِيْنَ صَبَاحًا حِيْنَ يَدْعُوْ عَلٰى رِعْلٍ وَّذَكْوَانَ وَلِحْيَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ قَالَ اَنَسٌ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِيْنَ قُتِلُوْا اَصْحَابِ بِئْرِ مَعُوْنَةَ قُرْاٰنًا قَرَاْنَاهُ حَتّٰى نُسِخَ بَعْدُ بَلِّغُوْا قَوْمَنَا فَقَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَرَضِيْنَا عَنْهُ

۳۸۳۵ — حَدَّثَنَا مُوْسَى ابْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ الْاَحْوَلُ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الْقُنُوْتِ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ كَانَ قَبْلَ الرُّكُوْعِ اَوْ بَعْدَهٗ قَالَ قَبْلَهٗ قُلْتُ

۳۸۳۴ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں پر ایک مہینہ بددعاء فرمائی جنہوں نے بئر معونہ پر آپ کے صحابہ (ستر قاریوں) کو قتل کیا تھا جبکہ آپ رعل، لحیان اور عصیہ پر بد دعاء فرماتے تھے کہ عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ انس نے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان لوگوں کے بارے میں جو بئر معونہ کے روز شہید کئے گئے تھے۔ قرآن نازل کیا جسے ہم پڑھتے : بَلِّغُوْا قَوْمَنَا فَقَدْ لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَرَضِيْنَا عَنْهُ ،، ہماری قوم کو پیغام پہنچا دیں کہ ہم اپنے رب سے جا ملے ہیں وہ ہم سے راضی ہوا ہم اس سے راضی ہوئے۔ یہ پڑھتے رہے حتیٰ کہ منسوخ ہوگئی۔ (حدیث ع ۲۶۱۹ کی شرح دیکھیں)

۳۸۳۵ — ترجمہ : عاصم احول نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نماز میں قنوت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا ہاں (نماز میں قنوت ہے) میں نے کہا رکوع سے پہلے ہے یا اس کے بعد ہے ؟ انس نے کہا رکوع سے پہلے ہے۔ میں نے کہا فلاں شخص نے مجھے آپ کی طرف سے خبر دی تھی کہ آپ رکوع کے بعد کہتے ہیں۔

فَإِنَّ فُلَانًا أَخْبَرَنِي عَنْكَ أَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَهُ قَالَ كَذَبَ إِنَّمَا قَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا إِنَّهُ كَانَ بَعَثَ نَاسًا يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّاءُ وَهُمْ سَبْعُونَ رَجُلًا إِلَى نَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَبَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَقَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوعِ شَهْرًا يَدْعُو عَلَيْهِمْ

۔انس نے کہا جھوٹ کہا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد صرف ایک مہینہ قنوت پڑھی تھی۔ جبکہ آپ نے چند لوگوں کو جنہیں قراء کہا جاتا ہے اور وہ ستر تھے مشرکوں کی طرف بھیجا حالانکہ ان کے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان عہد تھا وہ لوگ غالب آئے اور عہد توڑ دیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ رکوع کے بعد قنوت پڑھی جبکہ آپ ان پہ بددعاء فرماتے تھے۔

۳۸۳۵ — شرح : اگر سوال پوچھا جائے کہ مجاہدین کی طرف لشکر بھیجنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور قبلھم ،، بفتح القاف کا کیا معنیٰ ہے؟ حالانکہ بعض نسخوں میں " قَبْلَهُمْ ،، ہے جو بعد کی ضد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قولہ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ ،، جملہ حالیہ ظرفیہ ہے۔ اصل عبارت اس طرح ہے بَعَثَ إِلَى نَاسٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اى غَيْرِ الْمُعَاهِدِينَ ذَالْحَالُ الخ یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مشرکوں کی طرف قاریوں کو بھیجا جن سے عہد نہ تھا۔ حالانکہ ان لوگوں کے درمیان جوان سے پہلے یا ان کے مقابل تھے۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان عہد تھا یعنی وہ رعل، ذکوان اور عصیہ تھے تو جن سے عہد تھا انھوں نے غلبہ کیا اور عہد توڑ دیا اور جو قاری ان کی امداد کے لئے بھیجے گئے تھے انہیں قتل کر دیا اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پہ بددعاء فرمائی۔

اس کی وضاحت کچھ اس طرح ہے کہ قبیلہ رعل اور ذکوان نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد امان لیا ہوا تھا۔ وہ آپ کے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے اپنے قبیلہ میں بھی ہمارے دشمن ہیں جو ہم پہ غالب ہیں آپ صحابہ کرام کی جماعت ہمارے ساتھ بھیجیں کہ وہ ہماری مدد کریں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر قاری اُن کے ہمراہ کر دیئے۔ تاکہ پہلے ان کو اسلام کی دعوت دیں اگر قبول نہ کریں تو اُن سے جنگ کریں جب وہ بئر معونہ پہنچے تو جن سے عہد نہ تھا ان کے ساتھ مل کر انھوں نے عہد توڑ دیا اور صحابہ کی جماعت کو قتل کر دیا۔

بَابُ غَزْوَةِ الْخَنْدَقِ

وَهِيَ الْأَحْزَابُ قَالَ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ كَانَتْ فِي شَوَّالٍ سَنَةَ أَرْبَعٍ

٣٨٣٦ — حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَهُ يَوْمَ أُحُدٍ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ فَلَمْ يُجِزْهُ وَعَرَضَهُ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَهُوَ ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ فَأَجَازَهُ

الحاصل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر قاریوں کو اُن مشرکوں کی طرف بھیجا تھا جن کے ساتھ عہد نہ تھا۔ اور عہد والوں کا ذکر بطورِ تغلیب ہے، کیونکہ جب اُن میں سے بعض نے عہد کیا تھا گویا کہ سب نے عہد کیا تھا۔ لہٰذا مذکور سوال کا شافی جواب ہوگیا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — غزوۂ خندق

یہی غزوۂ احزاب ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے کہا۔ یہ چار ہجری کے شوّال میں واقع ہوا

٣٨٣٦ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ اُحد کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش ہوئے جبکہ ان کی عمر چودہ برس تھی آپ نے جنگ میں جانے کی اجازت نہ دی پھر غزوۂ خندق میں پیش ہوئے جبکہ وہ پندرہ برس کے تھے تو ان کو اجازت دے دی۔

٣٨٣٦ — شرح : ابوسفیان کی قیادت میں مشرکوں اور یہودیوں کے لشکروں نے مدینہ منورہ کا محاصرہ کرلیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی التماس کے مطابق شہر کے چاروں طرف خندق کھدوادی۔ اس لئے اس کے دو نام ہیں۔ وہ بیس یا چوبیس روز محاصرہ کرنے کے بعد رسوا ہوکر واپس چلے گئے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر کو جلاوطن کردیا تو خیبر چلے گئے پھر اُن کے سرداروں کا ایک گروہ مکہ مکرمہ گیا اور مشرکوں کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اشتعال دلایا۔ تو اُنھوں نے حضورؐ کے ساتھ جنگ

۳۸۳۷ـــ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ عَنْ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْخَنْدَقِ وَھُمْ یَحْفِرُوْنَ وَنَحْنُ نَنْقُلُ التُّرَابَ عَلٰی اَکْتَادِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ لَاعَیْشَ اِلَّا عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ فَاغْفِرْ لِلْمُھَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ

کرنے کا معاہدہ کرلیا پھر وہ غطفان اور سلیم کے پاس گئے تو انھوں نے بھی ان کی موافقت کرلی تو قریش اور اور دوسرے قبائل چودہ ہزار کی تعداد میں جمع ہوگئے۔ ان کا قائد ابو سفیان تھا۔ بنو سلیم ان سے مر ظہران میں لاحق ہوئے جبکہ ان کی تعداد سات سو تھی اور سفیان بن عبدالشمس ان کی قیادت کر رہا تھا۔ اور بنو اسد بھی ان کے ساتھ مل گئے جبکہ ان کا قائد طلحہ بن خُویلد تھا اور قبیلہ فزارہ بھی ایک ہزار اونٹ پر سوار ہو کر عیینہ کی قیادت میں اُن سے آملا۔ اِدھر قبیلہ اشجع چار سو کا لشکر لے آیا اس کا قائد مسعود بن رجیلہ تھا اور حارث ابن عوف بھی بنو مرہ سے چار سو کا سپاہی لے کر آ گیا۔ ان قبائل کا مجموعی شمار تقریباً دس ہزار کے لگ بھگ تھا اور یہ کل تین لشکر تھے جن کی قیادت ابو سفیان کر رہا تھا اور ان کے جنگی امور کی تدبیر کر رہا تھا۔ ابن اسحاق نے کہا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی آمد کا سُنا تو مدینہ منورہ کے ارد گرد خندق کھدوائی جبکہ اس کا مشورہ سلمان فارسی نے دیا تھا طبرانی نے ذکر کیا دُنیا میں سب سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں منوچہر بن ایرج نے خندق کھودی تھی۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ثواب کی ترغیب دلانے کیلئے خود کام کیا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی کام کیا تھا۔ مشرک ستائیس روز یا اس سے کچھ کم واقدی کے مطابق چوبیس روز ٹھہر کر ناکام واپس ہوگئے صرف ایک گھڑی لڑائی ہوئی اور وہ بھی تیروں کے ساتھ۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے بازو میں اسی گھڑی میں تیر لگا تھا جس سے کچھ عرصہ زخمی رہنے کے باعث وفات پا گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں پر سخت سرد ہوا چھوڑ دی جس کے سبب وہ تتر بتر ہوگئے اور اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی اس طرح مدد کی۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوۂ اُحد اور غزوۂ خندق میں ایک سال کا فرق تھا۔ کیونکہ اُحد میں عبداللہ ابن عمر چودہ برس کے تھے اور خندق میں پندرہ برس کے ہوگئے تھے۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق میں شامل ہونے کی ان کو اجازت دی تھی۔

۳۸۳۷ـــ ترجمہ: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم غزوۂ خندق میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ اور صحابہ کرام خندق کی کھدائی کر رہے تھے۔ ہم اپنے کندھوں پر مٹی اُٹھا رہے تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جبکہ صحابہ کی مشقت اور محنت دیکھی)

۳۸۳۸ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ ابْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ عَنْ حُمَيْدٍ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْخَنْدَقِ فَاِذَا الْمُهٰجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ يَحْفِرُوْنَ فِيْ غَدَاةٍ بَارِدَةٍ فَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ عَبِيْدٌ يَعْمَلُوْنَ ذٰلِكَ لَهُمْ فَلَمَّا رَاٰى مَا بِهِمْ مِنَ النَّصَبِ وَالْجُوْعِ قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةِ فَقَالُوْا مُجِيْبِيْنَ لَهٗ نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا

اے اللہ دائمی زندگی صرف آخرت کی زندگی ہے۔ مہاجرین و انصار کی مغفرت فرما۔

۳۸۳۸ ترجمہ: حُمَید نے روایت کی کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق کی طرف تشریف لائے جبکہ مہاجرین و انصار سخت سردی میں صبح کے وقت خندق کی کھدائی کر رہے تھے کیونکہ ان کے غلام نہ تھے جو خندق کھودتے۔ جب آپ نے صحابہ کرام کی مشقت اور بھوک دیکھی تو فرمایا: اے اللہ! زندگی صرف آخرت کی زندگی ہے۔ انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما۔ اُنھوں نے اس کے جواب میں کہا ہم نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی جہاد پر بیعت کی ہے جب تک ہم زندہ رہیں گے۔

۳۸۳۷ ۳۸۳۸ شرح: اس حدیث سے مراد زندگانی ہے۔ یعنی دنیاوی زندگی میں اگرچہ رنج و آلام ہیں۔ بہرکیف یہ گزر جائے گی گویا کہ یہ زندگی ہی نہیں۔ دراصل زندگی وہ ہے جو فانی نہ ہو اور وہ آخرت کی زندگی ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خود خندق کی کھدائی کرتے تھے، کیونکہ ان کے غلام نہ تھے جو یہ کام کرتے۔

ایک روایت میں ہے کہ غزوۂ خندق کے موقع پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

؎ وَالْعَنْ عَضَلًا وَالْقَارَةَ ❊ هُمْ كَلَّفُوْنَا بِنَقْلِ الْحِجَارَةِ " اے اللہ! عضل اور قارہ قبائل پر لعنت فرما اُنھوں نے ہمیں پتھر اُٹھانے کی تکلیف دی ہے۔

۳۸۳۹ــــ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ جَعَلَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَحْفِرُونَ الْخَنْدَقَ حَوْلَ الْمَدِينَةِ وَيَنْقُلُونَ التُّرَابَ عَلَى مُتُونِهِمْ وَيَقُولُونَ نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا ۞ عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدًا ۞ قَالَ يَقُولُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُجِيبُهُمْ اللّٰهُمَّ إِنَّهُ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَةِ ۞ فَبَارِكْ فِي الْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ ۞ قَالَ وَيُؤْتَوْنَ بِمِلْءِ كَفِّي مِنَ الشَّعِيرِ فَيُصْنَعُ لَهُمْ بِإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ تُوضَعُ بَيْنَ يَدَيِ الْقَوْمِ وَالْقَوْمُ جِيَاعٌ وَهِيَ بَشِعَةٌ فِي الْحَلْقِ وَلَهَا رِيحٌ مُنْتِنٌ

۳۸۴۰ــــ حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَنَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ جَابِرًا فَقَالَ إِنَّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ فَعَرَضَتْ كُدْيَةٌ شَدِيدَةٌ فَجَاءُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا هٰذِهِ كُدْيَةٌ عَرَضَتْ

۳۸۳۹ ــــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا مہاجرین و انصار نے مدینہ منورہ کے اردگرد خندق کھودنا شروع کی۔ وہ اپنی پشتوں پر مٹی اٹھا رہے تھے۔ اور کہتے تھے۔ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی ہے۔ کہ جب تک زندہ رہیں گے ہمیشہ جہاد کرتے رہیں گے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ جبکہ آپ ان کو جواب دیتے تھے۔ اے اللہ! نیک کام صرف آخرت کا کام ہے۔ انصار اور مہاجرین میں برکت کر۔ حضرت انس نے کہا پس ایک مٹھی جَو دیئے جاتے اور بدبودار چربی میں ان کے لئے پکائے جاتے اور لوگوں کے آگے رکھے جاتے جبکہ وہ بہت بھوکے ہوتے تھے۔ اور حال یہ تھا کہ وہ بدمزہ طعام حلق کو پکڑتا تھا اور اس سے بُو آتی تھی (بَشِعَہ، کا معنی ہے حلق کو پکڑتا تھا) حدیث ۳۷۳۹ کی شرح دیکھیں

۳۸۴۰ ــــ ترجمہ : عبدالواحد بن ایمن نے اپنے والد سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں جابر بن عبداللہ کے پاس آیا تو انھوں نے کہا ہم خندق کے روز مٹی آگے پیچھے کر رہے تھے کہ سخت پتھریلی زمین نکل آئی۔ صحابہ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ خندق میں سخت پتھریلی زمین نکل آئی ہے۔ آپ نے فرمایا میں وہاں جاتا ہوں پھر آپ اُٹھے ، حالانکہ پیٹ پر پتھر باندھا ہُوا تھا

فِي الْخَنْدَقِ فَقَالَ أَنَا نَازِلٌ ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهُ مَعْصُوبٌ بِحَجَرٍ وَلَبِثْنَا ثَلَاثَةَ
أَيَّامٍ لَا نَذُوقُ ذَوَاقًا فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِعْوَلَ فَضَرَبَ فَعَادَ
كَثِيبًا أَهْيَلَ أَوْ أَهْيَمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ائْذَنْ لِي إِلَى الْبَيْتِ فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي
رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا مَا فِي ذٰلِكَ صَبْرٌ فَعِنْدَكِ شَيْءٌ قَالَتْ
عِنْدِي شَعِيرٌ وَعَنَاقٌ فَذَبَحْتُ الْعَنَاقَ وَطَحَنَتِ الشَّعِيرَ حَتَّى جَعَلْنَا اللَّحْمَ
فِي الْبُرْمَةِ ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعَجِينُ قَدِ انْكَسَرَ وَالْبُرْمَةُ
بَيْنَ الْأَثَافِيِّ قَدْ كَادَتْ أَنْ تَنْضَجَ فَقَالَ طُعَيِّمٌ لِي فَقُمْ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللهِ
وَرَجُلٌ أَوْ رَجُلَانِ قَالَ كَمْ هُوَ فَذَكَرْتُ لَهُ قَالَ كَثِيرٌ طَيِّبٌ قُلْ لَهَا لَا تَنْزِعِ
الْبُرْمَةَ وَلَا الْخُبْزَ مِنَ التَّنُّورِ حَتَّى آتِيَ فَقَالَ قُومُوا فَقَامَ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ
فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ قَالَ وَيْحَكِ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُهَاجِرِينَ
وَالْأَنْصَارِ وَمَنْ مَعَهُمْ قَالَتْ هَلْ سَأَلَكَ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ ادْخُلُوا وَلَا تَضَاغَطُوا

ہم نے تین روز کھانا نہیں کھایا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معول (کدال) پکڑا اور پتھر پر زمین میں مارا تو وہ
ریزہ ریزہ ہو گئی۔ راوی کو شک ہے کہ لفظ "اُھیل" ہے یا "اَھیم" ہے (بمعنی واحد)۔ (جابر نے کہا) میں نے عرض
کیا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" مجھے گھر جانے کی اجازت دیں۔ پھر میں نے اپنی بیوی سے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
میں کوئی شی دیکھی ہے کہ اس میں صبر نہیں ہو سکتا۔ کیا تمہارے پاس کچھ ہے۔ اُس نے کہا میرے پاس صرف جو ہیں اور
ایک بکری کا بچہ ہے۔ میں نے اس کو ذبح کیا اور بیوی نے جو پیسے حتی کہ ہم نے گوشت کے ٹکڑے ہنڈیا میں رکھے
پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا حالانکہ آٹا خمیر ہو رہا تھا اور ہانڈی چولہے پر پکنے کے قریب
تھی۔ میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ" میرے گھر تھوڑا سا کھانا ہے۔ آپ اور ایک دو آدمی تشریف لائیں!
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھانا کس قدر ہے میں نے آپ سے ذکر کیا تو فرمایا پاکیزہ کھانا بہت ہے اور فرمایا اپنی
بیوی سے کہو ہنڈیا چولہے سے نہ اُتارے اور نہ ہی تنور سے روٹیاں نکالے حتی کہ میں آجاؤں اور صحابہ سے
فرمایا سب اُٹھو۔ مہاجرین وانصار سب تیار ہو گئے۔ جب جابر اپنی بیوی کے پاس پہنچے تو کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

فَجَعَلَ يَكْسِرُ الْخُبْزَ وَيَجْعَلُ عَلَيْهِ اللَّحْمَ وَيُخَمِّرُ الْبُرْمَةَ وَالتَّنُّورَ إِذَا أَخَذَ مِنْهُ وَيُقَرِّبُ إِلَى أَصْحَابِهِ ثُمَّ يَنْزِعُ فَلَمْ يَزَلْ يَكْسِرُ الْخُبْزَ وَيَغْرِفُ حَتَّى شَبِعُوا وَبَقِيَ بَقِيَّةٌ قَالَ كُلِي هٰذَا وَأَهْدِي فَإِنَّ النَّاسَ أَصَابَتْهُمْ مَجَاعَةٌ

،،مہاجرین و انصار اور جو بھی اُن کے ساتھ ہیں سب کو ساتھ لائے ہیں۔ جابر کی بیوی نے کہا آپ نے تم سے کچھ پُوچھا تھا میں نے کہا جی ہاں! (جب آ گئے) تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اندر آؤ اور ایک دوسرے کو تنگ نہ کرو! پھر آپ نے روٹیوں کے ٹکڑے کئے اور ان پر گوشت رکھا اور جب ہنڈیا اور تنور سے کچھ نکالتے تو ان کو ڈھانپ دیتے اور کھانا صحابہ کے آگے رکھتے پھر اسی طرح کرتے رہے حتیٰ کہ وہ سب سیر ہو گئے اور کچھ کھانا باقی بچ رہا۔ اور جابر کی بیوی سے فرمایا یہ کھاؤ اور لوگوں کو ہدیہ بھی بھیجو، کیونکہ ان کو قحط سالی نے پریشان کیا ہے،،

۳۸۴۰ — شرح : كُدْيَةٌ ،، سخت زمین جس میں کدال بھی اثر انداز نہ ہو سکے۔ ایک روایت میں كَذَّانَةٌ ،، ہے۔ یعنی پہاڑ کا ٹکڑا یا پتھر وغیرہ ایک دوسری روایت میں عَبْلَةٌ بمعنی سخت پتھر ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھوک کے باعث پیٹ شریف پر پتھر باندھا ہُوا تھا، کیونکہ بھوک کی وجہ سے پیٹ بہت ہلکا ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس پر پتھر باندھا جاتا ہے کہ کمر سیدھی رہے اور ٹیڑھی نہ ہو، کیونکہ بھوکا انسان کبڑا ہو جاتا ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا پتھر باندھنے کا فائدہ یہ ہے کہ پتھر کی برودت سے بھوک کی حرارت میں کمی ہو جاتی ہے۔

ابن حبان رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا صحیح اور درست یہ ہے کہ لفظ حَجَرٌ نہیں بلکہ حجز بالزاء ہے، کیونکہ پیٹ پر پتھر باندھنے سے بھوک میں کچھ اثر نہیں ہوتا۔ قولہ ائْذَنْ لِي إِلَى الْبَيْتِ الخ یعنی آپ مجھے گھر جانے کی اجازت دیں تو آپ نے مجھے گھر جانے کی اجازت دی تو میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت بھوک ہے۔ حدیث شریف میں یہ عبارت محذوف ہے۔ حضرت جابر کی بیوی کا نام سُہَیْلہ بنت مسعود ابن اوس ہے وہ ظفریہ انصاریہ ہیں۔ اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ قولہ قُومُوا الخ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا جابر کے گھر کھانے کی دعوت ہے سب چلو۔ جابر گھر آئے اور واقعہ بیان کیا تو اُن کی بیوی نے کہا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تھا کہ کھانا کس قدر ہے؟ ایک روایت میں اللہ اعلم! ہم نے عرض کر دیا تھا کہ ہمارے گھر میں اتنا طعام ہے۔ ابو زبیر نے جابر سے روایت کی کہ سُہیلہ نے جابر سے کہا واپس جاؤ اور آپ سے عرض کرو کہ کھانا تھوڑا سا ہے۔ جابر نے حاضر ہو کر کہا یا رسُول اللہ! ہمارے گھر صرف بکری کا بچہ اور ایک صاع (چار سیر) جو ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واپس جاؤ اور کسی شئ کو مت اِدھر اُدھر کرو اور میرے آنے تک ہنڈیا سے بھی کچھ نہ نکالو! جب حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہنچے تو آپ نے فرمایا آرام سے بیٹھ جاؤ

۳۸۴۱ــــ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَمَّا حُفِرَ الْخَنْدَقُ رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيدًا فَانْكَفَيْتُ إِلَى امْرَأَتِي فَقُلْتُ هَلْ عِنْدَكِ شَيْءٌ فَإِنِّي رَأَيْتُ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمَصًا شَدِيدًا فَأَخْرَجَتْ إِلَيَّ جِرَابًا فِيهِ صَاعٌ مِنْ شَعِيرٍ وَلَنَا بُهَيْمَةٌ دَاجِنٌ فَذَبَحْتُهَا وَطَحَنَتِ الشَّعِيرَ فَفَرَغَتْ إِلَى فَرَاغِي وَقَطَّعْتُهَا فِي بُرْمَتِهَا ثُمَّ وَلَّيْتُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَا تَفْضَحْنِي بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَنْ مَعَهُ فَجِئْتُهُ فَسَارَرْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ ذَبَحْنَا بُهَيْمَةً لَنَا وَطَحَنْتُ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ كَانَ عِنْدَنَا فَتَعَالَ أَنْتَ وَنَفَرٌ مَعَكَ فَصَاحَ

اور ایک دوسرے کو تنگ نہ کرو۔ آپ نے کھانا کھلایا سارے صحابہ کرام سیر ہونے کے بعد کھانا بچ گیا۔ تو سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قحط سالی ہے۔ لوگ بھوک کا شکار ہیں۔ ہم نے سارا دن لوگوں کو کھانا کھلایا۔

۳۸۴۱ ـــ ترجمہ: سعید بن میناء نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو یہ ذکر کرتے ہوئے سنا کہ جب خندق کھودی جارہی تھی میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں سخت بھوک دیکھی۔ تو میں اپنی بیوی کے پاس جاکر کہا کیا تمہارے پاس کھانے کی کوئی شئی ہے؟ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سخت بھوک دیکھی ہے۔ اس نے بوری نکالی جس میں ایک صاع جَو تھے ہماری گھریلو بکری کا ایک بزغالہ تھا۔ میں نے اس کو ذبح کیا اور اس نے جَو پسے وہ میرے ذبح سے فارغ ہونے تک فارغ ہوگئی۔ میں نے گوشت کے ٹکڑے کر کے ہنڈیا میں ڈال دیئے پھر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جانے لگا

تو مجھے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا اَهْلَ الْخَنْدَقِ اِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُوْرًا فَحَيَّ هَلًا بِكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْزِلُنَّ بُرْمَتَكُمْ وَلَا تَخْبِزُنَّ عَجِيْنَكُمْ حَتّٰى اَجِيْءَ فَجِئْتُ وَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْدُمُ النَّاسَ حَتّٰى جِئْتُ امْرَاَتِيْ فَقَالَتْ بِكَ وَبِكَ فَقُلْتُ قَدْ فَعَلْتُ الَّذِيْ قُلْتِ فَاَخْرَجَتْ لَهٗ عَجِيْنَنَا فَبَسَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ ثُمَّ عَمَدَ اِلٰى بُرْمَتِنَا فَبَسَقَ فِيْهِ وَبَارَكَ ثُمَّ قَالَ اُدْعُ خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعِيَ وَاقْدَحِيْ مِنْ بُرْمَتِكُمْ فَلَا تُنْزِلُوْهَا وَهُمْ اَلْفٌ فَاُقْسِمُ بِاللّٰهِ لَاَكَلُوْا حَتّٰى تَرَكُوْهُ وَانْحَرَفُوْا وَاِنَّ بُرْمَتَنَا لَتَغِطُّ كَمَا هِيَ وَاِنَّ عَجِيْنَنَا لَيُخْبَزُ كَمَا هُوَ

اور آپ کے صحابہ کے سامنے مجھے رُسوا نہ کرنا۔ میں نے حضور علیہ السّلام کی خدمت میں حاضر ہو کر آہستہ بات کی اور عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے اپنا بزغالہ ذبح کیا ہے۔ ایک صاع جَو پیسے ہیں جو ہمارے گھر تھے۔ آپ اور چند صحابی آپ کے ساتھ تشریف لائیں (یہ سُن کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے خندق کھودنے والو! جابر نے کھانے کی دعوت دی ہے۔ سب چلو اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے آنے تک ہنڈیا چولہے سے نہ اُتارو اور نہ ہی خمیر کی روٹیاں پکاؤ! میں گھر آیا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی لوگوں کے آگے آگے چل پڑے۔ میں نے اپنی بیوی سے آکر بیان کیا تو اُس نے کہا خُدا تیرے ساتھ ایسا ایسا کرے (بطور دعاء) میں نے کہا میں نے تو وہی کہا تھا جو تو نے کہا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خمیر پیش کیا آپ نے اس میں لعابِ دہن شریف ڈالا اور برکت کی دُعاء فرمائی۔ پھر ہانڈی کی طرف متوجہ ہوئے اور اس میں لعابِ دہن شریف ڈالا اور برکت کی دعاء فرمائی۔ پھر فرمایا روٹیاں پکانے والی بلاؤ! وہ تمہارے ساتھ روٹیاں پکائے اور ہنڈیا سے سالن نکالتی رہو اور اسے چولہے سے نہ اُتارو! حال یہ تھا کہ صحابہ ایک ہزار تھے۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ اُن سب نے سیر ہو کر کھایا حتیٰ کہ اسے باقی چھوڑ کر چلے گئے، حالانکہ ہماری ہنڈیا جوں کی توں جوش مار رہی تھی اور خمیر سے روٹیاں پکائی جا رہی تھیں"

۳۸۴۱ — **شرح**: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا یہ دوسرا طریق ہے جسے عامر بن علی بصری نے ابوعاصم سے ذکر کیا ہے۔ حدیث ۲۸۶۳ میں بھی باختصار

٣٨٤٢ــــ حَدَّثَنِیْ عُثْمَانُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ قَالَتْ كَانَ ذَاكَ یَوْمَ الْخَنْدَقِ

٣٨٤٣ــــ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَنْقُلُ التُّرَابَ یَوْمَ الْخَنْدَقِ

یہ مذکور ہے۔ قولہ سورًا ، یہ فارسی لفظ ہے۔ طیبی نے ذکر کیا کہ اکثر صحیح احادیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فارسی میں کلام کیا ؛ چنانچہ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے فرمایا دو کخ ، اور عبدالرحمٰن سے مَہْیَم فرمایا یعنی یہ کیا ہے۔ ام خالد سے سَنا سَنا فرمایا یعنی بہت اچھا ہے۔ سؤر بالہمزہ کا معنی سجا ہوا۔ فَحَیَّ هَلًا بِكُمْ یعنی جلدی آؤ۔ قولہ فَقَالَتْ بِکَ بِکَ الخ در اصل عبارت اس طرح ہے۔ فَعَلَ اللّٰهُ بِکَ كَذَا وَكَذَا ، یعنی تم بہت لوگوں کو لے آئے کھانا تو بہت کم ہے۔ اس طرح ہماری رسوائی ہوگی۔ اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بہت بڑا معجزہ ہے اور یہ نبوت کی دلیل ہے۔

٣٨٤٢ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت کریمہ " جب انھوں نے تم پر اُوپر کی طرف اور نیچے کی طرف سے حملہ کیا اور تمہاری آنکھیں پتھرا گئی تھیں کی تفسیر میں فرمایا یہ غزوہ خندق کی حالت تھی "

٣٨٤٣ــــ شرح : یعنی قوم غطفان جو تمہارے مشرق کی جانب ہیں۔ انہوں نے تم پر اُوپر کی جانب سے حملہ کیا۔ اور تمہارے نیچے کی جانب مغرب سے قریش نے حملہ کیا یعنی کفار نے ہر طرف سے تمہیں گھیر لیا اور تمہاری نظریں اپنی راہ سے پھری ہوئی تھیں اور پتھرا گئی تھیں۔ جو کسی طرف متوجہ نہیں ہوتی تھیں "غزوہ خندق کا سبب" حدیث ٣٨٣٦ کی شرح میں تفصیلاً مذکور ہے۔ جب ہر طرف سے کفار نے مدینہ منورہ کا گھیراؤ کر لیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین ہزار مسلمانوں کو لے کر ان کے مقابلہ میں نکلے اور اپنی پشتیں سلع پہاڑ کی طرف کر لیں تاکہ پیچھے سے کوئی حملہ آور نہ آئے اپنے اور کفار کے درمیان خندق کھدوا دی۔ عورتیں اور بچے ٹیلوں پر چڑھ گئے۔ ابن اسحاق نے کہا ان میں لڑائی صرف تیروں سے ہوئی۔ البتہ عمرو بن عبدود عامری کچھ ساتھی لے کر خندق کی ایک تنگ جگہ سے داخل ہوا اور تھوڑی زمین میں آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کا مقابلہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ پھر نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ مخزومی مقابلہ کے لئے نکلا تو اس کا مقابلہ زبیر رضی اللہ عنہ نے کیا اور اس کو قتل کر دیا۔ ان دونوں کے قتل سے باقی شکست خوردہ بھاگ گئے۔ تقریبًا چوبیس یا پچیس روز کافروں نے مدینہ منورہ کا محاصرہ کیا۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ نے سرد ہوا چھوڑی اور وہ سب منتشر ہو کر بھاگ گئے

حَتَّى اَغْمَرَ بَطْنَهُ اَوْ اَغْبَرَّ بَطْنُهُ يَقُوْلُ وَاللهِ لَوْلَا اللهُ مَا اهْتَدَيْنَا ؛ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا ؛ فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا ؛ وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا ؛ اِنَّ الْاُوْلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا ؛ اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا ؛ وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ اَبَيْنَا اَبَيْنَا

۳۸۴۴ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَاُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ

قولہ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ ، یعنی گھبراہٹ سے نظریں پھرا گئیں اور دشمن کے سوا کسی طرف متوجہ نہ ہوتی تھیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کفار غطفان کا مشرق کی طرف سے قریش کا مغرب کی طرف سے حملہ آور ہونا ابصار کا پتھرا جانا و قلوب کا منہ کو آنا۔ غزوۂ خندق کے وقت کا حال ہے۔ واللہ اعلم

۳۸۴۳ — ترجمہ : حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خندق کے دن مٹی اٹھاتے تھے حتی کہ غبار نے آپ کا پیٹ شریف چھپا رکھا تھا یا آپ کا پیٹ شریف غبار آلود ہو گیا تھا۔ جبکہ یہ اشعار پڑھ رہے تھے ۔ اگر اللہ کا کرم نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ صدقہ کرتے نہ نمازیں پڑھتے۔ ہم کو عزت و وقار عنایت کر۔ اگر ہم دشمن کا مقابلہ کریں تو ہم کو ثابت قدم رکھ بے شک مکہ والوں نے ہم پر زیادتی کی ہے۔ جب انھوں نے فتنہ کا ارادہ کیا تو ہم نے اس کا صاف انکار کر دیا۔

۳۸۴۴ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صباء کے ذریعے میری مدد کی گئی اور عاد کو پچھوا ہوا سے ہلاک کیا گیا۔

۳۸۴۴ — شرح : یعنی غزوۂ خندق میں اللہ تعالیٰ نے بادِ صبا ٹھنڈی ہوا چلائی جس نے ان کے منہ پھیر دیئے اور وہ شکست خوردہ بھاگ گئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ، ہم نے ان پر ہوا بھیجی اور لشکر بھیجے جن کو تم نہیں دیکھتے تھے۔ اس آیت کی تفسیر میں مجاہد نے کہا اللہ تعالیٰ نے ہوا مسلط کر دی اس نے ان کی ہنڈیاں الٹ دیں خیمے اکھاڑ دیئے اور ان کو بھاگ جانے پر مجبور کر دیا۔ صَبا ، مشرقی ہوا ہے جبکہ دبور غربی ہوا ہے۔ کہا گیا جب تو قبلہ کی طرف منہ کرے تو جو ہوا پیچھے سے آئے وہ صبا ہے اور دبور اس کے برعکس ہے۔ جب کفار نے مدینہ منورہ کا محاصرہ کیا تھا تو بادِ صبا چلی تھی

۳۸۴۵ — حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُرَیْحُ بْنُ مَسْلَمَۃَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ یُحَدِّثُ قَالَ لَمَّا کَانَ یَوْمُ الْاَحْزَابِ وَخَنْدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُهٗ یَنْقُلُ مِنْ تُرَابِ الْخَنْدَقِ حَتّٰی وَارٰی عَنِّیْ الْغُبَارُ جِلْدَۃَ بَطْنِهٖ وَکَانَ کَثِیْرَ الشَّعْرِ فَسَمِعْتُهٗ یَرْتَجِزُ بِکَلِمَاتِ ابْنِ رَوَاحَۃَ وَهُوَ یَنْقُلُ مِنَ التُّرَابِ وَیَقُوْلُ ؛ اَللّٰهُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَیْنَا ؛ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا ؛ فَاَنْزِلَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا ؛ وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَیْنَا ؛ اِنَّ الْاُولٰی رَغِبُوْا عَلَیْنَا ؛ وَاِنْ اَرَادُوْا فِتْنَۃً اَبَیْنَا ؛ قَالَ ثُمَّ یَمُدُّ صَوْتَهٗ بِاٰخِرِهَا

جس کی تاب نہ لاکر کافر بھاگ نکلے تھے۔

۳۸۴۵ — ترجمہ : ابو اسحاق نے کہا میں نے براء کو یہ بیان کرتے ہوئے سُنا کہ جب احزاب اور خندق کا دن تھا۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ خندق کی مٹی اُٹھاتے تھے۔ حتیٰ کہ غبار سے مجھ سے آپ کے بطن شریف کا چمڑا چھپا رکھا تھا۔ جبکہ آپ کے بال بہت تھے۔ میں نے آپ کو ابن رواحہ کے کلمات سے رجز کہتے ہوئے سُنا جبکہ آپ مٹی اُٹھاتے تھے چنانچہ فرماتے تھے ۔ اے اللہ اگر تیرا کرم نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ صدقہ کرتے نہ نمازیں پڑھتے ہم کو عزت و وقار عنایت کر۔ اگر ہم دشمن سے مقابلہ کریں تو ہم کو ثابت قدم رکھ بے شک مکہ والوں نے ہم پر زیادتی کی ہے۔ جب انہوں نے فتنہ کا ارادہ کیا تو ہم نے اس کا انکار کر دیا۔ پھر اس کے آخر میں آواز شریف بلند فرماتے۔

۳۸۴۵ — شرح : قولہ کان کثیر الشعر الخ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بطن شریف پر بال کثیر تھے۔ حالانکہ ایسا نہیں، کیونکہ شمائل میں آپ کی صفت میں یہ مذکور ہے کہ آپ کے صدر شریف پر زیادہ بال نہ تھے بلکہ آپ ذی مسربہ تھے۔ یعنی سینہ سے پیٹ تک باریک دھاری دار بال تھے۔ لیکن ان دونوں حدیثوں میں مخالفت نہیں کیونکہ آپ کے سینہ شریف کے بال شریف باریک دھاری ہونے کے ساتھ ساتھ کثیر بھی تھے یعنی منتشر نہ تھے بلکہ طول کی جانب لمبے بال

۳۸۴۶ — حَدَّثَنِیْ عَبْدَۃُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ھُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ اَوَّلُ یَوْمٍ شَھِدْتُّہٗ یَوْمُ الْخَنْدَقِ

۳۸۴۷ — حَدَّثَنِیْ اِبْرَاھِیْمُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ اَخْبَرَنَا ھِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّھْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَاَخْبَرَنِیْ ابْنُ طَاؤُسٍ عَنْ عِکْرِمَۃَ بْنِ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی حَفْصَۃَ وَنَوْسَاتُھَا تَنْطُفُ قُلْتُ قَدْ کَانَ مِنْ اَمْرِ النَّاسِ مَا تَرَیْنَ فَلَمْ یُجْعَلْ لِیْ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ فَقَالَتِ الْحَقْ فَاِنَّھُمْ یَنْتَظِرُوْنَکَ وَاَخْشٰی اَنْ یَّکُوْنَ فِیْ احْتِبَاسِکَ عَنْھُمْ فُرْقَۃٌ فَلَمْ تَدَعْہُ حَتّٰی ذَھَبَ فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ خَطَبَ مُعٰوِیَۃُ قَالَ مَنْ کَانَ یُرِیْدُ اَنْ یَّتَکَلَّمَ فِیْ ھٰذَا الْاَمْرِ فَلْیُطْلِعْ

تھے۔ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ غزوۂ موتہ میں امیر لشکر بنے اور اسی غزوہ میں شہید ہو گئے تھے۔

۳۸۴۶ — ترجمہ: عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا سب سے پہلے میں جس جنگ میں شریک ہوا وہ غزوۂ خندق تھا۔ (یعنی سب سے پہلے میں نے غزوۂ خندق میں شرکت کی تھی پہلے یہ ذکر گزرا ہے کہ وہ غزوۂ احد میں چودہ برس کے تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں شریک ہونے سے روک دیا تھا اسی طرح بدر میں بھی شریک نہ تھے)

۳۸۴۷ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس گیا جبکہ ان کے بالوں سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ میں نے کہا لوگوں کے امر سے جو کچھ ہوا تم دیکھتی ہو۔ میرے لئے امر سے کچھ نہیں کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا لوگوں سے ملو وہ تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ تمہارے رُک جانے سے اختلاف ہو جائے گا۔ پس ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے ان کو نہ چھوڑا حتی کہ وہ چلے گئے۔ جب لوگ

لَنَا قَرْنَهُ فَلَنَحْنُ اَحَقُّ بِهِ مِنْهُ وَمِنْ اَبِيْهِ قَالَ حَبِيْبُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَهَلَّا اَجَبْتَهُ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَحَلَلْتُ حُبْوَتِيْ وَهَمَمْتُ اَنْ اَقُوْلَ اَحَقُّ بِهٰذَا الْاَمْرِ مِنْكَ مَنْ قَاتَلَكَ وَاَبَاكَ عَلَى الْاِسْلَامِ فَخَشِيْتُ اَنْ اَقُوْلَ كَلِمَةً تُفَرِّقُ بَيْنَ الْجَمْعِ وَتَسْفِكُ الدَّمَ وَيُحْمَلُ عَنِّيْ غَيْرُ ذٰلِكَ فَذَكَرْتُ مَا اَعَدَّ اللّٰهُ فِي الْجِنَانِ قَالَ حَبِيْبٌ حُفِظْتَ وَعُصِمْتَ قَالَ مَحْمُوْدٌ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَنَوْسَاتُهَا

جب لوگ معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کر کے چلے گئے تو امیر معاویہ نے خطبہ دیا اور کہا جو کوئی اس امر (خلافت) میں بات کرنا چاہتا ہے وہ اپنا سر ظاہر کرے (سامنے آئے) ہم خلافت میں اس سے اور اس کے باپ سے زیادہ مستحق ہیں۔ حبیب بن مسلمہ نے ابن عمر سے کہا آپ نے جواب کیوں نہیں دیا؟ عبداللہ نے کہا میں نے اپنی گٹھڑی کھولی تھی اور یہ کہنے کا ارادہ کیا تھا کہ اس خلافت میں تجھ سے زیادہ حقدار وہ ہے جو تیرے اور تیرے باپ کے ساتھ اسلام میں جنگ کر چکا ہے۔ پھر مجھے ڈر ہوا کہ میں کوئی ایسی بات کر دوں گا جو لوگوں میں تفرق کر دے اور ان میں خونریزی ہو۔ اور مجھ سے اس کے سوا (فتنہ وفساد) مشہور ہو جائے تو میں نے وہ نعمتیں ذکر کی جو اللہ تعالیٰ نے جنت میں تیار کر رکھی ہے۔ حبیب نے کہا تم نے اپنے آپ کو بچا لیا اور فتنہ وفساد برپا کرنے سے باز رہے۔ محمود نے عبدالرزاق سے "وَنَوْسَاتُهَا" روایت کی ہے۔

۳۸۴۷ — **شرح** : اس حدیث کی تفصیل اس طرح ہے کہ جب حضرت علی المرتضیٰ اور معاویہ رضی اللہ عنہما میں اختلاف ہوا تو لوگوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما دونوں کو حکم مقرر کیا کہ جو یہ دونوں فیصلہ کر دیں وہ ہر ایک کے قابلِ قبول ہوگا (اس کی تفصیل ہم نے تنویر الازہار ترجمہ نور الابصار میں بسط سے کی ہے) حضرت ابوموسیٰ حضرت علی کی طرف سے فیصل تھے جبکہ عمرو بن عاص امیر معاویہ کی طرف سے حکم مقرر ہوئے تھے۔ جب وہ فیصلہ کرنے لگے تو عمرو بن عاص نے ابوموسیٰ سے کہا جس بات پر ہمارا اتفاق ہوا ہے وہ لوگوں سے بیان کریں؛ چنانچہ ابوموسیٰ نے خطبہ کے بعد کہا اے لوگو! ہم نے اس اُمت کے معاملہ پر غور و خوض کیا ہے۔ ہم نے زیادہ اچھی بات، جس میں امت کی اصلاح ہو اور ان کا متفرق شیرازہ مجتمع ہو۔ یہی دیکھی ہے جس پر میں نے اور عمرو نے اتفاق کیا ہے کہ ہم علی اور معاویہ دونوں کو معزول کر دیں اور خلافت کا معاملہ شوریٰ کے سپرد کر دیں اور اس امت کے لئے از سرِ نو خلافت کا چناؤ کریں جس کو لوگ پسند کریں اسے خلیفہ مقرر کر لیا جائے۔ میں علی اور معاویہ دونوں کو معزول کرتا ہوں پھر وہ ایک

طرف ہوگئے اور عمرو بن عاص آئے اور ابو موسیٰ کی جگہ کھڑے ہو کر خطبہ دیا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد کہا ابو موسیٰ نے جو کچھ کہا ہے تم نے سن لیا ہے۔ اُنھوں نے علی کو معزول کر دیا ہے۔ میں نے بھی اُن کو معزول کر دیا ہے۔ جیسے اُنھوں نے معزول کیا ہے۔ اور میں معاویہ کو بحال رکھتا ہوں اور انہیں معزول نہیں کرتا ہوں، کیونکہ وہ عثمان کے ولی ہیں اور اُن کے قصاص کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ لہٰذا سب لوگوں سے زیادہ خلافت کے حقدار وہ ہیں جب یہ بات ہوگئی تو حضرت امیر معاویہ نے خطبہ دیا اور اپنے خطاب میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر تعریض کرتے ہوئے کہا کہ جو اس خلافت کی اُمید رکھتا ہے وہ ہمارے سامنے آئے ہم اس سے اور اس کے والد سے خلافت کے زیادہ حقدار ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے اس کو یہ جواب دینا چاہا تھا کہ اس امر کا مستحق وہ ہے جس نے تیرے اور تیرے باپ سے اسلام میں جنگیں کی ہیں جبکہ تم اور تمہارا باپ دونوں کافر تھے، لیکن میں یہ سمجھتے ہوئے کہ اس بات سے لوگوں میں خونریزی ہوگی خاموش رہا اور جنت کی خواہش پر اکتفاء کی جو اللہ نے ہمارے لئے تیار کر رکھی ہے جیب جو حضرت امیر معاویہ کے موافقین میں سے تھا نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر کی رائے درست ہے۔ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تیسیر القاری میں ذکر کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی ہمشیرہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ لوگوں نے معاویہ کی بیعت کر لی ہے اور اس میں مجھے نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ اور مجھے امارت سے کچھ نہیں دیا۔ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ عبداللہ کی عدم شرکت سے لوگوں میں اختلاف نہ ہو جلدی جانے پر مجبور کیا۔ جب عبداللہ وہاں پہنچے جہاں معاویہ کے حق میں عمرو نے فیصلہ دیا تھا اور قضیہ تحکیم بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے خوارج علیحدہ ہوگئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ سے مذکورہ بات کی" لیکن ظاہر یہ ہے کہ عبداللہ بن عمر اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جو گفتگو ہوئی تھی وہ تحکیم کے موقعہ پر نہ تھی بلکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ہوئی بلکہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد یہ گفتگو ہوئی تھی کیونکہ قضیۂ تحکیم میں عبداللہ بن عمر خلافت کے امیدوار نہ تھے۔ البتہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد انہیں خلافت کی توقع کی تھی۔

شیخ عبدالرزاق سے محمود نے روایت کی کہ نسواتہا کی جگہ نوساتہا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا صحیح یہی ہے ابوالولید نے بھی اسی کو درست کہا ہے۔ کیونکہ یہ نَاسَ یَنُوسُ سے ہے جیسے قَالَ یَقُوْلُ اور نوسات نوسہ کی جمع بمعنی تحریک ہے۔ یعنی حرکت کرنا۔ بالوں کو نوسات کہتے ہیں کیونکہ وہ بھی حرکت کرتے ہیں۔

قولہ قد کان من امر الناس الخ یعنی حضرت علی المرتضیٰ اور معاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان جنگ صفین کے معاملہ میں تحکیم کا فیصلہ ہوا تھا۔ حضرت عبداللہ نے اپنی ہمشیرہ سے مشورہ لیا کہ وہ تحکیم کے معاملہ میں شریک ہوں یا نہ ہوں تو ام المؤمنین نے یہی مشورہ دیا کہ ضرور جائیں تاکہ ان کی عدم شرکت سے لوگوں میں خونریزی نہ ہونے پائے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۸۴۸ــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنْ سُلَیْمٰنَ بْنِ صُرَدٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْاَحْزَابِ نَغْزُوْھُمْ وَلَا یَغْزُوْنَنَا ۳۸۴۹ــ حَدَّثَنِیْ عَبْدُاللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِیْلُ سَمِعْتُ اَبَا اِسْحٰقَ یَقُوْلُ سَمِعْتُ سُلَیْمٰنَ بْنَ صُرَدٍ یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ حِیْنَ اُجْلِیَ الْاَحْزَابُ عَنْہُ اَلْاٰنَ نَغْزُوْھُمْ وَلَا یَغْزُوْنَنَا نَحْنُ نَسِیْرُ اِلَیْھِمْ

۳۸۴۸ــ ترجمہ: سلیمان بن صُرد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب کے دن فرمایا (جب قریش بھاگ گئے) ہم اُن سے غزوہ لڑیں گے وہ ہم سے جنگ نہیں کر سکیں گے"

۳۸۴۸ــ شرح: جب قریش غزوہ خندق کے دن نا اُمید ہو کر واپس چلے گئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اب اس کے بعد قریش میں ہم پر حملہ کرنے کی طاقت نہ ہوگی۔ البتہ ہم ان پر حملہ آور ہوں گے یہ آپ نے پانچ ہجری کو ذوالقعدہ کی ۲۳ تاریخ کو فرمایا تھا؛ چنانچہ اس کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر حملے کرتے رہے حتیٰ کہ مکہ مکرمہ فتح کر لیا۔ یہ آپ کا معجزہ ہے کہ آپ نے ایسے واقعہ کی خبر دی جو یقیناً ہوا۔

سُلیمان بن صُرد رضی اللہ عنہ

وہ مشہور صحابی خزاعی ہیں۔ اُن کا نام لیسار تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تبدیل کر دیا اہل کوفہ حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما کا قصاص لینے کے لئے گئے تھے ان میں وہ بھی شریک تھے اور سب سے کم عمر بھی تھے۔ اس میں وہ اور ان کے ساتھی "عین الوردہ" میں ۶۵ھ ہجری کو شہید ہو گئے تھے

۳۸۴۹ــ ترجمہ: اسرائیل نے کہا میں نے ابو اسحاق کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ سلیمان بن صُرد نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا، جبکہ احزاب (کافروں کے لشکر) واپس چلے گئے اب ہم اُن پر حملہ آور ہوں گے انہیں ہم سے لڑنے کی طاقت نہ ہوگی! ہم اُن پر چڑھائی کریں گے۔ (اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کافروں کے لشکر اپنے اختیار سے واپس نہیں گئے تھے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنے سے گئے تھے۔ کیونکہ

۳۸۵۰ــــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ مَلَأَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ

۳۸۵۱ــــ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَاءَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ جَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كِدْتُ اَنْ اُصَلِّيَ حَتّٰى كَادَتِ الشَّمْسُ اَنْ تَغْرُبَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا وَاللّٰهِ مَا صَلَّيْتُهَا فَنَزَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ لِلصَّلٰوةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا فَصَلَّى الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ

جَلَا یُجْلُوْ کا معنیٰ ہے جو اپنے وطن سے بھاگ نکلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اُن پر چڑھائی کریں گے چنانچہ آپ نے چڑھائی کی اور مکہ فتح کیا)

۳۸۵۰ــــ ترجمہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے دن فرمایا اللہ تعالیٰ کافروں کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے انہوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطی پڑھنے سے روکا حتی کہ سورج غروب ہوگیا۔

(حدیث ۲۷۳۴ کی شرح دیکھیں)

۳۸۵۱ــــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ خندق کے دن سورج غروب ہونے کے بعد آئے اور کفار قریش کو گالیاں دینے لگے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، میں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی حتی کہ سورج غروب ہوگیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا! میں نے بھی عصر کی نماز نہیں پڑھی۔ پھر ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وادی بطحان میں ٹھہرے اور آپ نے نماز پڑھنے کے لئے وضو کیا

٣٨٥٢ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا ثُمَّ قَالَ مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا ثُمَّ قَالَ مَنْ يَأْتِينَا بِخَبَرِ الْقَوْمِ فَقَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا قَالَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَإِنَّ حَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ

٣٨٥٣ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ أَعَزَّ جُنْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَغَلَبَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ فَلَا شَيْءَ بَعْدَهُ

تو ہم نے بھی وضوء کیا۔ آپ نے سورج غروب ہونے کے بعد عصر کی نماز پڑھی۔ پھر اس کے بعد مغرب کی نماز پڑھی۔ (حدیث ۵۷۴ کی شرح دیکھیں)

٣٨٥٢ — ترجمہ : ابن منکدر نے کہا میں نے جابر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب (خندق) کے دن فرمایا کون ہے جو ہمیں کفار کی خبر دے۔ حضرت زبیر نے کہا میں ان کی خبر لاتا ہوں پھر آپ نے فرمایا کون ہے جو ہمیں کفار کی خبر دے۔ زبیر نے کہا میں ہوں پھر آپ نے (تیسری بار) فرمایا کون ہے جو کفار کی خبر لائے۔ زبیر نے کہا میں ان کی خبر لاتا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کے مددگار ہوتے ہیں میرا مددگار زبیر ہے۔ (حدیث ۲۶۵۱ کی شرح دیکھیں)

٣٨٥٣ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے۔ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ تنہا ہے اس نے اپنے لشکر کو غالب کیا اپنے بندے کی مدد کی۔ کافروں کے لشکروں کو مغلوب کیا وہ باقی ہے۔ اس کے بعد کچھ نہیں

٣٨٥٣ — شرح : یعنی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو غلبہ دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور قریش اور دیگر کفار لشکروں کو مغلوب کیا جو مدینہ منورہ پر حملہ آور ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے وجود کی نسبت تمام اشیاء کالعدم ہیں یا معنی یہ ہے کہ ہر شئی فنا ہو جائے گی ہر شئی کے بعد

۳۸۵۴ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَزَارِيُّ وَعَبْدَةُ عَنْ إِسْمٰعِيلَ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفٰى يَقُولُ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْأَحْزَابِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ اللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ.

۳۸۵۵ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مُوسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ وَنَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنَ الْغَزْوِ أَوِ الْحَجِّ أَوِ الْعُمْرَةِ يَبْدَأُ فَيُكَبِّرُ ثَلٰثَ مِرَارٍ ثُمَّ يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ آئِبُونَ تَائِبُونَ عَابِدُونَ سَاجِدُونَ لِرَبِّنَا حَامِدُونَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ

صرف اللہ ہی باقی رہ جائے گا اس کے بعد کچھ نہیں۔ قرآن کریم میں ہے کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ "، اس حدیث میں اگرچہ سجع ، پائی جاتی ہے لیکن مذموم سجع وہ ہے جو تکلف سے کی جائے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سجع محمود قابل ستائش ہے کیونکہ آپ کسی تکلف کے بغیر کلام فرماتے تھے جو سجع کی صورت ظاہر ہوتا تھا اسی طرح آپ سے منقول دعائیں ہیں، کیونکہ اُن میں آپ نے سجع کا قصد نہیں کیا بلکہ آپ کے دہن شریف سے مقفی کلام نکلتا تھا جس میں تکلف کو قطعاً دخل نہ تھا۔

۳۸۵۴ـــ ترجمہ : عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے لشکروں پر بددعاء فرمائی چنانچہ فرمایا :
لے اللہ قرآن کو نازل کرنے والے، جلد از جلد لوگوں کا محاسبہ کرنے والے کافروں کے لشکروں کو شکست دے اے اللہ ان کو شکست دے اور اُن کے قدم پھسلا دے (حدیث ۲۷۳۶ کی شرح دیکھیں)

۳۸۵۵ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ یا حج یا عمرہ سے واپس تشریف لاتے

بَابُ مَرْجِعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَحْزَابِ وَمَخْرَجِهٖ اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ وَمُحَاصَرَتِهٖ اِيَّاهُمْ

۳۸۵۶ـــ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ اَتَاهُ جِبْرِيْلُ فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْنَا اُخْرُجْ اِلَيْهِمْ قَالَ فَاِلٰى اَيْنَ قَالَ هٰهُنَا وَاَشَارَ اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ

تو سب سے پہلے تین بار تکبیر فرماتے۔ پھر فرماتے: اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اُسی کا ملک ہے اسی کی حمد وثنا ہے۔ وہ ہر چاہے پر قادر ہے۔ ہم اللہ کی طرف لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں خشوع خضوع کرنے والے ہیں۔ اپنے رب کی عبادت حمد وثنا کرنے والے ہیں اللہ نے اپنا وعدہ پورا کیا (مسلمانوں کی مدد کی) اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور کافروں کے لشکروں کو شکست دی حالانکہ وہ تنہا ہے۔

باب ـــ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غزوۂ احزاب سے واپس تشریف لانا اور بنی قریظہ پر چڑھائی کرنا اور ان کا محاصرہ کرنا۔

تشریح: اس باب میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے واپس ہونے کا ذکر ہے۔ مرجع اور مخرج دونوں مصدر میمی بمعنی رجوع وخروج ہیں۔ یعنی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اس مقام سے جہاں مشرکوں کے لشکروں سے جنگ کرتے تھے۔ مدینہ منورہ میں اپنے گھر تشریف لانا اور مدینہ منورہ سے بنی قریظہ کی طرف جانا اور ان کا محاصرہ کرنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پانچ ہجری میں ۲۳ ذوالقعدہ کو

۳۸۵۷ـــ حَدَّثَنَا مُوسٰی قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ حُمَيْدِ ابْنِ هِلَالٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَى الْغُبَارِ سَاطِعًا فِیْ زُقَاقِ بَنِیْ غَنْمٍ مَوْكِبَ جِبْرِيْلَ حِيْنَ سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى بَنِیْ قُرَيْظَةَ

۳۸۵۸ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ ابْنُ اَسْمَاءَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ

تین ہزار پیادوں اور سواروں کو لے کر ان کی طرف نکلے جبکہ آپ کے پاس تیس ۳۰ گھوڑے تھے اور پچیس روز ان کا محاصرہ کیا تھا۔

۳۸۵۶ ـــ ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خندق سے واپس گھر تشریف لائے اور ہتھیار اُتار کر غسل فرمایا تو آپ کے پاس جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام حاضر ہوئے اور عرض کیا آپ نے ہتھیار اُتار دیئے ہیں بخدا! ہم نے ہتھیار نہیں اُتارے ہیں اب آپ اُن کی طرف تشریف لے جائیں۔ فرمایا کن کی طرف؟ عرض کیا اِدھر اور بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف نکلے (حدیث ۲۶۱۸ کی شرح دیکھیں)

۳۸۵۷ ـــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا گویا کہ میں وہ غبار اب دیکھ رہا ہوں جو بنی غنم کی گلیوں میں جبرائیل علیہ السلام کے لشکر سے غبار بلند ہو رہا تھا جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ پر چڑھائی کی!

۳۸۵۷ ـــ شرح : شیخ نور الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تیسیر القاری میں ذکر کیا جب فرشتے آدمیوں کی صورت میں آئے تھے۔ ان کی سواریاں بھی حیوانات کی اجناس سے تھیں۔ اسی لئے ان کے قدموں کے ساتھ غبار بلند ہو رہا تھا۔ اقول حدیث ۳۸۵۶ سے بھی واضح ہوتا ہے کہ جب فرشتہ انسانی صورت میں آئے تو عوارض بشریہ سے خالی نہیں ہوتا۔ اسی لئے اُنہوں نے کہا ہم نے ابھی ہتھیار نہیں اُتارے۔ اور بنی قریظہ پر چڑھائی کرنے کی طرف اشارہ کیا۔ قولہ مَوْكِبُ الخ موکب کی باء مضموم ہے اور مبتداء محذوف کی خبر ہے یعنی ھو موکبُ جبرائیل اگر منصوب ہو فعل مقدر کا مفعول ہوگا یعنی اَعْنِیْ موکبَ جبرائیلَ، اگر مجرور ہو تو اِلَى الْغُبَارِ سے بدل ہے۔ موکب سیر کی قسم ہے اور ان لوگوں کو بھی کہا جاتا ہے جو زینت کے لئے اونٹوں پر سوار ہوں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت انس کو

الْأَحْزَابِ لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ الْعَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ فَأَدْرَكَ بَعْضُهُمُ الْعَصْرَ فِي الطَّرِيقِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا نُصَلِّي حَتَّى نَأْتِيَهَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ نُصَلِّي لَمْ يُرِدْ مِنَّا ذٰلِكَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ وَاحِدًا مِنْهُمْ

کو کیسے معلوم ہُوا کہ جبرائیل علیہ السلام کے لشکر سے غبار بلند ہو رہا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سُنا تھا یا قرائن اور علامات سے معلوم کیا تھا (حدیث ۳۰۰۲ کی شرح دیکھیں)۔

۳۸۵۸ — **ترجمہ :** عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب (خندق) کے دن فرمایا کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ میں۔ بعض لوگوں نے عصر کی نماز کا وقت راستہ میں پایا تو ان میں سے بعض نے کہا ہم بنی قریظہ جاکر ہی نماز پڑھیں گے۔ بعض نے کہا ہم نماز پڑھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے متعلق یہ ارادہ نہیں کیا کہ ہم نماز نہ پڑھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا گیا تو آپ نے ان میں سے کسی کو زجر نہ فرمائی۔

۳۸۵۸ — **شرح :** یعنی سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ اختلاف ذکر کیا گیا کہ بعض لوگوں نے نماز نہیں پڑھی اور بعض نے نہی سے اس کا لازم سمجھا اور نماز ادا کر لی تو آپ نے کسی کو سرزنش نہیں کی۔ اس حدیث میں کچھ تفصیل مطلوب ہے۔ صحیح بخاری میں عصر کی نماز کا ذکر ہے کہ وہ بنو قریظہ میں جاکر پڑھیں اور صحیح مسلم میں ظہر کی نماز کا ذکر ہے۔ بایں ہمہ اس حدیث کی روایت میں بخاری، مسلم نے اتفاق کیا ہے اور دونوں نے ایک ہی شیخ عبداللہ بن محمد بن اسماء سے روایت کی ہے۔ اور ایک ہی اسناد سے اس حدیث کو روایت کیا ہے شیخ ابو نعیم، اصحاب مغازی، طبرانی اور بیہقی نے دلائل اعجاز میں بخاری کی موافقت کی ہے اور ابو یعلیٰ، ابن سعد اور ابن حبان نے مسلم کی موافقت کی ہے۔ حضرات محدثین کرام جو شراح حدیث ہیں، نے دونوں حدیثوں میں تطبیق کی کوشش کی ہے۔ بایں ہمہ خلجان باقی ہے، چنانچہ قسطلانی نے کہا دونوں حدیثوں میں جمع اور اتفاق کی یہ صورت ہے کہ بعض لوگوں نے ظہر کی نماز پڑھ لی تھی انہیں فرمایا کہ عصر کی نماز بنو قریظہ جاکر ادا کریں اور بعض نے ظہر کی نماز نہ پڑھی تھی انہیں فرمایا کہ ظہر کی نماز اس جگہ نہ پڑھیں نیز قسطلانی نے کہا ممکن ہے کہ لوگ آگے پیچھے روانہ ہُوئے ہوں گے جو لوگ پہلے چلے تھے انہیں ظہر کی نماز پڑھنے سے منع کر دیا اور جو لوگ بعد میں روانہ ہُوئے تھے انہیں عصر کی نماز پڑھنے سے منع فرمایا،، قسطلانی کی یہ توجیہہ کسی حد تک درست ہے لیکن یہ سمجھ نہیں آتا کہ پہلے جانے والوں نے ظہر کی نماز نہ پڑھی تھی اور بعد میں جانے والوں نے ظہر پڑھی تھی کیسے معلوم ہُوا؟ اس کے باوجود کہ یہ توجیہہ قابلِ اعتبار ہے۔ یہ بات بعید از فہم ہے کہ شیخین نے یہ حدیث ایک ہی اسناد سے ذکر کی ہے۔ یہ اختلاف

٣٨٥٩ — حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ ح وَحَدَّثَنِي خَلِيفَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ يَجْعَلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّخَلَاتِ حَتَّى افْتَتَحَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرَ وَإِنَّ أَهْلِي أَمَرُونِي أَنْ آتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْأَلَهُ الَّذِينَ كَانُوا أَعْطَوْهُ أَوْ بَعْضَهُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَعْطَاهُ أُمَّ أَيْمَنَ فَجَاءَتْ أُمُّ أَيْمَنَ فَجَعَلَتِ الثَّوْبَ فِي عُنُقِي تَقُولُ كَلَّا وَالَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَا يُعْطِيكَهُمْ وَقَدْ أَعْطَانِيهَا أَوْ كَمَا قَالَتْ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَكِ كَذَا وَتَقُولُ كَلَّا وَاللّٰهِ حَتَّى أَعْطَاهَا حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ عَشَرَةَ أَمْثَالِهِ أَوْ كَمَا قَالَ

کہ ایک نے ظہر پر اقتصار کیا ہے اور دوسرے نے عصر پر اقتصار کیا ہے
کس طرح درست ہوگا (تیسیر القاری) علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ بعض راویوں کے حفظ کی وجہ سے اختلاف ہوا ہے (حدیث ۹۰۰ کی شرح دیکھیں)

٣٨٥٩ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھجوریں نذر کیا کرتے تھے حتیٰ کہ آپ نے قریظہ اور نضیر کو فتح کیا اور میرے گھر والوں نے مجھے حکم دیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤں اور آپ سے ساری یا بعض کھجوریں واپس لوں جو انہوں نے آپ کو دی تھیں حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ام ایمن کو عنایت کر دی تھیں وہ میرے پاس آئیں اور میری گردن میں کپڑا ڈالا اور کہا اس ذات کی قسم ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں تمہیں وہ کھجوریں ہرگز نہیں دیں گے، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مجھے عطاء فرمائی ہیں یا جو بھی اُس نے کہا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے فرما رہے تھے تجھے یہ دیتے ہیں اور وہ کہتی تھیں بخدا ہرگز نہیں (کھجوریں واپس نہ کروں گی) حتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عطاء کر دیں۔ میرا خیال ہے کہ انس نے کہا اس کی دس مثلیں دیں یا جو بھی کہا۔

٣٨٥٩ — شرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ام ایمن نے کھجوریں واپس کرنے سے انکار

۳۸۶۰ــ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ نَزَلَ أَهْلُ قُرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى سَعْدٍ فَأَتَى عَلَى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ لِلْأَنْصَارِ قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ أَوْ خَيْرِكُمْ فَقَالَ هَؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكَ فَقَالَ تُقْتَلُ مُقَاتِلَتُهُمْ وَتُسْبَى ذَرَارِيُّهُمْ قَالَ قَضَيْتَ بِحُكْمِ اللَّهِ وَرُبَّمَا قَالَ بِحُكْمِ الْمَلِكِ

کیا حتیٰ کہ آپ نے ان کا بدل دس مثلیں عطاء فرمائیں، کیونکہ اُس نے یہ خیال کیا تھا کہ آپ نے ہمیشہ کے لئے کھجوریں عطاء کر دی ہیں اور ان کو مکمل مالک بنا دیا ہے اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خوشنودی کی تھی کیونکہ اُس نے آپ کی پرورش کی تھی ۔ اس لئے کھجوریں عطاء کرنے میں اضافہ کرتے رہے حتیٰ کہ امّ ایمن راضی ہوگئیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شئ کا نفع ہبہ کرنا جائز ہے ۔ اگرچہ اصل شئ ہبہ نہ کی جائے اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم بہت سخی اور بردبار تھے اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ امّ ایمن کا مرتبہ بہت بلند ہے ۔

(حدیث ع۲۹۲۰ کی شرح دیکھیں)

۳۸۶۰

ترجمہ : ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ بنو قریظہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کو تسلیم کرتے ہُوئے قلعہ سے نیچے اُترے ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کو پیغام بھیجا وہ گدھے پر سوار آئے جب مسجد کے قریب آئے تو آپ نے انصار سے فرمایا اپنے سردار یا افضل کے لئے کھڑے ہو جاؤ اور فرمایا یہ لوگ (بنو قریظہ) تمہارے فیصلہ کے لئے اُترے ہیں ۔ سعد نے کہا جنھوں نے لڑائی کی ہے ان کو قتل کر دیا جائے اور ان کی اولاد کو قید کر لیا جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سعد تم نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے یا بِحُکْمِ الْمَلِکِ فرمایا۔

۳۸۶۰

شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوۂ خندق سے فارغ ہوئے اور غسل فرمایا اور ہتھیار اُتار دیئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور بنی قریظہ پر حملہ کی طرف اشارہ کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی قریظہ پر چڑھائی کی اور ان کا محاصرہ کر لیا ۔ پچیس روز محاصرہ کے بعد یہودی قلعہ سے اُترے اور کہا آپ جو حکم فرمائیں وہ ہمیں قبول ہے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دیا ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں

یہ ہے کہ بنو قریظہ نے حضرت سعد کا حکم قبول کیا اور اس کے بعد متصل حدیث میں ہے کہ انہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم قبول کیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں منافات نہیں کیونکہ بعض نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم قبول اور بعض نے سعد بن معاذ کا حکم تسلیم کیا تھا (کرمانی)

دراصل بنو قریظہ نے پچیس روز تک قلعہ میں محصور رہنے کے بعد یقین کر لیا کہ ان میں مسلمانوں سے مقابلہ کی طاقت نہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف نہیں لے جائیں گے تو انھوں نے آپ کا حکم قبول کیا کہ آپ جو فیصلہ کریں ان کو منظور ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب انہوں نے حضور علیہ السلام کا فیصلہ تسلیم کر لیا تھا اس کے بعد حضرت سعد کو مدینہ منورہ سے بلایا گیا تھا، لیکن جب آپ نے حکم سعد کے حوالہ کر دیا اور سعد کے حکم سے ان کو قتل کیا گیا تھا۔ اس لئے یہ مشہور ہو گیا کہ وہ سعد کے حکم پر نیچے اترے تھے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے حوالہ اس لئے کیا تھا کہ قبیلہ اوس نے جو حضرت سعد کا قبیلہ ہے۔ سفارش کی تھی کہ یا رسول اللہ! ہماری بنو قریظہ کے ساتھ دوستی ہے اور یہ ہمارے حلیف ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اوسیو! کیا تم خوش نہیں کہ تمہارے قبیلہ کا سردار ان کے متعلق حکم کرے میں حکم اس کے حوالہ کرتا ہوں انھوں نے کہا ہم خوش ہیں کہ ہمارا سردار ان کے متعلق حکم کرے اس سے بنو قریظہ بھی خوش تھے۔ اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ کو مدینہ منورہ سے بلایا تھا۔ اور انہوں نے حکم دیا کہ جو یہودی بالغ ہے اس کو قتل کر دیا جائے اور ان کی عورتیں مسلمانوں میں تقسیم کر دی جائیں۔ یہ سن کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سعد! خداوند قدوس کا فیصلہ بھی یہی ہے جو تم نے کیا ہے۔

بنو قریظہ کا یہ حشر اس لئے ہوا کہ ان سے مسلمانوں کا عہد تھا کہ وہ ان کے مقابلہ میں کسی کی مدد نہ کریں گے لیکن انھوں نے عہد شکنی کی اور غزوہ خندق میں مشرکوں کی مدد کی اور مدینہ منورہ کا محاصرہ کیا جس میں وہ سب ناکام لوٹ گئے تھے۔ اس حدیث میں قابلِ غور بات یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کے مطابق حضرت سعد مدینہ منورہ سے گدھے پر سوار آئے اور جب مسجد کے قریب آئے تو آپ نے انصار سے فرمایا اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اس مسجد سے کونسی مسجد مراد ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے پچیس روز بنو قریظہ کا محاصرہ کیا تھا۔ تو ضروری تھا کہ وہاں کوئی جگہ بطورِ مسجد نماز کے لئے منتخب فرماتے اس لئے آپ نے وہاں مسجد تجویز فرمائی تھی۔ حدیث میں یہ مسجد مراد ہے (کرمانی) اور صحیح بھی یہی ہے۔ اسی کو علامہ عینی رحمہ اللہ نے اصح کہا ہے۔ علامہ قسطلانی نے اسی کو ذکر کیا ہے لیکن انہوں نے مصابیح کے حوالہ سے کہا مد قولہ من المسجد، اس کا متعلق محذوف ہے۔ أي فَلَمَّا دَنَا أَتِيَا مِنَ الْمَسْجِدِ، یعنی جب وہ قریب آ گئے حالانکہ مسجد سے آئے تھے، کیونکہ وہ مدینہ منورہ میں مسجد میں مقیم تھے وہاں سے آئے تھے۔ ابن سعد نے روایت کی کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کے بعد ایک خندق کھودی گئی جس میں مقتولوں کے خون گرائے گئے تھے۔ قتل ہونے والے بنو قریظہ کی تعداد چھ صد تھی ترمذی، نسائی کی روایت میں ان کی تعداد چار سو مذکور ہے۔

۳۸۶۱ــــ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أُصِيبَ سَعْدٌ يَوْمَ الْخَنْدَقِ رَمَاهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ يُقَالُ لَهُ حِبَّانُ بْنُ الْعَرِقَةِ رَمَاهُ فِي الْأَكْحَلِ فَضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْمَةً فِي الْمَسْجِدِ لِيَعُودَهُ مِنْ قَرِيبٍ فَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ وَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ فَأَتَاهُ جِبْرِيلُ وَهُوَ يَنْفُضُ رَأْسَهُ مِنَ الْغُبَارِ فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللّٰهِ مَا وَضَعْتُهُ اُخْرُجْ إِلَيْهِمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَيْنَ فَأَشَارَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ فَأَتَاهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلُوا عَلَى حُكْمِهِ فَرَدَّ الْحُكْمَ إِلَى سَعْدٍ قَالَ فَإِنِّي أَحْكُمُ فِيهِمْ أَنْ تُقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ وَأَنْ تُسْبَى النِّسَاءُ وَالذُّرِّيَّةُ وَأَنْ تُقْسَمَ أَمْوَالُهُمْ قَالَ هِشَامٌ فَأَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ سَعْدًا قَالَ اللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ

ابن حبان نے بھی صحیح اسناد سے یہی تعداد ذکر کی ہے، لیکن اس میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ ان میں سے عمدہ چارصد تھے باقی اُن کے تابع تھے (منتخب از شروح بخاری)

۳۸۶۱ــــ ترجمہ: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ خندق کے دن سعد کو زخمی کیا گیا جبکہ ایک قریشی نے ان کو تیر مارا تھا۔ جس کو حبان بن عرقہ کہا جاتا تھا۔ اس نے سعد کو رگِ حیات میں تیر مارا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کے قریب ان کا خیمہ نصب کرایا تھا تاکہ نزدیک سے ان کی بیمار پرسی کر لیا کریں۔ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق سے لوٹے اور ہتھیار اُتار دیئے اور غسل فرمایا تو جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے جبکہ وہ اپنے سر سے غبار جھاڑ رہے تھے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے ہتھیار اُتار دیئے ہیں بخدا میں نے نہیں اُتارے آپ ان کی طرف چلیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کدھر؟ جبرائیل نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کیا آپ نے بنو قریظہ پر چڑھائی کی "صلی اللہ علیہ وسلم" تو انھوں نے آپ کا حکم قبول کر لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ حکم سعد کے حوالہ کر دیا۔ سعد نے کہا میں ان میں فیصلہ کرتا ہوں کہ ان میں لڑنے والوں

اِلَیَّ اَنْ اُجَاهِدَهُمْ فِيْكَ مِنْ قَوْمٍ كَذَّبُوْا رَسُوْلَكَ وَاَخْرَجُوْهُ اَللّٰهُمَّ فَاِنِّيْ اَظُنُّ اَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ فَاِنْ كَانَ بَقِيَ مِنْ حَرْبِ قُرَيْشٍ شَيْءٌ فَاَبْقِنِيْ لَهُمْ حَتّٰى اُجَاهِدَهُمْ فِيْكَ وَاِنْ كُنْتَ وَضَعْتَ الْحَرْبَ فَافْجُرْهَا وَاجْعَلْ مَوْتِيْ فِيْهَا فَانْفَجَرَتْ مِنْ لَبَّتِهٖ فَلَمْ يَرُعْهُمْ وَفِي الْمَسْجِدِ خَيْمَةٌ مِنْ بَنِيْ غِفَارٍ اِلَّا الدَّمُ يَسِيْلُ اِلَيْهِمْ فَقَالُوْا يَا اَهْلَ الْخَيْمَةِ مَا هٰذَا الَّذِيْ يَاْتِيْنَا مِنْ قِبَلِكُمْ فَاِذَا سَعْدٌ يَغْذُوْ جُرْحُهٗ دَمًا فَمَاتَ مِنْهَا

کو قتل کر دیا جائے ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا جائے اور اُن کے اموال تقسیم کر دیئے جائیں۔ ہشام بن عروہ نے کہا مجھے میرے والد نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی کہ سعد نے کہا اے اللہ! تو جانتا ہے کہ مجھے اس سے زیادہ کوئی شئ محبوب نہیں کہ میں تیری راہ میں اُن لوگوں سے جہاد کروں جنہوں نے تیرے رسُول کو جھٹلایا اور آپ کو اپنے وطن سے نکالا۔ اے اللہ! میرا گمان ہے کہ تُو نے ہماری اور ان کی لڑائی ختم کر دی ہے۔ اگر قریش کے ساتھ کچھ لڑائی باقی ہے۔ تو مجھے لڑائی کے لئے زندہ رکھ حتیٰ کہ میں تیری راہ میں اُن کے ساتھ جہاد کروں۔ اور اگر تُو نے لڑائی ختم کر دی ہے۔ تو یہ زخم جاری کر دے اور اس زخم میں میری موت کر دے پس سینہ کے اُوپر سے خون ہو گیا (اور فوت ہو گئے) مسجد میں بنی غفار کا خیمہ تھا ان کی طرف بہنے والے خون نے انہیں گھبراہٹ میں ڈال دیا۔ اُنھوں نے کہا اے اہلِ خیمہ! یہ کیا ہے جو تمہاری طرف سے ہمارے پاس آ رہا ہے۔ اچانک دیکھا تو حضرت سعد سے خون بہہ رہا تھا اور وہ وفات پا گئے "رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

۳۸۶۱ — شرح: یعنی حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا اگر قریش میں ہم سے مقابلہ کرنے کی کچھ قوت باقی ہے تو مجھے زندہ رکھ تاکہ میں اُن سے مقابلہ کروں۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ موت کی خواہش جائز نہیں حضرت سعد نے کیوں موت کی خواہش کی اس کا جواب یہ ہے کہ سعد کا مقصد یہ تھا کہ ان کی موت شہادت واقع ہو۔ گویا کہ اُنھوں نے کہا اگر اس کے بعد کافروں سے کوئی لڑائی باقی ہے تو اچھا ہے ورنہ مجھے اس شہادت کی فضیلت اور ثواب سے محروم نہ کر۔ بنو غفار قبیلہ ہے جو حضرت سعد کی والدہ کی طرف سے ان کے قریبی تھے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے جنازہ کے ساتھ ستر ہزار فرشتے تھے اور ان کی موت سے عرش رحمان حرکت میں آ گیا تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام ریشمی عمامہ پہنے ہوئے جناب رسُول اللہ

۳۸۶۲ — حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِي عَدِيٌّ اَنَّهُ سَمِعَ الْبَرَآءَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَسَّانَ اُهْجُهُمْ اَوْهَاجِهِمْ وَجِبْرِيْلُ مَعَكَ وَزَادَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ قُرَيْظَةَ لِحَسَّانَ ابْنِ ثَابِتٍ اُهْجُ الْمُشْرِكِيْنَ فَاِنَّ جِبْرِيْلَ مَعَكَ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ کون ہے جس کے لئے آسمان کے دروازے کھل گئے اور عرش حرکت میں آگیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلدی سے اُٹھے اور سعد کی طرف روانہ ہوئے وہاں پہنچے تو سعد فوت ہو چکے تھے۔ جب لوگوں نے ان کی نعش کو اُٹھایا تو نہایت ہی اسے ہلکا پایا۔ آپ نے فرمایا تمہارے سوا اور بھی انہیں اُٹھارہے ہیں اور وہ فرشتے ہیں۔ ابن عائذ نے کہا حضرت سعد کی موت کے وقت ستر ہزار فرشتے اُترے تھے۔ اس روز ان کے قدم زمین پر لگتے تھے۔
حدیث ۴۵۵ کی شرح دیکھیں۔ (باب الخیمہ فی المسجد للمرضی) کتاب الصلوٰۃ

۳۸۶۲ — ترجمہ : شعبہ نے کہا مجھے عدی نے خبر دی انہوں نے براء رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت سے فرمایا مشرکوں کی ہجو کرو جبرائیل تمہارے ساتھ ہیں۔ ابراہیم بن طہمان نے شیبانی، عدی بن ثابت کے ذریعہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریظہ کے روز حسان ابن ثابت سے فرمایا مشرکوں کی ہجو کرو کیونکہ جبرائیل علیہ السلام تمہارے ساتھ ہیں

۳۸۶۲ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اشعار پڑھنے مباح ہیں بلکہ کافروں اور فاسقوں کی اشعار میں ہجو کرنا مستحب ہے۔ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ سے منقول ہے کہ وہ اشعار پڑھا کرتے تھے یہ اباحت کی اچھی دلیل ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اَلشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ" شعرا کی گمراہ لوگ پیروی کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اسلامی شعراء کے اشعار جو خلاف دین نہیں ہیں اور نہ ہی وہ موجب عشق و فسانہ ہیں وہ آیت سے مستثنیٰ ہیں، کیونکہ شعر کلام ہے اچھا اچھا ہے بُرا بُرا ہے (تیسیر القاری)
(حدیث ۴۴۲ - ۳۰۰۲ کی شرح دیکھیں)

بَابُ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ

وَهِيَ غَزْوَةُ مُحَارِبِ خَصَفَةَ مِنْ بَنِيْ ثَعْلَبَةَ مِنْ غَطْفَانَ فَنَزَلَ نَخْلًا وَهِيَ بَعْدَ خَيْبَرَ لِاَنَّ اَبَا مُوْسٰى جَآءَ بَعْدَ خَيْبَرَ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِاَصْحَابِهٖ فِي الْخَوْفِ فِيْ غَزْوَةِ السَّابِعَةِ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَوْفَ بِذِيْ قَرَدٍ وَقَالَ بَكْرُ بْنُ سَوَادَةَ حَدَّثَنِيْ زِيَادُ بْنُ نَافِعٍ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّ جَابِرًا حَدَّثَهُمْ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمْ يَوْمَ مُحَارِبٍ وَّثَعْلَبَةَ وَقَالَ ابْنُ اِسْحٰقَ سَمِعْتُ وَهْبَ بْنَ كَيْسَانَ سَمِعْتُ جَابِرًا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى ذَاتِ الرِّقَاعِ مِنْ نَخْلٍ فَلَقِيَ جَمْعًا مِنْ غَطْفَانَ فَلَمْ يَكُنْ قِتَالٌ وَاَخَافَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَيِ الْخَوْفِ وَقَالَ يَزِيْدُ عَنْ سَلَمَةَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْقَرَدِ

باب — غزوۂ ذات رقاع

اس غزوہ کو ذاتِ رقاع اس لئے کہا جاتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس سفر میں اپنے پاؤں پر پٹیاں باندھ رکھی تھیں، کیونکہ چلتے چلتے ان کے قدم زخمی ہو گئے تھے۔ واقدی نے کہا یہ ایک پہاڑ کے نام سے موسوم ہے۔ جس کا بعض حصہ سُرخ بعض سفید اور بعض سیاہ ہے۔ ابن اسحاق نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نضیر سے غزوہ کے بعد ربیع الاوّل، ربیع الثانی اور کچھ جمادی کے دن مدینہ منورہ

میں اقامت فرمائی۔ پھر غطفان کے دو قبیلوں بنی محارب اور بنی ثعلبہ کا ارادہ کرتے ہُوئے نجد کا سفر کیا اور مدینہ منورہ پر حضرت ابوذر کو اور ایک روائت کے مطابق حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو حاکم مقرر کیا۔ حتیٰ کہ نجد میں ٹھہرے اور وہاں غطفان کی ایک جماعت سے سامنا ہُوا، لیکن لڑائی نہ ہُوئی اور فتح و نصرت نصیب ہُوئی یہ غزوۂ ذاتِ رقاع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں خوف و ہراس ڈال دیا۔ حتیٰ کہ اس غزوہ میں آپ نے صلوٰۃِ خوف پڑھی۔ علامہ ابن حجر نے کہا ابو معشر نے یقین سے کہا ہے کہ یہ غزوۂ بنی قریظہ اور خندق کے بعد ہُوا پہلے گزرا ہے کہ غزوۂ قریظہ پانچ ہجری کے ذی القعدہ میں ہُوا ہے۔ لہٰذا ذاتِ رقاع اس سال کے آخر میں اور آنے والے سال کی ابتداء میں ہُوا۔ علامہ عینی نے کہا موثوق بہ بات یہ ہے کہ یہ غزوۂ بنی قریظہ کے بعد ہُوا ہے، کیونکہ غزوہ خندق میں صلوٰۃِ خوف مشروع نہ ہُوئی تھی۔ اور غزوہ ذاتِ رقاع میں صلوٰۃ خوف کا وقوع ثابت ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہے کہ غزوۂ ذات رقاع خندق کے بعد ہُوا ہے۔

شرح : قولہ ھِیَ غَزْوَۃُ مُحَارِبِ خَصَفَۃَ الخ یعنی یہ غزوہ قبیلہ محارب خصفہ ہے۔ اور محارب کو خصفہ کی طرف اس لئے مضاف کیا کہ محارب متعدد قبائل ہیں اور اضافت سے اس کی تعیین کی ہے۔ لہٰذا مقصد یہ ہے کہ یہ محارب قبیلہ خصفہ کی طرف منسوب ہے اور فہر وغیرہ کی طرف منسوب نہیں۔

قولہ مِنْ ثَعْلَبَۃَ مِنْ غَطَفَانَ ،، یعنی محارب جو ثعلبہ کی اولاد سے ہے قبیلہ غطفان سے ہے۔ شیخ ابن حجر نے کہا ہے کہ ثعلبہ محارب کے اجداد سے نہیں بلکہ غطفان کی اولاد میں سے ہے اور وہ ابن سعد بن قیس بن عیلان ہے۔ لہٰذا ثعلبہ محارب کا چچا زاد ہے۔ اس لحاظ سے اعلیٰ کو ادنیٰ کی طرف کیسے منسوب کر سکتے ہیں۔

قولہ فَنَزَلَ الخ یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نخل میں ٹھہرے اور یہ مدینہ منورہ سے دو دن کی مسافت پر ایک جگہ ہے یہاں وادیٔ شدخ ہے اور یہاں بنی فزارہ، اشجع اور انمار چھوٹے چھوٹے قبائل ہیں۔

قولہ ھِیَ بَعْدَ خَیْبَرَ الخ یعنی غزوۂ ذات رقاع فتح خیبر کے بعد ہُوا اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ غزوۂ خیبر کے بعد آئے تھے۔ اور یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ ابوموسیٰ ذاتِ رقاع میں شریک تھے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ غزوہ ذاتِ رقاع غزوہ خیبر کے بعد ہُوا ہے۔ امام بخاری کی رائے بھی یہی ہے۔ جبکہ بعض علماء چار ہجری بعض پانچ ہجری میں اس کا وقوع بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ امام بخاری نے اپنے

اسناد کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو خوف کی نماز ساتویں غزوہ میں پڑھائی جو غزوہ ذات رقاع ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلواۃ خوف مقام ذی قرد میں پڑھائی جو مدینہ منورہ سے ایک دن کی مسافت پر واقع ہے اور غطفان کے علاقہ سے متصل ہے۔ بکر بن سوادہ جو مصر کے فقہاء میں سے ہیں نے کہا کہ زیاد بن نافع نے ابو موسیٰ کے ذریعے بیان کیا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ان سے حدیث ذکر کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محارب اور ثعلبہ کے دن صحابہ کو نماز پڑھائی یہی خوف کی نماز ہے اور یہی غزوۂ ذات رقاع ہے۔

ابن اسحاق نے کہا میں نے وہب بن کیسان سے سنا انہوں نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ ذات رقاع جو نخل میں ایک جگہ ہے کے لئے تشریف لے گئے اور غطفان کے لشکر سے سامنا ہوا لیکن لڑائی نہ ہوئی اور لوگوں نے ایک دوسرے کو خوف دلایا کہ شائد وہ حملہ کردیں اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوۃ خوف دو رکعتیں پڑھائیں۔ سلمہ بن اکوع کے آزاد کردہ غلام یزید بن ابی عُبید نے سلمہ بن اکوع سے روایت کی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ قرد کے روز غزوہ کیا۔ اس روایت میں صلوٰۃ خوف مذکور نہیں۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس مقام میں سلمہ بن اکوع کی حدیث ذکر کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے اسے ذکر کیا ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی قرد میں صلوٰۃ خوف پڑھی تھی۔ لیکن دونوں حدیثوں میں ذی قرد کے ذکر کو یہ لازم نہیں کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے۔ جیسے نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک مقام میں نماز خوف پڑھنے کو یہ لازم نہیں کہ آپ نے دوسری جگہ یہ نماز نہیں پڑھی! (عینی)

اسماء رجال

ع۱ : بکر بن سوادہ جذامی ہیں ان کی کنیت ابو ثمامہ ہے۔ وہ مصر کے فقہاء میں سے شمار ہوتے ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے ان کو افریقہ بھیجا تاکہ وہاں کے لوگوں کو دینی تعلیم دیں۔ آپ وہاں ہی ۱۲۸ ہجری میں فوت ہوگئے۔ ابن معین اور نسائی نے ان کو ثقہ کہا ہے۔ بخاری میں اس مقام کے سوا ان کی کوئی حدیث نہیں ع۲ زیاد بن نافع تجیبی کمسن تابعین میں سے ہیں۔ بخاری میں اس مقام کے سوا ان کی بھی کوئی حدیث نہیں۔

ع۳ ابو موسیٰ " ابو مسعود دمشقی وغیرہ نے ذکر کیا کہ اُن کا نام علی بن رباح لخمی ہے۔ کہا گیا ہے کہ وہ ابو موسیٰ غافقی ہیں ان کا نام مالک بن عبادہ ہے وہ صحابی ہیں۔ ابو عمر مالک بن عبادہ ہمدانی نے کہا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور مالک بن عمرہ اور عقبہ بن نمر کے ساتھ ہمدان کے وفد میں آئے اور اسلام قبول کیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ مصری ہیں ان کا نام غیر معروف ہے لیکن حافظ مزی نے واضح بیان کیا کہ وہ غیر معروف نہیں۔

۳۸۶۳ ـــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ بُرَیْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزَاۃٍ وَنَحْنُ سِتَّۃُ نَفَرٍ بَیْنَنَا بَعِیْرٌ نَعْتَقِبُہٗ فَنَقِبَتْ اَقْدَامُنَا وَنَقِبَتْ قَدَمَایَ وَسَقَطَتْ اَظْفَارِیْ فَکُنَّا نَلُفُّ عَلٰی اَرْجُلِنَا الْخِرَقَ فَسُمِّیَتْ غَزْوَۃَ ذَاتِ الرِّقَاعِ لِمَا کُنَّا نَعْصِبُ مِنَ الْخِرَقِ عَلٰی اَرْجُلِنَا وَحَدَّثَ اَبُوْ مُوْسٰی بِھٰذَا ثُمَّ کَرِہَ ذَاکَ قَالَ مَا کُنْتُ اَصْنَعُ بِاَنْ اَذْکُرَہٗ کَاَنَّہٗ کَرِہَ اَنْ یَکُوْنَ شَیْءٌ مِنْ عَمَلِہٖ اَفْشَاہُ

۳۸۶۴ ـــ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ مَالِکٍ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ رُوْمَانَ

ترجمہ : ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا

۳۸۶۳ ـــ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں نکلے جبکہ ہم چھ افراد تھے۔ ہمارے پاس ایک ہی اونٹ تھا جس پر ہم باری باری سواری ہوتے تھے۔ چلتے چلتے ہمارے قدم زخمی ہو گئے اور میرے قدم زخمی ہوئے اور میرے ناخن بھی گر گئے۔ ہم اپنے پاؤں پر پٹیاں لپیٹتے تھے اس لئے اس غزوہ کا نام ذاتِ رقاع رکھا گیا۔ کیونکہ ہم اپنے پاؤں پر پٹیاں باندھتے تھے۔ ابو موسیٰ نے یہ حدیث ہم سے بیان کی پھر اسے مکروہ جانا اور کہا میں یہ کس لئے ذکر کرتا ہوں گویا کہ انھوں نے اس بات کو پسند نہ کیا کہ اپنے عمل سے کچھ ظاہر کریں۔

شرح : یعنی اس غزوہ میں ہمارے پاس سواریاں بہت کم تھیں حتیٰ کہ چھ افراد

۳۸۶۳ ـــ ایک سواری پر باری باری سفر کرتے تھے اکثر پیدل چلنے سے پاؤں زخمی ہو گئے اور ناخن گر گئے تھے۔ ابو موسیٰ نے یہ حدیث بیان کرنے میں کراہت محسوس کی کیونکہ انھوں نے مشقت میں یہ عمل کیا تھا اس کے بیان کرنے میں تزکیۂ نفس پایا جاتا ہے۔ حالانکہ نیک عمل کو چھپانا اس کو ظاہر کرنے سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَاِنْ تُخْفُوْھَا وَتُؤْتُوْھَا الْفُقَرَاءَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ،، یعنی اگر تم صدقات چھپا کر فقراء کو دو تو یہ عمل تمہارے لئے بہتر ہے۔

ترجمہ : صالح بن خوات رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے روایت کی جو جناب

۳۸۶۴ ـــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ ذاتِ رقاع میں موجود تھا۔

عَن صَالِحِ بنِ خَوَّاتٍ عَمَّن شَهِدَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَومَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلٰوةَ الخَوفِ اَنَّ طَآئِفَةً صَفَّت مَعَهٗ وَطَائِفَةٌ وِجَاهَ العَدُوِّ فَصَلّٰى بِالَّتِي مَعَهٗ رَكعَةً ثُمَّ ثَبَتَ قَائِمًا وَاَتَمُّوا لِاَنفُسِهِم ثُمَّ انصَرَفُوا فَصَفُّوا وِجَاهَ العَدُوِّ وَجَاءَتِ الطَّائِفَةُ الاُخرٰى فَصَلّٰى بِهِمُ الرَّكعَةَ الَّتِي بَقِيَت مِن صَلَاتِهٖ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَاَتَمُّوا لِاَنفُسِهِم ثُمَّ سَلَّمَ وَقَالَ مُعَاذٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَن اَبِي الزُّبَيرِ عَن جَابِرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ بِنَخلٍ فَذَكَرَ صَلٰوةَ الخَوفِ قَالَ مَالِكٌ وَذٰلِكَ اَحسَنُ مَا سَمِعتُ فِي صَلٰوةِ الخَوفِ تَابَعَهُ اللَّيثُ عَن هِشَامٍ عَن زَيدِ بنِ اَسلَمَ اَنَّ القَاسِمَ بنَ مُحَمَّدٍ حَدَّثَهٗ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فِي غَزوَةِ بَنِي اَنمَارٍ

کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃِ خوف پڑھی۔ ایک گروہ نے آپ کے ساتھ صف بندی کی جبکہ دوسرا گروہ دشمن کے سامنے کھڑا ہوگیا جو گروپ آپ کے ساتھ تھا ان کو ایک رکعت پڑھائی پھر آپ کھڑے رہے اور لوگوں نے اپنی اپنی نماز پوری کی پھر وہ چلے گئے اور دشمن کے سامنے صف بندی کی۔ پھر دوسرا گروہ آیا اور آپ نے وہ رکعت پڑھائی جو نماز سے باقی رہ گئی تھی پھر آپ بیٹھے رہے اور لوگوں نے اپنی اپنی نماز پوری کر لی پھر آپ نے ان کے ساتھ سلام پھیر دیا۔ مالک نے کہا یہ طریقہ اس طریقہ سے اچھا ہے جو میں نے صلوٰۃِ خوف میں سنا ہے۔ مُعاذ نے کہا ہم سے ہشام نے ابوالزبیر کے ذریعہ جابر سے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نخل میں تھے اور صلوٰۃِ خوف ذکر کی،، لیث نے مُعاذ کی ہشام سے زید بن اسلم کے ذریعہ مُعاذ کی متابعت کی کہ قاسم بن محمد نے اُن سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بنی اَنمار میں صلوٰۃ خوف پڑھی۔

شرح : قولہ قَالَ مَالِكٌ الخ یہ پہلے اسناد کے ساتھ موصول ہے۔ مالک کے کلام

۳۸۶۴ — کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اُنہوں نے صلوٰۃ خوف کی کیفیت میں متعدد صفات سُنی ہیں اور ان میں سے عمل میں صالح بن خوّات کی حدیث اختیار کی ہے اور کہا جو کچھ میں نے سُنا اس سے یہ اچھا طریقہ ہے۔ امام شافعی اور احمد رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں۔ صلوٰۃ الخوف میں تفصیل مذکور ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ لیث نے معاذ کی متابعت کی ہے۔ یہ متابعت کس طرح ہوسکتی ہے؛ حالانکہ معاذ کی حدیث غزوہ محارب

۳۸۶۵ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَحْيَى عَنِ الْقٰسِمِ ابْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَثْمَةَ قَالَ يَقُومُ الْإِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ وَطَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَهُ وَطَائِفَةٌ مِنْ قِبَلِ الْعَدُوِّ وُجُوهُهُمْ إِلَى الْعَدُوِّ فَيُصَلِّي بِالَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ يَقُومُونَ فَيَرْكَعُونَ لِأَنْفُسِهِمْ رَكْعَةً وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ فِي مَكَانِهِمْ ثُمَّ يَذْهَبُ هٰؤُلَاءِ إِلَى مَقَامِ أُولٰئِكَ فَيَجِيءُ أُولٰئِكَ فَيَرْكَعُ بِهِمْ رَكْعَةً فَلَهُ ثِنْتَانِ ثُمَّ يَرْكَعُونَ وَيَسْجُدُونَ سَجْدَتَيْنِ —

اور ثعلبہ میں ہے اور لیث کی حدیث غزوۂ انمار میں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بنی انمار کا علاقہ بنی ثعلبہ کے بہت قریب ہے۔ اس طرح ان دونوں میں اتحاد ہو سکتا ہے۔

واقدی نے ذکر کیا غزوۂ ذات رقاع کا سبب یہ ہے کہ ایک اعرابی حلب سے مدینہ منورہ میں آیا اور کہا میں نے بنی ثعلبہ اور بنی انمار کے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ تم پر حملہ کی تیاری کر رہے ہیں اور تم اُن سے غافل ہو۔ یہ سُن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار سو مجاہدین ساتھ لے کر ان کی طرف نکلے۔ ایک روایت کے مطابق سات سو ہیں۔ اس خبر کے اعتبار سے غزوہ بنی انمار غزوہ محارب اور ثعلبہ سے متحد ہے۔ اور غزوہ محارب و ثعلبہ ہی غزوہ ذات رقاع ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۳۸۶۵ — ترجمہ: سہل بن حثمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ امام قبلہ رُو کھڑا ہو اور لشکر میں سے ایک گروہ اس کے ساتھ کھڑا ہو اور ایک گروہ دُشمن کے آگے اس کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو۔ امام ان لوگوں کو ایک رکعت پڑھائے جو اس کے ساتھ ہوں پھر وہ کھڑے ہو کر اپنا اپنا ایک رکوع کریں اور دو دو سجدے اسی جگہ کرلیں پھر یہ دوسروں کی جگہ چلے جائیں اور ان کو امام ایک رکعت پڑھائے تو اس کی دو رکعتیں پوری ہوگئیں پھر یہ لوگ رکوع اور دو سجدے کریں۔

(صالح بن خوات کی حدیث کا یہ دوسرا طریقہ ہے اس میں یہ صراحت ہے کہ صالح نے اس کی روایت سہل بن ابی حثمہ سے کی ہے)

سہل بن ابی حثمہ

علماء کی ایک جماعت نے کہا کہ سہل جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں کمسن تھے۔ وہ ابھی

۳۸۶۶ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقٰسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ

۳۸۶۷ـــ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ يَحْيٰى سَمِعَ الْقٰسِمَ اَخْبَرَنِيْ صَالِحُ بْنُ خَوَّاتٍ عَنْ سَهْلٍ حَدَّثَهٗ قَوْلَهٗ

۳۸۶۸ـــ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ فَصَافَفْنَا لَهُمْ

آٹھ برس کے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے۔ اس تقدیر پر ان کی صلوٰۃ خوف کے بارے میں روایت مرسل ہے۔ ابن ابی حاتم نے سہل کی اولاد میں سے کسی ایک سے روایت کی کہ اس نے اُن سے بیان کیا کہ سہل نے درخت کے نیچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اور بدر کے سوا دوسرے غزوات میں شریک ہوتے رہے اُحد کی جنگ میں وہ راہنما تھے۔ واقدی نے کہا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی وہ آٹھ برس کے تھے لیکن آپ سے احادیث یاد کیں اور ان کی مضبوطی سے روایت کی ابو عمرو نے کہا سہل مدینہ منورہ کے باشندوں سے شمار ہوتے ہیں۔ اور وہیں ان کی وفات ہوئی تھی (عینی)

۳۸۶۶ـــ ترجمہ : صالح بن خوات نے سہل بن ابی حثمہ سے اس طرح روایت کی۔ (یہ اور مرفوع طریقہ ہے۔ اس کو مسدد، یحییٰ قطان، شعبہ، عبدالرحمان ابن قاسم الخ کے طریق سے ذکر کیا ہے)

۳۸۶۷ـــ ترجمہ : یحییٰ نے قاسم سے سُنا انھوں نے کہا مجھے صالح بن خوات نے سہل سے یہ خبر دی۔ (یہ طریقہ موقوف ہے جو سند سے واضح ہوتا ہے)

۳۸۶۸ـــ ترجمہ : سالم نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف جہاد کیا پس ہم نے دشمن کا مقابلہ کیا اور اُن کے سامنے صف بندی کی۔

۳۸۶۹ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِإِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ وَالطَّائِفَةُ الْأُخْرَى مُوَاجِهَةُ الْعَدُوِّ ثُمَّ انْصَرَفُوا فَقَامُوا فِي مَقَامِ أَصْحَابِهِمْ أُولَئِكَ فَجَاءَ أُولَئِكَ فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَامَ هَؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ وَقَامَ هَؤُلَاءِ فَقَضَوْا رَكْعَتَهُمْ ـــ ۳۸۷۰ ـــ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سِنَانٌ وَأَبُو سَلَمَةَ أَنَّ جَابِرًا أَخْبَرَ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ ح و حَدَّثَنَا ـ ۳۸۷۱ ـ إِسْمَعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سِنَانِ ابْنِ أَبِي سِنَانٍ الدُّؤَلِيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ

۳۸۶۹ ـــ ترجمہ : سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے اپنے والد سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو گروہوں میں سے ایک گروہ کو نماز پڑھائی اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلہ میں رہا۔ پھر یہ فارغ ہوگئے اور اپنے ساتھیوں کی جگہ کھڑے ہوگئے پس وہ لوگ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک رکعت پڑھائی پھر سلام پھیر دیا۔ پھر یہ لوگ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اپنی رکعت ادا کی اور وہ بھی کھڑے ہوئے تو انھوں نے بھی ایک رکعت پوری کرلی جو باقی رہ گئی تھی۔

۳۸۷۰ ـــ ترجمہ : سنان اور ابو سلمہ نے بیان دیا کہ جابر نے ان کو خبر دی کہ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی جانب جہاد کیا تھا۔

۳۸۷۱ ـــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نجد کی طرف جہاد کیا جب جناب

مَعَہٗ فَاَدْرَکَتْہُمُ الْقَائِلَۃُ فِیْ وَادٍ کَثِیْرِ الْعِضَاہِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِی الْعِضَاہِ یَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ وَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْنَا فَجِئْنَاہُ فَاِذَا عِنْدَہٗ اَعْرَابِیٌّ جَالِسٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ ھٰذَا اخْتَرَطَ سَیْفِیْ وَاَنَا نَائِمٌ فَاسْتَیْقَظْتُ وَھُوَ فِیْ یَدِہٖ صَلْتًا فَقَالَ لِیْ مَنْ یَّمْنَعُكَ مِنِّیْ قُلْتُ اللّٰہُ فَھَا ھُوَ ذَا جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ یُعَاقِبْہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اَبَانُ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِذَاتِ الرِّقَاعِ فَاِذَا اَتَیْنَا عَلٰی شَجَرَۃٍ ظَلِیْلَۃٍ تَرَکْنَاھَا لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَسَیْفُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُعَلَّقٌ بِالشَّجَرَۃِ فَاخْتَرَطَہٗ فَقَالَ تَخَافُنِیْ قَالَ لَا قَالَ فَمَنْ یَّمْنَعُكَ مِنِّیْ قَالَ اللّٰہُ فَتَھَدَّدَہٗ اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَصَلّٰی بِطَائِفَۃٍ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ تَاَخَّرُوْا وَصَلّٰی بِالطَّائِفَۃِ الْاُخْرٰی رَکْعَتَیْنِ وَکَانَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو وہ بھی آپ کے ساتھ واپس آئے اور لوگوں کو خار دار درختوں کی وادی میں دوپہر کی سخت گرمی نے پایا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وادی میں ٹھہر گئے اور لوگ درختوں میں جُدا جُدا ہوگئے جبکہ وہ سایہ تلاش کرتے تھے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیکر کے درخت کے نیچے تشریف فرما ہُوئے اور اس کے ساتھ اپنی تلوار لٹکا دی۔ جابر نے کہا ہم سب سو گئے۔ پھر اچانک جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بلایا ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک اعرابی بیٹھا ہُوا ہے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص نے مجھ پر تلوار کھینچی جبکہ میں سو رہا تھا۔ میں بیدار ہُوا تو وہ اُس کے ہاتھ میں نیام سے باہر تھی (ننگی لٹک رہی تھی) پھر اُس نے مجھے کہا مجھ سے آپ کو کون بچائے گا میں نے کہا اللہ! خبردار وہ یہ بیٹھا ہے۔ پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عذاب نہ دیا۔ ابان نے کہا ہمیں یحییٰ بن ابی کثیر نے ابی سلمہ کے ذریعہ جابر سے خبر دی کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ ذاتِ رقاع میں تھے۔ جب ہم سایہ دار درخت کے پاس آئے تو ہم نے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے

أَرْبَعٌ وَلِلْقَوْمِ رَكْعَتَيْنِ وَقَالَ مُسَدَّدٌ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ اسْمُ الرَّجُلِ غَوْرَثُ بْنُ الْحَارِثِ وَقَاتَلَ فِيهَا مُحَارِبَ خَصَفَةَ وَقَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَخْلٍ فَصَلَّى الْخَوْفَ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ نَجْدٍ صَلٰوةَ الْخَوْفِ وَإِنَّمَا جَاءَ أَبُو هُرَيْرَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّامَ خَيْبَرَ

چھوڑ دیا تو مشرکوں میں سے ایک مشرک آیا حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار درخت پر لٹک رہی تھی۔ اُس نے اس کو نیام سے نکالا اور کہا کیا آپ مجھ سے ڈرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ اُس نے کہا آپ کو مجھ سے کون روکے گا؟ فرمایا: اللہ! جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو ڈانٹ ڈپٹ کی اور نماز قائم کی گئی تو آپ نے ایک گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں۔ پھر وہ پیچھے ہٹ گئے اور دوسرے گروہ کو دو رکعتیں پڑھائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چار رکعتیں تھیں اور لوگوں کی دو دو رکعتیں تھیں۔ مسدد نے ابوعوانہ کے ذریعہ ابوبشر سے بیان کیا کہ اُس شخص کا نام غورث بن حارث تھا۔ اس غزوہ میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محارب خصفہ سے قتال کیا تھا۔ ابوزبیر نے جابر سے بیان کیا کہ ہم نخل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو آپ نے صلوٰۃِ خوف پڑھی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ نجد میں صلوٰۃِ خوف پڑھی اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ان ایام میں آئے تھے جبکہ آپ نے خیبر کا محاصرہ کیا ہُوا تھا (ان دنوں میں وہ مسلمان ہُوئے تھے)

۳۸۷۱ — **شرح**: اس حدیث کی باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف جہاد کیا اور وہ غزوہ ذاتِ رقاع ہے۔ ابن اثیر نے کہا نجد اونچی زمین ہے اور وہ زمین ہے جو حجاز مقدس کے سوا عراق سے ملتی ہے۔ جوہری نے کہا نجد عرب کا کچھ علاقہ ہے۔ اور غور اس کے خلاف ہے یعنی نیچی زمین ہے۔ اس کو تہامہ کہتے ہیں اور تہامہ سے عراق تک اونچی زمین کو نجد کہتے ہیں۔ حدیث میں یہی نجد مذکور ہے اور ذاتِ رقاع نجد میں ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عادت تھی کہ سفر میں آرام کے وقت جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سایہ دار درخت خالی کر دیتے تھے۔ حسبِ عادت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آرام فرمایا اور تلوار درخت پر لٹکا دی ایک مشرک نامی غورث بن حارث نے وہ تلوار لے کر نیام سے باہر کر کے آپ پر کھینچی اور آپ کو اذیت پہنچانے کا ارادہ کیا لیکن کامیاب نہ ہُوا اور حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے سینہ میں تھپڑ مارا اور تلوار اس کے

ہاتھ سے گر گئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ہاتھ میں لے کر فرمایا تجھے میری تلوار سے کون بچائے گا۔ اس نے کہا کوئی نہیں بچائے گا۔ پھر آپ نے اس کو چھوڑ دیا اور کچھ نہ کہا، کیونکہ آپ کافروں کے ساتھ نرمی کرتے تھے تاکہ وہ اسلام قبول کریں۔ واقدی نے کہا وہ شخص مسلمان ہو گیا اور اپنی قوم میں واپس چلا گیا اور اس کے ذریعہ بہت لوگ مسلمان ہو گئے۔ (قسطلانی، عینی)

قولہ قَالَ اَبَانُ الخ یہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا دوسرا اسناد ہے، لیکن یہ معلق ہے اس حدیث سے امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے استدلال کیا کہ مفترض متنفل کی اقتداء کر سکتا ہے، لیکن یہ حدیث دوسری احادیث کے معارض ہے جن میں یہ صراحت ملتی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں گروہوں کے ساتھ دو دو رکعتیں پڑھیں اور اُن میں سے ہر ایک گروہ نے ایک ایک رکعت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں پڑھی اور ایک ایک تنہا پڑھی۔ اور واقعہ یہی غزوۂ ذاتِ رقاع کا ہے اور نمازیں متعدد بھی معلوم نہیں۔ لہٰذا یہ استدلال ضعیف ہے اسی لئے امام مالک رضی اللہ عنہ نے باب کی پہلی حدیث کے متعلق فرمایا خوف کی نماز کے بارے میں جو احادیث ہم تک پہنچی ہیں ان میں بہترین حدیث یہی ہے احناف کا اس پر عمل ہے۔

ابن تین نے کہا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں اشکال ہے کہ تمام حضرات سفر میں تھے تو آپ نے صحابہ کو دو۔ دو رکعتیں پڑھائیں آپ نے زیادہ کیوں پڑھیں اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے آپ کے ساتھ دو، دو رکعتیں جماعت کے ساتھ پڑھیں اور دوسری رکعتیں اُنھوں نے تنہا پڑھی تھیں جیسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان شریف پر حضر میں چار رکعتیں سفر میں دو رکعتیں اور خوف میں ایک رکعت فرض فرمائی یعنی امام کے ساتھ ایک رکعت اور ایک رکعت تنہا۔ امام نووی نے کہا احادیث میں اتفاق کے لئے یہ تاویل ضروری ہے (عینی)

امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ ایک وقت ایک فرض دو بار پڑھنا جائز تھا۔ لہٰذا ممکن ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں فرض وقت دو بار پڑھا ہو،، چنانچہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سید عالم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھا کرتے تھے پھر اپنی قوم میں جا کر ان کو عشاء کی نماز پڑھاتے تھے۔

قولہ قَالَ اَبُوْہُرَیْرَۃَ الخ یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے غزوۂ نجد جو غزوۂ ذاتِ رقاع ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نمازِ خوف پڑھی تھی اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خیبر کے محاصرہ کے دنوں میں مشرف باسلام ہو کر آپ کے پاس آئے تھے۔ اس تعلیق سے امام بخاری کا مقصد یہ ہے کہ غزوۂ ذاتِ رقاع غزوۂ خیبر کے بعد ہُوا ہے کیونکہ ابوہریرہ ایام خیبر میں مسلمان ہُوئے تھے اور انہوں نے صلوٰۃ پڑھی ہے، چنانچہ ابوداؤد نے موصول روایت ذکر کی کہ مروان بن حکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صلوٰۃِ خوف پڑھی ہے؟ ابوہریرہ نے کہا ہاں! مروان نے کہا کب پڑھی ہے؟ ابوہریرہ نے کہا غزوۂ نجد کے سال پڑھی ہے لیکن اس کو یہ لازم نہیں کہ انہوں نے

بَابُ غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ

مِنْ خُزَاعَةَ وَهِيَ غَزْوَةُ الْمُرَيْسِيعِ قَالَ ابْنُ اِسْحٰقَ وَذٰلِكَ سَنَةَ سِتٍّ وَقَالَ مُوسٰى بْنُ عُقْبَةَ سَنَةَ اَرْبَعٍ وَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ كَانَ حَدِيثُ الْاِفْكِ فِي غَزْوَةِ الْمُرَيْسِيعِ "

غزوہ ذاتِ رقاع میں خوف کی نماز پڑھی تھی۔ کیونکہ ممکن ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف متعدد بار جہاد کیا ہو ان میں سے خیبر سے پہلے اور بعد اس کے بعد ہوں اور ابوہریرہ اس غزوہ میں حاضر ہوئے ہوں جو خیبر کے بعد ہوئے تھے لہٰذا مذکور استدلال مکمل نہیں، لیکن یہ محض احتمال ہے۔ اس سے استدلال کو ضعیف کرنا مناسب نہیں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ غزوات کی تعیین کی جاتی کہ ان میں ذات رقاع کے سوا کون سا غزوہ تھا جس میں ابوہریرہ حاضر ہوئے تھے۔ کذا قال شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ واللہ اعلم!

باب "غزوہ بنی مصطلق"

بنی مصطلق خزاعہ کی شاخ ہے۔ یہی غزوہ مُریسیع ہے۔ ابن اسحاق نے کہا یہ چھ ہجری کا واقعہ ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے کہا۔ چار ہجری میں یہ غزوہ ہُوا۔ نعمان بن راشد نے زہری سے روائت کی کہ اِفک کا واقعہ غزوہ مُریسیع میں ہُوا تھا۔

مصطلق صلق سے ہے اس کا معنی آواز بلند کرنا ہے۔ اصل میں مُصتلق تھا۔ تاء، طاء سے بدل ہُوئی کیونکہ افتعال کا فا کلمہ صاد ہو تو تا طاء سے بدل جاتی ہے۔ یہ خذیمہ بن سعد بن عمرو بن حارثہ کا لقب ہے۔ اور خزاعہ کی شاخ ہے۔ یہ پہلا قبیلہ ہے جو اپنی قوم سے جُدا ہو کر مکہ مکرمہ میں مقیم ہو گیا تھا۔ غزوہ بنی مصطلق کو غزوہ مریسیع کہتے ہیں۔ مُریسیع کنواں یا پانی کا تالاب ہے۔ شیخ دہلوی نے ذکر کیا۔ سیوطی نے کہا مغازی موسیٰ بن عقبہ میں پانچویں سال کا ذکر ہے۔ اور مؤلف کا قول سہوِ قلم سے واقع ہُوا ہے صحیح تر یہی ہے کہ یہ غزوہ پانچ ہجری میں ہُوا ہے۔ حاکم نے اسی کو راجح کہا ہے۔ اسی سفر میں تیمم کی آئت نازل ہُوئی تھی۔ واقدی نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات سو صحابہ کرام لے کر پانچ ہجری کے شعبان میں یہ جنگ کی اور جویریہ بنت حارث کو قیدی بنایا پھر انہیں آزاد کر کے اُن سے نکاح فرمایا جبکہ اس

۳۸۷۲ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ ابْنِ مُحَيْرِيزٍ أَنَّهُ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَرَأَيْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ فَجَلَسْتُ إِلَيْهِ فَسَأَلْتُهُ عَنِ الْعَزْلِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَصَبْنَا سَبْيًا مِنْ سَبْيِ الْعَرَبِ فَاشْتَهَيْنَا النِّسَاءَ فَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَأَحْبَبْنَا الْعَزْلَ فَأَرَدْنَا أَنْ نَعْزِلَ وَقُلْنَا نَعْزِلُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَظْهُرِنَا قَبْلَ أَنْ نَسْأَلَهُ فَسَأَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ أَلَّا تَفْعَلُوا مَا مِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ إِلَّا وَهِيَ كَائِنَةٌ

غزوہ میں قیدیوں کی تعداد سات سو سے زیادہ تھی۔ ام المؤمنین جویریہ بنت حارث کی برکت سے سب کو آزاد کر دیا گیا تھا۔

۳۸۷۲ــ ترجمہ: ابن مُحَیریز نے کہا میں مسجد نبوی میں آیا اور ابوسعید خدری کو دیکھا تو اُن کے پاس بیٹھ گیا۔ میں نے ان سے عزل کے بارے میں پوچھا تو اُنھوں نے کہا ہم جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ بنی مصطلق میں نکلے تو ہم نے عرب عورتیں قیدی پائیں ہم نے عورتوں کی خواہش کی، کیونکہ عورتوں کے بغیر رہنا ہمارے لئے دشوار تھا تو ہم نے عزل کرنے کا ارادہ کر لیا۔ پھر ہم نے خیال کیا کہ ہم آپ سے پوچھے بغیر عزل کریں گے؟ حالانکہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود ہیں۔ پس ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا تمہارے لئے کچھ حرج نہیں بلکہ عزل نہ کرو۔ قیامت تک جو بھی مخلوق پیدا ہونے والی ہے وہ پیدا ہو کر رہے گی۔

۳۸۷۲ــ شرح: یعنی اس غزوہ میں عورتیں قیدی تھیں جو مسلمانوں کی باندیاں تھیں۔ مجاہدین کو بیویوں سے جدا ہوئے عرصہ گزر گیا تھا۔ اس لئے انہیں باندیوں سے جماع کی خواہش ہوئی، لیکن یہ بھی خوف تھا کہ ان سے جماع کرنے کی صورت میں اگر ان کے ارحام میں علوق مستقر ہوگئے تو وہ امہاتِ اولاد قرار پائیں گی اور ان کو فروخت کرنا ممنوع ہوگا! اس لئے انہوں نے عزل کرنا چاہا۔ عزل یہ ہے کہ بیوی سے جماع کے وقت جب انزال ہونے کا وقت

۳۸۷۳ــ حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ نَجْدٍ فَلَمَّا اَدْرَكَتْهُ الْقَائِلَةُ وَهُوَ وَادٍ كَثِيْرُ الْعِضَاةِ فَنَزَلَ تَحْتَ شَجَرَةٍ وَاسْتَظَلَّ بِهَا وَعَلَّقَ سَيْفَهُ فَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِي الشَّجَرِ يَسْتَظِلُّوْنَ وَبَيْنَ نَحْنُ كَذٰلِكَ اِذْ دَعَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْنَا فَاِذَا اَعْرَابِيٌّ قَاعِدٌ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ اِنَّ هٰذَا اَتَانِيْ وَاَنَا نَائِمٌ فَاخْتَرَطَ سَيْفِيْ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ قَائِمٌ عَلٰى رَاْسِيْ مُخْتَرِطٌ صَلْتًا قَالَ مَنْ يَّمْنَعُكَ مِنِّيْ قُلْتُ اللّٰهُ فَشَامَهُ ثُمَّ قَعَدَ فَهُوَ هٰذَا قَالَ وَلَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آئے تو آلہ تناسل کو عورت کی فرج سے باہر کرے تاکہ منی رحم میں داخل نہ ہو۔ اس لئے انہوں نے عزل کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا عزل نہ کرنا تم پر واجب نہیں۔ اگر "لَا عَلَيْكُمْ" میں کلمہ لا کو زائد کہا جائے تو معنی یہ ہوگا تمہارے لئے عزل کرنے میں حرج نہیں۔ یعنی ہر طرح رخصت ہے۔ عزل میں احناف کا مذہب یہ ہے کہ باندی سے عزل کرنے میں حرج نہیں اور بیوی حرہ سے عزل کی صورت میں اس کی اجازت ضروری ہے۔ کیونکہ بچہ پیدا ہونا عورت کا حق ہے۔ عزل سے اس کا حق فوت ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی اجازت کے بغیر عزل کرنا ممنوع ہے۔

۳۸۷۳ــ ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ نجد کیا۔ جب آپ کو دوپہر کی گرمی نے پایا حالانکہ آپ خاردار درختوں کی وادی میں تھے تو آپ ایک درخت کے نیچے تشریف لائے اور اس سے سایہ حاصل کیا اور اپنی تلوار درخت سے لٹکا دی اور لوگ سایہ دار درختوں میں بکھر گئے۔ ہم اسی حال میں تھے کہ اچانک ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا ہم حاضر ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک اعرابی آپ کے آگے بیٹھا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص میرے پاس آیا جبکہ میں سو رہا تھا اس نے میری تلوار میرے اوپر کھینچی میں بیدار ہوا تو یہ میرے سر پر تلوار کھینچے ہوئے تھا۔ جبکہ تلوار ننگی تھی اور کہا آپ کو مجھ سے

بَابُ غَزْوَةِ اَنْمَارٍ

۳۸۷۴ــــ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُرَاقَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَةِ اَنْمَارٍ یُصَلِّیْ عَلٰی رَاحِلَتِهٖ مُتَوَجِّهًا قِبَلَ الْمَشْرِقِ مُتَطَوِّعًا ــ

کون بچائے گا؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ بچائے گا۔ پھر اُس نے تلوار نیام میں کر لی اور بیٹھ گیا پس وہ یہ شخص ہے جابر نے کہا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عذاب نہ دیا۔

۳۸۷۳ــــ شرح: یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عادت اور اخلاقِ کریمانہ کی بناء پر اس شخص سے انتقام نہ لیا اور اسے معاف کر دیا حالانکہ وہ آپ کو سخت اذیت پہنچانے آیا تھا لیکن آپ کے خلقِ عظیم کو دیکھ کر اُس نے اسلام قبول کیا اور اس کی قوم کے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔

بعض نسخوں میں یہ حدیث یہاں نہیں اس سے پہلے باب میں مذکور ہے۔ اور اس جگہ یہ حدیث ذکر کرنا غیر مناسب ہے۔ علامہ قسطلانی نے کہا ہو سکتا ہے کہ حاشیہ پر لکھی ہو اور کاتب نے غلطی سے یہاں لکھ دی ہو، لیکن یہ احتمال ضعیف ہے، کیونکہ جب متن میں اس سے پہلے یہ حدیث مذکور ہے تو حاشیہ پر لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ اور اگر پہلے متن اور حاشیہ میں موجود تھی تو یہاں متن میں کیوں ذکر کی؟ یہ دوسری غلطی ہوگی۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ جب اس میں یہ تصریح کی کہ یہ غزوۂ نجد کا واقعہ ہے تو اس کو یہاں ذکر کرنے میں کچھ حرج نہیں کیونکہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ غزوۂ مصطلقیہ میں نہیں ہوا۔ لیکن یہ توجیہ بھی کمزور ہے کیونکہ بخاری کو معلوم تھا کہ یہ واقعہ غزوۂ نجد کا ہے تو بنی مصطلق میں کیوں ذکر کیا۔ نیز علامہ کرمانی نے بعض سے نقل کیا کہ یہ دونوں غزوات قریب قریب تھے۔ راوی نے ان کو ایک غزوہ کے حکم میں شمار کیا، لیکن یہ توجیہ بھی قابلِ غور ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب ــ غزوۂ انمار

۳۸۷۴ــــ ترجمہ: جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

بَابُ حَدِيثِ الْإِفْكِ

اَلْإِفْكُ وَالْأَفَكُ بِمَنْزِلَةِ النِّجْسِ وَالنَّجَسِ يُقَالُ إِفْكُهُمْ وَأَفْكُهُمْ وَأَفَكُهُمْ

۳۸۷۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا وَكُلُّهُمْ حَدَّثَنِي طَائِفَةً مِنْ حَدِيثِهَا

کو غزوۂ انمار میں اپنی سواری پر نفل نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جبکہ آپ مشرق کی طرف متوجہ تھے۔
(حدیث ۱۰۳۱ ج ۲ کی شرح دیکھیں) (باب صلوۃ التطوع)

باب — حدیث الافک

افک میں دو لغتیں ہیں ہمزہ مکسور اور فاء ساکن جیسے نِجْس دوسری یہ کہ دونوں مفتوح جیسے نَجَس نیز افک مصدر ہے اس کا باب ضَرَبَ یَضْرِبُ ہے۔ ای اَفَکَ یَاْفِکُ جب کوئی جھوٹ بولے۔ اُفُک بضم الہمزہ افوک کی جمع ہے اس کا معنی ہے بہت جھوٹ بولنے والا۔ (عینی)

قولہ یقال اِفْکُھُمْ وَاَفْکُھُمْ وَاَفَکُھُمْ ،، اس سے قرآن کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔
،، وَذٰلِکَ اِفْکُھُمْ ،، مشہور قرأت بکسر الہمزہ ہے۔ ذٰلِکَ مبتداء اور اِفْکُھُمْ خبر ہے۔

قولہ فَمَنْ قَالَ آہ یعنی جس نے اس کو فعل ماضی کہا ہے وہ کہتا ہے ان کو ایمان سے پھیرا اور جھوٹ بولا جیسے اس آیت میں کہا یُؤْفَکُ عَنْہُ مَنْ اُفِکَ ،، یعنی اس شخص کو قرآن سے روکا جاتا ہے جو اس سے رُکا۔ یعنی ازل میں۔

۳۸۷۵ — **ترجمہ** : صالح نے ابن ہشام سے روایت کی انہوں نے کہا مجھ سے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عُبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

وَبَعْضُهُمْ كَانَ أَوْعَى لِحَدِيثِهَا مِنْ بَعْضٍ وَأَثْبَتَ لَهُ اقْتِصَاصًا وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْ كُلِّ رَجُلٍ مِنْهُمُ الْحَدِيثَ الَّذِي حَدَّثَنِي عَنْ عَائِشَةَ وَبَعْضُ حَدِيثِهِمْ يُصَدِّقُ بَعْضًا وَإِنْ كَانَ بَعْضُهُمْ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضٍ قَالُوا قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَقْرَعَ بَيْنَ أَزْوَاجِهِ وَأَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَقْرَعَ بَيْنَنَا فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ فِيهَا سَهْمِي فَخَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ فَكُنْتُ أُحْمَلُ فِي هَوْدَجٍ وَأُنْزَلُ فِيهِ فَسِرْنَا حَتَّى إِذَا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَتِهِ تِلْكَ وَقَفَلَ دَنَوْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ قَافِلِينَ آذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيلِ فَقُمْتُ حِينَ آذَنُوا بِالرَّحِيلِ

سے بیان دیا جبکہ ان کے بارے میں بہتان لگانے والوں نے جو کچھ کہا اور ہر ایک نے مجھے ان کی حدیث کا کچھ واقعہ بیان کیا اور اُن میں سے بعض کو دوسروں سے ام المؤمنین کی حدیث کو زیادہ محفوظ کیا ہے اور اس کو بیان کرنے میں زیادہ معتبر ہیں (زہری نے کہا) میں نے اُن میں سے ہر ایک سے وہ حدیث یاد کی ہے جو اُنھوں نے مجھے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے خبر دی اور بعض کی حدیث بعض کی حدیث کی تصدیق کرتی ہے اگرچہ بعض نے بعض سے حدیث زیادہ محفوظ کی ہے۔ انہوں نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں میں قرعہ اندازی کرتے جس کا قرعہ میں نام نکلتا اس کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہمراہ سفر میں لے جاتے۔ مائی صاحبہ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غزوہ جو آپ نے لڑا، میں ہمارے درمیان قرعہ اندازی فرمائی تو اس میں میرا نام نکلا تو میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلی جبکہ پردہ کی آیت نازل ہو چکی تھی۔ میں ہودج (کجاوہ) میں سوار رہتی اور اسی میں اُتاری جاتی تھی۔ ہم چلے حتیٰ کہ جب جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس غزوہ سے فارغ ہو کر واپس ہوئے تو ہم واپسی میں مدینہ منورہ کے قریب آ گئے۔ ایک رات آپ نے

فَمَشَيْتُ حَتّٰى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ فَلَمَّا قَضَيْتُ شَأْنِىْ اَقْبَلْتُ اِلٰى رَحْلِىْ فَلَمَسْتُ صَدْرِىْ فَاِذَا عِقْدٌ لِّىْ مِنْ جَزْعِ ظَفَارٍ قَدِ انْقَطَعَ فَرَجَعْتُ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِىْ فَحَبَسَنِىْ اِبْتِغَاؤُهٗ قَالَتْ وَاَقْبَلَ الرَّهْطُ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُرَحِّلُوْنَ بِىْ فَاحْتَمَلُوْا هَوْدَجِىْ فَرَحَلُوْهُ عَلٰى بَعِيْرِىَ الَّذِىْ كُنْتُ اَرْكَبُ عَلَيْهِ وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنِّىْ فِيْهِ وَكَانَ النِّسَآءُ اِذْ ذَاكَ خِفَافًا لَمْ يُهَبَّلْنَ وَلَمْ يَغْشَهُنَّ اللَّحْمُ اِنَّمَا يَاْكُلْنَ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ خِفَّةَ الْهَوْدَجِ حِيْنَ رَفَعُوْهُ وَحَمَلُوْهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيْثَةَ السِّنِّ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ فَسَارُوْا وَوَجَدْتُ عِقْدِىْ بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ فَجِئْتُ مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا مِنْهُمْ دَاعٍ وَّلَا مُجِيْبٌ فَتَيَمَّمْتُ مَنْزِلِىَ الَّذِىْ كُنْتُ بِهٖ وَظَنَنْتُ اَنَّهُمْ سَيَفْقِدُوْنِىْ فَيَرْجِعُوْنَ اِلَىَّ فَبَيْنَا اَنَا جَالِسَةٌ فِىْ مَنْزِلِىْ غَلَبَتْنِىْ عَيْنِىْ فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِىُّ ثُمَّ الذَّكْوَانِىُّ مِنْ وَّرَآءِ

کوچ کا اعلان فرمایا تو جب لوگوں نے کوچ کی تیاری کی تو میں اٹھی حتی کہ لشکر سے باہر چلی گئی جب میں نے قضاء حاجت کر لی تو اپنے کجاوہ کی طرف آئی میں نے اپنے سینہ کو مس کیا تو اچانک میرا ہار جو جزع ظفار سے تھا گر گیا ہے۔ میں واپس گئی اور ہار تلاش کرنے لگی تو اس کی تلاش نے مجھے روک رکھا۔

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا وہ لوگ جو میرا ہودج اٹھاتے تھے آئے اور میرا ہودج اٹھایا اور اس کو میرے اونٹ پر رکھ دیا جس پر میں سوار تھی۔ ان کا خیال تھا کہ میں ہودج میں ہوں۔ اس وقت عورتیں ہلکی پھلکی ہوا کرتی تھیں بھاری نہ ہوتی تھیں اور نہ ہی ان پر زیادہ گوشت ہوتا تھا وہ صرف معمولی طعام کھاتی تھیں اس لئے جب لوگوں نے میرا ہودج اٹھایا تو اس کے بھار کا انکار نہ کیا اور اس کو اٹھا کر اونٹ پر رکھ دیا میں چھوٹی عمر کی تھی لوگوں نے اونٹ کو اٹھایا اور روانہ ہو گئے اور لشکر جانے کے بعد میں نے ہار پا لیا۔ تو میں ان کی جگہ پر آئی جبکہ وہاں کوئی نہ تھا۔ نہ بلانے والا تھا اور نہ ہی جواب دینے والا تھا۔ تو میں اپنے ٹھکانے پر آئی جہاں میں تھی اور یہ خیال کیا کہ وہ عنقریب مجھے گم پائیں گے اور میری طرف واپس آئیں گے اسی اثنا میں

الْجَيْشِ فَاَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِىْ فَرَاٰى سَوَادَ اِنْسَانٍ نَائِمٍ فَعَرَفَنِىْ حِيْنَ رَاٰنِىْ
وَكَانَ رَاٰنِىْ قَبْلَ الْحِجَابِ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهٖ حِيْنَ عَرَفَنِىْ فَخَمَّرْتُ
وَجْهِىْ بِجِلْبَابِىْ وَاللّٰهِ مَا تَكَلَّمْنَا بِكَلِمَةٍ وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ اسْتِرْجَاعِهٖ
وَهَوٰى حَتّٰى اَنَاخَ رَاحِلَتَهٗ فَوَطِئَ عَلٰى يَدِهَا فَقُمْتُ اِلَيْهَا فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ
يَقُوْدُ بِىَ الرَّاحِلَةَ حَتّٰى اَتَيْنَا الْجَيْشَ مُوْغِرِيْنَ فِىْ نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ وَهُمْ
نُزُوْلٌ قَالَتْ فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِىْ تَوَلّٰى كِبْرَ الْاِفْكِ عَبْدُ اللّٰهِ
ابْنُ اُبَىِّ ابْنُ سَلُوْلٍ قَالَ عُرْوَةُ اُخْبِرْتُ اَنَّهٗ كَانَ يُشَاعُ وَيُتَحَدَّثُ بِهٖ
عِنْدَهٗ فَيُقِرُّهٗ وَيَسْتَمِعُهٗ وَيَسْتَوْشِيْهِ وَقَالَ عُرْوَةُ اَيْضًا لَمْ يُسَمَّ مِنْ
اَهْلِ الْاِفْكِ اَيْضًا اِلَّا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ وَمِسْطَحُ بْنُ اُثَاثَةَ وَحَمْنَةُ بِنْتُ
جَحْشٍ فِىْ نَاسٍ اٰخَرِيْنَ لَا عِلْمَ لِىْ بِهِمْ غَيْرَ اَنَّهُمْ عُصْبَةٌ كَمَا قَالَ اللّٰهُ

جبکہ میں بیٹھی ہوئی تھی میری آنکھوں نے مجھ پر غلبہ کر لیا اور میں سو گئی۔ صفوان بن مُعطّل سلمی پھر ذکوانی لشکر کے پیچھے آرہا تھا وہ میرے ٹھکانے پر آیا اور دُور سے سویا ہُوا کوئی شخص دیکھا اور جب مجھے دیکھا تو پہچان لیا حالانکہ اُس نے پردہ کی آیت کے نزدل سے پہلے مجھے دیکھا ہُوا تھا میں نے اپنا چہرہ دوپٹے سے ڈھانپ لیا بخدا! ہم نے ایک بات بھی نہیں کی اور میں اس سے "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن" کے سوا کوئی بات نہ سُنی۔ وہ اپنے اُونٹ سے اُترا اور اسے بٹھایا اور اس کا ہاتھ پاؤں سے دبائے رکھا۔ تو میں اُٹھی اور اس پر سوار ہو گئی اور وہ اُونٹ پکڑ کر پیدل چلنے لگا۔ حتیٰ کہ ہم لشکر میں آگئے جبکہ لوگ دوپہر کے وقت آرام کرنے اُترے تھے تو ہلاک ہو گیا وہ شخص جو ہلاک ہُوا اور جس نے بہتان کا بیڑا اُٹھایا تھا۔ وہ عبداللہ بن اُبَیّ بن سَلُول (رئیس المنافقین) تھا۔ عروہ نے کہا مجھے خبر دی گئی کہ اس کے پاس افک کی باتیں کی جاتی تھیں۔ وہ ان کی توثیق کرتا اور کان لگا کر سُنا کرتا اور آگے بیان کرتا تھا۔ عروہ نے کہا بہتان لگانے والوں کا نام سوا حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ اور حمنہ بنت جحش کے دُوسرے لوگوں میں جن کا مجھے علم نہیں۔ ذکر نہیں کیا گیا۔ مگر اُن کی ایک جماعت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "اَلَّذِیْنَ جَاءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ"، ان کے سب سے بڑے کو عبداللہ بن

تَعَالٰی وَاِنَّ کِبْرَ ذٰلِكَ یُقَالُ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَیِّ ابْنُ سَلُوْلٍ قَالَ عُرْوَةُ كَانَتْ
عَائِشَةُ تَكْرَهُ اَنْ یُّسَبَّ عِنْدَهَا حَسَّانُ وَتَقُوْلُ اِنَّهُ الَّذِیْ قَالَ ؎ فَاِنَّ
اَبِیْ وَوَالِدَهٗ وَعِرْضِیْ ٭ لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْكُمْ وِقَاءُ ؎ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَدِ
مْنَا الْمَدِیْنَةَ فَاشْتَكَیْتُ حِیْنَ قَدِمْتُ شَهْرًا وَّالنَّاسُ یُفِیْضُوْنَ فِیْ
فِیْ قَوْلِ اَصْحَابِ الْاِفْكِ لَا اَشْعُرُ بِشَیْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ وَهُوَ یَرِیْبُنِیْ فِیْ وَجَعِیْ
اَنِّیْ لَا اَعْرِفُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اللُّطْفَ الَّذِیْ
كُنْتُ اَرٰی مِنْهُ حِیْنَ اَشْتَكِیْ اِنَّمَا یَدْخُلُ عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ
عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیُسَلِّمُ ثُمَّ یَقُوْلُ كَیْفَ تِیْكُمْ ثُمَّ یَنْصَرِفُ فَذٰلِكَ یَرِیْبُنِیْ
وَلَا اَشْعُرُ بِالشَّرِّ حَتّٰی خَرَجْتُ حِیْنَ نَقَهْتُ فَخَرَجَتْ مَعِیْ اُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ
الْمَنَاصِعِ وَكَانَ مُتَبَرَّزَنَا وَكُنَّا لَا نَخْرُجُ اِلَّا لَیْلًا اِلٰی لَیْلٍ وَذٰلِكَ قَبْلَ
اَنْ تُتَّخَذَ الْكُنُفُ قَرِیْبًا مِّنْ بُیُوْتِنَا وَاَمْرُنَا اَمْرُ الْعَرَبِ الْاُوَلِ فِی
الْبَرِّیَّةِ قِبَلَ الْغَائِطِ وَكُنَّا نَتَاَذّٰی بِالْكُنُفِ اَنْ نَّتَّخِذَهَا عِنْدَ بُیُوْتِنَا

اُبَیّ بن سلول کہا جاتا ہے۔ عروہ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اس بات کو اچھا نہ سمجھتی تھیں کہ اُن کے پاس حسان کو گالی دی جائے اور فرمایا کرتی تھیں۔ اُسی نے یہ کہا ہے۔

فَاِنَّ اَبِیْ وَوَالِدَهٗ وَعِرْضِیْ ٭ لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِّنْكُمْ وِقَاءُ

" یعنی میرا باپ دادا اور میری عزت ٭ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا تم سے بچاؤ ہیں "

ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم مدینہ منورہ میں آئے جب ہم آئے تو میں مہینہ بھر بیمار رہی اور لوگ بہتان لگانے والوں کی باتوں میں مشغول تھے مجھے اس کے متعلق کچھ معلوم نہ تھا۔ بیماری کی حالت میں مجھے کچھ کھٹک گزرا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ لطف اور مہربانی نہ دیکھتی تھی جو آپ سے بیماری کی حالت میں دیکھا کرتی تھی۔ صرف یہ بات تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور سلام فرمانے کے بعد فرماتے کیسا حال ہے؟

قَالَتْ فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَاُمُّ مِسْطَحٍ وَهِيَ اِبْنَةُ اَبِي رُهْمِ بْنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَاُمُّهَا بِنْتُ صَخْرِ بْنِ عَامِرٍ خَالَةُ اَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ وَابْنُهَا مِسْطَحُ بْنُ اُثَاثَةَ بْنِ عَبَّادِ بْنِ الْمُطَّلِبِ فَاَقْبَلْتُ اَنَا وَاُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ بَيْتِيْ حِيْنَ فَرَغْنَا مِنْ شَاْنِنَا فَعَثَرَتْ اُمُّ مِسْطَحٍ فِيْ مِرْطِهَا فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا بِئْسَ مَا قُلْتِ اَتَسُبِّيْنَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا فَقَالَتْ اَيْ هَنْتَاهُ وَلَمْ تَسْمَعِيْ مَا قَالَ قَالَتْ وَقُلْتُ مَا قَالَ فَاَخْبَرَتْنِيْ بِقَوْلِ اَهْلِ الْاِفْكِ قَالَتْ فَازْدَدْتُ مَرَضًا عَلٰى مَرَضِيْ فَلَمَّا رَجَعْتُ اِلٰى بَيْتِيْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تِيْكُمْ فَقُلْتُ لَهٗ اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اٰتِيَ اَبَوَيَّ قَالَتْ وَاُرِيْدُ اَنْ اَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا قَالَتْ فَاَذِنَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِاُمِّيْ يَا اُمَّتَاهُ مَاذَا يَتَحَدَّثُ قَالَتْ يَا بُنَيَّةُ هَوِّنِيْ عَلَيْكِ فَوَاللّٰهِ لَقَلَّمَا

پھر آپ چلے جاتے پس اس سے مجھے کچھ شک ہُوا اور مجھے شرارت کا شعور تک نہ تھا حتی کہ جب میں کمزور ہوگئی تو باہر نکلی اور مسطح کی والدہ کے ساتھ مناصع کی طرف نکلے اور وہ ہماری قضاءِ حاجت کی جگہ تھی۔ ہم رات کو ہی باہر جایا کرتے تھے اور یہ ہمارے گھروں میں بیت الخلاء بنانے سے پہلے کی بات ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا جنگل میں جاکر قضاءِ حاجت کرنے میں ہمارا دستور وہی تھا جو پہلے عربوں کا تھا اور ہم اپنے گھروں میں بیت الخلاء بنانے اچھا نہ سمجھتے تھے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں اور مسطح کی والدہ باہر نکلے اور وہ ابورہم بن مطلب بن عبد مناف کی بیٹی ہے اور اس کی والدہ صخر بن عامر کی بیٹی ہے جو ابوبکر صدیق کی خالہ ہے اور اس کا بیٹا مسطح بن اثاثہ بن عباد بن عبد المطلب ہے۔ جب میں اور ام مسطح قضاءِ حاجت سے فارغ ہوکر اپنے گھر کی طرف آئیں تو مسطح کی والدہ چادر میں پھسل کر گر پڑی اور کہنے لگی مسطح مر جائے۔ میں نے اسے کہا تو نے بہت بُری بات کی ہے۔ کیا تو ایسے شخص کو گالی دیتی ہے جو جنگِ بدر میں شریک رہا ہے۔ اُس نے کہا اے بھولی بی بی کیا تو نے نہیں سُنا جو لوگ کہتے ہیں۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں نے کہا کیا کہا ہے؟ اُس نے بہتان لگانے والوں کا واقعہ ذکر کیا۔ فرمایا میں پہلے بیمار تھی اس

كَانَتْ امْرَأَةٌ قَطُّ وَضِيئَةً عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا لَهَا ضَرَائِرُ إِلَّا كَثَّرْنَ عَلَيْهَا
قَالَتْ فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللهِ أَوَلَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهٰذَا قَالَتْ فَبَكَيْتُ
تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتّٰى أَصْبَحْتُ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ثُمَّ
أَصْبَحْتُ أَبْكِي قَالَتْ وَدَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ
أَبِي طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِينَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْأَلُهُمَا وَيَسْتَشِيرُهُمَا
فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ قَالَتْ فَأَمَّا أُسَامَةُ فَأَشَارَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِالَّذِي يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ وَبِالَّذِي يَعْلَمُ لَهُمْ فِي نَفْسِهِ فَقَالَ
أُسَامَةُ أَهْلُكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا وَأَمَّا عَلِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيرَةَ فَقَالَ أَيْ بَرِيرَةُ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يُرِيبُكِ قَالَتْ
لَهُ بَرِيرَةُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا رَأَيْتُ عَلَيْهَا أَمْرًا قَطُّ أَغْمِصُهُ
غَيْرَ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ
فَتَأْكُلُهُ قَالَتْ فَقَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَوْمِهِ فَاسْتَعْذَرَ

سے میری بیماری اور زیادہ ہوگئی جب میں اپنے گھر آئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور فرمایا تمہارا کیسا حال ہے؟ میں نے عرض کیا کیا آپ مجھے اپنے ماں باپ کے ہاں جانے کی اجازت دیتے ہیں؟ ام المؤمنین نے فرمایا میرا ارادہ یہ تھا کہ میں اپنے والدین سے اس خبر کی تصدیق کروں گی۔ فرمایا!

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اجازت فرمادی۔ میں نے اپنی والدہ سے کہا اے پیاری والدہ لوگ کیا باتیں کرتے ہیں انھوں نے کہا اے میری پیاری بیٹی ایسی باتوں کا خیال نہ کرو۔ بخدا! کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی خوبصورت عورت ہو اور اس کے شوہر کو اس سے محبت ہو اور اس کی سوکنیں ہوں تو وہ اس سے حسد کرتی ہیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: سبحان اللہ! لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں فرمایا میں ساری رات روتی رہی میرے آنسو نہیں رکتے تھے اور نہ ہی مجھے نیند آتی تھی۔ پھر صبح کو روتی رہی فرمایا جناب رسول اللہ

مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَیٍّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ مَنْ يَّعْذِرُنِیْ
مِنْ رَّجُلٍ قَدْ بَلَغَنِیْ عَنْهُ اَذَاهُ فِیْ اَهْلِیْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى اَهْلِیْ اِلَّا خَيْرًا
وَلَقَدْ ذَكَرُوْا رَجُلًا مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِ اِلَّا خَيْرًا وَمَا يَدْخُلُ عَلٰى اَهْلِیْ اِلَّا مَعِیَ
قَالَتْ فَقَامَ سَعْدٌ اَخُوْ بَنِیْ عَبْدِ الْاَشْهَلِ فَقَالَ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْذِرُكَ
فَاِنْ كَانَ مِنَ الْاَوْسِ ضَرَبْتُ عُنُقَهٗ وَاِنْ كَانَ مِنْ اِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ
اَمَرْتَنَا اَمْرَكَ قَالَتْ وَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْخَزْرَجِ وَكَانَتْ اُمُّ حَسَّانٍ بِنْتَ
عَمِّهٖ مِنْ فَخِذِهٖ وَهُوَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ قَالَتْ وَكَانَ
قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا صَالِحًا وَّلٰكِنِ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ فَقَالَ لِسَعْدٍ كَذَبْتَ لَعَمْرُ
اللّٰهِ لَا تَقْتُلُهٗ وَلَا تَقْدِرُ عَلٰى قَتْلِهٖ وَلَوْ كَانَ مِنْ رَهْطِكَ مَا اَحْبَبْتَ اَنْ
يُّقْتَلَ فَقَامَ اُسَيْدُ ابْنُ حُضَيْرٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدٍ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ
كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهٗ فَاِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِيْنَ قَالَتْ

صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب اور اُسامہ بن زید کو بُلایا جبکہ وحی کے نزول میں تاخیر ہوئی۔ آپ اُن سے پوچھتے تھے اور اپنی بیوی کے فراق میں مشورہ کرنا چاہتے تھے۔ اُسامہ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ دیا جو حضور کی بیوی کی پاکدامنی جانتے تھے اور جو وہ اہل بیت کی اپنے دل میں محبت جانتے تھے۔ پس اُسامہ نے کہا وہ آپ کی بیوی ہے۔ بخدا ہم ان میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتے ہیں، لیکن علی بن ابی طالب نے کہا یا رسُول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر تنگی نہیں کی۔ اس (ام المؤمنین) کے سوا عورتیں بہت ہیں۔ آپ بریرہ سے دریافت کر لیجیے وہ آپ سے سچی بات کرے گی۔ ام المؤمنین نے فرمایا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو بُلایا اور فرمایا اے بریرہ کیا تو نے عائشہ میں کچھ دیکھا ہے جس سے تجھے کوئی شک ہوتا ہو بریرہ نے کہا اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق سے بھیجا ہے۔ میں نے عائشہ میں کچھ نہیں دیکھا میں نے اُس میں اس سے زیادہ نہیں دیکھا جسے میں معیوب خیال کروں کہ وہ کمسن لڑکی ہے۔ آٹا گوندھ کر سو جاتی ہے۔ گھر یلو بکری آتی ہے اور آٹا کھا جاتی ہے فرمایا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی روز خطبہ دیا اور عبداللہ بن ابی سلول سے انصاف

فَثَارَ الْحَيَّانِ الْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتّٰى هَمُّوْا اَنْ يَّقْتَتِلُوْا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَتْ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يُخَفِّضُهُمْ حَتّٰى سَكَتُوْا وَسَكَتَ قَالَتْ فَبَكَيْتُ يَوْمِيْ ذٰلِكَ كُلَّهٗ لَا يَرْقَاُ لِيْ
دَمْعٌ وَلَا اَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ قَالَتْ وَاَصْبَحَ اَبَوَايَ عِنْدِيْ وَقَدْ بَكَيْتُ
لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا لَا اَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ وَلَا يَرْقَاُ لِيْ دَمْعٌ حَتّٰى اِنِّيْ لَاَظُنُّ اَنَّ
الْبُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِيْ فَبَيْنَا اَبَوَايَ جَالِسَانِ عِنْدِيْ وَاَنَا اَبْكِيْ فَاسْتَاْذَنَتْ
عَلَيَّ امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِيْ مَعِيْ قَالَتْ فَبَيْنَا نَحْنُ
عَلٰى ذٰلِكَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ قَالَتْ
وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِيْ مُنْذُ قِيْلَ مَا قِيْلَ قَبْلَهَا وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا يُوْحٰى اِلَيْهِ
فِيْ شَاْنِيْ بِشَيْءٍ قَالَتْ فَتَشَهَّدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ جَلَسَ
ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ اَنَّهٗ بَلَغَنِيْ عَنْكِ كَذَا وَكَذَا فَاِنْ كُنْتِ بَرِيْئَةً
فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ وَاِنْ كُنْتِ اَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِيْ اللّٰهَ وَتُوْبِيْ اِلَيْهِ

کی بات چاہی جبکہ آپ منبر پر تشریف فرما تھے اور فرمایا اے مسلمانو! کون ہے جو ایسے شخص کے مقابلہ میں میری
مدد کرے جس سے مجھے میری بیوی کے متعلق اذیت پہنچی ہے بخدا! میں نے اپنی بیوی کے بارے میں بھلائی
کے سوا کچھ نہیں دیکھا لوگوں نے ایسے شخص کا ذکر کیا ہے۔ جس کے متعلق میں بھلائی کے سوا کچھ نہیں جانتا ہوں۔
وہ میرے ساتھ گھر میں داخل ہُوا کرتا تھا۔ سعد بن مُعاذ کھڑے ہُوئے جو قبیلہ بنی عبد الاشہل کے سردار میں اور
عرض کیا یارسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم!! میں یارسُول اللہ آپ کی مدد کرتا ہوں ۔ اور اس کا مقابلہ کرتا ہوں۔
اگر وہ شخص اَوس قبیلہ سے ہے تو میں اس کی گردن اڑاتا ہوں ۔ اور اگر وہ ہمارے قبیلہ خزرج سے ہے تو
آپ حکم فرمائیں۔ ہم آپ کا حکم پُورا کریں گے (یہ سُن کر) قبیلہ خزرج سے ایک شخص کھڑا ہُوا۔ حسان بن ثابت
کی والدہ اس کے چچا کی بیٹی تھی اور اس کے قبیلہ سے تھی وہ سعد بن عبادہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے۔ ام المؤمنین نے

فَإِنَّ الْعَبْدَ إِذَا اعْتَرَفَ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ قَالَتْ فَلَمَّا قَضٰى
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ قَلَصَ دَمْعِيْ حَتّٰى مَا أُحِسُّ
مِنْهُ قَطْرَةً فَقُلْتُ لِأَبِيْ أَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِّيْ فِيْمَا
قَالَ فَقَالَ أَبِيْ وَاللّٰهِ مَا أَدْرِيْ مَا أَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ
وَأَنَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ لَا أَقْرَأُ مِنَ الْقُرْاٰنِ كَثِيْرًا إِنِّيْ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ
لَقَدْ سَمِعْتُمْ هٰذَا الْحَدِيْثَ حَتَّى اسْتَقَرَّ فِيْ أَنْفُسِكُمْ وَصَدَّقْتُمْ بِهِ فَلَئِنْ
قُلْتُ لَكُمْ إِنِّيْ بَرِيْئَةٌ لَا تُصَدِّقُوْنِيْ وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
أَنِّيْ مِنْهُ بَرِيْئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّيْ فَوَاللّٰهِ لَا أَجِدُ لِيْ وَلَكُمْ مَثَلًا إِلَّا أَبَا يُوْسُفَ
حِيْنَ قَالَ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ثُمَّ تَحَوَّلْتُ
وَاضْطَجَعْتُ عَلٰى فِرَاشِيْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنِّيْ حِيْنَئِذٍ بَرِيْئَةٌ وَأَنَّ اللّٰهَ مُبَرِّئِيْ
بِبَرَاءَتِيْ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ اللّٰهَ مُنْزِلٌ فِيْ شَأْنِيْ وَحْيًا يُتْلٰى

نے فرمایا۔ اس واقعہ سے پہلے وہ نیک مرد تھے۔ لیکن قبیلہ کی غیرت نے اُن میں غصہ بھر دیا۔ اس نے سعد بن معاذ سے کہا اللہ کی قسم! تو جھوٹ بولتا ہے تو اس کو قتل نہیں کر سکتا اور نہ ہی تجھے اس کی قدرت ہے۔ اگر وہ تیرے قبیلہ سے ہوتا تو اس کو قتل کرنا پسند نہ کرتا (یہ سن کر) اُسید بن حضیر کھڑے ہوئے جبکہ وہ سعد بن معاذ کے چچا کے بیٹے ہیں۔ اُس نے سعد بن عبادہ سے کہا اللہ کی قسم تو جھوٹ بولتا ہے ہم اس کو ضرور قتل کریں گے تو منافق ہے منافقوں کی طرف سے جھگڑتا ہے۔ ام المؤمنین نے فرمایا دونوں قبیلے اوس اور خزرج بھڑک گئے حتیٰ کہ لڑائی کے لئے تیار ہو گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر کھڑے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خاموش کراتے رہے۔ حتیٰ کہ وہ خاموش ہو گئے فرمایا میں سارا دن روتی رہی میرے آنسو نہیں رُکتے تھے اور نہ ہی مجھے نیند آتی تھی۔ فرمایا میرے والدین صبح کو میرے پاس آئے حالانکہ میں دو راتیں اور ایک دن روتی رہی تھی میرے آنسو نہیں رکتے تھے اور نہ ہی مجھے نیند آتی تھی۔ حتیٰ کہ مجھے گمان ہوا کہ رونا میرا جگر پھاڑ دے گا ایک دفعہ میرے والدین میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور میں رو رہی تھی۔ ایک انصاریہ عورت نے مجھ سے

لَشَأْنِي فِي نَفْسِي كَانَ أَحْقَرَ مِنْ أَنْ يَتَكَلَّمَ اللّٰهُ فِيَّ بِأَمْرٍ وَلٰكِنْ كُنْتُ
أَرْجُو أَنْ يَرَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبَرِّئُنِي اللّٰهُ
بِهَا فَوَاللّٰهِ مَا رَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجْلِسَهُ وَلَا خَرَجَ أَحَدٌ
مِنْ أَهْلِ الْبَيْتِ حَتَّى أُنْزِلَ عَلَيْهِ فَأَخَذَهُ مَا كَانَ يَأْخُذُهُ مِنَ الْبُرَحَاءِ
حَتَّى أَنَّهُ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِنَ الْعَرَقِ مِثْلُ الْجُمَانِ وَهُوَ فِي يَوْمٍ شَاتٍ مِنْ ثِقَلِ
الْقَوْلِ الَّذِي أُنْزِلَ عَلَيْهِ قَالَتْ فَسُرِّيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ
يَضْحَكُ فَكَانَتْ أَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا أَنْ قَالَ يَا عَائِشَةُ أَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ
بَرَّأَكِ قَالَتْ فَقَالَتْ لِي أُمِّي قُومِي إِلَيْهِ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا أَقُومُ إِلَيْهِ فَإِنِّي
لَا أَحْمَدُ إِلَّا اللّٰهَ قَالَتْ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ الْعَشْرَ
الْآيَاتِ ثُمَّ أَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذَا فِي بَرَاءَتِي قَالَ أَبُوبَكْرٍ الصِّدِّيقُ وَكَانَ يُنْفِقُ
عَلَى مِسْطَحِ بْنِ أُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ وَفَقْرِهِ وَاللّٰهِ لَا أُنْفِقُ عَلَى مِسْطَحٍ شَيْئًا

اجازت طلب کی تو میں نے اس کو اجازت دے دی وہ بیٹھ گئی اور میرے ساتھ رونا شروع کیا۔ ہم اسی حال
میں تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور بیٹھ گئے حالانکہ اس سے پہلے
جس دن سے میرے متعلق قیل قال ہوتی رہی۔ آپ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے۔ ایک مہینہ ٹھہرے میرے
بارے میں کوئی وحی نازل نہ ہوئی۔ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا جبکہ آپ بیٹھے پھر
فرمایا۔ اما بعد۔ اے عائشہ مجھے تمہاری طرف سے ایسی ایسی بات پہنچی ہے۔ اگر تم بری ہو تو عنقریب اللہ تعالیٰ
تمہیں بری کرے گا اور اگر تم نے گناہ کیا ہے تو اللہ سے استغفار کرو اور اس کے حضور توبہ کرو، کیونکہ جب بندہ
اپنے گناہ کا اعتراف کرلے پھر توبہ کرلے تو اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنا کلام پورا کرلیا تو میرے آنسو رک گئے حتی کہ میں ایک قطرہ آنسو محسوس نہ کرتی تھی اور اپنے باپ سے کہا
جو کچھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میری طرف سے آپ جواب دیں تو میرے باپ نے
کہا بخدا! میں نہیں جانتا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دوں۔ پھر میں نے اپنی والدہ سے

ابدًا بعد الذي قال لعائشة ما قال فانزل الله ولا يأتل اولوا الفضل منكم الى قوله غفور رحيم قال ابوبكر الصديق بلى والله انى لاحب ان يغفر الله لى فرجع الى مسطح النفقة التى كان ينفق عليه وقال والله لا انزعها منه ابدًا قالت عائشة وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم سأل زينب بنت جحش عن امرى فقال لزينب ماذا علمت او رأيت فقالت يارسول الله احمى سمعى وبصرى والله ما علمت الا خيرًا

کہا آپ اس بارے میں میری طرف سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیں۔ اُنہوں نے بھی کہا بخدا! میں نہیں جانتی ہوں کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دوں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں کمسن لڑکی ہوں میں نے زیادہ قرآن بھی نہیں پڑھا۔ بخدا میں یقیناً جانتی ہوں کہ تم نے وہ باتیں سُنی ہیں جن میں لوگ مشغول ہیں اور تمہارے دلوں میں وہ مستحکم ہوگئی ہیں اور تم نے اس کی تصدیق کی ہے۔ اگر میں تمہیں یہ کہوں کہ میں بری ہوں تو تم میری تصدیق نہیں کروگے اور اگر میں تمہارے سامنے کسی بات کا اعتراف کرلوں اور اللہ جانتا ہے کہ میں اُس سے بری ہوں۔ تو تم میری تصدیق کروگے بخدا! میں تمہاری اور اپنی مثال یوسف کے باپ کی طرح پاتی ہوں جب اُنھوں نے کہا صبر اچھا ہے اور جو باتیں تم بیان کرتے ہو ان میں اللہ ہی مددگار ہے۔ پھر میں نے اپنے بستر پر کروٹ بدل لیا اور اللہ جانتا ہے کہ میں بری ہوں اور اللہ بری کرنے والا میری برأت کرے گا لیکن بخدا میرا یہ گمان نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ میری شان میں وحی نازل کرے گا جس کی تلاوت کی جائے گی البتہ میرے دل میں میرا حال اس سے کمزور تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں کوئی کلام فرمائے لیکن مجھے یہ اُمید تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیند میں خواب دیکھیں گے جس میں اللہ مجھے بری کرے گا۔ خدا کی قسم۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مجلس سے جدا نہ ہوئے اور نہ ہی کوئی گھر والوں سے باہر نکلا تھا۔ حتیٰ کہ آپ پر وحی نازل ہونے لگی اور آپ کو وحی کی شدت ہونے لگی جو نزول وحی کے وقت شدت ہوتی تھی حتیٰ کہ سخت سردی کے دن آپ سے موتیوں جیسے پسینے کے قطرے گرتے تھے۔ ام المؤمنین نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شدت زائل ہوئی اور آپ ہنس رہے تھے۔ اور پہلا کلمہ جو آپ نے فرمایا وہ یہ تھا۔ اے عائشہ اللہ کی حمد کرو اللہ نے تجھے بری کردیا ہے۔ میری والدہ نے مجھے کہا اے عائشہ اُٹھ کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ (یعنی آپ کے واسطہ سے تیری برأت

قَالَتْ عَائِشَةُ وَهِيَ الَّتِي تُسَامِينِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَصَمَهَا اللّٰهُ بِالْوَرَعِ قَالَتْ وَطَفِقَتْ أُخْتُهَا حَمْنَةُ تُحَارِبُ لَهَا فَهَلَكَتْ فِيمَنْ هَلَكَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَهٰذَا الَّذِي بَلَغَنِي مِنْ حَدِيثِ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطِ ثُمَّ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَاللّٰهِ إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِي قِيلَ لَهُ مَا قِيلَ لَيَقُولُ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا كَشَفْتُ مِنْ كَنَفِ أُنْثَى قَطُّ قَالَتْ ثُمَّ قُتِلَ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

ہوئی آپ کا شکر ادا کرو) میں نے کہا بخدا۔ میں آپ کے پاس نہیں جاتی اور میں تو صرف اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں تو اللہ نے یہ آیات نازل کیں۔ اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْکِ الخ یہ دس آیات ہیں اور اللہ تعالیٰ نے میری برأت میں یہ نازل فرمائیں۔ ابوبکر صدیق نے کہا جبکہ وہ مسطح بن اثاثہ پر ان کی قرابت اور غربت کی وجہ سے خرچ کیا کرتے تھے۔ خدا کی قسم میں مسطح پر کچھ خرچ نہیں کروں گا جبکہ اُس نے عائشہ کے بارے میں کہا جو بھی کہا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: لَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ الخ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں خُدا کی قسم مجھے یہ محبوب ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخشے اور مسطح کو بدستور وہی دینا شروع کیا جو پہلے دیتے تھے اور فرمایا خدا کی قسم میں اس سے خرچہ کبھی نہیں روکوں گا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زینب بنت جحش سے میرے قصتہ کے متعلق پوچھا اور فرمایا اے زینب تو کیا جانتی ہے یا تو نے کیا دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میں اپنی سماعت اور بصارت کی حفاظت کرتی ہوں۔ اللہ کی قسم میں نے بھلائی کے سوا کچھ نہیں دیکھا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ وہ عورت ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے مجھ پر فخر کرتی تھیں اور حسن وجمال میں میری ہمسر تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تقویٰ کے باعث بچا لیا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ان کی ہمشیرہ حمنہ بنت جحش نے محاربت کی اور تعصب کیا اور ہلاک ہونے والوں میں ہلاک ہوگئی۔ ابن شہاب زہری نے کہا پس یہ واقعہ مجھے ان لوگوں سے پہنچا ہے۔ پھر عروہ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ کی قسم! جس شخص کے متعلق کہا گیا جو بھی کہا گیا وہ کہتا تھا سبحان اللہ! اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے میں نے کسی عورت کا پردہ نہیں اُٹھایا فرمایا پھر وہ اس کے بعد اللہ کی راہ میں شہید ہوگیا، رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

۳۸۷۵ ___ شرح : یہ باب غزوۂ انمارہ کے بیان میں ہے۔ انمار ایک قبیلہ ہے۔ اس کو غزوہ

بنی انمار بھی کہتے ہیں ۔ علامہ سیوطی نے کہا غزوۂ انمار ہی غزوہ ذات رقاع ہے ۔ علامہ عینی رحمۃ اللہ نے کہا اس
جگہ اس باب کو ذکر کرنا مناسب نہیں ۔ اس کا محل غزوہ بنی مصطلق سے قبل ہے ۔ زہری نے کہا چار راویوں نے ام المؤمنین
عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث روایت کی ہے اور وہ عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ بن
عبداللہ بن عتبہ بن مسعود ہیں "رضی اللہ عنہم" ان میں سے بعض نے بعض سے زیادہ محفوظ کی ہے ۔ لیکن یہ واقعہ
درست ہے ۔ مذکور کلام کا حاصل یہ ہے کہ ان چار اشخاص سے یہ پوری حدیث منقول ہے ۔ ہر ایک نے پوری حدیث
نقل نہیں کی ۔ زہری کا ان حضرات سے روایت جمع کرنے میں کراہت نہیں کیونکہ یہ چاروں حفاظ ثقات اور عظماء
تابعین میں سے ہیں اُن میں سے ہر ایک کا کلام حجت ہے ۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان کا بیڑا
عبداللہ بن ابی بن سلول نے اٹھایا تھا اور حسان بن ثابت، مسطح اور حمنہ بنت جحش بھی اس میں شریک تھے، لیکن
ان حضرات کا دشمنان رسول کی باتوں سے اتفاق کرنا کسی صورت اچھا نہ تھا ۔ ان کو لائق یہ تھا کہ جو بات جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کا سبب تھی اس میں زبان ہرگز نہ کھولتے اور یوں کہتے ہمارے لئے مناسب نہیں کہ ایسی بات
کریں ۔ یہ بہت بڑا بہتان ہے ۔ محبت کا مقتضیٰ بھی یہی ہے ۔ قولہ ما کشفت الخ یعنی میں نے کبھی عورت کا کپڑا نہیں اٹھایا
یعنی کبھی عورت سے جماع نہیں کیا ثقہ روایت سے ثابت ہے کہ صفوان عنین (نامرد) تھا ۔ ام المؤمنین عائشہ
رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس کے بعد وہ اللہ کی راہ میں شہید ہوگیا ۔ ابن اسحاق نے کہا ان آیات کے نزول کے بعد
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور یہ آیات ذکر فرمائیں جن میں بہتان لگانے والے منافقوں کے لئے سخت
زجر ہے ۔ پھر مسطح بن اثاثہ، حسان بن ثابت اور حمنہ بنت جحش پر حدِ قذف قائم کی ۔ انھوں نے ہی گندے الفاظ
کا اظہار کیا تھا ۔ اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچائی تھی اور پروردگارِ عرش عظیم کو انہی لوگوں نے
ناراض کیا تھا ۔ تعجب تو یہ ہے کہ حسان بن ثابت جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثناخواں تھے ۔ اور آپ سے
والہانہ محبت کرتے تھے نے کیسے یہ جرأت کی ۔ روایت ہے کہ آخر عمر تک وہ نادم ہوتے رہے ۔ ایک روایت میں
ہے کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی ثناء میں قصیدہ لکھا اور ام المؤمنین کو
سنانا چاہا لیکن آپ نے سننے سے انکار کر دیا لیکن آپ یہ بھی پسند نہ کرتی تھیں کہ ان کی موجودگی میں حسان کو سخت
الفاظ سے یاد کیا جائے ۔ اور فرماتی تھی وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مداح ہیں ۔ اور آپ کی طرف
سے کفار کی ہجو کیا کرتے تھے ۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جب یہ
آیت کریمہ نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مردوں اور ایک عورت کو حدِ قذف لگانے کا
حکم فرمایا اہل سنن نے یہ روایت کی ہے کہ ان پر حد قائم کی گئی ۔ ترمذی نے اس حدیث کو صحیح حسن کہا ہے
اور ابوداؤد نے ان کے نام بھی ذکر کئے ہیں ۔ البتہ واقدی نے کہا کہ ان پر حد قائم نہیں کی گئی لیکن یہ صحیح
احادیث کے خلاف ہے (محدث دہلوی)
علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ صفوان بن معطل عورتوں کے پاس جانے سے معذور تھے کیونکہ وہ

۳۸۷۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَمْلَأَ عَلَیَّ هِشَامُ بْنُ یُوْسُفَ مِنْ حِفْظِهٖ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ قَالَ لِیَ الْوَلِیْدُ بْنُ عَبْدِالْمَلِكِ اَبَلَغَكَ اَنَّ عَلِیًّا کَانَ فِیْمَنْ قَذَفَ عَائِشَةَ قُلْتُ لَا وَلٰکِنْ قَدْ اَخْبَرَنِیْ رَجُلَانِ مِنْ قَوْمِكَ اَبُوْسَلَمَةَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَاَبُوْبَکْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَهُمَا کَانَ عَلِیٌّ مُسَلِّمًا فِیْ شَاْنِهَا

نامرد تھے۔ اس مقام میں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی برأت نص قرآن سے ثابت ہے اور یہ براءۃ قطعیہ ہے جو کوئی اس میں ذرہ بھر شک کرے وہ کافر ہے (حدیث ۲۴۱۵ کی شرح دیکھیں)

۳۸۷۶ — ترجمہ : زہری سے روایت ہے اُنہوں نے کہا مجھے ولید بن عبدالملک نے کہا کیا تمہیں یہ روایت پہنچی ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو بہتان لگایا تھا؟ میں نے کہا نہیں لیکن تیری قوم کے دو مردوں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث نے مجھے خبر دی ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں فرمایا کہ علی ان کی شان میں خاموش تھے۔ انہوں نے زہری سے پھر پوچھا تو انہوں نے اس کے سوا کوئی جواب نہ دیا۔ قدیم نسخہ میں اس طرح ہے (مسلّمًا)

۳۸۷۶ — شرح : قولہ مُسَلِّمًا بکسر اللام اور بفتح اللام پڑھا جاتا ہے۔ اگر بکسر اللام ہو تو یہ تسلیم امر بمعنی سکوت ہے۔ اور اگر بفتح اللام ہو تو بمعنی سلامتی ہے۔ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ ام المؤمنین پر بہتان میں مشغول ہونے سے سلامتی میں تھے۔ بعض روایات میں مسلمًا کی جگہ مُسِیْئًا ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ناممکن ہے کہ وہ اہل افک کی بات کریں لہٰذا ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ ہے کہ حضرت علی نے کہا تھا : وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا کَثِیْرٌ،

یعنی ان کے علاوہ عورتیں بہت ہیں۔ اس میں اُنہوں نے اساءت کی تھی۔ شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقوں کے بہتان لگانے کے باعث بہت غمناک دیکھا

۳۸۷۷ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْعَبْدِاللّٰہِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ اِبْرَاہِیْمَ بْنِ الْمُغِیْرَۃِ الْجُعْفِیُّ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَۃَ عَنْ حُصَیْنٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَسْرُوْقُ بْنُ الْاَجْدَعِ قَالَ حَدَّثَتْنِیْ اُمُّ رُوْمَانَ وَھِیَ اُمُّ عَائِشَۃَ قَالَتْ بَیْنَا اَنَا قَاعِدَۃٌ اَنَا وَعَائِشَۃُ اِذْ وَلَجَتْ اِمْرَاَۃٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَتْ فَعَلَ اللّٰہُ بِفُلَانٍ وَفَعَلَ فَقَالَتْ اُمُّ رُوْمَانَ وَمَا ذَاكِ قَالَتْ اِبْنِیْ فِیْمَنْ حَدَّثَ الْحَدِیْثَ قَالَتْ وَمَا ذَاكِ قَالَتْ كَذَا وَكَذَا قَالَتْ عَائِشَۃُ سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَتْ وَاَبُوْبَكْرٍ قَالَتْ نَعَمْ فَخَرَّتْ مَغْشِیًّا عَلَیْھَا فَمَا اَفَاقَتْ اِلَّا وَعَلَیْھَا حُمًّی بِنَافِضٍ فَطَرَحْتُ عَلَیْھَا ثِیَابَھَا فَغَطَّیْتُھَا فَجَاءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا شَاْنُ ھٰذِہٖ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَخَذَتْھَا الْحُمّٰی بِنَافِضٍ قَالَ فَلَعَلَّ فِیْ

دیکھا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوستی تمام دوستیوں سے مقدم سمجھی تو آپ کی تسلی کے لئے یہ کلام فرمایا تھا اس کا یہ معنیٰ نہیں جو کم فہم لوگوں نے سمجھا ہے کہ سرورِ اولیاء رضی اللہ عنہ کو ام المؤمنین سے کچھ کدورت تھی اسی لئے انہوں نے کہا عائشہ کے علاوہ اور عورتیں بہت ہیں۔ لیکن یہ مفہوم غلط اور باطل ہے؛ کیونکہ ایسے کامل حضرات کے دلوں میں ایک دوسرے کے متعلق قطعًا حسد یا کدورت نہ تھی وہ اس سے مبرا تھے قولہ فراجعوہ فلم یرجع " یعنی انہوں نے اس مسئلہ میں زہری سے تکرار کیا اور کچھ کہنے کے لئے کہا تو زہری نے اس کے سوا کوئی جواب نہ دیا۔ معمر نے کہا زہری نے " مُسَلِّمًا " کہا اور اس کو شک سے ذکر نہ کیا۔ نیز اس میں لفظ " عَلَیْہِ " کا اضافہ کیا یعنی فَلَمْ یُرْجِعْ عَلَیْہِ ای علی الولید (عینی) کرمانی نے کہا قدیم نسخہ میں " مُسَلِّمًا " ہے مُسِیْئًا نہیں۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے اسی کی تصویب کی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۸۷۷ ـــ ترجمہ: مسروق بن اجدع نے بیان کیا کہ مجھے ام المؤمنین عائشہ کی والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ ایک دفعہ میں اور عائشہ بیٹھی ہوئی تھیں کہ اچانک ایک انصاریہ عورت آئی اور کہنے لگی فلاں کو اللہ ایسا ایسا کرے۔ ام رومان نے کہا یہ بات

حَدِيثٍ تُحُدِّثَ قَالَتْ نَعَمْ فَقَعَدَتْ عَائِشَةُ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَئِنْ حَلَفْتُ لَا تُصَدِّقُونِي وَلَئِنْ قُلْتُ لَا تَعْذِرُونِي مَثَلِي وَمَثَلُكُمْ كَيَعْقُوبَ وَبَنِيهِ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ قَالَتْ فَانْصَرَفَ وَلَمْ يَقُلْ لِي شَيْئًا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عُذْرَهَا قَالَتْ بِحَمْدِ اللّٰهِ لَا بِحَمْدِ أَحَدٍ وَلَا بِحَمْدِكَ

ہے اُس نے کہا میرا بیٹا بھی ان لوگوں میں شامل ہے جنہوں نے یہ بات کی ہے ام رومان نے کہا وہ کیا ہے۔ اُس نے کہا ایسا ایسا (اور بہتان ذکر کیا) عائشہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سُنی ہے؟ اُس نے کہا جی ہاں! عائشہ نے کہا ابوبکر نے بھی سُنی ہے؟ اُس نے کہا جی ہاں (یہ سُن کر) عائشہ بے ہوش ہو کر گر پڑی جب ہوش آیا تو اسے تپ لرزہ تھا۔ میں نے اس پر کپڑا ڈال دیا اور ڈھانپ دیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا ان کا حال کیسا ہے میں نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! انہیں تپ لرزہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شائد اس بات کے باعث جو بیان کی جاتی ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں (یہ سُن کر، عائشہ اُٹھیں اور کہا اللہ کی قسم! اگر میں قسم کھاؤں تو تم میری تصدیق نہ کروگے اور اگر میں کہوں (کہ میں لشکر کے پیچھے اس لئے رہ گئی تھی کہ میرا ہار گم ہوگیا تھا) تو تم میرا عذر قبول نہ کروگے۔ میری مثال اور تمہاری مثال یعقوب علیہ السّلام اور ان کے بیٹوں کی مثال ہے۔ تمہاری باتوں پہ اللہ میرا مددگار ہے۔ ام رومان نے کہا آپ واپس چلے گئے اور کوئی بات نہ کی پھر اللہ تعالیٰ نے عائشہ کا عذر نازل فرمایا تو عائشہ نے کہا میں اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں اور کس کا شکر نہیں کرتی اور نہ آپ کا۔

۳۸۷۷ — شرح : قولہ حَدَّثَتْنِي اُم رومان الخ یعنی مسروق نے کہا مجھ سے ام رومان نے بیان کیا۔ خلیب اور دیگر محدثین نے اشکال بیان کیا کہ ام رومان جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں فوت ہوگئی تھیں۔ اور مسروق صحابی نہیں کیونکہ وہ یمن سے آپ کی وفات کے بعد ابوبکر یا عمر فاروق کے عہد خلافت میں آئے تھے۔ واقدی نے بھی اسی طرح ذکر کیا ہے۔ ابن حجر نے اس کی تردید کرتے ہوئے کہا کہ واقدی کا قول معتبر نہیں وہ صحیح روائت کا معارضہ نہیں کرسکتا۔ ابن ابراہیم حربی نے یقین سے بیان کیا کہ مسروق کا ام رُومان سے سماع ثابت ہے۔ اور کہا مسروق سماع حدیث کے وقت پندرہ برس کے تھے۔ لہٰذا یہ عمر فاروق کی خلافت کے زمانہ میں ہوسکتا ہے جبکہ اوّل ہجری میں اس کی پیدائش ہو۔ قسطلانی اور ابونعیم اصفہانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہا جاتا ہے کہ ام رومان جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد زندہ تھیں۔ سیوطی نے جامع الاصول میں کہا کہ بعض علماء نے کہا ام رومان سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد لمبا عرصہ بقید حیات تھیں (حدیث ۱۴۹۵ کی شرح دیکھیں) احادیث الانبیاء باب قولہ تعالیٰ لقد کان فی یوسف واخوتہ۔

۳۸۷۸ـــ حَدَّثَنِی یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا وَکِیعٌ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِی مُلَیْکَةَ عَنْ عَائِشَةَ کَانَتْ تَقْرَأُ إِذْ تَلِقُونَهُ بِأَلْسِنَتِکُمْ وَتَقُولُ الْوَلْقُ الْکَذِبُ قَالَ ابْنُ أَبِی مُلَیْکَةَ وَکَانَتْ أَعْلَمَ مِنْ غَیْرِهَا بِذَلِکَ لِأَنَّهُ نَزَلَ فِیهَا ۳۸۷۹ـــ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ أَبِی شَیْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِیهِ قَالَ ذَهَبْتُ أَسُبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ لَا تَسُبَّهُ فَإِنَّهُ کَانَ یُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ اسْتَأْذَنَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی هِجَاءِ الْمُشْرِکِینَ قَالَ کَیْفَ بِنَسَبِی قَالَ لَأَسُلَّنَّکَ مِنْهُمْ کَمَا تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ الْعَجِینِ وَقَالَ مُحَمَّدٌ ثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ فَرْقَدٍ سَمِعْتُ هِشَامًا عَنْ أَبِیهِ قَالَ سَبَبْتُ حَسَّانَ وَکَانَ مِمَّنْ کَثَّرَ عَلَیْهَا

۳۸۷۸ـــ ترجمہ: ابن ابی مُلیکہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ انہوں نے إِذْ تَلِقُونَهُ بِأَلْسِنَتِکُمْ " پڑھا (جس وقت تم اپنی زبانوں سے جھوٹ بولتے تھے) اور فرمایا "وَلْق" کا معنی جھوٹ ہے۔ ابن ابی مُلیکہ نے کہا ام المؤمنین رضی اللہ عنہا اپنے غیر سے اس کو زیادہ جانتی ہیں کیونکہ یہ آپ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

۳۸۷۸ـــ شرح: قولہ تلقونہ "یعنی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا تَلِقُونَهُ" کا لام مکسور اور قاف مضموم پڑھتی تھیں اور اس کی تفسیر یہ فرمائی کہ یہ "وَلْق" سے ہے اور اس کا معنی جھوٹ ہے۔ خطابی نے کہا اس کا معنی جھوٹ بولنے میں جلدی کرنا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہمیشہ جھوٹ بولنا، یہ دراصل "تولقونہ" تھا واؤ کسرہ اور علامت مضارع کے درمیان آکر گر گئی۔ عام لوگوں کی قراءت "تَلَقَّوْنَهُ" تَلَقِّی سے ماخوذ ہے۔ اصل میں تَتَلَقَّوْنَهُ تھا۔ ایک تاء کو حذف کر دیا گیا۔

۳۸۷۹ـــ ترجمہ: عبدہ نے ہشام سے انھوں نے اپنے والد عروہ سے روایت کی کہ میں ام المؤمنین کے پاس حسان بن ثابت کو برا بھلا کہنے لگا تو انھوں نے فرمایا اس کو برا بھلا نہ کہو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کافروں سے جھگڑا کرتا تھا۔ ام المؤمنین نے فرمایا حسان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کی ہجو کرنے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا۔ میرے نسب کا کیا

۳۸۸۰ — حَدَّثَنِیْ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَۃَ عَنْ سُلَیْمٰنَ عَنْ اَبِی الضُّحٰی عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَائِشَۃَ وَ عِنْدَھَا حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ یُنْشِدُھَا شِعْرًا یُشَبِّبُ بِاَبْیَاتٍ لَّہٗ وَ قَالَ

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِیْبَۃٍ ❊ وَتُصْبِحُ غَرْثٰی مِنْ لُحُوْمِ الْغَوَافِلِ ❊

فَقَالَتْ لَہٗ عَائِشَۃُ لٰکِنَّکَ لَسْتَ کَذٰلِکَ قَالَ مَسْرُوْقٌ فَقُلْتُ لَھَا لِمَ تَاْذَنِیْ لَہٗ فَقُلْتُ لَھَا لِمَ تَاْذَنِیْ لَہٗ اَنْ یَّدْخُلَ عَلَیْکِ وَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَالَّذِیْ تَوَلّٰی کِبْرَہٗ مِنْھُمْ لَہٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ قَالَتْ وَاَیُّ عَذَابٍ اَشَدُّ مِنَ الْعَمٰی فَقَالَتْ لَہٗ اَنَّہٗ کَانَ یُنَافِحُ اَوْ یُھَاجِیْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

کرے گا (میں بھی تو قریش سے ہوں) عرض کیا میں آپ کو اُن سے ایسے نکالوں گا جیسے بال کو آٹے سے نکال لیا جاتا ہے۔ محمد بن عقبہ نے کہا ہم سے عثمان بن فرقد نے بیان کیا کہ میں نے ہشام کو اپنے والد سے بیان کرتے ہوئے سُنا کہ میں نے حسان کو بُرا بھلا کہا اور وہ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے ام المؤمنین پر بہتان باندھا تھا۔

۳۸۷۹ — **شرح** : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم قریش کو بُرا بھلا کہو گے تو میں بھی قریش سے ہوں میرے نسب کو کیا کرو گے؟ حسان نے کہا میں آپ کا نسب قریش سے ایسے نکال لوں گا جیسے بال آٹے سے نکال لیا جاتا ہے۔ بال کو اس لئے ذکر کیا کہ جب بال کو آٹے سے نکالا جائے تو بال کے ساتھ آٹے کا کچھ اثر باقی نہیں رہتا۔ بخلاف کسی اور شئی لکڑی وغیرہ کے کہ اس کو آٹے سے نکالتے وقت کچھ نہ کچھ آٹا اس کے ساتھ رہ جاتا ہے تو حسان کے کلام کا مطلب یہ ہے کہ میں آپ کو قریش سے آٹے کے بال کی طرح نکالوں گا اور آپ کا نسب ہرگز متاثر نہ ہوگا جیسے بال کے ساتھ آٹا نہیں آتا۔

۳۸۸۰ — **ترجمہ** : مسروق نے کہا ہم ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ اُن کے پاس حسان بن ثابت ان کی شان میں مدحیہ اشعار پڑھتے تھے۔ اور کہا ۔ آپ پاکدامن باوقار ہیں انہیں شک و شبہ سے متہم نہیں کیا جاتا ❊ اس حال میں صبح کرتی ہیں کہ غافل عورتوں کے گوشت سے بھوکی ہوتی ہیں (یہ سُن کر) ام المؤمنین نے فرمایا لیکن تم تو ایسے نہیں (یعنی تم نے مجھ پر بُہتان باندھا تھا) مسروق نے کہا میں نے ام المؤمنین سے عرض کیا آپ اسے اپنے پاس حاضر ہونے

بَابُ غَزْوَةُ الْحُدَيْبِيَةِ

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ الاٰية

کی اجازت کیوں دیتی ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان میں سے جو شخص بہتان کا سرغنہ بنا اس کو عظیم عذاب ہوگا۔ ام المؤمنین نے فرمایا۔ اس سے سخت عذاب کیا ہوگا کہ وہ اندھا ہوگیا ہے۔ ام المؤمنین نے اسے فرمایا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کافروں کی ہجو کیا کرتا تھا۔

۳۸۸۰ ــــ شرح : تشبیب کا معنی شاعر کا غزل سے متعلق ابیات کا ذکر کرنا ہے (کرمانی) شیخ دہلوی نے کہا تشبیب اسے کہتے ہیں جو شاعر مدح و ثنا سے پہلے ابیات ذکر کرتا ہے۔ جن میں محبوب کا حسن و جمال ذکر کرتا ہے۔ اور مدح کے علاوہ اور مطالب ذکر کرتا ہے۔ حَصَانٌ ،، پاکدامن عورت جو مردوں سے علیحدہ رہے۔ رزانٌ ،، باوقار۔ مَاتُزَنّ ،، ان کو شک و شبہ سے متہم نہیں کیا جاتا غَرْثٰی ،، بھوکی۔ یعنی وہ کسی کی چغلی نہیں کرتیں کیونکہ چغلی کرنے والا شخص اپنے بھائی کا گوشت کھاتا ہے۔ غوافل پاک دامن عورتیں۔ غافلہ عورت وہ ہوتی ہے جس کو تہمت لگائی جائے تو وہ اس کا ذرہ خیال نہیں کرتیں اور نہ ہی ادھر متوجہ ہوتی ہیں اور اس سے غافل ہوتی ہیں۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ آخر عمر میں نابینا ہوگئے تھے۔ اس طرف ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اشارہ فرمایا : اَیُّ عَذَابٍ اَشَدُّ مِنَ الْعَمٰی ،، نابینا ہونے سے زیادہ سخت عذاب کیا ہوگا۔

باب ــــ غزوۂ حُدَیْبِیَّہ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : تحقیق اللہ مومنوں سے راضی ہُوا جب کہ وہ درخت کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے ،،

حُدَیبیہ کی حاء مضموم دال مفتوح یاء ساکن باء مکسور اور آخری یاء مفتوحہ مُخَفَّفَہ ہے ، لیکن عام محدثین اور فقہاء اس کو مشدد پڑھتے ہیں۔ یہ چھوٹا سا گاؤں ہے۔ وہاں ایک کنواں ہے جو مسجد شجرہ کے پاس ہے اس کے اور مدینہ منورہ کے درمیان نو مراحل ہیں اور مکہ مکرمہ وہاں سے ایک مرحلہ دور ہے۔ یہ شجرہ کیکر کا درخت ہے جس کے نیچے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیعت کی تھی۔ اس کنوئیں کے نام پر اس قریہ کو حدیبیہ کہا جاتا ہے۔ مذکورہ آیت کریمہ ذکر کرنے سے مقصد یہ ہے کہ حدیبیہ کے موقعہ پر یہ نازل ہوئی تھی۔ غزوہ حدیبیہ چھ ہجری کو ذی القعدہ کے مہینہ میں بروز پیر واقع ہُوا۔ علامہ بیہقی نے اس کو صحیح کہا ہے۔ زہری ، قتادہ ، ابن عقبہ

۳۸۸۱ — حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ
حَدَّثَنِيْ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ
خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَصَابَنَا مَطَرٌ
ذَاتَ لَيْلَةٍ فَصَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا
فَقَالَ أَتَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ فَقَالَ قَالَ
اللّٰهُ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ بِيْ فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِرَحْمَةِ
اللّٰهِ وَبِرِزْقِ اللّٰهِ وَبِفَضْلِ اللّٰهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ بِيْ كَافِرٌ بِالْكَوْكَبِ وَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا
بِنَجْمِ كَذَا فَهُوَ مُؤْمِنٌ بِالْكَوْكَبِ كَافِرٌ بِيْ

اور ابن اسحاق بھی یہی کہتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان مبارک میں نکلے اور عمرہ
شوال میں کیا تھا۔ ابن سعد نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف تلواریں نیام میں کئے ہوئے نکلے تھے اور کوئی ہتھیار پاس
نہ تھا اور ستر اونٹ ساتھ لے گئے تھے جن میں ابوجہل کا اونٹ تھا جو بدر کے روز غنیمت میں آیا تھا۔ آپ کے ہمراہ
سولہ سو صحابہ تھے بعض نے چودہ سو بعض نے پندرہ سو ذکر کئے ہیں۔ امہات المؤمنین سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا آپ
کے ہمراہ تھیں۔ مشہور یہ ہے کہ پندرہ سو صحابہ تھے۔ حاکم نے اسی طرف میلان کیا ہے۔ بعض روایات میں تیرہ سو
صحابہ کا ذکر ہے، لیکن یہ کوئی اختلاف نہیں، کیونکہ ایک عدد دوسرے کے منافی نہیں ہوتا۔ بعض علماء نے اتفاق
کی یہ وجہ ذکر کی ہے کہ جنہوں نے مجاہدین کے ساتھ عورتوں اور غلاموں کو ملایا انھوں نے زیادہ ذکر کیا ہے اور بعض
نے ان کو ذکر نہ کیا تو کم تعداد ذکر کی بعض علماء نے کہا یہ کوئی تحدید نہیں تخمینہ ہے اور تخمینہ مختلف ہوتا رہتا ہے۔

۳۸۸۱ — ترجمہ: زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے کہا ہم سال حدیبیہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو ایک رات ہمیں بارش نے آلیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے رب نے کیا کہا ہے؟ ہم نے
عرض کیا اللہ اور اس کے رسول جانتے ہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا میرے بعض بندے صبح کرتے ہیں تو میرے ساتھ ایمان
رکھتے ہیں اور بعض کفر کرتے ہیں جو یہ کہتے ہیں اللہ کی رحمت اور اس کے فضل سے ہم پر بارش ہوئی وہ مجھ پر ایمان ر
رکھتے ہیں اور ستارے سے کفر کرتے ہیں اور جو یہ کہے کہ فلاں ستارہ طلوع ہونے کے باعث بارش ہوئی وہ ستارے

۳۸۸۱ — حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا أَخْبَرَهُ قَالَ اعْتَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ عُمَرٍ كُلُّهُنَّ فِي ذِي الْقَعْدَةِ إِلَّا الَّتِي كَانَتْ مَعَ حَجَّتِهِ عُمْرَةً مِنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مِنَ الْجِعْرَانَةِ حَيْثُ قَسَمَ غَنَائِمَ حُنَيْنٍ فِي ذِي الْقَعْدَةِ وَعُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهِ

پر ایمان لاتے ہیں اور میرے ساتھ کفر کرتے ہیں۔

۳۸۸۱ — شرح: جاہلیت میں لوگوں کی عادت تھی کہ وہ کہا کرتے تھے فلاں ستارہ طلوع ہونے کے سبب بارش ہوئی ہے۔ اور اللہ کی نعمت کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر زجر فرمائی اور اسے کفر قرار دیا اہلِ اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض اشیاء کو بارش کا سبب عادی بنایا ہے جیسے آگ کو جلانے کا سبب بنایا ہے۔ اگر اس طرح کوئی کہے کہ ٹھنڈی ہوا چلی ہے یا بادل آیا ہے بارش ہوگی تو یہ بارش کے عادی سبب ہیں مؤثر نہیں اس صورت میں انسان ایمان سے خارج نہ ہوگا۔ اگر ان کو بارش کے لئے مؤثر اعتقاد کرے تو کفر ہے۔ حدیث ع ۹۹۵ کی شرح دیکھیں۔ (باب یستقبل الامام الناس)۔

۳۸۸۲ — ترجمہ: قتادہ سے روایت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ان کو خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے سب ذوالقعدہ میں مگر وہ عمرہ جو حجۃ الوداع میں تھا۔ ایک عمرہ حدیبیہ ذوالقعدہ میں کیا دوسرا عمرہ آنے والے سال کے ذوالقعدہ میں تیسرا عمرہ جعرانہ ذوالقعدہ میں کیا جبکہ حنین کی غنیمتیں تقسیم فرمائیں اور چوتھا عمرہ حجۃ الوداع کے ساتھ ہیں۔ حدیث ع ۱۶۵۵ کی شرح دیکھیں (باب کم اعتمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

۳۸۸۳ — شرح: پہلے سال عمرہ نہیں کیا تھا اس سال مشرکینِ مکہ سے صرف صلح ہوئی تھی اور یہ طے پایا تھا کہ آئندہ سال عمرہ کریں گے۔ مسامحۃً اس کو عمرہ شمار کیا گیا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیبیہ سے عمرہ کو کیسے عمرہ کہا گیا حالانکہ اس سال عمرہ نہیں ہوا تھا جبکہ مشرکوں نے آپ کو روک دیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ طواف سے روکے جانے کو بھی شمار کیا جاتا ہے اگرچہ اس کے افعال نہ کئے جائیں (کرمانی)۔ الجعرانہ جیم مکسور عین ساکن راء مخففہ دوسری وجہ یہ کہ عین مکسور اور راء مشددہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ع ــــ میں گذرا ہے کہ نافع نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

۳۸۸۳ ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ قَالَ انْطَلَقْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَأَحْرَمَ أَصْحَابُهُ وَلَمْ أُحْرِمْ

۳۸۸۴ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ تَعُدُّونَ أَنْتُمُ الْفَتْحَ فَتْحَ مَكَّةَ وَقَدْ كَانَ فَتْحُ مَكَّةَ فَتْحًا وَنَحْنُ نَعُدُّ الْفَتْحَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً وَالْحُدَيْبِيَةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا فَلَمْ نَتْرُكْ فِيهَا قَطْرَةً فَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهَا فَجَلَسَ عَلَى شَفِيرِهَا ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهُ فِيهَا فَتَرَكْنَاهَا غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ إِنَّهَا أَصْدَرَتْنَا مَا شِئْنَا نَحْنُ وَرِكَابَنَا

جعرانہ سے عمرہ نہیں کیا اگر آپ نے عمرہ کیا ہوتا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پر مخفی نہ رہتا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ملازمہ ممنوعہ ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس وقت غائب ہوں گے یا وہ بھول گئے ہوں گے (کرمانی) جیسے کتاب العمرہ میں مذکور ہے کہ عبداللہ بن عمر نے کہا ان میں سے ایک عمرہ رجب میں تھا ام المومنین رضی اللہ عنہا نے انکار کرتے ہوئے فرمایا کیا عبداللہ ہر وقت ساتھ ہی رہتے تھے؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عبداللہ بن عمر کو اشتباہ ہو گیا ہے یا وہ بھول گئے ہیں یا وہ اس وقت غیب تھے۔

۳۸۸۳ — ترجمہ: عبداللہ بن ابی قتادہ سے روایت ہے کہ ان کے والد نے ان سے بیان کیا کہ ہم سالِ حدیبیہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلے پھر آپ کے اصحاب نے احرام باندھا اور میں نے احرام نہ باندھا تھا۔
(حدیث ۱۷۰۴ کی شرح دیکھیں) (کتاب الحج باب اذا اصاد الحلال فاہدی للمحرم الصید اکلہ)

۳۸۸۴ — ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ نے کہا تم فتح مکہ کو فتح شمار کرتے ہو۔ ٹھیک ہے کہ

۳۸۸۵ـــ حَدَّثَنِي فَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ أَعْيَنَ أَبُو عَلِيٍّ الْحَرَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ أَنْبَأَنَا الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةٍ أَوْ أَكْثَرَ فَنَزَلُوا عَلَى بِئْرٍ فَنَزَحُوهَا فَأَتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَى الْبِئْرَ وَقَعَدَ عَلَى شَفِيرِهَا ثُمَّ قَالَ ائْتُونِي بِدَلْوٍ مِنْ مَائِهَا فَأُتِيَ بِهِ فَبَصَقَ فَدَعَا ثُمَّ قَالَ دَعُوهَا سَاعَةً فَأَرْوَوْا أَنْفُسَهُمْ وَرِكَابَهُمْ حَتَّى ارْتَحَلُوا

فتح مکہ فتح تھا لیکن ہم حدیبیہ کے روز بیعۃ الرضوان کو فتح شمار کرتے ہیں۔ ہم چودہ سو(۱۴۰۰) افراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور حدیبیہ کنواں ہے۔ ہم نے اس سے پانی نکالا اور اس میں ایک قطرہ باقی نہ چھوڑا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تو آپ کنوئیں کے پاس تشریف لائے اور اس کے کنارے پر بیٹھ گئے پھر پانی کا برتن منگوایا اور وضوء فرمایا پھر کلی کی اور دعا فرمائی پھر بچا ہوا پانی کنوئیں میں ڈال دیا ہم نے اس کا تھوڑا سا وقت انتظار کیا پھر تو یہ ہوا کہ اس نے ہم کو اور ہمارے اونٹوں کو سیراب کر دیا۔

۳۸۸۴ـــ شرح: محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ سیوطی نے کہا یہ قدیم اختلاف ہے کہ قرآن کریم کی آیت میں فتح سے مراد کیا ہے تحقیق یہ ہے کہ اس آیت کریمہ "اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا" میں فتح سے مراد فتح صلح حدیبیہ ہے، کیونکہ یہ فتح مکہ کا مقدمہ تھی کیونکہ اس صلح سے لوگوں کو امان ملی اور مشرکوں سے جنگ و جدال ختم ہو گئی اور اسلام کے غلبہ کے باعث مشرکوں نے از خود صلح کی پیش کش کی تھی اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے مشرکوں سے فارغ ہو کر عرب میں بے شمار فتوحات حاصل کیں اور لوگ جوق در جوق اسلام قبول کرنے لگے۔ اور جو کوئی مسلمان ہونے کی خواہش کرتا بلا روک ٹوک وہ مدینہ منورہ آ کر مشرف باسلام ہوتا اور اللہ تعالیٰ کے کلام "وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا" سے مراد فتح خیبر ہے اور "فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا" سے مراد بھی فتح حدیبیہ ہے اور "اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ" سے مراد فتح مکہ ہے"
علامہ عینی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ فتح مکہ فتح ہے لیکن بیعت رضوان ہی عظیم فتح ہے، کیونکہ فتح مکہ کا مقدمہ اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا سبب تھی۔ ابن اسحاق نے زہری سے روایت کی فتح حدیبیہ سے پہلے کوئی فتح اس سے بڑی فتح نہ تھی۔

۳۸۸۵ـــ ترجمہ: ابو اسحاق نے کہا ہمیں براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ حدیبیہ کے

۳۸۸۶ــــ حَدَّثَنَا يُوسُفُ ابْنُ عِيسٰى حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ سَالِمٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ عَطِشَ النَّاسُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا ثُمَّ أَقْبَلَ النَّاسُ نَحْوَهُ

کے روز جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ چودہ سو یا اس سے زیادہ لوگ تھے۔ وہ کنوئیں پر ٹھہرے اور اس کا سارا پانی نکال لیا پھر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کنوئیں میں پانی نہیں رہا تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کنوئیں پر تشریف لائے اور اس کے کنارے پر بیٹھ گئے پھر فرمایا میرے پاس اس کے پانی کا ڈول لاؤ پس وہ لایا گیا تو آپ نے اس میں لعابِ دہن ڈالا اور دعاء فرمائی پھر فرمایا تھوڑی دیر اسے چھوڑ دو پھر انھوں نے خود پیا اور اپنی سواریوں کو پلایا حتیٰ کہ وہاں سے کوچ کیا۔

۳۸۸۵ــــ شرح : اس حدیث میں چودہ سو افراد کا ذکر ہے اور اس سے پہلے ابواسحاق نے عبیداللہ کے اسناد سے براء بن عازب سے ایک ہزار چار سو ذکر کئے ہیں۔ ایک اور روایت میں پندرہ سو مذکور ہیں۔ ان روایات میں تطبیق اس طرح کی ہے کہ صحابہ کرام چودہ سو سے زیادہ تھے۔ بعض راویوں نے عرب محاسبوں کی عادت کے مطابق زائد کسر کا حساب نہ کیا اور بعض نے پورے سو کو حساب میں ذکر کیا۔ عبیداللہ بن ابی اوفیٰ کی روایت میں تیرہ سو مذکور ہیں وہ اس طرح ہے کہ ان کے شمار میں اتنے ہی آئے تھے اور دوسروں نے سارے شمار کر لئے اور ثقہ راوی کی زیادتی مقبول ہوتی ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ اختلاف اس طرح ہُوا کہ عبداللہ بن اوفیٰ نے باہر نکلتے وقت شمار کئے یا راستہ میں شمار کئے اور براء بن عازب میں حدیبیہ میں شمار کئے جبکہ تمام وہاں پہنچ چکے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حدیبیہ میں چند روز قیام کر کے پھر کوچ کیا تھا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ برکت کے لئے پانی پر دعاء کرنا جائز ہے اور بطورِ تبرک بزرگانِ دین اس میں لعابِ دہن بھی ڈال سکتے ہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کنوئیں میں لعاب دہن ڈال کر دعاء فرمائی تھی اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وَلَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" واللہ ورسولہ اعلم!

۳۸۸۶ــــ ترجمہ : سالم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے سامنے پانی کا برتن تھا۔ آپ نے اس سے وضوء فرمایا۔ پھر لوگ آپ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا تمہارا حال کیسا ہے۔ انہوں نے کہا یارسُول اللہ! ہمارے پاس پانی نہیں جس سے وضو کریں اور نہ پینے کا پانی ہے۔ صرف وہی پانی ہے جو آپ کے برتن میں ہے۔ جابر نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنا دستِ اقدس پانی کے برتن میں رکھا تو آپ کی انگلیوں

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَيْسَ عِنْدَنَا مَآءٌ نَتَوَضَّأُ بِهٖ وَلَا نَشْرَبُ اِلَّا مَا فِي رَكْوَتِكَ قَالَ فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ فِي الرَّكْوَةِ فَجَعَلَ الْمَآءُ يَفُوْرُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ كَاَمْثَالِ الْعُيُوْنِ قَالَ فَشَرِبْنَا وَتَوَضَّأْنَا فَقُلْتُ لِجَابِرٍ كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ قَالَ لَوْ كُنَّا مِائَةَ اَلْفٍ لَكَفَانَا كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً ۔

۳۸۸۷ — حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ قُلْتُ لِسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ بَلَغَنِيْ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ كَانَ يَقُوْلُ كَانُوْا اَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً فَقَالَ لِيْ سَعِيْدٌ حَدَّثَنِيْ جَابِرٌ كَانُوْا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً الَّذِيْنَ بَايَعُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ تَابَعَهٗ اَبُوْ دَاؤُدَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ قَتَادَةَ وَتَابَعَهٗ مُحَمَّدُ ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاؤُدَ

سے فوارے کی طرح پانی پھوٹنے لگا۔ جابر نے کہا ہم سب نے پانی پیا اور وضو کیا سالم نے کہا میں نے جابر سے کہا اس روز تم کتنے افراد تھے۔ جابر نے کہا اگر ہم ایک لاکھ ہوتے تو ہم سب کو پانی کافی ہوتا ہم اس روز پندرہ سو تھے۔

۳۸۸۶ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس سے پہلے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث گزری ہے اور ظاہر ہے کہ جابر کی حدیث اس کے مغایر ہے کیونکہ براء کی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پر دعا فرمائی پھر اس کو کنوئیں میں ڈال دیا اور جابر کی حدیث میں یہ نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ مواقع مختلف ہیں کتاب الاشربہ میں ہے کہ جابر کی حدیث کا محمل یہ ہے کہ عصر کی نماز کا وقت آیا تو آپ نے پانی کے برتن میں انگلیاں رکھ کر دعا فرمائی پانی زیادہ ہوا اور صحابہ کرام نے وضو کیا اور براء کی حدیث عام ہے وضو کے لئے ہو یا پینے کے لئے۔ اس طرح بھی کہا جاتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پانی سے وضو کیا جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے پھوٹتا تھا اور آپ کا دست اقدس کوزہ میں تھا اور لوگوں کے وضو کرنے کے بعد جو پانی باقی بچا تھا وہ کنوئیں میں ڈالا تو کنوئیں کا پانی جوش مارنے لگا اور

٣٨٨٨ — حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ أَنْتُمْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ وَكُنَّا أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةٍ وَلَوْ كُنْتُ أُبْصِرُ الْيَوْمَ لَأَرَيْتُكُمْ مَكَانَ الشَّجَرَةِ تَابَعَهُ الْأَعْمَشُ سَمِعَ سَالِمًا سَمِعَ جَابِرًا أَلْفًا وَأَرْبَعَ مِائَةٍ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى كَانَ أَصْحَابُ الشَّجَرَةِ أَلْفًا وَثَلٰثَ مِائَةٍ وَكَانَتْ أَسْلَمُ ثُمُنَ الْمُهَاجِرِيْنَ

زیادہ ہوگیا۔ حدیث ع___ کی شرح دیکھیں۔

۳۸۸۷ — ترجمہ: قتادہ سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن مسیب سے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جابر بن عبداللہ کہتے تھے کہ (حدیبیہ کے روز لوگ) چودہ سو تھے۔ تو سعید نے کہا کہ جابر نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ وہ پندرہ سو تھے جنہوں نے حدیبیہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ ابوداؤد نے کہا قرہ نے قتادہ سے روایت کی۔ صلت کی محمد بن بشار نے متابعت کی۔ ابوداؤد نے بیان کیا کہ ہمیں شعبہ نے خبر دی۔

۳۸۸۸ — ترجمہ: عمرو نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہا کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حدیبیہ کے دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا تم تمام زمین والوں سے افضل ہو جبکہ ہم چودہ سو تھے۔ اگر میں آج کے روز دیکھ سکتا ہوتا تو میں درخت کی جگہ دکھاتا (جس کے نیچے بیعتِ رضوان ہوئی تھی) سفیان بن عیینہ کی سلیمان اعمش نے متابعت کی ہے انہوں نے سالم سے سنا سالم نے جابر سے سنا کہ وہ چودہ سو تھے۔ عبیداللہ بن معاذ نے کہا ہم سے ہمارے باپ نے بیان کیا۔ انہوں نے کہا ہم سے شعبہ نے عمرو بن مرۃ کے ذریعہ عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ اصحابِ شجرہ تیرہ سو تھے اور قبیلہ اسلم کے لوگ مہاجرین کا آٹھواں حصہ تھے۔

۳۸۸۸ — شرح: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی آخر عمر میں بینائی جاتی رہی تھی۔ اس لئے کہا اگر میں دیکھ سکتا ہوتا تو تمہیں درخت دکھاتا معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت درخت نہ رہا تھا۔ حدیبیہ میں مہاجرین آٹھ سو تھے اور قبیلہ اسلم کے لوگ ایک سو تھے اس لئے

۳۸۸۹ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا عِيْسٰى عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ قَيْسٍ اَنَّهٗ سَمِعَ مِرْدَاسَ الْاَسْلَمِيَّ يَقُوْلُ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ يُقْبَضُ الصَّالِحُوْنَ الْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ وَتَبْقٰى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ التَّمْرِ وَالشَّعِيْرِ لَا يَعْبَأُ اللّٰهُ بِهِمْ شَيْئًا

کہا کہ وہ مہاجرین کا آٹھواں حصہ تھے۔ اس حدیث کا صریح مدلول یہ ہے کہ اصحاب شجرہ سب سے افضل ہیں۔ جنہوں نے درخت کے نیچے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ یہ اصحاب اہل بیعت رضوان ہیں۔ داؤدی نے کہا اگرچہ لفظ اَنْتُمْ خَیْرُ اَہْلِ الاَرْضِ، عام ہے لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کریمہ کو اس عموم میں داخل نہیں کیا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے بعض شیعوں نے استدلال کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان سے افضل ہیں؛ کیونکہ حضرت علی بیعت رضوان میں موجود تھے جبکہ عثمان غنی غائب تھے اور مکہ گئے ہوئے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خطاب میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ داخل ہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان کی غائبانہ بیعت کی تھی اور فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام کی ایک دوسرے پر فضیلت کا قصد نہیں کیا تھا۔ نیز اس حدیث سے بعض لوگوں نے استدلال کیا کہ خضر علیہ السلام نبی نہیں ہیں کیونکہ اگر وہ بحیثیت نبی زندہ ہیں تو غیر نبی کی نبی پر فضیلت لازم آئے گی اور یہ باطل ہے۔ معلوم ہوا وہ زندہ نہیں ہیں بعض علماء نے اس کا جواب دیا کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں اور اب زندہ ہیں۔ ان کی نبوت پر واضح دلائل ثابت ہیں اور وہ حضرات صحابہ کرام کے ساتھ موجود تھے، لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے پر فضیلت کا قصد نہیں کیا تھا۔ بعض نے یہ جواب دیا کہ وہ اس وقت سمندر میں تھے۔ ابن تین نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ زندہ ہیں۔ اور اس حدیث کو اساس بناتے ہوئے کہا کہ وہ نبی نہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب شجرہ کو اہل ارض پر فضیلت دی ہے اور اس عموم میں خضر علیہ السلام بھی داخل ہیں۔ اگر وہ نبی ہوں تو غیر نبی کو اس پر فضیلت لازم آئے گی۔ لیکن ابن تین کا یہ استدلال مسترد کیا گیا ہے کیونکہ حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرنا صحیح نہیں۔ علامہ عینی نے کہا ہم نے حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت کی صحت تاریخ کبیر میں بسط سے بیان کی ہے۔ نیز ابن تین نے کہا حضرت الیاس علیہ السلام بھی نبی نہیں اس کی اساس بھی یہی قرار دی کہ ان کو زندہ بتاتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم نے حضرت الیاس علیہ السلام کو رسولوں کی صف میں ذکر کیا ہے اور یہ ناممکن ہے کہ وہ رسول ہوں اور نبی نہ ہوں کیونکہ ہر رسول نبی ہوتا ہے

۳۸۸۹ — ترجمہ: قیس سے روایت ہے کہ انہوں نے مرداس اسلمی کو یہ کہتے ہوئے سنا

۳۸۹۰ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فِي بِضْعَ عَشَرَةَ مِائَةً مِنْ اَصْحَابِهٖ فَلَمَّا كَانَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الْهَدْيَ وَاَشْعَرَ وَاَحْرَمَ مِنْهَا لَا اُحْصِي كَمْ سَمِعْتُهُ مِنْ سُفْيٰنَ حَتّٰى سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ لَا اَحْفَظُ مِنَ الزُّهْرِيِّ الْاِشْعَارَ وَالتَّقْلِيْدَ فَلَا اَدْرِيْ يَعْنِيْ مَوْضِعَ الْاِشْعَارِ وَالتَّقْلِيْدِ اَوِ الْحَدِيْثَ كُلَّهٗ

جبکہ وہ اصحابِ شجرہ میں سے ہیں کہ نیک لوگ ایک ایک کرکے اُٹھا لئے جائیں گے اور کھجور یا جَو کی بھوسی کی طرح بے کار لوگ باقی رہ جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کا کچھ اعتبار نہ کرے گا۔

۳۸۸۹ — شرح: یعنی قیامت کے قریب نیک لوگوں کے فوت ہوجانے کے بعد ردّی لوگ باقی رہ جائیں گے جیسے ردّی کھجور اور ردّی جَو ہوتے ہیں۔ الحاصل نیک لوگ ایک ایک کرکے دنیا سے چلے جائیں گے۔ حفالہ کا معنی ردّی ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا حفالہ اور حثالہ ہم معنی ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے "مُؤْمِنُ حُفَالَتِهِمْ وَمِنْ حُثَالَتِهِمْ"، یعنی ان میں سے جن میں کوئی خیر نہ ہو۔ اکثر فا، ثا ایک دوسرے کی جگہ آتے رہتے ہیں جیسے فوم، ثوم۔ دونوں کا معنی واحد ہے۔ الاوّل مرفوع ہے فعل محذوف کا فاعل ہے اصل میں یوں تھا یَذْهَبُ الْاَوَّلُوْنَ اور فالاوّلون کا پہلے اولون پر عطف ہے۔

۳۸۹۰ — ترجمہ: مروان اور مسور بن مخرمہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے سال چند سو صحابہ کے ساتھ نکلے جب ذوالحلیفہ پہنچے تو ہدی کے گلے میں قلادہ ڈالا اور اس کو اشعار کیا اور وہاں سے آپ نے احرام باندھا۔ علی بن عبید اللہ (اس حدیث کے راوی ہیں) نے کہا میں نہیں شمار کرسکتا کہ میں نے اس حدیث کو کتنی بار سفیان سے سُنا ہے حتیٰ کہ انہوں نے کہا کہ زہری سے قلادہ اور اشعار مجھے یاد نہیں رہا ہے۔ اب مجھے یاد نہیں کہ اِشعار اور تقلید کا مقام کیا ہے یا ساری حدیث یاد نہیں رہی۔

۳۸۹۰ — شرح: اِشعار یہ ہے کہ اونٹ کی کوہان کو دائیں جانب نیزہ مار کر خون آلود کیا جائے تاکہ لوگ معلوم کرلیں کہ یہ ہدی ہے اور قلادہ یعنی ہار سے بھی مقصد یہی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے شیخ علی بن عبد اللہ کہتے ہیں۔ میں گن نہیں سکتا کہ کتنی بار میں نے یہ سفیان سے سُنا ہے حتیٰ کہ میں نے سفیان سے سُنا وہ کہتے تھے کہ مجھے زہری سے اشعار اور ہار ڈالنے کا مقام

۳۸۹۱ــــ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ خَلَفٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ وَرْقَاءَ عَنْ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَآهُ وَقَمْلُهُ يَسْقُطُ عَلَى وَجْهِهِ فَقَالَ أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّكَ قَالَ نَعَمْ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَحْلِقَ وَهُوَ بِالْحُدَيْبِيَةِ لَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ أَنَّهُمْ يَحِلُّونَ بِهَا وَهُمْ عَلَى طَمَعٍ أَنْ يَدْخُلُوا مَكَّةَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ الْفِدْيَةَ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُطْعِمَ فَرَقًا بَيْنَ سِتَّةِ مَسَاكِينَ أَوْ يُهْدِيَ شَاةً أَوْ يَصُومَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ

یاد نہیں رہا یا پوری حدیث یاد نہیں رہی اور مجھے یہ بھول گیا ہے ع۱۵۵۸ کی شرح دیکھیں (باب من اشعر وقلد)

۳۸۹۱ــــ ترجمہ : کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا جبکہ جوئیں ان کے چہرے پہ گر رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہاری جوئیں تمہیں اذیت پہنچا رہی ہیں۔ عرض کیا جی ہاں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ سر منڈا دیں جبکہ وہ حدیبیۃ میں تھے اور آپ نے انہیں یہ واضح نہ کیا تھا کہ وہ حدیبیہ میں احرام سے باہر ہو جائیں جبکہ انہیں یہ اُمید تھی کہ وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ نے اس کا فدیہ نازل کیا تو کعب بن عجرہ کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھ مساکین کو ایک فرق (۱۲ سیر) کھانا کھلائے یا بکری ذبح کرے یا تین دن روزے رکھے۔

۳۸۹۱ــــ شرح : فَرَقٌ ،، بفتح الفاء والراء اور کبھی راء کو ساکن بھی پڑھا جاتا ہے۔ فرق پیمانہ ہے جس میں تین صاع کی گنجائش ہوتی ہے اور ایک صاع چار سیر کا ہوتا ہے۔ حدیث ع۱۰۱ ج۳ کی شرح دیکھیں (کتاب الحج باب النسک بشاۃ)

اسماء رجال : ع۱ حسن بن خلف ،، ان کی کنیت ابوعلی واسطی ہے۔ ۲۴۶ ہجری میں فوت ہوئے وہ بخاری کے چھوٹے شیوخ میں سے ہیں ثقہ ہیں۔ اس مقام کے سوا بخاری میں ان کی کوئی روایت مذکور نہیں ع۲ اسحاق ابن یوسف بن یعقوب ازرق واسطی ہیں ع۳ ابوالبشر کا نام ورقاء ہے ع۴ ابن ابی نجیح وہ*

* عبداللہ بن نجیح ہیں۔

۳۸۹۲ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ إِلَى السُّوقِ فَلَحِقَتْ عُمَرَ امْرَأَةٌ شَابَّةٌ فَقَالَتْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ هَلَكَ زَوْجِي وَتَرَكَ صِبْيَةً صِغَارًا وَاللّٰهِ مَا يُنْضِجُونَ كُرَاعًا وَلَا لَهُمْ زَرْعٌ وَلَا ضَرْعٌ وَخَشِيتُ أَنْ تَأْكُلَهُمُ الضَّبُعُ وَأَنَا بِنْتُ خُفَافِ بْنِ إِيمَاءَ الْغِفَارِيِّ وَقَدْ شَهِدَ أَبِي الْحُدَيْبِيَةَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَفَ مَعَهَا عُمَرُ وَلَمْ يَمْضِ ثُمَّ قَالَ مَرْحَبًا بِنَسَبٍ قَرِيبٍ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى بَعِيرٍ ظَهِيرٍ كَانَ مَرْبُوطًا فِي الدَّارِ فَحَمَلَ عَلَيْهِ غِرَارَتَيْنِ مَلَأَهُمَا طَعَامًا

وَحَمَلَ بَيْنَهُمَا نَفَقَةً وَثِيَابًا ثُمَّ نَاوَلَهَا بِخِطَامِهِ ثُمَّ قَالَ اقْتَادِيهِ فَلَنْ يَفْنَى حَتَّى يَأْتِيَكُمُ اللّٰهُ بِخَيْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَكْثَرْتَ لَهَا قَالَ عُمَرُ ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرَى أَبَا هٰذِهِ وَأَخَاهَا قَدْ حَاصَرَا حِصْنًا زَمَانًا فَافْتَتَحَاهُ ثُمَّ أَصْبَحْنَا نَسْتَفِيءُ سُهْمَانَهُمَا فِيهِ

۳۸۹۲ — ترجمہ: زید بن اسلم نے اپنے والد اسلم سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ بازار گیا تو وہاں عمر فاروق کو ایک نوجوان عورت ملی اُس نے کہا یا امیر المؤمنین میرا شوہر فوت ہوگیا ہے اور چھوٹے چھوٹے بچے باقی چھوڑ گیا ہے بخدا! نہ توان کے پاس پائے ہیں جنہیں پکا کر کھائیں نہ کھیتی ہے اور نہ ہی جانور ہیں۔ مجھے خطرہ ہے کہ انہیں قحط سالی ہلاک کر دے گی اور میں خُفاف بن اِیماء غفاری کی بیٹی ہوں اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حُدیبیہ میں موجود تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کے پاس ٹھہر گئے اور آگے نہ گئے پھر فرمایا مرحبا تمہارا نسب میرے نسب کے بہت قریب ہے۔ پھر ایک طاقتور اونٹ کی طرف لوٹ گئے جو سرائے میں باندھا ہوا تھا اور اس پر دو بوریاں گندم سے بھر کر لادیں اور ان دونوں بوریوں کے درمیان دراہم اور کپڑے رکھ کر لائے اور اس کی مہار

۳۸۹۳ــــ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ أَبُو عَمْرٍو الْفَزَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ الشَّجَرَةَ ثُمَّ أَتَيْتُهَا بَعْدُ فَلَمْ أَعْرِفْهَا قَالَ مَحْمُودٌ ثُمَّ أُنْسِيتُهَا بَعْدُ

اس عورت کے ہاتھ میں دے دی پھر فرمایا اس کو لے جاؤ یہ ہرگز ختم نہ ہوگی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تم کو بہتری عطاء کرے گا۔ ایک آدمی نے کہا یا امیر المؤمنین آپ نے اس عورت کو بہت مال دیا ہے۔ عمر فاروق نے فرمایا تیری ماں تجھے گم پائے اللہ کی قسم! میں نے اس عورت کے والد اور بھائی کو دیکھا تھا کہ انہوں نے ایک مدت تک کافروں کے قلعہ کا محاصرہ کیا اور اس کو فتح کیا تھا پھر ہم نے صبح کی اور اُن کے حصول سے فئ طلب کرتے تھے۔

۳۸۹۲ـــ شرح: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے کہا کہ خوش آمدید تمہارا نسب میرے نسب کے بہت قریب ہے یعنی تو قریش سے ہے اور تمام قریش کے آباؤ اجداد کنانہ میں جمع ہو جاتے ہیں۔ قولہ "ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ"، عرب یہ کلمہ ذکر کرتے ہیں اس کی حقیقت ان کی مراد نہیں ہوتی۔ صرف سرزنش کے طور پر کہتے ہیں۔

جس قلعہ کا انہوں نے محاصرہ کیا تھا وہ خیبر کا قلعہ تھا۔ "أَضْبُعٌ"، قحط سالی۔ بجھو کو بھی ضُبُع کہتے ہیں۔

واقدی نے ذکر کیا جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ابواء میں اقامت فرمائی تو ایماء بن رحضہ آپ کو ایک سو بکریاں اور دو اونٹ اپنے بیٹے خفاف کے ساتھ نذرانہ بھیجیں آپ نے قبول فرمایا اور بکریاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم کر دیں اور ان کے لئے برکت کی دعاء فرمائی۔

۳۸۹۳ـــ ترجمہ: سعید بن مسیب رضی اللہ عنہما نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے شجرہ کو دیکھا پھر میں اس کے بعد اس کے پاس آیا تو اس کو نہ پہچانا۔ محمود نے کہا پھر میں اسے بھول گیا۔

۳۸۹۳ـــ شرح: یہ شجرہ (درخت) حدیبیہ میں داخل ہے۔ یہ وہ درخت ہے جس کے نیچے بیعتِ رضوان ہوئی تھی۔ یہ درخت کبڑا تھا اس لئے اس کو حدباء کہا جاتا تھا اس درخت کے نام سے حدیبیہ موسوم ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ دوسرے سال اس درخت کے پاس آئے تھے۔ ابن سعد نے صحیح اسناد کے ساتھ نافع سے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ لوگ درخت کے پاس آکر وہاں نمازیں پڑھتے ہیں تو انہوں نے لوگوں کو اس سے منع کر دیا اور انہیں زجر و تہدید کی، پھر درخت کو کاٹنے کا حکم دیا تو اس کی تعمیل ہوئی اور درخت کاٹ دیا گیا۔ پھر اس کی جگہ لوگوں کی نگاہوں سے مخفی ہوگئی۔ علامہ کرمانی نے ذکر کیا شجرہ کے اخفاء کا سبب یہ تھا کہ لوگ کسی اور فتنہ میں نہ پڑ جائیں

کیونکہ یہ وہ شجرہ مبارکہ ہے جس کے تحت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے اور لوگوں کو بیعت کیا اسے بیعتِ رضوان کہتے ہیں۔ چونکہ اس درخت کے نیچے اللہ کی رضا نازل ہوئی اور وہاں بے شمار خیرات کا ذخیرہ تھا اگر وہ باقی رہتا اور لوگ اس کو دیکھتے تو خطرہ تھا کہ جاہل لوگ اس کی غائت تعظیم کرنا شروع کر دیں گے اور اس کی پرستش کرنے لگیں گے۔ اسی لئے اس کا اخفا بھی اللہ تعالیٰ کی لوگوں پر رحمت تھی۔

بیعت الرضوان کا سبب

ابن اسحاق نے اپنے اسناد کے ساتھ عبداللہ بن ابی بکر بن حزم سے روائت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا گیا ہے تو آپ نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو ہم قریش سے جنگ لڑیں گے، تو لوگوں کو بیعت کرنے کے لئے بلایا اور فرمایا کہ وہ اس بات پر بیعت کریں گے کہ میدانِ جنگ سے نہیں بھاگیں گے۔ اس کے بعد خبر پہنچی کہ قتل کی خبر غلط تھی۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واپس تشریف لے آئے۔

ابوالاسود نے طویل سبب ذکر کیا ہے انہوں نے کہا: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ میں اقامت فرمائی اور مناسب یہ خیال فرمایا کہ قریش کو اطلاع کریں کہ آپ عمرہ کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ اس لئے آپ نے حضرت عمر فاروق کو بلایا تاکہ انہیں مکہ مکرمہ بھیجیں تو اُنھوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنی جان کے لئے خطرہ محسوس کرتا ہوں کہ قریش میرے ساتھ مزاحمت کریں گے پھر آپ نے عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو مکہ مکرمہ بھیجا اور فرمایا وہاں جو کمزور مسلمان رہتے ہیں انہیں خوشخبری دیں کہ عنقریب مکہ فتح ہوگا اور اللہ تعالیٰ اپنے دین اسلام کو غالب کرے گا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مکہ گئے تو قریش کو مقام بلدح میں جمع ہوئے دیکھا جب کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں داخل ہونے سے روکنے پر اتفاق کر چکے تھے۔ ابان بن سعید بن عاص نے انہیں امن دیا اور اس کے بعد صلح کی باتیں شروع ہونے لگیں وہ صلح کی انتظار میں ایک دوسرے سے بے خوف ہوگئے کہ اچانک ایک فریق کے کسی شخص نے دوسرے فریق کے ایک آدمی کو تیر مارا اور لڑائی شروع ہوگئی اور جانبین سے تیر اندازی اور پتھر پھینکنے کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو بیعت کے لئے بلایا سب مسلمان حاضر ہوگئے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سایہ دار درخت کے نیچے تشریف فرما تھے تو صحابہ کرام نے آپ کی بیعت اس شرط پر کی کہ وہ جنگ سے نہیں بھاگیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں کے دلوں میں آپ کا رعب ڈال دیا اور وہ مصالحت کے لئے تیار ہوگئے۔ بیہقی نے دلائل میں شعبی کی مرسل روائت ذکر کی کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا تھا۔ سب سے پہلے ابوسنان بیعت کے لئے حاضر ہوئے تھے (فتح) حدیث ۱۷۵۰ کی شرح دیکھیں۔

٣٨٩٤ — حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ طَارِقِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ انْطَلَقْتُ حَاجًّا فَمَرَرْتُ بِقَوْمٍ يُصَلُّوْنَ قُلْتُ مَا هٰذَا الْمَسْجِدُ قَالُوْا هٰذِهِ الشَّجَرَةُ حَيْثُ بَايَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ فَأَتَيْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ سَعِيْدٌ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ أَنَّهُ كَانَ فِيْمَنْ بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ قَالَ فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ نَسِيْنَاهَا فَلَمْ نَقْدِرْ عَلَيْهَا فَقَالَ سَعِيْدٌ إِنَّ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَعْلَمُوْهَا وَعَلِمْتُمُوْهَا أَنْتُمْ فَأَنْتُمْ أَعْلَمُ

٣٨٩٤ — ترجمہ : طارق بن عبدالرحمٰن نے کہا میں حج کے لئے نکلا اور ایک قوم کے پاس سے گزرا جو نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے کہا کیا یہ مسجد ہے؟ لوگوں نے کہا یہ وہ درخت ہے جہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعتِ رضوان لی تھی۔ میں سعید بن مسیّب کے پاس آیا اور ان کو یہ خبر دی تو سعید نے کہا میرے باپ نے مجھے بتایا کہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے درخت کے نیچے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ مسیّب نے کہا جب ہم دوسرے سال نکلے تو اس کو بھول گئے اور اسے معلوم کرنے پر قادر نہ ہوئے۔ سعید نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو وہ درخت معلوم نہ ہوا اور تم جانتے ہو پھر تم زیادہ جانتے ہو؟

٣٨٩٤ — شرح : ابن حجر عسقلانی نے شرح میں ذکر کیا۔ سعید بن مسیّب کا ان لوگوں کی تردید کرنا جو کہتے ہیں کہ انہیں درخت کی جگہ معلوم ہے اور اپنے والد مسیّب کی بات پر اعتماد کرنا کہ لوگوں نے آئندہ سال درخت کی جگہ کو نہ پہچانا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ انہیں جگہ بالکل معلوم نہ تھی اور اس کی پہچان اٹھالی گئی ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے امام بخاری نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اگر میں آج کے روز دیکھ سکتا ہوتا تو تمہیں درخت کی جگہ دکھاتا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بعینہ درخت کی جگہ کو پہچانتے تھے۔ جب وہ اپنی عمر کے آخری ایام میں جبکہ طویل زمانہ گزر چکا تھا درخت کو پہچانتے ہیں تو ظاہر ہے کہ وہ ان پر مخفی نہ تھا۔ قولہ فقال سعید الخ یعنی سعید بن مسیّب

۳۸۹۵ ـ حَدَّثَنَا مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا طَارِقٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَرَجَعْنَا إِلَيْهَا الْعَامَ الْمُقْبِلَ فَعَمِيَتْ عَلَيْنَا

۳۸۹۶ ـ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ طَارِقٍ ذُكِرَتْ عِنْدَ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ الشَّجَرَةُ فَضَحِكَ فَقَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي وَكَانَ شَهِدَهَا

۳۸۹۷ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِي أَوْفٰى وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَةٍ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِمْ فَأَتَاهُ أَبِي بِصَدَقَتِهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ أَبِي أَوْفٰى

نے کہا اور لوگوں کا رد کیا کہ تم صحابہ کرام سے زیادہ جانتے ہو؟ یہ کلام بطریق تہکم فرمایا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سعید کا اپنے والد سے یہ روائت کرنے میں حاکم کے اس قول کی تردید ہے کہ بخاری کی یہ شرط ہے کہ وہ اس سے روائت کرتے ہیں جس کے دو راوی ہوں حالانکہ اس حدیث کو مسیّب سے صرف اُن کے بیٹے نے روائت کیا ہے۔ شائد امام حاکم کا یہ مطلب ہے کہ غیر صحابہ سے روائت کرنے کے لئے دو راوی ہونے شرط ہیں

۳۸۹۵ — ترجمہ : سعید بن مسیّب نے اپنے والد سے روائت کی کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے کیکر کے درخت کے نیچے بیعت کی تھی۔ پھر ہم آئندہ سال وہاں گئے تو وہ ہم پر مشتبہ ہو گیا۔

۳۸۹۶ — ترجمہ : طارق نے کہا سعید بن مسیّب کے پاس درخت کا ذکر کیا گیا تو وہ ہنس پڑے اور کہا میرے والد نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ وہاں موجود تھے (درخت کے خفاء کا سبب حدیث ۳۸۹۳ کی شرح میں مذکور ہے۔

۳۸۹۷ — ترجمہ : عمرو بن مُرّہ نے کہا میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے سُنا اور وہ اصحاب شجرہ میں سے ہیں۔ اُنھوں نے کہا جب لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صدقہ لے کر آئے تو فرمایا اے اللہ ان پر رحم فرما۔ میرا والد آپ کے پاس صدقہ لے کر آئے تو فرمایا اے اللہ ان پر رحم فرما!

۳۸۹۸ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ عَنْ اَخِیْہِ عَنْ سُلَیْمَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ یَحْیٰی عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِیْمٍ قَالَ لَمَّا کَانَ یَوْمُ الْحَرَّۃِ وَالنَّاسُ یُبَایِعُوْنَ لِعَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ حَنْظَلَۃَ فَقَالَ ابْنُ زَیْدٍ عَلٰی مَا یُبَایِعُ ابْنُ حَنْظَلَۃَ النَّاسَ قِیْلَ لَہٗ عَلَی الْمَوْتِ قَالَ لَا اُبَایِعُ عَلٰی ذٰلِکَ اَحَدًا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ شَہِدَ مَعَہُ الْحُدَیْبِیَۃَ

میرا والد آپ کے پاس صدقہ لے کر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! ابی اوفی کی اولاد پر رحم فرما! (حدیث ۱۴۱۱ ج ۲ کی شرح دیکھیں) (باب صلوۃ الامام و دعاءہ لصاحب الصدقۃ)

۳۸۹۸ ترجمہ: عباد بن تمیم نے کہا حرہ کے دن لوگ عبداللہ بن حنظلہ کی بیعت کر رہے تھے تو ابن زید نے کہا کس شرط پر یہ لوگ حنظلہ کی بیعت کر رہے ہیں۔ کہا گیا موت پر عبداللہ بن زید نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی موت پر بیعت نہیں کروں گا۔ اور وہ آپ کے ساتھ حدیبیہ میں موجود تھے۔

۳۸۹۸ شرح: علامہ عینی اور علامہ قسطلانی رحمہم اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا۔ حرہ مدینہ منورہ شرفہا اللہ تعالیٰ کے باہر میدان ہے۔ جہاں ناپاک یزید کے لشکر اور اہل مدینہ منورہ کے درمیان ترسٹھ ۶۳ ہجری میں لڑائی ہوئی تھی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ مدینہ منورہ والوں نے یزید کی بیعت سے انحراف کر لیا تھا ناپاک یزید کے لشکر کا امیر مسلم ابن عقبہ تھا۔ اس نے لشکر کے لئے مدینہ منورہ کی ہر شئی مباح کر دی۔ انھوں نے لوگوں کو قتل کیا اور اور عورتوں سے ناجائز فعل کئے۔ کہا گیا ہے کہ ان دنوں میں ایک ہزار کنواری لڑکیاں حاملہ ہو گئی تھیں اور انھوں نے مسجد نبوی میں گھوڑے اور گدھے باندھے تھے اللہ ان کی شر سے پناہ دے۔

یزید کی جملہ قباحتوں سے ایک یہ عظیم قباحت ہے اور یہ کہنا درست نہیں کہ یزید کی اجازت کے بغیر سب کچھ کیا گیا تھا۔ اگر ایسا تھا تو اس نے لشکر کے امیر کو سزا کیوں نہ دی؟ اور اس سے باز پرس کیوں نہ کی؟

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن زید نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت پر بیعت کی تھی۔ اس واقعہ میں عبداللہ بن حنظلہ، اس کی ساری اولاد اور زید سات سو ممتاز مہاجرین و انصار کے ساتھ شہید ہو گئے تھے۔

۳۸۹۹ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَعْلَى الْمُحَارِبِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةَ ثُمَّ نَنْصَرِفُ وَلَيْسَ لِلْحِيطَانِ ظِلٌّ يُسْتَظَلُّ فِيهِ

۳۹۰۰ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ

۳۸۹۹ — ترجمہ : ایاس بن سلمہ بن الکوع نے بیان کیا کہ مجھے میرے والد نے خبر دی اور وہ اصحاب شجرہ میں سے تھے اُنھوں نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھتے پھر ہم نماز سے فارغ ہوتے حالانکہ دیواروں کا سایہ نہ ہوتا تھا کہ ہم اس میں بیٹھتے۔

۳۸۹۹ — شرح : اس حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا جو زوال شمس سے پہلے نماز جمعہ جائز کہتے ہیں کیونکہ جب سورج زائل ہو جائے تو سائے ہونے لگتے ہیں۔ یہ جواب بھی دیا جاتا ہے کہ حدیث میں اس سائے کی نفی ہے جس کے نیچے بیٹھا جائے مطلق سایہ کی نفی نہیں اور جس سے سایہ حاصل کیا جاتا ہے وہ زوال کے بعد ہی ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں گرمی سردی میں سائے مختلف ہوتے رہتے ہیں۔ جمعہ کے باب میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

۳۹۰۰ — ترجمہ : یزید بن ابی عُبَید نے کہا میں نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے کہا تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیبیہ میں بیعت کس شرط پر کی تھی۔ اُنھوں نے کہا موت پر بیعت کی تھی۔

۳۹۰۰ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ ہم نے موت پر بیعت نہیں کی تھی۔ اسی طرح مسلم میں معقل بن یسار سے مروی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ موت پر بیعت کرنے سے مراد یہ ہے کہ ہم میدانِ جنگ سے نہیں بھاگیں گے اگرچہ وہاں شہید ہو جائیں۔ موت کو عدم فرار لازم ہے۔

٣٩٠١ — حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ اِشْکَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ لَقِیْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ فَقُلْتُ طُوْبٰی لَكَ صَحِبْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ بَایَعْتَهٗ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَقَالَ یَا ابْنَ اَخِیْ اِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثْنَا بَعْدَهٗ

٣٩٠٢ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعٰوِیَةُ هُوَ ابْنُ سَلَّامٍ عَنْ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ اَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاكِ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ بَایَعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

٣٩٠١ — ترجمہ : علاء بن مسیب نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے ملا اور میں نے کہا تمہیں خوشخبری ہو کہ تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی اور درخت کے نیچے بیعتِ رضوان کی براء نے کہا اے میرے بھتیجے تم نہیں جانتے ہو کہ ہم آپ کے بعد کیا کام کئے ہیں۔

٣٩٠١ — شرح : بھتیجہ کا اطلاق اس اعتبار سے ہے کہ تمام مؤمن بھائی بھائی ہیں۔ عربوں کی عادت ہے کہ اس اعتبار سے بھتیجہ کا اطلاق کرتے ہیں۔ حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ کا یہ کلام کسرِ نفس اور تواضع پر محمول ہے۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بعد جو اختلافات واقع ہوئے ان کی طرف اشارہ ہے۔

٣٩٠٢ — ترجمہ : ابو قلابہ سے روایت ہے کہ ثابت بن ضحاک نے ان کو خبر دی کہ انہوں نے درخت کے نیچے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔

اسماء رجال : اسحاق وہ ابن منصور بن بہرام کوسج مروزی ہیں وہ مسلم کے بھی شیخ ہیں۔ ع٢ یحیی بن صالح رحاظی حمصی ہیں وہ بھی بخاری کے شیخ ہیں۔ کبھی ان سے بالواسطہ روایت کرتے ہیں۔ ع٣ معاویہ بن سلام بتشدید اللام ہے ع٤ یحیی وہ یحیی ابن ابی کثیر ہیں ع٤ ابو قلابہ وہ عبد اللہ بن زید جرمی ہیں۔ ع٥ ثابت بن ضحاک بن خلیفہ تین ہجری میں پیدا ہوئے شام میں سکونت کی پھر بصرہ میں منتقل ہو گئے۔ اور پینتالیس ہجری میں وہیں فوت ہوئے۔ کہا گیا ہے کہ فتنہ ابن زبیر میں فوت ہوئے۔

۳۹۰۳ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ اِبْنُ عُمَرَ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا قَالَ الْحُدَيْبِيَّةُ قَالَ اَصْحَابُهٗ هَنِيْئًا مَّرِيْئًا فَمَا لَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنّٰتٍ قَالَ شُعْبَةُ فَقَدِمْتُ الْكُوْفَةَ فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا كُلِّهٖ عَنْ قَتَادَةَ ثُمَّ رَجَعْتُ فَذَكَرْتُ لَهٗ فَقَالَ اَمَّا اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَعَنْ اَنَسٍ وَاَمَّا هَنِيْئًا مَّرِيْئًا فَعَنْ عِكْرِمَةَ

۳۹۰۳ — ترجمہ : قتادہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت کی انہوں نے اس آئت : اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ،، کی تفسیر میں بیان کیا کہ فتح مبین صلح حدیبیہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ،، صلی اللہ علیہ وسلم ،، آپ کے لئے یہ مبارک ہے ہمارے لئے کیا ہے ؟ تو اللہ تعالٰی نے یہ آئت نازل کی ،، اللہ مومنوں اور مومنات کو جنت میں داخل کرے گا ،، شعبہ نے کہا میں نے کوفہ میں آکر یہ تمام قتادہ سے روائت کیا پھر میں کوفہ میں آیا اور اُن سے یہ ذکر کیا تو اُنھوں نے کہا بہرحال ،، اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ ،، انس سے مروی ہے هَنِيْئًا مَّرِيْئًا ،، عکرمہ سے روائت کیا گیا ہے ۔

۳۹۰۳ — شرح : یعنی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالٰی کے کلام میں ،، فتح ،، سے مراد صلح حدیبیہ ہے ، کیونکہ یہ صلح مستقبل قریب میں فتوحات کا مقدمہ ہُوا اور مسلمانوں نے کسی تکلف کے بغیر اسلام قبول کیا ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم میں ،، مغفرت کی بشارت کی آپ کو مبارک اور خوشخبری ہے ۔ ہمارے لئے کیا ہے تو اللہ تعالٰی نے یہ آئت نازل فرمائی تاکہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو باغات میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ۔
قولہ هَنِيْئًا یعنی اس میں گناہ نہیں اور ،، مَرِيْئًا ،، اس میں کوئی بیماری اور عیب نہیں ،،

اسماء رجال

عا احمد بن اسحاق بن حصین کی کنیت ابو اسحاق ہے وہ سلمی سرماری ہیں ۔ سرمار بخارا کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے ۔ وہ دو سو بتالیس ۲۴۲ ہجری میں فوت ہوئے اور عثمان بن عمر بن فارس بصری ہیں ۔

۳۹۰۴ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ اِبْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ مُجْزَاَةَ بْنِ زَاهِرٍ الْاَسْلَمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ وَكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ الشَّجَرَةَ قَالَ اِنِّيْ لَاُوْقِدُ تَحْتَ الْقُدُوْرِ بِلُحُوْمِ الْحُمُرِ اِذْ نَادٰى مُنَادِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَاكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ وَعَنْ مُجْزَاَةَ عَنْ رَجُلٍ مِنْهُمْ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ اِسْمُهُ اُهْبَانُ ابْنُ اَوْسٍ وَكَانَ اشْتَكٰى رُكْبَتَهُ فَكَانَ اِذَا سَجَدَ جَعَلَ تَحْتَ رُكْبَتِهِ وِسَادَةً ۳۹۰۵ــ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ اُتُوْا بِسَوِيْقٍ فَلَاكُوْهُ تَابَعَهُ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ

۳۹۰۴ــ ترجمہ: مجزءَہ بن زاہر اسلمی نے اپنے والد سے روایت کی اور وہ ان لوگوں میں سے ہیں جو حدیبیہ میں حاضر تھے۔ اُنہوں نے کہا میں گدھوں کا گوشت ہنڈیا میں پکار رہا تھا۔ اچانک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے پکارا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گدھوں کے گوشت سے منع فرماتا ہے۔ اسی اسناد سے مجزءَہ نے اصحاب شجرہ میں سے ایک شخص سے جس کا نام اُھبان بن اوس ہے اور اس کا گھٹنا درد کرتا تھا جب وہ سجدہ کرتا تو اپنے گھٹنے کے نیچے تکیہ رکھ لیا کرتا تھا۔ روایت کی۔

۳۹۰۴ــ شرح: گدھوں کا گوشت کھانے کی ممانعت خیبر میں ہوئی۔ اس جگہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مجزءَہ کی حدیث بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اصحاب حدیبیہ میں سے ہیں۔

اسماء رجال: اہبان بن اوس سلمی صحابی ہیں اُنھوں نے کوفہ میں قبیلہ اسلم میں اپنا مکان بنایا تھا۔ اور امیر معاویہ کی حکومت کے اولین ایام میں وہیں فوت ہوگئے

۳۹۰۶ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَاذَانُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِذًا ابْنَ عَمْرٍو وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ هَلْ يُنْقَضُ الْوِتْرُ قَالَ إِذَا أَوْتَرْتَ مِنْ أَوَّلِهِ فَلَا تُوتِرْ مِنْ آخِرِهِ

۳۹۰۷ ـــ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسِيرُ فِي

اس وقت وہاں کا حاکم مغیرہ بن شعبہ تھا۔ امیر معاویہ نے انہیں حاکم مقرر کیا تھا۔ کہا جاتا ہے۔ ان سے بھیڑیے نے کلام کیا تھا۔

۳۹۰۵ ـــ ترجمہ : سُوید بن نعمان سے روایت ہے اور وہ اصحاب شجرہ میں سے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو ستو دیئے گئے تو انہوں نے پیئے ابن عدی کی معاذ نے شعبہ سے روایت کرنے میں متابعت کی ،،

(حدیث ۲۰۷ کی شرح دیکھیں) (باب من مضمض من السویق ولم یتوضا)

۳۹۰۶ ـــ ترجمہ : ابوجمرہ نے کہا میں نے عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے پوچھا جبکہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب شجرہ میں سے ہیں کیا وتر کو دوبارہ پڑھا جائے اُنھوں نے کہا جب تو اوّل رات میں وتر پڑھ لے تو آخر میں نہ پڑھ۔

۳۹۰۶ ـــ شرح : یعنی جب کوئی وتر تین رکعتیں پڑھ کر سو جائے کیا نیند کرنے کے بعد بھی ان کو پڑھ سکتا ہے؟ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اِجْعَلُوْا آخِرَ صَلٰوتِکُمْ وِتْرًا ،، تم آخری نماز کو وتر بناؤ۔ ان کو جواب دیا گیا ایسا نہ کرو۔ جمہور علماء کا یہی مسلک ہے۔ شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ نے سفر السعادت میں ذکر کیا۔ صحیح حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم عموماً وتر کی نماز آخر رات میں پڑھا کرتے تھے جبکہ صبح طلوع ہونے کو ہوتی تھی۔ اور کبھی اوّل رات یا وسط رات وتر کی نماز پڑھتے پھر جب رات تہجد کی نماز پڑھتے تو وتر کا اعادہ نہ کرتے تھے۔ ترمذی میں وارد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا وِتْرَانِ فِیْ لَیْلَۃٍ ،، یعنی ایک رات میں دو وتر جائز نہیں۔ فتح القدیر میں شیخ ابن ہمام نے ذکر کیا کہ جو کوئی اوّل رات وتر پڑھ لے پھر رات تہجد کے لئے اُٹھے تو صلوٰۃ وتر کا اعادہ نہ کرے۔ صحابہ کرام کی ایک جماعت کا

فِی بَعْضِ أَسْفَارِهٖ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ یَسِیْرُ مَعَہٗ لَیْلًا فَسَأَلَہٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ شَیْءٍ فَلَمْ یُجِبْہُ ثُمَّ سَأَلَہٗ فَلَمْ یُجِبْہُ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ یَا عُمَرُ نَزَرْتَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ کُلَّ ذٰلِکَ لَا یُجِیْبُکَ قَالَ عُمَرُ فَحَرَّکْتُ بَعِیْرِیْ ثُمَّ تَقَدَّمْتُ اَمَامَ الْمُسْلِمِیْنَ وَخَشِیْتُ اَنْ یَنْزِلَ فِیَّ قُرْاٰنٌ فَمَا نَشِبْتُ صَارِخًا یَصْرُخُ بِیْ قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِیْتُ اَنْ یَکُوْنَ قَدْ نَزَلَ فِیَّ قُرْاٰنٌ وَجِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَیْہِ فَقَالَ لَقَدْ اُنْزِلَتْ عَلَیَّ اللَّیْلَۃَ سُوْرَۃٌ لَھِیَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَیْہِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَأَ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا

یہی مذہب ہے۔ امام شافعی، سفیان ثوری، مالک، عبداللہ بن مبارک اور امام احمد یہی کہتے ہیں کہ دوبارہ وتر پڑھنے درست نہیں اس میں بکثرت روایات منقول ہیں۔

۳۹۰۷ ترجمہ: زید بن اسلم نے اپنے والد سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض سفروں میں رات کو چلا کرتے تھے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ چلتے تھے۔ حضرت عمر فاروق نے آپ سے سوال عرض کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب نہ دیا۔ پھر سوال عرض کیا اور آپ نے جواب نہ دیا پھر آپ سے سوال عرض کیا تو آپ نے ان کو جواب نہ دیا۔ عمر فاروق نے اپنے دل میں کہا اے عمر تیری ماں تجھے گم پائے تو نے تین بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ ہر بار آپ نے تجھے جواب نہیں دیتے عمر فاروق نے کہا میں نے اپنے اونٹ کو حرکت دی اور میں مسلمانوں کے آگے چلنے لگا اور مجھے ڈر لاحق ہوا کہ میرے بارے میں قرآن نازل ہوگا۔ میں تھوڑا سا نہ ٹھہرا کہ میں نے آواز دینے والے کو سنا وہ مجھے بلا رہا تھا۔ میں دل میں ڈرا کہ شاید میرے بارے قرآن نازل ہوا ہے۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا تو آپ نے فرمایا آج رات میرے اوپر ایک سورت نازل ہوئی ہے۔ وہ مجھے ہر اس شئ سے زیادہ محبوب ہے جس پر سورج طلوع کرے پھر آپ نے یہ تلاوت فرمائی: "اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا"

۳۹۰۷ — شرح: اگر یہ سفر صلح حدیبیہ کا تھا تو حدیث کی مناسبت باب کے ساتھ

۳۹۰۸ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ سَمِعْتُ الزُّھْرِیَّ حِیْنَ حَدَّثَ ھٰذَا الْحَدِیْثَ حَفِظْتُ بَعْضَہٗ وَثَبَّتَنِیْ مَعْمَرٌ عَنْ عُرْوَۃَ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَۃَ وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَکَمِ یَزِیْدُ اَحَدُھُمَا عَلٰی صَاحِبِہٖ قَالَا خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَیْبِیَۃِ فِیْ بِضْعَ عَشْرَۃَ مِائَۃً مِّنْ اَصْحَابِہٖ فَلَمَّا اَتٰی ذَا الْحُلَیْفَۃِ قَلَّدَ الْھَدْیَ وَاَشْعَرَہٗ وَاَحْرَمَ مِنْھَا بِعُمْرَۃٍ وَّبَعَثَ عَیْنًا لَّہٗ مِنْ خُزَاعَۃَ وَسَارَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی اِذَا کَانَ بِغَدِیْرِ الْاَشْطَاطِ اَتَاہُ عَیْنُہٗ قَالَ اِنَّ قُرَیْشًا جَمَعُوْا لَکَ جُمُوْعًا وَّقَدْ جَمَعُوْا لَکَ الْاَحَابِیْشَ الْاَشْطَاطَ وَھُمْ مُقَاتِلُوْکَ وَصَادُّوْکَ عَنِ الْبَیْتِ وَمَانِعُوْکَ فَقَالَ اَشِیْرُوْا اَیُّھَا النَّاسُ عَلَیَّ اَتَرَوْنَ اَنْ اَمِیْلَ اِلٰی عِیَالِھِمْ وَذَرَارِیِّ ھٰؤُلَآءِ الَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّصُدُّوْنَا عَنِ الْبَیْتِ

واضح ہے۔ اس بارے میں بہت اختلاف ہے۔ بعض نے کہا فتح سے مراد تیر و سنان کے ساتھ اسلامی فتوحات ہیں۔ بعض نے کہا یہ فتح مکہ ہے۔ مختار بھی یہی ہے بعض نے کہا معجزات، بیان، حجت اور برہان کے ذریعہ اسلام کی فتح ہے۔ تفسیر نسفی میں ہے اکثر علماء کا یہ مذہب ہے کہ یہ فتح حدیبیہ کا دن ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا ہم بیعۃ الرضوان کو فتح شمار کرتے تھے۔ شعبی نے کہا یہ فتح حدیبیہ ہے۔ زہری نے کہا صلح حدیبیہ سے عظیم تر فتح کوئی فتح نہیں۔ حدیث میں بعض سفر سے مراد سفر حدیبیہ ہے۔ جس مقام میں سورۂ فتح نازل ہوئی اس میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ابو معشر نے کہا جحفہ میں نازل ہوئی۔ اکلیل میں مجمع بن حارثہ نے کہا کراع الغمیم میں نازل ہوئی (عینی)

۳۹۰۸ ــــ ترجمہ: سفیان نے کہا میں نے زہری سے سنا جس وقت انہوں نے یہ حدیث بیان کی۔ میں نے کچھ حدیث زہری سے سنی اور معمر بن راشد نے عروہ ابن زبیر کے ذریعہ مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم سے نقل کرکے جو کچھ میں نے زہری سے سنا تھا۔ اس میں مجھے ثابت کیا عروہ اور مروان میں سے ایک نے دوسرے سے زیادہ بیان کیا ان دونوں نے کہا حدیبیہ کے سال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس اور چند سو صحابہ کرام میں نکلے جب ذوالحلیفہ تشریف لائے تو ہدی کے گلے میں ہار

فَإِنْ يَأْتُوْنَا كَانَ اللهُ قَدْ قَطَعَ عَيْنًا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَإِلَّا تَرَكْنَاهُمْ مَحْرُوْبِيْنَ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللهِ خَرَجْتَ عَامِدًا لِهٰذَا الْبَيْتِ لَا تُرِيْدُ قَتْلَ أَحَدٍ وَلَا حَرْبَ أَحَدٍ فَتَوَجَّهْ لَهُ فَمَنْ صَدَّنَا عَنْهُ قَاتَلْنَاهُ قَالَ امْضُوْا عَلَى اسْمِ اللهِ ۳۹۰۹ — حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ أَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ أَخِيْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهٖ أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ يُخْبِرَانِ خَبَرًا مِنْ خَبَرِ رَسُوْلِ اللهِ

ڈالا اور اس کی کوہان سے خون نکلا اور وہاں سے عمرہ کا اِحرام باندھا اور قبیلہ خُزاعہ سے اپنا ایک جاسوس بھیجا اور آپ چلتے رہے اور غدیر اشطاط میں پہنچے تو آپ کے جاسوس نے واپس آکر عرض کیا کہ قریش نے مختلف قبائل لوگ جمع کئے ہیں۔ وہ آپ سے لڑنا چاہتے ہیں اور آپ کو بیت اللہ جانے سے روکنے والے ہیں آپ نے فرمایا اے لوگو! مجھے مشورہ دو (کیا کریں) کیا تم مناسب جانتے ہو کہ میں ان کے اہل وعیال پر حملہ کر دوں جو ہمیں بیت اللہ سے روکنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ مقابلہ کرنے آئیں تو اللہ مددگار ہے اسی نے جاسوس کو اُن سے بچایا ہے۔ اگر وہ مقابلہ کرنے نہ آئے تو ہم اُن کو ایسے حال میں چھوڑیں گے کہ ان پر حملہ کیا گیا ہے اور وہ میدانِ جنگ سے مفرور ہو گئے ہیں ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم!! آپ بیت اللہ کے طواف کا قصد کر کے آئے ہیں۔ کسی سے لڑنے نہیں آئے۔ آپ بیت اللہ تشریف لے جائیں جو کوئی ہمیں اس سے روکے گا ہم اس سے جنگ کریں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا نام لے کر چلو!

۳۹۰۸ — شرح: "ہذا الحدیث" سے مُطول حدیث کی طرف ہے جو گزر چکی ہے۔ ذوالحلیفہ مدینہ منورہ والوں کا میقات ہے۔ اس کو آبارِ علی رضی اللہ عنہ بھی کہا جاتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ خزاعہ میں سے جاسوس بھیجا جو مکہ والوں کی خبر لے کر صحیح سلامت واپس آگیا اس جاسوس کا نام بُسر بن سُفیان بن عمرو بن عویمر خزاعی ہے۔ ابو عمر نے کہا وہ چھ ہجری میں مسلمان ہوئے اور حدیبیہ میں حاضر تھے۔ غدیر اشطاط حدیبیہ کی طرف ایک مقام ہے۔ ہروی نے ذکر کیا وہ عسفان کے دو راستوں کے ملنے کی جگہ ہے جو عسفان سے مکہ کی طرف جانے والے کے دائیں طرف دو میل دور واقع ہے کبھی وہاں پانی جمع ہو جاتا ہے۔ لیکن وہاں تالاب وغیرہ نہیں جہاں پانی جمع رہتا ہو۔ احابیش، مختلف قبائل کے لوگوں کا اجتماع ہے۔ تحبیش کا معنی جمع ہونا ہے۔ محروبین یعنی ان کے اموال قبضہ میں کر لئے جائیں گے اور ان کو خالی چھوڑ دیا جائے گا۔ (حدیث ۲۵۳۰ کی شرح دیکھیں)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُمْرَةِ الْحُدَيْبِيَّةِ فَكَانَ فِيمَا أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ عَنْهُمَا أَنَّهُ
لَمَّا كَاتَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُهَيْلَ بْنَ عَمْرٍو يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ عَلَى
قَضِيَّةِ الْمُدَّةِ وَكَانَ فِيمَا اشْتَرَطَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو أَنَّهُ قَالَ لَا يَأْتِيكَ مِنَّا أَحَدٌ
وَإِنْ كَانَ عَلَى دِينِكَ إِلَّا رَدَدْتَهُ إِلَيْنَا وَخَلَّيْتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ وَأَبَى سُهَيْلٌ
أَنْ يُقَاضِيَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا عَلَى ذٰلِكَ فَكَرِهَ الْمُؤْمِنُونَ
ذٰلِكَ وَامْتَعَضُوا فَتَكَلَّمُوا فِيهِ فَلَمَّا أَبَى سُهَيْلٌ أَنْ يُقَاضِيَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
إِلَّا عَلَى ذٰلِكَ كَاتَبَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا جَنْدَلِ بْنَ سُهَيْلٍ يَوْمَئِذٍ إِلَى أَبِيهِ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو وَلَمْ يَأْتِ
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ مِنَ الرِّجَالِ إِلَّا رَدَّهُ فِي تِلْكَ الْمُدَّةِ
وَإِنْ كَانَ مُسْلِمًا وَجَاءَتِ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَكَانَتْ أُمُّ كُلْثُومٍ بِنْتُ عُقْبَةَ

٣٩٠٩ — ترجمہ : عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ انہوں نے مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ سے سُنا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عُمرہ حدیبیہ کی خبر ذکر کرتے تھے جو کچھ عروہ نے ان دونوں سے بیان کیا وہ یہ تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُہیل بن عمرو سے حدیبیہ کے روز ایک معینہ مدت کے لئے صلحنامہ تحریر کیا اور جو کچھ سُہیل بن عمرو نے شرط تحریر کیا تھی وہ یہ تھی کہ اس نے کہا کہ ہماری طرف سے جو شخص آپ کے پاس آئے گا اگرچہ وہ آپ کے دین اسلام پر ہو آپ اس کو ہماری طرف واپس کر دیں اور ہمارے اور اس کے درمیان تخلیہ کر دیں۔ سہیل اسی شرط پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کرنے پر اڑا رہا۔ لیکن مسلمانوں نے اس شرط سے غضبناک ہوگئے اور اس شرط کو دشوار سمجھا اور اس میں بہت گفتگو کی جب سُہیل اسی شرط پر ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کرنے میں اڑا رہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شرط صلحنامہ میں لکھ دی۔ اور ابو جندل بن سُہیل کو اسی روز اس کے باپ سُہیل بن عمرو کی طرف واپس کیا پھر جو بھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی مرد آتا تو آپ اس کو اس مدت معینہ میں واپس کرتے رہے۔ اگرچہ وہ مسلمان ہی ہوتا۔ مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں اور عقبہ بن ابی مُعیط کی لڑکی ام کلثوم بھی ان

ابْنِ اَبِی مُعَیْطٍ مِمَّنْ خَرَجَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھِیَ عَاتِقٌ فَجَآءَ اَھْلُھَا یَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّرْجِعَھَا اِلَیْھِمْ حَتّٰی اُنْزِلَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْمُؤْمِنَاتِ مَا اَنْزَلَ قَالَ ابْنُ شِہَابٍ وَاَخْبَرَنِیْ عُرْوَۃُ ابْنُ الزُّبَیْرِ اَنَّ عَائِشَۃَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَمْتَحِنُ مَنْ ھَاجَرَ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ بِھٰذِہِ الْاٰیَۃِ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنَاتُ وَعَنْ عَمِّہٖ قَالَ بَلَغَنَا حِیْنَ اَمَرَ اللّٰہُ رَسُوْلَہٗ اَنْ یَّرُدَّ اِلَی الْمُشْرِکِیْنَ مَا اَنْفَقُوْا عَلٰی مَنْ ھَاجَرَ مِنْ اَزْوَاجِھِمْ وَبَلَغَنَا اَنَّ اَبَا بَصِیْرٍ فَذَکَرَہٗ بِطُوْلِہٖ

مہاجر عورتوں میں سے تھی۔ جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرکے آئی تھیں اور وہ نوجوان عورت تھی۔ اس کے اہل خانہ آئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی واپسی کا سوال کیا اس وقت اللہ تعالیٰ نے مومنہ عورتوں کے بارے میں آیات نازل فرمائیں۔ ابن شہاب نے کہا مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجر عورتوں کا اس آیت کریمہ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَکَ الْمُؤْمِنَاتُ، سے امتحان لیتے وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہمیں یہ خبر ملی کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ مشرکوں کو وہ اموال واپس کردیں جو انہوں نے اپنی بیویوں پر خرچ کئے ہیں اور ہمیں ابوبصیر کے واقعہ کی خبر پہنچی ہے اور اس کو مطول ذکر کیا "

۳۹۰۹ — شرح : اِمَّعَضُوْا ،، دراصل اِنْمَعَضُوْا تھا نون کو میم سے بدل کیا اور میم کو میم میں ادغام کیا۔ کشمیہنی کی روایت میں اِمْتَعَضُوْا ،، بمعنی غضبوا ہے ،، یعنی اس شرط سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غصہ سے بھر گئے اور ان پر یہ شرط شاق گزری۔ ایک روایت میں ،، اِمْتَعَظُوْا ،، بمعنی کرہوا، ہے۔ یعنی انھوں نے اس شرط کو پسند نہ کیا ایک روایت میں اِنْغَضُوا ،، بمعنی اضطربوا ہے یعنی وہ مضطرب ہوئے۔ علامہ عینی نے کہا یہ تمام حالات اور تعبیرات ہی ہیں۔ صحیح اِمْتَعَضُوْا ہے یعنی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس شرط سے غصے سے بھر گئے۔

اُمِّ کلثوم بنت عُقبہ بن ابی مُعیط

اُنہوں نے مکہ مکرمہ میں اسلام قبول کیا حالانکہ عورتوں نے ہجرت کرکے مدینہ منورہ جانا شروع نہ کیا تھا پھر اُنھوں نے ہجرت کی اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی اس لئے یہ اِن مہاجر عورتوں میں سے ہیں جنہوں نے آپ کی بیعت کی تھی۔ کہا گیا ہے۔ اُنھوں نے سب عورتوں سے پہلے سات ہجری میں ہجرت کی اس وقت جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین مکہ کے درمیان معاہدہ تھا۔ ابن اسحاق نے کہا ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی مُعیط صلح حُدیبیہ میں ہجرت کی تھی۔ اُن کے دونوں بھائی عمارہ اور ولید بن عقبہ بن ابی معیط کے بیٹے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ اور عہد نامہ کی شرط کے مطابق جو صلح حدیبیہ میں قرار پائی تھی۔ ام کلثوم کی واپسی کا مطالبہ کیا آپ نے ان کا مطالبہ مسترد فرما دیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس کا انکار کر دیا ہے۔ ابوعمر نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ وہ مکہ مکرمہ سے پیدل چل کر۔ مدینہ منورہ پہنچی تھیں۔ زید بن حارثہ نے اُن سے نکاح کیا جب وہ مُوتہ کی جنگ میں شہید ہوگئے تو زبیر بن عوام نے اُن سے نکاح کر لیا۔ اور ان کے بطن سے زینب پیدا ہوئیں۔ پھر زُبیر نے ان کو طلاق دے دی تو عبدالرحمٰن بن عوف نے اُن سے نکاح کیا اور ابراہیم اور عوف کو جنم دیا پھر وہ فوت ہوگئے تو عمرو بن عاص نے اُن سے نکاح کر لیا اور ایک ماہ بعد فوت ہوگئیں یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مادر زاد اخیافی بہن ہیں۔ اُن کی والدہ کا نام ”اَرْوٰی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبدالشمس ابن عبد مناف ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرنے والی عورتوں کا امتحان اس طرح لیتے تھے کہ وہ صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے لئے ہجرت کرکے آئی ہیں اپنے شوہروں سے بغض کے باعث نہیں آئیں اور نہ ایک زمین سے دوسری زمین کی طرف رغبت کرکے آئی ہیں۔ اور نہ ہی دنیاوی مفاد کے تحت ہجرت کی ہے۔ اور اُن سے اس پر حلف لیتے تھے تاکہ ان کی سچائی واضح ہو جائے۔ اس آیت کریمہ سے امتحان لیتے تھے۔

یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَسْرِقْنَ الآیۃ

اس آیت کے نزول کا سبب یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی اور مکہ فتح کیا اور لوگوں کو بیعت کرکے فارغ ہوئے تو عورتیں آئیں جو آپ کی بیعت کرنا چاہتی تھیں تو یہ آیت نازل ہوئی جبکہ آپ صفا پہاڑی پر تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس کے نیچے تھے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان کو بیعت کرتے تھے اور آپ کی طرف سے ان کو تبلیغ فرماتے تھے۔ ابوزید نے کہا کہ ہمارے اصحاب احناف کہتے ہیں یہ امتحان اُن عورتوں سے مخصوص ہے۔ جو اہل عہد اور اہل صلح کی عورتیں تھیں۔ جب عورتیں قسم کھانے کے بعد مذکورہ آیت کے مطابق بیان کرتیں تو ان کو مشرکوں کی طرف واپس نہ کیا جاتا۔ اور ان کے مشرک شوہروں کو اُن کے مہر واپس کر دیئے جاتے اور اگر وہ ان اہل عہد اور اہل صلح سے نہ ہوں تو اُن سے قسم نہ لی جاتی اور نہ ہی

۳۹۱۰ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فِي الْفِتْنَةِ فَقَالَ اِنْ صُدِدْتُ عَنِ الْبَيْتِ صَنَعْنَا كَمَا صَنَعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَهَلَّ بِعُمْرَةٍ مِّنْ اَجْلِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ

۳۹۱۱ــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ اَهَلَّ وَقَالَ اِنْ حِيْلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ لَفَعَلْتُ كَمَا فَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ حَالَتْ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَتَلَا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

اس کا مہر واپس کیا جاتا تھا واللہ و رسولہ اعلم! (عینی)

۳۹۱۰ــ ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حجاج بن یوسف کے فتنہ کے زمانہ میں عمرہ کرنے نکلے اور کہا اگر مجھے بیت اللہ سے روک دیا گیا تو میں وہی کروں گا جو ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا جبکہ کفارِ قریش آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہوئے تھے۔ پس انھوں نے عمرہ کا احرام باندھا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے سال عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ (حدیث ع۱۶۹۰ کی شرح دیکھیں)

۳۹۱۱ــ ترجمہ: نافع نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا اور کہا اگر میرے اور بیت اللہ کے درمیان مانع واقع ہوا تو میں وہی کروں گا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا جس وقت کفارِ قریش آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہوئے تھے۔ اور یہ آیت کریمہ پڑھی: تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں اچھی پیروی ہے۔
(حدیث ع۱۶۹۰ کی شرح دیکھیں)

۳۹۱۲ ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَآءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَاهُ اَنَّهُمَا كَلَّمَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ بَعْضَ بَنِيْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَهُ لَوْ اَقَمْتَ الْعَامَ فَاِنِّيْ اَخَافُ اَنْ لَا تَصِلَ اِلَى الْبَيْتِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُوْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدَايَاهُ وَحَلَقَ وَقَصَّرَ اَصْحَابُهُ اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ اَوْجَبْتُ عُمْرَةً فَاِنْ خُلِّيَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ الْبَيْتِ طُفْتُ وَاِنْ حِيْلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ الْبَيْتِ صَنَعْتُ كَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ مَا اَرٰى شَاْنَهُمَا اِلَّا وَاحِدًا اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ اَوْجَبْتُ حَجَّةً مَّعَ عُمْرَتِيْ فَطَافَ طَوَافًا وَّاحِدًا وَّسَعْيًا وَّاحِدًا حَتّٰى حَلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا

۳۹۱۲ ـــ ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عُبَیدُاللہ بن عبداللہ اور سالم بن عبداللہ نے ان کو خبر دی کہ اُن دونوں نے عبداللہ بن عمر سے کلام کیا اور موسیٰ بن اسماعیل نے جُوَیریہ کے ذریعہ نافع سے خبر دی کہ عبداللہ بن عمر کے بیٹوں میں سے کسی نے اُن سے کہا اگر آپ اس وقت ٹھہر جائیں تو بہتر ہوگا کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ آپ بیت اللہ تک نہ پہنچ سکیں گے۔ عبداللہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (عمرہ کرنے نکلے) تو کفار قریش نے بیت اللہ جانے سے روک دیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے جانور ذبح کیے اور سر مبارک منڈایا اور آپ کے صحابہ کرام نے بال چھوٹے کروائے۔ اور کہا میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے پر عمرہ واجب کرلیا ہے۔ اگر میرے اور بیت کے درمیان تخلیہ ہُوا تو میں طواف کروں گا اور اگر میرے اور بیت اللہ کے درمیان مانع واقع ہُوا تو میں وہی کروں گا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ پھر وہ تھوڑی دیر چلے اور کہا میں حج اور عمرہ کا حال یکساں خیال کرتا ہوں میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے عمرہ کے ساتھ حج بھی واجب کرلیا ہے پھر انہوں نے بیت اللہ کا ایک طواف کیا اور صفا مروہ کے درمیان ایک سعی کی حتیٰ کہ دونوں کا احرام کھول دیا۔

۳۹۱۲ ـــ شرح : یعنی عبیداللہ بن عبداللہ اور سالم بن عبداللہ نے عبداللہ بن عمر سے گفتگو

۳۹۱۳۔ حَدَّثَنِیْ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِیْدِ سَمِعَ النَّضْرَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا صَخْرٌ عَنْ نَافِعٍ قَالَ اِنَّ النَّاسَ یَتَحَدَّثُوْنَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَسْلَمَ قَبْلَ عُمَرَ وَلَیْسَ کَذٰلِکَ وَلٰکِنَّ عُمَرَ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَۃِ اَرْسَلَ عَبْدَ اللّٰہِ اِلٰی فَرَسٍ لَّہٗ عِنْدَ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ یَاْتِیْ بِہٖ لِیُقَاتِلَ عَلَیْہِ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُبَایِعُ عِنْدَ الشَّجَرَۃِ وَعُمَرُ لَا یَدْرِیْ بِذٰلِکَ فَبَایَعَہٗ عَبْدُ اللّٰہِ ثُمَّ ذَھَبَ اِلَی الْفَرَسِ فَجَآءَ بِہٖ اِلٰی عُمَرَ وَعُمَرُ یَسْتَلْئِمُ لِلْقِتَالِ فَاَخْبَرَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُبَایِعُ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ قَالَ فَانْطَلَقَ فَذَھَبَ مَعَہٗ حَتّٰی بَایَعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَھِیَ الَّتِیْ یَتَحَدَّثُ النَّاسُ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَسْلَمَ قَبْلَ عُمَرَ وَقَالَ ھِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعُمَرِیُّ اَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّاسَ کَانُوْا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَۃِ تَفَرَّقُوْا فِیْ ظِلَالِ الشَّجَرِ فَاِذَا النَّاسُ مُحْدِقُوْنَ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

کی جبکہ حجاج بن یوسف عبداللہ بن زبیر کے ساتھ مکہ مکرمہ میں جنگ کر رہا تھا اور حضرت عبداللہ حرم میں محصور تھے کہ اس سال آپ حج کے لئے نہ جائیں کیونکہ وہاں حج نے فتنہ برپا کر رکھا ہے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اس طرح کا واقعہ زمانہ رسالت میں بھی پیش آیا تھا جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کرنے تشریف لے گئے تھے اور کفار مکہ نے بیت اللہ تک جانے سے منع کیا تو آپ نے قربانی کے جانور حرم میں ذبح کئے اور احرام کھول دیا تھا لہذا میں بھی اسی طرح کروں گا۔ اس کی مکمل تفصیل حدیث ع ۱۶۹۰ کی شرح میں دیکھیں۔

۳۹۱۳ ـــ ترجمہ: نافع نے کہا لوگ باتیں کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر حضرت عمر فاروق سے پہلے مسلمان ہوئے حالانکہ ایسا نہیں ہے، لیکن حدیبیہ کے روز عمر فاروق نے عبداللہ کو ایک انصاری کے پاس اپنا گھوڑا لینے بھیجا تاکہ اس پر جہاد کریں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شجرہ کے نیچے صحابہ کو بیعت کر رہے تھے۔ حضرت عمر فاروق کو اس کی خبر نہیں تھی تو عبداللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی پھر گھوڑے کی طرف گئے اور اس کو عمر فاروق کے پاس لائے جبکہ عمر فاروق جہاد کے لئے زرہ پہن رہے تھے۔

فَقَالَ يَا عَبْدَ اللهِ انْظُرْ مَا شَانُ النَّاسِ قَدْ اَحْدَقُوْا بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَهُمْ يُبَايِعُوْنَ فَبَايَعَ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى عُمَرَ فَخَرَجَ فَبَايَعَ

۳۹۱۴ — حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ اَبِيْ اَوْفٰى كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اعْتَمَرَ فَطَافَ وَطُفْنَا مَعَهٗ وَصَلّٰى وَصَلَّيْنَا مَعَهٗ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَكُنَّا نَسْتُرُهٗ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ لَا يُصِيْبُهٗ اَحَدٌ بِشَيْءٍ

عبداللہ نے ان کو خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شجرہ کے تحت بیعت لے رہے ہیں۔ نافع نے کہا عمر فاروق عبداللہ کو ساتھ لے کر چلے حتیٰ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔ یہ ہے وہ واقعہ جس کے متعلق لوگ باتیں کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر حضرت عمر فاروق سے پہلے مسلمان ہوئے ہیں۔ ہشام بن عمار نے کہا ہم کو ولید بن مسلم نے بیان کیا انھوں نے کہا ہمیں عمر بن محمد عمری نے خبر دی کہ نافع نے ابن عمر سے بیان کیا کہ لوگ حدیبیہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ وہ درختوں کے سایوں میں بکھر گئے پھر اچانک لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد جمع ہو گئے عمر فاروق نے کہا اے عبداللہ دیکھو لوگوں کا کیسا حال ہے جو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہیں؛ چنانچہ عبداللہ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ بیعت کر رہے ہیں اور انہوں نے بھی بیعت کر لی پھر عمر فاروق کی طرف لوٹے تو عمر فاروق وہاں گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی"

۳۹۱۳ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلے اسناد کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اس واقعہ کا علم نہ تھا۔ عبداللہ بن عمر کو انصاری کے پاس بھیجا تھا کہ گھوڑا لائے تاکہ اس پر جہاد کریں وہ بیعت کر کے واپس آئے اور آپ کو واقعہ سے آگاہ کیا اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے واقعہ کو دیکھ کر عبداللہ کو بھیجا تھا کہ صورتِ حال معلوم کریں اس کا جواب یہ ہے کہ شاید عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبداللہ کو گھوڑے کے لئے بھیجنے کے وقت دیکھا کہ لوگ جمع ہیں تو عبداللہ سے کہا دیکھو یہ لوگ کس لئے جمع ہوئے ہیں۔ لہٰذا ان دونوں حدیثوں میں منافات نہیں۔ قولہ "محدقون" یعنی لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد جمع ہیں اور چہرۂ جہاں آراء کو بنظرِ غور دیکھ رہے ہیں۔ اسی سے "حدیقہ" ماخوذ ہے کیونکہ دیوار نے باغ کا گھیرا کئے ہوتا ہے۔

۳۹۱۴ — ترجمہ: اسماعیل نے کہا میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے

۳۹۱۵ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا حَصِينٍ قَالَ قَالَ أَبُو وَائِلٍ لَمَّا قَدِمَ سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ مِنْ صِفِّينَ أَتَيْنَاهُ نَسْتَخْبِرُهُ فَقَالَ اتَّهِمُوا الرَّأْيَ فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي يَوْمَ أَبِي جَنْدَلٍ وَلَوْ أَسْتَطِيعُ أَنْ أَرُدَّ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَهُ لَرَدَدْتُ وَاللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ وَمَا وَضَعْنَا أَسْيَافَنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا لِأَمْرٍ يُفْظِعُنَا إِلَّا أَسْهَلْنَ بِنَا إِلَى أَمْرٍ نَعْرِفُهُ قَبْلَ هٰذَا الْأَمْرِ مَا نَسُدُّ مِنْهَا خُصْمًا إِلَّا انْفَجَرَ عَلَيْنَا خُصْمٌ مَا نَدْرِي كَيْفَ نَأْتِي لَهُ

سُنا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جبکہ آپ نے عمرہ کا احرام باندھا تھا آپ نے طواف کیا تو ہم نے بھی آپ کے ساتھ طواف کیا آپ نے نماز پڑھی تو ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر آپ نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی تو ہم آپ کو مکہ والوں سے پردہ کرتے تھے کہ وہ آپکو ضرر نہ پہنچائیں،، (حدیث ۱۶۷۹ کی شرح دیکھیں)

۳۹۱۵ — ترجمہ : مالک بن مغول نے کہا میں نے ابوحصین کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ابووائل نے کہا جب سہل بن حنیف صفین کی جنگ سے واپس آئے تو ہم نے اُن سے واپس آجانے کا سبب پوچھا اُنھوں نے کہا اپنی رائے کو متہم جانو (اس پر فخر نہ کرو) میں نے ابی جندل کے روز اپنے آپ کو دیکھا تھا کہ اگر مجھے یہ طاقت ہوتی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مسترد کرتا تو رد کر دیتا۔ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ ہم نے اپنی تلواریں کسی سخت کام کے وقت اپنے کندھوں پر نہ رکھیں مگر انہوں نے ہمیں آسان امر تک پہنچا دیا جسے ہم اس سے پہلے پہچانتے تھے۔ اور فتنہ کی ایک طرف بند نہیں کرتے مگر دوسری طرف ہم پر کھل جاتی ہے۔ ہم نہیں جانتے ہیں اس کے لیے کیا کریں۔

۳۹۱۵ — شرح : صفین عراق اور شام کے درمیان ایک مقام ہے جہاں امیر معاویہ اور علی المرتضی رضی اللہ عنہما کے درمیان جنگ ہوئی تھی۔ سہل صفین سے واپس آئے تو لوگوں نے اُن سے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا تم اپنی رائے پر فخر نہ کرو اور اس جنگ میں اس پر اعتماد نہ کرو تم اپنی رائے سے اپنے مسلمان بھائیوں سے جنگ کرتے ہو۔ میں نے تقصیر نہیں کی اور نہ ہی میں ضرورت کے وقت تقصیر کرنے والا ہوں جیسے حدیبیہ میں تقصیر نہیں کی تھی؛ کیونکہ میں نے حدیبیہ میں اپنے آپ کو دیکھا تھا کہ

۳۹۱۶ــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ اَتٰى عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلٰى وَجْهِيْ فَقَالَ اَيُؤْذِيْكَ هَوَامُّ رَاْسِكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاحْلِقْ وَصُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اَوْ اَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ اَوِ انْسُكْ نَسِيْكَةً قَالَ اَيُّوْبُ لَا اَدْرِيْ بِاَيِّ هٰذَا بَدَاَ ۳۹۱۷ــ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ وَقَدْ حَصَرَنَا الْمُشْرِكُوْنَ قَالَ وَكَانَتْ لِيْ وَفْرَةٌ فَجَعَلَتِ الْهَوَامُّ

اگر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت پر قادر ہوتا تو پوری طاقت سے جنگ کرتا لیکن میں آج مسلمانوں کی مصلحت کے لئے جنگ کرنے سے رکتا رہا ہوں (اس حدیث کی تفصیل حدیث ۲۹۷۱-۲۹۷۲ کی شرح میں دیکھیں)

۳۹۱۶ــ ترجمہ: کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حدیبیہ کے روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے جبکہ جوئیں میرے چہرے پر گر رہی تھیں آپ نے فرمایا کیا تمہیں سر کی جوئیں اذیت دے رہی ہیں۔ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا سر کا حلق کرو اور تین دن روزے رکھو یا چھ مساکین کو کھانا کھلاؤ یا قربانی ذبح کرو۔ ایوب نے کہا یہ معلوم نہیں کہ پہلے کیا ذکر کیا۔

۳۹۱۷ــ ترجمہ: کعب بن عجرہ نے کہا ہم حدیبیہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے جبکہ ہم احرام باندھے ہوئے تھے۔ اور مشرکوں نے ہمارا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ کعب بن عجرہ نے کہا میرے سر کے بال کانوں سے نیچے تھے اور جوئیں میرے چہرے پر گر رہی تھیں۔ میرے پاس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے اور فرمایا کیا تمہیں سر کی جوئیں اذیت پہنچا رہی ہیں میں نے عرض کیا جی ہاں! اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (پس جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو تو احرام کھولنے کے سبب اس پر فدیہ ہے وہ روزے رکھے

بَابُ قِصَّةِ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ

٣٩١٨ — حَدَّثَنِي عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ نَاسًا مِنْ عُكْلٍ وَعُرَيْنَةَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَكَلَّمُوا بِالْإِسْلَامِ فَقَالُوا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا أَهْلَ ضَرْعٍ وَلَمْ نَكُنْ أَهْلَ رِيفٍ وَاسْتَوْخَمُوا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَوْدٍ وَرَاعٍ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوا فِيهِ فَيَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَانْطَلَقُوا حَتَّى إِذَا كَانُوا نَاحِيَةَ الْحَرَّةِ كَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَقَتَلُوا رَاعِيَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِي آثَارِهِمْ فَأَمَرَ بِهِمْ فَسَمَرُوا أَعْيُنَهُمْ وَقَطَعُوا أَيْدِيَهُمْ وَتُرِكُوا فِي نَاحِيَةِ الْحَرَّةِ حَتَّى مَاتُوا

یا صدقہ دے یا قربانی کرے۔

(اس حدیث کی شرح حدیث ۱۶۹۸ ع کے تحت دیکھیں)

باب ۔ قبیلہ عُکل و عُرینہ کا واقعہ

٣٩١٨ — ترجمہ : قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے اُن سے بیان کیا کہ قبیلہ عُکل اور عُرینہ کے چند لوگ مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کلمۂ توحید پڑھ کر اسلام کا اظہار کیا اور کہنے لگے یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ہم اونٹوں والے دودھ کے جانوروں والے ہیں زرعی زمینوں والے نہیں ہیں انہوں نے مدینہ منورہ کی آب و ہوا کو ناموافق پایا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چند اونٹ اور چرواہا دے کر حکم فرمایا کہ اس روز سے شہر سے باہر نکل جائیں اور ان کے دودھ اور پیشاب پئیں وہ لوگ باہر چلے گئے حتی کہ جب حرّہ

۳۹۱۹ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ ابْنُ عُمَرَ أَبُو عُمَرَ الْحَوْضِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ وَالْحَجَّاجُ الصَّوَّافُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو رَجَاءٍ مَوْلَى أَبِي قِلَابَةَ وَكَانَ مَعَهُ بِالشَّامِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ اسْتَشَارَ النَّاسَ يَوْمًا قَالَ مَا تَقُولُونَ فِي هٰذِهِ الْقَسَامَةِ فَقَالُوا حَقٌّ قَضَى بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَضَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ قَبْلَكَ قَالَ وَأَبُو قِلَابَةَ خَلْفَ سَرِيرِهِ فَقَالَ عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيدٍ فَأَيْنَ حَدِيثُ أَنَسٍ فِي الْعُرَنِيِّينَ قَالَ أَبُو قِلَابَةَ إِيَّايَ حَدَّثَهُ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ مِنْ عُرَيْنَةَ وَقَالَ أَبُو قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ مِنْ عُكْلٍ ذَكَرَ الْقِصَّةَ

کے ایک طرف گئے تو اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چرواہا قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تو ان کو تلاش کرنے والوں کو ان کے پیچھے بھیجا وہ سب کو گرفتار کر کے لائے) تو آپ نے ان کو سزا دینے کا حکم فرمایا تو اُن کی آنکھوں میں گرم آہنی سلاخیں پھیریں اور اُن کے ہاتھ کاٹ ڈالے اور گرم پتھریلی زمین میں ان کو ڈال دیا حتی کہ وہ اس حال میں مر گئے۔ قتادہ نے کہا ہمیں خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد صدقہ کی ترغیب دلایا کرتے تھے اور مثلہ سے منع فرماتے تھے۔ شعبہ، ابان اور حماد نے قتادہ سے صرف عرنیہ روایت کیا ہے" یحییٰ بن ابی کثیر اور ایوب نے ابو قلابہ کے ذریعہ انس سے روایت کی کہ قبیلہ عکل کے چند لوگ آئے"

(کتاب الطہارۃ) حدیث ۲۳۳ کی شرح دیکھیں۔

۳۹۱۹ ـ ترجمہ: ایوب اور حجاج صواف نے بیان کیا کہ ابو قلابہ کے غلام ابو رجاء نے مجھے خبر دی میں ان کے ساتھ شام میں تھا کہ عمر بن عبد العزیز نے ایک روز لوگوں سے مشورہ لیا اور کہا تم اس قسامت کے متعلق کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا قسامہ حق ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا اور آپ سے پہلے خلفاء راشدین نے بھی اس کے ساتھ فیصلہ کیا۔ ابو قلابہ عمر بن عبد العزیز کے تخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے۔ عنبسہ بن سعید نے کہا عرنیین کے متعلق انس کی حدیث کہاں ہے۔ ابو قلابہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَاِمَامِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ ،

اَلْجُزْءُ السَّابِعَ عَشَرَ

نے کہا انس بن مالک نے یہ حدیث مجھ ہی سے بیان کی تھی۔ عبد العزیز بن صہیب نے انس سے صرف عرینہ کی روایت کی ہے۔ ابو قلابہ نے انس سے عکل کا لفظ روایت کیا ہے اور سارا واقعہ ذکر کیا۔

۳۹۱۹ — **شرح** : عُکل اور عُرینہ کے قبائل کے ان لوگوں نے دل سے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ اُنھوں نے صرف تکلف سے اسلام کا اظہار کیا تھا۔ حدیث کا الفاظ تَکَلَّمُوْا بِالْاِسْلَامِ ، اس پر واضح دلالت کرتے ہیں جبکہ تکلموا باب تفعل سے تکلف کا مقتضی ہے۔ لہٰذا یہ نہ کہا جائے کہ یہ لوگ مرتد ہو گئے تھے حالانکہ کوئی صحابی مرتد نہیں ہوا۔ اس طرح کاتب وحی یہودی بھی منافق تھا اس کے مرتد ہو جانے سے صحابیت کی شان میں کچھ فرق نہیں پڑتا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عرنیین کی حدیث نے قسامت کو کیسے دفع کیا اس کا جواب یہ ہے کہ قسامت اس جگہ ہے جہاں کوئی آدمی مجروح یا مقتول پایا جائے اور جارح یا قاتل کا پتہ نہ چلے تو وہاں کے پچاس لوگوں سے قسمیں لی جاتی ہیں کہ وہ قاتل کی خبر دیں لیکن اس مقام میں ایسا نہیں ہوا کیونکہ اُن سب لوگوں نے اتفاق کر کے اونٹوں کے چرواہے کو مختلف عذاب دیئے اور پھر قتل کیا اور مرتد ہو گئے اور دودھ دینے والی اونٹنیاں بھگا کر لے گئے اس لئے انہیں بطورِ قصاص قتل کیا تھا۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سترھواں پارہ (۱۷)

بَابُ غَزْوَةِ ذَاتِ الْقَرَدِ

وَهِيَ الْغَزْوَةُ الَّتِيْ أَغَارُوْا عَلَى لِقَاحِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ خَيْبَرَ بِثَلَاثٍ

۳۹۲۰ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ يَقُوْلُ خَرَجْتُ قَبْلَ أَنْ يُؤَذَّنَ بِالْأُوْلٰى وَكَانَتْ لِقَاحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۝ قُلْتُ مَنْ أَخَذَهَا قَالَ غَطَفَانُ قَالَ فَصَرَخْتُ ثَلٰثَ صَرَخَاتٍ يَا صَبَاحَاهُ قَالَ فَأَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ ثُمَّ انْدَفَعْتُ عَلٰى وَجْهِيْ حَتّٰى أَدْرَكْتُهُمْ وَقَدْ أَخَذُوْا يَسْتَقُوْنَ مِنَ الْمَاءِ فَجَعَلْتُ أَرْمِيْهِمْ بِنَبْلِيْ وَكُنْتُ رَامِيًا وَأَقُوْلُ أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ ۞ اَلْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ ۞ وَأَرْتَجِزُ حَتَّى اسْتَنْقَذْتُ اللِّقَاحَ مِنْهُمْ وَاسْتَلَبْتُ مِنْهُمْ ثَلٰثِيْنَ بُرْدَةً قَالَ وَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَدْ حَمَيْتُ الْقَوْمَ الْمَاءَ وَهُمْ عِطَاشٌ فَابْعَثْ إِلَيْهِمُ السَّاعَةَ فَقَالَ يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ مَلَكْتَ فَأَسْجِحْ قَالَ ثُمَّ رَجَعْنَا وَيُرْدِفُنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَاقَتِهِ حَتّٰى دَخَلْنَا الْمَدِيْنَةَ

۝ تَرْعٰى بِذِيْ قَرَدٍ قَالَ فَلَقِيَنِيْ غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ أُخِذَتْ لِقَاحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ـ غزوہ ذِی قَرَد

اہل سِیَر کی اصطلاح میں غزوہ اسے کہتے ہیں جس میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بذاتِ خود تشریف فرما ہوں اور جس لشکر میں تشریف نہ رکھتے ہوں اس کو سَرِیّہ کہتے ہیں۔ قاموس میں ہے غزوہ بمعنی ارادہ، قصد اور طلب ہے۔ کہا جاتا ہے: أَغْزَا إِلَى الْعَدُوِّ دُشمن سے جنگ کرنے کے لئے گیا" مَغْزَى الْكَلَامِ " کلام کا مقصد "

مَغَازِی ،، مَغزٰی کی جمع ہے۔ مصدر بھی ہو سکتا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے مد غَزَا یَغزُوْ غَزْوًا وَّ مَغزِیًا وَّ مَغزًا
ممکن ہے کہ اسم مکان ہو اس مقام میں مصدری معنیٰ متعین ہے۔ یعنی یہ کتاب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
کافروں سے لڑائی کے قصد و ارادہ کے بیان میں ہے۔ قَرَدْ مدینہ منورہ سے ایک منزل دُور پانی کی جگہ ہے جو غطفان
سے متصل ہے۔ یہ وہ غزوہ ہے جو قبیلہ غطفان کے لوگ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شیردار بیس اونٹنیوں کو ہانک کر
لے گئے تھے۔ یہ غزوہ خیبر سے تین روز پہلے ہُوا۔ چنانچہ مسلم نے ایاس بن سلمہ بن اکوع کی لمبی حدیث ذکر کی جس کے آخر
میں ہے کہ سلمہ بن اکوع نے کہا ہم اس غزوہ سے واپس مدینہ منورہ آئے بخدا ابھی تین روز ہی ہوئے تھے کہ ہم نے
خیبر پر چڑھائی کر دی لیکن قرطبی شارح مسلم نے اس کو بعض راویوں کا وہم قرار دیا اور کہا مورخین نے بالاتفاق ذکر کیا کہ
غزوہ ذی قرد غزوہ حدیبیہ سے پہلے ہُوا ہے۔ چنانچہ ابن سعد نے کہا غزوہ ذی قَرد چھ ہجری کے ربیع الاوّل میں
حدیبیہ سے پہلے ہُوا۔ جبکہ غزوۂ خیبر پانچ ہجری میں ہُوا تھا۔ یہ اختلاف اس طرح ختم کیا جا سکتا ہے کہ عیینہ بن حصن
فزاری نے دو بار سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شیردار اونٹنیوں پر حملہ کیا تھا۔ پہلی بار حدیبیہ سے پہلے جیسا کہ ابن اسحاق نے ذکر
کیا ہے۔ دوسری بار حدیبیہ کے بعد خیبر کی طرف جانے سے پہلے حملہ کیا تھا جن لوگوں نے یہ حملہ کیا تھا۔ ان کا سردار عبدالرحمٰن بن
عُیَینہ تھا۔ حاکم کے کلام سے اس کی تائید ہوتی ہے انہوں نے اکلیل میں ذکر کیا کہ ذی قرد کا واقعہ مکرّر ہے۔ پہلی بار میں
غزوۂ اُحُد سے پہلے زید بن حارثہ ذی قرد گئے۔ دُوسری بار پانچ ہجری میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود ربیع الاوّل
میں ذی قرد گئے۔ تیسری بار یہ ہے جس میں اختلاف واقع ہُوا ہے۔ جمع کا یہ طریقہ قوی ہے (فتح الباری وغیرہ)

۳۹۲۰ — **ترجمہ**: یزید بن ابی عُبَید نے کہا میں نے سلمہ بن اکوع کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ میں صبح کی
اذان سے پہلے باہر نکلا جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ دینے
والی اونٹنیاں مقام ذی قَرد میں چر رہی تھیں۔ سلمہ بن اکوع نے کہا مجھے عبدالرحمٰن بن عوف کا غلام ملا تو اُس نے کہا
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ دینے والی اونٹنیاں پکڑ لی گئیں میں نے کہا ان کو کسی نے پکڑا ہے؟ غلام نے
کہا قبیلہ غطفان کے لوگوں نے سلمہ بن اکوع نے کہا میں نے یا صَبَاحَا۔ بلند آواز سے تین بار کہا (دشمن کے حملہ کے
وقت یہ کلمہ کہا جاتا ہے) اور مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان آواز پہنچائی۔ پھر سامنے کی طرف تیز دوڑا۔
یہاں تک کہ میں نے ان کو پا لیا جبکہ وہ پانی پی رہے تھے۔ میں نے ان کو تیر مارنے شروع کئے۔ حالانکہ میں سخت تیرانداز
تھا۔ اور یہ کہتا جاتا تھا میں اکوع کا بیٹا ہوں۔ آج ذلیل کی ہلاکت کا دن ہے اور میں رجز پڑھتا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ میں نے
اُن سے ساری اونٹنیاں واپس کر لیں اور اُن سے تیس چادریں بھی چھین لیں۔ سلمہ بن اکوع نے کہا پھر نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم تشریف لائے اور لوگ بھی تو میں نے عرض کیا یا رسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے لوگوں کو پانی پینے سے منع
کیا ہے۔ حالانکہ وہ بہت پیاسے ہیں۔ آپ ان کی طرف ابھی لوگوں کو بھیجیں آپ نے فرمایا اے اکوع کے بیٹے تم اونٹنیوں
پر قادر ہو گئے ہو۔ اُن سے نرمی کرو اور ان کو معاف کرو۔ کہا پھر ہم واپس آ گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے مجھے اپنی اونٹنی پر اپنے پیچھے سوار کر لیا حتیٰ کہ ہم مدینہ منورہ آ گئے۔

بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ

۳۹۲۱ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ

۳۹۲۰ــ شرح : لقاح کے معنی ہیں دودھ دینے والی اونٹنیاں اس کا واحد لقوح ہے۔ "یَاصَبَاحًا" دشمن کے حملہ کرنے کے وقت یہ کلمہ بولا جاتا ہے۔ لابتان دونوں کنارے۔ رضع راضع کی جمع ہے۔ اس کے معنی ذلیل کے ہیں۔ دراصل کوئی آدمی اپنی اونٹنی یا بکری کا دودھ تھنوں سے پیتا اور برتن میں دوہتا نہیں تھا۔ تاکہ کوئی فقیر یا غریب دودھ دوہنے کی آواز نہ سنے ورنہ وہ دودھ پینے آجائے گا گویا کہ وہ بخیل آدمی ہے۔ پھر یہ ایک مثال بن گئی اور ہر ذلیل آدمی کو راضع کہتے ہیں۔ اسجع کے معنی نرمی کرنے کے ہیں۔ (حدیث ۳۸۳۴ کی شرح کا مطالعہ فرمائیں)

باب غزوۂ خیبر

خیبر بہت بڑا شہر ہے اس میں بہت قلعے ہیں اس کی زمین زرخیز ہے وہاں کھیتی باڑی بہت ہوتی ہے۔ مدینہ منورہ سے شام کی جہت میں چار مراحل دُور ہے۔ ابوعبید بکری نے ذکر کیا ہے کہ قوم عمالقہ کے خیبر نامی شخص نے اس جگہ اقامت کی تھی اس کے نام پر اس مقام کا نام خیبر رکھا گیا ہے۔ ابن اسحاق نے کہا سات ہجری کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم محرم کے آواخر میں نکلے اور چند روز خیبر کا محاصرہ کئے رکھا۔ حتی کہ صفر کے مہینہ میں اس کو فتح کرلیا۔ یونس بن بکیر نے مغازی میں ابن اسحاق سے مسور بن مخرمہ اور مروان کی روایت ذکر کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حدیبیہ سے واپسی پر مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان سورہ فتح نازل ہوئی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے خیبر کی فتح کی خوشخبری دی اور فرمایا: وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ، یعنی اللہ نے تم سے بہت غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جو تم حاصل کرلوگے اور تمہیں خیبر بہت جلد دیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذی الحجہ کے مہینہ میں مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور چند راتیں اقامت کے بعد محرم میں خیبر پر حملہ کیا اور ابن عائذ نے ابن عباس سے ذکر کیا کہ حدیبیہ سے واپسی کے بعد دس دن مدینہ منورہ میں اقامت فرمائی۔ پھر خیبر پر حملہ کیا اور موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے روایت کی کہ مدینہ منورہ میں بیس روز اقامت کے بعد خیبر پر حملہ کیا۔ سلیمان تیمی کے مغازی میں ہے کہ پندرہ روز اقامت فرمائی۔ ابن تین نے حصار سے ذکر کیا کہ غزوہ خیبر چھ ہجری کے اواخر میں ہوا۔ یہی امام مالک اور ابن حزم نے کہا ہے۔ یہ تمام اقوال قریب قریب ہیں۔ ان میں راجح ابن اسحاق کا قول ہے اور اتفاق کی صورت بھی ممکن ہے کہ جس نے چھ ہجری مطلقاً ذکر کی ہے۔ اس نے ہجرت کے حقیقی مہینہ ربیع الاول سے سال کی ابتداء پر اس کی بنیاد

سَعِيدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ سُوَيْدَ بْنَ النُّعْمَانِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ وَهِيَ مِنْ أَدْنَى خَيْبَرَ صَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْأَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ إِلَّا بِالسَّوِيقِ فَأَمَرَ بِهِ فَثُرِّيَ فَأَكَلَ وَأَكَلْنَا ثُمَّ قَامَ إِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ"

۳۹۲۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ فَسِرْنَا لَيْلًا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لِعَامِرٍ يَا عَامِرُ أَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلًا شَاعِرًا فَنَزَلَ يَحْدُو بِالْقَوْمِ يَقُولُ

رکھی ہے (فتح) عینی نے کہا صحیح یہ ہے کہ خیبر سات ہجری کی ابتداء میں فتح کیا۔

۳۹۲۱ — **ترجمہ** : بشیر بن یسار سے روایت ہے کہ سوید بن نعمان نے اُن سے بیان کیا کہ وہ خیبر کے سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے۔ حتیٰ کہ جب صہباء مقام پر پہنچے، صہباء خیبر کے قریب ہے تو آپ نے عصر کی نماز ادا فرمائی پھر کھانا طلب فرمایا تو آپ کو صرف ستو پیش کئے گئے آپ نے حکم فرمایا اور ان کو پانی میں گھول دیا گیا پھر آپ نے ستو کھائے اور ہم نے بھی کھائے۔ پھر آپ مغرب کی نماز ادا کرنے اٹھے اور صرف کلی کی اور ہم نے بھی کلیاں کر کے نماز پڑھی اور وضوء نہ کئے۔

۳۹۲۱ — **شرح** : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح میں ذکر کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر سات ہجری کے جمادی الاولیٰ میں خیبر پر حملہ آور ہوئے جس نے چھ ہجری میں خیبر پر چڑھائی کا ذکر کیا ہے وہ بعید تر ہے۔ موسیٰ بن عقبہ نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو تقریباً بیس روز مدینہ منورہ میں اقامت کے بعد خیبر پر حملہ کیا۔ (حدیث ۲۰۸ کی شرح دیکھیں) (باب من مضمض من السویق)

۳۹۲۲ — **ترجمہ** : سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیبر کی طرف گئے اور رات بھر چلتے رہے۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے عامر سے کہا اے عامر کیا تم ہمیں اپنے اشعار نہیں سناتے ہو؟ عامر شاعر تھے وہ اپنی سواری سے اُترے اور لوگوں کو

اَللّٰهُمَّ لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا ۞ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا ۞ فَاغْفِرْ فِدَآءً لَكَ مَا اَبْقَيْنَا ۞ ثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا ۞ وَاَلْقِيَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا ۞ اِنَّا اِذَا صِيْحَ بِنَا اَبَيْنَا ۞ وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوْا عَلَيْنَا ۞ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا السَّائِقُ قَالُوْا عَامِرُ بْنُ الْاَكْوَعِ قَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَوْلَا اَمْتَعْتَنَا بِهٖ فَاَتَيْنَا خَيْبَرَ فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتّٰى اَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ شَدِيْدَةٌ ثُمَّ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ فَلَمَّا اَمْسَى النَّاسُ مَسَاءَ الْيَوْمِ الَّذِيْ فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ اَوْقَدُوْا نِيْرَانًا كَثِيْرَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا هٰذِهِ النِّيْرَانُ عَلٰى اَيِّ شَيْءٍ يُوْقِدُوْنَ قَالُوْا عَلٰى لَحْمٍ قَالَ عَلٰى اَيِّ لَحْمٍ قَالُوْا لَحْمُ حُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْرِيْقُوْهَا وَاكْسِرُوْهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَوْ نُهَرِيْقُهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ اَوْ ذَاكَ فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ قَصِيْرًا فَتَنَاوَلَ بِهٖ سَاقَ يَهُوْدِيٍّ لِيَضْرِبَهٗ فَيَرْجِعُ ذُبَابُ سَيْفِهٖ فَاَصَابَ عَيْنَ رُكْبَةِ عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ قَالَ فَلَمَّا قَفَلُوْا قَالَ سَلَمَةُ رَاٰنِيْ

کو حدی سنانے لگے (اونٹوں کو چلانے کے وقت اشعار خوانی کو حدی کہتے ہیں) چنانچہ وہ کہتے ہیں،، «(اے اللہ) اگر تو نہ ہوتا تو یقیناً ہم ہدایت نہ پاتے ؛ نہ صدقہ کرتے اور نہ نماز پڑھتے (اگر تیری توفیق نہ ہوتی) ہم آپ پر قربان یا نبی اللہ آپ کے حق میں ہم نے جو تقصیر کی ہے اسے معاف فرما ؛ اگر دشمن سے ملاقات کریں تو ہمارے قدم ثابت رہیں (اللہ سے سوال کریں) کہ ہمیں سکون عطا کرے ؛ جب ہمیں غیر حق کی طرف بلایا جائے تو ہم انکار کریں۔ کافروں نے شور و غل کر کے ہمارا قصد کیا ہے،،

(یہ سن کر) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اونٹوں کو چلانے والا شخص کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا یہ عامر بن اکوع ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے۔ لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا یا نبی اللہ اس کے لئے جنت واجب ہو گئی (یہ شہید ہو جائے گا) کاش کہ آپ ہمیں اس سے نفع دیتے،، پس ہم خیبر پہنچے

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ اٰخِذٌ بِیَدِیْ قَالَ مَالَکَ قُلْتُ لَہٗ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ زَعَمُوْا اَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُہٗ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَذَبَ مَنْ قَالَہٗ وَاَنَّ لَہٗ لَاَجْرَیْنِ وَجَمَعَ بَیْنَ اِصْبَعَیْہِ اِنَّہٗ لَجَاھِدٌ مُجَاھِدٌ قَلَّ عَرَبِیٌّ مَشٰی بِھَا مِثْلَہٗ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ قَالَ نَشَأَ بِھَا

اور یہودیوں کا محاصرہ کیا حتی کہ ہمیں سخت بھوک لگی پھر اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو فتح عطاء فرمائی جب فتح کے دن کی شام ہوئی تو لوگوں نے خوب آگ سلگائی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ کیسی آگ ہے اور کس چیز پر سلگائی ہے؟ لوگوں نے کہا گوشت پر۔ فرمایا کس گوشت پر؟ لوگوں نے عرض کیا گدھوں کے گوشت پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو زمین پر گرا دو اور ہنڈیوں کو توڑ دو۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! گوشت کو زمین پر گرا دیں اور ہنڈیوں کو دھو ڈالیں فرمایا یا اسی طرح کر لو۔ جب لوگوں نے (دشمن کے مقابلہ میں) صف بندی کی عامر کی تلوار بہت چھوٹی تھی۔ انہوں نے یہ تلوار پکڑی تاکہ یہودی کی پنڈلی کو ماریں تو اس کا کنارہ لوٹا اور عامر کے گھٹنے کی چپنی میں لگی اور عامر اس کے زخم سے مر گیا۔ جب لوگ واپس ہوئے تو سلمہ بن اکوع نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا حالانکہ آپ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اے سلمہ تمہارا کیسا حال ہے؟ میں نے عرض کیا میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں۔ لوگ کہتے ہیں عامر کے عمل باطل ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے یہ کہا ہے جھوٹ بولا ہے۔ عامر کے لئے دو ثواب ہیں اور اپنی دو انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔ وہ جہاد کرنے والے لوگوں میں سے ہے۔ بہت تھوڑے عربی اس جیسے زمین پر چلے ہیں۔ قتیبہ نے ہم سے بیان کیا کہ حاتم نے "نَشَأَ بِھَا" روایت کی ہے۔ یعنی جوان ہوا ہے۔ اور بزرگی کو پہنچا ہے ہو۔

۳۹۲۲ — شرح : عامر سلمہ بن اکوع کے چچا تھے اور شاعر تھے اُن سے اُسید بن حُضیر نے کہا ہمیں اپنے رجز سناؤ۔ دراصل سلمہ کا والد عمرو بن اکوع ہے۔ اکوع کا نام سنان ہے وہ سلمہ کے دادے کا نام ہے۔ لہٰذا عامر بن اکوع، سلمہ بن عمرو بن اکوع کے چچا ہیں سلمہ کی نسبت دادے کی طرف ہے اور یہ عربوں میں مشہور ہے۔ "ھُنَیَّاتِکَ" ایک دوسری روایت میں "ھُنَیْھَاتِکَ" ہے یہ "ھُنَیْھَۃٌ" کی جمع ہے اور وہ "ھَنَۃٌ" کی تصغیر ہے۔ اس سے مراد رجز ہیں۔ سہیلی نے کہا ہر غیر معروف شیٔ کو "ھَنَۃٌ" کہا جاتا ہے یا اس کو پہچانتے ہوئے اس سے کنایہ کرتے ہیں۔ ہروی نے کہا یہ اس شیٔ سے کنایہ ہے جس کا نام نہ ذکر کیا جائے اور وہ کسی اور جنس سے مختص نہ ہو۔ اخفش نے کہا کہتے ہیں فلاں بن فلاں اس طرح کہتے ہیں۔ ھن بن ھن" اور یہ ھنۃ بنت ھنۃ

ہے۔ اس کے ساتھ اعلام سے کنایہ کیا جاتا ہے۔ ابن عصفور نے اس کو صحیح کہا ہے (عینی) کرمانی نے کہا ھَنٌ اَخٌ کے وزن پر ہے۔ یہ کسی شئی سے کنایہ ہے۔ یہ اصل میں ھَنُوٌ تھا جیسے اَخُوٌ اس کی مؤنث ھَنَۃٌ اور تصغیر ھُنَیَّۃٌ ہے۔ قولہ یَحْدُوْ "حَدُوْ سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی ہیں غناء کے ساتھ اونٹوں کو چلانا۔ اونٹ غنا سے محبت کرتے ہیں۔ اور غنا سن کر مست ہو کر چلتے ہیں۔ سب سے پہلے اونٹوں کو گانا سنانا مضر بن مزار نے شروع کیا تھا۔ جبکہ وہ اپنے اونٹ سے گرا اور ان کا ہاتھ ٹوٹ گیا تو کہنے لگا: وایداہ وایداہ "رجز" شعر نہیں بیت کا کچھ حصہ ہوتا ہے۔ غزوہ خندق میں عبداللہ بن رواحہ نے بھی یہ اشعار پڑھے تھے وہ بھی شاعر ہیں۔ قولہ اَللّٰھُمَّ الخ کتاب الجہاد حدیث ۲۸۲۷ میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کے مطابق یہ اشعار عبداللہ بن رواحہ نے غزوہ خندق میں کہے تھے یہ اُن کے اشعار ہیں، لیکن ہو سکتا ہے کہ عامر نے عبداللہ کے بعض اشعار سے استعانت کی ہو۔ قولہ فَاغْفِرْ فِدَاءً لَکَ الخ اس کلام کے مخاطب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کے حق اور آپ کی مدد میں جو کوتاہیاں کی ہیں وہ معاف کر دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حق میں ایسا کلام نہیں کیا جاتا۔ اور "اَللّٰھُمَّ" سے مراد دعاء نہیں۔ اس سے تو صرف کلام شروع کیا ہے۔ علامہ عسقلانی کے کلام سے بھی اس کی تائید ملتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے کہا۔ اللّٰھُمَّ سے صرف کلام کی ابتداء کی ہے۔ شاعر کے قول کے مخاطب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ لیکن اس کے بعد کا کلام اس کے خلاف ہے، کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ سے دعاء مطلوب ہے، چنانچہ شاعر کہتا ہے: فَاَنْزِلَنْ سَکِیْنَۃً عَلَیْنَا؛ وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَیْنَا پھر کہا ہو سکتا ہے کہ اس کا معنیٰ یہ ہو۔ یا رسول اللہ اپنے رب سے سوال عرض کریں کہ ہمیں سکون عنایت کرے اور ہمیں ثابت قدم رکھے، علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا فِدَاءً لَکَ، اس کلمہ سے مراد محبت وتعظیم ہے اور وہ رضاء ہے۔ یعنی میری ذات تیری رضا میں قربان ہے۔ قولہ مَا اَبْقَیْنَا، یہ فَاغْفِرْ کا مفعول ہے اور فِدَاءً لَکَ، جملہ معترضہ ہے۔ یعنی جو ہم نے پہلے گناہ کئے ہیں وہ معاف کر دے۔ اسے مَا اتَّقَیْنَا، اِتَّقَا سے بھی پڑھا جاتا ہے۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ کے اوامر اور احکام ہم نے ترک کئے ہیں، قابسی کی روایت میں مَا لَقِیْنَا ہے یعنی جو گناہ ہم نے کئے ہیں۔ قتیبہ نے حاتم بن اسماعیل سے روایت کی جیسا کہ کتاب الادب میں آئے گا۔ انشاء اللہ "مَا اقْتَفَیْنَا"، اِقْتِفَاءٌ سے ہے۔ یعنی جن گناہوں کے پیچھے ہم گئے ہیں کہا جاتا ہے، قَفَوْتُ اَثَرَہٗ جب اس کے پیچھے جائے۔ رجز میں یہ مشہور روایت ہے۔ قولہ اِنَّا اِذَا صِیْحَ بِنَا اَبَیْنَا، یعنی جب ہمیں باطل کی طرف بلایا گیا تو ہم نے اس کا انکار کر دیا۔ اس کو "اَتَیْنَا" اتیان سے بھی پڑھا جاتا ہے یعنی جب ہمیں کافروں سے لڑائی کے لئے بلایا گیا یا حق کی طرف بلایا گیا تو ہم آ گئے۔ قولہ بِالصِّیَاحِ عَوَّلُوْا عَلَیْنَا، یعنی انہوں نے شور و غل سے ہمارا قصد کیا۔ قولہ یَرْحَمُہُ اللہُ، یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ عامر پر رحم کرے۔ جس کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خصوصًا استغفار فرماتے تھے وہ یقینًا شہید ہو جاتا تھا۔ آپ کے اس ارشاد کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ ایک روایت کے مطابق عمر فاروق نے

۳۹۲۳ — حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ قَالَ نَشَأْبِهَا حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ حُمَیْدِ الطَّوِیْلِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَتٰی خَیْبَرَ لَیْلًا وَکَانَ إِذَا أَتٰی قَوْمًا بِلَیْلٍ لَمْ یُغِرْ بِهِمْ حَتّٰی یُصْبِحَ فَلَمَّا أَصْبَحَ خَرَجَتِ الْیَهُوْدُ بِمَسَاحِیْهِمْ وَمَکَاتِلِهِمْ فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوْا مُحَمَّدٌ وَاللّٰهِ مُحَمَّدٌ وَالْخَمِیْسُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرِبَتْ

اپنے اونٹ پر بیٹھے ہوئے نداء دی یا نبی اللہ آپ ہمیں عامر کے ذریعہ نفع دیں یعنی یہ شہید نہ ہو۔ آپ کی دعاء کی برکت سے اس کے لئے جنت یا شہادت واجب ہوگئی ہے۔ اگر آپ اس کے زندہ باقی رہنے سے ہمیں نفع دیتے تو بہتر تھا۔ ایک روایت میں " لَوْ مَتَّعْتَنَا بِہٖ " تمتع سے ہے یعنی کچھ مدت تک ہمیں اس کی بہادری سے نفع دیتے،، ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے لئے رحم کی دعاء فرمائیں وہ یقیناً شہید ہو جاتا تھا۔ اور یہ بھی ان کا عقیدہ تھا کہ اگر آپ اسے زندہ باقی رکھنا چاہیں تو یہ آپ کے اختیار میں ہے ورنہ عمر فاروق کا نداء کرنا بے مقصد ہوگا۔ ابن اسحاق نے کہا خیبر کے قلعوں میں سے سب پہلے حصن ناعم فتح کیا گیا۔ اس غزوہ میں محمود بن مسلمہ قتل ہوئے۔ جبکہ قلعہ کے اوپر سے ان پر چکی پھینکی گئی تھی۔ اس سے وہ شہید ہوگئے " قولہ قَلَّ عَرَبِیٌّ " آہ یعنی عربوں میں بہت قلیل لوگ ہیں جو اس خصلت حمیدہ یعنی کوشش اور مشقت سے جہاد کرنے والا دنیا میں چلتا پھرتا ہو۔ یا زمین پر یا مدینہ منورہ میں یا میدان جنگ میں عامر کی طرح چلتا پھرتا ہو۔ قتیبہ نے کہا : نَشَأَ بِهَا " یعنی جوان ہوا ہو۔ سہیلی نے کہا ایک روایت مُشَابِهًا مشابہت سے ہے یعنی لڑائی کے وقت میں صفت کمال میں کوئی اس کے مشابہ نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم ! (عینی) حدیث ۲۳۱۴ کی شرح دیکھیں "

اسماء رجال

۱ : عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی بخاری مسلم دونوں کے شیخ ہیں ۲ عامر بن اکوع سلمہ بن عمرو بن اکوع کے چچا ہیں۔ وہ خیبر کی جنگ میں شہید ہوئے تھے عبد اللہ بن رواحہ کی طرح عامر بھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ثناخواں شاعر تھے۔

۳۹۲۳ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت خیبر پہنچے جب آپ کسی قوم کے پاس رات کے وقت پہنچا کرتے تھے تو صبح تک حملہ نہیں کرتے تھے پس جب صبح ہوئی تو یہودی، کلہاڑے اور ٹوکریاں لے کر باہر نکلے جب آپ کو دیکھا تو کہنے لگے : محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور لشکر بخدا ! محمد " صلی اللہ علیہ وسلم " اور لشکر

خَیْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِیْنَ اَخْبَرَنَا صَدَقَةُ

اَبْنُ الْفَضْلِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُیَیْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَبَّحْنَا خَیْبَرَ بُكْرَةً فَخَرَجَ اَهْلُهَا بِالْمَسَاحِیْ فَلَمَّا بَصُرُوْا بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا مُحَمَّدٌ وَالْخَمِیْسُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَیْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِیْنَ فَاَصَبْنَا مِنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ فَنَادٰی مُنَادِی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یَنْهَیَانِكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ فَاِنَّهَا رِجْسٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ

٣٩٢٤

بخدا! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ،، لشکر سمیت آگئے ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ خیبر خراب ہو گیا جب ہم کسی میدان میں اُتر پڑیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کے لئے صبح بُری ہوتی ہے ۔

ترجمہ: صدقہ بن فضل نے ہمیں خبر دی اُنھوں نے کہا ہمیں ابن عُیَیْنَہ نے خبر دی اُنھوں نے کہا ہمیں محمد بن سیرین (٣٩٢٤) کے ذریعہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایوب نے خبر دی کہ انھوں نے کہا ہم صبح کے وقت خیبر پر حملہ کیا ؛ خیبر والے کلہاڑے ، زنبیلیں لے کر باہر نکلے جب انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو کہنے لگے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) " محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ،، (یہ سُن کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ اکبر ! خیبر تباہ و برباد ہو گیا جب ہم کسی قوم کے میدان میں اُتر پڑیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بُری ہوتی ہے ۔ ہم نے غنیمت میں گدھوں کے گوشت پائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے نداء دی کہ اللہ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرماتے ہیں ؛ کیونکہ یہ پلید ہیں ۔

٣٩٢٤ — شرح : ابن اسحاق نے کہا سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے قریب ایک وادی میں ٹھہرے جس کو وادی رجیع کہا جاتا ہے ۔ ان کے اور غطفان کے درمیان صرف ایک رات کی مسافت ہے ۔ یہودی اور غطفانی ایک دُوسرے کے حلیف تھے اور آپس میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرتے تھے ۔ ابن اسحاق نے کہا مجھے خبر پہنچی ہے کہ غطفان نے تیاری کی اور خیبر کا قصد کیا تو اُنہوں نے اپنے پیچھے کچھ محسوس کیا اور گمان کیا کہ مسلمانوں نے ان کے اہل و اولاد پر حملہ کر دیا ہے ۔ وہ وہیں سے واپس ہو گئے اور اپنے گھروں میں ٹھہر گئے اور اہل خیبر کو رسوا کیا ۔ یہودیوں کی عادت تھی کہ وہ ہر روز مسلح ہو کر تیاری کر کے باہر نکلا کرتے تھے اور کسی کو نہ دیکھتے تھے حتی کہ جس رات مسلمانوں نے حملہ کیا تمام یہودی سو رہے تھے ان کا کوئی جانور حرکت نہیں کرتا تھا اور نہ ہی کوئی مرغ بولتا تھا ۔ وہ کلہاڑے ٹوکریاں لے کر کھیتی باڑی کے لئے باہر نکلے تو مسلمانوں کو دیکھ کر اپنے قلعہ میں محصور ہو گئے ۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آپ نے لڑائی سے پہلے کیسے فرما دیا کہ خیبر تباہ و برباد ہو گیا اس کا جواب یہ ہے کہ آپ بطریق وحی جانتے تھے کہ خیبر تباہ و برباد ہو جائے گا ۔ یہ آپ کا معجزہ ہے ۔ واللہ و رسولہ اعلم ! (حدیث ٢٧٦٣ کی شرح دیکھیں)

٣٩٢٥ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ قَرِيْبًا مِنْ خَيْبَرَ بِغَلَسٍ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ فَخَرَجُوْا يَسْعَوْنَ فِي السِّكَكِ فَقَتَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُقَاتِلَةَ وَسَبَى الذُّرِّيَّةَ وَكَانَ فِي السَّبْيِ صَفِيَّةُ فَصَارَتْ اِلٰى دِحْيَةَ الْكَلْبِيِّ ثُمَّ صَارَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ عِتْقَهَا صَدَاقَهَا فَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيْزِ ابْنُ صُهَيْبٍ لِثَابِتٍ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ آنْتَ قُلْتَ لِاَنَسٍ مَا اَصْدَقَهَا فَحَرَّكَ ثَابِتٌ رَاْسَهٗ تَصْدِيْقًا لَهٗ

٣٩٢٥ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی آنے والا آیا اور کہا گدھے کھائے گئے یہ سن کر آپ خاموش رہے پھر وہ دوسری بار آیا اور کہا گدھے کھائے گئے۔ آپ خاموش رہے پھر وہ تیسری بار آیا اور کہا گدھے ختم ہو رہے ہیں۔ یہ سن کر آپ نے منادی کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دے کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم پالتو گدھوں کے گوشت سے منع کرتے ہیں۔ پس ہنڈیاں پلٹ دی گئیں جبکہ ان میں گوشت پک رہا تھا۔

٣٩٢٥ — شرح : قولہ فَاُكْفِئَتِ الْقُدُوْرُ ،، یعنی ہنڈیاں پلٹ دی گئیں۔ ابن تین نے کہا درست فَكُفِئَتْ ،، ہے۔ چنانچہ اصمعی نے کہا كَفَأْتُ الْاِنَاءَ ،، برتن پلٹ دیا اور اَكْفَأْتُهٗ نہیں کہا جاتا ہو سکتا ہے کہ مراد یہ ہو کہ ہنڈیاں مائل کر دی گئیں حتی کہ جو کچھ ان میں تھا وہ نکل گیا۔ چنانچہ کسائی نے کہا ،، اَكْفَأْتُ الْاِنَاءَ ،، میں نے جھکا کر مائل کیا (فتح الباری) اس حدیث سے ان لوگوں نے استدلال کیا کہ اللہ تعالی کے ساتھ غیر کو ضمیر میں جمع کرنا جائز ہے چنانچہ اس حدیث میں ،، اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يَنْهَيَانِكُمْ ،، ہے۔ علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا اس میں اس شخص کا رد ہے جو عدم جواز کا قائل ہے کیونکہ ایک خطیب نے خطبہ میں کہا تھا : وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى ،، تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا تھا تو برا خطیب ہے۔ دراصل ان الفاظ سے منع اس لئے فرمایا تھا کہ اس کو لازم تھا کہ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں

۳۹۲۶ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ سَبَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَفِيَّةَ فَاَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا فَقَالَ ثَابِتٌ لِاَنَسٍ مَا اَصْدَقَهَا قَالَ اَصْدَقَهَا نَفْسَهَا فَاَعْتَقَهَا

کی نافرمانی کرے وہ گمراہ ہے ہر ایک کی نافرمانی گمراہی نہیں اس لئے فرمایا تو بُرا خطیب ہے بعض نسخوں میں صیغہ واحد غائب ہے۔

۳۹۲۵ـ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے صبح کی نماز غلس (معمولی اندھیرا) میں پڑھی۔ پھر فرمایا : اللہ اکبر، خیبر تباہ و برباد ہوگیا۔ جب ہم کسی قوم کے میدان میں آتے ہیں تو ڈرائے ہُوئے لوگوں کی صبح بہت بُری ہے۔ یہودی باہر نکلے اس حال میں کہ وہ گلی کوچوں میں دوڑ رہے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو قتل کیا عورتوں اور بچوں کو قید کیا قیدیوں میں صفیہ بنت حُیَیّ بھی تھی۔ وہ دِحیہ کلبی کے حصہ میں آئی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آزادی اس کا مُہر قرار دیا عبدالعزیز بن صہیب نے ثابت سے کہا اے ابا محمد کیا تم نے انس سے کہا تھا کہ صفیہ کو مہر کیا ادا کیا تھا؟ ثابت نے اپنا سر ہلا کر اس کی تصدیق کی۔

۳۹۲۵ـ شرح : بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں پر بد دعا کرنے کے بعد ان کو قتل کیا تھا۔ حالانکہ ایسا نہیں تھا کیونکہ محمد بن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دس دن سے زیادہ دن اُن کا محاصرہ کیا چنانچہ ع۳۹۲۲ میں ہے حَتّٰی اَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ شَدِيْدَةٌ "حتی کہ ہمیں سخت بھوک نے آلیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودیوں کا محاصرہ کئی روز رہا حتی کہ صحابہ کرام بھوک کا شکار ہوگئے اگر اسی روز فتح ہوجاتی تو صحابہ کرام بھوک کی وجہ سے پریشان نہ ہوتے۔ لہٰذا مذکور حدیث کے قرینہ کے مطابق یہاں عبارت محذوف ہے۔ حدیث ع۹۰۶ کی شرح دیکھیں (صلوٰۃ الخوف باب التکبیر بالغلس)

۳۹۲۶ـ ترجمہ : عبدالعزیز بن صہیب نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ کو قید کیا پھر انہیں آزاد کرکے اُن سے نکاح کر لیا۔ ثابت نے انس سے کہا صفیہ کا مہر کتنا مقرر کیا؟ انس نے کہا ان کی جان آزاد کی اور اُن سے نکاح کر لیا۔

٣٩٢٧ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَقَى هُوَ وَالْمُشْرِكُونَ فَاقْتَتَلُوا فَلَمَّا مَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى عَسْكَرِهِ وَمَالَ الْآخَرُونَ إِلَى عَسْكَرِهِمْ وَفِي أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَا يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَلَا فَاذَّةً إِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهِ فَقِيلَ مَا أَجْزَأَ مِنَّا الْيَوْمَ أَحَدٌ كَمَا أَجْزَأَ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَنَا صَاحِبُهُ قَالَ فَخَرَجَ مَعَهُ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهُ وَإِذَا أَسْرَعَ أَسْرَعَ مَعَهُ قَالَ فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ سَيْفَهُ بِالْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَى سَيْفِهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَخَرَجَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ

٣٩٢٦ — شرح : یہ غزوۂ خیبر کا واقعہ ہے کیونکہ غزوۂ خیبر میں ان کا شوہر قتل ہُوا تھا اور وہ قید کر لی گئی تھیں۔ صفیہ کا عتق یعنی ان کو آزاد کرنا ہی اُن کا مہر تھا یہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خصوصیت ہے لہٰذا احناف کے مسلک میں عتق مہر نہیں مقرر کیا جا سکتا دیگر بعض علماء اس کو جائز کہتے ہیں۔

٣٩٢٧ — ترجمہ : سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم اور مشرکوں کا مقابلہ شروع ہُوا اور خوب لڑائی ہُوئی جب جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم فارغ ہو کر اپنے لشکر کی طرف لوٹے اور مشرک اپنے لشکر کی طرف لوٹے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھیوں میں ایک ایسا آدمی تھا جو اکیلے دو اکیلے کو نہ چھوڑتا مگر اس کا پیچھا کرتا اور اس کو اپنی تلوار سے قتل کر دیتا۔ کہا گیا اُس نے جتنا کام کیا ہے ہم میں سے کسی نے اتنا کام نہیں کیا (یہ سُن کر) جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا خبردار رہو یہ آدمی دوزخی ہے مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے کہا میں اس شخص کے ساتھ رہتا ہوں چنانچہ وہ اس کے ساتھ رہا جب وہ ٹھہرتا تو یہ بھی اس کے ساتھ

الرَّجُلُ الَّذِي ذَكَرْتَ آنِفًا أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَأَعْظَمَ النَّاسُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ أَنَا لَكُمْ بِهِ فَخَرَجْتُ فِي طَلَبِهِ ثُمَّ جُرِحَ جُرْحًا شَدِيدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهِ فِي الْأَرْضِ وَذُبَابَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ فِيمَا يَبْدُو لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ

۳۹۲۸ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا خَيْبَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهُ يَدَّعِي الْإِسْلَامَ هٰذَا مِنْ

ٹھہر جاتا اور جب وہ تیز چلتا تو یہ بھی اس کے ساتھ تیز چلنے لگتا۔ وہ آدمی زخموں سے نڈھال ہوگیا تو اس نے جلدی مرنا چاہا اس لئے اپنی تلوار زمین پر رکھی اور اس کی تیز نوک اپنے سینہ پر رکھی پھر اپنی تلوار پر جھول گیا اور اپنی جان ہلاک کردی وہ آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے؟ اس نے کہا جس آدمی کا آپ نے ابھی ابھی ذکر کیا تھا کہ وہ دوزخی ہے اور لوگوں پر یہ کلام گراں بار ہوا تو میں نے کہا میں تمہیں اس کی خبر لا دیتا ہوں پس میں اس کی تلاش میں نکلا پھر وہ سخت زخمی ہوگیا اور جلدی مرنا چاہا تو اپنی تلوار زمین پر رکھ کر اس کی تیز نوک اپنے سینہ کے درمیان رکھی پھر اس پر جھول گیا اور خودکشی کرلی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت فرمایا کوئی آدمی لوگوں کی نظر میں جنتیوں والے عمل کرتا ہے۔ حالانکہ وہ دوزخی ہوتا ہے۔ اور کوئی آدمی لوگوں کی نگاہ میں دوزخیوں جیسے عمل کرتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے۔

۳۹۲۷ — شرح : اس شخص کا نام قزمان ظفری تھا۔ انصار کے ایک چھوٹے سے قبیلہ بنی ظفر کی طرف منسوب ہے۔ اس کی کنیت ابو الغیداق تھی۔ قولہ شاذہ وہ ہے جو جماعت سے علیحدہ ہو جائے اور فاذہ وہ ہے جو لوگوں سے قطعًا اختلاط نہ کرے۔

(حدیث ۲۶۹۹ کی شرح دیکھیں)

۳۹۲۸ — ترجمہ : سعید بن مسیب نے خبر دی کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم خیبر میں موجود

أَهْلِ النَّارِ فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ أَشَدَّ الْقِتَالِ حَتَّى كَثُرَتْ بِهِ
الْجِرَاحَةُ فَكَادَ بَعْضُ النَّاسِ يَرْتَابُ فَوَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجِرَاحَةِ فَأَهْوَى
بِيَدِهِ إِلَى كِنَانَتِهِ فَاسْتَخْرَجَ مِنْهَا أَسْهُمًا فَنَحَرَ بِهَا نَفْسَهُ فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِنَ
الْمُسْلِمِينَ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ صَدَّقَ اللَّهُ حَدِيثَكَ انْتَحَرَ فُلَانٌ فَقَتَلَ
نَفْسَهُ فَقَالَ قُمْ يَا فُلَانُ فَأَذِّنْ أَنْ لَا يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ إِنَّ اللَّهَ
يُؤَيِّدُ الدِّينَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ شَبِيبٌ عَنْ
يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ كَعْبٍ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ شَهِدْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
خَيْبَرَ وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَابَعَهُ صَالِحٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ أَخْبَرَنِي
الزُّهْرِيُّ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ
أَخْبَرَنِي مَنْ شَهِدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ قَالَ الزُّهْرِيُّ

تھے۔ اچانک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھ والے ایک آدمی جو اسلام کا دعویدار تھا کے بارے میں فرمایا یہ شخص دوزخی ہے۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو اس آدمی نے سخت جنگ کی حتی کہ اس کو بہت زخم آئے قریب تھا کہ بعض لوگ (حضور کے ارشاد میں) شک کرنے لگیں پس اس آدمی کو زخموں کی بہت تکلیف ہوئی تو اس نے اپنا ہاتھ ترکش میں ڈالا اور اس سے کچھ تیر نکالے اور اُن کے ساتھ خودکشی کرلی۔ اور اپنی جان کو ہلاک کردیا۔ چند مسلمان دوڑتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ کا کلام سچا کردیا اس آدمی نے اپنے آپ کو ذبح کردیا ہے (خودکشی کرلی ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فلاں اُٹھو اور اعلان کردو کہ جنت میں صرف مومن ہی داخل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی مدد بدکار کے ذریعہ بھی کرتا ہے۔ معمر نے زہری سے روایت کرتے ہوئے شعیب کی متابعت کی ہے اور شعیب نے یونس سے انہوں نے ابن شہاب سے

وَاَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ وَسَعِیْدٌ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلّم

۳۹۲۹ — حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ ....

قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِیْ عُثْمٰنَ عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ لَمَّا غَزَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْبَرَ اَوْ قَالَ لَمَّا تَوَجَّہَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَشْرَفَ النَّاسُ عَلٰی وَادٍ فَرَفَعُوْا اَصْوَاتَھُمْ بِالتَّکْبِیْرِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِرْبَعُوْا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّکُمْ تَدْعُوْنَ سَمِیْعًا قَرِیْبًا وَّھُوَ مَعَکُمْ وَاَنَا خَلْفَ دَآبَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہ وسلّم

روائت کی کہ مجھے ابن مسیب اور عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب نے خبر دی کہ ابو ہریرہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ خیبر میں حاضر تھے۔ ابن مبارک نے یونس کے ذریعے زہری سے اُنھوں نے سعید ابن مسیب سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے روائت کی۔ صالح نے زہری سے روائت کرنے میں ابن مبارک کی متابعت کی۔ زُبیدی نے کہا مجھے زُہری نے خبر دی کہ عبدالرحمٰن بن کعب نے ان سے بیان کیا کہ عُبید اللہ بن کعب نے کہا مجھے اس شخص نے خبر دی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ خیبر میں موجود تھا۔ زُہری نے کہا مجھے عبداللہ بن عبداللہ اور سعید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے خبر دی۔

۳۹۲۸ — شرح: مسلمانوں کی مدد کرنے والا یہ شخص قُزمان تھا۔ یا ہر وہ شخص مراد ہے جو کسی طرح دین متین کی مدد کرے اس حدیث سے ظاہر ہے کہ لوگوں کو اعمال پر غرور نہیں کرنا چاہیئے اور ظاہر حال سے آخرت کے حال پر حکم نہیں کرنا چاہیئے۔ قسطلانی نے مہلّب سے نقل کیا۔ اس حدیث سے یہ لازم نہیں آتا کہ جو کوئی خودکشی کرے اس کو دوزخی کہا جائے گا۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ اس فعل کے سبب آدمی عقوبت اور دوزخ کا مستحق ہو جاتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے یا مذکور گناہ کی عقوبت کے بعد اسے جنت میں داخل کر دے۔ جیسے گنہگار مومنوں کے ساتھ معاملہ ہوگا۔ حدیث ۲۶۹۹ء کی شرح دیکھیں۔

۳۹۲۹ — ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے

فَسَمِعَنِي وَاَنَا اَقُوْلُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَقَالَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ قَيْسٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى كَلِمَةٍ مِّنْ كَنْزٍ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

خیبر پر حملہ کیا یا کہا جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی طرف متوجہ ہوئے تو لوگوں نے ایک وادی پر چڑھ کر تکبیر کے ساتھ آوازیں بلند کیں اور کہا: اللہ اکبر، اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنی جانوں پر نرمی کرو تم کسی بہرے کو نہیں بلا رہے ہو اور نہ ہی غائب کو پکار رہے ہو تم قریب سے سننے والے کو پکارتے ہو اور وہ ہر لحہ تمہارے ساتھ ہے۔ ابو موسیٰ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کے پیچھے تھا آپ نے مجھے یہ کہتے ہوئے سنا: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، تو مجھے فرمایا اے عبداللہ ابن قیس میں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ! فرمایا کیا میں تجھے ایک کلمہ نہ بتاؤں جو جنت کے خزانوں میں سے خزانہ ہے۔ میں نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ (آپ ضرور فرمائیں) میرا باپ اور ماں آپ پر قربان ہوں۔ فرمایا (وہ کلمہ) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ہے۔

۳۹۲۹ — **شرح**: یہ کلمہ جنت کا خزانہ اس لئے ہے کہ اس میں اپنی حول و قوت سے برأت ہے۔ یعنی میری کچھ طاقت نہیں ہے۔ قوت اور غلبہ صرف تیرا ہے۔ یہی مقام عبودیت ہے جو بندے کے لئے خصوصی مقام اور اعلیٰ عبادت ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مسلم میں اس معنی کے بیان کی تقریر اس طرح کی ہے کہ اس کلمہ کا ثواب جنت میں ذخیرہ کیا جاتا ہے۔ اور یہ بہترین ثواب ہے جیسے دنیا میں بہترین مال ہوتے ہیں اور ثواب کے نفیس ترین ہونے کا سبب یہ ہے کہ اس میں تمام امور اللہ تعالیٰ کے سپرد کئے ہیں۔ اور بندہ اپنے کام کا مالک نہیں ہے۔

امام قسطلانی نے طیبی شرح مشکوٰۃ میں اس کی توجیہہ یہ ذکر کی ہے کہ خزانے کی دو قسمیں ہیں ایک عام متعارف قسم کہ بے شمار مال جمع کر کے ان کو ایک دوسرے پر رکھ کر اس کی حفاظت کرتے رہنا۔ دوسری قسم غیر متعارف ہے وہ یہ کہ یہ کلمات کئی معانی کے جامع ہیں جو خفی توحید کو حاوی ہیں۔ کیونکہ اپنی قوت و استطاعت کی مطلقاً نفی کی ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی نسبت بطورِ حصر کی ہے کہ ملک ملکوت میں اور کوئی چیز ہی نہیں۔ صرف اللہ تعالیٰ کی قوت ہے (تیسیر القاری)

۳۹۳۰ ـــ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ رَاَيْتُ اَثَرَ ضَرْبَةٍ فِيْ سَاقِ سَلَمَةَ فَقَالَ يَا اَبَا مُسْلِمٍ مَا هٰذِهِ الضَّرْبَةُ قَالَ هٰذِهٖ ضَرْبَةٌ اَصَابَتْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّاسُ اُصِيْبَ سَلَمَةُ فَاَتَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَفَثَ فِيْهِ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةَ

قولہ او قال لما توجہ آہ ،، یہ راوی کا شک ہے یعنی جب خیبر کی طرف متوجہ ہوئے تو لوگوں نے وادی پر چڑھ کر بلند آواز سے نعرہ ہائے تکبیر بلند کئے۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ خیبر کو جاتے وقت انھوں نے آوازیں بلند کی تھیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے واپسی میں آوازیں بلند کی تھیں۔ کیونکہ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے ہمراہ خیبر فتح ہونے کے بعد آئے تھے۔ لہٰذا کلام کی تصحیح کے لئے تقدیر عبارت ضروری ہے۔ وہ یہ کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی طرف متوجہ ہوئے اور یہودیوں کا محاصرہ کیا اور خیبر کا قلعہ فتح کر کے فارغ ہوئے اور مدینہ منورہ کی طرف واپس آرہے تھے تو لوگوں نے وادی پر چڑھ کر اللہ اکبر کے نعرے لگائے اور آوازیں خوب بلند کیں ،، مزید برآں حدیث ۲۸۹۲ کی شرح دیکھیں۔

۳۹۳۰ ـــ ترجمہ : یزید بن ابی عُبید نے کہا میں نے سلمہ بن اکوع کی پنڈلی میں تلوار کے زخم کا نشان دیکھا میں نے کہا اے ابا مُسلم (یہ ان کی کنیت ہے) یہ زخم کیسا ہے انھوں نے کہا یہ تلوار کا زخم ہے جو مجھے خیبر کی جنگ میں آیا تھا لوگوں نے کہا سلمہ بن اکوع ہلاک ہو گیا۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اس پر تین بار دم کیا پھر میں نے اس وقت سے تا ہنوز زخم کی شکایت نہیں کی۔

۳۹۳۰ ـــ شرح : یہ چودھویں ثلاثی حدیث ہے کیونکہ امام بخاری کا ایک استاد تبع تابعی ہے۔ لہٰذا ان کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک صرف تین واسطے ہیں نفث، نفخ اور تفل میں فرق یہ ہے کہ نفخ کا معنی پھونک ہے جس میں تھوک نہ ہو۔ تفل میں تھوک ہوتا ہے نفث میں ہلکا سا تھوک ہوتا ہے۔ نفخ میں بالکل تھوک نہیں ہوتا۔ پس نفث، نفخ اور تفل کے درمیان ہے وہ تفل سے نیچے اور نفخ کے اوپر ہے کذا قیل ،، اس حدیث کے امام بخاری کے شیخ مکی ہیں مکی علم ہے مکہ کی طرف منسوب نہیں۔

۳۹۳۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِی حَازِمٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ سَهْلٍ قَالَ الْتَقَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَالْمُشْرِكُوْنَ فِی بَعْضِ مَغَازِیْهِ فَاقْتَتَلُوْا فَمَالَ كُلُّ قَوْمٍ اِلٰی عَسْكَرِهِمْ وَفِی الْمُسْلِمِیْنَ رَجُلٌ لَا یَدَعُ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ شَاذَّةً وَّلَا فَاذَّةً اِلَّا اتَّبَعَهَا فَضَرَبَهَا بِسَیْفِهٖ فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَجْزَاَ اَحَدُهُمْ مَا اَجْزَاَ فُلَانٌ فَقَالَ اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَقَالُوْا اَیُّنَا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِنْ كَانَ هٰذَا مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لَاَتْبَعَنَّهٗ فَاِذَا اَسْرَعَ وَاَبْطَاَ كُنْتُ مَعَهٗ حَتّٰی جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نِصَابَ سَیْفِهٖ بِالْاَرْضِ وَذُبَابَهٗ بَیْنَ ثَدْیَیْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَیْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَجَآءَ الرَّجُلُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فِیْمَا یَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَاِنَّهٗ لَمِنْ اَهْلِ النَّارِ وَیَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فِیْمَا یَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔

۳۹۳۱ — ترجمہ : سہل نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکوں کا ایک غزوہ میں مقابلہ ہُوا اور سخت لڑائی ہُوئی پھر ہر فریق اپنے لشکر کی طرف مائل ہُوا مسلمانوں میں ایک شخص تھا وہ مشرکوں میں سے کسی اکیلے دوکیلے کو نہ چھوڑتا مگر اس کا پیچھا کرتا اور اس کو اپنی تلوار سے قتل کردیتا تھا عرض کیا گیا یارسولَ اللہ! کسی نے وہ کام نہیں کیا جو فلاں نے کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ دوزخی ہے۔ لوگوں نے کہا اگر یہ دوزخی ہے تو ہم سے کون جنتی ہوگا ؟ لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا میں اس کا تعاقب کرتا ہوں پس جب وہ تیز چلے یا آہستہ چلے میں اس کے ساتھ رہوں گا۔ حتیٰ کہ وہ زخمی ہوگیا اور جلدی مرنا چاہا تو اپنی تلوار کا قبضہ زمین پر رکھا اور اس کی تیز دھار نوک اپنے سینہ کے درمیان رکھی پھر اس پہ اپنا بوجھ ڈالا اور اپنے آپ کو ہلاک کرلیا (خودکشی کرلی)، وہ شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا

۳۹۳۲ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ الْخُزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ الرَّبِيعِ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ قَالَ نَظَرَ أَنَسٌ إِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَرَأَى طَيَالِسَةً فَقَالَ كَأَنَّهُمُ السَّاعَةَ يَهُودُ خَيْبَرَ

۳۹۳۳ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ ـــ

اور کہنے لگا : میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں آپ نے فرمایا کیا بات ہے ؟ اُس نے سارا واقعہ بیان کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی آدمی لوگوں کی نظروں میں جنتیوں جیسے عمل کرتا ہے حالانکہ وہ دوزخی ہوتا ہے اور کوئی آدمی لوگوں کی نظروں میں دوزخیوں جیسے عمل کرتا ہے حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے ۔

(حدیث ۲۶۹۹ کی شرح دیکھیں)

۳۹۳۲ــ ترجمہ : ابوعمران نے کہا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن لوگوں کی طرف نگاہ اُٹھائی تو اُن کے سروں پر چادریں دیکھیں گویا وہ اس وقت خیبر کے یہودی ہیں ۔"

۳۹۳۲ــ شرح : طیالسہ طیلسان کی جمع ہے ۔ یہ فارسی لفظ معرب ہے ۔ علامہ عسقلانی نے فتح الباری میں ذکر کیا اس سے واضح ہوتا ہے ۔ کہ خیبر کے یہودی طیلسان بہت پہنا کرتے تھے ۔ اور جن لوگوں کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دیکھا تھا وہ بکثرت طیلسان نہ پہنتے تھے ۔ جب وہ بصرہ میں آئے تو لوگوں کو دیکھا کہ وہ بکثرت طیلسان پہنتے ہیں اس لئے ان کو خیبر کے یہودیوں سے تشبیہ دی ۔ اس کو یہ لازم نہیں کہ طیلسان پہننا مکروہ ہے ۔ بعض نے کہا چادریں زرد رنگ کی تھیں اس لئے ان کے رنگ کو پسند نہ کیا ۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا اگر اس سے کراہت مفہوم نہیں تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کا لوگوں کو طیالسہ استعمال کرنے میں یہودیوں سے تشبیہ دینے کا کیا فائدہ تھا ؟ بعض علماء نے کہا اس زمانہ میں یہودی طیالسہ میں زرد رنگ استعمال کرتے تھے ، لیکن اگر اسے تسلیم کر لیا جائے تو رنگ کی وجہ سے حضرت انس کا تشبیہ دینا صحیح نہیں کیونکہ طبرانی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ بسا اوقات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زعفرانی چادر پہن کر باہر تشریف لاتے تھے ۔

۳۹۳۳ــ ترجمہ : سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خیبر کی جنگ میں علی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے کیونکہ انہیں آنکھوں میں درد تھا اُنھوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے رہ جاؤں گا ؟ اس لئے وہ بعد میں آپ کو ملے ۔

عَنْ يَزِيدَ بْنِ اَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ كَانَ عَلِيٌّ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَيْبَرَ وَكَانَ رَمِدًا فَقَالَ اَنَا اَتَخَلَّفُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَحِقَ بِهٖ فَلَمَّا بِتْنَا اللَّيْلَةَ الَّتِيْ فُتِحَتْ قَالَ لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا اَوْ لَيَاْخُذَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ يُفْتَحُ عَلَيْهِ فَنَحْنُ نَرْجُوْهَا فَقِيْلَ هٰذَا عَلِيٌّ فَاَعْطَاهُ فَفُتِحَ عَلَيْهِ

جس رات خیبر فتح ہُوا تھا۔ اس رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کل جھنڈا دوں گا یا (فرمایا) کل یہ جھنڈا وہ شخص پکڑے گا جس سے اللہ اور اس کے رسول محبت کرتے ہیں۔ اس کے ہاتھوں خیبر فتح ہوگا ہم سب جھنڈے کے امیدوار تھے اچانک عرض کیا گیا وہ علی آ گئے ہیں تو آپ نے انہیں جھنڈا دیا اور ان کے ہاتھوں فتح ہوئی۔

۳۹۲۳ — شرح: امام احمد، نسائی، ابن حبان اور حاکم نے روایت کی جس روز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کی طرف متوجہ ہوئے تھے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑا ہوا تھا، لیکن اس روز خیبر فتح نہ ہُوا۔ پھر دوسرے روز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جھنڈا ہاتھ میں لیا، لیکن فتح نہ ہوئی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کل اس شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھوں خیبر فتح ہوگا۔ صبح کو حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی خیبر پہنچ گئے تو آپ نے ان کو جھنڈا دیا اور ان کے ہاتھ پر خیبر فتح ہُوا۔ بعض علماء نے کہا لواء اور رأیہ مترادف ہیں لیکن ترمذی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رأیہ سیاہ اور لواء سفید تھا۔ طبرانی نے بھی بُریدہ سے اور ابن عدی نے ابوہریرہ سے اس طرح روایت کی ہے، لیکن اس میں یہ اضافہ ہے کہ اس پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھا ہُوا تھا۔ مسلم میں سہل بن سعد کی حدیث میں ہے جب صبح ہوئی تو لوگ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوئے اُن میں سے ہر ایک جھنڈے کا اُمیدوار تھا۔ آپ نے فرمایا علی بن ابی طالب کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا ان کی آنکھوں میں سخت درد ہے۔ فرمایا کسی کو بھیجو وہ انہیں لے آئے پس وہ حضرت علی کو لے آئے۔ سلمہ بن اکوع کی حدیث میں ہے کہ وہ حضرت علی کو لے کر آئے تھے۔ شائد حضرت علی رضی اللہ عنہ وہیں موجود تھے اور آنکھوں میں درد کے باعث لڑ نہ سکتے تھے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو بھیجا تو وہ ان کو ان کی قیام گاہ سے لائے یا مدینہ منورہ میں کسی کو بھیجا تو اس نے حضرت علی کو وہیں پالیا۔ حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

۳۹۳۴ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلَى يَدَيْهِ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ قَالَ فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُونَ أَنْ يُعْطَاهَا فَقَالَ أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالُوا هُوَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ قَالَ فَأَرْسِلُوا إِلَيْهِ فَأُتِيَ بِهِ فَبَصَقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے میرا سر اپنی گود میں رکھا پھر اپنی ہتھیلی پر تھوکا اور وہ میری آنکھوں پر ملا۔ بیہقی نے دلائل میں بُریدہ سے روایت کی کہ وفات تک حضرت علی کی آنکھوں میں کبھی درد نہ ہُوا تھا۔ طبرانی نے حضرت علی سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا اس کے بعد کبھی آنکھوں اور سر میں درد نہیں ہُوا۔ ایک روایت میں ہے کہ سرورِ کائنات نے فرمایا "اے اللہ علی سے گرمی سردی دُور کر دے" اس کے بعد سے اب تک میری آنکھوں میں کبھی درد نہ ہُوا"۔ علماء میں خیبر کی فتح میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے کہ وہ صلح سے فتح ہُوا تھا یا جنگ سے فتح ہُوا تھا۔ عبدالعزیز بن صہیب نے حضرت انس سے ذکر کیا کہ خیبر جنگ سے فتح ہُوا تھا۔ ابن عبدالبر نے بھی اس کو ترجیح دی اور ان لوگوں کے قول کی تردید کی جنہوں نے کہا کہ خیبر صلح سے فتح ہُوا تھا۔ علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں اس کو تفصیلاً ذکر کیا۔ علامہ قسطلانی نے کہا اصح یہ ہے کہ خیبر غلبہ سے فتح ہُوا تھا کیونکہ آگے احادیث میں مذکور ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کی عورتیں اور بچے قید کر لئے تھے اور نوجوانوں کو قتل کر دیا تھا۔ امام طحاوی نے بشیر بن یسار کے طریق سے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خیبر تقسیم کیا تو اس کا نصف ملکی ضروریات کے لئے علیحدہ کر دیا اور باقی نصف مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض خیبر صلح سے اور بعض جنگ سے فتح ہُوا تھا۔

۳۹۳۴ — ترجمہ: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز فرمایا میں کل یہ جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جس کے

فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ فَبَرَأَ حَتّٰى كَاَنْ لَمْ يَكُنْ بِهٖ وَجَعٌ فَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ فَقَالَ عَلِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ انْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرٌ لَكَ مِنْ اَنْ يَكُوْنَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ

ہاتھوں پر اللہ خیبر فتح عطا کرے گا وہ شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ سہل نے کہا لوگ ساری رات اس بات میں مشغول رہے کہ ان میں سے کس کو جھنڈا دیا جائے گا۔ جب صبح ہوئی اور وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ ہر ایک جھنڈا دیئے جانے کا امیدوار تھا۔ آپ نے فرمایا علی بن ابی طالب کہاں ہے؟ عرض کیا گیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ان کی آنکھوں میں سخت درد ہے۔ فرمایا ان کی طرف کسی کو بھیجو (کہ انہیں لے آئے) پس ان کو لایا گیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں کو لعاب لگایا اور اُن کے لئے برکت کی دعا کی۔ گویا حضرت علی کی آنکھوں میں کبھی درد ہی نہیں ہوا۔ پھر ان کو جھنڈا دیا تو حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" میں یہودیوں سے جنگ کروں گا حتی کہ وہ ہماری طرح (مسلمان) ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا تم سیدھے اپنی راہ پر چلتے جاؤ حتی کہ ان کے میدان میں چلے جاؤ۔ پھر ان کو اسلام کی دعوت دو۔ اور جو اللہ کے حقوق ان پر واجب ہیں ان کی انہیں خبر دو اللہ کی قسم! اگر تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ ایک آدمی کو ہدایت دیدے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تمہارے لئے سرخ اونٹ ہوں۔ (حدیث ۲۷۴۲ کی شرح دیکھیں)

۳۹۳۵ — شرح: ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح میں ذکر کیا۔ کافر سے تالیف کرنا تاکہ وہ مسلمان ہو جائے اس کو قتل کرنے سے بہتر ہے عربوں میں سرخ اونٹ بہت محمود ہیں اس لئے سرخ اونٹ ذکر فرمائے۔ بعض علماء نے اس کا معنیٰ یہ ذکر کیا کہ سرخ اونٹوں کے صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ کہا گیا ان کو حاصل کر کے مالک ہونے سے بہتر ہے کیونکہ عرب سرخ اونٹوں کے باعث ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں۔ ابن اسحاق نے ابو رافع کی حدیث ذکر کی کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو جھنڈا دے کر بھیجا ہم اُن کے ہمراہ تھے۔ ایک یہودی نے ان کو تلوار ماری تو حضرت علی نے اپنی ڈھال پھینک دی اور قلعے کا دروازہ ہاتھ میں پکڑ کر اس کو ڈھال بنا لیا حتی کہ قلعہ کو فتح کر لیا۔ میرے ساتھ سات اور تھے ہم آٹھوں نے اس دروازہ کو الٹنا چاہا، لیکن ہم اس کو پلٹ نہ سکے۔ حاکم نے جابر سے روایت کی کہ خیبر کے روز حضرت علی نے

۳۹۳۵ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ح وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الزُّهْرِيُّ عَنْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمْنَا خَيْبَرَ فَلَمَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْحِصْنَ ذُكِرَ لَهُ جَمَالُ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيِّ بْنِ أَخْطَبَ وَقَدْ قُتِلَ زَوْجُهَا وَكَانَتْ عَرُوسًا فَاصْطَفَاهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ فَخَرَجَ بِهَا حَتَّى بَلَغْنَا سَدَّ الصَّهْبَاءِ حَلَّتْ فَبَنَى بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَنَعَ حَيْسًا فِي نِطَعٍ

دروازہ اُٹھایا تھا اس کے بعد تجربہ کیا گیا تو چالیس آدمی اس کو اُٹھانے پر قادر نہ ہوئے۔ لیکن دونوں حدیثوں میں تضاد نہیں کیونکہ آٹھ نے دروازہ کو پلٹنا چاہا تھا اور چالیس آدمیوں نے اُٹھانے کا ارادہ کیا تھا۔ دونوں میں فرق واضح ہے۔ مسلم نے ایاس بن سلمہ کی حدیث ان کے والد سے روایت کی کہ مرحب نکلا اور کہنے لگا خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں ۔ حضرت علی نے اس کا مقابلہ کیا اور فرمایا میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے اور سارے ابیات ذکر کئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مرحب کے سر پر تلوار مار کر اس کو قتل کر دیا اور خیبر فتح ہو گیا! لیکن مؤرخین نے اس کے خلاف ذکر کیا ہے چنانچہ ابن اسحاق اور واقدی نے ذکر کیا کہ مرحب کو محمد بن مسلمہ نے قتل کیا تھا۔ کہا گیا ہے کہ محمد بن مسلمہ نے مرحب کا مقابلہ کیا اور حضرت علی نے اس پر حملہ کیا تھا۔ بعض نے کہا جس کو مسلمہ نے قتل کیا تھا وہ مرحب کا بھائی حرث تھا۔ راوی کو اس میں اشتباہ واقع ہوا ہے۔ اگر ایسا نہیں ہوا ہے تو صحیح کی روایت کو مؤرخین کے قول پر فوقیت حاصل ہے۔ جس قلعہ کو حضرت علی نے فتح کیا تھا اس کا نام قموص ہے۔ یہ یہودیوں کا بہت بڑا قلعہ تھا۔ اسی سے صفیہ بنت حیی کو قید کیا گیا تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۹۳۵ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہم خیبر میں آئے جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قلعہ میں فتح عنایت فرمائی تو آپ سے صفیہ بنت حُیَیّ بن اخطب کا جمال ذکر کیا گیا جبکہ اس کا شوہر قتل ہو چکا تھا اور وہ دلہن تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی ذاتِ کریمہ کے لئے منتخب فرمایا آپ انہیں ساتھ لے کر نکلے حتی کہ سدِ صہباء پہنچے تو وہ حیض سے پاک ہونے کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حلال ہو گئیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے خلوت

صَغِيْرٍ ثُمَّ قَالَ لِيْ اٰذِنْ مَنْ حَوْلَكَ فَكَانَتْ تِلْكَ وَلِيْمَةٌ عَلٰى صَفِيَّةَ ثُمَّ خَرَجْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَوِّيْ لَهَا وَرَآءَهٗ بِعَبَاءَةٍ ثُمَّ يَجْلِسُ عِنْدَ بَعِيْرِهٖ فَيَضَعُ رُكْبَتَهٗ وَتَضَعُ صَفِيَّةُ رِجْلَهَا عَلٰى رُكْبَتِهٖ حَتّٰى تَرْكَبَ۔

فرمائی۔ پھر آپ نے کھجور گھی اور پنیر کا مالیدہ بنا کر چھوٹے سے دسترخوان پر رکھ دیا اور مجھے فرمایا اپنے آس پاس والوں کو بتاؤ۔ یہ صفیہ سے نکاح کا ولیمہ تھا۔ پھر ہم مدینہ منورہ کی طرف نکل پڑے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے پیچھے صفیہ کے لئے چادر بچھاتے پھر اپنے اونٹ کے پاس بیٹھ جاتے اور اپنا گھٹنا مبارک ٹکا دیتے اور صفیہ اپنا پاؤں آپ کے گھٹنے شریف پر رکھ کر اونٹ پر سوار ہو جاتی تھیں۔

٣٩٣٥ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ۲۰۹۵ میں اس طرح ہے کہ جب آپ سدِ روحاء پہنچے تو صفیہ رضی اللہ عنہا حیض سے پاک ہوگئیں تو آپ نے ان سے مجامعت کی پھر چھوٹے سے دسترخوان پر حیس رکھوا دیا الخ اور اس حدیث میں سدِ صہباء مذکور ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس مقام کے دو نام تھے۔ یا یہ دو مختلف مقام ہیں اور ایک دوسرے کے قریب ہیں اس لئے ان پر ایک دوسرے کا نام بولا جاتا ہے۔ بعض نے سد الروحاء کو صواب کہا ہے (کرمانی) کھجوروں کو گھی اور پنیر سے ملا کر مالیدہ بنایا جاتا ہے (حدیث ۲۰۹۵ کی شرح دیکھیں)

ام المؤمنین صفیہ رضی اللہ عنہا

صفیہ یہودیوں کے قموص قلعہ سے قید کی گئی تھیں ان کے شوہر کا نام کنانہ بن ربیع ابی الحقیق تھا اس کو اسی جنگ میں قتل کر دیا گیا تھا اس کا سبب یہ تھا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں کو اپنے حال پر چھوڑ دیا اور یہ شرط قرار پائی کہ وہ اپنے اموال سے کچھ نہیں چھپائیں گے ورنہ ان کی ذمہ داری اور عہد ختم ہو جائے گا، لیکن انہوں نے گائے کا چمڑا غائب کر لیا جس میں حیی بن اخطب کے اموال اور زیورات تھے اس کو وہ اپنے ساتھ اٹھا کر خیبر میں لے آیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے پوچھا کہ حیی بن اخطب کے اموال اور زیورات کہاں ہیں تو انہوں نے کہا وہ جنگوں میں ختم ہو گئے ہیں، لیکن وہ چمڑا جس میں زیورات تھے ایک ویران جگہ پایا گیا اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو الحقیق کے دونوں بیٹوں کو قتل کر دیا ان میں سے ایک صفیہ کا شوہر تھا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا صفیہ رضی اللہ عنہا صفی سے ہیں۔ ابوداؤد نے صحیح اسناد سے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مسلمانوں کے ساتھ سہم (حصہ) مقرر کیا جاتا تھا۔ صفی وہ

۳۹۳۶ ـ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ يَحْيٰى عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَامَ عَلٰى صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ بِطَرِيقِ خَيْبَرَ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ حَتّٰى أَعْرَسَ بِهَا وَكَانَتْ فِيمَنْ ضُرِبَ عَلَيْهَا الْحِجَابُ

۳۹۳۷ ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ ابْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدٌ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا يَقُولُ أَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِينَةِ ثَلٰثَةَ لَيَالٍ يُبْنٰى عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِينَ إِلٰى وَلِيمَتِهِ وَمَا كَانَ فِيهَا مِنْ خُبْزٍ وَلَا لَحْمٍ وَمَا كَانَ فِيهَا إِلَّا

ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہر شئ سے پہلے علیحدہ کر لیا جاتا تھا۔ شعبی کے طریق سے بیان کیا کہ نبی کریم کا سہم ہوتا تھا جس کو صفی کہا جاتا تھا وہ لونڈی ہو یا گھوڑا ہو آپ خمس سے وہ اپنے لئے منتخب فرما لیتے تھے قتادہ کے طریق سے ذکر کیا کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ فرماتے تو آپ کا ایک خاص سہم ہوتا تھا جسے آپ جہاں سے چاہیں لے لیتے تھے۔ اور صفیہ اس میں سے تھیں۔ اس لئے انہیں صفیہ کہا جاتا ہے دراصل ان کا نام قید ہونے سے پہلے زینب تھا۔ جب صفی سے چن لی گئیں تو ان کا نام صفیہ ہو گیا۔ دوحا مدینہ منورہ سے مکہ کی جانب تیس میل سے کچھ زیادہ دور واقع ہے۔ علامہ ابن حجر نے کہا درست یہ ہے کہ اس مقام کا نام صہبا ہے اور وہ خیبر کے قریب ہے۔

۳۹۳۶ — ترجمہ : حُمید طویل نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے راستہ میں تین دن صفیہ بنت حیی کے پاس ٹھہرے رہے حتیٰ کہ ان کے ساتھ خلوت فرمائی۔ وہ ان عورتوں میں سے تھیں جن پر پردہ کیا گیا تھا۔

۳۹۳۶ — شرح : یعنی وہ امہات المؤمنین میں سے تھیں کیونکہ پردہ ان عورتوں پر مقرر کیا جاتا ہے جو لونڈیاں نہ ہوں۔ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ جہاں صفیہ رضی اللہ عنہا حیض سے پاک ہو گئی تھیں۔ وہاں آپ نے تین دن اقامت فرمائی تھی۔ یہ معنی نہیں کہ تین دن سفر کرنے کے بعد اُن سے خلوت فرمائی تھی۔"

۳۹۳۷ — ترجمہ : حُمید نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ نبی کریم

أَنْ آمُرَ بِلَالًا بِالْأَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ فَأَلْقَى عَلَيْهَا التَّمْرَ وَالْأَقِطَ وَالسَّمْنَ فَقَالَ الْمُسْلِمُونَ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ قَالُوا إِنْ حَجَبَهَا فَهِيَ إِحْدَى أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِينَ فَإِنْ لَمْ يَحْجُبْهَا فَهِيَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِينُهُ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّأَ لَهَا خَلْفَهُ وَمَدَّ الْحِجَابَ

٣٩٣٨ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ كُنَّا مُحَاصِرِي خَيْبَرَ فَرَمَى إِنْسَانٌ بِجِرَابٍ فِيهِ شَحْمٌ فَنَزَوْتُ لِآخُذَهُ فَالْتَفَتُّ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَحْيَيْتُ ٣٩٣٩ ـ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ أَبِي أُسَامَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ وَسَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر اور مدینہ منورہ کے درمیان تین راتیں اقامت فرمائی جہاں آپنے صفیہ رضی اللہ عنہا سے خلوت فرمائی ۔ آپ کے ولیمہ میں روٹی اور گوشت نہیں تھا ۔ اس میں صرف یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو حکم دیا کہ وہ دسترخوان بچھائے تو دسترخوان بچھایا گیا اور اس پر کھجور، پنیر اور گھی رکھا گیا ۔ مسلمانوں نے کہا کیا صفیہ امہات المؤمنین میں سے ہیں یا سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیز ہیں پھر اُنھوں نے آپس میں کہا کہ کہ آپ نے اس کو پردہ کیا تو وہ امہات المؤمنین میں سے ہیں اور اگر پردہ نہ کیا تو کنیز ہیں جب آپ نے کوچ کا ارادہ کیا تو اپنے پیچھے صفیہ کے لئے بیٹھنے کی جگہ بنائی اور ان کو پردہ کیا ۔

٣٩٣٨ ـ ترجمہ : عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے خیبر کا محاصرہ کیا ہُوا تھا تو ایک شخص نے توشہ دان پھینکا جس میں چربی تھی ۔ میں اس کو پکڑنے کے لئے اُچھلا اور مڑ کر دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں مجھے بہت شرم آئی

(حدیث ٢٩٤٣ کی شرح دیکھیں)

٣٩٣٩ ـ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ اَكْلِ الثُّوْمِ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ نَهٰى عَنْ اَكْلِ الثُّوْمِ
وَهُوَ عَنْ نَافِعٍ وَحْدَهٗ وَلُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ عَنْ سَالِمٍ

۳۹۴۰ — حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ وَالْحَسَنِ اِبْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ اَبِيْهِمَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَآءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ
اَكْلِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ

نے خیبر کے روز تھوم، اہلی گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا۔ تھوم کے کھانے سے نہی صرف نافع سے
مروی ہے اور اہلی گدھوں کے گوشت سے نہی سالم سے مروی ہے" رضی اللہ عنہ"

۳۹۳۹ — شرح: یعنی تھوم کے کھانے کی نہی کی حدیث صرف سالم نے روائت کی ہے
تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تھوم کھانا مباح ہے لیکن نماز
باجماعت اور لوگوں کے مجمع میں تھوم کھا کر جانا مکروہ ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی تھوم نہیں
کھایا تھا کیونکہ آپ کے پاس ہر وقت فرشتے کا آنا متوقع ہوتا تھا بایں ہمہ علماء میں آپ کے تھوم کھانے کے
متعلق اختلافِ رائے پایا جاتا ہے بعض نے کہا کہ تھوم کھانا آپ پر حرام تھا اور بعض نے مکروہ کہا ہے۔
علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تھوم سے نہی تنزیہہ کے لئے ہے اور اہلی گدھوں
کے گوشت کھانے سے نہی تحریم کے لئے ہے۔ اس سے لازم آتا ہے کہ ایک لفظ حقیقت اور مجاز میں بیک
وقت استعمال ہوسکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ امام شافعی کے نزدیک یہ جائز ہے اور ان کے علاوہ
دوسرے علماء کہتے ہیں یہ استعمال عموم مجاز کے طور پر ہے۔ احناف کہتے ہیں حقیقت اور مجاز بیک
وقت مراد نہیں لئے جاسکتے اور اس حدیث میں گدھوں کے گوشت کھانے سے نہی تحریم
کے لئے ہے یہ اس کا حقیقی معنی ہے اور تھوم میں تنزیہہ کے لئے ہے یہ بطور مجاز متعارف ہے کیونکہ
حقیقت اور مجاز دونوں مجاز متعارف کے فرد ہوتے ہیں۔ اس طرح حقیقت اور مجاز جمع نہیں ہوتے ہیں۔

۳۹۴۰ — ترجمہ: ابن شہاب زہری نے عبداللہ اور حسن سے انہوں نے اپنے والد محمد بن علی رضی اللہ عنہ
سے انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روائت کی کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن عورتوں سے متعہ کرنے اور اہلی گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

نکاح متعہ کی تحقیق

۳۹۴۰ ـــــ شرح : متعہ ،، وہ نکاح ہے جو معین وقت کے لئے لفظ متعہ سے کیا جائے جیسے کسی عورت سے کہا جائے میں دو دن یا تین دن کے لئے اتنے مال کے عوض تیرے ساتھ نکاح متعہ کرتا ہوں ابن عبد البرؒ نے تمہید میں کہا اہل علم اور فقہا کا اس بات پر اتفاق ہے کہ متعہ وہ نکاح ہے جس میں کسی کو گواہ نہیں بنایا جاتا - یہ نکاح معین مدت کے لئے تھا جس کے گذرنے سے بغیر طلاق دونوں میں تفریق واقع ہو جاتی تھی اور بیوی خاوند دونوں میں وراثت کا تعلق نہ ہوتا تھا ۔ قرآن کریم اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں بیویوں کا حکم یہ نہیں ہے ،، قاضی عیاض نے اکمال میں ذکر کیا کہ متعہ مدت مقررہ کے لئے نکاح تھا جس میں وراثت کا تعلق نہیں تھا اور طلاق کے بغیر مدتِ نکاح گزر جانے سے دونوں کے درمیان تفریق ہو جاتی تھی ۔ اگر کسی نے کچھ مدت کے لئے نکاح کیا جس مدت میں دونوں کا زندہ رہنا محال ہو ۔ جیسے دو سو سال کی مدت کے لئے نکاح کیا تو اس میں اگرچہ طلاق کے بغیر تفریق نہیں ہوتی ۔ اور بیوی خاوند میں عدم وراثت کا انقطاع بھی نہیں ہوتا ہے لیکن جمہور علماء نے اس کو باطل کہا ہے ۔ اگرچہ ایک ہزار سال کی مدت کے لئے نکاح کیا جائے۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے معالم میں ذکر کیا کہ شروع اسلام میں نکاح متعہ جائز تھا پھر حرام ہو گیا اس میں کسی امام فقہ کا اختلاف نہیں ۔ البتہ بعض رافضی اس کے جواز کے قائل ہیں ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ اس شخص کے لئے مباح کہتے تھے جو بیوی نہ ہونے کی وجہ سے مجبور ہو اور نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہو ۔ پھر اس کے بعد اس فیصلہ میں توقف کیا اور یہ فتویٰ جاری کرنے سے رک گئے ۔ مازری نے معلم میں ذکر کیا کہ متعہ کی ممانعت پر اُمت کا اجماع ہے ۔ البتہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پہلے جائز کہا تھا پھر رجوع کر لیا اور تحریم متعہ کا فتویٰ دیا ۔

قاضی عیاض نے کہا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں مذکور ہے کہ ابتداء اسلام میں مجبور شخص کے لئے رخصت تھی ۔ جیسے بھوک سے مرنے والے کے لئے بقدرِ ضرورت خنزیر یا مردار کھانا جائز ہے (عینی)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شرح مسلم میں ذکر کیا متعہ کی تحریم پر فقہا کا اجماع ہے ۔ رافضی بدعتی طائفہ کے سوا اس میں کسی کا اختلاف نہیں ۔ انھوں نے متعہ کے جواز میں ان احادیث سے استدلال کیا جو کتب میں مذکور ہیں حالانکہ وہ احادیث منسوخ ہو چکی ہیں ۔ ان لوگوں (رافضیوں) نے قرآن کریم کی اس آیت فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ اور ابن مسعود کی قرآءت من ہن الی اَجَلٍ ،، سے استدلال کیا لیکن ابن مسعود کی یہ قرأت شاذ ہے ۔ اس سے نہ تو قرآن کے طور پر اور نہ ہی حدیث کے معیار پر استدلال کر سکتے ہیں لہٰذا اس پر عمل واجب نہیں ۔ امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر کسی نے نکاح متعہ کیا تو مدت کی قید باطل ہے اور نکاح مستمر رہے گا وہ کہتے ہیں نکاح میں مدت کی شرط فاسد ہے اور نکاح صحیح ہے ۔ جب یہ ثابت ہوا کہ متعہ کا نکاح فاسد ہے صحیح نہیں تو جو کوئی نکاح متعہ میں وطی (جماع) کرے کیا اس پر حدِ زنا واجب ہے یا نہیں ؟ مالکی کہتے ہیں چونکہ عقد نکاح

کا شبہ پڑگیا ہے۔ اور جہاں شبہ آجائے حد ساقط ہو جاتی ہے۔ نیز اس کی اباحت و حرمت میں اختلاف واقع ہوا ہے اس لئے متعہ میں جماع کرنے والے پر حد زنا واجب نہیں، لیکن ایسے شخص کو سخت سے سخت عقوبت دی جائیگی امام مالک رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت کی گئی ہے۔

متعہ کب حرام ہوا؟

نکاح متعہ سے ممانعت کے زمانہ میں .. اختلاف ہے کہ کیا یہ خیبر کے زمانہ میں حرام ہوا یا فتح مکہ میں یا غزوۂ اوطاس میں یا غزوۂ تبوک میں یا حجۃ الوداع میں یا عمرۂ قضاء میں حرام ہوا ہے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ متعہ خیبر میں حرام ہوا جیسا کہ صحیح بخاری کی اس حدیث میں ہے بیہقی نے بروایت زہری حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت کی ہے، چنانچہ زہری نے کہا مجھے سالم بن عبداللہ نے خبر دی کہ ایک شخص نے عبداللہ بن عمر سے متعہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا متعہ حرام ہے۔ اس شخص نے کہا فلاں شخص نے کہا فلاں شخص اس کو جائز کہتا ہے۔ عبداللہ نے کہا وہ جانتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کو خیبر میں حرام کیا تھا۔ اس طرح ہم زنا نہیں کریں گے " مسلم شریف میں سبرہ بن مَعْبَد جُہَنی سے روایت ہے کہ فتح مکہ میں متعہ کی اجازت دی اور پھر مکہ سے نکلنے سے پہلے اس کو حرام کر دیا۔ نیز مسلم میں سلمہ بن الاکوع کی حدیث ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ اوطاس میں تین دن تک اجازت دی پھر حرام کر دیا۔ ابوداؤد میں سبرہ کی حدیث ہے کہ حجۃ الوداع میں متعہ کو حرام کیا اور بعض طرق حدیث کے ذریعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوہ تبوک میں متعہ حرام کیا اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ تبوک میں متعہ کو حرام کیا۔ طحاوی اور بیہقی نے بھی اس طرح روایت کی ہے۔ حازمی نے کتاب الناسخ والمنسوخ میں جابر کی حدیث ذکر کی کہ حضرت جابر نے کہا ہم غزوہ تبوک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے حتیٰ کہ وادی عقبہ میں پہنچے جو شام کے قریب ہے تو عورتیں نظر آئیں ہم نے ان سے متعہ کا تذکرہ کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم ان سے متعہ کرلیں تو آپ غصہ سے بھر گئے حتیٰ کہ چہرۂ انور سرخ ہو گیا اور غضبناک ہو گئے۔ پھر ہمیں خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد متعہ سے منع فرمایا ہم تمام مردوں عورتوں نے اس روز سے متعہ کو ترک کیا اور کبھی اس کی طرف رجوع نہ کیا۔ اس روز سے اس وادی کا نام ثنیۃ الوداع رکھا گیا۔ عبدالرزاق نے معمر کے ذریعہ حسن بصری سے روایت کی کہ متعہ صرف تین روز عمرۂ قضاء میں مباح تھا اس سے پہلے کبھی حلال نہ ہوا تھا۔ بعض احادیث میں متعہ کی اباحت بھی مروی ہے۔ امام نووی نے ذکر کیا کہ قاضی عیاض نے کہا خیبر، عمرۂ قضا، فتح مکہ اور اوطاس کے ایام میں جو متعہ کی تحریم مذکور ہے۔ یہ بطور تجدید ہے۔ ان مقامات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کی تحریم کی تجدید فرمائی کیونکہ خیبر کے روز تحریم متعہ کی حدیث صحیح ہے اس میں کچھ طعن نہیں بلکہ اس کو ثقات نے روایت کیا ہے لیکن سفیان کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

خیبر کے دن متعہ اور گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا بعض علماء نے کہا اس کلام میں کچھ انفصال ہے وہ یہ کہ آپ نے متعہ کو حرام کیا اور اس کی تحریم کا زمانہ ذکر نہیں کیا۔ پھر کہا "خیبر میں گدھوں کا گوشت حرام کیا اس سے واضح ہے کہ خیبر میں گدھوں کا گوشت خاص کر کے حرام کیا تھا اور متعہ کی تحریم کا وقت بیان نہیں کیا تاکہ روایات میں اتفاق ہو۔ اس قائل نے کہا یہ بات حق کے زیادہ مشابہ ہے کہ تحریم مکہ میں ہوئی اور گدھوں کے گوشت کی حرمت خیبر میں کسی شک و شبہ کے بغیر ہوئی۔ قاضی نے کہا یہ بات اچھی تو ہے بشرطیکہ سفیان کی روایت کے بغیر دوسری روایات اس کی موافقت کریں۔ بہتر یہ بات ہے کہ تحریم بار بار ہوئی ہے لیکن ابھی ایک بات باقی ہے کہ عمرۂ قضاء، فتح مکہ اور یوم اوطاس میں متعہ کی اباحت مذکور ہے تو اس کے متعلق یہ کہنا درست ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کی تحریم کے بعد ضرورت کے لئے اس کو مباح کیا پھر ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا۔ پس آپ نے خیبر میں اور عمرۂ قضاء میں اس کو حرام کیا۔ پھر ضرورت کے لئے فتح مکہ میں مباح کیا۔ پھر فتح مکہ میں ہی ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا اور حجۃ الوداع میں متعہ کی روایت ساقط ہے کیونکہ یہ سبرہ جہنی سے مروی ہے اور جو ثقات نے روایت کی ہے وہ یہ ہے کہ فتح مکہ میں اباحت ثابت تھی اور حجۃ الوداع میں صرف تحریم ہی تھی۔ اس حدیث سے یہ ماخوذ ہے جس پر جمہور راویوں نے اتفاق کیا ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کی موافقت کی ہے کہ متعہ کی ممانعت فتح مکہ میں ہوئی اور حجۃ الوداع میں اس کی تحریم کی تاکید اور اشاعت کی۔ کیونکہ حجۃ الوداع میں ہر طرف کے لوگ جمع تھے۔ اس لئے متعہ کی تحریم تاکید اور اشاعت کے لئے ذکر فرمائی

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا صواب مختار بات یہ ہے کہ متعہ کی تحریم اور اباحت دو بار ہوئیں۔ خیبر سے پہلے یہ حلال تھا اور خیبر کے روز اس کو حرام کر دیا گیا۔ پھر فتح مکہ جو یوم اوطاس ہے کیونکہ یہ ایک دوسرے کے متصل ہیں۔ میں متعہ مباح ہوا اور تین دن تک مباح رہا پھر ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا گیا۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اسلام میں متعہ کا نکاح، اہلی گدھوں کے گوشت کی اباحت، تحویل قبلہ اور جس شئ کو آگ نے مس کیا ہو اس سے وضو کرنا دو دو بار منسوخ ہوئے بعض نے نماز میں کلام بھی دو بار منسوخ ہونا ذکر کیا ہے۔ متعہ خیبر سے پہلے حلال تھا پھر خیبر کے روز حرام ہو گیا پھر غزوۂ اوطاس میں مباح ہوا اور تین دن کے بعد حرام ہو گیا اور قیامت تک کے لئے حرام رہا ہے"، قاضی عیاض نے کہا جس نے مطلقاً نکاح کیا اور اس میں تعیین وقت کی شرط نہ لگائی لیکن اس کی نیت میں یہ تھا کہ وہ معین وقت تک نکاح کر رہا ہے۔ اس کا نکاح صحیح ہے اور یہ نکاح متعہ نہیں کیونکہ نکاح متعہ بشرط مدت معینہ ہوتا ہے، لیکن امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ اخلاق سے گری ہوئی بات ہے کہ نکاح مطلقاً کرے اور متعہ کی نیت کر لے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۹۴۱ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ

۳۹۴۲ ـــ حَدَّثَنِىْ اِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ وَسَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ نَهٰى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ

۳۹۴۳ ـــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ وَرَخَّصَ فِى الْخَيْلِ

۳۹۴۱ ـــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے روز اہلی گدھوں کے گوشت سے منع فرمایا۔

۳۹۴۲ ـــ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلی گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا۔

۳۹۴۳ ـــ ترجمہ : جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گدھوں کے گوشت کھانے سے منع فرمایا اور گھوڑوں کے گوشت کھانے کی رخصت دی۔

۳۹۴۳ ـــ شرح : علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ حضرات ائمہ کرام ابو یوسف، محمد شافعی، احمد، ابو ثور، لیث اور عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس حدیث سے استدلال کیا کہ گھوڑے کا گوشت حلال ہے اور یہ کھانا جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام اوزاعی نے کہا گھوڑے کا گوشت نہ کھایا جائے۔ انھوں نے اس آیت کریمہ وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً سے استدلال کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں لوگوں پر احسان ذکر کیا ہے اور ان کو کھانا بہت بڑا نفع ہے۔ اور حکیم اعلیٰ نعمت چھوڑ کر ادنیٰ کے باعث احسان نہیں جتلاتا اگر ان کو کھانا جائز ہوتا

تو اللہ آیاتِ مذکور انعام میں گھوڑوں کا کھانا بھی ذکر کرتا۔ نیز ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں، گدھوں اور خچروں کے گوشت سے منع فرمایا۔ یہ حدیث جابر کی مذکور حدیث کے معارض ہے لیکن ترجیح مُحرِّم کو دی جاتی ہے اور جابر کی حدیث مُبیح ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جابر کی حدیث صحیح ہے اور خالد کی حدیث کے متن اور اسناد میں کلام کیا گیا ہے اور اباحت کی حدیث جبکہ وہ صحیح ہو اور بکثرت روایت کی گئی ہو، پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ خالد کی حدیث کی سند جید ہے۔ اسی لئے ابوداؤد نے اس پر سکوت کیا ہے لہٰذا یہ حدیث ابوداؤد کے نزدیک حسن ہے۔

امام نسائی نے اسحاق بن ابراہیم، بقیہ، ثور بن یزید کے ذریعہ صالح سے اس کی روایت کی ہے اور بقیہ نے ثور سے تحدیث کی تصریح کی ہے اور ثور حمصی ہے بخاری نے اس کی حدیث ذکر کی ہے۔ ابن معین، ابوحاتم، ابوزرعہ اور نسائی نے تصریح کی ہے کہ جب بقیہ تحدیثِ حدیث کی صراحت کرے تو وہ سند حجت ہوتی ہے ابن عدی نے کہا جب بقیہ شامیوں سے روایت کرے تو وہ حدیث ثابت ہوتی ہے۔ ابن حبان نے صالح کو ثقہ کہا ہے۔ ذہبی نے ان کے باپ یحییٰ کو ذکر کیا ہے اور اس کو ثقہ کہا ہے اور ابو مقدام بن معدیکرب صحابی ہیں جس حدیث میں اس قدر ثقہ راوی ہوں وہ صحیح کا معارض ہوسکتی ہے۔ لہٰذا اس کو جابر کی حدیث پر ترجیح ہے کیونکہ یہ حدیث مُحرِّم ہے اور جابر کی حدیث مُبیح ہے اور محرم کو مبیح پر ترجیح ہوتی ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ خالد کی حدیث جابر کی حدیث سے منسوخ ہے کیونکہ اس میں اَذِنَ اور ایک روایت کے مطابق رَخَّصَ کے الفاظ ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ان الفاظ سے نسخ ثابت نہیں ہوتا کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اِذن اور رخصت سخت بھوک کی حالت میں ہو کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غالب احوال میں اس طرح ہوتے تھے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ جب صحابہ خیبر میں پہنچے تھے تو سخت بھوک میں مبتلا تھے۔ لہٰذا مخصوص بھوک کی حالت میں رخصت کو یہ لازم نہیں کہ مطلقاً رخصت ہو جائے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر گھوڑوں کے گوشت کھانے میں مجبوری کی وجہ سے رخصت ہے تو یہ صرف گھوڑوں سے کیوں مختص ہے؟ اس کا جواب یہ ہے ممکن ہے کہ گھوڑوں کی اباحت کے زمانہ میں خچروں اور گدھوں کو نہ پایا ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن حزم نے کہا خالد کی حدیث میں ہے کہ خالد نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ خیبر لڑا حالانکہ خالد بالاتفاق خیبر کے بعد مشرف باسلام ہوئے ہیں۔ لہٰذا خالد کی حدیث سے استدلال کرنا ضعیف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اتفاق کا قول کرنا درست نہیں بلکہ خالد کے اسلام کے وقت میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ بعض علماء نے کہا خالد نے حدیبیہ کے بعد ہجرت کی بلکہ بعض نے یہ کہا کہ خالد نے حدیبیہ اور خیبر کے درمیان اسلام قبول کیا۔ بعض نے کہا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بنو قریظہ کے قتل سے فارغ ہونے کے بعد پانچ ہجری میں مسلمان ہوئے اور صلح حدیبیہ چھ ہجری کے ذی القعدہ میں ہوئی اور خیبر کی جنگ اس کے ایک سال کے بعد سات ہجری میں ہوئی تھی۔ اگر خالد کا خیبر کے بعد مسلمان ہونا تسلیم کیا جائے تو غایت ما فی الباب یہ ہوگی کہ انہوں نے مرسل حدیث ذکر کی ہے اور صحابہ کرام کی مرسل احادیث

۳۹۴۴ــ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادٌ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي أَوْفٰى أَصَابَتْنَا مَجَاعَةٌ يَوْمَ خَيْبَرَ فَإِنَّ الْقُدُوْرَ لَتَغْلِي قَالَ وَبَعْضُهَا نَضِجَتْ فَجَاءَ مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَأْكُلُوا مِنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ شَيْئًا وَأَهْرِيْقُوْهَا قَالَ ابْنُ أَبِي أَوْفٰى فَتَحَدَّثْنَا أَنَّهُ إِنَّمَا نَهٰى عَنْهَا لِأَنَّهَا لَمْ تُخَمَّسْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ نَهٰى عَنْهَا الْبَتَّةَ لِأَنَّهَا كَانَتْ تَأْكُلُ الْعَذِرَةَ ۳۹۴۵ــ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفٰى أَنَّهُمْ كَانُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَصَابُوا حُمُرًا فَطَبَخُوْهَا فَنَادٰى مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْفِئُوا الْقُدُوْرَ

مسند شمار ہوتی ہیں (عینی) شیخ محقق عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے وصال سے تین روز پہلے اس مسئلہ سے رجوع کر لیا تھا اور گھوڑوں کے گوشت کی اباحت کے قائل ہوگئے تھے۔

۳۹۴۴ــ ترجمہ: شیبانی نے کہا میں نے ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما سے سُنا اُنہوں نے کہا ہم پر خیبر کے روز سخت بھوک کا غلبہ ہُوا، ہنڈیاں جوش مار رہی تھیں اور کچھ ہنڈیاں پک چکی تھیں کہ اچانک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کا منادی آیا اور کہا گدھوں کے گوشت میں سے کچھ نہ کھاؤ اور ہنڈیوں کو اُلٹ دو۔ ابن ابی اوفیٰ نے کہا ہم نے آپس میں باتیں کیں کہ گدھوں کے گوشت سے اس لئے منع کیا ہے کہ گدھوں سے خُمس نہیں نکالا گیا بعض نے کہا کہ حتمی طور پر منع فرمادیا ہے کیونکہ یہ غلاظت کھاتے ہیں۔

۳۹۴۴ــ شرح: سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے اس مُنادی کا نام ابوطلحہ ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہنڈیوں کے اُلٹ دینے کا سبب یہ تھا کہ وہ پلید ہیں۔ بعض نے کہا ضرورت کے لئے منع کیا تھا۔ بعض نے کہا کہ مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے صحابہ نے گدھوں کو ذبح کر کے گوشت پکانا شروع کر دیا تھا۔ واقدی نے کہا ذبح کئے جانے والے گدھوں کی تعداد بیس یا تیس تھی۔

۳۹۴۵ــ ترجمہ: شعبہ نے کہا مجھے عدی بن ثابت نے براء بن عازب اور عبداللہ بن اوفیٰ

۳۹۴۶ـ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ وَابْنَ أَبِي أَوْفٰى يُحَدِّثَانِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ وَقَدْ نَصَبُوا الْقُدُوْرَ أَكْفِئُوا الْقُدُوْرَ

۳۹۴۷ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ

۳۹۴۸ـ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ خَيْبَرَ أَنْ نُلْقِيَ لُحُوْمَ الْحُمُرِ الْأَهْلِيَّةِ نِيْئَةً وَنَضِيْجَةً ثُمَّ لَمْ يَأْمُرْنَا بِأَكْلِهِ بَعْدُ

رضی اللہ عنہم سے خبر دی کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ انہوں نے گدھے ہی پائے اُنھوں نے ان کے گوشت پکائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے اعلان کیا کہ ہنڈیوں کو اُلٹ دو۔

۳۹۴۶ـ ترجمہ: شعبہ نے کہا مجھ سے عدی بن ثابت نے بیان کیا کہ انہوں نے کہا میں نے براء بن عازب اور ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کرتے ہوئے سُنا کہ آپ نے خیبر کے دن فرمایا جبکہ صحابہ کرام نے ہنڈیوں کو چولہوں پر چڑھایا تھا کہ ہنڈیاں اُلٹ دو۔

۳۹۴۷ـ ترجمہ: شعبہ نے عدی بن ثابت کے ذریعہ براء سے روائت کی کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ کیا پھر اس جیسی روائت کی۔

۳۹۴۸ـ ترجمہ: براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے روز حکم دیا کہ ہم گدھوں کے کچے اور پکے گوشت پھینک دیں پھر اس کے بعد ہمیں اس کے کھانے کا حکم نہیں دیا۔ (اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ گدھوں کا گوشت ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا گیا ہے)

۳۹۴۹۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِی الْحُسَیْنِ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَا اَدْرِیْ اَنَھٰی عَنْہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اَجْلِ اَنَّہٗ کَانَ حَمُوْلَۃَ النَّاسِ فَکَرِہَ اَنْ تَذْھَبَ حَمُوْلَتُھُمْ اَوْ حَرَّمَہٗ فِیْ یَوْمِ خَیْبَرَ لَحْمَ الْحُمُرِ الْاَھْلِیَّۃِ

۳۹۵۰۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَۃُ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ خَیْبَرَ لِلْفَرَسِ سَھْمَیْنِ وَلِلرَّاجِلِ سَھْمًا قَالَ فَسَّرَہٗ نَافِعٌ فَقَالَ اِذَا کَانَ مَعَ الرَّجُلِ فَرَسٌ فَلَہٗ ثَلٰثَۃُ اَسْھُمٍ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّہٗ فَرَسٌ فَلَہٗ سَھْمٌ

۳۹۴۹۔ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھوں کے گوشت سے اس لئے منع کیا کہ وہ لوگوں کے بوجھ اٹھاتے ہیں۔ اس لئے آپ نے یہ پسند نہ کیا کہ ان کے بوجھ بردار کرنے والے ختم ہو جائیں گے یا آپ نے خیبر کے دن اہلی گدھوں کا گوشت ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا۔

۳۹۵۰۔ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن گھوڑے کے لئے دو حصے اور پیادے کے لئے ایک حصہ تقسیم کیا۔ نافع نے اس کی تفسیر کرتے ہوئے کہا کہ جب آدمی کے ساتھ گھوڑا ہوتا تو اس کو تین سہام ملتے اور اگر اس کے پاس گھوڑا نہ ہوتا تو اسے ایک سہم (حصہ) ملتا۔

۳۹۵۰۔ شرح: امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا گھڑ سوار کے لئے دو حصے ہیں ایک حصہ اس کی ذات کا اور دوسرا اس کے گھوڑے کے سبب ملتا اور "للفرس" کا لام اجلیہ ہے۔ یا فرس سے فارس مراد ہے اور اس کے مقابلہ در "راجل" کو ذکر کرنا اس پر قرینہ ہے کیونکہ راجل کے مقابل فارس ہوتا ہے فرس نہیں ہوتا۔ حدیث ۲۶۶۷ کی شرح دیکھیں۔

۳۹۵۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ جُبَيْرَ ابْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ قَالَ مَشَيْتُ أَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا أَعْطَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ وَتَرَكْتَنَا وَنَحْنُ بِمَنْزِلَةٍ وَاحِدَةٍ مِنْكَ فَقَالَ إِنَّمَا بَنُو هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَاحِدٌ قَالَ جُبَيْرٌ وَلَمْ يَقْسِمِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِي عَبْدِ شَمْسٍ وَبَنِي نَوْفَلٍ شَيْئًا

۳۹۵۲۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ بَلَغَنَا مَخْرَجُ

۳۹۵۱۔ ترجمہ: سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ جبیر بن مطعم نے ان کو خبر دیتے ہوئے کہا میں اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم نے عرض کیا آپ نے بنی عبدالمطلب کو خیبر کی غنیمت سے خمس دیا ہے اور ہمیں چھوڑ دیا ہے حالانکہ ہم اور وہ آپ سے قرابت میں برابر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صرف بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہیں۔ جبیر نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عبد شمس اور بنی نوفل کے لئے کچھ تقسیم کر کے نہ دیا۔

۳۹۵۱۔ شرح: یعنی جبیر بن مطعم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم اور بنو مطلب آپ سے قرابت میں برابر ہیں کیونکہ وہ تمام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچوں کی اولاد تھے۔ حضرت عثمان عبشمی اور جبیر ابن مطعم نوفلی تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جواب دیا کہ بنو ہاشم اور بنو مطلب جاہلیت اور اسلام میں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوئے اور یہ دونوں خیف بنی کنانہ میں محصور تھے۔ لہذا یہ دونوں ایک شئ ہیں لہٰذا ذی القربیٰ کا حصہ ہاشم اور مناف کی اولاد کو پہنچتا ہے اور عثمان عبد شمس کی اولاد ہیں جبکہ جبیر نوفل کی اولاد ہیں۔ ان کا ذی القربیٰ میں حصہ نہیں ہے اس لئے آپ نے ان کو کچھ نہ دیا۔

(حدیث ۲۹۳۱ کی شرح دیکھیں)

۳۹۵۲۔ ترجمہ: ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ سے ہجرت کرنے

النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَخَرَجْنَا مُهَاجِرِيْنَ إِلَيْهِ أَنَا وَأَخَوَانِ
لِيْ وَأَنَا أَصْغَرُهُمْ أَحَدُهُمَا أَبُوْ بُرْدَةَ وَالْآخَرُ أَبُوْ رُهْمٍ إِمَّا قَالَ بِضْعٌ وَإِمَّا
قَالَ فِيْ ثَلٰثَةٍ وَّخَمْسِيْنَ أَوْ اثْنَيْنِ وَخَمْسِيْنَ رَجُلًا مِّنْ قَوْمِيْ فَرَكِبْنَا سَفِيْنَةً
فَأَلْقَتْنَا سَفِيْنَتُنَا إِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ فَأَقَمْنَا
مَعَهٗ حَتّٰى قَدِمْنَا جَمِيْعًا فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ
وَكَانَ أُنَاسٌ مِّنَ النَّاسِ يَقُوْلُوْنَ لَنَا يَعْنِيْ لِأَهْلِ السَّفِيْنَةِ سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ
وَدَخَلَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ وَهِيَ مِمَّنْ قَدِمَ مَعَنَا عَلٰى حَفْصَةَ زَوْجِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَةً وَقَدْ كَانَتْ هَاجَرَتْ إِلَى النَّجَاشِيِّ فِيْمَنْ
هَاجَرَ فَدَخَلَ عُمَرُ عَلٰى حَفْصَةَ وَأَسْمَاءُ عِنْدَهَا فَقَالَ عُمَرُ حِيْنَ رَأَى
أَسْمَاءَ مَنْ هٰذِهٖ قَالَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ قَالَ عُمَرُ الْحَبَشِيَّةُ هٰذِهِ الْبَحْرِيَّةُ
هٰذِهٖ قَالَتْ أَسْمَاءُ نَعَمْ قَالَ سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ فَنَحْنُ أَحَقُّ بِرَسُوْلِ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكُمْ فَغَضِبَتْ وَقَالَتْ كَلَّا وَاللهِ كُنْتُمْ مَعَ

کی خبر پہنچی حالانکہ ہم یمن میں تھے تو ہم ہجرت کرتے ہوئے آپ کی طرف نکلے۔ میں اور میرے دو بھائی تھے
اور میں تمام بھائیوں سے کمسن تھا۔ ایک کا نام ابو بردہ اور دوسرے کا نام ابو رہم تھا۔ یا ابو موسیٰ نے کہا
ہم چند لوگوں میں نکلے یا کہا اپنی قوم کے ترپن یا باون یا پچپن افراد میں نکلے۔ ہم کشتی پر سوار ہوئے تو اس نے
ہمیں حبشہ میں نجاشی کے پاس پہنچا دیا ہم حبشہ میں جعفر بن ابی طالب سے ملے اور ان کے ساتھ ہم نے حبشہ
میں اقامت کی حتی کہ ہم سب (حبشہ سے مدینہ منورہ) آگئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے جس وقت آپ
نے خیبر فتح کیا تھا۔ لوگ ہمیں یعنی کشتی میں سوار ہونے والوں کو کہتے تھے۔ ہم ہجرت میں تم سے سبقت لے گئے
ہیں۔ اسماء بنت عمیس (جعفر کی بیوی)، جو ان لوگوں میں سے تھیں جو ہمارے ساتھ حبشہ سے آئے تھے ام المؤمنین
حفصہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کے لئے ان کے پاس گئیں حالانکہ اُس نے بھی حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطْعِمُ جَائِعَكُمْ وَيَعِظُ جَاهِلَكُمْ
وَكُنَّا فِيْ دَارٍ اَوْ فِيْ اَرْضِ الْبُعَدَاءِ الْبُغَضَاءِ بِالْحَبَشَةِ وَذٰلِكَ فِي اللّٰهِ
وَفِيْ رَسُوْلِهٖ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَا اَطْعَمُ طَعَامًا وَّلَا اَشْرَبُ شَرَابًا حَتّٰى
اَذْكُرَ مَا قُلْتَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ كُنَّا نُؤْذٰى وَنُخَافُ
وَسَاَذْكُرُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَسْاَلُهٗ وَاللّٰهِ لَا اَكْذِبُ
وَلَا اَزِيْغُ وَلَا اَزِيْدُ عَلَيْهِ فَلَمَّا جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ
يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّ عُمَرَ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَمَا قُلْتِ لَهٗ قَالَتْ قُلْتُ لَهٗ كَذَا
وَكَذَا قَالَ لَيْسَ بِاَحَقَّ بِيْ مِنْكُمْ وَلَهٗ وَلِاَصْحَابِهٖ هِجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ وَلَكُمْ
اَنْتُمْ اَهْلَ السَّفِيْنَةِ هِجْرَتَانِ قَالَتْ فَلَقَدْ رَاَيْتُ اَبَا مُوْسٰى وَاَصْحَابَ
السَّفِيْنَةِ يَاْتُوْنِيْ اَرْسَالًا يَسْاَلُوْنِيْ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَا مِنَ الدُّنْيَا
شَيْءٌ هُمْ بِهٖ اَفْرَحُ وَلَا اَعْظَمُ فِيْ اَنْفُسِهِمْ مِمَّا قَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں نجاشی کی طرف ہجرت کی تھی۔ اس اثنا میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حفصہ کے پاس آئے حالانکہ اسماء ان کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ عمر فاروق نے جب اسے دیکھا تو فرمایا یہ عورت کون ہے ؟ حفصہ نے کہا یہ بنت عمیس ہے۔ عمر فاروق نے کہا کیا حبشیہ یہ ہے بحریہ یہ ہے۔ اسماء نے کہا جی ہاں ! اسی طرح ہے۔ عمر فاروق نے فرمایا ہم ہجرت میں تم سے سبقت لے گئے ہیں پس ہم تمہاری نسبت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہیں (یہ سُن کر) اسماء غصہ سے بھر گئیں اور کہا ایسا ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ تم میں سے بھوکوں کو کھانا کھلاتے تھے اور جاہلوں کو وعظ فرماتے تھے (تمہارے ظاہر باطن کی حفاظت کرتے تھے) اور ہم حبشہ میں اجنبی لوگوں کی زمین میں تھے۔ یہ تمام صعوبتیں اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں تھیں۔ اللہ کی قسم ! میں نہ تو کھانا کھاؤں گی اور نہ ہی پانی پیوں گی حتی کہ جو کچھ آپ نے کہا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کروں گی۔ ہمیں اذیت پہنچائی جاتی اور خوف دلایا جاتا تھا۔ میں یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کروں گی اور آپ سے پوچھوں گی۔ بخدا میں نہ تو جھوٹ بولوں گی، نہ ٹیڑھی راہ اختیار کروں گی اور نہ ہی اس پر

قَالَ اَبُو بُرْدَةَ قَالَتْ اَسْمَاءُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ اَبَا مُوسٰی وَ اَنَّهٗ لَيَسْتَعِيْدُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنِّیْ وَ قَالَ اَبُو بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوسٰی قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ اَصْوَاتَ رُفْقَةِ الْاَشْعَرِيِّيْنَ بِالْقُرْاٰنِ حِيْنَ يَدْخُلُوْنَ بِاللَّيْلِ وَ اَعْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِنْ اَصْوَاتِهِمْ بِالْقُرْاٰنِ بِاللَّيْلِ وَاِنْ كُنْتُ لَمْ اَرَ مَنَازِلَهُمْ حِيْنَ نَزَلُوْا بِالنَّهَارِ وَمِنْهُمْ حَكِيْمٌ اِذَا لَقِیَ الْخَيْلَ اَوْ قَالَ الْعَدُوَّ قَالَ لَهُمْ اِنَّ اَصْحَابِیْ يَاْمُرُوْنَكُمْ اَنْ تَنْظُرُوْهُمْ

کچھ اضافہ کردں گی - جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو عرض کیا - یا نبیؐ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! عمر فاروق نے ایسا ایسا کہا ہے - آپ نے فرمایا تم نے اسے کیا کہا تھا - اسماء نے کہا میں نے انہیں اس طرح کہا تھا - آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ تم سے زیادہ میرے قریب نہیں - ان کی اور ان کے ساتھیوں کی ایک ہجرت ہے اور اے کشتی والو ! تمہاری دو ہجرتیں ہیں - اسماء نے کہا میں نے ابو موسیٰ اور اصحابِ سفینہ کو دیکھا کہ وہ ہجوم کے ہجوم میرے پاس آکر مجھ سے یہ حدیث پوچھتے ہیں - دُنیا کی کوئی شئے نہیں جس سے وہ زیادہ خوش ہوئے ہوں اور نہ ہی اُن کے دلوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کے حق میں اس ارشاد سے عظیم تر کوئی شئے ہو ابو بردہ نے کہا اسماء نے کہا میں نے ابو موسیٰ کو دیکھا کہ وہ مجھ سے اس حدیث کا بار بار اعادہ کرواتے تھے - ابو بُردہ نے ابو موسیٰ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اشعری دوستوں کی قرآن پڑھنے کی آوازیں پہچانتا ہوں جبکہ وہ رات میں آتے ہیں - اور ان کے رات میں قرآن پڑھنے کی آواز سے ان کے منازل کو پہچانتا ہوں - اگرچہ میں نے ان کے منازل نہیں دیکھے جہاں وہ دن میں رہتے ہیں - ان میں سے حکیم ہیں جب دشمنوں کی جماعت کا مقابلہ کرتے یا خیل کی جگہ عدو کہا (یہ راوی کو شک ہے) تو اُن سے کہتے میرے ساتھی تمہیں کہتے ہیں کہ اُن کا انتظار کرو "

۳۹۵۲ — شرح : محمد بن اسحاق نے ذکر کیا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن اُمیہ ضمری کو نجاشی کے پاس بھیجا کہ جعفر بن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں کو حبشہ سے مدینہ منورہ بھیج دے چنانچہ نجاشی نے اِن حضرات کو نہایت ہی اعزاز و اکرام سے واپس کیا اور ان کے ساتھ عمرو بن اُمیہ بھی آیا جبکہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تھے - ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ جعفر بن ابو طالب کے ساتھ سولہ (۱۶) حضرات تھے جن میں ان کی بیوی اسماء بنت عمیس ، خالد بن سعید بن عاص اور ان کی بیوی

اور بھائی عمرو بن سعید بن عاص اور مُعَیقیب بن ابی فاطمہ بھی تھے۔ اسماء بنت عُمَیس کی والدہ ہند بنت عوف ہے اور وہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی ام الفضل لبابہ کی بہن ہے۔ جب ان کے خاوند حضرت جعفر رضی اللہ عنہ مُوتہ کی جنگ میں شہید ہو گئے تو اُن سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نکاح کر لیا اور اُن کے پیٹ سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوئے پھر جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن سے نکاح کر لیا اور یحییٰ بن علی بن ابی طالب پیدا ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد متعدد شادیاں کی تھیں۔ ابوموسیٰ اشعری نے کہا اسماء ہمارے ساتھ حبشہ سے آئی تھی وہ ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کی زیارت کرنے گئیں تو وہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور اُن سے متعلق حفصہ سے دریافت کیا تو اُنھوں نے کہا یہ اسماء بنت عُمیس ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھا یہ بحر (سمندر) میں سفر کرنے والی اور حبشہ میں سکونت کرنے والی ہے؟ اسماء نے کہا ہاں درست ہے۔ عمر فاروق نے کہا ہم ہجرت میں تم سے سبقت لے گئے اس لئے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہیں یہ سُن کر اسماء نے کہا آپ سچ کہتے ہیں تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتے ہو آپ تم میں بھوکوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور جاہلوں کو علم سکھاتے ہیں اور ہم دور دراز زمین میں رہتے ہیں جہاں ہمارا کوئی ہمنوا نہیں۔ پھر اسماء نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا اے اہل سفینہ تمہیں کبیدہ خاطر نہیں ہونا چاہیے وہ تم سے زیادہ میرے قریب نہیں اُنھوں نے ایک ہجرت مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف کی ہے اور تم نے دو ہجرتیں کی ہیں۔ ایک بار تم مکہ سے حبشہ کے نجاشی کی طرف گئے اور دوسری بار مدینہ منورہ میں میری طرف ہجرت کی۔

علامہ ابن حجر نے ذکر کیا کہ ابن سعد نے صحیح سند کے ساتھ شعبی سے روایت کی کہ اسماء بنت عُمیس نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ ہم پر فخر کی باتیں کرتے ہیں وہ ہمیں کہتے ہیں تم اولین مہاجرین سے نہیں ہو۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ تمہاری دو ہجرتیں ہیں تم نے حبشہ کی طرف ہجرت کی پھر اس کے بعد ہجرت کی۔ اس روایت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اہل سفینہ کو دوسرے مہاجرین پر فضیلت حاصل ہے کیونکہ انہوں نے صرف ایک ہجرت کی ہے اور اہل سفینہ نے دو ہجرتیں کی ہیں لیکن اس کو یہ لازم نہیں کہ اہل سفینہ کو دوسرے مہاجرین اولین پر مطلقاً فضیلت حاصل ہے بلکہ اس حیثیت سے ان کو فضیلت حاصل ہوگی یہ جزوی فضیلت ہے جو کلی فضیلت کے منافی نہیں۔ قولہ اِنِّی لَاَعْرِفُ الخ یعنی جب اشعری رات کو مساجد میں جاتے ہیں اور قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں تو میں ان کی آوازوں سے اُن کی منزلوں کو پہچانتا ہوں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رات بلند آواز سے قرآن کریم پڑھنا مستحسن ہے بشرطیکہ کسی کو اذیت نہ پہنچے اور نہ ہی اس میں ریاء پائی جائے۔ قولہ منھم حکیم الخ وہ اشعریوں میں ایک بہادر شخص ہے۔ وہ جب گھوڑ سوار مسلمانوں سے ملاقات کرتے تو انہیں کہتے ہمارے پیادے ساتھیوں کا انتظار کرو جب وہ آ جائیں تو مل کر اجتماعی صورت میں حملہ کریں گے۔ شق ثانی کے اعتبار سے معنی یہ ہوگا۔ وہ بہادری کے باعث دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے تھے اور دشمن جب بھاگنے کا ارادہ

۳۹۵۳۔ حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاھِیْمَ سَمِعَ حَفْصَ بْنَ غِیَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا بُرَیْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَدِمْنَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدَ اَنِ افْتَتَحَ خَیْبَرَ فَقَسَمَ لَنَا وَلَمْ یَقْسِمْ لِاَحَدٍ لَمْ یَشْھَدِ الْفَتْحَ غَیْرَنَا

کرتا تو اُن سے کہتے اپنے شہسواروں کا انتظار کرو۔ تمہاری مدد کے لئے آ رہے ہیں تاکہ ان کو لڑائی کے لئے روکے اور ان کا مقابلہ کرے یہ بہت بہادری ہے۔ ابن تین نے کہا حکیم کے کلام کا مقصد یہ ہے کہ اس کے ساتھی اللہ کی راہ میں جہاد سے محبت کرتے ہیں اور جنگ میں پیدا ہونے والی صورتِ حال کی پرواہ نہیں کرتے ہیں

۳۹۵۳ — ترجمہ : ابو موسیٰ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیبر فتح کرنے کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے غنیمت کے اموال سے ہمارے لئے حصّہ تقسیم کیا اور ہمارے سوا جو فتح خیبر میں حاضر نہ تھا کسی کے لئے حصّہ تقسیم نہ کیا۔

۳۹۵۳ — شرح : یعنی اہل سفینہ اشعری اور ان کے ساتھیوں اور حضرت جعفر ابن ابی طالب اور ان کے ساتھیوں کو خیبر کے اموالِ غنیمت سے حصّہ دیا ہمارے سوا جو کوئی خیبر میں حاضر نہ تھا اسے حصّہ نہیں دیا؛ چنانچہ فرض الخمس کے باب میں مذکور ہے کہ جو کوئی فتح خیبر میں غائب تھا اس کے لئے خیبر کے اموال سے حصّہ مقرر نہ کیا صرف اُن لوگوں کو غنیمت سے حصّہ میسّر ہُوا جو خیبر میں موجود تھے۔ البتہ اہل سفینہ اور حضرت جعفر اور ان کے ساتھیوں سمیت سب کے لئے غنائم خیبر سے حصّہ مقرر کیا۔ حالانکہ ہم غائب تھے۔

اس حدیث سے احناف نے استدلال کیا کہ دار اسلام میں غنائم لانے سے قبل جو کوئی وہاں پہنچ جائے اور مجاہدین سے لاحق ہو جائے اگرچہ جنگ میں شریک نہ ہُوا ہو وہ غنیمت میں مجاہدین میں شمار ہوگا۔ شوافع اس کے خلاف ہیں۔ وہ کہتے ہیں غنیمت کا وہی شخص مستحق ہے جو جنگ میں موجود ہو انہوں نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے استدلال کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "غنیمت اس کے لئے جو جنگ میں شریک ہو" احناف اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر موقوف ہے اور رفع میں غریب ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بعض شافعیہ کہتے ہیں کہ ابو موسیٰ کی حدیث اس پر محمول ہے کہ خیبر کے اموال جمع کرنے سے پہلے اہلِ سفینہ وہاں پہنچ گئے تھے۔ لہٰذا وہ غائب نہ ہُوئے اس کا جواب یہ ہے۔ تمہارا یہ کہنا دلیل کا محتاج ہے۔ دلیل کے بغیر مذکور محمل بیان کرنا بے سود ہے (عینی)۔

۳۹۵۴ — حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَقَ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ قَالَ حَدَّثَنِي ثَوْرٌ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ افْتَتَحْنَا خَيْبَرَ فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلَا فِضَّةً إِنَّمَا غَنِمْنَا الْبَقَرَ وَالْإِبِلَ وَالْمَتَاعَ وَالْحَوَائِطَ ثُمَّ انْصَرَفْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى وَادِي الْقُرَى وَمَعَهُ عَبْدٌ لَهُ يُقَالُ لَهُ مِدْعَمٌ أَهْدَاهُ لَهُ أَحَدُ بَنِي الضِّبَابِ فَبَيْنَمَا هُوَ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ سَهْمٌ عَائِرٌ حَتَّى أَصَابَ ذَلِكَ الْعَبْدَ فَقَالَ النَّاسُ هَنِيئًا لَهُ الشَّهَادَةُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلَى وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِي أَصَابَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا فَجَاءَ رَجُلٌ حِينَ سَمِعَ ذَلِكَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِرَاكٍ أَوْ بِشِرَاكَيْنِ فَقَالَ هَذَا شَيْءٌ كُنْتُ أَصَبْتُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِرَاكٌ أَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ

۳۹۵۴ — ترجمہ : ابن مطیع کے آزاد کردہ غلام سالم نے بیان کیا کہ انھوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ہم نے خیبر فتح کیا اور ہم نے سونا چاندی غنیمت نہ پائی۔ ہم نے صرف گائے، اونٹ، سامان اور باغات غنیمت پائی۔ پھر ہم جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ وادی القریٰ میں آئے۔ جبکہ آپ کے ساتھ آپ کا ایک غلام تھا جسے "مِدْعَم" کہا جاتا تھا وہ قبیلہ بنی ضباب کے ایک شخص نے آپ کو نذرانہ پیش کیا تھا۔ ایک دفعہ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کجاوہ اُتار رہا تھا کہ اچانک اس کو ایسا تیر لگا جس کے مارنے والے کا کوئی پتہ نہ تھا۔ وہ غلام تیر لگنے سے مر گیا تو لوگوں نے کہا اس کو شہادت مبارک ہو (یہ سُن کر) جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ تم کہتے ہو اس طرح نہیں مجھے اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ جو چادر اُس نے خیبر کے

روز غنیمت تقسیم کرنے سے پہلے لی تھی وہ اس پر آگ روشن کرے گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن کر ایک شخص ایک یا دو تسمے لے آیا اور کہا یہ میں نے حاصل کئے تھے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک یا دو تسمے بھی آگ ہوں گے۔

۳۹۵۴ — شرح: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے خیبر فتح کیا یعنی مسلمانوں نے خیبر فتح کیا، کیونکہ ابوہریرہ فتح خیبر میں حاضر نہ تھے وہ فتح کے بعد آئے تھے

ابومسعود نے کہا عنبسہ بن سعید نے ابوہریرہ سے حدیث بیان کی کہ انہوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا جبکہ مسلمانوں نے خیبر فتح کر لیا تھا۔ یہ حدیث مذکور محمل کی تائید کرتی ہے لیکن اس میں کسی کو شک نہیں کہ ابوہریرہ غنائم کی تقسیم میں موجود تھے۔ لہٰذا اس حدیث سے غرض یہ ہے کہ چادر خیانت کرنے میں مدعم کا واقعہ ذکر کریں۔

مِدعَم: رفاعہ بن زید بن وہب ضبیبی کا غلام تھا۔ اُنھوں نے یہ غلام سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو نذرانہ پیش کیا تھا۔ پھر اس بات میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے کہ اِس غلام کو سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر دیا تھا یا یہ غلام ہی فوت ہو گیا تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ۳۹۵۲ میں ہے کہ ابوموسیٰ نے کہا کہ ہمارے سوا جو خیبر میں حاضر نہ تھے کسی کے لئے غنیمت سے حصہ مقرر نہ کیا اور اس حدیث میں ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے لئے غنیمت سے حصہ مقرر کیا بظاہر اِن دونوں حدیثوں میں تضاد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابوموسیٰ کی مراد یہ ہے کہ جو کوئی خیبر میں حاضر نہ تھا مجاہدین کی رضاء کے بغیر کسی کے لئے غنیمت سے حصہ مقرر نہیں کیا گیا۔ یہ خصوصیت صرف اہلِ سفینہ کی ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غانمین کو راضی کئے بغیر ان کے لئے حصہ مقرر کیا اور ابوہریرہ اور اُن کے ساتھیوں کو مسلمانوں کی رضامندی سے غنیمت سے کچھ دیا تھا۔

اس مقام میں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ کتاب الجهاد کے آخر میں "القليل من الغلول" کے باب میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان کا محافظ ایک شخص تھا، جس کو "کرکرہ" کہا جاتا تھا وہ مرگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ چادر خیانت کرنے کے باعث دوزخ میں ہوگا عیاض کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے۔ لیکن ایسا نہیں یہ دونوں واقعات متغائر ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو "کرکرہ" ہوذہ بن علی نے نذرانہ پیش کیا تھا جبکہ مدعم رفاعہ نے آپ کو ہدیہ پیش کیا تھا لہٰذا یہ دونوں ایک نہیں ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۳۹۵۵ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِی مَرْیَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ زَیْدٌ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یَقُوْلُ اَمَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْلَا اَنْ اَتْرُكَ اٰخِرَ النَّاسِ بَبَّانًا لَیْسَ لَهُمْ شَیْءٌ مَا فُتِحَتْ عَلَیَّ قَرْیَةٌ اِلَّا قَسَمْتُهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْبَرَ وَلٰكِنِّیْ اَتْرُكُهَا خِزَانَةً لَهُمْ یَقْتَسِمُوْنَهَا

۳۹۵۶ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِیٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عُمَرَ قَالَ لَوْلَا اٰخِرُ الْمُسْلِمِیْنَ مَا فُتِحَتْ عَلَیْهِمْ قَرْیَةٌ اِلَّا قَسَمْتُهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْبَرَ

۳۹۵۵ ترجمہ: محمد بن جعفر نے بیان کیا کہ مجھے زید نے اپنے والد سے خبر دی کہ انھوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا یہ بات سُن لو اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر مجھے آنے والی نسلوں کے غریب اور مفلس ہونے کا ڈر نہ ہوتا جو بے سروسامان ہوں گے تو جو علاقہ فتح ہوتا میں اس کو اس طرح تقسیم کر دیتا جس طرح سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر تقسیم کیا تھا لیکن میں یہ اس حال میں چھوڑ رہا ہوں کہ وہ آنے والے لوگوں کے لئے خزانہ ہے جو قیامت تک اسے تقسیم کرتے رہیں گے۔ الحاصل یہ اموال تقسیم نہ کرنے میں عام لوگوں کا مفاد ہے، لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ حضرات مجاہدین کی رضامندی سے کیا تھا۔

لغت: بَبَّانًا "مفلس لوگ جو غربت میں مساوی ہوں"

۳۹۵۶ ترجمہ: مالک بن انس نے زید بن اسلم سے روایت کی اُنھوں نے کہا اگر آنے والی مسلمان نسلوں کا خیال نہ ہوتا تو جو بھی ملک فتح ہوتا اس کو میں غانمین میں تقسیم کر دیتا جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر تقسیم کیا تھا۔

۳۹۵۶ شرح: علماء فرماتے ہیں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت میں اموال اور اراضی حاصل کئے اور یہ کہیں بھی آپ سے منقول نہیں کہ آپ نے خیبر کے سوا ان کو تقسیم کر دیا ہو۔ علامہ عینی نے کہا اس پر اُمّت کا اجماع مذکور ہے۔ اگر امام کسی وقت ان کی تقسیم مناسب خیال کرے

روز غنیمت تقسیم کرنے سے پہلے لی تھی وہ اس پر آگ روشن کرے گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن کر ایک شخص ایک یا دو تسمے لے آیا اور کہا یہ میں نے حاصل کئے تھے۔ سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک یا دو تسمے بھی آگ ہوں گے۔

۳۹۵۴ — شرح : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے خیبر فتح کیا یعنی مسلمانوں نے خیبر فتح کیا، کیونکہ ابوہریرہ فتح خیبر میں حاضر نہ تھے وہ فتح کے بعد آئے تھے

ابومسعود نے کہا عنبسہ بن سعید نے ابوہریرہ سے حدیث بیان کی کہ انہوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا جبکہ مسلمانوں نے خیبر فتح کر لیا تھا۔ یہ حدیث مذکور محمل کی تائید کرتی ہے لیکن اس میں کسی کو شک نہیں کہ ابوہریرہ غنائم کی تقسیم میں موجود تھے۔ لہٰذا اس حدیث سے غرض یہ ہے کہ چادر خیانت کرنے میں مدعم کا واقعہ ذکر کریں۔

مِدْعَم : رفاعہ بن زید بن وہب ضبیبی کا غلام تھا۔ اُنھوں نے یہ غلام سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو نذرانہ پیش کیا تھا۔ پھر اِس بات میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے کہ اِس غُلام کو سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر دیا تھا یا یہ غلام ہی فوت ہوگیا تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ع ۳۹۵۲ میں ہے کہ ابوموسیٰ نے کہا کہ ہمارے سوا جو خیبر میں حاضر نہ تھے کسی کے لئے غنیمت سے حصّہ مقرر نہ کیا اور اس حدیث میں ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے لئے غنیمت سے حصّہ مقرر کیا بظاہر اِن دونوں حدیثوں میں تضاد ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابوموسیٰ کی مراد یہ ہے کہ جو کوئی خیبر میں حاضر نہ تھا مجاہدین کی رضاء کے بغیر کسی کے لئے غنیمت سے حصّہ مقرر نہیں کیا گیا۔ یہ خصوصیّت صرف اہلِ سفینہ کی ہے کہ سیّدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غانمین کو راضی کئے بغیر ان کے لئے حصّہ مقرر کیا اور ابوہریرہ اور اُن کے ساتھیوں کو مسلمانوں کی رضامندی سے غنیمت سے کچھ دیا تھا۔

اس مقام میں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ کتاب الجہاد کے آخر میں "القلیل من الغلول" کے باب میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان کا محافظ ایک شخص تھا، جس کو "کرکرہ" کہا جاتا تھا وہ مر گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ چادر خیانت کرنے کے باعث دوزخ میں ہوگا عیاض کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی واقعہ ہے۔ لیکن ایسا نہیں یہ دونوں واقعات متغائر ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو "کرکرہ" ہوذہ بن علی نے نذرانہ پیش کیا تھا جبکہ مدعم رفاعہ نے آپ کو ہدیہ پیش کیا تھا لہٰذا یہ دونوں ایک نہیں ہیں۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۳۹۵۵ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي زَيْدٌ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ أَمَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا أَنْ أَتْرُكَ آخِرَ النَّاسِ بَبَّانًا لَيْسَ لَهُمْ شَيْءٌ مَا فُتِحَتْ عَلَيَّ قَرْيَةٌ إِلَّا قَسَمْتُهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ وَلَكِنِّي أَتْرُكُهَا خِزَانَةً لَهُمْ يَقْتَسِمُونَهَا۔

۳۹۵۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ قَالَ لَوْلَا آخِرُ الْمُسْلِمِينَ مَا فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ قَرْيَةٌ إِلَّا قَسَمْتُهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ

۳۹۵۵ ترجمہ : محمد بن جعفر نے بیان کیا کہ مجھے زید نے اپنے والد سے خبر دی کہ انھوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا یہ بات سُن لو اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر مجھے آنے والی نسلوں کے غریب اور مفلس ہونے کا ڈر نہ ہوتا جو بے سروسامان ہوں گے تو جو علاقہ فتح ہوتا میں اس کو اس طرح تقسیم کر دیتا جس طرح سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر تقسیم کیا تھا لیکن میں یہ اس حال میں چھوڑ رہا ہوں کہ وہ آنے والے لوگوں کے لئے خزانہ ہے جو قیامت تک اسے تقسیم کرتے رہیں گے۔ الحاصل یہ اموال تقسیم نہ کرنے میں عام لوگوں کا مفاد ہے، لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ حضرات مجاہدین کی رضامندی سے کیا تھا۔

لغت : بَبَّانًا " مفلس لوگ جو غربت میں مساوی ہوں "

۳۹۵۶ ترجمہ : مالک بن انس نے زید بن اسلم سے روایت کی اُنھوں نے کہا اگر آنے والی مسلمان نسلوں کا خیال نہ ہوتا تو جو بھی ملک فتح ہوتا اس کو میں غانمین میں تقسیم کر دیتا جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر تقسیم کیا تھا۔

۳۹۵۶ شرح : علماء فرماتے ہیں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت میں اموال اور اراضی حاصل کئے اور یہ کہیں بھی آپ سے منقول نہیں کہ آپ نے خیبر کے سوا ان کو تقسیم کر دیا ہو۔ علامہ عینی نے کہا اس پر اُمّت کا اجماع مذکور ہے۔ اگر امام کسی وقت ان کی تقسیم مناسب خیال کرے

۳۹۵۷ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ وَسَأَلَهُ اِسْمٰعِيْلُ بْنُ اُمَيَّةَ قَالَ اَخْبَرَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيْدٍ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ قَالَ لَهُ بَعْضُ بَنِيْ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ لَا تُعْطِهِ فَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ هٰذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ فَقَالَ وَاعَجَبَاهُ لِوَبْرٍ تَدَلّٰى مِنْ قَدُوْمِ الضَّانِ وَيُذْكَرُ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَنْبَسَةُ ابْنُ سَعِيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يُخْبِرُ سَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَانًا عَلٰى سَرِيَّةٍ مِنَ الْمَدِيْنَةِ قِبَلَ نَجْدٍ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ فَقَدِمَ اَبَانُ وَاَصْحَابُهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَيْبَرَ بَعْدَ مَا افْتَتَحَهَا وَاِنَّ حُزُمَ خَيْلِهِمْ لَلِيْفٌ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ لَا تَقْسِمْ لَهُمْ قَالَ اَبَانُ وَاَنْتَ بِهٰذَا يَا وَبْرُ تَحَدَّرَ مِنْ رَاْسِ ضَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَانُ اِجْلِسْ فَلَمْ يَقْسِمْ لَهُمْ

اور اپنی رائے سے تقسیم کرنا چاہے۔ تو وہ اپنے فتح کردہ علاقہ کے اموال تقسیم کرسکتا ہے۔

(حدیث ۲۹۱۷ کی شرح دیکھیں)

۳۹۵۷ـ ترجمہ : عَنْبَسَہ بن سعید نے بیان کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ سے (خیبر کے اموالِ غنیمت) سے کچھ طلب کیا تو بنی سعید بن عاص میں سے ایک شخص نے کہا یا رسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم، اس کو کچھ نہ دیں (یہ سن کر) ابو ہریرہ نے کہا یہ ابنِ قوقَل کا قاتل ہے اس شخص نے کہا اس بلے جیسے شخص پر تعجب ہے جو دوس کے پہاڑ ضان کی چوٹی سے اُتر کر آیا ہے۔ زُبیدی سے زُہری کے واسطہ سے ذکر کیا جاتا ہے کہ اُنہوں نے کہا مجھے عنبسہ بن سعید نے بتایا کہ اُنہوں نے ابو ہریرہ سے سُنا وہ سعید بن عاص کو خبردار کر رہے تھے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ابان کو ایک چھوٹے سے لشکر پر امیر بنا کر مدینہ منورہ سے نجد کی طرف روانہ کیا۔ ابوہریرہ نے کہا ابان اور اُن کے ساتھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس خیبر میں آئے جبکہ آپ نے اس کو فتح کر لیا تھا اور اُن کے

گھوڑوں کی پیشانیاں چھال کی تھیں (بے سرو سامان تھے) - ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! انہیں غنیمت سے حصہ تقسیم کرکے نہ دیں - ابان نے کہا ارے بلے جو ضان پہاڑ سے ابھی اُتر کر آیا ہے تو یہ بات کرتا ہے (یہ سُن کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابان! بیٹھ جاؤ اور ان کو مالِ غنیمت سے کچھ نہ دیا۔

٢٩٥٧ — شرح : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ خیبر فتح ہوجانے کے بعد خیبر میں حاضر ہُوئے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غنیمت کے اموال سے کچھ طلب کیا تو ایک شخص نے ابوہریرہ کو مالِ غنیمت سے حصہ دینے سے منع کیا اس پر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ابنِ قوقل کا قاتل ہے۔ یہ شخص ابان بن سعید بن عاص بن اُمیّہ ہے اور سعید بن عاص جس سے ابوہریرہ نے حدیث بیان کی ہے کا چچا ہے۔ ابان غزوۂ حدیبیہ کے بعد مسلمان ہُوا - اسی ابان نے حدیبیہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو پناہ دی حتی کہ وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہُوئے اور ان کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچایا تھا پہلے گزرا ہے کہ غزوۂ خیبر حدیبیہ سے واپس آنے کے بعد ہُوا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابان حدیبیہ کے بعد مسلمان ہُوا تھا اسی لئے اس کو چھوٹے لشکر میں بھیجنا واضح ہوتا ہے۔ ہشیم بن علی نے اخبار میں ابان کے اسلام کا واقعہ ذکر کیا ہے۔ اُنہوں نے سعید بن عاص کے طریق سے روایت کی کہ بدر میں میرا والد قتل ہوگیا تو میرے چچا ابان نے میری پرورش کی جبکہ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سخت دشمن تھا اور آپ کو گالیاں دیا کرتا تھا۔ وہ شام میں گیا جب واپس آیا تو آپ کو گالیاں دینے سے رُک گیا اس سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو اُس نے کہا وہ شام میں ایک راہب (یہودی درویش) سے ملا تھا اُس نے اس کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات سے روشناس کیا اور آپ کے اوصاف ذکر کئے اس وقت سے ابان کے دِل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق واقع ہُوئی اور تھوڑی دیر بعد مدینہ منورہ آکر مسلمان ہوگیا اگر یہ واقعہ ثابت ہو تو ہوسکتا ہے کہ اس کا شام میں جانا حدیبیہ سے پہلے ہو (فتح الباری)

ابن قوقل ،، نعمان بن قوقل ہیں ان کو نعمان بن ثعلبہ بھی کہا جاتا ہے۔ ثعلبہ کو قوقل کہتے ہیں وہ انصاری ہیں جنگ بدر میں حاضر ہُوئے تھے اور اُحُد کی لڑائی میں ان کو ابان بن سعید بن عاص بن اُمیّہ نے شہید کردیا تھا پھر مسلمان ہوگیا تھا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء حضرمی کو بحرین سے معزول کرکے ابان کو اس کے بروبحر کا حاکم مقرر کیا تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک وہاں حاکم رہے اور تیرہ ہجری کے جمادی الاولیٰ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں قتل ہُوئے (عینی)

قولہ واعجبا ،، اسم فعل اَعْجَبُ کے معنی میں ہے۔ دراصل واعجبی تھا کسرہ کو فتحہ سے تبدیل کیا جیسے وااسفا دراصل وااسفی تھا کسرہ کو فتحہ سے تبدیل کرکے یاء کو الف سے بدل کر دیا۔ کلمہ وا دو طرح استعمال ہوتا ہے۔ اور اس سے چھوٹا ہوتا ہے اس کی دم نہیں ہوتی وہ عموماً گھروں میں رہتا ہے۔ ابان نے ابوہریرہ

۳۹۵۸ ـــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَدِّي أَنَّ أَبَانَ بْنَ سَعِيدٍ أَقْبَلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا قَاتِلُ ابْنِ قَوْقَلٍ فَقَالَ أَبَانُ لِأَبِي هُرَيْرَةَ وَاعَجَبًا لَكَ وَبْرٌ تَدَأْدَأَ مِنْ قَدُومِ ضَأْنٍ يَنْعَى عَلَيَّ امْرَأً أَكْرَمَهُ اللّٰهُ بِيَدِي وَمَنَعَهُ أَنْ يُهِينَنِي بِيَدِهِ

کو دَبَر کہہ کر ان کی تحقیر کی اور ان کو لوگوں میں ضعیف و کمزور ظاہر کیا کہ وہ لڑائی پر قادر نہیں۔ تَدَلّٰی "، کا معنی ہے اُتر آیا "، ضَأن " دوس میں ایک پہاڑ کا نام ہے ۔بھیڑ کو بھی ضان کہا جاتا ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابھی گزرا ہے کہ ابان نے کہا تھا یا رسول اللہ " صلی اللہ علیہ وسلم "، ابوہریرہ کو غنیمت سے حصہ نہ دیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا قائل ابوہریرہ ہے۔ یہ تضاد ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں مخالفت نہیں کیونکہ حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ نے یہ دلیل ذکر کی تھی کہ ابان ابن قوقل کا قاتل ہے لہٰذا غنیمت کا مستحق نہیں اور ابان نے یہ دلیل پیش کی کہ ابوہریرہ لڑائی پر قدرت نہیں رکھتے ہیں اس لئے یہ حصہ کے مستحق نہیں۔ دراصل اس مقولہ کے قائل دونوں تھے (حدیث ۲۶۳۱ کی شرح دیکھیں)

۳۹۵۸ ـــ ترجمہ : عمرو بن یحییٰ بن سعید نے کہا میرے دادے نے مجھے خبر دی کہ ابان بن سعید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور سلام عرض کیا تو ابوہریرہ نے کہا یا رسول اللہ! یہ ابن قوقل کا قاتل ہے۔ ابان نے ابوہریرہ سے کہا تجھ پر تعجب ہے اے بلے تو ضان پہاڑ سے اُتر آیا ہے مجھ پر ایسے شخص کا عیب اُٹھاتا ہے جس کو اللہ نے میرے ہاتھ سے عزت دی اور اس کو اپنے ہاتھ سے مجھے ذلیل کرنے سے منع کیا۔

۳۹۵۸ ـــ شرح : ابان کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ اُس نے ابن قوقل کو قتل کیا جبکہ وہ جنگ اُحد میں کافر تھا اور نعمان مسلمان تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ابان کے ہاتھ سے مقام شہادت عطاء فرمایا اور اگر نعمان یعنی ابن قوقل ابان کو قتل کر دیتے تو ابان دونوں جہانوں میں ذلیل و رسوا ہوتا اور ہمیشہ جہنم میں میں رہتا۔ قولہ تَدَأْدَأَ " یہ دراصل تَدَهْدَهَ تھا ہاء کو ہمزہ کر دیا گیا ہے۔ اس کا معنی پتھر کا نالی میں گرنا بھی آتا ہے۔ گویا کہ ابان نے کہا یہ ہم پر گر پڑا ہے (خطابی)

۳۹۵۹ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِي بَكْرٍ تَسْأَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِينَةِ وَفَدَكٍ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَا الْمَالِ وَإِنِّي وَاللهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُولِ اللهِ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلَى فَاطِمَةَ مِنْهَا شَيْئًا فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ فِي ذٰلِكَ فَهَجَرَتْهُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ دَفَنَهَا زَوْجُهَا عَلِيٌّ لَيْلًا وَلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا أَبَا بَكْرٍ وَصَلّٰى عَلَيْهَا وَكَانَ لِعَلِيٍّ مِنَ النَّاسِ وَجْهٌ حَيَاةَ فَاطِمَةَ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ اسْتَنْكَرَ عَلِيٌّ وُجُوهَ النَّاسِ فَالْتَمَسَ مُصَالَحَةَ أَبِي بَكْرٍ وَمُبَايَعَتَهُ وَلَمْ يَكُنْ يُبَايِعُ

۳۹۵۹ — ترجمہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا جبکہ وہ اُن سے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مدینہ منورہ میں بطور فئی دی اور فدک اور جو خمس خیبر سے بچا تھا کا مطالبہ کرتی تھیں ابوبکر صدیق نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہیں جو کچھ ہم ترکہ چھوڑیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف اس مال میں سے کھا پی سکتے ہیں خدا کی قسم میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں کچھ تبدیلی نہیں کروں گا وہ اسی حال پر رہے گا۔ جس حال پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تھا اور اس میں وہی عمل کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا اور ابوبکر نے اس صدقہ سے سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو کچھ دینے سے انکار کر دیا اس لئے سیدہ ابوبکر

تِلْكَ الْاَشْهُرَ فَاَرْسَلَ اِلٰى اَبِىْ بَكْرٍ اَنِ ائْتِنَا وَلَا يَأْتِنَا اَحَدٌ مَعَكَ كَرَاهِيَةً
لِمَحْضَرِ عُمَرَ فَقَالَ عُمَرُ لَا وَاللّٰهِ لَا تَدْخُلُ عَلَيْهِمْ وَحْدَكَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَمَا
عَسِيْتَهُمْ اَنْ يَفْعَلُوْهُ بِىْ وَاللّٰهِ لَاٰتِيَنَّهُمْ فَدَخَلَ عَلَيْهِمْ اَبُوْبَكْرٍ فَتَشَهَّدَ
عَلِىٌّ فَقَالَ اِنَّا قَدْ عَرَفْنَا فَضْلَكَ وَمَا اَعْطَاكَ اللّٰهُ وَلَمْ نَنْفَسْ عَلَيْكَ خَيْرًا
سَاقَهُ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلٰكِنَّكَ اِسْتَبْدَدْتَ عَلَيْنَا بِالْاَمْرِ وَكُنَّا نَرٰى لِقَرَابَتِنَا
مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَصِيْبًا حَتّٰى فَاضَتْ عَيْنَا
اَبِىْ بَكْرٍ فَلَمَّا تَكَلَّمَ اَبُوْبَكْرٍ قَالَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَىَّ اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِىْ وَاَمَّا الَّذِىْ شَجَرَ بَيْنِىْ
وَبَيْنَكُمْ مِنْ هٰذِهِ الْاَمْوَالِ فَاِنِّىْ لَمْ اٰلُ فِيْهَا عَنِ الْخَيْرِ وَلَمْ اَتْرُكْ اَمْرًا
رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُهُ فِيْهَا اِلَّا صَنَعْتُهُ فَقَالَ عَلِىٌّ

سے اس بارے میں ناراض ہوگئیں اور ان سے ملاقات ترک کر دی اور فوت ہونے تک اُن سے کلام نہ کیا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف چھ ماہ بقید حیات رہیں۔ جب فوت ہوگئیں تو ان کے شوہر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے رات ہی انہیں دفن کر دیا اور ابو بکر کو خبر تک نہ کی اور خود ہی ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی حیات طیبہ تک تو لوگوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی وجاہت رہی جب سیدہ کا انتقال ہوگیا تو انہوں نے لوگوں کے چہرے پھرے ہوئے دیکھے تو ابو بکر صدیق سے مصالحت اور اُن کی بیعت کرنا چاہی جبکہ چھ ماہ تک اُنھوں نے بیعت نہ کی تھی چنانچہ ابو بکر صدیق کو پیغام بھیجا کہ آپ ہمارے پاس تشریف لائیں اور آپ کے ساتھ اور کوئی نہ آئے وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حاضر ہونے کو نامناسب سمجھتے تھے۔ عمر فاروق نے کہا بخدا! اے ابو بکر آپ تنہا اُن کے پاس نہیں جا سکتے ابو بکر صدیق نے کہا مجھے اُن سے اُمید نہیں کہ وہ میرے ساتھ بُرائی کریں گے۔ اللہ کی قسم میں اُن کے پاس ضرور جاؤں گا چنانچہ ابو بکر اُن کے پاس چلے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھا اور کہا اے ابو بکر ہم تمہاری فضیلت اور جو کچھ اللہ نے تمہیں عنایت کیا ہے جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو بھلائی عطا کی ہے ہم نے آپ پر

لِاَبِیْ بَکْرٍ مَوْعِدُكَ الْعَشِیَّةَ لِلْبَیْعَةِ فَلَمَّا صَلّٰی اَبُوْبَکْرٍ الظُّهْرَ رَقِیَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَتَشَهَّدَ وَذَکَرَ شَاْنَ عَلِیٍّ وَتَخَلُّفَهٗ عَنِ الْبَیْعَةِ وَعُذْرَهٗ بِالَّذِیْ اعْتَذَرَ اِلَیْهِ ثُمَّ اسْتَغْفَرَ وَتَشَهَّدَ عَلِیٌّ فَعَظَّمَ حَقَّ اَبِیْ بَکْرٍ وَحَدَّثَ اَنَّهٗ لَمْ یَحْمِلْهُ عَلَی الَّذِیْ صَنَعَ نَفَاسَةٌ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَلَا اِنْکَارٌ لِلَّذِیْ فَضَّلَهُ اللّٰهُ بِهٖ وَلٰکِنَّا کُنَّا نَرٰی لَنَا فِیْ هٰذَا الْاَمْرِ نَصِیْبًا وَاسْتَبَدَّ عَلَیْنَا فَوَجَدْنَا فِیْ اَنْفُسِنَا فَسُرَّ بِذٰلِكَ الْمُسْلِمُوْنَ وَقَالُوْا اَصَبْتَ وَکَانَ الْمُسْلِمُوْنَ اِلٰی عَلِیٍّ قَرِیْبًا حِیْنَ رَاجَعَ الْاَمْرَ بِالْمَعْرُوْفِ

حسد نہیں کیا، لیکن آپ خلافت کے بارے میں مستقل رہے اور ہم سے کوئی مشورہ نہیں لیا حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے سبب مشورہ میں ہم بھی اپنا حصہ سمجھتے تھے (حضرت علی گفتگو کرتے رہے) حتیٰ کہ ابوبکر صدیق کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے جب ابوبکر نے کلام کیا تو کہا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ مجھے اپنی قرابت سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت زیادہ محبوب ہے کہ میں اس کی رعائت کروں۔ اور جو میرے اور تمہارے درمیان ان متروکہ اموال کے سبب اختلاف واقع ہوا ہے۔ میں نے ان میں بھلائی سے تقصیر نہیں کی اور نہ ہی میں نے وہ کام ترک کیا ہے جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے لیکن میں نے اس کو ضرور کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق سے کہا شام کے وقت آپ سے بیعت کرنے کا وعدہ ہے جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ظہر کی نماز پڑھی تو منبر پر آئے اور خطبہ پڑھنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان اور ان کا بیعت سے پیچھے رہنا اور جو علی نے ابوبکر سے عذر کئے تھے انہیں بیان کیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے استغفار کی اور خطبہ پڑھنے کے بعد ابوبکر صدیق کے حق کی عظمت ذکر کی اور بیان کیا کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے (بیعت میں تاخیر) ابوبکر پر حسد نہ تھا اور نہ ہی جو اللہ تعالیٰ نے انہیں فضیلت دی ہے اس کا انکار تھا لیکن ہم دیکھتے تھے کہ خلافت کے بارے میں ہمارا بھی مشورہ میں حق تھا پس ابوبکر ہم پر خود مختار بن گئے تو ہم نے اپنے دلوں میں تکلیف پائی۔ یہ سن کر مسلمان خوش ہو گئے اور سب نے کہا تم نے درست کہا ہے۔ اور جب حضرت علی نے امر بالمعروف کی طرف رجوع کیا تو لوگ ان کے بہت قریب ہو گئے۔

۳۹۵۹ — شرح : مال فئی وہ ہے جو کافروں کے ساتھ جنگ و جہاد کئے بغیر مسلمانوں کے ہاتھوں میں آئے۔ مدینہ منورہ میں یہ وہ اموال تھے جو بنی نضیر کو جلاوطن

کرنے کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں آئے تھے۔ فدک مدینہ منورہ سے دو مرحلے دور ایک گاؤں ہے۔ وہاں کے یہودیوں نے فدک کی نصف زمین پر صلح کرلی تھی۔ کچھ خیبر کی زمین بھی تھی لیکن وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے پسند نہ کی بلکہ اس کو اہل خیبر اور مسلمانوں پر صرف کیا کرتے تھے جو آپ کے بعد صدقہ ہوگئی اس پر مالکیت قائم کرنا حرام تھا، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ہمارا کوئی وارث نہیں ہمارا ترکہ صدقہ ہے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس کا محمل یہ خیال فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثوں کی معاشی ضروریات سے جو بچے وہ صدقہ ہے جبکہ ابوبکر صدیق نے اس کو عموم پر محمول کیا اور سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو مذکور اموال بطور وراثت دینے سے معذرت کردی اس پر سیدہ بتقاضائے بشریت ناراض ہوگئیں جو بعد میں راضی ہوگئیں ،، سیدہ کا ابوبکر سے ہجران کرنا اور وفات تک اس بارے میں کلام نہ کرنا ملاقات سے انقباض اور عدم انبساط پر مبنی ہے۔ وہ ہجران مراد نہیں جو اسلام میں ممنوع ہے۔ اور اسلام کا مقتضیٰ ہے سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد بیت الحزن اور مصیبت کدہ سے باہر ہی نہیں نکلی تھیں اور نہ کسی سے انہیں الفت تھی۔ مروی ہے کہ اس مدت میں کسی نے آپ کو ہنستے نہیں دیکھا۔ البتہ جب آپ کے لئے اسماء بنت عمیس نے گہوارہ بنایا جس میں آپ کا مقام تھا اسے دیکھ کر تبسم فرمایا تھا۔ جب آپ کا انتقال ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں رات ہی دفن کردیا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس خیال سے آگاہ نہ کیا کہ یہ خبر اُن پر مخفی نہیں رہے گی۔ علامہ قسطلانی نے کہا اس کو یہ لازم نہیں کہ ابوبکر صدیق سیدہ کے جنازہ میں حاضر نہ تھے اور نماز نہ پڑھی تھی بخاری میں یہ تصریح ہے کہ حضرت علی نے سیدہ کی نماز جنازہ پڑھی تھی۔ ابن سعد کی صحیح روایت میں ہے کہ حضرت عباس بن مطلب نے ان کی نماز جنازہ پڑھی تھی جب تک سیدہ بقید حیات رہیں لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بہت احترام کرتے تھے اور انہیں حضرت ابوبکر سے عدم ملاقات میں معذور سمجھتے تھے کیونکہ وہ سیدہ کی دلجوئی اور تسلیہ خاطر میں مشغول تھے جو انہیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت نے مصیبت میں ڈالا تھا، لیکن سیدہ کی وفات کے بعد انھوں نے لوگوں سے پہلی ملاطفت اور احترام نہ پایا اور خیال کیا کہ شائد یہ صورت ابوبکر کی بیعت نہ کرنے سے ہوگی جبکہ ابوبکر اکثر اہل حل وعقد کے اتفاق سے خلیفہ منتخب ہوچکے ہیں۔ اس لئے انہوں نے ابوبکر کی سب لوگوں کے سامنے بیعت کی جبکہ چھ ماہ تک انھوں نے بیعت نہ کی تھی۔ علامہ قسطلانی ابن حبان اور دیگر محدثین نے ابوسعید خدری سے صحیح روایت ذکر کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابتداء ہی میں ابوبکر صدیق کی بیعت کرلی تھی اور جو مسلم میں زہری سے روایت ہے کہ ایک شخص نے انہیں کہا حضرت علی نے سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی وفات تک ابوبکر کی بیعت نہیں کی اور نہ ہی کسی بنی ہاشم نے بیعت کی۔ بیہقی نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے کیونکہ زہری نے اس روایت کو مسند ذکر نہیں کیا اور ابوسعید کی موصول روایت صحیح تر ہے۔ بعض محدثین نے کہا حضرت علی نے دوسری بار بیعت پہلی بیعت کی تاکید کے لئے کی تھی تاکہ وراثت کے مطالبہ سے جو خلجان پیدا ہوگیا تھا اس کا ازالہ ہوجائے۔ اس صورت میں زہری کی روایت کہ حضرت علی نے ان ایام میں بیعت نہیں کی کا محمل یہ ہے کہ وہ اس مدت میں ابوبکر کے پاس بکثرت آتے

جاتے نہیں تھے جس سے بظاہر یہ گمان ہو سکتا ہے کہ وہ ابوبکر کی خلافت سے راضی نہیں ہیں۔ اس گمان کے ازالہ کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیّدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کی وفات کے بعد علانیہ بیعت کی تاکہ کسی کے شبہ کو راہ نہ ملے (فتح الباری) حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے جب ابوبکر صدیق کو اپنے گھر بلانے کا پیغام بھیجا تھا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ تشریف لانے میں مصلحت نہ دیکھی تو فرمایا آپ کے ساتھ اور کوئی نہ ہو، کیونکہ عمر فاروق کی طبیعت میں سختی تھی اور ان کے قول و فعل میں شدت تھی حضرت علی نے یہ خیال فرمایا کہ حضرت عمر کے آنے سے شائد گفتگو میں کچھ تیزی ہو جائے جس سے مقصود فوت ہو جائے۔ لیکن حضرت عمر فاروق کا اصرار یہ تھا کہ وہ ساتھ جائیں گے ان کا وہم یہ تھا کہ کہیں ابوبکر صدیق کی تعظیم و تکریم جو اُمت پر واجب ہے اس میں کمی نہ ہو۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق کے اس وہم کو بایں الفاظ زائل کیا۔ "مَا عَسَيْتَهُمْ اَنْ يَفْعَلُوا بِي" کہ میں اُن سے یہ اُمید نہیں کرتا ہوں جو تم نے وہم کیا ہے چنانچہ ابوبکر صدیق تنہا تشریف لے گئے تو حضرت علی نے کہا اے ابابکر آپ کی فضیلت کے ہم معترف ہیں اور اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو خلافت عنائت کی ہے ہمیں اس پر حسد نہیں لیکن ہمیں یہ خیال ضرور آیا تھا کہ آخر ہم اہلبیت کرام اور خاندان نبوت میں سے ہیں تو خلافت کے انتخاب کے وقت کم از کم ہمیں بطور مشورہ ہی شریک کر لینا تھا بس یہی بات ہے اور کچھ نہیں یہ سُن کر ابوبکر صدیق آبدیدہ ہو گئے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے جبکہ مذکور تقصیر سے اُن پر رقت طاری ہو گئی تھی اور یہی ان کے رونے کا باعث تھا۔ پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے اپنی قرابت سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت زیادہ محبوب ہے اور مذکور خلجان وراثت کا ازالہ کیا تو حضرت علی نے ظہر کے وقت عام لوگوں میں بیعت کرنے کا وعدہ کیا اور حسب وعدہ حضرت ابوبکر کی تعظیم و توقیر کو بیان کرنے ان کی فضیلت کی وضاحت کر کے بیعت کی جس سے لوگ بہت خوش ہوئے اور حضرت علی کے جملہ امور میں قریب ہو گئے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قسطلانی اور ابن حجر کی تقریر بخاری کی اس حدیث کے خلاف ہے، کیونکہ بخاری میں یہ حدیث ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اور یہ حدیث صحیح موصول ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چھ ماہ بیعت نہ کی تھی۔ اس کا مذکور تقریر سے اتفاق کس طرح ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے علم کے مطابق حضرت علی کے بیعت سے تاخر کی خبر دی ہے اور ابو سعید خدری کی حدیث سے جو واضح ہے وہ راجح ہے، کیونکہ یہ مثبت ہے او ام المؤمنین کی خبر نافی ہے جو بخاری میں مذکور ہے جبکہ یہ نفی لوگوں کے وہم سے ہو سکتی ہے پھر اس کی تاویل بھی ہو سکتی ہے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابوبکر صدیق کی خلافت اجماع سے ثابت ہے۔ بخاری کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چھ ماہ تک بیعت نہ کی تھی لہٰذا ابوبکر کی خلافت اجماع سے ثابت نہ ہوئی اور اس مدت میں خلافت کی حیثیت سے جو احکام جاری ہوئے صحیح نہ تھے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ابوبکر صدیق کی خلافت تسلیم کرنے میں توقف نہیں تھا جیسا کہ

۳۹۶۰ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا حَرَمِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَارَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ قُلْنَا الْآنَ نَشْبَعُ مِنَ التَّمْرِ

۳۹۶۱ـ الْحَسَنُ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَا شَبِعْنَا حَتّٰى فَتَحْنَا خَيْبَرَ

صحیح روایات سے ثابت ہے۔ اور اگر ان کا توقف تسلیم کر لیا جائے تو ہم کہتے ہیں خلافت کی صحت اکثر اہل عقد کے بیعت کرنے سے واضح طور پر ثابت ہے۔ خصوصاً جب کسی نے مخالفت نہ کی ہو اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات احادیث مشہورہ کی حیثیت میں وارد ہیں ان سے ثبوتِ خلافت میں کوئی وجہ باقی نہیں رہتی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیعت کر لینے کے بعد اس کی صحت کا ثبوت قطعی ہو گیا، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت گمراہی پر متفق نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا ابوبکر کی خلافت قطعی الثبوت ہو گئی۔

(باقی تقریر حدیث ع۲۸۸۴ اور حدیث ع۲۸۸۵ کی شرح میں دیکھیں)

۳۹۶۰ـ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جبکہ خیبر فتح ہوا۔ اب ہم کھجور پیٹ بھر کر کھایا کریں گے۔

۳۹۶۱ـ ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نے پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا حتی کہ ہم نے خیبر فتح کیا۔

۳۹۶۰ـ۳۹۶۱ـ شرح: ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ خیبر میں کھجوریں بکثرت تھیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خیبر فتح ہونے سے پہلے ان کی اقتصادی حالت اور معیشت بہت کمزور تھی۔

اسماء رجال: حرمی وہ ابن عمارہ بن ابی حفص عتکی ہیں۔ دونوں باپ بیٹے کے درمیان شعبہ واسطہ ہیں۔ جبکہ حرمی بیٹا اور عمارہ والد ہے۔ ع۲ عکرمہ ابن عباس کے آزاد کردہ غلام ہیں ع۳ حسن وہ محمد بن صباح زعفرانی کے بیٹے ہیں۔ حاکم نے کہا وہ حسن بن شجاع بلخی حافظ ہیں۔ اور بخاری کے ہمعصر ہیں اُن سے بارہ سال قبل فوت ہو گئے تھے جبکہ وہ نوجوان تھے ع۴ قرہ بن حبیب:

بَابُ اِسْتِعْمَالِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَھْلِ خَیْبَرَ

۳۹۶۲ــــ حَدَّثَنِیْ اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَجِیْدِ ابْنِ سُھَیْلٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ وَاَبِیْ ھُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰی خَیْبَرَ فَجَاءَہٗ بِتَمْرٍ جَنِیْبٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ تَمْرِ خَیْبَرَ ھٰکَذَا فَقَالَ لَا وَاللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا لَنَاْخُذُ الصَّاعَ مِنْ ھٰذَا بِالصَّاعَیْنِ وَالصَّاعَیْنِ بِالثَّلٰثَةِ فَقَالَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاھِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاھِمِ جَنِیْبًا وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ الْمَجِیْدِ عَنْ سَعِیْدٍ اَنَّ اَبَا سَعِیْدٍ وَّ اَبَا ھُرَیْرَةَ حَدَّثَاہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ اَخَا بَنِیْ عَدِیٍّ مِنَ الْاَنْصَارِ اِلٰی خَیْبَرَ فَاَمَّرَہٗ عَلَیْھَا وَعَنْ عَبْدِ الْمَجِیْدِ عَنْ اَبِیْ صَالِحِ السَّمَّانِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ وَاَبِیْ سَعِیْدٍ مِثْلَہٗ

قشیری بصری رماحی صاحب القنا ہیں ان کو قنوی بھی کہا جاتا ہے کیونکہ وہ قنا بیچا کرتے تھے وہ نیشا پور میں پیدا ہوئے تھے۔ بخاری نے ان سے ملاقات کی ہے۔ ۲۲۴۔ ہجری میں فوت ہوئے،،

باب۔۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اہلِ خیبر پر حاکم مقرر کرنا

۳۹۶۲ــــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ خیبر پر ایک شخص کو حاکم مقرر کیا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

بَابُ مُعَامَلَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْلَ خَيْبَرَ

۳۹۶۳ـــ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَعْطَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ الْيَهُوْدَ اَنْ يَعْمَلُوْهَا وَيَزْرَعُوْهَا وَلَهُمْ شَطْرُ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا

پاس عمدہ کھجوریں لایا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خیبر کی تمام کھجوریں ایسی ہیں؟ اُس نے کہا یا رسول اللہ! خیبر کی ساری کھجوریں ایسی تو نہیں۔ ہم دو صاع کے عوض ایک صاع اور تین صاع کے عوض دو صاع لیتے ہیں آپ نے فرمایا اس طرح نہ کرو۔ ساری ردی کھجوریں فروخت کر دیا کرو پھر ان کی ثمن سے عمدہ خرید لیا کرو۔ عبدالعزیز بن محمد نے عبدالمجید کے ذریعہ سعید بن مسیب سے روایت کی کہ ابوسعید اور ابوہریرہ نے اُن سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عدی انصاری کے بھائی کو خیبر بھیجا اور اس کو اہل خیبر پر حاکم مقرر کیا اور عبدالمجید کی ابوصالح سمان اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے اس طرح روایت ہے۔

۳۹۶۲ـــ شرح : جنیب عمدہ کھجوریں اور جمع ردّی کھجوریں ہیں۔ بنی عدی انصاری کا بھائی سواد بن عزیہ ہے۔ حدیث ۲۰۶۳ کی شرح دیکھیں۔

اسماء رجال : اسماعیل وہ ابن اویس ہیں اور عبدالمجید ابن سہیل بن عبدالرحمٰن بن عوف زُہری مدنی ہیں اور مالک کے شیخ ہیں۔ عبدالعزیز بن محمد دراوردی ہیں۔ ابوصالح سمان کا نام ذکوان ہے۔

باب ـــ سیّد عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا اہلِ خیبر سے معاملہ کرنا "

۳۹۶۳ـــ ترجمہ : عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو خیبر کی زمین اس شرط پر دی کہ وہ اس میں کام کریں اور کھیتی باڑی کریں اور جو اس کی پیداوار ہوگی اس سے ان کو نصف ملے گا۔

۳۹۶۳ـــ شرح : یعنی خیبر کی زمین پر وہاں کے رہنے والوں کو اس میں کام کرنے کے لئے مقرر کیا اور اس سے پیداوار کا نصف حاصل کیا۔

(حدیث ۲۱۵۸ کی شرح میں نصف یا تہائی یا چوتھائی بٹائی پر کاشت کرنے کی تفصیل مذکور ہے)

بَابُ الشَّاةِ الَّتِیْ سُمَّتْ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِخَیْبَرَ

رَوَاهُ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۳۹۶۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ لَمَّا فُتِحَتْ خَیْبَرُ اُهْدِیَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِیْهَا سُمٌّ

بَابُ غَزْوَةِ زَیْدِ بْنِ حَارِثَةَ

۳۹۶۵ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَمَّرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُسَامَةَ عَلٰی قَوْمٍ فَطَعَنُوْا فِیْ اِمَارَتِہٖ فَقَالَ

باب جس بکری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خیبر میں زہر ملایا گیا

اس کی عروہ نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی

۳۹۶۴ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب خیبر فتح ہوا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکری میں زہر ملا کر ہدیہ پیش کیا گیا (حدیث ۲۹۵۴ کی شرح دیکھیں)

باب — غزوۂ زید بن حارثہ

۳۹۶۵ — ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ کو ایک قوم کا امیر بنایا تو لوگوں نے

إِنْ تَطْعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ طَعَنْتُمْ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلِهِ وَايْمُ اللّٰهِ لَقَدْ كَانَ خَلِيْقًا لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ

ان کی امارت میں طعن کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اس کی امارت میں طعن کرتے ہو تو تم نے اس سے پہلے اس کے والد کی امارت میں طعن کی تھی اللہ کی قسم وہ امارت کے لائق اور سب لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب تھے اور یہ اس کے بعد سب لوگوں سے مجھے زیادہ محبوب ہے۔

٣٩٦٥— شرح : یعنی اسامہ سے پہلے زید بن حارثہ کی امارت میں تمہارا طعن کرنا درست نہ تھا اور وہ امارت کے لائق تھے۔ جیسا کہ آخر میں تمہیں معلوم ہو گیا تھا اسی طرح ان کے بیٹے اُسامہ میں تمہارا طعن کرنا حق نہیں یہ امارت کے لائق ہے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ ابو مسلم کجی نے ابو عاصم، یزید بن ابی زید کے ذریعے سلمہ بن اکوع سے روایت کی کہ میں نے زید بن حارثہ کے ساتھ سات غزوات کئے ہیں جن میں ان کو ہم پر امیر مقرر کیا گیا تھا

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو سات غزوات میں امیر بنایا"

ان میں سے پہلا غزوہ پانچ ہجری کو جمادی الاخریٰ میں غزوہ نجد سے پہلے ہُوا جس میں ایک سو مجاہد تھے دُوسرا غزوہ چھ ہجری میں بنی سلیم سے ہُوا تیسرا جمادی الاولیٰ میں ہُوا۔ اس میں ایک سو ستر مجاہد تھے۔ اُنھوں نے قریش کے لشکر کا مقابلہ کیا اور ابو العاص بن ربیع کو گرفتار کیا چوتھا جمادی الاخریٰ میں بنی ثعلبہ سے ہُوا۔ پانچواں غزوہ حسمیٰ ہے جو جذام کے علاقہ میں ایک مقام ہے۔ اس میں پانچ سو مجاہد تھے یہ غزوہ شام کی راہ میں بنی جذام کے لوگوں سے ہُوا جنھوں نے دحیہ پر ڈاکہ ڈالا تھا جبکہ وہ ہرقل سے واپس آ رہے تھے۔ چھٹا وادی القریٰ میں ہُوا اور ساتواں بنی فزارہ کے لوگوں سے ہُوا اس سے پہلے وہ تجارت کے لئے گئے تو بنی فزارہ کے لوگوں نے ان کا مال و متاع چھین لیا اور ان کو مارا پیٹا تھا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی طرف حضرت اُسامہ کو مجاہدوں کا امیر بنا کر بھیجا تو اُنھوں نے ان پر حملہ کیا اور اُمّ قِرفہ فاطمہ بنت ربیعہ بن بدر کو قتل کیا جو مالک بن حذیفہ بن بدر کی بیوی تھی اور ان میں بہت معظمہ تھی۔ کہا جاتا ہے حضرت اُسامہ نے اس کو دو گھوڑوں کی دُم سے باندھ کر ان کو دوڑایا تو وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور اس کی بیٹی کو گرفتار کر لیا جو

بَابُ عُمْرَةِ الْقَضَاءِ ذَكَرَهُ اَنَسٌ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۳۹۶۶ ــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ فَأَبَى أَهْلُ مَكَّةَ أَنْ يَدَعُوهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتَّى قَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يُقِيمَ بِهَا ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ كَتَبُوا هٰذَا مَا قَاضَانَا عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ قَالُوا لَا نُقِرُّ بِهٰذَا لَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُولُ اللهِ مَا مَنَعْنَاكَ شَيْئًا وَلٰكِنْ أَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ فَقَالَ أَنَا رَسُولُ اللهِ وَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ أُمْحُ رَسُولَ اللهِ قَالَ عَلِيٌّ لَا وَاللهِ لَا أَمْحُوكَ أَبَدًا فَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكِتَابَ وَلَيْسَ يُحْسِنُ يَكْتُبُ فَكَتَبَ هٰذَا مَا قَاضَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ لَا يُدْخِلُ مَكَّةَ السِّلَاحَ إِلَّا السَّيْفَ فِي الْقِرَابِ وَأَنْ لَا يَخْرُجَ مِنْ أَهْلِهَا بِأَحَدٍ إِنْ أَرَادَ أَنْ يَتْبَعَهُ وَأَنْ لَا يَمْنَعَ مِنْ أَصْحَابِهِ

بہت خوبصورت تھی ، "تفہیم کے پانچویں حصّہ کے صفحہ ۶۸۴ پر اُن کے حالات مذکور ہیں۔

باب ــ عمرۃ القضاء

اس کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ذکر کیا

۳۹۶۶ ــ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ذی القعدہ میں عمرہ کا ارادہ کیا تو مکہ والوں نے اس کا انکار کردیا کہ سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے حال پر چھوڑیں کہ آپ مکہ میں داخل ہوں حتی کہ آپ نے اُن سے اس شرط پر صلح کی کہ (دوسرے سال آکر) مکہ میں تین روز اقامت کریں گے۔ جب صلحنامہ لکھا تو اس میں یہ لکھا کہ اس پر محمد رسول اللہ نے صلح کی۔ کافروں نے کہا ہم اس کا اقرار نہیں کرتے ہیں اگر ہم جانتے کہ آپ اللہ کے رسول

أَحَدًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُقِيمَ بِهَا فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْأَجَلُ أَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوا قُلْ لِصَاحِبِكَ اخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَى الْأَجَلُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبِعَتْهُ ابْنَةُ حَمْزَةَ تُنَادِي يَا عَمِّ يَا عَمِّ فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ فَأَخَذَ بِيَدِهَا وَقَالَ لِفَاطِمَةَ دُونَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ حَمَلَتْهَا فَاخْتَصَمَ فِيهَا عَلِيٌّ وَزَيْدٌ وَجَعْفَرٌ قَالَ عَلِيٌّ أَنَا أَخَذْتُهَا وَهِيَ بِنْتُ عَمِّي وَقَالَ جَعْفَرٌ ابْنَةُ عَمِّي وَخَالَتُهَا تَحْتِي وَقَالَ زَيْدٌ ابْنَةُ أَخِي فَقَضَى بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَالَتِهَا وَقَالَ الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْأُمِّ وَقَالَ أَنْتَ مِنِّي وَأَنَا مِنْكَ وَقَالَ لِجَعْفَرٍ أَشْبَهْتَ خَلْقِي وَخُلُقِي وَقَالَ لِزَيْدٍ أَنْتَ أَخُونَا وَمَوْلَانَا قَالَ عَلِيٌّ أَلَا تَتَزَوَّجُ ابْنَةَ حَمْزَةَ قَالَ إِنَّهَا ابْنَةُ أَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ

ہیں تو آپ کو کسی شئ سے منع نہ کرتے لیکن آپ محمد بن عبد اللہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور میں محمد بن عبد اللہ ہوں پھر حضرت علی سے فرمایا وہ لفظ رسول اللہ، مٹا دو انھوں نے کہا بخدا! میں آپ کو کبھی نہیں مٹاؤں گا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکتوب کو پکڑا حالانکہ آپ اچھی طرح نہ لکھتے تھے، چنانچہ آپ نے لکھا یہ وہ ہے جس پر محمد بن عبد اللہ نے صلح کی ہے کہ آپ مکہ میں ہتھیار نہ لائیں گے مگر تلوار جو نیام میں ہوگی اور اہل مکہ میں سے اگر کوئی آپ کے ساتھ جانا چاہے تو اس کو نہیں لے جائیں گے اور اگر آپ کے ساتھیوں سے کوئی مکہ میں مقیم ہونا چاہے تو اس کو منع نہیں کریں گے۔ جب آپ (آئندہ سال) مکہ میں داخل ہوئے اور مدت (تین روز) گزر گئی تو کفار حضرت علی کے پاس آئے اور کہنے لگے اپنے ساتھی سے کہو کہ وہ یہاں سے چلے جائیں کیونکہ مدت گزر گئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے باہر تشریف لے گئے تو حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے آواز دینا شروع کی اے میرے چچا جان! اے میرے چچا جان، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو ہاتھ سے پکڑا اور سیدہ فاطمہ علیہا السلام سے کہا اپنے چچا کی بیٹی کو پکڑ رکھیں سیدہ نے اس کو پکڑ لیا پھر اس میں علی، زید اور جعفر نے جھگڑا کیا علی نے کہا میں نے اس کو پکڑا ہے یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ جعفر نے کہا یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے زید نے کہا یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خالہ کے حق میں فیصلہ دیا

اور فرمایا خالہ والدہ کی مانند ہے اور حضرت علی سے فرمایا آپ مجھ سے ہیں اور میں تجھ سے ہوں اور جعفر سے فرمایا آپ صورت وسیرت میں میرے مشابہ ہیں اور زید سے فرمایا تم ہمارے بھائی اور مولیٰ ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ! آپ حمزہ کی بیٹی سے نکاح کیوں نہیں کر لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے

۳۹۶۶ــــ شرح : علامہ کرمانی نے کہا عمرۃ القضاء کا یہ نام اس لئے ہے کہ صلح حدیبیہ میں صلحنامہ پہ یہ لکھا تھا "ھٰذا ما قاضیٰ علیہ" اس سے اصطلاحی قضاء مراد نہیں۔ کیونکہ آئندہ سال جو عمرہ کیا تھا۔ وہ اس عمرہ کی قضاء نہ تھی جس سے صلح کے روز حلال ہوئے تھے الکلیل میں حاکم نے ذکر کیا کہ ائمۃ المغازی سے متواتر اخبار منقول ہیں کہ جب سات ہجری کے ذی القعدہ کا چاند نظر آیا تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ وہ اپنا عمرہ قضاء کریں اور جو پہلے سال حدیبیہ میں حاضر ہوا تھا ان میں کوئی بھی غیر حاضر نہ ہو اور آپ کے ساتھ وہ مسلمان بھی عمرہ کرنے نکلے جو پہلے سال حدیبیہ میں موجود نہ تھے۔ اس عمرہ میں عورتوں اور بچوں کے علاوہ دو ہزار مسلمان تھے۔ حاکم کی یہ تقریر کرمانی کے خلاف ہے لیکن قسطلانی نے سہیلی سے ذکر کیا کہ اس کو عمرۃ قضاء اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے صلح کی تھی اس لئے عمرہ قضاء نہیں کہا جاتا کہ یہ عمرہ حدیبیہ جس سے پہلے سال روک دیا تھا "کی قضاء ہے کیونکہ پہلا عمرہ فاسد ہی نہ تھا کہ اس کو قضا کیا جاتا۔ بلکہ وہ عمرہ تام تھا۔ اس لئے اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمروں میں شمار کیا جاتا ہے۔

بعض علماء نے کہا یہ عمرہ قضا تھا اور پہلے عمرہ کو آپ کے عمروں میں اس لئے شمار کیا گیا ہے کہ اس عمرہ کا ثواب ثابت ہو چکا تھا دراصل اس کی بنیاد یہ ہے کہ جس شخص نے عمرہ کا قصد کیا اور اس کو عمرہ کرنے سے روک دیا گیا اس کی قضاء میں علماء میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ جمہور علماء نے کہا اس پہ ہدی واجب ہے قضا نہیں۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کے برعکس فرمایا ہے کیونکہ عمرہ شروع کرنے سے لازم ہو جاتا ہے جب اس سے روکا جائے تو اس میں تاخیر جائز ہے جب مانع زائل ہو جائے تو عمرہ کر لے اور دونوں احراموں کے درمیان حلال ہو جانے سے قضاء ساقط نہیں ہوتی، "عمرہ قضاء کے اور تین نام ہیں۔ عمرۃ القضیہ، عمرۃ القصاص اور عمرۃ الصلح سہیلی نے کہا اس کو عمرۃ القصاص کہنا زیادہ معزوں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ" اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کتاب المغازی میں عمرہ کو ذکر کرنے سے کیا غرض ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ چھ ہجری جس میں عمرہ کرنے سے روکا گیا تھا اور صحابہ کرام نے عمرہ کا احرام کھول دیا تھا۔ اس سال صحابہ کرام اور کفار میں خصومت اور جھگڑا ہوا تھا پھر دوسرے سال سات ہجری میں جب عمرہ کرنے گئے تھے تو اس وقت بھی خصومت ہوئی تھی۔ اگرچہ اس میں تلواروں کا استعمال نہیں ہوا تھا اور غزوہ میں تلواروں کا استعمال ضروری بھی نہیں ہے۔ شیخ عبدالرزاق نے معمر، زہری کے ذریعہ حضرت انس

رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمرۃ القضاء کے موقعہ پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ کے آگے یہ اشعار پڑھ رہے تھے"۔

خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ ؛ اَلْيَوْمَ نَضْرِبْكُمْ عَلَى تَنْزِيلِهِ

ضَرْبًا يُزِيلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيلِهِ ؛ وَيُذْهِلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهِ

کافرو! سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ خالی کردو ؛ اب ہم تم کو قرآن کے لئے ماریں گے

ایسا مارنا جو کھوپری کو اپنی جگہ سے دُور کر دے گا ؛ اور دوست کو دوست سے بھلا دے گا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا اے عبداللہ! اللہ کے حرم میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ شعر پڑھ رہے ہو یہ سن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر اس کو چھوڑ و کافروں کو ان اشعار سے نیزوں کے زخموں سے زیادہ تکلیف ہو رہی ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حدیث اس اسناد کے اعتبار سے غریب ہے۔ اور عبدالرزاق نے بھی اس حدیث کو معمر اور زہری کے ذریعہ انس سے روایت کیا ہے اس کے علاوہ دوسری حدیث میں اس طرح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں عمرۃ القضاء داخل ہوئے اور کعب بن مالک آپ کے سامنے یہ اشعار پڑھتے تھے۔ بعض محدثین کے نزدیک یہ حدیث صحیح تر ہے، کیونکہ عبداللہ ابن رواحہ مُوتہ کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے اور عمرۂ قضاء اس کے بعد ہُوا ہے۔ حافظ ابن حجر نے کہا یہاں ترمذی کو شدید ذہول ہُوا ہے۔ تعجب ہے کہ ترمذی نے اس قدر وفورِ علم ہوتے ہوئے کیسے یہ کہہ دیا حالانکہ عمرۂ قضاء میں جیسا کہ عنقریب آرہا ہے۔ جعفر بن ابی طالب، حضرت علی المرتضیٰ اور زید بن حارثہ کے درمیان حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کے بارے میں جھگڑا ہُوا تھا اُن میں سے ہر ایک اس کی پرورش کا دعویٰ کرتا تھا۔ جبکہ جعفر، زید بن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ تینوں ایک ہی غزوہ میں شہید ہُوئے تھے۔

امیر حمزہؓ کی بیٹی کے متعلق جھگڑا کہاں ہُوا ؟

ابن سعد نے محمد بن علی بن حسین باقر رضی اللہ عنہم سے صحیح اسناد کے ساتھ مرسل روایت کی کہ ایک دفعہ امیر حمزہ کی بیٹی لوگوں میں پھر رہی تھی کہ حضرت علی المرتضیٰ نے اس کو ہاتھ سے پکڑ کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہودج میں پہنچا دیا۔ حاکم اور احمد نے حضرت علی سے روایت کی کہ جب وہ مدینہ منورہ میں آئے تو ان میں سے ہر ایک نے ان کی پرورش کا دعویٰ کیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ زید بن حارثہ حضرت امیر حمزہ کے نسبی یا رضاعی بھائی نہیں تو انھوں نے کیوں جھگڑا کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حاکم نے اکلیل میں صحیح اسناد کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حمزہ اور زید بن حارثہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تھا۔ اور عمارہ اپنی والدہ کے ساتھ مُقیم تھی اس کی والدہ سلمیٰ ہے۔ اس کا صحابہ میں شمار ہوتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت علی نے عمارہ بنت حمزہ کو کیوں پکڑ کر

سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے ہودج میں پہنچایا حالانکہ اس میں عہد کی خلاف ورزی ہے جو صلحنامہ میں طے پایا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کتاب الصلح میں مذکور ہے کہ اس عہد میں مومن عورتیں داخل نہ تھیں۔ اگر شرط کو اپنے عموم پر رکھا جائے تو جواب یہ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کو نہیں لائے تھے۔ چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لے گئے تو عمارہ بنت حمزہ کو دیکھ کر فرمایا تجھے کون لایا ہے؟ اس نے کہا آپ کے خاندان میں سے کوئی لایا ہے۔ اس کو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے نہیں لایا گیا تھا۔ ابو داؤد کی حدیث میں ہے کہ زید بن حارثہ اس کو مکہ سے لائے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حمزہ کی بیٹی کو اُن کی والدہ کے پاس کیوں رہنے دیا گیا تھا جبکہ وہ دار الحرب میں تھی کیونکہ مکہ اس وقت دار الحرب تھا اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی والدہ پہلے مسلمان نہیں ہوئی تھی اُس نے اس واقعہ کے بعد اسلام قبول کیا تھا (عینی)

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ سے فرمایا اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْكَ حالانکہ جعفر رضی اللہ عنہ بھی تو حضرت علی کے بھائی ہیں۔ انہیں اس طرح نہیں فرمایا اس کا جواب یہ ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف قرابت کا لحاظ نہیں فرمایا بلکہ اس کے علاوہ اور بھی کئی امور ہیں ایک تو یہ کہ حضرت علی آپ کے داماد ہیں۔ دوسرے وہ ہجرت میں سابق ہیں۔ تیسرے اُن سے محبت کا تعلق تھا۔

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جعفر سے فرمایا تم میری خِلقت اور میرے خُلق میں میرے مشابہ ہو۔

"خِلقت میں مشابہت"

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ خلقت یعنی شکل وصورت میں کئی حضرات سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے چنانچہ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا اور دونوں شہزادوں کے علاوہ جعفر بن ابی طالب اور ان کے دو صاحبزادے عبداللہ اور عون بھی آپ کے مشابہ تھے۔ ان کے علاوہ ابراہیم بن حسن بن حسن بن علی ابن ابی طالب، یحییٰ بن قاسم بن محمد بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم کو شبیہ کہا جاتا تھا۔ علاوہ قاسم بن عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب، علی بن علی بن جعاد بن رفاعہ رفاعی یہ تبع تابعی میں اور آپ کے مشابہ تھے اور خُلق میں صرف جعفر آپ کے مشابہ تھے اس میں ان کی خصوصیت ہے۔ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی خُلق میں آپ کے مشابہ تھیں جیسا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں مذکور ہے۔ لیکن اس میں وہ تصریح نہیں ہے جو جعفر کے لئے ہے اس میں جعفر کی بہت بڑی فضیلت ہے"

"اہم فیصلہ"

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی تحویل میں اس لئے کر دی کہ جعفر کی بیوی اس کی خالہ تھی اور خالہ بمنزلہ والدہ ہوتی ہے؛ چنانچہ حضرت جعفر

۳۹۶۷ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُرَيْجٌ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مُعْتَمِرًا فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ هَدْيَهُ وَحَلَقَ رَأْسَهُ بِالْحُدَيْبِيَةِ وَقَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يَعْتَمِرَ الْعَامَ الْمُقْبِلَ وَلَا يَحْمِلَ

بیوی اسماء بنت عمیس اور امیر حمزہ کی بیوی سلمیٰ بنت عُمَیس دونوں حقیقی بہنیں تھیں۔ حضرت علی، جعفر اور زید نے بنتِ حمزہ کی پرورش کرنے میں اس لئے جھگڑا کیا تھا کہ زید اس کو مکہ مکرمہ سے باہر لائے تھے جیسا کہ ابوداؤد کی حدیث میں ہے نیز اِن کا حمزہ کے ساتھ بھائی چارہ بھی تھا اور حضرت علی اس کو مدینہ منورہ لائے تھے۔ علاوہ ازیں وہ ان کے چچا کی بیٹی تھی اور حضرت جعفر کے چچا کی بیٹی ہونے کے علاوہ ان کی بیوی اس کی خالہ تھی۔ سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جعفر کے حق میں فیصلہ دیا کیونکہ ان میں دو قرابتیں پائی جاتی تھیں۔ اس فیصلہ کے بعد وہ حضرت جعفر کی کفالت میں رہیں حتیٰ کہ وہ مُوتہ کی جنگ میں شہید ہوگئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت کی کہ اس کی کفالت کریں چنانچہ وہ بالغہ ہونے تک حضرت علی کی کفالت میں رہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا کہ آپ اس سے نکاح کرلیں آپ نے فرمایا وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے کیونکہ ثُوَیبہ نے سرور کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم بعد امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو دودھ پلایا تھا۔ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر کیا۔ احمد نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی اس طرح حضرت باقر سے مرسل روایت ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے گرد اگرد رقص کرنے لگے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اے جعفر یہ کیا بات ہے؟ انھوں نے کہا میں نے حبشہ کے لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے بادشاہ کے گرد اگرد رقص کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ جب نجاشی کسی ساتھی پر خوش ہوتے تو کھڑے ہوکر اس کے گرد اگرد رقص کرتے تھے۔ حضرت علی کی مذکور حدیث میں ہے کہ تینوں حضرات نے اس طرح کیا تھا۔ (حدیث ۲۵۱۹ کی شرح دیکھیں)
حجل یعنی رقص ایک مخصوص حالت ہے جو ایک پاؤں پر کھڑے ہوکر کی جاتی ہے۔ اقول: اہلِ طریقہ دائرہ کی شکل بناکر اس ہیئت میں ذکر کرتے ہیں اُن کے لئے یہ حدیث سند ہے بشرطیکہ لہو سے اجتناب ہو۔

۳۹۶۷ـــ ترجمہ: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عمرہ کرنے تشریف لے گئے تو کفارِ قریش آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہوگئے۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ہدی نحر کی اور حدیبیہ میں سر کے بال منڈوا کر اُن سے اس شرط پر صلح کی

سَلَاحًا عَلَيْهِمْ اِلَّا سُيُوْفًا وَلَا يُقِيْمُ بِهَا اِلَّا مَا اَحَبُّوْا فَاعْتَمَرَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَدَخَلَهَا كَمَا كَانَ صَالَحَهُمْ فَلَمَّا اَنْ اَقَامَ بِهَا ثَلٰثًا اَمَرُوْهُ اَنْ يَّخْرُجَ فَخَرَجَ

۳۹۶۸ــ حَدَّثَنِىْ عُثْمٰنُ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ فَاِذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ جَالِسٌ اِلٰى حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ قَالَ كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعًا ثُمَّ سَمِعْنَا اسْتِنَانَ عَائِشَةَ قَالَ عُرْوَةُ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلَا تَسْمَعِيْنَ مَا يَقُوْلُ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ اَرْبَعَ عُمَرٍ فَقَالَتْ مَا اعْتَمَرَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمْرَةً اِلَّا وَهُوَ شَاهِدُهٗ وَمَا اعْتَمَرَ

کہ آپ آئندہ سال عمرہ کریں گے اور تلواروں کے علاوہ کوئی ہتھیار ساتھ نہ لائیں گے اور نہ ہی مکہ مکرمہ میں ان کی مرضی کے خلاف اقامت کریں گے۔ آپ نے آئندہ سال عمرہ کیا اور صلح نامہ کے مطابق آپ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے جب آپ نے تین روز اقامت کرلی تو کفار نے کہا کہ چلے جائیں تو آپ مکہ مکرمہ سے باہر تشریف لے گئے۔

۳۹۶۷ــ شرح : امام بخاری نے اس حدیث کو دو طریقوں سے ذکر کیا ہے۔ اول محمد بن رافع بن ابی زید نیشاپوری یہ امام مسلم کے بھی اُستاد ہیں۔ وہ سُریج بن نعمان ابی الحسین بغدادی سے روایت کرتے ہیں وہ بخاری کے بھی اُستاد ہیں۔ بخاری نے اُن سے بالواسطہ روایت کی ہے۔ وہ فلیح سے روایت کرتے ہیں۔ فلیح کا نام عبدالملک بن سلیمان بن مغیرہ ہے اور فلیح ان کا لقب ہے۔ اس کا ان کے نام پر غلبہ ہے۔ فلیح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے مولیٰ نافع سے اور وہ عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں۔ حدیث ۲۵۲۶ کا اسناد اور متن بعینہ یہی ہے۔ اس کی شرح بھی وہیں دیکھیں۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ امام بخاری محمد بن حسین بن ابراہیم ابن اشکاب بغدادی سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے والد حسین بن ابراہیم خراسانی سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے بغداد میں سکونت اختیار کی اور حدیث کی طلب میں رہے اور ابو یوسف کی شاگردی کرتے رہے۔ امام بخاری نے ان کو پایا ہے، کیونکہ وہ دو سو سترہ ہجری میں فوت ہوئے تھے۔ بخاری میں اس حدیث کے سوا ان کی اور اُن کے والد کی کوئی حدیث مذکور نہیں۔ ابن تین نے کہا "قولہ ثلاثا" "اِلَّا مَا اَحَبُّوْا" کے خلاف ہے، کیونکہ "ما احبوا" کے معنی ہیں جتنے روز وہ پسند کریں اور ثلاثا کے معنی ہیں صرف تین دن" ابن حجر نے

۳۹۶۸ حدثنا ترجمہ : منصور نے مجاہد سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا

۳۹۶۹ — حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ سَمِعَ ابْنَ اَبِیْ اَوْفٰی یَقُوْلُ لَمَّا اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَتَرْنَاہُ مِنْ غِلْمَانِ الْمُشْرِکِیْنَ وَمِنْہُمْ اَنْ یُّؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

میں اور عروہ بن زبیر مسجد نبوی میں داخل ہوئے جبکہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریفہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ عروہ نے عبداللہ بن عمر سے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے عمرے کئے ہیں۔ ان میں سے ایک رجب میں کیا تھا پھر ہم نے ام المؤمنین کے مسواک کرنے کی آواز سُنی تو عروہ نے کہا یا ام المؤمنین کیا آپ نے عبداللہ کا کلام نہیں سُنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے ہیں ان میں سے ایک رجب میں کیا تھا پھر ہم نے ام المؤمنین کے مسواک کرنے کی آواز سُنی تو عروہ نے کہا یا ام المؤمنین! کیا آپ نے عبداللہ کا کلام نہیں سُنا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار عمرے کئے ہیں ان میں سے ایک رجب میں کیا تھا

ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عمرہ نہیں کیا مگر عبداللہ وہاں موجود تھے؟ آپ نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔

۳۹۶۸ — **شرح** : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبداللہ بن عمر کے کسی قول کا انکار نہیں کیا صرف اس قول کا انکار کیا کہ ان میں سے ایک رجب میں تھا۔ ام المؤمنین نے فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے رجب میں کوئی عمرہ نہیں کیا۔ یہ سُن کر حضرت عبداللہ ابن عمر کے خاموش رہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سے یہ قول سہواً ہوا ہے اور انہوں نے عدمِ ثبوت سے یہ کہہ دیا تھا۔ لہٰذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول مثبت ہے اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا قول نافی ہے اور مثبت نافی سے مقدم اور راجح ہوتا ہے۔ (حدیث ۱۶۹۱ کی شرح دیکھیں)

۳۹۶۹ — **ترجمہ** : اسماعیل بن ابی خالد سے روایت ہے کہ انہوں نے ابن ابی اوفیٰ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا تو ہم نے آپ کو مشرکوں اور ان کے نوجوانوں سے پردہ میں رکھا تاکہ وہ آپ کو اذیت نہ پہنچا سکیں۔
(اس عمرہ سے مراد عمرۂ قضاء ہے۔ (حدیث ۳۹۱۴ کی شرح دیکھیں)

۳۹۷۰ـــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ إِنَّهُ يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ وَفْدٌ وَهَنَهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ وَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ وَأَنْ يَمْشُوا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ وَلَمْ يَمْنَعْهُ أَنْ يَأْمُرَهُمْ أَنْ يَرْمُلُوا الْأَشْوَاطَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِبْقَاءُ عَلَيْهِمْ وَزَادَ ابْنُ سَلَمَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَامِهِ الَّذِي اسْتَأْمَنَ قَالَ ارْمُلُوا لِيَرَى الْمُشْرِكُونَ قُوَّتَهُمْ وَالْمُشْرِكُونَ مِنْ قِبَلِ قُعَيْقِعَانَ

۳۹۷۱ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ سُفْيٰنَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّمَا سَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِينَ قُوَّتَهُ،

۳۹۷۰ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب مکہ مکرمہ میں تشریف لائے تو مشرکوں نے کہا تمہارے پاس لوگ آرہے ہیں ان کو یثرب کے تپ نے کمزور کر دیا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ پہلے تین چکروں میں "رمل" کریں اور دونوں رکنوں کے درمیان آرام سے چلیں

اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سارے چکروں میں رمل کا حکم کرنے سے کسی نے منع نہ کیا تھا مگر صحابہ کرام پر شفقت نے " ابن سلمہ نے ایوب، سعید بن جبیر کے واسطہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امن کے سال مکہ تشریف لائے تو فرمایا رمل کرو تاکہ مشرک ان کی طاقت دیکھیں اور مشرک قعیقعان پہاڑ کی طرف ان کو دیکھتے تھے " (حدیث ۱۵۰۷ کی شرح دیکھیں)

۳۹۷۱ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۳۹۲۔ حَدَّثَنَا مُوسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُھَیْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَیُّوْبُ عَنْ عِکْرِمَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَزَوَّجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَیْمُوْنَۃَ وَھُوَ مُحْرِمٌ وَبَنٰی بِھَا وَھُوَ حَلَالٌ وَمَاتَتْ بِسَرِفَ وَزَادَ ابْنُ اِسْحٰقَ حَدَّثَنِیْ ابْنُ اَبِیْ نَجِیْحٍ وَاَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ عَطَاءٍ وَمُجَاھِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ تَزَوَّجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَیْمُوْنَۃَ فِیْ عُمْرَۃِ الْقَضَاءِ

بَابُ غَزْوَۃِ مُوْتَۃَ مِنْ اَرْضِ الشَّامِ

بیت اللہ اور صفا مروہ کے درمیان سعی اس لئے کی تھی کہ مشرکوں کو اپنی قوت دکھائیں (یعنی مشرکوں پر واضح ہو جائے کہ وہ قوی ہیں تپ وغیرہ نے ان میں کچھ اثر نہیں کیا)

۳۹۷۳۔ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ سے نکاح کیا جبکہ آپ مُحرِم تھے (احرام باندھا ہُوا تھا) اور ان سے خلوت فرمائی جبکہ آپ حلال تھے (احرام کھول رکھا تھا) اور وہ مقام سرف میں فوت ہوئیں۔ ابن اسحاق نے اضافہ کیا کہ مجھے ابن ابی نجیح اور ابان بن صالح نے عطاء، مجاہد کے ذریعہ ابن عباس سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ سے عمرۂ قضاء میں نکاح فرمایا (حدیث ع۱۷۲۰ کی شرح دیکھیں)

مُلکِ شام میں جنگِ مُوتہ

مُوتہ کی میم مضموم اور واؤ ساکن ہے۔ ہمزہ نہیں بعض علماء میم کے بعد ہمزہ پڑھتے ہیں۔ یہ شام کی زمین میں ایک مقام ہے۔ ابن اسحاق نے کہا بلقاء کے قریب ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا یہ بیت المقدس سے دو مرحلے دُور ہے۔ غزوہ موتہ کا سبب یہ تھا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بصریٰ کے حاکم کی طرف اپنا قاصد حارث بن عُمیر کو بھیجا تو شام کے قیصر شرحبیل بن عمرو غسانی نے اس کو قتل کر دیا جبکہ اس کے سوا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قاصد قتل نہیں کیا گیا تھا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف تین ہزار کا لشکر بھیجا اور زید بن حارثہ کو ان کا امیر مقرر کیا اور فرمایا اگر زید شہید ہو جائے تو جعفر بن ابی طالب امیر ہوں گے اگر وہ بھی شہید ہو گئے تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہوں گے۔ جب لشکر تیار ہُوا تو آپ نے

۳۹۷۳ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ اَبِیْ هِلَالٍ قَالَ وَاَخْبَرَنِیْ نَافِعٌ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ وَقَفَ عَلٰی جَعْفَرٍ یَوْمَئِذٍ وَهُوَ قَتِیْلٌ فَعَدَدْتُ بِهٖ خَمْسِیْنَ بَیْنَ طَعْنَةٍ وَّضَرْبَةٍ لَیْسَ مِنْهَا شَیْءٌ فِیْ دُبُرِهٖ

ان کو وصیت کی کہ جہاں عُمیر بن حارث کو اُنھوں نے قتل کیا تھا وہاں پہنچ کر ان کو دعوتِ اسلام دیں اگر قبول کرلیں تو فبہا ورنہ اُن سے جنگ کرو اور ثنیۃ الوداع تک آپ ان کے ساتھ گئے جب دشمن کو خبر پہنچی کہ مسلمان حملہ آور ہونے والے ہیں تو اُنھوں نے ایک لاکھ سے زیادہ لشکر جمع کیا اور ان کو خبر پہنچی کہ ہرقل مختلف قبائل بکر، لخم، جذام وغیرہ سے ایک لاکھ سپاہی لے کر مآرب پہنچ گیا ہے۔ مسلمانوں کے سپہ سالاروں نے پیدل جنگ شروع کی اور تیروں کی بوچھاڑ میں حضرت زید شہید ہوگئے تو جعفر نے جھنڈا پکڑلیا اور اپنے سُرخ گھوڑے سے نیچے اُتر آئے اور اس کی ٹانگیں کاٹ ڈالیں۔ اسلام میں یہ پہلا گھوڑا ہے جس کی ٹانگیں کاٹی گئی تھیں۔ پھر دشمن سے جنگ شروع کی اور شہید ہوگئے۔ ان کو ایک رومی نے تلوار ماری تھی جس سے اُن کے جسم کے دو حصے ہوگئے اُن کے ایک حصے میں تیس سے زائد زخم آئے تھے۔ پھر عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا پکڑلیا اور لڑتے لڑتے شہید ہوگئے پھر مسلمانوں نے خالد بن ولید کو امیر مقرر کرکے انہیں جھنڈا پکڑا دیا اس اثناء میں مسلمان شکست کھا گئے تھے اور مشرکوں نے مسلمانوں کا تعاقب کرکے بہتوں کو شہید کر دیا تھا۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کی ساری کاروائی مدینہ منورہ سے دیکھ رہے تھے اور صحابہ کو دیکھ رہے تھے۔ جب خالد بن ولید نے جھنڈا ہاتھ میں لیا تو سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی ہے۔ خالد بن ولید نے لشکر کا اگلا حصہ پیچھے کر دیا اور دائیں لشکر کو بائیں کر دیا اور بائیں کو دائیں کر دیا یہ دیکھ کر رومی گھبرا گئے اور کہنے لگے مسلمانوں کو مدد آپہنچی ہے اور مرعوب ہو کر بھاگ گئے۔ لاتعداد بے شمار رومی قتل ہوگئے اور مسلمانوں نے مشرکوں کے سامان پر قبضہ کیا۔ علامہ بیہقی نے دلائل نبوت میں روایت کی کہ جب خالد بن ولید نے جھنڈا پکڑا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ یہ تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے اس کی مدد فرما! اس روز سے خالد سیف اللہ کے نام سے موسوم ہوئے۔ ابوالاسود نے مغازی میں عروہ سے روایت کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ ہجری کے جمادی میں موتہ کی طرف لشکر بھیجا تھا۔ دوسرے اہل مغازی نے بھی اُن سے اتفاق کیا ہے۔ البتہ خلیفہ نے کہا کہ غزوہ موتہ سات ہجری میں ہوا تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم! (عینی وفتح)

۳۹۷۳ — ترجمہ: نافع نے کہا ابن عمر نے اُن سے بیان کیا کہ: موتہ کے دن جعفر

۳۹۷۴ — أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ أَمَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ مُؤْتَةَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ قُتِلَ زَيْدٌ فَجَعْفَرٌ وَإِنْ قُتِلَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ كُنْتُ فِيهِمْ فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ فَالْتَمَسْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فَوَجَدْنَاهُ فِي الْقَتْلَى وَوَجَدْنَا مَا فِي جَسَدِهِ بِضْعًا وَتِسْعِينَ مِنْ طَعْنَةٍ وَرَمْيَةٍ

کے پاس کھڑے ہوئے جبکہ وہ شہید ہو چکے تھے۔ میں نے ان میں نیزوں اور تلواروں کے پچاس زخم شمار کئے ان میں کوئی زخم ان کی پشت پر نہ تھا (اس سے مقصد یہ ہے کہ حضرت جعفر بہت بہادر تھے انہوں نے جنگ میں پیٹھ نہ پھیری اور شہید ہو گئے۔ رضی اللہ عنہ)

۳۹۷۴ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ موتہ میں زید بن حارثہ کو لشکر کا امیر بنایا اور فرمایا اگر زید شہید ہو جائے تو جعفر امیر ہیں اگر جعفر شہید ہو جائے تو عبداللہ بن رواحہ امیر ہیں۔ عبداللہ بن عمر نے کہا میں اس غزوہ میں ان میں موجود تھا ہم نے جعفر بن ابی طالب کو تلاش کیا تو ان کو شہداء میں پایا اور ان کے جسم میں نیزوں اور تیروں کے زخم نوے سے زیادہ پائے۔

۳۹۷۴ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ۳۹۷۳ میں پچاس زخم مذکور ہیں اور اس حدیث میں نوے زخم مذکور ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پچاس زخم ان کے اگلے حصے میں تھے اور یہاں تمام جسم کے زخم مراد ہیں یا پہلی حدیث میں نیزوں اور تلواروں کے زخم تھے اور اس حدیث میں نیزوں اور تیروں کے زخم مذکور ہیں۔ طعنہ نیزے کا زخم، ضربہ تلوار کا زخم اور رمیہ تیر کا زخم ہے نیز ایک عدد کی تخصیص زائد کی نفی پر دلالت نہیں کرتی (کرمانی)

اسماء رجال: احمد بن ابی بکر ... کا نام قاسم کنیت ابوحفص ہے۔ وہ قرشی زہری ہیں امام مسلم کے بھی استاذ ہیں۔ ۲۴۲ ہجری کو مدینہ منورہ میں فوت ہوئے جبکہ ان کی عمر بانوے برس ہوئی۔ ۲۔ مغیرہ بن عبدالرحمن مخزومی ہیں اور مغیرہ بن عبدالرحمن خزامی کے طبقہ میں ہیں اور وہ مخزومی سے زیادہ ثقہ ہیں۔ مخزومی کی بخاری میں صرف یہی ایک حدیث ہے۔ وہ مدینہ منورہ

۳۹۷۵ ـ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى زَيْدًا وَّجَعْفَرًا وَّابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ فَقَالَ اَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرٌ فَاُصِيْبَ ثُمَّ اَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِيْبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتّٰى اَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِّنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ

میں امام مالک کے بعد بہت بڑے فقیہہ تھے اور بہت سچ بولتے تھے۔
غ۳ عبد اللہ بن سعد بن ابی ہند مدنی ہیں۔

۳۹۷۵ ـ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زید، جعفر اور عبد اللہ بن رواحہ کی موت کی خبر آنے سے پہلے ہی لوگوں کو ان کی خبر سنائی اور فرمایا زید نے جھنڈا پکڑا وہ شہید ہوگئے پھر جعفر نے پکڑا وہ بھی شہید ہوگئے پھر عبد اللہ بن رواحہ نے جھنڈا سنبھالا اور وہ بھی شہید ہوگئے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے حتی کہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے جھنڈا تھاما تو اللہ تعالیٰ نے نصرانیوں پر فتح عطاء کی،،

۳۹۷۵ ـ شرح : حضرت خالد بن ولید کو اسی لئے سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کہا جاتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی میت کی موت کا اعلان کرنا جائز ہے اور یہ اعلان ممنوع نہیں۔ موت کا اعلان وہ منع ہے جو جاہلیت میں کیا جاتا تھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کو مشروط سپہ سالار یا امیر بنانا اور چند اشخاص کو ترتیب سے امیر بنانا جائز ہے اور یہ بھی واضح ہوا کہ ضرورت کے وقت اعلیٰ حاکم کی اجازت کے بغیر امیر بنانا جائز ہے۔ امام طحاوی نے کہا اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اگر بادشاہ یا امام غائب ہوجائے تو اس کے آنے تک اس کے قائم مقام بادشاہ یا امام بنانا جائز ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں اجتہاد کرنا جائز تھا۔ اور خالد بن ولید کی بہت بڑی فضیلت ہے۔

(حدیث ع ۱۱۷۷ کی شرح دیکھیں)

۳۹۷۶ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ
يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَتْنِي عَمْرَةُ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ لَمَّا جَاءَ قَتْلُ
ابْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ رَوَاحَةَ جَلَسَ رَسُولُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْرَفُ فِيهِ الْحُزْنُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَأَنَا أَطَّلِعُ مِنْ
صَائِرِ الْبَابِ تَعْنِي مِنْ شَقِّ الْبَابِ فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَيْ رَسُولَ اللهِ إِنَّ
نِسَاءَ جَعْفَرٍ قَالَ وَذَكَرَ بُكَاءَهُنَّ فَأَمَرَهُ أَنْ يَنْهَاهُنَّ قَالَ فَذَهَبَ الرَّجُلُ
ثُمَّ أَتَى فَقَالَ قَدْ نَهَيْتُهُنَّ وَذَكَرَ أَنَّهُ لَمْ يُطِعْنَهُ قَالَ فَأَمَرَ أَيْضًا فَذَهَبَ
ثُمَّ أَتَى فَقَالَ وَاللهِ لَقَدْ غَلَبْنَنَا فَزَعَمَتْ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ فَاحْثُ فِي أَفْوَاهِهِنَّ مِنَ التُّرَابِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ أَرْغَمَ اللهُ أَنْفَكَ
فَوَاللهِ مَا أَنْتَ تَفْعَلُ وَمَا تَرَكْتَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْعَنَاءِ

۳۹۷۶ — ترجمہ : یحییٰ بن سعید نے کہا مجھے عمرہ نے خبر دی کہ میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جب زید بن حارثہ، جعفر بن ابی طالب اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کے شہید ہونے کی خبر پہنچی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے جبکہ آپ کی ذات کریمہ سے حزن ورنج ظاہر ہو رہا تھا۔ ام المؤمنین نے فرمایا میں دروازے کے سوراخ سے دیکھ رہی تھی۔ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! جعفر کی مستورات اور اُن کا رونا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا کہ ان کو رونے سے منع کرے وہ شخص گیا اور پھر آیا اور کہا میں نے ان کو منع کیا ہے اور ذکر کیا کہ وہ اس کی بات تسلیم نہیں کرتیں آپ نے اس کو دوبارہ فرمایا وہ گیا اور پھر آیا اور کہا بخدا! وہ ہم پر غالب آگئی ہیں۔ ام المؤمنین نے خیال فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کے مونہوں میں مٹی ڈالو! ام المؤمنین نے فرمایا میں نے کہا اللہ تیری ناک خاک آلود کرے بخدا! نہ تو وہ کرنے والا ہے (جس کا تجھے حکم دیا گیا ہے) اور نہ ہی تُو نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشقت چھوڑی۔

۳۹۷۶ — شرح : قولہ نساء جعفر مبتداء ہے اس کی خبر محذوف ہے۔ یعنی جعفر کی مستورات

۳۹۷۷ـ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ قَالَ ثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِیٍّ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ عَامِرٍ قَالَ کَانَ اِبْنُ عُمَرَ اِذَا حَیّٰی اِبْنَ جَعْفَرٍ قَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا ابْنَ ذِی الْجَنَاحَیْنِ

۳۹۷۸ـ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ عَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِ یَقُوْلُ لَقَدِ انْقَطَعَتْ فِیْ یَدَیَّ یَوْمَ مُوْتَةَ تِسْعَةُ اَسْیَافٍ فَمَا بَقِیَ فِیْ یَدِیْ اِلَّا صَفِیْحَةٌ یَمَانِیَةٌ

رو رہی ہیں۔ اور رونے کی ممانعت صرف اس وقت ہے جبکہ نوحہ کے ساتھ ہو "عناء" کے معنی ہیں مشقت یعنی جو تجھے حکم دیا گیا ہے وہ کرتا نہیں اور نہ ہی اپنے قصور کی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دیتا ہے تاکہ کسی اور کو بھیجیں اور مشقت سے آرام ہو (حدیث ۱۲۲۴ کی شرح دیکھیں)

۳۹۷۷ـ ترجمہ : عامر سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن عمر جعفر کو سلام کہتے تو کہتے السلام علیک اے دو پروں والے۔

۳۹۷۷ـ شرح : ذوالجناحین حضرت جعفر بن ابی طالب کا لقب ہے کیونکہ جب موتہ کی لڑائی میں ان کے دونوں ہاتھ کٹ گئے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو دو پر عطا کئے جن کے ساتھ جنت میں اڑتے پھرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جعفر کو جنت میں فرشتوں کے ساتھ دیکھا ان کا لقب طیار ہے۔ بیہقی نے دلائل میں عاصم بن عمر بن قتادہ کی مرسل حدیث ذکر کی کہ جعفر کے دونوں پر یاقوت کے ہیں۔ سہیلی نے کہا جعفر کے پر ایسے نہیں جو بظاہر وہم میں آتے ہیں کہ وہ پرندوں کے پروں جیسے ہوں گے۔ کیونکہ آدمی کی صورت پرندے کی صورت سے اشرف اور افضل ہے۔ جناحان سے مراد صفت ملکیہ اور قوت روحانیہ ہے جو حضرت جعفر کو عطا کی گئی علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب دونوں پروں کی کیفیت کا بیان کسی حدیث میں نہیں ہے تو ہم ان کی حقیقت میں بحث کرنے کے بغیر اس پر ایمان لاتے ہیں (عینی، کرمانی، فتح)

۳۹۷۸ـ ترجمہ : قیس بن ابی حازم نے کہا میں نے خالد بن ولید کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ موتہ کی جنگ میں نو تلواریں میرے ہاتھ میں ٹوٹ گئیں میرے ہاتھ میں صرف ایک یمنی چوڑی تلوار رہ گئی۔

۳۹۷۹ ـــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی عَنْ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنِیْ قَیْسٌ قَالَ سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِیْدِ یَقُوْلُ لَقَدْ دُقَّ فِیْ یَدِیْ یَوْمَ مُؤْتَةَ تِسْعَةُ اَسْیَافٍ وَصَبَرَتْ فِیْ یَدِیْ صَفِیْحَةٌ لِّیْ یَمَانِیَّةٌ

۳۹۸۰ ـــ حَدَّثَنِیْ عِمْرَانُ بْنُ مَیْسَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ عَنْ حُصَیْنٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ اُغْمِیَ عَلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ فَجَعَلَتْ اُخْتُهٗ عَمْرَةُ تَبْکِیْ وَاجَبَلَاهُ وَاکَذَا وَاکَذَا تُعَدِّدُ عَلَیْهِ فَقَالَ حِیْنَ اَفَاقَ مَا قُلْتِ شَیْئًا اِلَّا قِیْلَ لِیْ اَنْتَ کَذَاكَ

۳۹۸۱ ـــ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنْ حُصَیْنٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنِ النُّعْمٰنِ بْنِ بَشِیْرٍ قَالَ اُغْمِیَ عَلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ بِهٰذَا فَلَمَّا مَاتَ لَمْ تَبْكِ عَلَیْهِ

۳۹۷۹ ـــ ترجمہ: قیس بن ابی حازم نے کہا میں نے خالد بن ولید کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ موتہ کی جنگ میں میرے ہاتھ میں نو تلواریں ٹوٹ گئیں اور میرے ہاتھ میں صرف میری یمنی چوڑی تلوار رہ گئی وہ نہ ٹوٹی، "الصفیحہ" چوڑی تلوار۔

۳۹۷۸-۳۹۷۹ ـــ شرح: علامہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے بہت مشرک قتل کئے تھے اور خالد نے بنفسہٖ جنگ کی اور بہت مشرک قتل کئے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۳۹۸۰ ـــ ترجمہ: نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا عبد اللہ بن رواحہ پر غشی طاری ہوئی تو اُن کی ہمشیرہ عمرہ ہائے پہاڑ جیسا بھائی ہائے ایسا ہائے ایسا کہہ کر رونے لگی جبکہ وہ ان کی صفات شمار کرتی تھی۔ جب وہ ہوش میں آئے تو کہا (اے ہمشیرہ) تونے جو کچھ بھی کہا مجھے کہا گیا تھا کیا تو ایسا ہی ہے۔

۳۹۸۱ ـــ ترجمہ: نعمان بن بشیر نے کہا عبد اللہ بن رواحہ بیہوش ہو گئے اور پہلی

بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ إِلَى الْحُرُقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ

حدیث کی طرح ذکر کیا جب وہ شہید ہوگئے تو ان کی بہن اُن پہ نہ روئی

۳۹۸۰ — ۳۹۸۱ شرح : عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ثناخوان شاعر ہیں۔ اور عمرہ ان کی ہمشیرہ انصاریہ صحابیہ نعمان بن بشیر کی والدہ ہیں۔ وہ ایک دفعہ بیمار ہوئے اور اس بیماری میں بیہوش ہوگئے تھے ان کی اس حالت کو دیکھ کر ان کی ہمشیرہ نے ان پہ نوحہ کیا تھا۔ علامہ قسطلانی نے ذکر کیا ابوعمران جونی کی مرسل حدیث جو ابن سعد نے ذکر کی ہے، میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن رواحہ کی بیمار پرسی کرنے تشریف لے گئے تو ان کو بیہوش پایا آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کی کہ اے اللہ اگر اس کی موت قریب ہے تو اسے اس پہ آسان کردے ورنہ اس کو شفا دے۔ عبداللہ نے اسی وقت آرام محسوس کیا اور کہا ایک فرشتے نے لوہے کا ہتھوڑا میرے سر پہ اٹھایا اور کہا تو ایسا ہی تھا جیسا تیری بہن کہہ رہی ہے۔ اگر میں ہاں کرتا تو وہ مجھے اس ہتھوڑے سے مارتا۔ ابونعیم نے کہا پھر انھوں نے بہن کو رونے سے منع کردیا۔ جب عبداللہ بن رواحہ موتہ کی جنگ میں شہید ہوئے اور ان کی وفات کی خبر مدینہ منورہ پہنچی تو ان کی ہمشیرہ ہرگز نہ روئی۔ ان دونوں حدیثوں میں حضرت عبداللہ بن رواحہ کا ذکر ہے جو موتہ میں شہید ہوئے تھے اس لئے انہیں یہاں ذکر کیا ہے جس مرض میں وہ بیہوش ہوئے تھے اس میں ان کی وفات واقع نہ ہوئی تھی"

باب — سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسامہ بن زید کو قبیلہ جہینہ کی قوم حرقات کی طرف بھیجنا

حُرقات بضم الحاء و فتح الراء ہے اس کے بعد قاف ہے۔ حرقہ کی طرف منسوب ہے۔ اس کا نام جہیش بن عامر ابن ثعلبہ بن مودعہ بن جہینہ ہے۔ اس کو حرقہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس نے ایک قوم کو قتل کر کے جلا دیا تھا (فتح) ابن زید نے کہا چہرے اور جسم میں سختی کو جہن کہا جاتا ہے۔ جہینہ کے نام کا یہی سبب ہے۔ شیخ دہلوی نے کہا حُرقہ جہیش ابن عامر کا لقب ہے۔ اس قبیلہ کے بطون متعدد ہیں اس لئے اس کو جمع ذکر کیا گیا ہے۔

۳۹۸۲ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْظَبْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يَقُوْلُ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْحُرَقَةِ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ وَلَحِقْتُ اَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ رَجُلاً مِنْهُمْ فَلَمَّا غَشِيْنَاهُ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَكَفَّ الْاَنْصَارِيُّ فَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِيْ حَتّٰى قَتَلْتُهُ فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا اُسَامَةُ اَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قُلْتُ كَانَ مُتَعَوِّذًا فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنِّیْ لَمْ اَكُنْ اَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ

۳۹۸۲ — ترجمہ : ابوظبیان نے کہا میں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حُرقہ کی طرف بھیجا ہم نے ان لوگوں پر حملہ کیا اور ان کو شکست دی۔ میں اور ایک مرد انصاری نے اُن میں سے ایک شخص کو پالیا جب ہم نے اس کا گھراؤ کر لیا تو اُس نے کہا "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ"، (یہ سُن کر) انصاری تو رُک گیا میں نے اس کو نیزے کے ساتھ زخمی کر دیا حتی کہ میں نے اس کو قتل کر دیا جب ہم واپس آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا اے اُسامہ! کیا تو نے اس کے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے کے بعد قتل کیا ہے میں نے عرض کیا حضور اُس نے اپنی جان بچانے کے لئے کہا تھا۔ آپ بار بار ذکر کرتے رہے حتی کہ میں نے خواہش کی کہ کاش اس سے پہلے میں اسلام نہ لایا ہوتا"

۳۹۸۲ — شرح : اصحاب مغازی و مؤرخین) میں مشہور ہے کہ یہ غزوہ غالب اللیثی الکلبی ہے اور اسی میں یہ آئت نازل ہوئی "وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰی اِلَیْکُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا"، جو تمہیں سلام کہے اس کو یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے۔ ابن سعد نے کہا یہ غزوہ سات ہجری کے رمضان میں ہُوا۔ اس میں غالب بن عبداللہ لیثی امیر تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بنی عوال اور بنی عبد بن ثعلبہ کی طرف بھیجا جو میفعہ میں رہتے تھے۔ انہیں ایک سو تیس[۱۳۰] مجاہدین کا امیر مقرر کیا تھا (عینی)، جس شخص کو حضرت اسامہ نے قتل کیا تھا وہ مرداس بن نہیک تھا اور بکریوں کا چرواہا تھا۔

۳۹۸۳ ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ ابْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الْأَكْوَعِ يَقُولُ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَخَرَجْتُ فِيمَا يَبْعَثُ مِنَ الْبُعُوثِ تِسْعَ غَزَوَاتٍ مَرَّةً عَلَيْنَا أَبُو بَكْرٍ وَمَرَّةً عَلَيْنَا أُسَامَةُ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَفْصِ ابْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ يَقُولُ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَخَرَجْتُ فِيمَا يَبْعَثُ مِنَ الْبَعْثِ تِسْعَ غَزَوَاتٍ عَلَيْنَا مَرَّةً أَبُو بَكْرٍ وَمَرَّةً أُسَامَةُ

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مذکور۔ واقعہ سے پہلے عدم اسلام کی تمنا کیسے جائز ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ایسے اسلام کی تمنا کرتے تھے جس میں کوئی گناہ نہ ہو۔ علامہ خطابی نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مشرک کلمۂ ایمان کہے تو اس کو قتل کرنا جائز نہیں اور حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ نے اس کو اس لئے قتل کیا تھا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد : فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا ، کی تاویل یہ کی تھی کہ مقاتلہ کے وقت اُن کا ایمان ان کو بچا نہیں سکتا، اس لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسامہ کو اس کے قتل میں معذور جانا اور ان پر دیت وغیرہ واجب نہ کی (کرمانی)

۳۹۸۳ ـــ ترجمہ ، یزید بن ابی عبید سے روائت ہے کہ میں نے سلمہ بن اکوع کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات غزوات میں شریک رہا اور جو لشکر بھیجتے تھے ان میں نو غزوات میں شریک رہا۔ کبھی ہم پر ابوبکر صدیق سپہ سالار ہوتے اور کبھی اسامہ بن زید امیر ہوتے۔

عمر بن حفص بن غیاث نے کہا میرے والد نے یزید بن ابی عبید سے بیان کیا کہ میں نے سلمہ بن اکوع کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں سات غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک رہا اور جو لشکر کسی کی سپہ سالاری میں بھیجتے تھے۔ ان میں سے نو غزوات میں شریک رہا۔ کبھی ہم پر ابوبکر اور کبھی اسامہ امیر ہوتے۔

۳۹۸۴ـ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَغَزَوْتُ مَعَ ابْنِ حَارِثَةَ اِسْتَعْمَلَهٗ عَلَيْنَا

۳۹۸۵ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ فَذَكَرَ خَيْبَرَ وَالْحُدَيْبِيَةَ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ وَيَوْمَ الْقَرَدِ قَالَ يَزِيْدُ وَنَسِيْتُ بَقِيَّتَهُمْ

۳۹۸۴ـ **ترجمہ** : یزید نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ انھوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سات غزوات میں شریک رہا اور میں ابن حارثہ کے ساتھ اس غزوہ میں شریک تھا جس میں ان کو ہم پر امیر مقرر کیا تھا۔

۳۹۸۳ـ ۳۹۸۴ـ **شرح** : یزید بن ابی عبید سلمہ بن اکوع کا آزاد کردہ غلام ہے۔ سلمہ بن اکوع جن سات غزوات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے وہ غزوۂ خیبر، غزوۂ حدیبیہ، غزوۂ حنین، غزوۂ قرد، غزوۂ فتح، غزوۂ طائف اور غزوۂ تبوک یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری غزوہ ہے۔

اسماء رجال : ابوعاصم کا نام ضحاک ہے وہ ابوعاصم مشہور ہیں۔ یزید بن عبید ۱۴۶ ہجری میں فوت ہوئے، سلمہ بن اکوع نے ۷۴ ہجری میں اسی برس کی عمر میں وفات پائی۔ یہ حدیث ثلاثیات میں پندرھویں حدیث ہے۔

۳۹۸۵ـ **ترجمہ** : یزید بن ابی عُبَید نے سلمہ بن اکوع سے روائت کی کہ انہوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات غزوات میں شریک رہا اور خیبر، حدیبیہ، حنین اور قرد کو ذکر کیا۔ یزید نے کہا باقی کو میں بھول گیا ہوں۔ (وہ فتح، طائف اور تبوک ہیں)

حماد بن مسعدہ تمیمی بصری ہیں۔ دو سو دو ہجری میں فوت ہوئے۔

بَابُ غَزْوَةِ الْفَتْحِ

وَمَا بَعَثَ حَاطِبُ بْنُ اَبِیْ بَلْتَعَةَ اِلٰی اَهْلِ مَکَّةَ يُخْبِرُهُمْ بِغَزْوِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۹۸۶ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ اَخْبَرَنِی الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَّهٗ سَمِعَ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِیْ رَافِعٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَالزُّبَيْرَ وَالْمِقْدَادَ فَقَالَ انْطَلِقُوْا حَتّٰی تَاْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ فَاِنَّ بِهَا ظَعِيْنَةً مَعَهَا كِتَابٌ فَخُذُوْا مِنْهَا قَالَ فَانْطَلَقْنَا تَعَادٰی بِنَا خَيْلُنَا حَتّٰی اَتَيْنَا الرَّوْضَةَ فَاِذَا نَحْنُ بِالظَّعِيْنَةِ قُلْنَا اَخْرِجِی الْكِتَابَ قَالَتْ مَا مَعِیَ الْكِتَابُ فَقُلْنَا لَتُخْرِجِنَّ الْكِتَابَ اَوْ لَنُلْقِيَنَّ الثِّيَابَ فَاَخْرَجَتْهُ مِنْ عِقَاصِهَا فَاَتَيْنَا بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ـ غزوۂ فتح مکہ "شرفہا اللہ تعالیٰ"

اور جو حاطب بن ابی بلتعہ نے اہل مکہ کو پیغام بھیجا جبکہ وہ مکہ والوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حملہ کی خبر دے رہے تھے"

۳۹۸۶ ـ ترجمہ: عمرو بن دینار سے روایت ہے کہ حسن بن محمد نے مجھے خبر دی کہ انہوں نے عبیداللہ بن ابی رافع کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ انھوں نے کہا مجھے اور زبیر اور مقداد کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا اور فرمایا تم چلتے رہو حتی کہ تم روضۂ خاخ پہنچو وہاں ایک عورت ہے اس کے پاس خط ہے وہ اس سے لے لو۔ حضرت علی نے کہا ہم چل پڑے جبکہ ہمارے گھوڑے ہم کو تیز لے جا رہے تھے حتی کہ ہم روضۂ خاخ پہنچے کیا دیکھتے ہیں کہ وہاں ایک عورت ہے ہم نے اسے کہا خط نکال اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہم نے کہا خط نکال یا ہم تیرے کپڑے اتار دیں گے (تیری تلاشی لیں گے) حضرت علی نے کہا اس عورت نے اپنے سر کے جوڑے سے خط نکالا ہم وہ لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ گئے تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا: "حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے

فَاِذَا فِيْهِ مِنْ حَاطِبِ بْنِ اَبِىْ بَلْتَعَةَ اِلٰى نَاسٍ بِمَكَّةَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ يُخْبِرُهُمْ بِبَعْضِ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا حَاطِبُ مَا هٰذَا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تَعْجَلْ عَلَيَّ اِنِّىْ كُنْتُ امْرَاً مُلْصَقًا فِىْ قُرَيْشٍ يَقُوْلُ كُنْتُ حَلِيْفًا وَلَمْ اَكُنْ مِنْ اَنْفُسِهَا وَكَانَ مَنْ مَعَكَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ مَنْ لَهُمْ قَرَابَاتٌ يَحْمُوْنَ اَهْلِيْهِمْ وَاَمْوَالَهُمْ فَاَحْبَبْتُ اِذْ فَاتَنِىْ ذٰلِكَ مِنَ النَّسَبِ فِيْهِمْ اَنْ اَتَّخِذَ عِنْدَهُمْ يَدًا يَحْمُوْنَ قَرَابَتِىْ وَلَمْ اَفْعَلْهُ ارْتِدَادًا عَنْ دِيْنِىْ وَلَا رِضًى بِالْكُفْرِ بَعْدَ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّهُ قَدْ صَدَقَكُمْ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَضْرِبُ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ اِنَّهُ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلٰى مَنْ شَهِدَ بَدْرًا قَالَ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ السُّوْرَةَ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّىْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ اِلٰى قَوْلِهٖ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ

مکہ کے مشرک لوگوں کی طرف وہ انہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض امور کی خبر دے رہے تھے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حاطب یہ کیا ہے ؟ حاطب نے کہا رسول اللہ! مجھ پر عجلت نہ فرمائیں میں ایسا آدمی ہوں کہ قریش میں باہر سے آکر رہا تھا اور اُن کا حلیف تھا۔ اُن کے خاندان سے نہیں ہوں اور آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں اُن کی مکہ میں قرابتیں ہیں وہ ان کے اہل و اولاد اور ان کے اموال کی نگہبانی کرتے ہیں۔ میں نے یہ اچھا جانا کہ اگر میری اُن میں قرابت نہیں ہے۔ تو میں اُن پر کوئی احسان دھروں جس کے باعث وہ میری قرابت کی نگہبانی کریں میں نے یہ اپنے دین سے منحرف ہوکر نہیں کیا اور نہ ہی اسلام قبول کرنے کے بعد کفر کو پسند کرنے کے باعث کیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سُن لو اُس نے تم سے سچی بات کی ہے۔ عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں میں

اس منافق کی گردن اُڑاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ جنگِ بدر میں شریک تھا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بدر میں حاضر ہونے والوں کو دیکھ کر فرمایا: "تم جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے"، اور اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی: "اے ایمان والو! میرے دشمن اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ کہ تم اُن سے محبت کرنے لگو، فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ" تک۔

۳۹۸۶ —— شرح : روضۂ خاخ مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان ایک مقام ہے۔ ظعینۃ، کجاوہ میں بیٹھنے والی عورت۔ اس کا نام سارہ ہے۔ حاطب نے اس کو دس دینار دیئے تھے کہ وہ اس کا خط مکہ کے مشرکوں کو پہنچا دے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ میں ہند بنت عتبہ کے ساتھ اس کے قتل کا حکم دیا تھا پھر اس کے لئے امن وامان حاصل کر لیا گیا۔ اس کے بعد وہ بہت عرصہ زندہ رہی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ایک شخص نے اس کو گھوڑے کے قدموں سے روند کر قتل کر دیا۔ اس کو بنو مطلب نے آزاد کیا تھا۔

"حاطب بن ابی بلتعہ لخمی"

حاطب بن ابی بلتعہ لخمی لخم کی اولاد سے ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ عبداللہ بن حمید کے مکاتب تھے اور فتح مکہ میں مال کتابت ادا کر کے آزاد ہو گئے تھے۔ تیس ہجری میں باسٹھ سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں فوت ہو گئے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶ ہجری میں ان کو خط دے کر مصر اور اسکندریہ کے حاکم مقوقس کے پاس بھیجا تھا۔ وہ اس کے پاس پانچ معذرہے۔ اور اس سے ھدایا لے کر واپس آئے اُن میں سے حضرت ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماریہ اور ان کی ہمشیرہ سیرین تھیں۔ آپ نے سیرین حضرت حسان بن ثابت کو ہبہ کر دی تھی اور ایک خچر دلدل اور گدھا عفیر، شہد، کپڑے اور برتن وغیرہ تھے۔ ابو عمر نے کہا مقوقس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تین باندیاں منجملہ بھیجی تھیں۔ ان میں سے ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماریہ تھیں۔ دوسری کو آپ نے ابو جہم بن حذیفہ عدوی کے لئے ہبہ کر دیا تھا) اور تیسری حسان بن ثابت کو ہبہ کر دی۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس کے پاس بھیجا اور اُن سے مصالحت کی یہ صلح کچھ عرصہ قائم رہی حتیٰ کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے صلح ختم کر دی اور اُن سے جنگ کر کے مصر فتح کر لیا یہ بیس ہجری کا واقعہ ہے۔ حاطب غلہ کے تاجر تھے اُنھوں نے مرتے وقت چار ہزار دینار و درہم ترکہ چھوڑا تھا۔ حاطب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی ہے کہ جس نے مجھے میری وفات کے بعد دیکھا گویا کہ اُس نے مجھے میری حیات میں دیکھا اور جو کوئی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے حرمین میں سے کسی ایک حرم میں فوت ہو جائے وہ قیامت کے دن امن وامان کی حالت میں قبر سے اٹھے گا (عینی و فتح) (اس حدیث کی تفصیل حدیث ۲۸۰۵ کی شرح میں دیکھیں)

بَابُ غَزْوَةِ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ

٣٩٨٧ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا غَزْوَةَ الْفَتْحِ فِي رَمَضَانَ قَالَ وَسَمِعْتُ ابْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ مِثْلَ ذَلِكَ وَعَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَنِي أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ صَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى إِذَا بَلَغَ الْكَدِيدَ الْمَاءَ الَّذِي بَيْنَ قُدَيْدٍ وَعُسْفَانَ أَفْطَرَ فَلَمْ يَزَلْ مُفْطِرًا حَتَّى انْسَلَخَ الشَّهْرُ

حاطب نے مشرکین مکہ کو جو رقعہ لکھا تھا اس کا مضمون سہیلی کی روائت کے مطابق یہ تھا۔ اے قریش کے سردارو! سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم رات کی تاریکی کی طرح لشکر لے کر تم پر حملہ کرنے والے ہیں۔ اُن کا لشکر بہت بڑا سیلاب ہے بخدا! اگر آپ تنہا حملہ کریں تو آپ کا پروردگار آپ کی مدد کرنے والا ہے۔ وہ کافروں کے مقابلہ میں مسلمانوں کے لئے فتح و نصرت کا وعدہ پورا کرے گا تم اپنا انتظام کر لو۔ واقدی نے بیان کیا کہ مکتوب کی صورت یہ تھی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو غزوہ کرنے کے لئے تیار کیا ہے۔ غالباً وہ تمہارے ساتھ جنگ کرنے والے ہیں۔ میں نے تمہیں خبردار کرنا مناسب سمجھا ہے، کیونکہ میرا تم پر حق ہے۔ ہو سکتا ہے کہ حاطب کے خط میں مکتوب کی دونوں صورتیں ہوں (تفسیر)

باب — فتح مکہ کی جنگ ماہِ رمضان میں ہوئی

٣٩٨٧ — ترجمہ : ابن شہاب سے روائت ہے کہ مجھے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے بتایا کہ ابن عباس نے ان کو خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ فتح مکہ رمضان مبارک میں کیا انھوں نے کہا میں نے ابن مسیّب کو اس طرح کہتے سُنا ہے۔ عُبیداللہ سے روائت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ رکھا حتی کہ جب کدید الماء پہنچے جو قُدید اور عسفان کے درمیان ہے تو افطار کر دیا پھر افطار ہی کرتے رہے حتی کہ رمضان کا مہینہ گزر گیا "

۳۹۸۸ — حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ اَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي رَمَضَانَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ وَمَعَهُ عَشَرَةُ اٰلَافٍ وَّذٰلِكَ عَلٰى رَاْسِ ثَمَانِ سِنِيْنَ وَنِصْفٍ مِّنْ مَقْدَمِهِ الْمَدِيْنَةَ فَسَارَ هُوَ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى مَكَّةَ يَصُوْمُ وَيَصُوْمُوْنَ حَتّٰى بَلَغَ الْكَدِيْدَ وَهُوَ مَاءٌ بَيْنَ عُسْفَانَ وَقُدَيْدٍ اَفْطَرَ وَاَفْطَرُوْا قَالَ الزُّهْرِيُّ وَاِنَّمَا يُؤْخَذُ مِنْ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاٰخِرُ فَالْاٰخِرُ

۳۹۸۸ — ترجمہ : زُہری نے روایت کی کہ عبید اللہ بن عبد اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر سنائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان مبارک میں مدینہ منورہ سے نکلے جبکہ آپ کے ساتھ دس ہزار کا لشکر تھا۔ اس وقت مدینہ منورہ میں تشریف لائے ہوئے ساڑھے آٹھ برس گزرے تھے۔ آپ اور آپ کے ساتھ دوسرے مسلمان مکہ کی طرف روانہ ہوئے جبکہ آپ روزے سے تھے اور دوسرے مسلمان بھی روزے سے تھے۔ حتیٰ کہ کدید پہنچے وہ عُسفان اور قُدید کے درمیان پانی کی جگہ ہے تو آپ نے روزہ افطار کر دیا اور لوگوں نے بھی روزے افطار کر دیئے۔ زُہری نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل لیا جاتا ہے۔

۳۹۸۷ — ۳۹۸۸ — شرح : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری فعل پہلے فعل کا ناسخ ہوتا ہے جبکہ ان میں تعارض ہو۔ سفر میں روزہ پہلے رکھا جاتا تھا اور آخر میں سفر میں روزہ ترک کر دیا۔ لہٰذا اب سفر میں روزہ رکھنا ضروری نہیں۔ رمضان کے بعد جتنے روزے بحالتِ سفر رہ گئے ہوں قضا کر لیے جائیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ "۔ اس حدیث میں ان لوگوں کے قول کا رد ہے جو کہتے ہیں جب کوئی شروع رمضان میں مقیم ہو۔ اس کے لیے روزہ افطار کرنا جائز نہیں ، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ "، وجہ رد کی یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں رمضان کے روزے رکھے پھر افطار کر دیئے اور آیت کا محمل یہ ہے جو سارا رمضان مقیم ہو اور جو بعض مہینہ حضر میں پائے اسے یہ نہیں کہا جاتا کہ وہ سارا مہینہ حضر میں رہا " حدیث ۱۸۲۰، ۱۸۲۲ کی شرح دیکھیں "

۳۹۸۹ — حَدَّثَنِی عَیَّاشُ بْنُ الْوَلِیدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَی قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی رَمَضَانَ إِلٰی حُنَیْنٍ وَالنَّاسُ مُخْتَلِفُونَ فَصَائِمٌ وَمُفْطِرٌ فَلَمَّا اسْتَوَی عَلٰی رَاحِلَتِهِ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ أَوْ مَاءٍ فَوَضَعَهُ عَلٰی رَاحَتِهِ أَوْ عَلٰی رَاحِلَتِهِ ثُمَّ نَظَرَ إِلَی النَّاسِ فَقَالَ الْمُفْطِرُونَ لِلصُّوَّمِ أَفْطِرُوا وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَیُّوبَ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ وَقَالَ حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ أَیُّوبَ عَنْ عِکْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

اس حدیث میں لشکر کی تعداد دس ہزار مذکور ہے جبکہ ابن اسحاق نے بارہ ہزار تعداد ذکر کی ہے جن میں مہاجرین، انصار، اسلم، غفار، مزنیہ اور جہینہ وسلیم کے قبائل بھی شامل ہیں۔ ان دونوں حدیثوں میں اتفاق کی یہ صورت ہے کہ دس ہزار صرف مدینہ منورہ کا لشکر تھا پھر اس کے بعد دو ہزار اور مل گئے تھے (قسطلانی) اس حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں ہجرت کر کے آئے ہوئے ساڑھے آٹھ سال ہوئے تھے تو غزوہ فتح مکہ ہوا تھا۔ یہ اس طرح درست ہے کہ سال کی ابتداء محرم سے ہو کیونکہ جب آٹھویں سال کے دو یا تین مہینے گزر جائیں تو اس پر مجازاً سال کا اطلاق ہوتا ہے۔ بعض پر کل کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ یہ ربیع الاول کے آخر میں شمار ہوگا! اور وہاں سے رمضان مبارک نصف سال ہوتا ہے یا یوں کہا جائے کہ اس سال کے شعبان کا آخر سات سال کا آخر اور نصف ربیع الاول سے لیا گیا ہے۔ اور جب رمضان داخل ہوا تو دوسرے سال کا اول داخل ہوا اس پر سال کا اطلاق صحیح ہے۔ لہٰذا یہ صحیح ہے کہ یہ غزوہ ساڑھے آٹھویں سال ہوا یا آٹھویں سال کی انتہاء ربیع الاول کی ابتداء تھی۔ اس کے بعد رمضان تک نصف ہوتا ہے۔ اور درست یہ ہے کہ ساڑھے سات سال ہوئے تو غزوہ فتح مکہ ہوا تھا (فتح الباری)

۳۹۸۹ ترجمہ: عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان مبارک میں غزوہ حنین کے لئے نکلے اور لوگوں کا حال مختلف تھا۔ بعض روزہ سے تھے اور بعض روزے سے نہ تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر جلوہ افروز ہوئے تو آپ نے

۳۹۹۰ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاؤُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَافَرَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ فَشَرِبَ نَهَارًا لِيُرِيَهُ النَّاسَ فَأَفْطَرَ حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ صَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ وَأَفْطَرَ فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ أَفْطَرَ ـ

دودھ یا پانی کا برتن منگایا اور اس کو اپنے ہاتھ پر رکھا یا سواری پر رکھا پھر لوگوں کی طرف دیکھا تو افطار کرنے والوں نے روزے داروں سے کہا تم افطار کر دو۔ عبدالرزاق نے ہمیں معمر سے خبر دی انہوں نے ایوب اور عکرمہ کے ذریعے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال نکلے اور حماد بن زید نے ایوب و عکرمہ کے واسطہ سے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔

۳۹۸۹ ـ **شرح** : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے بعد حنین کی طرف نکلے، لیکن یہاں اشکال یہ ہے کہ اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف میں حنین کی طرف نکلے حالانکہ غزوہ حنین رمضان میں نہیں ہوا۔ بلکہ آٹھ ہجری کے شوال میں یہ غزوہ ہوا ہے۔ ابن تین نے اس کا جواب ذکر کیا کہ مقصد یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم آخر رمضان میں حنین کی جانب نکلے کیونکہ حنین آٹھویں سال فتح مکہ کے بعد ہوا ہے، لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے دس رمضان کو نکلے تھے اور وسط رمضان کو مکہ مکرمہ پہنچے اور انیس روز مکہ میں اقامت کی جیسا کہ ابن عباس کی حدیث میں مذکور ہے۔ لہٰذا حنین کی طرف آپ کا جانا شوال میں ہو گا۔ اس کا کسی نے جواب دیا کہ ابن تین کی مراد یہ ہے کہ یہ فتح مکہ کے زمانہ کے ساتھ آخر رمضان میں تھا لیکن اس میں بھی نظر ہے کیونکہ معروف یہ ہے کہ غزوۂ حنین فتح مکہ کے بعد شوال میں ہوا تھا۔ داؤدی نے کہا درست یہ ہے کہ آپ خیبر یا مکہ کی طرف نکلے تھے کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی مہینہ میں اس کا قصد کیا تھا۔ اور غزوۂ حنین فتح مکہ کے چالیس روز بعد ہوا ہے اور مکہ مکرمہ کا قصد بھی اسی ماہ ہوا تھا لیکن داؤدی کا یہ کہنا کہ آپ خیبر کی طرف نکلے صحیح نہیں کیونکہ خیبر کی طرف رمضان میں جانا نہیں ہوا۔ محب طبری نے اس اشکال کا یہ جواب دیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے رمضان میں حنین کی طرف نکلنے سے مراد یہ ہے کہ اس کی طرف رمضان میں نکلنے کا ارادہ کیا تھا۔ اور خروج سے مراد قصد و ارادہ ہے۔ حنین مکہ مکرمہ سے دس میل طائف کی جانب ایک وادی ہے۔ اس غزوہ کا سبب یہ تھا کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خزاعہ کی مدد کے لئے مکہ مکرمہ سے نکلنے کا ارادہ کیا تو ہوازن کو یہ خبر پہنچائی گئی کہ آپ ان پر حملہ کرنے والے ہیں وہ آپ کا مقابلہ کرنے کے لئے ذوالمجاز منڈی میں آ گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے رہے حتی کہ وادی حنین میں اتوار کی رات کو پہنچے پھر نصف شوال میں اتوار کے دن اُن سے مصلحت ہو گئی (عینی)

۳۹۹۰ ـ **ترجمہ** : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان مبارک میں

بَابٌ اَيْنَ رَكَزَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ يَوْمَ الْفَتْحِ

۳۹۹۱ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ لَمَّا سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ قُرَيْشًا خَرَجَ اَبُوْ سُفْيٰنَ بْنُ حَرْبٍ وَحَكِيْمُ بْنُ حِزَامٍ وَبُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ يَلْتَمِسُوْنَ الْخَبَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلُوْا يَسِيْرُوْنَ حَتّٰى اَتَوْا مَرَّ الظَّهْرَانِ فَاِذَا هُمْ بِنِيْرَانٍ كَاَنَّهَا نِيْرَانُ عَرَفَةَ فَقَالَ اَبُوْ سُفْيٰنَ مَا هٰذِهٖ لَكَاَنَّهَا نِيْرَانُ عَرَفَةَ فَقَالَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ نِيْرَانُ بَنِيْ عَمْرٍو فَقَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ عَمْرٌو اَقَلُّ مِنْ ذٰلِكَ فَرَاٰهُمْ نَاسٌ مِنْ حَرَسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَدْرَكُوْهُمْ فَاَخَذُوْهُمْ فَاَتَوْا بِهِمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَ

سفر کیا حتیٰ کہ مقام عسفان پہنچے تو آپ نے پانی کا برتن منگایا اور دن میں پیا تاکہ لوگوں کو یہ دکھائیں کہ آپ نے افطار کر دیا ہے، حتیٰ کہ مکہ مکرمہ تشریف لائے۔ طاؤس نے کہا ابن عباس کہا کرتے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر میں روزہ رکھا اور افطار کیا پس (سفر میں) جو کوئی چاہے روزہ رکھے جو کوئی چاہے افطار کرے۔
(حدیث ۱۸۲۶ کی شرح دیکھیں)

باب — سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن جھنڈا کہاں نصب کیا تھا؟

۳۹۹۱ — ترجمہ: ہشام بن عروہ نے اپنے والد عروہ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال روانہ ہوئے اور قریش کو یہ خبر پہنچی تو ابو سفیان بن حرب، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء تینوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر لینے کے لئے نکلے وہ چلتے رہے حتیٰ کہ مرالظہران پہنچے تو انھوں نے بہت

اَبُوْسُفْیَانَ فَلَمَّا سَارَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ احْبِسْ اَبَا سُفْیَانَ عِنْدَ حَطْمِ الْخَیْلِ
حَتّٰی یَنْظُرَ اِلَی الْمُسْلِمِیْنَ فَحَبَسَہُ الْعَبَّاسُ فَجَعَلَتِ الْقَبَائِلُ تَمُرُّ مَعَ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَمُرُّ کَتِیْبَۃً کَتِیْبَۃً عَلٰی اَبِیْ سُفْیَانَ فَمَرَّتْ کَتِیْبَۃٌ قَالَ
یَا عَبَّاسُ مَنْ ہٰذِہٖ قَالَ ہٰذِہٖ غِفَارُ قَالَ مَالِیْ وَلِغِفَارٍ ثُمَّ مَرَّتْ جُہَیْنَۃُ
قَالَ مِثْلَ ذَالِكَ ثُمَّ مَرَّتْ سَعْدُ بْنُ ھُذَیْمٍ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ مَرَّتْ
سُلَیْمُ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰی اَقْبَلَتْ کَتِیْبَۃٌ لَمْ یُرَ مِثْلُھَا قَالَ مَنْ ھٰذِہٖ
قَالَ ھٰؤُلَآءِ الْاَنْصَارُ عَلَیْھِمْ سَعْدُ بْنُ عُبَادَۃَ مَعَہُ الرَّایَۃُ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ
عُبَادَۃَ یَا اَبَا سُفْیَانَ، اَلْیَوْمَ یَوْمُ الْمَلْحَمَۃِ ؛ اَلْیَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْکَعْبَۃُ
فَقَالَ اَبُوْسُفْیَانَ یَا عَبَّاسُ حَبَّذَا یَوْمُ الذِّمَارِ ثُمَّ جَاءَتْ کَتِیْبَۃٌ وَھِیَ
اَقَلُّ الْکَتَائِبِ فِیْھِمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُہٗ وَرَایَۃُ النَّبِیِّ

آگ روشن دیکھی گویا کہ وہ عرفہ کی روشن آگ ہے۔ ابوسفیان نے کہا یہ کیا ہے؟ بخدا گویا کہ یہ عرفہ کی آگ ہے۔ بُدیل بن ورقاء نے کہا یہ بنی عمرو کی آگ ہے۔ ابوسفیان نے کہا بنی عمرو کی آگ تو اس سے بہت کم ہے۔ اتنے میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظوں نے ان کو دیکھ لیا اور انہیں پکڑ کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے تو ابوسفیان نے اسلام قبول کر لیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے تو حضرت عباس سے فرمایا ابوسفیان کو گھوڑوں کی تنگ گذرگاہ کے پاس روکو ،، تاکہ وہ مسلمانوں کو دیکھ لے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو وہاں روکے رکھا اور مختلف قبیلوں کے لشکروں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزرنا شروع کیا لشکر کا ایک ایک دستہ ابوسفیان کے پاس سے گزرتا رہا کوئی دستہ گزرتا تو ابوسفیان حضرت عباس سے کہتا اے عباس یہ کون ہیں اُنہوں نے کہا یہ قبیلہ غفار ہے۔ ابوسفیان نے کہا میری اور ان کی کوئی لڑائی نہیں پھر قبیلہ جہینہ گزرا ابوسفیان نے اسی طرح کہا پھر سعد بن ہذیم گزرا تو ابوسفیان نے اسی طرح کہا سُلیم گزرا تو اسی طرح کہا حتی کہ ایک دستہ آیا اس جیسا اُس نے کوئی دستہ نہ دیکھا تھا او رکہا یہ کون ہیں؟ حضرت عباس نے کہا یہ انصار ہیں اُن کا امیر سعد بن عبادہ ہے۔ اس کے پاس جھنڈا ہے۔ سعد بن عبادہ نے کہا اے ابا سفیان آج کا دن عظیم معرکہ کا دن ہے۔ آج کعبہ حلال ہو جائے گا۔ ابوسفیان نے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فَلَمَّا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِاَبِيْ سُفْيٰنَ قَالَ اَلَمْ تَعْلَمْ مَا قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ مَا قَالَ قَالَ كَذَا وَكَذَا
فَقَالَ كَذَبَ سَعْدٌ وَلٰكِنْ هٰذَا يَوْمٌ يُعَظِّمُ اللّٰهُ فِيْهِ الْكَعْبَةَ وَيَوْمٌ تُكْسٰى
فِيْهِ الْكَعْبَةُ قَالَ وَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُرْكَزَ رَايَتُهٗ بِالْحَجُوْنِ
قَالَ عُرْوَةُ فَاَخْبَرَنِيْ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُوْلُ
لِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ هٰهُنَا اَمَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَنْ تَرْكُزَ الرَّايَةَ قَالَ وَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ خٰلِدَ
بْنَ الْوَلِيْدِ اَنْ يَدْخُلَ مِنْ اَعْلٰى مَكَّةَ مِنْ كَدَاءٍ وَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كُدًا فَقُتِلَ مِنْ خَيْلِ خٰلِدٍ يَوْمَئِذٍ رَجُلَانِ حُبَيْشُ بْنُ
الْاَشْعَرِ وَكُرْزُ بْنُ جَابِرِ الْفِهْرِيُّ

کہا اے عباس لڑائی کا دن کتنا اچھا ہے پھر ایک چھوٹا سا دستہ آیا یہ سب دستوں سے چھوٹا تھا۔ اس میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا زُبیر بن عوام کے ہاتھ میں تھا۔ جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوسفیان کے پاس سے گزرے تو ابوسفیان نے کہا کیا آپ کو معلوم نہیں ہُوا کہ سعد بن عبادہ نے کیا کہا ہے؟ آپ نے فرمایا اس نے کیا کہا ہے؟ ابوسفیان نے کہا ایسا ایسا کہا ہے۔ فرمایا سعد نے خلاف واقع بات کی ہے، لیکن یہ وہ دن ہے جس میں کعبہ کی تعظیم کی جائے گی اور اس دن میں کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا۔ عروہ نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ کا جھنڈا مقام حجون پر گاڑا جائے۔ عروہ نے کہا مجھے نافع بن جُبیر بن مطعم نے خبر دی کہ میں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو زبیر سے یہ کہتے ہُوئے سُنا اے ابا عبداللہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہاں جھنڈا گاڑنے کا حکم فرمایا ہے؟
عروہ نے کہا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن خالد بن ولید کو حکم دیا تھا کہ اعلیٰ مکہ کی طرف سے کَدَاء کے راستہ مکہ میں داخل ہو اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کُدَا (اسفل مکہ) کی طرف سے داخل ہُوئے اُس روز خالد کے گروہ سے دو آدمی حُبَیش بن اشعر خزاعی اور کُرز بن جابر فہری شہید ہُوئے تھے۔

۳۹۹۱ — شرح : قولہ ماہٰذہ الخ ما استفہامیہ ہے۔ وَلَکَانَّھَا محذوف قسم کا جواب ہے۔ یعنی وَاللّٰہِ لَکَاَنَّھَا نِیْرَانُ لَیْلَۃِ عَرَفَۃَ ،، بخدا گویا کہ یہ عرفہ کی آگ ہے۔ لوگوں کی یہ عادت تھی کہ عرفہ میں بکثرت آگ روشن کیا کرتے تھے ،، ابن سعد نے روایت کی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا تھا کہ ہر ایک آدمی آگ روشن کرے تاکہ دین کے دشمنوں پر رعب طاری ہو۔ ابوسفیان نے وہ آگ دیکھ کر کہا کہ وہاں چھ لاکھ آدمی جمع ہیں جو آگ روشن کر رہے ہیں۔ مدارج نبوت میں ذکر کیا کہ وہ مکہ پہنچے اور لوگوں سے کہا وائے قسمت محمد ‹صلی اللہ علیہ وسلم› لشکر جرار لے کر آئے ہیں ان سے محاربت ومقامت مشکل ہے۔ ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ نے اس کی داڑھی پکڑ کر کہا اس قدر بزدل اور ذلیل ہوگئے ہو پھر کہا اے آلِ غالب اس احمق کو قتل کر دو تاکہ پھر ایسی گفتگو نہ کرنے پائے ابوسفیان نے کہا جس طرح مجھے ذلیل کرنا چاہتی ہو کر لو بخدا! جب تک تو اسلام قبول نہ کرے گی نجات حاصل نہیں کر سکتی جا اپنے گھر بیٹھ اور دروازہ مضبوط بند کر لے تاکہ جلدی گرفتار نہ ہو جائے ،،

ابن سعد نے کہا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مَرّ الظہران پہنچے تو صحابہ کرام کو حکم دیا جبکہ وہ دس ہزار کی تعداد میں تھے کہ وہ کثرت سے آگ روشن کریں جب قریش کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حملہ آور ہونے کی خبر پہنچی تو وہ بہت غمناک ہوئے کیونکہ وہ مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے سے گھبراتے تھے انہوں نے ابوسفیان کو حالات کا جائزہ لینے بھیجا اور کہا اگر حضور ‹صلی اللہ علیہ وسلم› سے ملو تو ہمارے لئے امن کی درخواست کرو چنانچہ ابوسفیان روانہ ہوا اور اس کے ساتھ حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء بھی تیار ہوگئے جب انھوں نے لشکر دیکھا تو گھبرا گئے اس رات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظوں پر عمر فاروق مقرر تھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کی آواز سنی تو کہا اے اباحنظلہ ابوسفیان نے کہا حاضر ہوں۔ عباس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دس ہزار کی تعداد میں لشکر لائے ہیں۔ خیریت اسی میں ہے کہ اسلام قبول کر لو! ابن اسحاق نے کہا ابوسفیان حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ سوار ہوگیا اور حکیم بن حزام اور بدیل واپس چلے گئے۔ موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں ہے کہ تینوں عباس کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے ابومعشر نے کہا محافظ ابوسفیان کو لے کر عمر فاروق کے پاس آئے تو انھوں نے کہا ان تینوں کو قید کر لو میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے متعلق دریافت کر لوں۔ جب حضور سے واقعہ بیان کیا تو حضرت عباس ابوسفیان مکے پاس آئے اور اپنے ساتھ گھوڑے پر بٹھا کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور محافظ دونوں کو لے آئے۔ طبری نے کہا ان کے مسلمان ہو جانے کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکیم بن حزام کو ابوسفیان کے ساتھ مکہ بھیجا اور فرمایا جو کوئی حکیم بن حزام اور ابوسفیان کے مکان میں داخل ہو جائے گا وہ امن میں رہے گا جبکہ حکیم کا مکان مکہ کے بالائی جانب تھا اور ابوسفیان کا مکان نچلی جانب تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہر اس شخص کے لئے امان وسلامتی تھی جس نے جنگ نہ کی تھی اسی لئے علماء کی ایک جماعت ایسے امام شافعی نے کہا کہ مکہ مکرمہ امن کی جگہ ہے۔ جنگ وجدال سے فتح نہیں ہوا اور امان صلح کی مانند ہے اور کہا مکہ والے اپنے مکانات کے مالک ہیں۔

مکہ مکرمہ غلبہ سے فتح ہُوا یا صلح سے فتح ہُوا

اس مسئلہ میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ مسلم اور نسائی نے عبداللہ بن رباح کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کے ایک طرف خالد بن ولید کو اور دوسری طرف زبیر بن عوام کو مقرر کیا اور ابو عبیدہ بن جراح کو ہتھیاروں سے خالی لوگوں پر مقرر کیا۔ ابوہریرہ نے کہا مجھے حضور نے آواز دی کہ اے اباہریرہ، انصار کو بلاؤ۔ وہ آئے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقہ بگوش ہُوئے تو آپ نے ان سے فرمایا کیا تم نوجوان قریش اور ان کے اتباع کو دیکھتے ہو یہ کہہ کر ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا ان کو فنا کردو! پھر میرے پاس صفا کے پاس آؤ۔ ابوہریرہ نے کہا ہم روانہ ہُوئے اور جس قریش کو چاہتے قتل کر دیتے تھے۔ یہ حال دیکھ کر ابوسفیان نے کہا یا رسولَ اللہ! آج کے بعد قریش نہ رہیں گے،، جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنا دروازہ بند کرلے گا وہ امن میں رہے گا،، اس واقعہ سے اکثر علماء نے استدلال کیا کہ مکہ مکرمہ غلبہ سے فتح ہُوا۔ امام شافعی اور امام احمد سے روائت ہے کہ مکہ صلح سے فتح ہُوا تھا۔ اس کے کئی دلائل ہیں۔ اول یہ کہ اس موقعہ پر امن دینے کا عام اعلان ہُوا تھا۔ دوسرے یہ کہ مکہ کے مکانات مکہ والوں کی طرف منسوب ہیں اور مجاہدین میں ان کو تقسیم نہیں کیا گیا اور غانمین ان کے مالک نہیں ہوئے ورنہ لوگوں کو گھروں سے باہر نکال دیتے جن علماء نے کہا کہ مکہ صلح سے فتح نہیں ہُوا ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحۃً قتال کا حکم فرمایا اور خالد بن ولید نے کئی قریش قتل کئے اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تصریح فرمائی کہ مکہ مکرمہ میرے لئے تھوڑے وقت کے لئے حلال کیا گیا ہے انہوں نے اکثر علماء کے دلائل کا جواب یہ دیا کہ مکہ کے اموال تقسیم نہ کرنے کو یہ لازم نہیں کہ غلبہ سے فتح نہیں کیا گیا۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ شہر کو غلبہ سے فتح کرکے اس کے باشندوں پر احسان کرکے ان کے مکانات اور اموال اور غنائم سب چھوڑ دئے جاتے ہیں نیز غنیمت والی زمین کو تقسیم کرنے میں اتفاق بھی نہیں بلکہ صحابہ کرام اور بعد والے اہلِ علم کا اس میں خلاف ثابت ہے اور اکثر علاقے غلبہ سے فتح کئے تھے اور ان کو غانمین پر تقسیم نہیں کیا گیا ایسا عمر فاروق اور عثمان کے عہدِ خلافت میں ہُوا ہے۔ حالانکہ اس وقت بیشتر صحابہ کرام موجود تھے۔ اس کے علاوہ مکہ مکرمہ میں خصوصیت ہے جو دوسرے بلاد میں نہیں پائی جاتی ہے وہ یہ کہ مکہ مکرمہ میں حج کیا جاتا ہے اور یہ ساری مخلوق کی عبادت کی جگہ ہے۔ اللہ نے اس کو حرم بنایا ہے وہاں کے رہنے والے اور باہر سے آنے والے اس میں برابر ہیں۔ اس لئے اہل مکہ کو یہ رعائت دی گئی تھی،،

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ امام نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ امام شافعی نے مشہور احادیث سے استدلال کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں داخل ہونے سے پہلے مرظہران میں صلح کرلی تھی۔ اس کا جواب یہ ہے اس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو وہ امن میں ہے اور جو مسجد میں

داخل ہو جائے وہ امن میں ہے اس کو صلح نہیں کہا جاتا جب تک یہ تصریح نہ کی جائے کہ لڑائی نہ کرو اور صحیح احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ قریش نے اس کا التزام نہیں کیا تھا اور وہ لڑائی کے لئے تیار ہو گئے تھے مسلم میں ابوہریرہ کی حدیث میں اس کی وضاحت موجود ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا کہ ان کے نوجوان قریش مقابلہ میں کھڑے ہیں تو صحابہ سے فرمایا ان کو دیکھ رہے ہو پھر ایک ہاتھ دوسرے پر رکھ کر فرمایا ان کو فنا کر دو حتی کہ میرے پاس صفا پر آؤ۔ ابوہریرہ نے کہا جس قریش کو بھی ہم قتل کرنا چاہتے تھے قتل کر دیتے تھے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ مکہ کو غلبہ سے فتح کیا گیا ہے۔ جنہوں نے کہا کہ مکہ مکرمہ امن و امان اور صلح سے فتح ہوا انھوں نے کہا کہ محمد بن اسحاق نے فتح مکہ کے واقع میں ذکر کیا کہ حضرت عباس نے علی المرتضیٰ سے کہا (رضی اللہ عنہما) بعض لکڑیاں کاٹنے والے اور دیگر ضرورت مند لوگ مکہ میں آتے ہیں ان کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے آگاہ کر دو تاکہ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ میں غلبہ سے داخل ہونے سے پہلے آپ کے پاس جا کر امن حاصل کر لیں پھر ابوسفیان کے قصہ کے بعد ذکر کیا کہ جو کوئی ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ امن میں ہے اور جو اپنے مکان کا دروازہ بند کر لے وہ امن میں ہے پس لوگ اپنے گھروں میں داخل ہو گئے کچھ مسجد میں چلے گئے۔ موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں ذکر کیا ایک جماعت کے نزدیک یہ صحیح تر ہے کہ ابوسفیان اور حکیم بن حزام نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "قبیلہ ہوازن پر سختی کرنا آپ کے لئے مناسب ہے کیونکہ وہ آپ کے سخت دشمن ہیں اور ان سے رحم کا بھی دور کا تعلق ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ فتح مکہ، اسلام کا غلبہ اور ہوازن کی شکست اور ان کے اموال بطور غنیمت میرے لئے جمع کر دے۔ ابوسفیان اور حکیم نے کہا لوگوں کو امن کی دعوت دیں اگر قریش علیحدہ رہیں اور اپنے ہاتھ روک لیں کیا ان کو امن دیا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے ہاتھ روک لئے اور اپنا دروازہ بند کر لیا وہ امن میں ہے۔ انھوں نے کہا ہمیں اجازت دیں کہ ہم لوگوں میں اس کا اعلان کر دیں فرمایا جاؤ اور کہو جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے وہ امن میں ہے اور جو حکیم کے گھر میں داخل ہو جائے وہ امن میں ہے جبکہ ابوسفیان کا گھر مکہ کے بالائی طرف اور حکیم کا گھر نچلی جانب تھا جب وہ روانہ ہونے لگے تو عباس رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے ابوسفیان کے مرتد ہونے کا خطرہ ہے۔ آپ اس کو بلا کر اللہ کے لشکر کا مشاہدہ کرائیں۔ آپ نے فرمایا یونہی کرتے ہیں اور پورا واقعہ ذکر کیا اس میں اس امر کی تصریح ہے کہ اہل مکہ کو عموماً امن دیا گیا تھا۔ اس میں مکہ کے ہر اس فرد کے لئے امان ہے جس نے لڑائی نہ کی اسی لئے امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا مکہ مامون رہا اور غلبہ سے فتح نہ کیا گیا اور امان صلح جیسی ہوتی ہے اور جو لوگ لڑائی کے لئے کمر بستہ ہوئے یا وہ امن و امان سے مستثنیٰ قرار دیئے گئے اگرچہ وہ کعبہ کے غلاف میں مستور ہوں ان کو قتل کر دیا جائے اس کو یہ لازم نہیں کہ مکہ غلبہ سے فتح ہوا۔

پس حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتال کا حکم دینے اور باب کی حدیث کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل مکہ کو امن دیا میں اتفاق کی صورت یہ ہے ....

کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل مکہ کو امن دینا مشروط تھا اور وہ قریش کا جنگ کو علانیہ ترک کرنا ہے اور جب وہ اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے اور امن لینے پر رضامند ہو گئے تو جن نوجوانوں نے یہ قبول نہ کیا تھا اور خالد اور اس کے لشکر سے جنگ کی تھی حتیٰ کہ ان میں سے بعض قتل ہو گئے اور بعض شکست خوردہ بھاگ گئے۔ اس کو یہ لازم نہیں کہ مکہ غلبہ سے فتح کیا گیا تھا؛ کیونکہ اصول اور اکثر لوگوں کا اعتبار ہوتا ہے فروع اور قلیل افراد کا لحاظ نہیں ہوتا اور اس میں اختلاف نہیں کہ ان کے لڑنے کے باوجود ان کے اموال غنیمت نہ بنائے گئے اور نہ ہی لڑائی کرنے والے کو قید کیا گیا تھا۔ حق بات یہ ہے کہ مکہ مکرمہ کی فتح کی صورت غلبہ تھی اور مکہ والوں سے معاملہ امن و امان کا تھا۔ واللہ اعلم

فتح مکہ میں جن کو قتل کر دینے کا حکم دیا گیا تھا

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سپہ سالاروں کو حکم دیا تھا کہ وہ صرف ان کو قتل کریں جو اُن سے جنگ کریں اور چند افراد کے متعلق حکم دیا کہ ان کو بہر حال قتل کر دیا جائے اور وہ عبدالعزیٰ بن خطل عبداللہ بن سعد بن ابی سرح، عکرمہ بن ابی جہل، حویرث بن نقید، مقیس بن صبابہ اور ہبار بن اسود چھ اشخاص تھے۔ ان کے علاوہ ابن خطل کی دو لونڈیاں جو اپنے گانوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتی تھیں اور تیسری بنی مطلب کی آزاد کردہ لونڈی تھی۔ یہ وہ عورت ہے جس کے پاس حاطب کا خط پایا گیا تھا۔

"ان میں سے بعض قتل ہوئے اور بعض کو معافی مل گئی"

چنانچہ ابن ابی سرح جو مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہو گیا تھا۔ فتح مکہ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضور کے دربار میں اس کی شفاعت کی تو اس کو معاف کر دیا گیا جبکہ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔
عکرمہ بن ابی جہل، یمن کی طرف بھاگ گیا تھا۔ اس کی بیوی ام حکیم بنت حرث بن ہشام اس کے پیچھے گئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امن دینے پر وہ اپنی بیوی کے ہمراہ مسلمان ہو کر واپس آ گیا۔
حویرث یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں سخت اذیتیں پہنچایا کرتا تھا اس کو فتح مکہ میں قتل کر دیا گیا۔

مُقیس بن صبابہ نے اسلام قبول کیا پھر ایک انصاری پر حملہ کرکے اس کو قتل کر دیا جبکہ انصاری نے اس کے بھائی ہشام کو غلطی سے قتل کیا تھا۔ مقیس نے اس کی دیت وصول کر لی تھی پھر انصاری کو قتل کر دیا اور مرتد ہو گیا اور نمیلہ بن عبداللہ نے فتح مکہ میں اس کو قتل کر دیا۔

ہبّار بن اسود سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت اذیت پہنچایا کرتا تھا۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہجرت کا ارادہ کیا تو اُس نے تعرض کیا اور جس اونٹ پر وہ سوار تھیں نیزے سے ہانکا تو اس کے اچھلنے پر آپ گر پڑیں اور اس وجہ سے ہمیشہ بیمار رہیں حتیٰ کہ انتقال فرما گئیں — انا للہ وانا الیہ راجعون ٥ فتح مکہ میں اس کو قتل کر دینے کا حکم تھا لیکن اُس نے اپنے اسلام کا اعلان کیا تو آپ نے قبول کر کے اس کو معاف کر دیا۔

چھٹواں ابن خطل ہے یہ کعبہ کے غلاف میں چھپ گیا تھا اس کو وہیں قتل کر دیا گیا اس کی دو لونڈیاں جس کے نام فرتنیٰ اور قرینہ ہیں۔ ان میں سے ایک کے لئے امن طلب کیا گیا وہ مسلمان ہو گئی اور دوسری کو قتل کر دیا گیا۔

بنی مطلب کی آزاد کردہ لونڈی سارہ مسلمان ہو گئی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت تک زندہ رہی حمیدی نے کہا بلکہ قتل کی گئی تھی۔ واللہ اعلم!

ابو معشر نے کہا حرث بن طلال خزاعی کو بھی قتل کر دینے کا حکم دیا گیا تھا اس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا۔ ابن اسحاق کے غیر نے روایت کی کہ ابن خطل کی مغنیہ لونڈی فرتنیٰ مسلمان ہو گئی تھی اور قرینہ قتل کر دی گئی تھی۔ حاکم نے کہا کعب بن زہیر کے قتل کا حکم دیا گیا تھا۔ اس کا واقعہ مشہور ہے۔ وہ اس کے بعد مسلمان ہو گیا تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مداح بن گیا۔ وحشی بن حرب کو بھی قتل کر دینے کا حکم تھا۔ اس کا واقعہ غزوۂ احد میں گزرا ہے۔ ابوسفیان کی بیوی ھند بنت عتبہ کو بھی قتل کر دینے کا حکم دیا گیا تھا وہ بھی مسلمان ہو گئی اور اسلام میں مخلص رہی۔ ارنب ابن خطل کی آزاد کردہ لونڈی بھی قتل کر دی گئی اور ام سعد بھی قتل کر دی گئی۔ یہ آٹھ مرد اور چھ عورتیں ہیں۔ یاد رہے ارنب اور ام سعد یہ دونوں مُغنیہ تھیں (فتح الباری)

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی شوکت اور دبدبہ دکھلانے کے لئے ابوسفیان کو ایک تنگ مقام پر کھڑا کر دیا جہاں سے گھوڑے ایک دوسرے کے ساتھ مزاحم ہو کر گزرتے تھے اور ابوسفیان ہر دستے کے متعلق حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے استفسار کرتا رہا کہ اس اثناء میں سعد بن عبادہ نے کہا جبکہ اس کے ہاتھ میں انصار کا جھنڈا تھا۔ اے ابوسفیان آج کا دن ہلاکت کا روز ہے۔ اس لڑائی میں کوئی نہ بچے گا۔ ابن اسحاق نے کہا بعض اہل علم نے کہا جب سعد نے کہا آج کا دن ہلاکت کا دن ہے۔ آج کعبہ حلال ہوگا! تو ایک مہاجر نے یہ کلام سن لیا۔ اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا سعد کا قریش کے متعلق ایسا کہنے میں ان کی کوئی خصوصیت نہیں۔ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے علی جاؤ سعد بن عبادہ کے ہاتھ سے

جھنڈا لے لو اور اپنے ہاتھ میں جھنڈا لے کر تم مکہ میں داخل ہو۔ ابن ہشام نے کہا وہ شخص مہاجر حضرت عمر فاروق تھے اموی نے مغازی میں ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد سے جھنڈا لے کر اس کے بیٹے کو دے دیا۔ موسیٰ ابن عقبہ نے مغازی میں زہری سے روایت کی کہ جھنڈا زبیر بن عوام کو دیا۔ ان تینوں روایات میں اجتماع کی صورت یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو بھیجا کہ سعد سے جھنڈا لے لے اور خود جھنڈا لے کر مکہ میں داخل ہو پھر خیال فرمایا سعد کے دل میں کچھ وہم پیدا ہوگا تو جھنڈا سعد کے بیٹے قیس کو دے دیا۔ پھر سعد کو یہ خطرہ ہوا کہ اُن کے بیٹے سے کوئی ایسی چیز واقع نہ ہو جائے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ناپسند ہو تو عرض کیا کہ ان کے بیٹے سے جھنڈا واپس کر لیا جائے اس کے بعد زبیر بن عوام کے ہاتھ میں جھنڈا کر دیا گیا۔

اس حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے اسفل سے داخل ہوئے اور خالد بن ولید کو حکم دیا کہ وہ بالائی طرف سے مکہ میں داخل ہوں۔ یہ ان صحیح احادیث کے مخالف ہے جو اگلے باب میں مذکور ہیں کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کی بالائی جہت سے داخل ہوئے ،، اس روز خالد کے گروہ سے حبیش بن اشعر اور کرز بن جابر فہری شہید ہوئے ،، محمد ابن اسحاق نے خُنیس بن اشعر روایت کیا ہے۔ یہ ان کا لقب ہے اور نام خالد بن سعد بن منقذ بن ربیعہ بن حرام خزاعی ہے وہ ام معبد جن کے پاس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گزرے تھے جبکہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ جا رہے تھے، کے بھائی ہیں اور ام معبد کا نام عاتکہ ہے۔

کرز بن جابر بن حسل بن احب بن حبیب فہری ہیں یہ مشرکوں کے سردار تھے۔ انہوں نے ہی غزوۂ بدر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں پر لوٹ مار کی تھی پھر اسلام قبول کر لیا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی کو قبیلہ عرنیین کے لوگوں کی تلاش میں بھیجا تھا جو آپ کے چرواہے کو قتل کر کے اونٹ ہانک لے گئے تھے۔ محمد بن اسحاق نے ذکر کیا یہ دونوں شخص راستہ میں چلتے ہوئے خالد کے لشکر سے اکیلے رہ گئے تھے ان کو مشرکوں نے تنہا پا کر قتل کر دیا تھا (عینی)

اسماء رجال

ع ۱ : ابوسفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس اموی قرشی ہیں ان کی کنیت ان کے نام پر غالب ہے۔ بعض نے کہا ان کی کنیت ابوحنظلہ ہے۔ حنظلہ ابوسفیان کا لڑکا تھا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کو بدر کی جنگ میں قتل کیا تھا جبکہ وہ مشرکوں کی صف میں تھا۔ ابوسفیان اکتیس ہجری کو مدینہ منورہ میں اٹھاسی برس کی عمر میں فوت ہوئے۔ ع ۲ حکیم بن حزام بن خُویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی قرشی اسدی ہیں ان کی کنیت ابوخالد ہے۔ وہ ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے ہیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں مدینہ منورہ میں چوّن ہجری کو ایک سو بیس برس کی عمر میں فوت ہوئے۔

ع ۳ بُدَیل بن ورقاء بن عبد العزیٰ بن ربیعہ خزاعی ہیں قبیلہ خزاعہ سے متعلق ہیں انہوں نے فتح مکہ میں اسلام قبول کیا اور ان کے بیٹے عبداللہ بن بدیل بھی فتح مکہ میں مسلمان ہوئے تھے۔

۳۹۹۲ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُغَفَّلٍ يَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلَى نَاقَتِهِ وَهُوَ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ يُرَجِّعُ وَقَالَ لَوْلَا أَنْ يَجْتَمِعَ النَّاسُ حَوْلِي لَرَجَّعْتُ كَمَا رَجَّعَ

۳۹۹۳ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدَانُ ابْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي حَفْصَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ أَنَّهُ قَالَ زَمَنَ الْفَتْحِ يَا رَسُولَ اللهِ أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَلْ تَرَكَ لَنَا عَقِيلٌ مِنْ مَنْزِلٍ ثُمَّ قَالَ لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ وَلَا يَرِثُ الْكَافِرُ الْمُؤْمِنَ قِيلَ لِلزُّهْرِيِّ وَمَنْ وَرِثَ أَبَا طَالِبٍ قَالَ وَرِثَهُ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ قَالَ مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَيْنَ تَنْزِلُ غَدًا فِي حَجَّتِهِ وَلَمْ يَقُلْ يُونُسُ حَجَّتِهِ وَلَا زَمَنَ الْفَتْحِ

۳۹۹۲ — ترجمہ : معاویہ بن قرہ نے کہا میں نے عبداللہ بن مغفل کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے فتح مکہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی اونٹنی پر دیکھا جبکہ آپ سورۂ فتح کی تلاوت خوش الحانی سے کر رہے تھے۔ اور کہا اگر یہ حال نہ ہوتا کہ لوگ میرے ارد گرد جمع ہو جائیں گے تو میں خوش الحانی سے پڑھتا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش الحانی سے پڑھا تھا۔

۳۹۹۳ — شرح : اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فتح کے بعد کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کل کہاں تشریف فرما ہوں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا عقیل نے ہمارے لئے کوئی مکان چھوڑا ہے۔ پھر فرمایا مومن کافر کا وارث نہیں بنتا اور نہ کافر مومن کا وارث بنتا ہے۔ زہری سے کہا گیا ابوطالب کا وارث کون ہوا تھا؟ انہوں نے کہا

۳۹۹۴۔ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَیْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْزِلُنَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ اِذَا فَتَحَ اللّٰهُ الْخَیْفَ حَیْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَی الْکُفْرِ

۳۹۹۵۔ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ اَرَادَ حُنَیْنَ مَنْزِلُنَا غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِخَیْفِ بَنِیْ کِنَانَةَ حَیْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَی الْکُفْرِ

عقیل اور طالب اس کے وارث ہوئے تھے۔ معمر نے زہری سے روایت کرتے ہوئے کہا آپ کل کہاں اقامت فرمائیں گے یہ حجۃ الوداع میں کہا تھا اور یونس نے حج کو ذکر نہیں کیا اور نہ ہی فتح کا زمانہ کہا تھا۔ (احادیث ۱۴۹۳ کی شرح دیکھیں)

اسماء رجال

ع۱ سلیمان بن عبد الرحمٰن دمشقی ہیں اور شرحبیل بن ایوب کے نواسے مشہور ہیں۔ ۲۳۰ ہجری میں فوت ہوئے۔ ع۲ سعدان بن یحییٰ بن صالح کہا گیا ہے کہ اُن کا نام سعید ہے اور سعدان اُن کا لقب اور کنیت ابو یحییٰ ہے وہ کوفی لخمی ہیں۔ دمشق میں سکونت پذیر ہو گئے تھے ع۳ محمد بن ابی حفصہ بصری ہیں۔ ابو حفصہ کا نام میسرہ ہے۔ ان کی کنیت ابو سلمہ ہے وہ صدوق ہیں۔ نسائی نے ان کو ضعیف کہا ہے۔ بخاری میں ان کی صرف یہی ایک حدیث ہے اور دوسری حج میں ہے۔ اس میں ان کے ساتھ اور کو ذکر کیا ہے۔ ع۴ محمد بن مسلم زہری کا حال بیان ہو چکا ہے ع۵ علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم آپ ۹۴ ہجری میں فوت ہوئے ع۶ عمرو بن عثمان بن عفان قرشی اُموی ہیں۔ ع۷ اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

۳۹۹۴ ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ عنایت کی تو انشاء اللہ ہمارا مقام خیف ہو گا جہاں قریش نے کفر پر قسمیں کھائی تھیں۔

(کفار مکہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، بنی ہاشم اور بنی مطلب کو مکہ سے خیف کی طرف

۳۹۹۶ ــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَهُ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِأَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اُقْتُلْهُ قَالَ مَالِكٌ وَلَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا نُرٰى وَاللّٰهُ أَعْلَمُ يَوْمَئِذٍ مُحْرِمًا

نکالنے پر قسمیں کھائی تھیں اور اُنہوں نے ایک صحیفہ لکھ کر کعبہ شریف میں رکھ دیا تھا۔ یہ مشہور واقعہ ہے۔ حدیث ۱۴۹۴ء، ۱۴۹۵ء کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے)

۳۹۹۵ ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت حنین کا ارادہ کیا تو فرمایا ان شاء اللہ کل ہماری قیام گاہ خیف بنی کنانہ ہوگی جہاں کفار نے کفر پر قسمیں کھائی تھیں۔"

۳۹۹۵ ــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام میں نزول کا ارادہ اس لئے کیا تاکہ پہلا حال یاد کرکے اللہ کے انعام کا شکر کریں جس نے عظیم فتح عطا کی اور جن لوگوں نے آپ کو مکہ سے نکالنے میں ناپاک مساعی کی تھیں ان کی ناکیں خاک آلود کرکے مکہ میں داخل ہونے پر قادر کیا۔ اور آپ کے ساتھ زیادتی کرنے والوں سے درگزر کرنے میں مبالغہ فرمایا۔"

۳۹۹۶ ــ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے روز مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے اور آپ کے سر مبارک پر خود تھا جب اس کو سر مبارک سے اتارا تو ایک شخص نے آکر عرض کیا ابن خطل کعبہ کے پردوں میں چھپا بیٹھا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو قتل کردو! مالک نے کہا اللہ بہت جانتا ہے جہاں تک ہمارا خیال ہے اس روز آپ مُحرِم نہ تھے۔

۳۹۹۶ ــ شرح : ابن خطل کا نام عبداللہ بن خطل ہے وہ مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہوگیا تھا اور بلاوجہ اُس نے مسلمانوں کو قتل کیا تھا اس کی دو لونڈیاں تھیں جو گیت گایا کرتی تھیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتی تھیں،" محمد بن اسحاق نے کہا۔ ابن خطل کو سعید بن حریث اور ابو برزہ اسلمی دونوں نے قتل کیا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حرم واجب القتل کو معاف نہیں کرتا (توضیح) علامہ عینی نے کہا جس وقت ابن خطل

۳۹۹۷ — حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُّوْنَ وَثَلٰثُ مِائَةِ نُصُبٍ فَجَعَلَ يَطْعَنُهَا بِعُوْدٍ فِيْ يَدِهٖ وَيَقُوْلُ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ

۳۹۹۸ — حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کو قتل کیا گیا تھا اتنا وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مکہ میں قتال جائز تھا۔ پھر قیامت تک حرم میں قتل حرام کر دیا گیا۔ لہٰذا توضیح میں مذکور استدلال صحیح نہیں۔ احمد نے عمرو بن شعیب کے ذریعہ روایت کی کہ یہ وقت فتح مکہ کی صبح سے عصر تک تھا۔ حدیث ۱۷۲۸، ۱۷۲۹ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

۳۹۹۷ — ترجمہ : عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اُنہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح کے روز مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے جبکہ بیت اللہ کے ارد گرد تین سو ساٹھ پتھر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ کی چھڑی سے ان کو مارنا شروع کیا اور فرمایا حق آیا باطل مٹ گیا حق آگیا اب باطل نہ ظاہر ہو گا اور نہ واپس آئے گا۔

۳۹۹۷ — شرح : نُصُب سے مراد پتھر ہیں وہ اللہ کے سوا ان کی عبادت کے لئے وہاں نصب کئے گئے تھے۔ ابن شیبہ نے ابن عیینہ کی روائت میں نُصُب کا بدل صنم ذکر کیا ہے اور نُصُب سے پتھر بھی مراد ہو سکتے ہیں مشرک اُن پتھروں پر بتوں کی عبادت کے لئے جانور ذبح کیا کرتے تھے۔ طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھڑی سے تمام بُت گردنوں کے بل گر پڑے تھے۔ جبکہ وہ زمین میں گڑے ہوئے تھے اور ابلیس نے اُن کے قدم تانبے سے باندھے ہوئے تھے۔ آئت کریمہ میں باطل سے مراد بُت ہیں بعض نے کہا اس سے شیطان مراد ہے یہ بھی احتمال ہے کہ باطل سے مراد کافروں کا باطل دین مُراد ہے (تیسیر و عینی)

۳۹۹۸ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ أَبَى أَنْ يَدْخُلَ الْبَيْتَ وَفِيهِ الْآلِهَةُ فَأَمَرَ بِهَا فَأُخْرِجَتْ فَأُخْرِجَ صُورَةُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمٰعِيلَ فِي أَيْدِيهِمَا مِنَ الْأَزْلَامِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ لَقَدْ عَلِمُوا مَا اسْتَقْسَمَا بِهَا قَطُّ ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتَ فَكَبَّرَ فِي نَوَاحِي الْبَيْتِ وَخَرَجَ وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ تَابَعَهُ مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ وَقَالَ وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ دُخُولِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَعْلَى مَكَّةَ

۳۹۹۹ — وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ

مکہ مکرمہ تشریف لائے تو بیت اللہ میں داخل ہونے سے انکار کر دیا جبکہ اس میں بکثرت بُت تھے۔ آپ کے حکم کے مطابق بتوں کو باہر نکال دیا گیا اور ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی صورتیں باہر نکال دی گئیں جبکہ ان کے ہاتھوں میں تیر تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ مشرکوں کو ہلاک کرے وہ جانتے ہیں کہ ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام نے تیروں کے ساتھ کبھی تقسیم امور نہیں کی پھر بیت اللہ میں داخل ہوئے اور اس کے کونوں میں تکبیر کہی پھر باہر تشریف لے آئے اور اس میں نماز نہیں پڑھی۔ معمر نے ایوب سے روائت کرنے میں عبدالصمد کی متابعت کی اور وُہیب نے کہا ایوب نے عکرمہ کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی،

۳۹۹۸ — شرح : بتوں کو مشرک الٰہہ کہتے تھے۔ اور ان کو اللہ کے شرکاء جانتے تھے اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیت اللہ سے نکالنے کا حکم دیا۔ ابوداؤد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا جبکہ آپ بطحاء وادی میں تھے کہ کعبہ میں جائیں اس میں جو بھی صورت اور تصویر ہو اس کو مٹا دیں اور جب تک صورتوں کو مٹایا نہیں گیا آپ بیت اللہ میں داخل نہ ہوئے۔ حضرت عمر فاروق نے بیت اللہ میں صورتوں کو نکالا تھا۔ (حدیث ۱۵۰۶ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے)

مِنْ اَعْلٰی مَكَّةَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ مُرْدِفًا اُسَامَةَ ابْنَ زَيْدٍ وَّمَعَهٗ بِلَالٌ وَمَعَهٗ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ مِنَ الْحَجَبَةِ حَتّٰى اَنَاخَ فِي الْمَسْجِدِ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّاْتِيَ بِمِفْتَاحِ الْبَيْتِ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَّ بِلَالٌ وَّعُثْمٰنُ بْنُ طَلْحَةَ فَمَكَثَ فِيْهِ نَهَارًا طَوِيْلًا ثُمَّ خَرَجَ فَاسْتَبَقَ النَّاسُ فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَوَّلَ مَنْ دَخَلَ فَوَجَدَ بِلَالًا وَّرَاءَ الْبَابِ قَائِمًا فَسَاَلَهٗ اَيْنَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَشَارَ لَهٗ اِلَى الْمَكَانِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَنَسِيْتُ اَنْ اَسْاَلَهٗ كَمْ صَلّٰى مِنْ سَجْدَةٍ

باب — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ مکرمہ کے بالائی جانب سے مکہ میں داخل ہونا،،

۳۹۸۸ — ترجمہ: لیث نے کہا مجھے یونس نے خبر دی اُنھوں نے کہا مجھے نافع نے عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن اپنی سواری پر مکہ کی بالائی جانب سے داخل ہوئے جبکہ اُسامہ بن زید کو اپنے پیچھے بٹھایا ہوا تھا اور بلال اور کعبہ کے حاجب عثمان بن طلحہ آپ کے ہمراہ تھے۔ حتیٰ کہ مسجد میں اونٹنی کو بٹھا دیا اور عثمان بن طلحہ سے فرمایا کہ وہ بیت اللہ کی کنجی لائے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ اسامہ بن زید، بلال اور عثمان بن طلحہ تھے۔ آپ بیت اللہ میں بہت دیر ٹھہرے رہے پھر باہر تشریف لائے تو لوگ دوڑتے ہوئے آئے اور سب سے پہلے عبداللہ بن عمر داخل ہوئے تو بلال کو دروازے کے پیچھے کھڑے دیکھا تو اُن سے پوچھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں نماز پڑھی اُنھوں نے اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں آپ نے نماز پڑھی تھی۔ عبداللہ نے کہا میں یہ پوچھنا بھول گیا کہ آپ نے کتنی رکعتیں پڑھی تھیں،،

(حدیث ۲۷۸۴ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے)

۴۰۰۰ــ حَدَّثَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ خَارِجَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ كَدَاءٍ الَّتِيْ بِاَعْلٰى مَكَّةَ تَابَعَهُ اَبُوْ اُسَامَةَ وَوُهَيْبٌ فِيْ كَدَاءٍ

۴۰۰۱ــ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ مِنْ اَعْلٰى مَكَّةَ مِنْ كَدَاءٍ

بَابُ مَنْزِلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ

۴۰۰۲ــ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ

۴۰۰۰ــ ترجمہ : ہشام بن عروہ نے اپنے والد عروہ سے روایت کی کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُن سے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال کُداء کی جانب سے داخل ہُوئے جو مکہ کی بالائی طرف ہے۔ حفص بن میسرہ کی ابو اُسامہ اور وھیب نے کُداء میں موافقت کی۔ (حدیث ۱۴۸۰-۱۴۸۱ کی شرح دیکھیں)

۴۰۰۱ــ ترجمہ : ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال مکہ مکرمہ کی بالائی جانب کداء کی طرف سے داخل ہُوئے ۔ (یہ حدیث مُرسَل ہے کیونکہ عروہ تابعی ہیں۔ انہوں نے ام المؤمنین کو ذکر نہیں کیا)

باب ــ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فتح مکہ میں اُترنے کی جگہ

۴۰۰۲ــ ترجمہ : ابن ابی لیلیٰ نے کہا ہمیں (ام ہانی کے سوا) کسی نے بیان نہیں کیا کہ اس نے نبی کریم

أَبِي لَيْلَى قَالَ مَا أَخْبَرَنَا أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الضُّحَى غَيْرُ أُمِّ هَانِئٍ فَإِنَّهَا ذَكَرَتْ أَنَّهُ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ اغْتَسَلَ فِي بَيْتِهَا ثُمَّ صَلَّى ثَمَانَ رَكَعَاتٍ قَالَتْ لَمْ أَرَهُ صَلَّى صَلٰوةً أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ

بَابٌ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي

صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا ہو۔ ام ہانی نے ذکر کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ میں اُن کے گھر میں غسل فرمایا پھر آٹھ رکعات نماز پڑھی ام ہانی نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ نے اس سے خفیف نماز پڑھی ہو لیکن آپ رکوع و سجود مکمل فرماتے تھے۔

۴۰۰۲ — **شرح** : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ع ۱۴۹۴ میں ابوہریرہ سے روایت کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل ہم خیف بنی کنانہ میں قیام کریں گے جہاں کفار نے کفر پر قسمیں کھائی تھیں۔ خیف بنی کنانہ سے مراد محصب ہے۔ اور اس باب کی حدیث میں ہے کہ ام ہانی کے گھر اُترے اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں۔ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام ہانی کے گھر میں اقامت نہیں کی تھی۔ آپ نے وہاں صرف تھوڑے سے قیام میں غسل فرماکر نماز پڑھی تھی پھر وہاں تشریف لے گئے جہاں آپ کے لئے وادی شعب کے پاس خیمہ نصب کیا گیا تھا۔ اور وہ وہی جگہ ہے جہاں قریش نے مسلمانوں کو محبوس کر رکھا تھا۔ واقدی نے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے فتح مکہ عطا کی تو ہمارا قیام وہاں ہوگا جہاں کفار نے کفر پر جمے رہنے کی قسمیں کھائی تھیں۔

(حدیث ع ۱۱۰۹ کی شرح دیکھیں)

بابٌ — **۴۰۰۳** — **ترجمہ** : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رکوع و سجود میں سبحانک اللھم ربنا

۴۰۰۴ — حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ يُدْخِلُنِي مَعَ أَشْيَاخِ بَدْرٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِمَ تُدْخِلُ هٰذَا الْفَتٰى مَعَنَا وَلَنَا أَبْنَاءٌ مِثْلُهُ فَقَالَ إِنَّهُ مِمَّنْ قَدْ عَلِمْتُمْ قَالَ فَدَعَاهُمْ ذَاتَ يَوْمٍ وَدَعَانِي مَعَهُمْ قَالَ وَمَا رَأَيْتُهُ دَعَانِي يَوْمَئِذٍ إِلَّا لِيُرِيَهُمْ مِنِّي فَقَالَ مَا تَقُولُونَ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا حَتّٰى خَتَمَ السُّورَةَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ شَيْئًا فَقَالَ لِي يَا ابْنَ عَبَّاسٍ أَكَذَاكَ تَقُولُ قُلْتُ لَا قَالَ فَمَا تَقُولُ قُلْتُ هُوَ أَجَلُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ اللّٰهُ لَهُ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ فَتْحُ مَكَّةَ فَذَاكَ عَلَامَةُ أَجَلِكَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا قَالَ عُمَرُ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ

وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي،، (حدیث ۷۶۲ کی شرح دیکھیں)

۴۰۰۴ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا عمر فاروق مجھے بدر کے اشیاخ میں بٹھاتے تھے۔ ان میں سے کسی نے کہا آپ اس بچے کو ہمارے ساتھ کیوں بٹھاتے ہیں؟ حالانکہ اس جیسے ہمارے بھی تو بیٹے ہیں۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ان لوگوں میں سے ہے جس کی فضیلت تم جانتے ہو۔ ابن عباس نے کہا عمر فاروق نے ایک دن ان کو بلایا اور ان کے ساتھ مجھے بھی بلایا ابن عباس نے کہا۔ میں عمر فاروق پر یہ گمان کرتا ہوں کہ انھوں نے مجھے اس دن صرف اس لئے بلایا تھا کہ ان کو میری فضیلت دکھائیں؛ چنانچہ انھوں نے کہا اس آیت کریمہ : إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ،، حتی کہ ساری سورت ختم کی ہے کے متعلق تمہاری رائے کیا ہے۔ ان میں سے بعض نے کہا ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جب ہماری مدد کی جائے اور ہمیں فتح عطا ہو تو ہم اللہ کی حمد کریں اور اس سے گناہوں کی معافی چاہیں۔ بعض نے کہا ہمیں معلوم نہیں بعض نے کچھ بھی نہ کہا عمر فاروق نے مجھے فرمایا اے ابن عباس کیا تم بھی اسی طرح کہتے ہو؟ میں نے کہا جی نہیں،، فرمایا تم کیا کہتے ہو؟ میں نے کہا یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات کی مدت کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو

۴۰۰۵ ـــ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ شُرَحْبِیْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنِ الْمَقْبُرِیِّ عَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ الْعَدَوِیِّ اَنَّهٗ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِیْدٍ وَهُوَ یَبْعَثُ الْبُعُوْثَ اِلٰی مَکَّةَ ائْذَنْ لِیْ اَیُّهَا الْاَمِیْرُ اُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ یَوْمِ الْفَتْحِ سَمِعَتْهُ اُذُنَایَ وَوَعَاهُ قَلْبِیْ وَاَبْصَرَتْهُ عَیْنَایَ حِیْنَ تَکَلَّمَ بِهٖ اَنَّهٗ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ مَکَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ فَلَمْ یُحَرِّمْهَا النَّاسُ لَا یَحِلُّ لِامْرِئٍ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ یَسْفِكَ بِهَا دَمًا وَلَا یَعْضِدَ بِهَا شَجَرًا فَاِنْ اَحَدٌ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْهَا فَقُوْلُوْا لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ اَذِنَ لِرَسُوْلِهٖ وَلَمْ یَاْذَنْ لَکُمْ وَاِنَّمَا اَذِنَ لِیْ فِیْهَا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ وَقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْیَوْمَ کَحُرْمَتِهَا بِالْاَمْسِ وَلْیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَقِیْلَ

خبر دی ہے کہ جب اللہ کی مدد آجائے اور مکہ فتح ہو جائے یہ آپ کی وفات کی علامت ہے۔ آپ اللہ کی حمد کریں اور استغفار کریں بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔ عمر فاروق نے کہا میں بھی اس آئت کریمہ سے وہی جانتا ہوں جو تم جانتے ہو۔

۴۰۰۴ ـــ شرح : اشیاخ بدر وہ حضرات مراد ہیں جو بدر کی جنگ میں شریک تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھنے والے شیخ حضرت عبد الرحمٰن ابن عوف تھے۔ انھوں نے حسد کرتے ہوئے نہیں کہا تھا بلکہ اس لئے کہا تھا کہ ان کے بیٹے بھی اُن جیسے ہوں اس حدیث میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کی فضیلت ہے (حدیث ۳۳۹۳ کی شرح دیکھیں)

۴۰۰۵ ـــ ترجمہ : ابو شریح عدوی سے روائت ہے کہ انھوں نے عمرو بن سعید سے کہا جبکہ وہ مکہ میں لشکر بھیج رہا تھا کہ اے امیر مجھے اجازت ہو تو میں تم سے ایک حدیث بیان کروں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے اگلے روز فرمایا تھا۔ میرے کانوں نے وہ سنا میرے دل نے محفوظ کیا اور میری آنکھوں نے آپ کو دیکھا جبکہ آپ نے کلام فرمایا آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا مکہ کو اللہ نے حرام کیا لوگوں نے اس کو حرام نہیں کیا کسی شخص کے لئے جائز نہیں جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو کہ وہ مکہ میں خونریزی کرے اور نہ ہی اس کے حرم میں درخت

لِاَبِیْ شُرَیْحٍ مَاذَا قَالَ عَمْرٌو قَالَ قَالَ اَنَا اَعْلَمُ بِذٰلِكَ مِنْكَ یَا اَبَا شُرَیْحٍ اِنَّ الْحَرَمَ لَا یُعِیْذُ عَاصِیًا وَلَا فَارًّا بِدَمٍ وَلَا فَارًّا بِخَرْبَةٍ

۴۰۰۶ — حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا لَیْثٌ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ اَبِیْ حَبِیْبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَکَّةَ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ حَرَّمَ بَیْعَ الْخَمْرِ

کاٹے۔ اگر کوئی اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتال اور جنگ کرنے سے رخصت ثابت کرے تو اسے کہہ دو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دے دی تھی۔ تم کو اجازت نہیں دی اور میرے لئے صرف دن کی ایک گھڑی میں لڑائی کی اجازت تھی پھر آج سے اس کی حرمت وہی ہو گئی ہے جیسے کل تھی چاہیے حاضر شخص غائب کو یہ خبر پہنچا دے۔ پھر ابو شریح سے کہا گیا آپ کو عمرو نے کیا جواب دیا تھا۔ ابو شریح نے کہا اس نے یہ کہا تھا۔ اے ابو شریح میں تم سے یہ زیادہ جانتا ہوں۔ مگر مکہ مکرمہ گنہگار کو نہ قتل کرکے بھاگ کر آنے والے کو اور نہ ہی فساد اور خیانت کرکے آنے والے کو پناہ دیتا ہے۔

۴۰۰۵ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرام کیا جیسا کہ حدیث میں وارد ہے اس کا جواب یہ ہے۔ لَمْ یُحَرِّمْهَا النَّاسُ" کا معنی یہ ہے کہ مکہ کی تحریم وحی کے ذریعہ ہے لوگوں نے اللہ کی اجازت کے بغیر اس کی تحریم پر اتفاق نہیں کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف اسناد بطور مبلغ ہے، کیونکہ تمام احکام میں حاکم صرف اللہ تعالیٰ ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام اللہ کا حکم لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ احادیث میں ثابت ہے کہ مکہ مکرمہ اس وقت سے حرام ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو پیدا کیا اس کا جواب یہ ہے کہ جب طوفان نوح علیہ السلام میں بیت اللہ کو آسمانوں کی طرف اٹھا لیا گیا تو اس کی حرمت ختم ہو چکی تھی۔ اور شریعت نسیۃ منسیۃ ہو گئی تھی۔ ابراہیم علیہ السلام نے اسے نشر کیا یا حدیث کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھا تھا جبکہ زمین و آسمانوں کو پیدا کیا کہ عنقریب ابراہیم علیہ السلام مکہ مکرمہ کو اللہ کے حکم سے حرام کریں گے۔

قولہ ترخص: یہ رخصت سے مشتق ہے اور رخصت کا مفہوم یہ ہے کہ محرم کے قائم ہونے کے باوجود کوئی حکم عذر کے باعث ثابت ہو اس حدیث سے ان علماء نے استدلال کیا جو کہتے ہیں کہ مکہ مکرمہ غلبہ اور قہر سے فتح ہوا ہے۔ اس کی تفصیل حدیث ۳۹۹۱ میں گزری ہے۔ علاوہ ازیں حدیث ۱۰۳ کی شرح دیکھیں۔

۴۰۰۶ — ترجمہ: جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ

بَابُ مُقَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ زَمَنَ الْفَتْحِ

۴۰۰۷ — حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ ح وَحَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَقَمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرًا نَقْصُرُ الصَّلٰوةَ

۴۰۰۸ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَاصِمٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ تِسْعَةَ عَشَرَ يَوْمًا يُصَلِّىْ رَكْعَتَيْنِ ۴۰۰۹ — حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ شِهَابٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَقَمْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ سَفَرٍ تِسْعَ عَشْرَةَ نَقْصُرُ الصَّلٰوةَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَنَحْنُ نَقْصُرُ مَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ تِسْعَ عَشْرَةَ فَاِذَا زِدْنَا اَتْمَمْنَا

صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے سال یہ فرماتے ہوئے سُنا جبکہ آپ مکہ مکرمہ میں تھے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے شراب کی خرید و فروخت کو حرام کیا (حدیث ۲۰۹۶ کی شرح دیکھیں)

باب — فتح مکہ کے زمانہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ مکرمہ میں قیام کی جگہ

۴۰۰۷ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس دن اقامت کی اور نماز قصر کرتے رہے۔ (حدیث ۱۰۲۴ کی شرح دیکھیں)

۴۰۰۸ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں انیس روز

بَابٌ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُاللهِ ابْنُ ثَعْلَبَةَ بْنِ صُعَيْرٍ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَسَحَ وَجْهَهُ عَامَ الْفَتْحِ

ٹھہرے اور دو دو رکعتیں پڑھتے تھے (حدیث ع ۱۰۲۳ کی شرح دیکھیں)

۴۰۰۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا۔ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں انیس روز ٹھہرے اور نماز میں قصر کرتے تھے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہم انیس روز قصر پڑھتے رہے۔ اگر ہم زیادہ ٹھہرتے تو نماز پوری پڑھتے (حدیث ع ۱۰۲۳ کی شرح دیکھیں)

بابٌ

ترجمۃ الباب : لیث نے کہا مجھے یونس نے ابن شہاب سے خبر دی اُنھوں نے کہا مجھے عبداللہ بن ثعلبہ بن صُعَیر نے خبر دی ان کے چہرے پر فتح مکہ کے سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ اقدس پھیرا تھا۔

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے تاریخ صغیر اور الادب المفرد میں عبداللہ بن صالح کے ذریعے لیث سے موصول ذکر کیا ہے۔ لیث وہ ابن سعد ہیں اور حدیث و فقہ کے امام ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ لیث کے قول کا مقولہ کیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے مقولہ مذکور نہیں کیونکہ عبداللہ بن ثعلبہ کو ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ فتح مکہ کے سال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر اور چہرے پر دست اقدس پھیرا تھا۔

اسماء رجال : ع۱ یونس ابن یزید ایلی ہیں ع۲ ابن شہاب زُہری ع۳ عبداللہ ابن ثعلبہ بن صُعَیر۔ اس ثعلبہ کو ابن ابی صُعَیر بھی کہا جاتا ہے عبداللہ کی کنیت ابو محمد ہے۔ وہ ہجرت سے چار سال قبل پیدا ہُوئے اور ۸۹ ہجری میں ۹۳ برس کی عمر میں فوت ہُوئے کہا گیا ہے وہ ہجرت کے بعد پیدا ہوئے وہ ابھی چار سال کے تھے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے۔ فتح مکہ کے سال اس کو آپ کے پاس لایا گیا تو آپ نے اس کے سر اور چہرہ پر دستِ اقدس پھیرا۔

ثعلبہ، عبداللہ کا والد ہے۔ عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک اور ان کے بیٹے عبداللہ نے اُن سے روایت کی ہے۔ دارقطنی نے کہا عبداللہ اور ثعلبہ کو شرفِ صحبت حاصل ہے۔ زہری نے دونوں سے روایت کی ہے (عینی)

۴۰۱۰ـ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ ابْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سُنَيْنٍ أَبِي جَمِيلَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا وَنَحْنُ مَعَ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ وَزَعَمَ أَبُو جَمِيلَةَ أَنَّهُ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجَ مَعَهُ عَامَ الْفَتْحِ

۴۰۱۱ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَلَمَةَ قَالَ قَالَ لِي أَبُو قِلَابَةَ أَلَا تَلْقَاهُ فَتَسْأَلَهُ قَالَ فَلَقِيتُهُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ كُنَّا بِمَاءٍ مَمَرِّ النَّاسِ وَكَانَ يَمُرُّ بِنَا الرُّكْبَانُ فَنَسْأَلُهُمْ مَا لِلنَّاسِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ فَيَقُولُونَ يَزْعُمُ أَنَّ اللهَ أَرْسَلَهُ أَوْحَى إِلَيْهِ أَوْحَى اللهُ كَذَا فَكُنْتُ أَحْفَظُ ذٰلِكَ الْكَلَامَ فَكَأَنَّمَا يُقَرُّ فِي صَدْرِي وَكَانَتِ الْعَرَبُ تَلَوَّمُ بِإِسْلَامِهِمُ الْفَتْحَ فَيَقُولُونَ اتْرُكُوهُ وَقَوْمَهُ فَإِنَّهُ إِنْ ظَهَرَ عَلَيْهِمْ فَهُوَ نَبِيٌّ صَادِقٌ فَلَمَّا كَانَتْ وَقْعَةُ أَهْلِ الْفَتْحِ بَادَرَ كُلُّ قَوْمٍ بِإِسْلَامِهِمْ

۴۰۱۰ــ ترجمہ: زہری نے سُنَیْن سے روایت کی کہ سُنین ابوجمیلہ نے کہا ہمیں خبردی جبکہ ہم ابن مسیب کے ساتھ تھے۔ زہری نے کہا ابوجمیلہ نے کہا کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا ہے اور وہ آپ کے ساتھ فتح مکہ میں گئے تھے،،

(جمہور اصولیین نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معاصر یعنی ہم زمان عادل یہ کہے کہ میں صحابی ہوں تو وہ اس میں سچا ہوتا ہے (کرمانی)

۴۰۱۱ــ ترجمہ: ایوب نے ابوقلابہ سے اُنھوں نے عمرو بن سلمہ سے روایت کی کہ مجھے ابوقلابہ نے کہا کیا تم ابوسلمہ سے ملاقات نہیں کرتے ہو؟ تاکہ اُن سے اُن کے حالات دریافت کرو۔ ابوقلابہ نے کہا میں نے عمرو بن سلمہ سے ملاقات کی اور اُن سے پوچھا تو انہوں نے کہا ہم ایک چشمہ پہ رہتے تھے جو لوگوں کی گزرگاہ تھی۔ ہمارے پاس سے قافلے گزرتے تو ہم اُن سے پوچھتے لوگوں کا کیا حال ہے۔ لوگوں کا کیا حال ہے اور یہ شخص کون ہے؟ تو لوگ جواب دیتے کہ وہ شخص کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو رسول بھیجا ہے جس کی طرف وحی ہوتی ہے یا یہ کہا کہ اللہ نے اسے یہ وحی بھیجی ہے۔ تو میں اُن سے

وَبَدَرَ اَبِیْ قَوْمِیْ بِاِسْلَامِہِمْ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ جِئْتُكُمْ وَاللّٰہِ مِنْ عِنْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَقًّا فَقَالَ صَلُّوْا صَلٰوۃَ کَذَا فِیْ حِیْنِ کَذَا وَصَلٰوۃَ کَذَا فِیْ حِیْنِ کَذَا فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ فَلْیُؤَذِّنْ اَحَدُکُمْ وَلْیَؤُمَّکُمْ اَکْثَرُکُمْ قُرْاٰنًا فَنَظَرُوْا فَلَمْ یَکُنْ اَحَدٌ اَکْثَرَ قُرْاٰنًا مِنِّیْ لِمَا کُنْتُ اَتَلَقّٰی مِنَ الرُّکْبَانِ فَقَدَّمُوْنِیْ بَیْنَ اَیْدِیْہِمْ وَاَنَا ابْنُ سِتٍّ اَوْ سَبْعِ سِنِیْنَ وَکَانَتْ عَلَیَّ بُرْدَۃٌ کُنْتُ اِذَا سَجَدْتُ تَقَلَّصَتْ عَنِّیْ فَقَالَتِ امْرَاَۃٌ مِنَ الْحَیِّ اَلَا تُغَطُّوْنَ عَنَّا اِسْتَ قَارِئِکُمْ فَاشْتَرَوْا فَقَطَعُوْا لِیْ قَمِیْصًا فَمَا فَرِحْتُ بِشَیْءٍ فَرَحِیْ بِذٰلِکَ الْقَمِیْصِ

وہ کلام یاد کر لیتا گویا کہ وہ میرے سینہ میں جم جاتا اور عرب اسلام قبول کرنے میں صرف فتح مکہ کے منتظر تھے اور کہتے تھے اس شخص کو اور اس کی قوم کو اپنے حال پر چھوڑو اگر وہ اہل مکہ پر غالب آگئے تو وہ یقیناً سچے نبی ہیں جب فتح مکہ کا واقعہ ہُوا تو ہر قوم نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کرنا چاہی اور میرے والد نے اپنی قوم کے اسلام قبول کرنے میں جلدی کی۔ جب وہ (مسلمان ہوکر) آئے تو کہا بخدا! میں سچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مل کر آیا ہوں۔ اُنھوں نے فرمایا ہے فلاں نماز فلاں وقت میں پڑھو۔ جب نماز کا وقت آجائے تو تم میں سے ایک شخص اذان کہے اور تم میں سے قرآن زیادہ پڑھنے والا تمہیں نماز پڑھائے۔ لوگوں نے دیکھا تو مجھ سے زیادہ قرآن پڑھا ہُوا کوئی نہ تھا۔ کیونکہ میں آنے والے قافلوں سے قرآن سیکھ لیتا تھا، تو لوگوں نے مجھے اپنا امام بنا لیا۔ جبکہ میں چھ یا سات برس کا تھا۔ میرے اُوپر ایک چادر تھی جب میں سجدہ کرتا تو وہ مجھ سے اُٹھ کر اُوپر ہو جاتی (اور میری شرم گاہ ننگی ہو جاتی تھی) ہمارے قبیلہ کی ایک عورت نے کہا ہم سے اپنے قاری صاحب کے سرین ڈھانپو تو لوگوں نے میرے لئے کپڑا خریدا اور مجھے قمیص بنا دی میں کسی شئ سے اتنا خوش نہ ہُوا تھا جتنا اس قمیص سے خوش ہُوا۔

۴۰۱۱ — **شرح:** عمرو بن سلمہ کے صحابی ہونے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ اس کا والد سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد گیا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عمرو بن سلمہ اپنے والد کے ساتھ نہیں گئے تھے۔ ابن مندہ نے حماد بن سلمہ کے

۴۰۱۲ ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَهِدَ إِلَى أَخِيهِ سَعْدٍ أَنْ يَقْبِضَ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ وَقَالَ عُتْبَةُ إِنَّهُ ابْنِي فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ فِي الْفَتْحِ أَخَذَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ ابْنَ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ فَأَقْبَلَ بِهِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَقْبَلَ مَعَهُ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ قَالَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ هٰذَا ابْنُ أَخِي عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ قَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ يَا رَسُولَ اللهِ هٰذَا أَخِي هٰذَا ابْنُ زَمْعَةَ وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَنَظَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى ابْنِ وَلِيدَةِ زَمْعَةَ فَإِذَا أَشْبَهُ النَّاسِ بِعُتْبَةَ ابْنِ أَبِي وَقَّاصٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ

ذریعہ ایوب سے اسی اسناد کے ساتھ حدیث ذکر کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی حضور کی خدمت میں بطور وفد گئے تھے۔ اس حدیث سے امام شافعی رحمہ اللہ نے استدلال کیا کہ مفترض متنفل کی اقتداء کر سکتا ہے۔ لیکن یہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ وہ لوگ چشمہ پر نماز پڑھتے تھے اور کسی حدیث میں یہ صراحت نہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ کر بچے کو امام بنایا ہو لہٰذا اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریر حاصل نہیں۔ یہ صرف انہوں نے اپنے اجتہاد سے کیا تھا۔ ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں ذکر کیا کہ عبد اللہ بن مسعود نے کہا جس بچے پر حد واجب نہ ہو وہ نماز میں امام نہیں بن سکتا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نابالغ بچہ امام نہ بنایا جائے۔

۴۰۱۲ ترجمہ: عروہ بن زُبیر سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عتبہ بن ابی وقاص نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاص کو وصیت کی کہ زمعہ کی لونڈی کا بیٹا اپنے قبضہ میں کر لے اور عتبہ نے کہا کہ وہ میرا بیٹا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے سال مکہ مکرمہ تشریف لائے تو سعد بن ابی وقاص نے زمعہ کی لونڈی کا بیٹا پکڑ کر اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے اور اُن کے ساتھ عبد بن زمعہ بھی آئے۔ سعد بن ابی وقاص نے کہا یا رسول اللہ (بقیہ)

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ هُوَ أَخُوكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ وُلِدَ
عَلَى فِرَاشِهِ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبِي مِنْهُ يَا سَوْدَةُ
لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ قَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ .
وَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَصِيحُ بِذٰلِكَ

۴۰۱۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا
يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ امْرَأَةً سَرَقَتْ فِي عَهْدِ
رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ الْفَتْحِ فَفَزِعَ قَوْمُهَا إِلَى أُسَامَةَ
ابْنِ زَيْدٍ يَسْتَشْفِعُونَهُ قَالَ عُرْوَةُ فَلَمَّا كَلَّمَهُ أُسَامَةُ فِيهَا تَلَوَّنَ وَجْهُ
رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتُكَلِّمُنِي فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللّٰهِ
قَالَ أُسَامَةُ اسْتَغْفِرْ لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَلَمَّا كَانَ الْعَشِيُّ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ

یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے اُس نے مجھے وصیت کی تھی کہ وہ اس کا بیٹا ہے۔ عبد بن زمعہ نے کہا یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "یہ میرا بھائی ہے یہ زمعہ کا بیٹا ہے اس کے فراش پر پیدا ہوا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کو دیکھا تو وہ عتبہ بن ابی وقاص سے بہت مشابہ تھا۔ تو آپ نے فرمایا: اے عبد بن زمعہ یہ بچہ تیرے لئے یہ تیرا بھائی ہے۔ کیونکہ وہ اس کے فراش پر پیدا ہوا ہے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سودہ! اس بچہ سے پردہ کرنا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں عُتبہ بن ابی وقاص کی مشابہت دیکھی تھی" ابن شہاب نے کہا۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بچہ فراش والے کا ہے اور زانی محروم ہے۔ ابن شہاب نے کہا ابوہریرہ بلند آواز سے یہ کہتے تھے۔
(حدیث ۱۹۲۷ کی شرح میں اس حدیث کی تفصیل مذکور ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں یہ فیصلہ کیا تھا۔

۴۰۱۳ ترجمہ: عروہ بن زبیر نے بیان کیا کہ ایک عورت نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ شریف میں فتح مکہ میں چوری کی تو اس کی قوم کے

صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَطِیْبًا فَاَثْنٰی عَلَی اللّٰہِ بِمَا ھُوَ اَھْلُہٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّمَا اَھْلَکَ النَّاسَ قَبْلَکُمْ اَنَّھُمْ کَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِیْھِمُ الشَّرِیْفُ تَرَکُوْہُ وَاِذَا سَرَقَ فِیْھِمُ الضَّعِیْفُ اَقَامُوْا عَلَیْہِ الْحَدَّ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْ اَنَّ فَاطِمَۃَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ یَدَھَا ثُمَّ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِتِلْکَ الْمَرْاَۃِ فَقُطِعَتْ یَدُھَا فَحَسُنَتْ تَوْبَتُھَا بَعْدَ ذٰلِکَ وَتَزَوَّجَتْ قَالَتْ عَائِشَۃُ فَکَانَتْ تَاْتِیْ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاَرْفَعُ حَاجَتَھَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۴۰۱۴ــ حَدَّثَنَا عَمْرُوْ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُجَاشِعٌ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاَخِیْ بَعْدَ الْفَتْحِ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ جِئْتُکَ بِاَخِیْ لِتُبَایِعَہٗ عَلَی الْھِجْرَۃِ قَالَ ذَھَبَ اَھْلُ الْھِجْرَۃِ

لوگ گھبرا کر اُسامہ بن زید کے پاس آئے جبکہ وہ اُسامہ سے سفارش چاہتے تھے۔ عروہ نے کہا جب اُسامہ نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے (اس بارے میں) کلام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور متغیر ہوگیا اور فرمایا کیا تم مجھ سے اللہ کی حد میں کلام کرتے ہو۔ اسامہ نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے لئے استغفار فرمائیں جب شام ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی ثنا کی جس کے وہ لائق ہے پھر فرمایا اما بعد! تم سے پہلے لوگوں کو اس شئ نے ہلاک کیا کہ اگر اُن میں کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور اگر اُن میں کوئی کمزور آدمی چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے اگر.... چوری کرتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دیتا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کا ہاتھ کاٹ دینے کا حکم دیا اس کے بعد اس عورت نے بہت اچھی توبہ کی اور نکاح کر لیا اس کے بعد وہ میرے پاس آتی تو میں اس کی حاجت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتی تھی (حدیث ۲۴۷۳ کی شرح دیکھیں)

۴۰۱۴ــ ترجمہ: ابو عثمان نے کہا مجھ سے مجاشع نے بیان کیا کہ میں فتح مکہ کے بعد اپنے بھائی

بِمَا فِيْهَا فَقُلْتُ عَلٰى اَيِّ شَيْءٍ تُبَايِعُهُ قَالَ اُبَايِعُهُ عَلَى الْاِسْلَامِ وَالْاِيْمَانِ وَالْجِهَادِ فَلَقِيْتُ اَبَا مَعْبَدٍ بَعْدُ وَكَانَ اَكْبَرَهُمَا فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ صَدَقَ مُجَاشِعٌ

۴۰۱۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ مُجَاشِعِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ انْطَلَقْتُ بِاَبِيْ مَعْبَدٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُبَايِعَهُ

کو ساتھ لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا یا رسولَ اللہ! میں اپنے بھائی کو ساتھ لایا ہوں تاکہ آپ اس سے ہجرت پر بیعت لیں۔ آپ نے فرمایا ہجرت کرنے والے (مہاجرین) اس کی فضیلت پا گئے۔ میں نے عرض کیا آپ اس سے کس چیز پر بیعت لیں گے۔ فرمایا میں اس سے اسلام، ایمان اور جہاد پر بیعت لوں گا۔ ابو عثمان نے کہا میں اس کے بعد ابو مَعبَد مجاشع کے بھائی سے ملا۔ حالانکہ وہ اُن دونوں میں سے بڑا تھا۔ اور اس سے اس حدیث کے متعلق پوچھا تو اُس نے کہا مجاشع نے سچ کہا ہے۔

۴۰۱۴ — شرح : اس حدیث میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو فتح مکہ کے بعد واقع ہُوا۔ قولہ ذَهَبَ اَهْلُ الْهِجْرَةِ بِمَا فِيْهَا الخ ، یعنی ہجرت مہاجرین پر ختم ہو گئی اور جس ہجرت میں فضیلت تھی وہ فتح مکہ سے قبل تھی اور فتح سے پہلے پہلے جس کی قسمت میں تھی اس کو اس کی فضیلت حاصل ہو گئی۔ اب صرف اس چیز پر بیعت لے جائے گی جو اسلام میں اہم ہیں وہ اسلام و ایمان پر قائم رہنا اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔ قولہ فَلَقِيْتُ مَعْبَدًا الخ لَقِيْتُ کا فاعل ابو عثمان ہے جو اس حدیث کا راوی ہے یعنی ابو عثمان نے کہا میں مجاشع سے حدیث سننے کے بعد ابو معبد سے ملا جو مجاشع کے بڑے بھائی ہیں۔ قولہ فَسَاَلْتُهُ الخ یہ سائل بھی ابو عثمان ہے اُس نے مجاشع کی حدیث کے متعلق پوچھا تھا جو اس سے سُنی تھی۔ ابو معبد نے کہا مجاشع نے سچ کہا ہے۔ اس سے معلوم ہُوا ہے کہ ابو عثمان نے مجاشع دونوں بھائیوں سے روایت کی ہے (عینی و فتح) ابو معبد کا نام مجالد ہے۔

اسماء رجال : زہیر ابن معاویہ ہے اور عاصم ابن سلیمان ہے۔ ابو عثمان کا نام عبدالرحمٰن بن سہل نہدی ہے۔ اور مجاشع کا والد مسعود بن ثعلبہ ابن وہب سلمی ہے۔ وہ جمل کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے۔ ابو معبد مجالد صحابی ہے۔ وہ فتح مکہ کے بعد اپنے بھائی کے بعد مسلمان ہوئے وہ بھی جنگِ جمل میں شہید ہو گئے تھے (حدیث ۲۵۹۲ کی شرح دیکھیں)

۴۰۱۵ — ترجمہ : ابو عثمان نہدی نے مجاشع بن مسعود سے روایت کی کہ میں اپنے بھائی

عَلَى الْهِجْرَةِ قَالَ مَضَتِ الْهِجْرَةُ لِاَهْلِهَا اُبَايِعُهُ عَلَى الْاِسْلَامِ وَالْجِهَادِ فَلَقِيْتُ اَبَا مَعْبَدٍ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ صَدَقَ مُجَاشِعٌ وَقَالَ خَالِدٌ عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ عَنْ مُجَاشِعٍ اَنَّهُ جَاءَ بِاَخِيْهِ مُجَالِدٍ

۴۰۱۶ ـــ حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ بِشْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ اِنِّىْ اُرِيْدُ اَنْ اُهَاجِرَ اِلَى الشَّامِ قَالَ لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ فَانْطَلِقْ فَاعْرِضْ نَفْسَكَ فَاِنْ وَجَدْتَ شَيْئًا وَاِلَّا رَجَعْتَ وَقَالَ النَّضْرُ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بِشْرٍ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ فَقَالَ لَا هِجْرَةَ الْيَوْمَ وَبَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ ۴۰۱۷ حَدَّثَنِىْ اِسْحٰقُ ابْنُ يَزِيْدَ قَالَ

ابو معبد کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر گیا تاکہ اس کی ہجرت پر بیعت لیں۔ آپ نے فرمایا اہل ہجرت اس کی فضیلت حاصل کر گئے۔ میں اس کی اسلام اور جہاد پر بیعت لیتا ہوں۔ پھر میں ابو معبد سے ملا اور اس سے پوچھا تو اُس نے کہا مجاشع نے سچ کہا ہے اور خالد نے ابو عثمان کے ذریعہ مجاشع سے روایت کی کہ وہ اپنے بھائی مجالد کو لے کر آئے۔

۴۰۱۶ ـــ ترجمہ : مجاہد سے روایت ہے۔ اُنھوں نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں شام کی طرف ہجرت کر جاؤں۔ اُنھوں نے کہا ہجرت ختم ہے لیکن جہاد باقی ہے۔ جاؤ اپنے آپ کو دیکھو اور سوچو اگر اپنے آپکو جہاد کے قابل پاتے ہو تو فبہا ورنہ یہ خیال چھوڑ دو، نضر نے کہا ہمیں شعبہ نے خبر دی اُنھوں نے کہا ہمیں ابو بشر نے خبر دی کہ میں نے مجاہد سے سُنا کہ انھوں نے کہا میں نے ابن عمر سے کہا تو اُنھوں نے کہا آج ہجرت ختم ہے یا کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہجرت نہیں۔

۴۰۱۷ ـــ ترجمہ : مجاہد بن جبر بن مکی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے فتح مکہ کے بعد ہجرت ختم ہے یا کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہجرت ختم ہے۔

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَبْدَةَ بْنِ أَبِي لُبَابَةَ عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ الْمَكِّيِّ أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُولُ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ ۴۰۱۸ — حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ قَالَ زُرْتُ عَائِشَةَ مَعَ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ فَسَأَلَهَا عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَتْ لَا هِجْرَةَ الْيَوْمَ كَانَ الْمُؤْمِنُ يَفِرُّ أَحَدُهُمْ بِدِينِهِ إِلَى اللهِ وَإِلَى رَسُولِهِ مَخَافَةَ أَنْ يُفْتَنَ عَلَيْهِ فَأَمَّا الْيَوْمَ فَقَدْ أَظْهَرَ الْإِسْلَامَ فَالْمُؤْمِنُ يَعْبُدُ رَبَّهُ حَيْثُ شَاءَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَنِيَّةٌ"

۴۰۱۸ — ترجمہ: عطاء بن ابی رباح نے کہا میں عبید بن عمیر کے ساتھ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے ام المؤمنین سے ہجرت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا آج کے دن ہجرت ختم ہو گئی ہے۔ مومن اپنے دین کی حفاظت کے لئے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھاگتا تھا کیونکہ اسے فتنہ میں پڑنے کا خوف تھا۔ آج اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کر دیا ہے اور مومن جہاں چاہے اپنے رب کی عبادت کرتا ہے، لیکن اب جہاد اور نیت باقی ہے۔

۴۰۱۷ — ۴۰۱۸ — شرح: یہ دونوں حدیثیں سند میں متفق ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ پہلی حدیث میں اوزاعی عبدہ سے وہ مجاہد سے روایت کرتے ہیں اور اس حدیث میں اوزاعی عطاء سے روایت کرتے ہیں۔ اور پہلی حدیث میں "لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الْفَتْحِ" ہے اور اس حدیث میں "لَا هِجْرَةَ الْيَوْمَ"، ہے دونوں کا معنی واحد ہے۔ یعنی شروع میں اسلام مغلوب تھا اس لئے لوگ فتنہ کے ڈر سے اپنے دین کی حفاظت کے لئے ہجرت کرتے تھے اب جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کیا مذکور خطرات ختم ہو گئے ہیں۔ اس لئے اب کافروں سے اللہ کی راہ میں جہاد اور ہجرت میں نیت کا ثواب ہے۔

۴۰۱۹ ــــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ حَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَهِيَ حَرَامٌ بِحَرَامِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَا تَحِلُّ لِاَحَدٍ بَعْدِيْ وَلَمْ تَحْلِلْ لِيْ قَطُّ اِلَّا سَاعَةً مِّنَ الدَّهْرِ لَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يُعْضَدُ شَوْكُهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَلَا تَحِلُّ لُقَطَتُهَا اِلَّا لِمُنْشِدٍ فَقَالَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِلَّا الْاِذْخِرَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّهٗ لَا بُدَّ مِنْهُ لِلْقَيْنِ وَالْبُيُوْتِ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَاِنَّهٗ حَلَالٌ وَعَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْكَرِيْمِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمِثْلِ هٰذَا اَوْ نَحْوِ هٰذَا رَوَاهُ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۰۱۹ ــــ ترجمہ: مجاہد سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اس دن مکہ کو حرام کیا یہ اللہ کے حرام کرنے سے قیامت تک حرام ہے مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ ہوا اور نہ ہی میرے بعد کسی کے لئے حلال ہو گا اور میرے لئے بھی تھوڑی دیر کے لئے حلال ہوا۔ اس کا شکار بھگایا نہ جائے، اس کا کانٹا اکھیڑا نہ جائے، اس کا گھاس کاٹا نہ جائے اور نہ ہی اس جگہ کوئی چیز اٹھائی جا سکے مگر وہ شخص اٹھائے جو اس کا لوگوں میں اعلان کرے حضرت عباس بن عبدالمطلب نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سوائے گھاس کے (گھاس کی اجازت فرمائیں) کیونکہ لوہاروں اور گھروں میں اس کی ضرورت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے پھر فرمایا لیکن گھاس وہ تمہارے لئے حلال ہے۔

۴۰۱۹ ــــ شرح: یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ اس کا راوی مجاہد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، حالانکہ وہ تابعی ہیں۔ مثل اور نحو حقیقتہً متحد ہیں اور نحو عام ہے کہا گیا ہے کہ یہ دونوں مترادف ہیں۔

بابُ قول اللہ تعالیٰ وَیَوْمَ حُنَیْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَيْئًا وَّضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُّدْبِرِيْنَ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ الی قولہٖ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اور حنین کے دن جب تم اپنی کثرت پر اترا گئے تھے تو وہ تمہارے کچھ کام نہ آئی اور زمین اتنی وسیع ہو کر تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ دے کر پھر گئے پھر اللہ نے اپنی تسکین اُتاری اپنے رسُول پر اور مسلمانوں پر اور وہ لشکر اتارے جو تم نے دیکھے اور کافروں کو عذاب دیا اور منکروں کی یہی سزا ہے پھر اس کے بعد اللہ جسے چاہے گا توبہ دے گا اور اللہ بخشنے والا ہے۔"

"حُنَیْن"

مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان مکہ سے چند میل دُور عرفات کی طرف ایک وادی ہے۔ حُنین دراصل ایک شخص کا نام ہے اس کے نام سے یہ وادی موسوم ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم شوال کے چند روز گزر جانے کے بعد مکہ مکرمہ سے لشکر لے کر نکلے۔ جبکہ آپ کو یہ خبر پہنچی کہ مالک بن عوف نے ہوازن اور ثقیف کے قبائل تقریباً چار ہزار کی تعداد میں جمع کئے ہیں۔ چونکہ مسلمان بارہ ہزار تھے۔ اس لئے ایک مسلمان نے کہا آج یہ قبائل ہم پر غلبہ نہیں کر سکتے۔ اس کی یہ بات سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ آئی کیونکہ تعداد کی کثرت پر فتح و نصرت موقوف نہیں نتیجہ یہ نکلا کہ مسلمانوں کو سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔
اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی مدد کی اور ہوازن کو شکست فاش ہُوئی۔"
یہ آٹھ ہجری کا واقعہ ہے۔ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ سے فارغ ہُوئے اور اس کے جملہ امور منظم کر لئے جبکہ اکثر اہل مکہ مسلمان ہو گئے تھے تو مذکور دشمن کے حملے کی خبر پہنچی اور مکہ اور طائف کے درمیان مقام حنین میں صبح کے اندھیرے میں یہ واقعہ ہُوا مسلمان اس وادی میں آئے ہی تھے کہ اس میں چھپے ہُوئے ہوازن نے اچانک تیروں کی بوچھاڑ کر دی جبکہ مسلمان اس سے غافل تھے۔ ان کے زبردست اچانک حملے سے مسلمانوں کے لئے راہِ فرار کے سوا کوئی چارہ نہ تھا لیکن جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدانِ جنگ

میں ثابت قدم رہے جبکہ آپ خچر پر سوار دشمنوں کی طرف تیزی سے جا رہے اور حضرت عباس دائیں رکاب اور ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب بائیں رکاب کو پکڑے ہوئے تھے تاکہ آپ زیادہ تیز رفتار نہ ہو جائیں آپ فرما رہے تھے مسلمانو! میری طرف آؤ میں اللہ کا رسول ہوں اور فرمایا: أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ ؛ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ ،، تقریباً اسی یا سو صحابہ کرام جن میں ابوبکر، عمر، عباس، علی، فضل بن عباس، ابوسفیان بن حارث، ایمن بن امّ ایمن، اسامہ بن زید اور دیگر اصحاب شامل ہیں آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی آواز بہت بلند تھی آپ نے اُن سے فرمایا کہ اصحابِ شجرہ جنہوں نے درخت تلے آپ سے بیعت کی تھی کو آوازیں دیں کہ وہ میری طرف آئیں، چنانچہ لبیک لبیک کہتے ہوئے چند لوگ آپ کی طرف آئے آپ نے انہیں حکم دیا کہ حملہ کر دو اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرنے کے بعد مشتِ خاک ہاتھ میں لی اور اللہ سے مدد مانگی اور فرمایا اے اللہ میرے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا کر پھر آپ نے دشمن کی طرف وہ مٹی پھینکی تو اُن میں سے ہر ایک کی آنکھ اور منہ مٹی سے بھر گئے اور وہ شکست خوردہ بھاگ گئے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کر کے کچھ کو قید کر لیا اور کچھ قتل کر دیئے پھر تمام قیدی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر کئے گئے۔ مسند امام احمد میں یعلیٰ بن عطاء کی حدیث میں ہے انہوں نے بیان کیا کہ مجھے قبیلہ ہوازن کے لوگوں نے خبر دی کہ ہمارے آباؤ اجداد نے کہا غزوۂ حنین میں ہماری آنکھیں اور منہ مٹی سے بھر گئے اور ہم نے زمین و آسمان کے درمیان زنجیروں کی سی آوازیں سُنیں جیسے لوہے کو طبق پر پھیرا جائے تو آواز نکلتی ہے۔ محمد بن اسحاق نے اپنے اسناد کے ساتھ جُبَیر بن مُطعِم سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا میں غزوۂ حنین میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جبکہ لوگ لڑائی میں مشغول تھے۔ اچانک میں نے چھوٹی چھوٹی سیاہ چیزیں آسمانوں سے گرتی دیکھیں میرے دیکھتے دیکھتے ساری وادی اُن سے بھر گئی اور آن کی آن میں دشمن شکست خوردہ بھاگ نکلے یقیناً وہ فرشتے تھے جن کی تعداد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق آٹھ ہزار بھی کہا گیا ہے کہ سولہ ہزار تھی اور انہوں نے سرخ عمامے سروں پر باندھے ہوئے تھے۔ چونکہ اُن کے ہمراہ ان کی اولاد، عورتیں اور جانور بھی تھے اس لئے ان میں سے چھ ہزار کو قید کر لیا گیا اور چوبیس ہزار اونٹ، چالیس ہزار بکریاں اور سولہ لاکھ درہم مالِ غنیمت پر قبضہ کیا۔ یہی کافروں کی سزا ہے کہ ان کو قتل کیا جائے اور زندوں کو قید کر لیا جائے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو توبہ کی توفیق دی اور جو بچے تھے وہ سب مسلمان ہو کر بیس روز بعد سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جبکہ آپ مکہ کے قریب جعرانہ میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے اپنی اولاد اور مال واپس لینے چاہے تو آپ نے فرمایا قیدی واپس لے سکتے ہو یا اپنے مال لے سکتے ہو دونوں میں سے جو چاہو اختیار کر لو اُنھوں نے قیدیوں کو اختیار کر لیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے مال حضرات صحابہ کرام میں تقسیم کر دیئے اور مکہ مکرمہ کے نومسلم لوگوں کو زائد مال دیئے تاکہ ان کے دل اسلام میں مضبوط ہو جائیں چنانچہ ہر ایک کو سو سو اونٹ دیئے ان میں سے مالک بن عوف بن سعد کو بھی ایک سو اونٹ دیا۔ وہ حنین کی جنگ میں کافر تھا اور شکست کے بعد طائف چلا گیا تھا جناب رسول اللہ

۴۰۲۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ نُمَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ هٰرُوْنَ قَالَ اَخْبَرَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ رَاَیْتُ بِیَدِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی ضَرْبَةً قَالَ ضُرِبْتُهَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ حُنَیْنٍ قُلْتُ شَهِدْتَ حُنَیْنًا قَالَ قَبْلَ ذٰلِكَ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ اسلام قبول کرے تو میں اس کے اہل و اولاد اور اس کا سارا مال واپس کردوں گا جب مالک بن عوف کو یہ خبر پہنچی تو وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ جعرانہ سے باہر جا چکے تھے اور اسلام قبول کر لیا آپ نے اس کو سو اونٹ دیئے جیسے مؤلفۃ القلوب کو سو سو اونٹ دیئے تھے وہ پکا مسلمان ثابت ہوا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مداح اور ثناخواں بن گیا وہ اپنے اشعار میں کہا کرتا تھا۔ میں نے ساری مخلوق میں "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل کوئی شخص نہیں دیکھا (عینی باختصار)

۴۰۲۰ — ترجمہ: یزید بن ہارون نے بیان کیا کہ ہمیں اسماعیل نے خبر دی کہ میں نے ابن ابی اوفیٰ کے ہاتھ پر تلوار کا زخم دیکھا انھوں نے کہا غزوہ حنین میں مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ زخم ہوا تھا۔ میں نے کہا کہ تم غزوہ حنین میں موجود تھے کہا میں اس سے پہلے غزوات میں بھی حاضر ہوتا رہا ہوں۔

۴۰۲۰ — شرح: یعنی میں اس سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں بھی حاضر تھا۔ انھوں نے شجرہ (کیکر کا درخت) کے نیچے بیعت کی تھی وہ چھیاسی ہجری کو کوفہ میں سب سے آخر میں فوت ہونے والے صحابی ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ کو پایا تھا اور ان کو دیکھا تھا۔ صحیح تر بات یہ ہے کہ آپ کی ولادت اسی ہجری میں ہوئی لہٰذا عبداللہ بن اوفیٰ کی وفات کے وقت حضرت امام ابوحنیفہ کی عمر چھ برس تھی۔ ایک قول کے مطابق امام صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولادت ستر ہجری میں ہوئی لہٰذا اس وقت آپ کی عمر سولہ برس ہوتی ہے۔ اور یہ ناممکن ہے کہ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ کوفہ میں ہوں اور سولہ سال کی عمر ہوتے ہوئے امام ابوحنیفہ ان کو نہ دیکھیں (عینی)

۴۰۲۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ وَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عُمَارَةَ أَتَوَلَّيْتَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ أَمَّا أَنَا فَأَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَمْ يُوَلِّ وَلٰكِنْ عَجِلَ سَرَعَانُ الْقَوْمِ فَرَشَقَتْهُمْ هَوَازِنُ وَأَبُو سُفْيٰنَ بْنُ الْحَارِثِ آخِذٌ بِرَأْسِ بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ يَقُولُ: أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ ⁕ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ ۴۰۲۲ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قِيلَ لِلْبَرَاءِ وَأَنَا أَسْمَعُ أَوَلَّيْتُمْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ أَمَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا كَانُوا رُمَاةً فَقَالَ: أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ ⁕ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

۴۰۲۱ — ترجمہ : ابو اسحاق نے کہا میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا جبکہ اس کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا اے ابا عمارہ کیا تم حنین کے دن بھاگ گئے تھے۔ اُنھوں نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حال پر گواہی دیتا ہوں کہ آپ نہیں بھاگے تھے۔ لیکن قوم میں سے جلد باز لوگوں نے جلدی کی تو ان کو ہوازن نے ان پر تیر اندازی شروع کی۔ ابو سفیان بن حارث آپ کے سفید خچر کا سر پکڑے ہوئے تھے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے،، میں نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں ،، میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں ،،

۴۰۲۲ — ترجمہ : ابو اسحاق سے روایت ہے کہ براء بن عازب سے کہا گیا اور میں سن رہا تھا۔ کیا تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین کے دن بھاگ گئے تھے۔ اُنھوں نے کہا بہر حال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بھاگے تھے۔ قبیلہ ہوازن کے لوگ سخت تیر انداز تھے اور آپ یہ فرما رہے تھے ،، میں اللہ کا نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں۔ میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔

۴۰۲۳ — حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ سَمِعَ الْبَرَاءَ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ مِنْ قَيْسٍ أَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَقَالَ لٰكِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَفِرَّ كَانَتْ هَوَازِنُ رُمَاةً وَإِنَّا لَمَّا حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ انْكَشَفُوا فَأَكْبَبْنَا عَلَى الْغَنَائِمِ فَاسْتُقْبِلْنَا بِالسِّهَامِ وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَإِنَّ أَبَا سُفْيَانَ آخِذٌ بِزِمَامِهَا وَهُوَ يَقُولُ أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ ❊ قَالَ إِسْرَائِيلُ وَزُهَيْرٌ نَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَغْلَتِهِ —

۴۰۲۳ — ترجمہ : شعبہ نے ابواسحاق سے بیان کیا کہ اُنھوں نے براء بن عازب سے سُنا۔ اس حال میں کہ قبیلہ قیس کے ایک شخص نے اُن سے پُوچھا کیا تم جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر حنین کے دن بھاگ گئے تھے؟ براء بن عازب نے کہا، لیکن رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بھاگے تھے۔ دراصل ہوازن کے لوگ سخت تیر انداز تھے۔ جب ہم نے اُن پر حملہ کیا تو وہ بھاگ گئے اور ہم غنیمت کے مال جمع کرنے لگے تو ہمیں سامنے سے تیر مارے گئے اور میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید خچر پر دیکھا جبکہ ابوسفیان بن حارث اس کی لگام پکڑے ہُوئے تھے۔ اور آپ فرما رہے تھے۔ اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ (میں اللہ کا نبی ہوں اس میں کذب نہیں) اسرائیل اور زہیر نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر سے اُتر آئے۔

۴۰۲۱ تا ۴۰۲۳ — شرح : مسلم کی روایت میں ہے کہ جب مسلمان پشت پھیر کر بھاگ گئے تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خچر کفار کی طرف دوڑایا۔ حضرت عباس نے کہا میں نے اس کی لگام زور سے پکڑی تھی تاکہ تیزی سے دشمن کی صفوں میں نہ گھسنے پائے لیکن یہ روایت اس حدیث کے منافی نہیں، کیونکہ ابوسفیان اور عباس باری باری لگام پکڑتے تھے یا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی طرف جانے کا عزم کیا تھا اس وقت دونوں نے لگام پکڑی ہُوئی تھی۔ اور حضور فرماتے تھے میں اللہ کا رسُول ہوں اُس نے میری مدد کرنے کا وعدہ کیا ہُوا ہے۔ حدیث ۴۰۲۳ کا مفہوم یہ ہے کہ سائل نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے جمع کے صیغہ سے

۴۰۲۴ــــ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي لَيْثٌ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ح وَ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ شِهَابٍ وَزَعَمَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ مَرْوَانَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ حِينَ جَاءَهُ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِينَ فَسَأَلُوهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعِي مَنْ تَرَوْنَ وَأَحَبُّ الْحَدِيثِ إِلَيَّ أَصْدَقُهُ فَاخْتَارُوا إِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ إِمَّا السَّبْيَ وَإِمَّا الْمَالَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَأْنَيْتُ بِكُمْ وَكَانَ أَنْظَرَهُمْ

پوچھا اس سے یہ وہم ہوتا تھا کہ بھاگنے والوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل تھے۔ اس لئے حضرت براء نے تصریح کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بھاگے تھے۔ قاضی عیاض نے شفا شریف میں ابن مرابط مالکی سے روایت کی کہ منقول ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھاگ گئے تھے اس پر توبہ کرنا واجب ہے اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کو قتل کر دینا چاہیئے کیونکہ یہ بات کرنا دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی بکنا ہے اور احناف کا مختار مذہب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی بکنے والے کو قتل کر دینا چاہیئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ میں پیٹھ پھیر کر نہیں بھاگے۔ اس پر اہل علم کا اتفاق ہے اور علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق انہزام کا اعتقاد کرنا جائز نہیں۔
مسلم نے سلمہ بن اکوع سے روایت کی کہ جب کافروں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا گھیراؤ کر لیا تو آپ خچر سے اُترے اور مٹی کی مٹھی لے کر ان کی طرف پھینکی تو وہ سارے شکست خوردہ بھاگ گئے۔
(حدیث ۲۶۶۸ کی شرح دیکھیں)

۴۰۲۴ــــ ترجمہ : محمد بن شہاب نے کہا عروہ بن زبیر نے کہا مروان بن حکم اور مسور ابن مخرمہ نے انہیں خبر دی کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قبیلہ ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر آیا اور آپ سے سوال عرض کیا کہ اُن کے مال اور قیدی ان کو واپس کر دیئے جائیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا میرے پاس صحابہ ہیں جنہیں تم دیکھ

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِضْعَ عَشْرَۃَ لَیْلَۃً حِیْنَ قَفَلَ مِنَ الطَّائِفِ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَہُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَیْرُ رَادٍّ اِلَیْہِمْ اِلَّا اِحْدَی الطَّائِفَتَیْنِ قَالُوْا فَاِنَّا نَخْتَارُ سَبْیَنَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمُسْلِمِیْنَ فَاَثْنٰی عَلَی اللّٰہِ بِمَا ہُوَ اَہْلُہٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اِخْوَانَکُمْ قَدْ جَاءُ نَا تَائِبِیْنَ وَاِنِّیْ قَدْ رَاَیْتُ اَنْ اَرُدَّ اِلَیْہِمْ سَبْیَہُمْ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْکُمْ اَنْ یُّطَیِّبَ ذٰلِکَ فَلْیَفْعَلْ وَمَنْ اَحَبَّ مِنْکُمْ اَنْ یَّکُوْنَ عَلٰی حَظِّہٖ حَتّٰی نُعْطِیَہٗ اِیَّاہُ مِنْ اَوَّلِ مَا یُفِیْءُ اللّٰہُ عَلَیْنَا فَلْیَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَیَّبْنَا ذٰلِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّا لَا نَدْرِیْ مَنْ اَذِنَ مِنْکُمْ فِیْ ذٰلِکَ مِمَّنْ لَّمْ یَاْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰی یَرْفَعَ اِلَیْنَا عُرَفَاؤُکُمْ اَمْرَکُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَکَلَّمَہُمْ عُرَفَاؤُہُمْ ثُمَّ رَجَعُوْا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرُوْہُ اَنَّہُمْ قَدْ طَیَّبُوْا وَاَذِنُوْا ہٰذَا الَّذِیْ بَلَغَنِیْ عَنْ سَبْیِ ہَوَازِنَ

دیکھ رہے ہو۔ اور مجھے یہی بات پسند ہے تم دو میں سے ایک شئ اختیار کر لو یا تو قیدی لے لو یا مال واپس لے جاؤ۔ میں نے تمہارا انتظار کیا (اور مال تقسیم نہ کیا) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب طائف سے واپس آئے تھے تو ان کا دس دن سے زائد دن انتظار کیا تھا۔ جب ان کو یہ بات واضح ہو گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو صرف ایک شئ واپس کریں گے تو انھوں نے کہا ہم اپنے قیدی اختیار کرتے ہیں پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کو خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی جس کے وہ لائق ہے پھر فرمایا اما بعد! تمہارے بھائی تائب ہو کر ہمارے پاس آئے ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ میں ان کے قیدی انہیں واپس کر دوں لہٰذا تم میں سے جو کوئی خوشی سے یہ کرے تو وہ ضرور قیدی واپس کرے اور تم میں سے جو کوئی پسند کرے کہ وہ اپنے حصہ پر قائم رہے۔ حتیٰ کہ ہم اس کو پہلی فئی کے مال سے عطا کریں تو وہ بھی کرے

۴۰۲۵ — حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عُمَرَ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا قَفَلْنَا مِنْ حُنَيْنٍ سَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَذْرٍ كَانَ نَذَرَهُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اعْتِكَافٍ فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَفَائِهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَرَوَاهُ جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ وَحَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(قیدی واپس کردے) سب لوگوں نے کہا یارسول اللہ! ہم نے بخوشی قیدی آزاد کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم نہیں جانتے کہ تم میں سے کس نے اس کی اجازت دی ہے اور کس نے اجازت نہیں دی تم سب اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ حتی کہ تمہارے سردار تمہاری رائے ہم تک پہنچائیں۔ پس سب لوگ چلے گئے اور ان کے نمبرداروں نے ان سے بات چیت کی پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور لوگوں کی رائے آپ سے عرض کی کہ وہ خوش ہیں اور انہوں نے (قیدی آزاد کرنے کی) اجازت دے دی ہے۔ یہ واقعہ ہے جو مجھے قبیلہ ہوازن کے قیدیوں کے متعلق پہنچا ہے۔

۴۰۲۴ — شرح : قولہ وزعم عروۃ کا عطف حدیبیہ میں مذکور واقعہ پر ہے مَنْ تَرَوْنَ کا معنی ہے۔ میرے پاس صحابہ ہیں جنہیں تم دیکھ رہے ہو ایک روایت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہارا انتظار کیا اور قیدیوں کی تقسیم میں تاخیر کی تاکہ تم پہنچ جاؤ، لیکن تم نے تاخیر کر دی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہوازن کے قیدی تقسیم کئے بغیر طائف کی طرف چلے گئے تھے اور ان کا محاصرہ کیا پھر وہاں سے جعرانہ تشریف لے آئے اور وہاں ہوازن کا مال غنیمت تقسیم کیا۔ اس کے بعد ہوازن کا وفد مسلمان ہو کر آیا تھا۔ عرفاء عریف کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے کسی قوم کا سربراہ"۔ (حدیث ۲۱۶۰ کی شرح دیکھیں)

۴۰۲۵ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا جب ہم غزوہ حنین سے واپس آئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نذر کے متعلق سوال عرض کیا جو انہوں نے زمانہ جاہلیت میں اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۴۰۲۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى ابْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ ابْنِ كَثِيرِ بْنِ اَفْلَحَ عَنْ اَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى اَبِي قَتَادَةَ عَنْ اَبِي قَتَادَةَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْتَقَيْنَا كَانَتْ لِلْمُسْلِمِيْنَ جَوْلَةٌ فَرَأَيْتُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَدْ عَلَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَضَرَبْتُهُ مِنْ وَرَآئِهِ عَلَى حَبْلِ عَاتِقِهِ بِالسَّيْفِ فَقَطَعْتُ الدِّرْعَ وَاَقْبَلَ عَلَيَّ فَضَمَّنِي ضَمَّةً وَجَدْتُ مِنْهَا رِيْحَ الْمَوْتِ ثُمَّ اَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَاَرْسَلَنِي فَلَحِقْتُ عُمَرَ فَقُلْتُ مَا بَالُ النَّاسِ قَالَ اَمْرُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ رَجَعُوْا وَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ قَتَلَ قَتِيْلًا لَهُ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُلْتُ

نے نذر پوری کرنے کا حکم دیا۔ بعض نے کہا کہ حماد نے ایوب سے اُنھوں نے نافع سے اُنھوں نے ابن عمر سے روائت کی اور جریر بن حازم اور حماد بن سلمہ نے ایوب، نافع اور ابن عمر کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی (حدیث ۱۹۰۶ کی شرح دیکھیں)۔

قولہ وقال بعضهم الخ بعض سے مراد احمد بن عبدہ ضبیؒ ہیں۔ اور حمّاد زید کے بیٹے ہیں۔ کیونکہ اس کے بعد حماد بن سلمہ کی روائت اس کے سیاق کے خلاف ہے۔ اسماعیل نے اس کو موصول ذکر کیا ہے۔ اُنھوں نے قاسم بن زکریا، احمد بن عبدہ، حماد بن زید، ایوب، نافع انہوں نے عبداللہ بن عمر سے روائت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جاہلیت میں ایک دن اعتکاف کی نذر مانی تھی۔ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ نذر پوری کریں۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمر فاروق کو فرمانا کہ وہ نذر پوری کریں بطور استحباب ہے کیونکہ جاہلیت میں حضرت عمر فاروق مسلمان نہ تھے اور کافر کی نیت کا اعتبار نہیں اس لئے ان پر جاہلیت کے زمانہ میں مانی ہوئی نذر کو پورا کرنا واجب نہ تھا۔

اس حدیث کو جریر بن حازم اور حماد بن سلمہ نے ایوب، نافع، ابن عمر کے ذریعے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق کو نذر پوری کرنے کا حکم دیا۔ مسلم نے یہ روائت موصول ذکر کی انہوں نے بروائت ابن وہب، جریر بن حازم ذکر کیا کہ نافع نے اُن سے بیان کیا کہ انہیں عبداللہ بن عمر نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس جعرانہ میں آئے تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نذر کے بارے میں

۴۰۲۶ — ترجمہ: ابوقتادہ کے آزاد کردہ غلام ابو محمد نے ابوقتادہ سے روائت کی کہ انہوں نے کہا ہم

مَنْ يَشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ فَقُمْتُ
مَنْ يَشْهَدُ لِي ثُمَّ جَلَسْتُ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ ثُمَّ قُمْتُ فَقَالَ
مَالَكَ يَا أَبَا قَتَادَةَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ رَجُلٌ صَدَقَ وَسَلَبُهُ عِنْدِي فَأَرْضِهِ مِنِّي
فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لَاهَا اللّٰهِ إِذًا لَا يَعْمِدُ إِلَى أَسَدٍ مِنْ أُسُدِ اللّٰهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللّٰهِ وَ
رَسُولِهِ فَيُعْطِيكَ سَلَبَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ فَأَعْطِهِ
فَأَعْطَانِيهِ فَابْتَعْتُ بِهِ مَخْرَفًا فِي بَنِي سَلِمَةَ فَإِنَّهُ لَأَوَّلُ مَالٍ تَأَثَّلْتُهُ فِي الْإِسْلَامِ
وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرِ بْنِ أَفْلَحَ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ

غزوۂ حُنَین کے سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے جب ہمارا مقابلہ ہُوا تو میں نے مسلمانوں میں تفرق و انتشا
دیکھا میں نے ایک مشرک کو دیکھا کہ وہ ایک مسلمان پر غلبہ کئے ہُوئے ہے تو میں نے اس کے پیچھے ہو کر اس کے
کندھے پر تلوار ماری اور اس کی زرہ کاٹ دی وہ میری طرف پلٹ آیا اور مجھے اتنے زور سے دبایا کہ
اس کے دباؤ سے میں نے موت کی سختی پائی پھر اس کو موت نے پالیا (وہ مرگیا) اور مجھے چھوڑ دیا میں
میں عمر فاروق سے ملا اور کہا لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ منتشر ہو رہے ہیں انہوں نے کہا جو اللہ تعالیٰ کا حکم
ہے (اللہ نے ایسا ہی چاہا ہے) پھر لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے جبکہ آپ بیٹھے ہُوئے تھے
تو آپ نے فرمایا جس نے کسی کو قتل کیا ہے اور اس کے پاس گواہ ہے تو اس کو مقتول کا سامان ملے گا۔ میں
نے کہا میرے لئے کون گواہی دے گا پھر میں بیٹھ گیا۔ ابو قتادہ نے کہا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح
فرمایا تو میں کھڑا ہو گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابا قتادہ تیرا حال کیسا ہے؟ میں نے آپ کو
بتایا تو ایک شخص نے کہا (یا رسول اللہ) ابو قتادہ نے سچ کہا ہے اس کے مقتول کا سامان میرے پاس ہے۔
آپ اس کو میری طرف سے خوش کر دیں (اور سامان میرے پاس رہے) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا
بخدا! ایسا نہیں ہوگا۔ اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے شیروں میں سے شیر کا قصد
نہیں کریں گے جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے قتال کرے کہ اس کے مقتول کا سامان تجھے دے دیں
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر نے سچ کہا ہے۔ اس کا سامان اسے دے دو تو اس شخص نے وہ سامان
مجھے دے دیا میں نے اس سے بنی سلمہ میں باغ خرید کیا اور وہ پہلا مال ہے جو میں نے اسلام میں جمع کیا۔

مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمَ حُنَيْنٍ نَظَرْتُ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ يُقَاتِلُ رَجُلًا مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَآخَرُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ يَخْتِلُهُ مِنْ وَرَائِهِ لِيَقْتُلَهُ فَأَسْرَعْتُ إِلَى الَّذِي يَخْتِلُهُ فَرَفَعَ يَدَهُ لِيَضْرِبَنِي وَأَضْرِبُ يَدَهُ فَقَطَعْتُهَا ثُمَّ أَخَذَنِي فَضَمَّنِي ضَمًّا شَدِيدًا حَتَّى تَخَوَّفْتُ ثُمَّ تَرَكَ فَتَحَلَّلَ وَدَفَعْتُهُ ثُمَّ قَتَلْتُهُ وَانْهَزَمَ الْمُسْلِمُونَ وَانْهَزَمْتُ مَعَهُمْ فَإِذَا بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي النَّاسِ فَقُلْتُ لَهُ مَا شَأْنُ النَّاسِ قَالَ أَمْرُ اللَّهِ ثُمَّ تَرَاجَعَ النَّاسُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَقَامَ بَيِّنَةً عَلَى قَتِيلٍ قَتَلَهُ فَلَهُ سَلَبُهُ فَقُمْتُ لِأَلْتَمِسَ بَيِّنَةً عَلَى قَتِيلِي فَلَمْ أَرَ أَحَدًا يَشْهَدُ لِي فَجَلَسْتُ ثُمَّ بَدَا لِي فَذَكَرْتُ أَمْرَهُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ سِلَاحُ هَذَا الْقَتِيلِ

لیث نے کہا مجھے یحییٰ بن سعید نے عمر بن کثیر بن افلح کے ذریعہ ابوقتادہ کے مولیٰ ابومحمد سے خبر دی کہ ابوقتادہ نے کہا جب حنین کی جنگ ہو رہی تھی میں نے ایک مسلمان کو دیکھا جو ایک مشرک سے لڑ رہا تھا اور دوسرا مشرک اس کے پیچھے سے تاک لگا رہا تھا تاکہ وہ مسلمان کو قتل کر دے میں جلدی سے تاک لگانے والے کی طرف گیا تو مجھے مارنے کے لئے اپنا ہاتھ اُٹھایا۔ میں نے اس کا ہاتھ تلوار سے کاٹ دیا پھر اُس نے مجھے اتنے زور سے سخت دبایا کہ میں نے موت کا خطرہ محسوس کیا پھر اُس نے مجھے چھوڑ دیا اور سُست پڑ گیا میں نے اس کو دُور ہٹا کر قتل کر دیا۔ اس اثناء میں مسلمانوں میں اضطراب ہونے لگا اور میں بھی اُن کے ساتھ مضطرب ہو گیا۔ میں نے اچانک عمر فاروق کو لوگوں میں دیکھا تو اُن سے کہا لوگوں کا حال کیسا ہے؟ اُنھوں نے کہا جو اللہ کا امر ہے پھر لوگ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے تو آپ نے فرمایا جو کوئی اپنے مقتول پر گواہ پیش کرے کہ اس نے قتل کیا ہو تو اس کے لئے اس کا سامان ہے۔ میں کھڑا ہو گیا تاکہ اپنے مقتول پر گواہ تلاش کروں تو میں نے کسی کو نہ دیکھا جو میرے لئے گواہی دے۔ میں بیٹھ گیا پھر مجھے خیال آیا تو میں نے یہ واقعہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ کے پاس بیٹھنے والوں میں سے ایک شخص نے کہا جس مقتول کو اس نے

الَّذِیْ یَذْکُرُ عِنْدِیْ فَاَرْضِہٖ مِنْہُ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ کَلَّا لَا یُعْطِہٖ اُصَیْبِغَ مِنْ قُرَیْشٍ وَ تَدَعُ اَسَدًا مِنْ اُسْدِ اللّٰہِ یُقَاتِلُ عَنِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ قَالَ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَدَّاہُ اِلَیَّ فَاشْتَرَیْتُ مِنْہُ خِرَافًا فَکَانَ اَوَّلَ مَالٍ تَاَثَّلْتُہٗ فِی الْاِسْلَامِ

ذکر کیا ہے۔ اس کا سامان میرے پاس ہے (یا رسول اللہ) آپ اس کو میری طرف سے راضی کر دیں (یہ سن کر) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا ایسا نہیں ہوگا (یا رسول اللہ) آپ اس کو سامان نہ دیں۔ آپ کمزور جانور کی بغاوت کریں گے اور اللہ کے شیروں سے شیر کو چھوڑ دیں گے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور وہ سامان مجھے دے دیا میں نے اس سے باغ خریدا یہ پہلا مال ہے جو میں نے اسلام میں جمع کیا۔

۴۰۲۶

شرح : قولہ جَوْلَۃٌ "، یعنی لوگوں میں تقدم و تاخر تھا یہ انتشار و اضطراب ہے حدیث کی عبارت کا عجیب سیاق ہے یعنی ہزیمت نہیں کہا اور اس کی جگہ لفظ جَوْلَۃٌ ذکر کیا۔ یہ انتشار بعض مسلمانوں میں تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جولۃ نہ تھا اور نہ ہی آپ کے قرب و جوار کے ساتھیوں میں جَوْلہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قبیلہ ہوازن کے لوگوں کو شکست دی اور وہ بھاگ نکلے اس روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا جو کسی کافر کو قتل کرے وہ اس کا سامان لے لے۔ ابوطلحہ نے اس روز بیس مشرک قتل کئے تھے اور ان کے سامان پر قبضہ کیا تھا۔

قولہ فَلَحِقْتُ عُمَرَ الخ یہاں کچھ عبارت محذوف ہے وہ یہ کہ بعض مسلمان بھاگ گئے اور میں بھی ان کے ساتھ بھاگ گیا اور عمر فاروق سے ملا تو اُن سے کہا لوگوں کا حال کیسا ہے تو انہوں نے کہا جیسا اللہ کا حکم اور اس کی تقدیر ہے اور جو کچھ اُس نے چاہا ہے قولہ لَاھَا اللّٰہ آہ اس لفظ کی ترکیب میں علماء کے مختلف اقوال ہیں علامہ کرمانی نے جوہری سے نقل کیا کہ کلمہ "ھَا"، تنبیہ کے لئے ہے۔ اس کے ساتھ بھی قسم کھائی جاتی ہے چنانچہ کہا جاتا ہے "لَاھَا اللّٰہ مَا فَعَلْتُ یعنی لَا وَ اللّٰہِ مَا فَعَلْتُ "، ابن مالک نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حرف تنبیہ واو قسم کی جگہ استعمال ہو سکتا ہے، لیکن اس طرح صرف لفظ "اللہ"، کے ساتھ استعمال ہوتا ہے ہے۔ اور "لَاھَا الرحمٰن "، نہیں کہا جاتا ہے اور "لا و الرحمٰن "، کہا جاتا ہے۔ قولہ اِذًا "، ہمزہ مکسور اور ذال پر تنوین ہے۔ خطابی نے کہا ہم اسی طرح روایت کرتے ہیں اور عربوں کے کلام میں "لَاھَا اللّٰہ ذا"، ہمزہ کے بغیر ذکر کیا جاتا ہے۔ اس میں "ھا" "واو" کے قائم مقام ہے۔ معنی یہ ہے لا واللہ لا یکون ذا، اللہ کی قسم ایسا نہ ہوگا۔ قاضی عیاض نے مشارق میں قاضی اسماعیل سے ذکر کیا کہ مازنی نے کہا لوگوں کا یہ کہنا —

بَابُ غَزْوَةِ أَوْطَاسٍ

۴۰۲۷ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوْسٰى قَالَ لَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ

"لاھا اللہ اذا"، خطاء ہے درست یہ ہے۔ لاھا اللہ ذا"، ہے۔ یعنی یہ میری قسم ہے۔ ابوزید نے کہا عربوں کے کلام میں "لاھا اللہ اذا"، نہیں پایا جاتا۔ یہ "لاھا اللہ ذا"، ہے اور ذا کلام میں صلہ ہے۔ معنیٰ یہ ہے "لَا وَاللہِ ھٰذا مَا اُقسم بہ"، طیبی نے کہا "لاھا اللہ اذا"، روائت کیا جاتا ہے۔ بعض نحویوں نے اس کو محض کسی کی روائت پر محمول کیا ہے۔ کیونکہ عرب "ذا" کے بغیر "لاھا اللہ"، استعمال نہیں کرتے اگر "ذا"، کے بغیر اس کا استعمال تسلیم کرلیں تو یہ "اذا" کا مقام نہیں کیونکہ "اذا"، حرف جزاء ہے اور جزا کا مقتضیٰ یہ ہے کہ اس کو صرف اس قول "لا یَعمَدُ"، میں ہی ذکر کیا جائے۔ تاکہ طالب سلب کا جواب صحیح ہو (عینی)
ابوقتادہ نے یہ سامان حاطب بن ابی بلتعہ کے ہاتھ سات اوقیہ سے فروخت کیا تھا ایک اوقیہ کے چالیس درہم ہوتے ہیں (حصہ چہارم کے صـ۷۲۶ پر مزید تشریح مذکور ہے)

باب ـ غزوۂ اوطاس

قاضی عیاض نے کہا اوطاس ہوازن کے علاقہ میں ایک وادی ہے۔ حنین کی لڑائی وہاں لڑی گئی تھی۔ علامہ عینی نے کہا یہ وطیس سے ماخوذ ہے۔ وطیس پتھر کا سوراخ ہے جس کے ارد گرد آگ جلائی جاتی ہے۔ جب خوب گرم ہو جائے تو اس میں گوشت پکایا جاتا ہے۔ تنور کو بھی وطیس کہا جاتا ہے۔ ابن حجر نے ذکر کیا کہ وادی اوطاس اور وادی حنین علیحدہ علیحدہ دو وادیاں ہیں چنانچہ ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ وادی حنین میں ہوازن سے جنگ ہوئی اور ہوازن شکست خوردہ بھاگ نکلے ان میں سے ایک گروہ طائف کی طرف چلا گیا ایک نجیلہ کی طرف اور ایک اوطاس کی طرف بھاگ گیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اوطاس کی جانب جانے والوں کی طرف ابوعامر اشعری کو بھیجا تھا۔ پھر وہ اور بڑا لشکر طائف کی طرف گیا۔

۴۰۲۷ ـ ترجمہ: ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ حنین سے فارغ ہوئے تو ابوعامر کو ایک لشکر کا امیر مقرر کرکے اوطاس کی طرف بھیجا اس کا دُرید بن صمہ سے مقابلہ ہوا دُرید بن صمہ تو قتل ہوگیا اور اس کے ساتھیوں کو اللہ تعالیٰ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُنَيْنٍ بَعَثَ اَبَا عَامِرٍ عَلٰى جَيْشٍ اِلٰى اَوْطَاسٍ فَلَقِيَ دُرَيْدَ بْنَ الصِّمَّةِ فَقُتِلَ دُرَيْدٌ وَهَزَمَ اللّٰهُ اَصْحَابَهُ قَالَ اَبُوْ مُوْسٰى وَبَعَثَنِيْ مَعَ اَبِيْ عَامِرٍ فَرُمِيَ اَبُوْ عَامِرٍ فِيْ رُكْبَتِهٖ رَمَاهُ جُشَمِيٌّ بِسَهْمٍ فَاَثْبَتَهٗ فِيْ رُكْبَتِهٖ فَانْتَهَيْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ يَا عَمِّ مَنْ رَمَاكَ فَاَشَارَ اِلٰى اَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَ ذَاكَ قَاتِلِيَ الَّذِيْ رَمَانِيْ فَقَصَدْتُّ لَهٗ فَلَحِقْتُهٗ فَلَمَّا رَاٰنِيْ وَلّٰى فَاتَّبَعْتُهٗ وَجَعَلْتُ اَقُوْلُ لَهٗ اَلَا تَسْتَحْيِيْ اَلَا تَثْبُتُ فَكَفَّ فَاخْتَلَفْنَا ضَرْبَتَيْنِ بِالسَّيْفِ فَقَتَلْتُهٗ ثُمَّ قُلْتُ لِاَبِيْ عَامِرٍ قَتَلَ اللّٰهُ صَاحِبَكَ قَالَ فَانْزِعْ هٰذَا السَّهْمَ فَنَزَعْتُهٗ فَنَزَا مِنْهُ الْمَآءُ قَالَ يَا ابْنَ اَخِيْ اَقْرِئِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ وَقُلْ لَهُ اسْتَغْفِرْ لِيْ وَاسْتَخْلَفَنِيْ اَبُوْ عَامِرٍ عَلَى النَّاسِ فَمَكَثَ يَسِيْرًا ثُمَّ مَاتَ فَرَجَعْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِهٖ عَلٰى سَرِيْرٍ مُرْمَلٍ وَمَا عَلَيْهِ فِرَاشٌ قَدْ اَثَّرَ

نے شکست دی ابوموسیٰ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ابوعامر کے ساتھ بھیجا۔ ابوعامر کے گھٹنے میں تیر لگا۔ ان کو ایک جشمی نے تیر مارا وہ ان کے گھٹنے میں بیٹھ گیا میں ابوعامر کے پاس گیا اور کہا اے چچا تجھے کس نے تیر مارا ہے۔ اُس نے ابوموسیٰ کو اشارہ سے بتایا اور کہا میرا قاتل وہ ہے جس نے مجھے تیر لگا ہے میں نے اس کا قصد کیا اور اس کو جا ملا جب اُس نے مجھے دیکھا تو وہ بھاگا میں نے اس کا پیچھا کیا اور اسے یہ کہنا شروع کیا کیا تو شرم نہیں کرتا کیا تو ٹھہرتا نہیں ؟ وہ ٹھہر گیا اور ہم نے ایک دوسرے پر تلواروں سے حملے کئے تو میں نے اس کو قتل کر دیا پھر میں نے ابوعامر سے کہا اللہ تعالیٰ نے تمہارے قاتل کو ہلاک کر دیا ہے۔ ابوعامر نے کہا (گھٹنے سے) یہ تیر نکالو میں نے اس کو نکالا تو گھٹنے سے پانی بہنے لگا۔ ابوعامر نے کہا اے بھتیجے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہو اور آپ سے عرض کرو کہ میرے لئے استغفار فرمائیں اور ابوعامر نے مجھے اپنی جگہ لوگوں کا سپہ سالار مقرر کیا اور تھوڑی دیر ٹھہرے پھر فوت ہو گئے میں غزوہ سے واپس آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ اپنے گھر میں رسیوں سے بنی ہوئی چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اس پر بستر نہیں بچھا تھا ہلکا سا کپڑا بچھا ہوا تھا اور چارپائی کی رسیوں کے نشان آپ کی کمر اور پہلو شریف پر پڑ گئے تھے۔ میں نے آپ سے اپنا اور ابوعامر کا واقعہ ذکر کیا۔ (میں نے عرض کیا کہ)

رُمَالُ السَّرِيْرِ بِظَهْرِهٖ وَجَنْبَيْهِ فَاَخْبَرْتُهٗ بِخَبَرِنَا وَخَبَرِ اَبِيْ عَامِرٍ وَقَالَ قُلْ لَهٗ اِسْتَغْفِرْ لِيْ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ اَبِيْ عَامِرٍ وَرَاَيْتُ بَيَاضَ اِبْطَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَوْقَ كَثِيْرٍ مِّنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ فَقُلْتُ وَلِيْ فَاسْتَغْفِرْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهٗ وَاَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مُدْخَلًا كَرِيْمًا قَالَ اَبُوْ بُرْدَةَ اِحْدٰهُمَا لِاَبِيْ عَامِرٍ وَّالْاُخْرٰى لِاَبِيْ مُوْسٰى

ابوعامر نے مجھے کہا تھا کہ حضور سے عرض کرو کہ میرے لئے استغفار فرمائیں آپ نے پانی منگوایا اور وضوء کیا پھر دونوں ہاتھ اٹھا کر دُعاء فرمائی اور فرمایا: اے اللہ اپنے بندے ابوعامر کو بخش اور میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی پھر فرمایا اے اللہ! قیامت کے دن اس کو کثیر مخلوق پر فضیلت عطاء فرما میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے لئے بھی مغفرت کی دُعاء فرمائیں۔ آپ نے فرمایا اے اللہ! عبداللہ بن عبدالقیس کے گناہ بخش اور اس کو قیامت کے دن اچھی جگہ عطاء فرما۔ ابوبُردہ نے کہا اُن میں سے ایک دعاء ابوعامر کے لئے اور دوسری ابوموسیٰ کے لئے تھی "

۴۰۲۷ —— **شرح**: قولہ فَاَشَارَ اِلٰى اَبِيْ مُوْسٰى آہ " اس عبارت میں التفات ہے۔ دراصل عبارت یوں ہے۔ فَاَشَارَ اِلَيَّ " ابوعامر نے مجھے اشارہ سے بتایا۔ ابن اسحاق نے کہا ابوعامر کو تیر مارنے والے جُشمی کا نام سلمہ بن دُرید بن صمۃ تھا۔ جب ابوعامر شہید ہو گئے تو ابوموسیٰ نے جھنڈا پکڑ لیا اور مشرکوں سے جنگ کی تو اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی۔

فاتحہ خوانی میں ہاتھ اُٹھا کر دُعاء کرنا اور میت کو ثواب بھیجنا "

جب ابوعامر کے شہید ہو جانے کے بعد ابوموسیٰ اشعری نے اُن کا پیغام دُعاء جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچایا تو آپ نے وضوء کرنے کے بعد ہاتھ اُٹھا کر ابوعامر کے لئے دُعاء کی۔ ابن حجر عسقلانی

نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دعاء کے ارادہ کے وقت وضوء کرنا اور ہاتھ اُٹھا کر دعاء کرنا مستحب ہے۔ صحیح بخاری کی اس حدیث کی شرح خیر جاری میں ہے۔

فَلَمَّا أُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْضًا بِقَتْلِهٖ رَفَعَ يَدَيْهِ يَدْعُوْلَهٗ وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ دُعَائِهٖ كَمَا فِىْ بَعْضِ الطُّرُقِ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيْرٍ مِّنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ"

یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوعامر کے شہید ہو جانے کی خبر پہنچائی گئی تو آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ابوعامر کے لئے دعاء فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعاء میں فرمایا جیسا کہ حدیث کے بعض طرق میں ہے۔ اے اللہ! ابوعامر کو قیامت کے دن اپنی کثیر مخلوق پر فضیلت دے۔ مسلم شریف جلد ۲ کے صفحہ ص ۶۸ پر حدِ زناء میں ہے کہ ماعز رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے دستِ اقدس میں ہاتھ رکھ کر کہا یا رسول اللہ "صلی اللہ علیہ وسلم" مجھے پتھروں کے ساتھ قتل کر دیں (ماعز کے فوت ہونے کے بعد) حضرات صحابہ کرام دو یا تین دن افسوس کے لئے بیٹھے رہے۔ اس اثناء میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور سلام کہنے کے بعد اُن میں بیٹھ گئے اور فرمایا ماعز بن مالک کے لئے دُعاء کرو"۔ اس روایت سے اور صحیح کی حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرام فوت ہونے والے کے بعد اس کے لئے دعاء کرنے بیٹھتے تھے اور ہاتھ اُٹھا کر دُعاء کرتے تھے"۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کام ایک بار کریں وہ اُمت کے لئے مسنون ہوتا ہے۔ لہٰذا فاتحہ خوانی کے وقت ہاتھ اُٹھا کر دعاء کرنے کو بدعت کہنا بہت بڑی جسارت ہے۔ حالانکہ یہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے منقول ہے۔ ابن ماجہ میں "باب من لا یرفع یدیہ فی القنوت" میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تو اللہ تعالیٰ سے دُعاء کرے تو ہاتھ اُٹھا کر "ہتھیلیاں اپنے منہ کی طرف کر"، علاوہ ازیں ایصالِ ثواب میں تو اختلاف نہیں اگر فاتحہ اور تین بار سورۂ اخلاص پڑھ کر دُعاء کریں اور میت کو ثواب ایصال کریں تو اس میں شرعاً کچھ حرج نہیں۔ ابوداؤد کے ابواب الوصایا میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میت مسلمان ہو اور تم اس کی طرف سے غلام آزاد کرو یا خیرات کرو یا حج کرو اس کا ثواب اس کو پہنچ جاتا ہے۔ ترمذی شریف میں ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میری والدہ فوت ہو گئی ہے "اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کو نفع ہوگا فرمایا ہاں نفع ہوگا! اس نے کہا میرا ایک باغ ہے میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے وہ اپنی والدہ کی طرف سے صدقہ کیا"، (ترمذی ص۸۵ ج ۱) ابوداؤد میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے کہا تم میں سے کون ہے جو مسجد عشار میں میرے لئے دو رکعتیں یا چار رکعتیں پڑھے۔ پھر کہے یہ ابوہریرہ کے لئے ہے۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ نفلی عبادت کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ صحیح بخاری میں "باب الجرید علی القبر" کے باب میں ہے کہ بُریدہ اسلمی نے وفات سے پہلے وصیت کی کہ اس کی قبر پر دو تر شاخیں رکھ دی جائیں کیونکہ ہر شئی اللہ کی تسبیح کرتی ہے اور اللہ کے ذکر سے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَعَلَّهٗ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا اِلٰى اَنْ يَّيْبَسَا

بَابُ غَزْوَةِ الطَّائِفِ
فِي شَوَّالٍ سَنَةَ ثَمَانٍ قَالَهُ مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ

۴۰۲۸ — الْحُمَيْدِيُّ سَمِعَ سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ ابْنَةِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّهَا أُمِّ سَلَمَةَ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یقیناً خشک ہونے تک اِن دونوں الشاخوں سے عذاب میں تخفیف ہوگی،، اس حدیث سے علماء نے استدلال کیا کہ جب درخت کی تسبیح کرنے سے عذاب میں تخفیف ہوسکتی ہے تو قرآن کریم کی تلاوت کرنے سے بطریق اَولیٰ تخفیف ہوگی! واللہ ورسولہ اعلم!

غزوہ اوطاس قبیلہ ہوازن شکست کھانے کے بعد اُن میں سے بعض لوگ اوطاس میں جمع ہوگئے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ختم کرنے کا ارادہ کیا تو ان کی طرف ایک لشکر بھیجا اور ابوعامر کو اُن کا سپہ سالار مقرر کیا۔ ان کا دُرید بن صِمّہ جُشمی سے مقابلہ ہُوا۔ صِمّہ کا نام حارث ہے اور صِمّہ اس کا لقب ہے اور دُرَید مشہور شاعر ہے۔ اس مقابلہ میں دُرَید ہلاک ہوگیا محمد بن اسحاق نے کہا اس کو ربیعہ بن رُفیع نے قتل کیا تھا۔ بزار نے مسند انس میں حسن اسناد کے ساتھ روایت کی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دُرَید بن صِمّہ کے قاتل زُبیر بن عوام تھے۔ دُرید جب قتل ہُوا اس کی عُمر ایک سو بیس برس تھی کہا جاتا ہے ایک سو ساٹھ برس تھی،، (عینی)

باب — غزوہ طائف

غزوۂ طائف آٹھ ہجری کے شوال میں ہُوا اسی طرح موسٰی بن عقبہ نے مغازی میں ذکر کیا اور جمہور اہلِ سِیَر نے بھی یہی کہا ہے ،،

طائف مشہور شہر ہے جو مکہ مکرمہ سے مشرق کی طرف چند میل دُور ہے۔ اس کو طائف اس لئے کہتے ہیں کہ یہ طوفانِ نوح میں پانی پر تیر رہا تھا یا اس لئے اس کو طائف کہا جاتا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کو بیت اللہ کا طواف کرایا تھا یا اس لئے کہ یہ شام میں تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی دُعا سے اس کو حجاز کی طرف نقل کردیا یا اس لئے اس کو طائف کہا جاتا ہے کہ صدف کے ایک آدمی

وَعِندِی مُخَنَّثٌ فَسَمِعتُهُ یَقُولُ لِعَبدِاللّٰهِ بنِ اَبِی اُمَیَّةَ یَا عَبدَاللّٰهِ اَرَاَیتَ اِن فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیکُمُ الطَّائِفَ غَدًا فَعَلَیکَ بِابنَةِ غَیلَانَ فَاِنَّهَا تُقبِلُ بِاَربَعٍ وَتُدبِرُ بِثَمَانٍ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ لَا یَدخُلَنَّ هٰؤُلَاءِ عَلَیکُم قَالَ ابنُ عُیَینَةَ وَقَالَ ابنُ جُرَیجٍ المُخَنَّثُ هِیتٌ

نے حضرموت میں کسی کو قتل کر دیا اور وج کی طرف فرار ہوگیا اور مسعود بن معتب کا حلیف بن گیا اس کے پاس بہت مال تھا اُن سے کہا کہ اگر تمہاری خواہش ہو تو میں تمہارے لئے دیوار بنا دوں جو عربوں سے تمہاری حفاظت کرے گی۔ اُنھوں نے یہ بات تسلیم کرلی تو اُس نے دیوار بنائی جو ان کو گھیرے ہُوئے تھی (قسطلانی عینی)

۴۰۲۸ — ترجمہ : زینب بنت ابی سلمہ نے اپنی والدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا میرے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے حالانکہ میرے پاس ایک ہیجڑہ بیٹھا تھا میں نے سُنا کہ وہ عبداللہ بن ابی اُمیہ سے کہہ رہا ہے۔ اے عبداللہ! دیکھو اگر اللہ تعالیٰ کل کو تمہیں طائف میں فتح عطاء کرے تو غیلان کی بیٹی پکڑلو کیونکہ وہ آتی ہے تو اس کے آگے چار بل پڑتے ہیں اور پیٹھ پھیر کر جاتی ہے تو اس کے پیچھے آٹھ بل پڑتے ہیں (یہ سُن کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ لوگ تمہارے پاس نہ آنے پائیں،، ابن عُیینہ نے کہا اس ہیجڑے کا نام ہیت ہے۔

۴۰۲۸ — شرح : اس حدیث میں طائف کی فتح کا ذکر ہے۔ اس لئے اس کو مغازی میں ذکر کیا۔ مُخَنِّث کا نون مفتوح ومکسور پڑھا جاتا ہے۔ اس پر کسرہ پڑھنا زیادہ فصیح ہے جبکہ اسے مفتوح پڑھنا مشہور ہے۔ مُخنث وہ ہے جس کی پیدائش عورتوں سی ہو۔ خُنث کا معنی نرمی ہے اس کو مخنث اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس کے اعضاء میں لیونت ہوتی ہے اس کے کلام میں عورتوں کی طرح نرم آواز اور انکسار ہوتا ہے۔ بنت غیلان کا نام ،، بادیہ،، ہے۔ بادنہ بھی اس کا نام ذکر کیا جاتا ہے۔ ابونعیم نے کہا اس نے اسلام قبول کرنے کے بعد جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استحاضہ کے متعلق سوال عرض کیا تھا۔ اس کا والد غیلان بن سلمہ بن معتب ثقفی ہے وہ طائف فتح ہونے کے بعد مسلمان ہُوا تھا اور ہجرت نہ کی تھی یہ اُن لوگوں میں سے ہے۔ جنہوں نے کہا تھا کہ قرآن کریم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے کسی عظیم شخص پر نازل کیوں نہیں ہُوا۔ یہ سفید رنگ دراز قد اور بھارے جسم والا خوبصورت تھا۔ جب وہ کسریٰ کے پاس وفد لے کر گیا اور اس سے وفورِ عقل سے گفتگو کی تو کسریٰ نے پوچھا تمہاری غذا کیا ہے؟ اُس نے کہا وہ گندم کھاتا ہے کسریٰ نے کہا گندم کھانے کے باعث تم اتنے عقلمند ہو دودھ پینے اور کھجور کھانے والے میں اتنی عقل نہیں ہوتی۔ اُم غیلان

۴۰۲۹ — حَدَّثَنَا مَحْمُوْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا وَزَادَ وَهُوَ مُحَاصِرُ الطَّائِفِ يَوْمَئِذٍ

۴۰۳۰ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِي الْعَبَّاسِ الشَّاعِرِ الْاَعْمٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا حَاصَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّائِفَ فَلَمْ يَنَلْ مِنْهُمْ شَيْئًا قَالَ اِنَّا قَافِلُوْنَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَثَقُلَ عَلَيْهِمْ وَقَالُوْا نَذْهَبُ وَلَا نَفْتَحُهُ وَقَالَ مَرَّةً نَقْفُلُ فَقَالَ اغْدُوْا

کا نام سُبَیْعَہ بنت عبدالشمس ہے وہ اچھا شاعر تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے آواخر میں فوت ہُوا تھا۔ مُخنث نے عبداللہ بن ابی اُمیہ سے کہا جب بنت غیلان آتی ہے تو اس کے پیٹ پر چار بل پڑتے ہیں۔ جب جاتی ہے تو اس کے دونوں پہلوؤں پر چار چار بل پڑتے ہیں یعنی بہت فربہ ہے۔ علامہ خطابی نے کہا ہیجڑوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کی بیویوں کے پاس آنے جانے کی اجازت تھی کیونکہ ان میں مردوں جیسی خواہش نہیں ہوتی ان کے عورتوں کے پاس آنے جانے میں حرج نہیں، لیکن جب اُس نے عبداللہ بن اُمیہ سے یہ کلام کیا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سُن رہے تھے۔ اس لئے آپ نے فرمایا۔ اے اللہ کے دشمن تو نے اس کو بغور دیکھا ہے پھر اس کو مدینہ منورہ سے جلاوطن کرکے حمیٰ کی طرف بھیج دیا جب طائف فتح ہُوا تو عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ام غیلان سے نکاح کیا اور اس کے بطن سے نزیہہ پیدا ہوئے۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلّم وفات فرما گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو واپس لانے سے انکار کر دیا۔ جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہُوئے تو اُن سے کہا گیا یہ شخص ضعیف اور محتاج ہو چکا ہے۔ اس کو اجازت دیں کہ جمعہ کے روز مدینہ منورہ میں آجایا کرے اور لوگوں سے مانگ کر اپنی جگہ چلا جایا کرے تو ان کو اس قدر اجازت دے دی۔ کتاب النکاح میں بھی اس کا ذکر ہے۔

اسماء رجال

ع۱ حمیدی : عبداللہ بن زبیر اپنے کسی دادے کی طرف منسوب ہیں۔
ع۲ سفیان بن عُیَیْنَہ ع۳ ہشام بن عروہ حصہ اول کے اوائل میں مذکور ہیں ع۴ زینب بنت ابی سلمہ عبداللہ بن عبدالاسد مخزومیہ ہیں اُن کا نام بَرّہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کا نام زینب رکھا تھا ان کی والدہ ام سلمہ کا نام ہند بنت ابی امیہ ہے وہ اور ام المؤمنین ہیں رضی اللہ عنہما

۴۰۲۹ ترجمہ : محمود نے بیان کیا کہ ہم سے ابو اسامہ نے ہشام سے یہ روایت کی اور یہ زیادہ

عَلَى الْقِتَالِ فَغَدَوْا فَأَصَابَهُمْ جِرَاحٌ فَقَالَ إِنَّا قَافِلُونَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ فَأَعْجَبَهُمْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ سُفْيٰنُ مَرَّةً فَتَبَسَّمَ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ الْخَبَرَ كُلَّهُ۔

ذکر کیا کہ اس روز آپ طائف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے،،

۴۰۳۰ ترجمہ: عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا اور اُن سے کچھ نہ پایا تو فرمایا ہم انشاء اللہ کل واپس چلے جائیں گے صحابہ کرام پر یہ گراں بار ہوا اُنھوں نے کہا کیا ہم طائف کو فتح کئے بغیر واپس چلے جائیں گے ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح کو جنگ کرو وہ صبح لڑے تو ان کو بہت زخم آئے پھر آپ نے فرمایا ہم انشاء اللہ کل واپس چلے جائیں گے صحابہ کرام خوش ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے کبھی سفیان نے کہا آپ متبسم ہوئے۔ اُنھوں نے کہا حمیدی نے کہا ہم سے سفیان بن عُیینہ نے سارا واقعہ بیان کیا،،

۴۰۲۹ شرح: ابن سعد نے کہا اس محاصرہ کی مدت اٹھارہ روز تھی بعض نے پندرہ دن ذکر کی ہے۔ ابن ہشام نے سترہ روز ذکر کئے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مکحول نے روایت کی کہ آپ نے اہل طائف پر چالیس روز منجنیق نصب کی۔ ابونعیم نے جمع بین الصحیحین میں طائف کے حصار کی مدت چالیس روز ذکر کی ہے۔ ایک روایت میں تیس روز ایک میں دس سے زیادہ ایک میں بیس روز مذکور ہیں۔ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں ابن ابی شیبہ کی روایت ذکر کی کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل طائف کا محاصرہ کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ذکر کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،، ثقیف کے تیروں نے ہمیں جلا دیا ہے۔ آپ اُن پر بد دعا فرمائیں۔ تو آپ نے فرمایا اے اللہ ثقیف کو ہدایت دے۔ اہل مغازی نے ذکر کیا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قلعہ دشوار ہو گیا جبکہ اُنہوں نے قلعہ میں اتنا سامان جمع کر رکھا تھا کہ ایک سال تک محاصرہ رہے تو وہ ان کے لئے کافی تھا انہوں نے مسلمانوں پر تیروں کے ساتھ گرم سلاخیں باندھ کر پھینکیں اس لئے صحابہ کرام نے کہا ہمیں ثقیف کے تیروں نے جلا دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوفل بن معاویہ دیلی سے مشورہ لیا تو اُس نے کہا یہ لوگ محصور لومڑی ہیں۔ اگر آپ ٹھہریں تو اسے پکڑ لیں گے اگر اسے چھوڑ دیں گے تو آپ کو ضرر نہیں دے گی ،، اُن کے مشورہ کے بعد آپ نے وہاں سے کوچ کا ارادہ فرما لیا۔ جب صحابہ کرام کو فتح کے بغیر واپس چلے جانے کی خبر دی تو اُنھوں نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کا حال دیکھ کر فرمایا صبح کو لڑائی کرو! اُنھوں نے قلعہ کی دیوار سے تیر مارنے شروع کئے جس سے بہت لوگ زخمی ہو گئے ؛ لیکن صحابہ کے تیر اُن تک نہ پہنچنے پاتے تھے۔ اب انہیں معلوم ہو گیا کہ واپس چلے جانا ہی بہتر ہے۔ اس لئے

۴۰۳۰ _ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَأَبَا بَكْرَةَ وَكَانَ تَسَوَّرَ حِصْنَ الطَّائِفِ فِي أُنَاسٍ فَجَاءَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَا سَمِعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنِ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ

۴۰۳۱ ــــ وَقَالَ هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ أَوْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدًا وَأَبَا بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَاصِمٌ قُلْتُ لَقَدْ شَهِدَ عِنْدَكَ رَجُلَانِ حَسْبُكَ بِهِمَا قَالَ أَجَلْ أَمَّا

جب دوسرے روز آپ نے فرمایا کہ کل ہم واپس چلے جائیں گے تو وہ خوش ہو گئے۔

۴۰۳۰ ــ ترجمہ : عاصم نے کہا میں نے ابوعثمان کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے سعد سے سُنا اور وہ پہلا شخص ہے جس نے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا اور ابوبکرہ سے سُنا اور وہ چند آدمیوں میں قلعہ کی دیوار پر چڑھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا تھا۔ ان دونوں نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ جس نے اپنے والد کے غیر کی طرف اپنی نسبت کی حالانکہ وہ اسے جانتا ہے اس پر جنت حرام ہے۔

۴۰۳۰ ــ شرح : یعنی اگر اپنی نسبت والد کے غیر کی طرف کرنے کو حلال سمجھتا ہے تو کافر ہے اس پر جنت حرام ہے۔ یا یہ بطورِ تغلیظ فرمایا ہے۔ جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل طائف کا محاصرہ کیا تو اس اثناء میں قلعہ کے اندر ہی چند ساتھیوں سمیت ابوبکرہ مسلمان ہو گئے لیکن قلعہ سے باہر نکلنے کی کوئی صورت نہ بنتی تھی۔ وہ دیوار پر چڑھے اور "بکرہ" کے ذریعہ قلعہ سے باہر نکلے۔ بکرہ لوہے کا آلہ ہے جس کے ساتھ رسّی باندھ کر بوجھ اُٹھائے جاتے ہیں یا گرائے جاتے ہیں۔ اسی لئے ان کو ابوبکرہ کہتے ہیں۔ ان کا نام نُفیع ہے۔ نفع کی تصغیر" وہ بصرہ میں سکونت پذیر رہے اور اکاون ہجری کو بصرہ میں ہی وفات پائی جمل کی لڑائی میں وہ الگ تھلگ رہے تھے اور فریقین میں سے نہ تو ام المؤمنین کا ساتھ دیا اور نہ ہی علی المرتضیٰ کا ساتھ رہے۔ فضلاءِ صحابہ کرام میں ان کا شمار ہوتا ہے۔

أَحَدُهُمَا فَأَوَّلُ مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَنَزَلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَالِثَ ثَلٰثَةٍ وَعِشْرِينَ مِنَ الطَّائِفِ

۴۰۳۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجِعْرَانَةِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ أَلَا تُنْجِزُ لِي مَا وَعَدْتَنِي فَقَالَ لَهُ أَبْشِرْ فَقَالَ قَدْ أَكْثَرْتَ عَلَيَّ مِنْ أَبْشِرْ فَأَقْبَلَ عَلٰى أَبِي مُوسٰى وَبِلَالٍ كَهَيْئَةِ الْغَضْبَانِ فَقَالَ رَدَّ الْبُشْرٰى فَاقْبَلَا أَنْتُمَا قَالَا قَبِلْنَا ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيهِ وَمَجَّ فِيهِ ثُمَّ قَالَ اشْرَبَا مِنْهُ وَأَفْرِغَا عَلٰى وُجُوهِكُمَا وَنُحُورِكُمَا وَأَبْشِرَا

۴۰۳۱ — ترجمہ: ابوعثمان نہدی نے کہا میں نے سعد اور ابوبکرہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سنا۔ عاصم نے کہا میں نے ابوعالیہ یا ابوعثمان سے کہا تیرے پاس دو مرد گواہ ہیں وہ تمہیں کافی ہیں؟ اُس نے کہا جی ہاں! ان میں سے ایک وہ ہے۔ جس نے سب سے پہلے اللہ کی راہ میں تیر پھینکا تھا (وہ سعد ہے) اور دوسرا تئیس ۲۳ مردوں کے ساتھ جو طائف کے قلعہ میں محصور تھے قلعہ سے اُتر کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگیا تھا۔

۴۰۳۱ — شرح: پہلی حدیث میں قلعہ سے نکلنے والے مردوں کی تعداد مبہم تھی اس میں اس کی وضاحت کر دی ہے کہ وہ ۲۳ تھے۔ ان میں سے سب سے پہلے ابوبکرہ قلعہ کی دیوار سے اُترے پھر باقی اُترے تھے بعض شراح نے ان کے نام بھی ذکر کیے ہیں۔

۴۰۳۲ — ترجمہ: ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا حالانکہ آپ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مقام جعرانہ میں تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ بلال بھی تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی آیا اور کہا کیا آپ نے میرے ساتھ جو وعدہ کیا ہے وہ پورا نہیں کریں گے؟ آپ نے فرمایا تجھے بشارت ہو اُس نے کہا آپ مجھے بکثرت فرما چکے ہیں کہ تجھے بشارت ہو۔ آپ نے ابوموسیٰ اور بلال کی طرف غصہ کی حالت میں متوجہ ہو کر فرمایا اس شخص نے بشارت کو

فَاَخَذَا الْقَدَحَ فَفَعَلَا فَنَادَتْ اُمُّ سَلَمَةَ فَفعلا فنادت اُمّ سَلَمَةَ مِنْ وَرَآءِ السِّتْرِ اَنْ اَفْضِلَا لِاُمِّكُمَا فَاَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً

۴۰۳۳ — حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ اَنَّ صَفْوَانَ بْنَ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ يَعْلٰى كَانَ يَقُوْلُ لَيْتَنِيْ اَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَ فَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَةِ وَعَلَيْهِ

مسترد کر دیا ہے۔ تم ہی قبول کرو اُنھوں نے کہا ہم نے قبول کی پھر آپ نے پیالہ منگوایا جس میں پانی تھا اس میں آپ نے دونوں ہاتھ اور چہرۂ انور دھویا اور اس میں کلی کی پھر ان سے فرمایا اس سے پیو اور اپنے چہروں اور سینوں پر ڈالو اور بشارت قبول کرو اُنھوں نے پیالہ پکڑا اور اپنے چہروں اور سینوں پر پانی ڈالا۔ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پس پردہ سے فرمایا اسی سے کچھ اپنی ماں کے لئے بھی بچالو۔

۴۰۳۲ — شرح : قاضی عیاض نے کہا جعرانہ طائف اور مکہ مکرمہ کے درمیان مکہ کی طرف زیادہ قریب ہے اور حرم سے باہر۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی توثیق کی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعرابی سے کوئی خاص وعدہ کیا ہوگا۔ ہوسکتا ہے کہ عام وعدہ مراد ہو وہ یہ کہ طائف سے واپس آکر جعرانہ میں حُنین کے اموالِ غنیمت تقسیم فرمائیں گے۔ وہ شخص اپنا حصہ لینے میں عجلت کا خواہاں تھا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اعرابی تجھے بشارت ہو کہ عنقریب اموالِ غنیمت تقسیم ہوں گے یا تجھے صبر کرنے پر بہت بڑا ثواب ہوگا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگانِ دین کے آثار سے تبرک حاصل کرنا مستحب ہے۔ مومن کو تبرک حاصل کرنے کی خواہش کرنی چاہیئے اس میں برکت ہے جیسے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ابوموسیٰ اور بلال سے فرمایا تھا اپنی ماں کے لئے بھی کچھ تبرک رہنے دینا۔ کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار تلاش کیا کرتے تھے۔ متبرک پانی منہ اور سینہ پر چھڑکنا یا ملنا مستحب ہے۔ بزرگانِ دین کے مشاہد پر پانی وغیرہ حاصل کرنا برکت کے حصول کا ذریعہ ہے۔ واللہ الموفق۔

۴۰۳۳ — ترجمہ : عطاء نے بیان کیا کہ صفوان بن یعلیٰ بن اُمیہ نے انہیں خبر دی کہ یعلیٰ کہتے تھے کاش میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھتا جب آپ پر

ثَوْبٌ قَدْ أُظِلَّ بِهِ مَعَهُ فِيهِ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ إِذْ جَاءَهُ أَعْرَابِيٌّ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مُتَضَمِّخٌ بِطِيبٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ تَرٰى فِي رَجُلٍ أَحْرَمَ بِعُمْرَةٍ فِي جُبَّةٍ بَعْدَ مَا تَضَمَّخَ بِالطِّيبِ فَأَشَارَ عُمَرُ إِلٰى يَعْلٰى بِيَدِهِ أَنْ تَعَالَ فَجَاءَ يَعْلٰى فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْمَرُّ الْوَجْهِ يَغِطُّ كَذٰلِكَ سَاعَةً ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ أَيْنَ الَّذِي يَسْأَلُنِي عَنِ الْعُمْرَةِ آنِفًا فَالْتُمِسَ الرَّجُلُ فَأُتِيَ بِهِ فَقَالَ أَمَّا الطِّيبُ الَّذِي بِكَ فَاغْسِلْهُ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَأَمَّا الْجُبَّةُ فَانْزِعْهَا ثُمَّ اصْنَعْ فِي عُمْرَتِكَ كَمَا تَصْنَعُ فِي حَجِّكَ

۴۰۳۴ ـــ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ لَمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُولِهِ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَسَمَ فِي النَّاسِ فِي الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ

وحی نازل ہو۔ یعلی نے کہا ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ پر کپڑے سے سایہ کیا گیا تھا جس میں آپ کے ساتھ آپ کے صحابہ بھی تھے۔ اچانک آپ کے پاس ایک اعرابی آیا جس پر خوشبو سے بھرا جبہ تھا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اس شخص کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے جس نے عمرہ کا احرام ایسے جبہ میں باندھا ہو جس کو خوشبو لگی ہو۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے یعلی کی طرف اشارہ کیا کہ آؤ یعلی آیا اور اپنا سر اس پردہ میں داخل کیا دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور سرخ ہے۔ کچھ دیر آپ خراٹے لیتے رہے۔ پھر یہ حالت جاتی رہی تو آپ نے فرمایا ابھی ابھی عمرہ کے بارے میں سوال کرنے والا شخص کہاں ہے۔ اس شخص کو تلاش کیا گیا اور آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا جو خوشبو تیرے جسم پر لگی ہوگی ہے اس کو تین بار دھو ڈال اور جبہ کو اتار دے پھر اپنے عمرہ میں وہی کر جو اپنے حج میں کرتا ہے۔ (اس حدیث کی شرح خوشبو کو کپڑے سے تین بار دھونا کے باب میں دیکھیں حدیث ۱۴۴۵ کے بعد متصل)

۴۰۳۴ ـــ ترجمہ: عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے

وَلَمْ يُعْطِ الْاَنْصَارَ شَيْئًا فَكَاَنَّهُمْ وَجَدُوْا اِذْ لَمْ يُصِبْهُمْ مَا اَصَابَ النَّاسَ اَوْكَاَنَّهُمْ وَجَدُوْا اِذْ لَمْ يُصِبْهُمْ مَا اَصَابَ النَّاسَ فَخَطَبَهُمْ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ اَلَمْ اَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ بِيْ وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِيْنَ فَاَلَّفَكُمُ اللّٰهُ بِيْ وَعَالَةً فَاَغْنَاكُمُ اللّٰهُ بِيْ كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمَنُّ قَالَ لَوْ شِئْتُمْ قُلْتُمْ جِئْتَنَا كَذَا وَكَذَا اَتَرْضَوْنَ اَنْ يَّذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيْرِ وَتَذْهَبُوْنَ بِالنَّبِيِّ اِلٰى رِحَالِكُمْ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَأً مِّنَ الْاَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَشِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ وَشِعْبَهَا الْاَنْصَارُ شِعَارٌ وَّالنَّاسُ دِثَارٌ اِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ اَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ

رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غزوۂ حنین میں غنیمت عطاء فرمائی تو آپ نے اُن لوگوں میں مالِ غنیمت تقسیم کیا جن کے دل اسلام میں جمانے مقصود تھے اور انصار کو کچھ نہ دیا۔ انصار غمناک ہوئے جبکہ ان کو مال نہ دیا جو لوگوں کو دیا تھا۔ آپ نے انصار میں خطبہ دیا اور فرمایا اے انصار کی جماعت کیا میں نے تمہیں گمراہ نہیں پایا تھا اللہ نے میری وجہ سے تم کو ہدایت دی اور تم ایک دُوسرے سے جُدا جُدا تھے اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تم میں اتفاق کر دیا میں نے تمہیں بھوکے پایا۔ اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تم کو مالدار کر دیا۔ جب بھی حضور کچھ فرماتے تو انصار کہتے اللہ تعالیٰ اور رسول کریم کا بہت احسان ہے۔ فرمایا تمہیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دینے سے کس نے منع کیا ہے۔ جب بھی حضور کچھ فرماتے تو وہ کہتے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول کا بہت احسان ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو کہہ سکتے ہو کہ آپ ہمارے پاس اِن حالات میں تشریف لائے۔ کیا تم خوش نہیں کہ لوگ بکریاں اور اونٹ لے کر جائیں اور تم اپنے گھروں میں اللہ کا رسُول لے کر جاؤ۔ اگر ہجرت نہ کی ہوتی تو میں بھی انصار میں سے ایک فرد ہوتا۔ اگر لوگ کسی وادی اور گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی اور گھاٹی میں چلوں گا۔ انصار اندر کا کپڑا ہیں اور دوسرے لوگ باہر کا کپڑا ہیں۔ تم عنقریب میرے بعد ترجیح دیکھو گے صبر کرتے رہو حتیٰ کہ حوض پر مجھے ملو۔

۴۰۳۴ — شرح: دراصل فئ کا معنی رجوع ہے۔ زوال کے بعد سایہ کو بھی فئ کہا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک جانب سے دُوسری جانب رجوع کرتا ہے۔ کفار کے اموال کو فئ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ

دراصل مومنوں کے اموال ہیں کیونکہ ایمان اصل ہے اور کفر اس پر طاری ہوتا ہے ، لیکن وہ سرکشی کے باعث ان اموال پر غالب آگئے جب مسلمانوں نے کفار کو مقہور کیا اور ان کا غلبہ ختم ہوا تو وہ اموال مسلمانوں کے لئے غنیمت ہیں گویا کہ ان کے اصل اموال ان کی طرف لوٹ آئے۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں میں اموالِ غنیمت تقسیم کئے جن کے دل اسلام میں جمانے مقصود تھے۔ ان کو مؤلفۃ القلوب کہا جاتا تھا۔ یہ لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے تھے ان کے دل اسلام میں جمانے کے لئے ان کو بہت مال دیا یہ لوگ فتح مکہ میں مسلمان ہوئے تھے۔ ان کا اسلام کمزور تھا۔ ابن طاہر نے مبہمات میں ان کے نام ذکر کئے ہیں۔ مؤرخین نے چالیس سے کچھ زیادہ ذکر کئے ہیں ان میں سے ابوسفیان بن حرب اور اس کے دونوں بیٹے معاویہ اور یزید بن سفیان، سہیل بن عمرو، حُویطب ابن عبدالعزیٰ، حکیم بن حزام، ابوالسنابل بن بعکک، صفوان بن اُمیہ اور عبدالرحمٰن بن یربوع یہ قریش مکہ میں سے ہیں اور عیینہ بن حصن فزاری، اقرع بن حابس تیمی، عمرو بن ایہم تمیمی، عباس بن مرداس سلمی، مالک بن عوف نصری اور علاء بن حارثہ ثقفی ابن حجر نے کہا مالک بن عوف نصری اور علاء بن حارثہ ثقفی اپنی مرضی سے طائف سے جعرانہ میں آگئے تھے۔ وہ کسی مجبوری کے تحت مسلمان نہیں ہوئے تھے (قسطلانی) ان کے قلوب کی تالیف کے لئے ان میں غنیمت کے مال تقسیم کئے تو انصار غمناک ہوئے تو آپ نے ان کو خطبہ دیا اور حالات واقعیہ سے ان کو خبردار کیا تو آپ کے کلام کے جواب میں یہی کہتے رہے اللہ اور اس کے رسول کا بہت احسان ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تواضع اور انکساری کرتے ہوئے فرمایا اگر تم چاہو تو کہہ سکتے ہو کہ آپ ہمارے پاس آئے لوگ آپ کو جھٹلاتے تھے ہم نے آپ کو سچا جانا اور آپ کی تصدیق کی آپ کمزور تھے ہم نے آپ کی امداد کی آپ تنہا تھے ہم نے آپ کو جگہ دی اور آپ کی موافقت کی۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی تالیف کے لئے فرمایا لوگ اپنے گھروں میں بکریاں اور اونٹ لے کر جائیں گے اور تم اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھروں میں لے جاؤ گے اور فرمایا اگر میں نے ہجرت نہ کی ہوتی تو میں انصار کا فرد ہوتا۔ علامہ کرمانی نے خطابی سے نقل کیا کہ کوئی سوال پوچھ سکتا ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا قریش سے منتقل ہو کر انصار ہونے کا دعویٰ کیسے جائز ہے؟ صحیح میں اس کلام سے کیا مقصد وابستہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ اس کلام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد انصار کی تالیف اور ان کو خوش کرنا مقصود ہے اور ان کے دین اور مذہب کی ثناء کرنا یہاں تک کہ آپ ان میں سے ہونا پسند کرتے۔ اگر ہجرت ایسا عظیم عمل مانع واقع نہ ہوتا جس کو تبدیل کرنا کسی صورت جائز نہیں۔

نسبت کے اقسام

انسان کی نسبت کے چار اقسام ہیں۔ اوّل ولائت جیسے مرد قریشی ہونا۔ دوم بلادیت جیسے کوفی ہونا سوم اعتقادیت جیسے سنیت، چہارم صناعیت جیسے صرفی ہونا۔ یہ بات یقینی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۴۰۳۵ — حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَالَ نَاسٌ مِنَ الْأَنْصَارِ حِينَ أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ مَا أَفَاءَ مِنْ أَمْوَالِ هَوَازِنَ فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي رِجَالًا الْمِائَةَ مِنَ الْإِبِلِ فَقَالُوا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُولِ اللّٰهِ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَتْرُكُنَا وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ قَالَ أَنَسٌ فَحُدِّثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَقَالَتِهِمْ فَأَرْسَلَ إِلَى

کی اس انتقال سے مراد اپنے آباء و اجداد سے انتقال نہیں کیونکہ یہ قطعی طور پر ممنوع ہے پھر یہ ممکن بھی نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب شریف تمام انساب سے افضل ہے اور آپ کا خاندان سب سے زیادہ معزز و مکرم ہے۔ اور نسبت اعتقادیہ یہاں متصور ہی نہیں ہوتی ؛ کیونکہ آپ کا دین اور انصار کا دین ایک ہے۔ باقی دو قسموں میں انتقال جائز ہے۔ مدینہ منورہ انصار کا شہر تھا اس کی ہجرت ضروری امر تھا لہٰذا کلام کا معنیٰ یہ ہوا کہ نسبت ہجریہ کو میں چھوڑ نہیں سکتا۔ اگر یہ نہ ہوتی تو میں اس نام سے تمہاری طرف انتقال کر لیتا اور تمہارے شہر کی طرف منسوب ہوتا۔ یہاں ایک اور وجہ بھی ہے وہ یہ کہ عرب ماموؤں کی شان عظیم تر خیال کرتے ہیں اور قریب تھا کہ اس کو چچوں سے لاحق کر دیتے۔ حضرت عبد المطلب کی والدہ ماجدہ بنی نجار سے تھیں۔ لہٰذا اگر نسب سے مراد نسب ولادت ہو تو ممکن ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ طریق اختیار فرمایا ہو ؛ کیونکہ بنی نجار انصار ہیں ،،

قولہ لو سلکت الانصار الخ اس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر انسان عادۃً اپنی اقامت اور سفر میں اپنے قبیلہ کے ساتھ ہوتا ہے۔ حجاز کی زمین میں وادیاں اور گھاٹیاں بکثرت ہیں۔ جب سفر میں راستے جدا جدا ہو جائیں تو ان میں سے ہر قبیلہ وادی اور گھاٹی میں چلنے لگتا ہے۔ آپ نے ارادہ کیا کہ اس بات میں بھی انصار کے ساتھ رہوں گا ہو سکتا ہے کہ وادی سے مراد راستے اور راستہ ہو جیسے کہا جاتا ہے فلاں شخص کسی وادی میں ہے کوئی فلاں وادی میں چل یعنی ہر ایک کا راستے اور فکر جدا گانہ ہے (کرمانی)۔

۴۰۳۵ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بعض انصار نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوازن کا مال غنیمت عطاء فرمایا جب آپ نے بعض لوگوں کو سو سو اونٹ عطاء کرنے شروع کیے تو انصار نے کہا اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

الأَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ وَلَمْ يَدَعْ مَعَهُمْ غَيْرَهُمْ فَلَمَّا
اجْتَمَعُوا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا حَدِيثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ
فَقَالَ فُقَهَاءُ الأَنْصَارِ أَمَّا رُؤَسَاؤُنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَلَمْ يَقُولُوا شَيْئًا وَأَمَّا
نَاسٌ مِنَّا حَدِيثَةٌ أَسْنَانُهُمْ فَقَالُوا يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَسُولِ اللّٰهِ يُعْطِي قُرَيْشًا
وَيَتْرُكُنَا وَسُيُوفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَإِنِّي أُعْطِي رِجَالًا حَدِيثِي عَهْدٍ بِكُفْرٍ أَتَأَلَّفُهُمْ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ
النَّاسُ بِالأَمْوَالِ وَتَذْهَبُونَ بِالنَّبِيِّ إِلَى رِحَالِكُمْ فَوَاللّٰهِ لَمَا تَنْقَلِبُونَ بِهِ
بِهِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ رَضِينَا فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سَتَجِدُونَ أُثْرَةً شَدِيدَةً فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوُا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَإِنِّي

کو بخشتے آپ قریش کو دیتے ہیں اور ہمیں چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں سے ان کے خون ٹپک رہے ہیں۔ انس نے
کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا کلام بیان کیا گیا تو آپ نے انصار کو پیغام بھیجا اور ان کو چمڑے کے
قبہ میں جمع کیا اور ان کے سوا کسی کو اُن کے ساتھ نہ بلایا۔ جب وہ جمع ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ
پڑھا اور فرمایا وہ کیا بات ہے جو مجھے تمہاری طرف سے پہنچی ہے۔ علماء انصار نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے
سرداروں نے کچھ نہیں کہا اور ہم سے نوعمر لوگوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ کی مغفرت فرمائے آپ قریش کو دیتے
ہیں اور ہمیں چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ ہماری تلواروں سے ان کے خون ٹپک رہے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
میں اُن لوگوں کو دیتا ہوں جن کا زمانہ کفر کے قریب ہے۔ میں ان کی تالیف کرتا ہوں (کہ وہ اسلام پر جمے
رہیں) کیا تم خوش نہیں کہ لوگ مال لے کر جائیں گے اور تم اپنے گھروں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر جاؤ گے
بخدا جو تم لے کر جاؤ گے وہ اس سے بہتر ہے جو وہ لے کر جائیں گے۔ اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہم راضی ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا عنقریب تم میرے بعد ترجیح دیکھو گے (تم پر اوروں
کو اختیار کیا جائے گا اور تمہیں نظر انداز کر دیا جائے گا) تم صبر کرتے رہو حتیٰ کہ اللہ اور اس کے رسول سے ملاقات
کرو۔ میں حوض پر ہوں گا (تم مجھے وہاں پاؤ گے) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا انہوں نے صبر نہ کیا۔
(اور آپ کے بعد خلافت کے بارے میں نزاع کیا پھر کچھ ردّ و بدل کے بعد خاموش ہو گئے)

۴۰۳۶ـــ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ قَسَمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَائِمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ فَغَضِبَتِ الْأَنْصَارُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللهِ قَالُوا بَلَى قَالَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَهُمْ ۴۰۳۷ـــ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا أَزْهَرُ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ أَنْبَأَنَا هِشَامُ بْنُ زَيْدِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ الْتَقَى هَوَازِنُ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةُ

۴۰۳۵ ـــ شرح : قولہ سیوفنا تقطر الخ اس عبارت میں قلب ہے کیونکہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ تلواریں ان کے خونوں سے ٹپکتی ہیں۔ حالانکہ تلواروں سے خون ٹپکتا ہے
قولہ فواللہ الخ یعنی تم جو چیز اپنے گھروں میں لے کر جاؤ گے وہ پیغمبر خدا کی رضاء خوشنودی اور آخرت کا ثواب ہے یہ اس چیز سے بہتر ہے جو وہ لوگ اپنے گھروں میں لے کر جائیں گے اور وہ دُنیا کا مال ہے۔ جس شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض انصار کا کلام پہنچایا تھا وہ سعد بن عبادہ تھے ،، رضی اللہ عنہ ،،

۴۰۳۶ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جس روز مکہ فتح ہوا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش میں اموال غنیمت تقسیم کئے تو انصار غضبناک ہوگئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم راضی نہیں کہ لوگ دُنیا لے کر جائیں گے اور تم اللہ کا رسول لے کر جاؤ گے انہوں نے کہا کیوں نہیں ہم راضی ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر لوگ وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلوں گا (اس غنیمت سے مراد ہوازن کے اموال غنیمت ہیں کیونکہ فتح مکہ میں غنیمت نہیں تھی جسے تقسیم کیا جاتا)

۴۰۳۷ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جس روز غزوہ حنین تھا ہوازن کے لوگ مسلمانوں کے مقابلہ میں آئے جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار مہاجرین ؟ انصار اور طلقاء تھے وہ پشت پھیر کر بھاگ گئے۔ آپ نے فرمایا اے انصار

الاَفِ وَالطُّلَقَاءُ فَاَدْبَرُوْا قَالَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ قَالُوْا لَبَّيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ لَبَّيْكَ وَنَحْنُ بَيْنَ يَدَيْكَ فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنَا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُوْنَ فَاَعْطَى الطُّلَقَاءَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَلَمْ يُعْطِ الْاَنْصَارَ شَيْئًا فَقَالُوْا فَدَعَاهُمْ فَاَدْخَلَهُمْ فِيْ قُبَّةٍ فَقَالَ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيْرِ وَتَذْهَبُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ شِعْبًا لَاخْتَرْتُ شِعْبَ الْاَنْصَارِ

۴۰۳۸ــ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ اِنَّ قُرَيْشًا حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَمُصِيْبَةٍ وَاِنِّيْ

کی جماعت اُنھوں نے کہا یا رسول اللہ ہم حاضر ہیں اور آپ کی مدد کو آگئے ہیں اور ہم آپ کے سامنے ہیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے اُترے اور فرمایا میں اللہ کا عبد اور اس کا رسول ہوں پس مشرک شکست خوردہ بھاگ گئے تو آپ نے طلقاء اور مہاجرین کو مال دیئے اور انصار کو کچھ نہ دیا تو اُنھوں نے کہا جو بھی کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بلایا اور قبہ میں داخل کر کے فرمایا کیا تم راضی نہیں ہو کہ لوگ بھیڑ، بکری اور اونٹ لے جائیں اور تم اللہ کا رسول لے کر جاؤ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگ کسی وادی میں چلیں اور انصار کسی گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی میں چلنا پسند کروں گا۔

(طلقاء وہ لوگ ہیں جن کو فتح مکہ میں آزاد کر دیا گیا تھا انہیں مارا نہیں گیا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر احسان فرمایا کہ آج تم پر کچھ ملامت نہیں تم آزاد ہو یہ سن کر انھوں نے کہا آپ ہمارے کریم بھائی اور کریم بھائی کے بیٹے ہیں)

۴۰۳۸ــ ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو جمع کر کے فرمایا قریش کے کفر و جاہلیت اور مصیبت کا زمانہ قریب گزرا ہے۔

اَرَدْتُ اَنْ اُجِيْزَهُمْ وَاَتَاَلَّفَهُمْ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَّرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ اِلٰى بُيُوْتِكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ شِعْبًا لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ اَوْ شِعْبَ الْاَنْصَارِ

۴۰۳۹ — حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ ثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةَ حُنَيْنٍ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ مَا اَرَادَ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُهُ فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ ثُمَّ قَالَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى مُوْسٰى قَدْ اُوْذِيَ بِاَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ

میں چاہتا ہوں کہ ان کی دل جوئی کروں، انہیں کچھ دوں اور ان کی تالیفِ قلوب کروں کیا تم راضی نہیں کہ لوگ دنیا لے کر واپس جائیں اور تم اللہ کا رسول لے کر اپنے گھروں میں جاؤ۔ اُنھوں نے کہا کیوں نہیں آپ نے فرمایا اگر لوگ وادی میں چلیں اور انصار گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلوں گا۔

۴۰۳۸ — شرح: یعنی قریش نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں وہ جنگوں سے نڈھال ہو گئے ہیں ان کے سرداروں، بیٹوں اور اقارب کے قتل ہو جانے سے انہیں سخت مصیبت پہنچی ہے۔ میں ان کو اونٹ وغیرہ دے کر ان کی دلجوئی کرنا چاہتا ہوں۔ وہ دُنیاوی اموال لے کر راضی ہو جائیں گے اور اُن کے دل اسلام پر جم جائیں گے تمہیں اللہ اجرِ عظیم اور ثوابِ فخیم عطا کرے گا۔ اللہ کا رسول تمہارے ساتھ ہے کیا تم راضی نہیں کہ وہ مال و دولت سے خوش ہو جائیں اور تم اللہ کے رسول کی محبت اپنے دلوں میں بھرپور کر کے عقبیٰ میں کامیابی حاصل کرو۔ یہ سُن کر انصار راضی ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے محبت کا اظہار ان الفاظ میں کیا کہ میں ہر وادی اور گھاٹی میں انصار کے ساتھ ہوں"

۴۰۳۹ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کی غنیمت تقسیم کی تو انصار سے ایک شخص نے کہا آپ نے اس تقسیم میں اللہ کی رضا کا ارادہ نہیں کیا دیہ سُن کر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ بات بتائی تو آپ کا چہرہ انور متغیر ہو گیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ موسیٰ (علیہ السلام) پر رحم کرے ان کو اس سے زیادہ اذیت پہنچائی گئی تھی

۴۰۴۰ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ آثَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا أَعْطَى الْأَقْرَعَ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ وَأَعْطَى عُيَيْنَةَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَأَعْطَى نَاسًا فَقَالَ رَجُلٌ مَا أُرِيْدَ بِهٰذِهِ الْقِسْمَةِ وَجْهُ اللهِ فَقُلْتُ لَأُخْبِرَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَحِمَ اللهُ مُوْسٰى قَدْ أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ

اُنھوں نے صبر کیا۔

۴۰۳۹ — شرح : واقدی نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کرنے والا شخص بنی عمرو بن عوف سے منافق تھا اس کا نام مُعتب بن قُشیر تھا۔ صاحب تلویح نے کہا میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے اس منافق کو انصار سے ذکر کیا ہو صرف یہاں اس کا ذکر ہے۔ صاحب تلویح نے یقین سے ذکر کیا کہ وہ حرقوص بن زُہیر سعدی تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا صاحب تلویح کا یہ جزم صحیح نہیں کیونکہ حرقوص کا واقعہ عنقریب ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آ رہا ہے اور وہ واقعہ اس طرح نہیں جو یہاں مذکور ہے (حدیث ۳۹۳۸ کی شرح دیکھیں)

۴۰۴۰ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا حنین کے روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کو ترجیح دی چنانچہ اقرع بن حابس تمیمی کو سو اونٹ دیئے عُیینہ بن حصن فزاری کو بھی اتنے اونٹ دیئے اور قریش کو بھی مال دیا تو ایک شخص نے کہا اس تقسیم میں اللہ کی رضا کا ارادہ نہیں کیا گیا میں نے کہا میں ضرور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بتاؤں گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ موسیٰ "علیہ السلام" پر رحم کرے انہیں اس سے زیادہ اذیت پہنچائی گئی تھی انہوں نے صبر کیا"

۴۰۴۰ — شرح : حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت شرمسار تھے وہ پردہ میں غسل کیا کرتے تھے جبکہ بنی اسرائیل برہنہ غسل کرتے تھے اور ایک دوسرے کی شرمگاہ دیکھنے میں کچھ شرم و حیاء نہ کرتے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام حیاء کرتے تھے وہ اپنا جسم کسی کے سامنے برہنہ کرنا اچھا نہ جانتے تھے بنی اسرائیل نے ان پر تہمت لگائی کہ ان کے جسم میں برص کا مرض ہے یا اور کوئی قبیح مرض ہے ان باتوں سے وہ موسیٰ علیہ السلام کو اذیت پہنچاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس تہمت سے بری کیا۔

۴۰۴۱ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ ثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ أَقْبَلَتْ هَوَازِنُ وَغَطَفَانُ وَغَيْرُهُمْ بِنَعَمِهِمْ وَذَرَارِيِّهِمْ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشَرَةُ آلَافٍ وَمِنَ الطُّلَقَاءِ فَأَدْبَرُوا عَنْهُ حَتَّى بَقِيَ وَحْدَهُ فَنَادَى يَوْمَئِذٍ نِدَائَيْنِ لَمْ يَخْلِطْ بَيْنَهُمَا الْتَفَتَ عَنْ يَمِينِهِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالُوا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ ثُمَّ الْتَفَتَ عَنْ يَسَارِهِ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ قَالُوا لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ أَبْشِرْ نَحْنُ مَعَكَ وَهُوَ عَلَى بَغْلَةٍ بَيْضَاءَ فَنَزَلَ فَقَالَ أَنَا عَبْدُ اللهِ وَرَسُولُهُ فَانْهَزَمَ الْمُشْرِكُونَ وَأَصَابَ يَوْمَئِذٍ غَنَائِمَ كَثِيرَةً فَقَسَمَ فِي الْمُهَاجِرِينَ وَالطُّلَقَاءِ وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ

۴۰۴۱ـــ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جب غزوۂ حنین کا دن تھا قوم ہوازن، غطفان اور ان کے سوا دُوسرے کافر اپنے جانوروں اور بچوں سمیت آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ دس ہزار (مہاجرین و انصار) اور کچھ طلقاء تھے۔ وہ آپ کو چھوڑ کر بھاگ گئے حتیٰ کہ آپ اکیلے رہ گئے۔ اس دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو آوازیں دیں اُن میں خلط نہ کیا (جُدا جُدا آوازیں دیں) چنانچہ آپ نے اپنی داہنی طرف چہرۂ انور کر کے فرمایا اے انصار کے گروہ اُنھوں نے کہا یا رسُول اللہ! ہم حاضر ہیں۔ آپ فکر نہ کریں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ سفید خچر پر سوار تھے۔ آپ نے نیچے اُتر کر فرمایا میں اللہ کا عبد اور اس کا رسُول ہوں تو فوراً مشرک شکست کھا گئے اس روز آپ نے بہت مال غنیمت پایا او سب مہاجرین اور طلقاء میں تقسیم کر دیا اور انصار کو کچھ نہ دیا۔ انصار نے کہا جب سختی ہوتی ہے تو ہمیں بلایا جاتا ہے اور غنیمت کا مال دوسروں کو دیا جاتا ہے آپ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے ان کو ایک قبہ میں جمع کیا اور فرمایا اے انصار کی جماعت وہ کیا بات ہے جو مجھے تمہاری طرف سے پہنچی ہے وہ خاموش ہو گئے۔ آپ نے فرمایا اے انصار کے گروہ کیا تم راضی نہیں کہ لوگ تو دُنیا لے کر جائیں اور تم اپنے گھروں میں اللہ کا رسُول صلی اللہ علیہ

إِذَا كَانَتْ شَدِيدَةٌ فَنَحْنُ نُدْعَى وَيُعْطَى الْغَنِيمَةَ غَيْرُنَا فَبَلَغَهُ ذٰلِكَ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ مَا حَدِيثٌ بَلَغَنِي فَسَكَتُوا فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَذْهَبُونَ بِرَسُولِ اللّٰهِ تَحُوزُونَهُ إِلَى بُيُوتِكُمْ فَقَالُوا بَلَى فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا لَأَخَذْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ قَالَ هِشَامٌ قُلْتُ يَا أَبَا حَمْزَةَ وَأَنْتَ شَاهِدٌ ذَاكَ قَالَ وَأَيْنَ أَغِيبُ عَنْهُ

لے کر جاؤ اُنہوں نے کہا کیوں نہیں ہم خوش ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگ کسی وادی میں چلیں اور انصار کسی گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی گھاٹی اختیار کروں گا۔ ہشام نے کہا اے ابا حمزہ اُس وقت آپ موجود تھے انس نے کہا آپ سے غائب کب ہُوا ہوں۔

۴۰۴۱ — شرح: طُلَقَاء طلیق کی جمع ہے یہ وہ قیدی ہے جس کی قید اُٹھالی جائے اور اس کو آزاد کر دیا جائے ان سے مراد اہل مکہ ہیں جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ میں آزاد کر دیا تھا اور اُن سے فرمایا تھا میں تمہیں وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا کہ آج کے دن تم پر کچھ ملامت نہیں ۔ آپ نے انصار کو دائیں بائیں دو صاف اور واضح الفاظ سے پکارا ان میں ذرہ کے برابر خوف وہراس نہ تھا۔ ابوحمزہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے۔

باب ـ نجد کی طرف چھوٹا لشکر بھیجنا

تہامہ سے عراق تک اونچی زمین کا نام نجد ہے۔ سریہ لشکر کا کچھ حصہ ہے جو زیادہ سے زیادہ چار سو افراد پر مشتمل ہوتا ہے جو دشمن کی طرف بھیجا جاتا ہے۔ ان کو سریہ اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں لشکر کے عمدہ اور اعلیٰ مجاہد ہوتے ہیں۔ سریہ کا معنی عمدہ ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ کو فتح کرنے سے پہلے یہ سریہ نجد کی طرف گئی تھی۔ امام بخاری نے اس کو غزوۂ طائف کے بعد ذکر کیا ہے۔ ابن سعد نے کہا یہ آٹھ ہجری کے شعبان میں واقع ہُوا۔ ان کا سپہ سالار ابوقتادہ تھے۔ ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف بھیجا تھا

بَابُ السَّرِيَّةِ الَّتِي قِبَلَ نَجْدٍ

۴۰۴۲ــ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ثَنَا اَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً قِبَلَ نَجْدٍ فَكُنْتُ فِيهَا فَبَلَغَتْ سُهْمَانُنَا اثْنَيْ عَشَرَ بَعِيرًا وَنُفِّلْنَا بَعِيرًا بَعِيرًا فَرَجَعْنَا بِثَلٰثَةَ عَشَرَ بَعِيرًا

بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خٰلِدَ بْنَ الْوَلِيدِ اِلٰى بَنِي جَذِيمَةَ

۴۰۴۳ــ حَدَّثَنَا مَحْمُودٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ

[illegible] صرف پندرہ مرد تھے۔ انھوں نے دو سو اونٹ اور دو ہزار بکریاں غنیمت حاصل کی اور بہت مشرک قید کئے (عینی) وہ پندرہ روز غائب رہے اور اموالِ غنیمت جمع کئے پھر اس سے خمس علیحدہ کرنے کے بعد باقی سریّہ میں تقسیم کر دیا۔

۴۰۴۲ــ ترجمہ: نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف جس سَرِیَّہ کو بھیجا تھا میں اس میں موجود تھا۔ ہمارے حصے بارہ بارہ اونٹ آئے اور ایک ایک اونٹ ہمیں زیادہ ملا تو ہم تیرہ تیرہ اونٹ لے کر واپس آئے۔"

(حدیث ۲۹۲۵ اور ۲۹۲۶ کی شرح دیکھیں)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خالد بن ولید کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجنا

ح وحَدَّثَنِي نُعَيْمٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى بَنِي جَذِيمَةَ فَدَعَاهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَلَمْ يُحْسِنُوا أَنْ يَقُولُوا أَسْلَمْنَا فَجَعَلُوا يَقُولُونَ صَبَأْنَا صَبَأْنَا فَجَعَلَ خَالِدٌ يَقْتُلُ مِنْهُمْ وَيَأْسِرُ وَدَفَعَ إِلَى كُلِّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيرَهُ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمٌ أَمَرَ خَالِدٌ أَنْ يَقْتُلَ كُلُّ رَجُلٍ مِنَّا أَسِيرَهُ فَقُلْتُ وَاللَّهِ لَا أَقْتُلُ أَسِيرِي وَلَا يَقْتُلُ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِي أَسِيرَهُ حَتَّى قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَاهُ لَهُ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ مَرَّتَيْنِ ـ

جَذِيمَہ بفتح الجیم وکسر الذال وسکون الیاء وفتح المیم ہے ۔ یہ کنانہ کی ایک شاخ ہے مکہ مکرمہ سے یلملم کی طرف واقع ہے ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین کی طرف جانے سے پہلے شوال کے مہینہ میں فتح مکہ کے بعد خالد بن ولید کو اس طرف بھیجا تھا ۔ ابن سعد نے کہا خالد بن ولید کے ہمراہ تین سو پچاس مہاجرین و انصار تھے ۔ ان کو اسلام کی دعوت دینے بھیجا تھا لڑنے نہیں بھیجا تھا ۔

۴۰۴۳ — ترجمہ : سالم نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجا ۔ خالد نے ان کو اسلام کی دعوت دی تو وہ مسلمان ہوگئے اور زبان سے لفظ "اَسْلَمْنَا" تو نہ کہہ سکے اور انہوں نے صَبَأْنَا صَبَأْنَا کہنا شروع کیا یعنی ہم نے اپنا دین ترک کر دیا ، خالد بن ولید نے ان کو قتل اور قید کرنا شروع کیا اور ہم سے ہر ایک کو اس کا قیدی دیا حتی کہ ایک روز خالد نے حکم دیا کہ ہر ایک آدمی اپنے قیدی کو قتل کر دے حتی کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ سے یہ واقعہ ذکر کیا آپ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور فرمایا : اے اللہ جو کچھ خالد نے کیا ہے میں اس سے بری ہوں" یہ دو بار فرمایا :

۴۰۴۳ — شرح : صَبَأَ کا معنیٰ ہے ایک دین سے دوسرے دین کی طرف چلا گیا ۔ جو کوئی مسلمان ہو جاتا تھا قریش اس کو صابی کہتے تھے ۔ حضرت خالد بن ولید نے

بَابُ سَرِيَّةِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَعَلْقَمَةَ بْنِ مُجَزِّزٍ الْمُدْلِجِيِّ وَيُقَالُ اِنَّهَا سَرِيَّةُ الْاَنْصَارِ

قبیلہ جذیمہ کو حسب ارشاد نبوی اسلام کی طرف بلایا تو اُنھوں نے اسلام کی دعوت قبول کرلی ظاہر ہے کہ وہ مسلمان ہوگئے تھے انہیں چاہئیے تھا کہ وہ کہتے ”اَسْلَمْنَا“ ہم نے اسلام قبول کرلیا لیکن بجائے اَسْلَمْنَا. کہنے کے وہ صَبَأْنَا صَبَأْنَا کہنے لگے کہ ہم نے شرک وکفر ترک کردیا اور اسلام کی طرف آگئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اُن سے صراحۃً لفظ اسلام سُننا چاہا یا خالد نے یہ سمجھا کہ وہ صراحۃ اَسْلَمْنَا اس لئے نہیں کہتے کہ وہ سرکشی کرتے ہیں اور تابع نہیں ہوئے اس لئے ان کو قید کرنے اور قتل کردینے کا حکم دیا۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سمجھا کہ انہوں نے خلوص دل سے اسلام قبول کیا ہے۔ اور وہ اَسْلَمْنَا نہیں کہہ سکے۔ اس لئے ان کو قتل کرنے سے انکار کردیا۔ ابن سعد نے بیان کیا کہ بنو سلیم نے اپنے قیدیوں کو قتل کردیا اور مہاجرین وانصار نے اپنے قیدی قتل نہ کئے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر پہنچی تو آپ نے دوبار ہاتھ مبارک اُٹھاکر برأت کا اظہار کیا کہ خالد کے اس فعل سے میں بری ہوں اور خالد کے فعل کو اچھا نہ جانا، کیونکہ خالد نے ان کے قتل میں جلدی کی تھی اور ان کے معاملہ میں عمیق نگاہ نہ کی اور صَبَأْنَا. کہنے سے ان کی مراد معلوم نہ ہوئی، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم نہ دیا کیونکہ آپ نے یہ تاویل فرمائی تھی کہ ان کو حکم جاری کیا گیا تھا کہ مشرکوں کو قتل کریں حتیٰ کہ وہ اسلام قبول کرلیں۔ علامہ عینی نے ذکر کیا کہ ابن سعد نے یہ واقعہ ذکر کرنے کے بعد کہا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کو بلایا اور فرمایا ان لوگوں کے پاس جاؤ اور ان کے معاملہ میں غور وخوض کرو اور جاہلیت کی رسم تہس نہس کرو حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے جبکہ اُن کے پاس کچھ مال تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو دیا تھا تو انہوں نے ان لوگوں کا خون بہا (دیت) ادا کی جو خالد کے حکم سے قتل کئے گئے تھے۔ جب سب کی دیت ادا کردی اور مال بچ رہا تو وہ بھی احتیاطاً انہیں تقسیم کردیا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا تم نے اچھا کیا ہے۔

باب عبداللہ بن حُذافہ سہمی اور علقمہ بن مُجَزِّز مُدلجی کا فوجی دستہ ”اس سریہ کو سَرِیَّۃُ الْاَنْصَار“ کہا جاتا ہے۔

۴۰۴۴ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَعْدُ بْنُ عُبَیْدَةَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَرِیَّةً فَاسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ وَ اَمَرَهُمْ اَنْ یُّطِیْعُوْهُ فَغَضِبَ قَالَ اَلَیْسَ اَمَرَکُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُطِیْعُوْنِیْ قَالُوْا بَلٰی قَالَ فَاجْمَعُوْا لِیْ حَطَبًا فَجَمَعُوْا فَقَالَ اَوْقِدُوْا نَارًا

عبداللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم قرشی سہمی ہیں جد اعلیٰ کی طرف منسوب ہیں۔ وہ ابتداء اسلام میں مسلمان ہوئے اور مہاجرین اولین میں سے ہیں۔ جنہوں نے حبشہ کی طرف دوسری بار ہجرت کی تھی وہ جنگ بدر میں حاضر تھے، لیکن ابن اسحاق نے ان کو بدریوں میں شمار نہیں کیا وہ خوش طبع تھے ان کی طبیعت مزاحی تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کسریٰ کے پاس بھیجا تھا۔ خلیفہ بن خیاط نے کہا انیس ہجری میں رومیوں نے ان کو قید کر لیا تھا ابن لہیعہ نے کہا وہ مصر میں فوت ہوئے اور مصر کے قبرستان میں مدفون ہوئے (عینی)

"علقمہ بن مجزز مدلجی"

وہ مدلجی ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایک سریہ کا سپہ سالار مقرر کیا تھا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر پر امیر مقرر کر کے حبشہ کی طرف بھیجا تھا وہاں سب ہلاک ہو گئے تھے۔ ان کے والد مجزز کو صحابہ میں ذکر کیا جاتا ہے اور وہ مشہور قیافہ دان تھے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ان کو ذکر کیا گیا ہے۔ انھوں نے ہی فوجی دستہ کو آگ میں چھلانگیں مارنے کا حکم دیا تھا یہ ان کا مزاح تھا (کرمانی)

۴۰۴۴ — ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فوجی دستہ بھیجا اور ان پر ایک انصاری کو امیر مقرر کیا اور فوجی دستے سے فرمایا کہ اس کی اطاعت کریں۔ ایک دفعہ وہ غصہ میں آگیا تو اُن سے کہا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں میری اطاعت کا حکم نہیں دیا ہے۔ انھوں نے کہا کیوں نہیں ضرور حکم دیا ہے۔ اُس نے کہا میرے لئے لکڑیاں اکٹھی کرو پھر کہا ان کو آگ لگاؤ انھوں نے لکڑیوں کو آگ لگا دی پھر کہا تم سب اس میں داخل ہو جاؤ۔ انھوں نے آگ میں داخل ہونے کا قصد کر لیا اور بعض نے بعض کو روکنا شروع کیا اور کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آگ سے بھاگ کر آئے ہیں

فَاَوْقَدُوْهَا فَقَالَ ادْخُلُوْهَا فَهَمُّوْا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يُمْسِكُ بَعْضًا وَيَقُوْلُوْنَ فَرَرْنَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّارِ فَمَا زَالُوْا حَتّٰى خَمَدَتِ النَّارُ فَسَكَنَ غَضَبُهٗ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ دَخَلُوْهَا مَا خَرَجُوْا مِنْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَلطَّاعَةُ فِى الْمَعْرُوْفِ

بَابُ بَعْثِ اَبِىْ مُوْسٰى وَمُعَاذٍ اِلَى الْيَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

۴۰۴۵ ـ حَدَّثَنَا مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا

(اب آگ میں داخل کیوں ہوں) وہ اسی حال اور سوچ بچار میں رہے حتی کہ آگ بجھ گئی اور امیر کا غصہ فرو ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا اگر وہ آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک اُس سے نکل نہ پاتے۔ فرمانبرداری نیک کام میں ہوتی ہے۔

۴۰۴۴ ـ شرح : یعنی اگر وہ آگ میں داخل ہو جاتے اور اس میں مرجاتے تو قیامت تک اس سے نکل نہ پاتے یعنی آخرت کی آگ سے نہ نکلتے، کیونکہ وہ ایسی شئی کے مرتکب ہو جاتے جس سے ان کو منع کیا گیا تھا وہ یہ کہ حلال جانتے ہوئے اپنی جانوں کو ہلاک کرنا" علامہ کرمانی رحمۃ اللہ نے کہا وہ ہمیشہ آگ میں رہتے۔ کیونکہ امیر کی طاعت کرتے ہوئے اُن کا آگ میں گھس جانا اس کو حلال جاننا تھا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنی جانوں کو ہلاک نہ کرو۔ داؤدی نے کہا اس سے معلوم ہوتا ہے تاویل فاسد کی وجہ سے مؤول کو معذور نہیں سمجھا جاتا۔ لہٰذا جو کوئی شرعی قباحت کا ارتکاب کرے پھر بعد میں اس کی فاسد تاویل کرے وہ اس میں معذور متصور نہ ہو گا اور سزا کا مستوجب ہو گا! واللہ اعلم!

باب حجۃ الوداع سے پہلے ابوموسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل کو یمن کی طرف بھیجنا"

۴۰۴۷ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَدَّهُ أَبَا مُوسَى وَمُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا وَتَطَاوَعَا فَقَالَ أَبُو مُوسَى يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّ أَرْضَنَا بِهَا شَرَابٌ مِنَ الشَّعِيرِ الْمِزْرُ وَ

أَتَفَوَّقُ" فواق ناقہ سے ماخوذ ہے۔ وہ یہ کہ اونٹنی دوھی جاتی ہے پھر تھوڑی دیر چھوڑ دیا جاتا ہے تاکہ دودھ جمع ہو جائے پھر دوہا جاتا ہے اس طرح بار بار کرتے ہیں ایک ہی دفعہ اسے نہیں دوہتے ہیں۔ حضرت معاذ ابن جبل نے ابوموسیٰ کے استفسار میں کہا میں نے رات کے اجزاء معین کر رکھے ہیں کچھ نیند کے لئے کچھ قرآن پڑھنے اور نماز کے لئے۔ میں نیند میں بھی ثواب کا طالب ہوں یعنی میرا سونا اس غرض کے لئے ہے کہ یہ رات کے قیام میں مُمِدّ و معاون ہو تو یہ سونا بھی عبادت ہے۔

۴۰۴۶ — ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یمن کی طرف بھیجا تو انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اَشربہ کے متعلق پوچھا جو یمن میں تیار کئے جاتے ہیں آپ نے فرمایا وہ کیا ہیں۔ ابوموسیٰ نے کہا وہ بِتع اور مِزر ہیں۔ سعید نے کہا میں نے کہا میں نے اپنے والد ابوبردہ سے پوچھا کہ بِتع کیا ہے انھوں نے کہا شہد کا شیرہ اور مِزر جَو کا شیرہ ہے۔ آپ نے فرمایا ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔ اس کو جریر اور عبدالواحد نے شیبانی کے ذریعہ ابوبردہ سے روایت کیا ہے۔

۴۰۴۶ — مشرح : یعنی مذکور شیرہ جات اس وقت حرام ہیں جب یہ مُسکِر ہوں (نشہ دیں) کیونکہ ابوبردہ نے بِتع اور مِزر کی تفسیر کے بعد کہا ہر مسکر حرام ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کھجور، جَو، شہد اور مکئی وغیرہ کے نبیذ پینے جائز ہیں، لیکن جب ان میں نشہ پیدا ہو جائے تو ان کو پینا حرام ہے۔

۴۰۴۷ — ترجمہ : سعید بن ابوبردہ کے ذریعہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے دادا ابوموسیٰ کو اور حضرت معاذ کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا (لوگوں سے) آسانی کرو سختی نہ کرو اور ان کو خوش رکھو رنجیدہ نہ کرو اور ایک دوسرے کی موافقت کرو۔ ابوموسیٰ نے عرض کیا یا نبی اللہ! ہماری اس زمین میں جَو کا شیرہ مِزر اور شہد کا شیرہ بِتع ہے (ان کا حکم کیا ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نشہ والی شئے حرام ہے۔ دونوں حضرات یمن کی طرف

شَرَابٌ مِنَ الْعَسَلِ الْبِتْعُ فَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ فَانْطَلَقَا فَقَالَ مُعَاذٌ لِاَبِي مُوسٰى كَيْفَ تَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ قَالَ قَائِمًا وَقَاعِدًا وَعَلٰى رَاحِلَتِي وَاَتَفَوَّقُهُ تَفَوُّقًا قَالَ اَمَّا اَنَا فَاَنَامُ وَاَقُوْمُ فَاَحْتَسِبُ نَوْمَتِي كَمَا اَحْتَسِبُ قَوْمَتِي وَضَرَبَ فُسْطَاطًا فَجَعَلَا يَتَزَاوَرَانِ فَزَارَ مُعَاذٌ اَبَا مُوسٰى فَاِذَا رَجُلٌ مُوْثَقٌ فَقَالَ مَا هٰذَا فَقَالَ اَبُو مُوسٰى يَهُوْدِيٌّ اَسْلَمَ ثُمَّ ارْتَدَّ فَقَالَ مُعَاذٌ لَاَضْرِبَنَّ عُنُقَهٗ تَابَعَهُ الْعَقَدِيُّ وَوَهْبٌ عَنْ شُعْبَةَ وَقَالَ وَكِيْعٌ وَالنَّضْرُ وَاَبُوْدَاؤُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ جَرِيْرُ بْنُ عَبْدِ الْحَمِيْدِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ اَبِي بُرْدَةَ

۴۰۴۸ — حَدَّثَنِيْ عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ عَائِذٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ طَارِقَ بْنَ شِهَابٍ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيُّ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ

چلے گئے (ایک ملاقات میں) معاذ نے ابوموسیٰ سے کہا آپ قرآن کیسے پڑھتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا کھڑے ہو کر بیٹھ کر اور سواری پر اور وقفہ وقفہ سے پڑھتا ہوں۔ معاذ بن جبل نے کہا میں سوتا ہوں پھر اُٹھتا ہوں۔ اور اپنی نیند میں ثواب طلب کرتا ہوں جیسے اپنے قیام میں ثواب طلب کرتا ہوں۔ ابوموسیٰ نے خیمہ نصب کرایا کہ وہ ایک دوسرے کی زیارت کریں۔ معاذ نے ابوموسیٰ کی زیارت کی اچانک دیکھا کہ ایک شخص بندھا ہُوا ہے۔ کہا یہ کیا چیز ہے۔ ابوموسیٰ نے کہا یہ یہودی مسلمان ہو گیا تھا پھر مرتد ہو گیا ہے۔ معاذ بن جبل نے کہا میں اس کی گردن اڑاتا ہوں۔ مسلم کی عقدی اور وہب نے شعبہ سے روایت کرنے میں متابعت کی ہے۔ وکیع نضر اور ابوداؤد نے شعبہ سے اُنھوں نے سعید سے اُنہوں نے اپنے والد کے ذریعہ اپنے دادے سے انہوں نے نبی کریم سے روایت کی (اس کا مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث اس سند کے ذریعہ مرفوع حدیث ہے)

۴۰۴۸ — ترجمہ: ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے میری قوم کے مُلک کا حاکم بنا کر بھیجا۔ میں مکہ مکرمہ اس حال میں

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَرْضِ قَوْمِي فَجِئْتُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنِيخٌ بِالْأَبْطَحِ فَقَالَ أَحَجَجْتَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ كَيْفَ قُلْتَ قَالَ قُلْتُ لَبَّيْكَ إِهْلَالٌ كَإِهْلَالِكَ قَالَ فَهَلْ سُقْتَ مَعَكَ هَدْيًا قُلْتُ لَمْ أَسُقْ قَالَ فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَاسْعَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حِلَّ فَفَعَلْتُ حَتَّى مَشَطَتْ لِي امْرَأَةٌ مِنْ نِسَاءِ بَنِي قَيْسٍ وَمَكُثْنَا بِذٰلِكَ حَتَّى اسْتُخْلِفَ عُمَرُ

۴۰۴۹ ـ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ إِسْحٰقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِينَ بَعَثَهُ

آیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم البطح وادی میں اپنا اونٹ بٹھائے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اے عبداللہ ابن قیس! میں نے عرض کیا جی ہاں! یا رسول اللہ! فرمایا تو نے (احرام باندھتے وقت) کیسے کہا تھا میں نے عرض کیا میں نے کہا تھا لبیک میرا احرام آپ کے احرام کی طرح ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تو اپنے ساتھ قربانی کا جانور لایا ہے میں نے کہا میں قربانی کا جانور ہمراہ نہیں لایا ہوں۔ آپ نے فرمایا بیت اللہ کا طواف کرو اور صفا مروہ کے درمیان سعی کر کے احرام کھول دو! میں نے ایسا ہی کیا حتیٰ کہ بنی قیس کی عورتوں میں سے ایک عورت نے مجھے کنگھی کی ہم ایسا ہی کرتے رہے حتیٰ کہ عمر فاروق خلیفہ منتخب ہوئے (یعنی حضرت عمر فاروق کے عہد خلافت تک ہم تمتع کرتے رہے اس کی تفصیل حدیث ع ۱۲۶۵ کی شرح میں دیکھیں) اس حدیث کا ترجمۃ الباب سے مناسبت اس طرح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰ کو ان کی قوم کے ملک میں حاکم مقرر کر کے بھیجا تھا۔

۴۰۴۹ — ترجمہ: ابو معبد مولیٰ ابن عباس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب معاذ بن جبل کو یمن کی طرف بھیجا تو انہیں فرمایا تم اہل کتاب کے پاس جاؤ گے جب ان کے پاس جاؤ تو ان کو یہ دعوت دو کہ وہ یہ شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں (توحید و رسالت کی شہادت دیں) اگر وہ اس میں تمہاری اطاعت کر لیں تو ان کو خبر دو کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو

إِلَى الْيَمَنِ إِنَّكَ سَتَأْتِي قَوْمًا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ فَإِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ إِلَى أَنْ يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذٰلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذٰلِكَ فَأَخْبِرْهُمْ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلَى فُقَرَائِهِمْ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لَكَ بِذٰلِكَ فَإِيَّاكَ وَكَرَائِمَ أَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ طَوَّعَتْ طَاعَتْ وَأَطَاعَتْ لُغَةٌ طِعْتُ وَطُعْتُ وَأَطَعْتُ

اُن میں سے مالداروں سے لی جائے گی ان کے فقراء اور غرباء میں تقسیم کی جائے گی اگر وہ اس میں تمہاری اطاعت کرلیں تو اُن کے اعلیٰ اموال سے بچو اور مظلوم کی بددعاء سے ڈرو! کیونکہ اس کی بددعاء اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔ امام بخاری نے کہا: طَوَّعَتْ، طَاعَتْ اور اَطَاعَتْ ایک ہی لغت ہے۔ طِعْتُ، وطُعْتُ واَطَعْتُ ہم معنی ہیں۔

۴۰۴۹ — **شرح**: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو دس ہجری میں حجۃ الوداع سے قبل یمن کا حاکم مقرر کرکے یمن بھیجا کہ وہ اہل یمن کو قرآن کی تعلیم دیں اور انہیں اسلام کے احکام سے خبردار کریں اور ان میں اسلامی ضابطہ کے مطابق فیصلے کریں اور لوگوں سے زکوٰۃ وصول کریں۔ اور زکوٰۃ وغیرہ میں لوگوں کے عمدہ مال نہ لیں اور مظلوم کی بددعاء سے ڈرتے رہیں کیونکہ مظلوم اگرچہ غیر مسلم ہو اس کی بددعاء جلد قبول ہوتی ہے۔

امام بخاری کی عادت ہے کہ جو غریب الفاظ قرآن کریم میں ہیں جب وہ حدیث کے کسی لفظ کے موافق ہوں تو ان کی تفسیر کر دیتے ہیں۔ چنانچہ امام نے کہا: قرآن میں طَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ" کا معنی ہے طَاعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ" یعنی اس کا نفس اس کے تابع ہو گیا۔ طَاعَتْ کو ہمزہ کے ساتھ اَطَاعَتْ بھی پڑھا جاتا ہے۔ یہ اس وقت کہا جاتا ہے جبکہ اپنی ذات سے خبر دینا مقصود ہو اور طِعْتُ بکسر الطاء اور طُعْتُ بضم الطاء اور اَطَعْتُ بزیادۃ الہمزہ سب کا معنیٰ واحد ہے وہ یہ ہے کہ اس کے تابع ہو گیا (قسطلانی)

۴۰۵۰ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيْبِ ابْنِ اَبِیْ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ اَنَّ مُعَاذًا لَمَّا قَدِمَ الْيَمَنَ صَلّٰی بِهِمُ الصُّبْحَ فَقَرَاَ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لَقَدْ قَرَّتْ عَيْنُ اُمِّ اِبْرَاهِيْمَ زَادَ مُعَاذٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرٍو اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَی الْيَمَنِ فَقَرَاَ مُعَاذٌ فِیْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ سُوْرَةَ النِّسَآءِ فَلَمَّا قَالَ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا قَالَ رَجُلٌ خَلْفَهٗ قَرَّتْ عَيْنُ اُمِّ اِبْرَاهِيْمَ

۴۰۵۰ ـ ترجمہ : عمرو بن میمون سے روایت ہے کہ جب معاذ بن جبل یمن میں آئے تو لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی اور پڑھا : وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا ،، اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو دوست بنا لیا ، تو لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا ابراہیم علیہ السلام کی ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہو گئی۔ معاذ نے شعبہ ، حبیب ، سعید کے ذریعہ عمرو کی روایت میں اضافہ ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل کو یمن کی طرف بھیجا تو معاذ نے صبح کی نماز میں سورۂ نساء پڑھی اور جب پڑھا وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا ،، تو ان کے پیچھے ایک شخص نے کہا ابراہیم کی ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہو گئی۔

۴۰۵۰ ـ شرح : جب معاذ بن جبل یمن میں گئے تھے تو عمرو بن میمون وہاں موجود تھے۔ اس لئے انھوں نے کہا جب معاذ یمن میں آئے ۔ قَرَّتْ عَيْنُ اُمِّ اِبْرَاهِيْمَ کا معنی ہے اس کے آنسو ٹھنڈے ہو گئے ۔ یہ سُرور سے کنایہ ہے کیونکہ سرور کے آنسو ٹھنڈے ہوتے ہیں جبکہ حزن و ملال کے آنسو گرم ہوتے ہیں ۔ اسی لئے جب کسی کے لئے دعا کی جاتی ہے تو کہا جاتا ہے : اَقَرَّ اللّٰهُ عَيْنَكَ ،، اللہ تیری آنکھ ٹھنڈی کرے اور جب کسی کے لئے بد دعا کی جاتی ہے تو کہا جاتا ہے اَسْخَنَ اللّٰهُ عَيْنَكَ ،، اللہ تیری آنکھ گرم کرے۔ ثعلب نے کہا ,, قَرَّتْ الخ ،، کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنے مقصد کی انتہا کو پہنچا اب اس سے اوپر اس کی خواہش نہیں رہی اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی اقتدار میں اس شخص نے یہ کلمات کہے تھے ان کو نماز کے اعادہ کا حکم کیوں نہیں دیا حالانکہ امام کی اقتدار میں ایسے الفاظ کہنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے ۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت حضرت معاذ

بَابُ بَعْثِ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ وَخَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ اِلَى الْيَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

۴۰۵۱ — حَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ بْنِ اِسْحٰقَ ابْنِ اَبِيْ اِسْحٰقَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ اِلَى الْيَمَنِ قَالَ ثُمَّ بَعَثَ عَلِيًّا بَعْدَ ذٰلِكَ مَكَانَهٗ فَقَالَ مُرْ اَصْحَابَ خَالِدٍ مَنْ شَاءَ مِنْهُمْ اَنْ يُعَقِّبَ مَعَكَ فَلْيُعَقِّبْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُقْبِلْ فَكُنْتُ فِيْمَنْ عَقَّبَ مَعَهٗ قَالَ فَغَنِمْتُ اَوَاقِ ذَوَاتِ عَدَدٍ

نماز کے اعادہ کے وجوب کا علم نہ تھا یا اس کو اعادہ کا حکم دیا ہو لیکن وہ نقل نہیں کیا گیا (عینی)

باب — حضرت علی المرتضیٰ اور خالد بن ولید کو، حجۃ الوداع سے قبل یمن کی طرف بھیجنا"

۴۰۵۱ — ترجمہ : ابو اسحاق نے کہا میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ ہمیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کے ہمراہ یمن کی طرف بھیجا پھر اس کے بعد خالد کی جگہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور فرمایا خالد کے ساتھیوں سے کہہ دو کہ جو کوئی اُن میں سے تمہارے پاس جانا چاہے وہ جائے اور جو آنا چاہے وہ آجائے براء بن عازب نے کہا میں اُن لوگوں میں سے تھا جو اُن کے ساتھ گئے تو مجھے غنیمت میں بہت سے درہم حصہ میں آئے تھے۔

۴۰۵۲ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ سُوَیْدِ ابْنِ مَنْجُوْفٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُرَیْدَۃَ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلِیًّا اِلٰی خَالِدٍ لِیَقْبِضَ الْخُمُسَ وَکُنْتُ اُبْغِضُ عَلِیًّا وَقَدِ اغْتَسَلَ فَقُلْتُ لِخَالِدٍ اَلَا تَرٰی اِلٰی ھٰذَا فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَکَرْتُ ذٰلِکَ لَہٗ فَقَالَ یَا بُرَیْدَۃُ اَتُبْغِضُ عَلِیًّا فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَا تُبْغِضْہُ فَاِنَّ لَہٗ فِی الْخُمُسِ اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِکَ

۴۰۵۱ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف سے واپسی اور جعرانہ میں اموالِ غنیمت تقسیم کرنے کے بعد ان کو یمن بھیجا تھا۔ تعقیب کا معنیٰ غزوہ کے بعد غزوہ کرنا ہے۔ ایک اوقیہ چالیس درہم کی ہوتی ہے۔

۴۰۵۲ — ترجمہ : عبداللہ بن بُریدہ نے اپنے والد بُریدہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد کے پاس حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھیجا تاکہ خمس لائیں اور میں علی سے بغض رکھتا تھا جبکہ اُس نے غسل کیا تھا۔ میں نے خالد سے کہا کیا تم اِس کو دیکھتے نہیں ہو؟ جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو میں نے آپ سے یہ ذکر کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بُریدہ تو علی کے ساتھ بغض رکھتا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! آپ نے فرمایا علی سے بغض نہ رکھو کیونکہ ان کا خمس میں حصہ اس سے زیادہ ہے۔

۴۰۵۲ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غنیمت کے مال سے خمس لینے خالد کے پاس بھیجا جبکہ اس وقت خالد یمن میں تھے بُریدہ کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض کرنے کا سبب یہ تھا کہ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اُنھوں نے خُمس سے لونڈی لی اور صبح کو غسل کیا۔ بُریدہ نے گمان کیا کہ علی نے خیانت کی ہے اور ایک حیض گزرنے کے بغیر لونڈی سے جماع کیا ہے۔ اسی لئے اُنھوں نے غسل کیا ہے جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ذکر کیا تو آپ نے فرمایا علی کا لونڈی سے جماع کرنا صحیح تھا کہ خمس میں سے علی کا حصہ اس سے زیادہ ہے۔ رہا یہ کہ اُنھوں نے استبراء سے پہلے لونڈی سے جماع کیا ہے تو اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خیال فرمایا تھا کہ لونڈی کنواری ہے۔ اس کے استبراء کی ضرورت نہیں ہے، کیونکہ لونڈی سے استبراء اس لئے

۴۰۵۳ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ شُبْرُمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي نُعْمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُولُ بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ فِي أَدِيمٍ مَقْرُوظٍ لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا قَالَ فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ وَأَقْرَعَ بْنِ حَابِسٍ وَزَيْدِ الْخَيْلِ وَالرَّابِعُ إِمَّا عَلْقَمَةُ وَإِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ كُنَّا نَحْنُ أَحَقَّ بِهٰذَا مِنْ هٰؤُلَاءِ قَالَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کیا جاتا ہے کہ اس کا رحم مشغول نہ ہو جب اس کو حیض آجائے تو یہ عدم شغل کی علامت ہے کنواری لونڈی سے استبراء کی ضرورت نہیں ،، علامہ سیوطی اور عینی نے خطابی سے نقل کیا کہ یہاں دو اشکال ہیں ایک یہ کہ حضرت علی نے خود بخود اپنے لئے لونڈی تقسیم میں شامل کرلی۔ دوسرے یہ کہ استبراء سے پہلے اس سے جماع کیا اس کا جواب یہ ہے کہ امام کے لئے جائز ہے کہ غنیمت کے مال اس کے مستحقین میں تقسیم کرے اور وہ خود ان کے ساتھ ان میں شریک ہوتا ہے۔ اسی طرح جو امام کے قائم مقام ہو اس کو بھی یہ حق حاصل ہے۔ رہی بات استبراء کی تو اوپر ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اجتہاد کیا تھا کہ چونکہ لونڈی نابالغہ ہے یا کنواری ہے اس لئے استبراء کی ضرورت نہیں صاحب تیسیر القاری نے ذکر کیا کہ دوسرے اشکال کے جواب سے خصم کو تسلی نہیں ہوتی کیونکہ اشکال کی اساس اس پر ہے کہ استبراء کے بارے میں بالغ اور نابالغ میں کچھ فرق نہیں ہے اور استبراء کا وجوب منصوص علیہ ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح حنین کے بعد اوطاس کی قیدی عورتوں سے استبراء کے بغیر جماع کرنے سے منع کر دیا تھا۔ اس میں بالغہ یا نابالغہ باکرہ یا شادی شدہ کی تخصیص نہ کی تھی بلکہ عام حکم جاری فرمایا اور کسی صحت کی تخصیص نہ کی اور اجتہاد نص کا مقابلہ نہیں کرسکتا اس خلجان کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کا عدم استبراء میں اجتہاد مطلق نہیں ہے بلکہ کنواری عورت کے عدم استبراء میں ہے۔ عقل کا مقتضیٰ بھی یہی ہے۔ لہٰذا درحقیقت یہ اجتہاد عام کو قیاس عقل کے ساتھ خاص کرنا ہے۔ واللہ الموفق ،، قسطلانی نے کہا احمد نے عبد الجلیل کے طریق سے عبد اللہ بن بریدہ کے ذریعہ اور ان کے والد سے روایت میں یہ اضافہ کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بریدہ سے فرمایا کہ اگر تو علی سے محبت کرتا ہے تو ان سے اور محبت کر دا نیز انھوں نے اجلح کندی کے طریق سے عبد اللہ بن بریدہ سے روایت کی کہ علی کے متعلق بدگمانی نہ کر کیونکہ وہ مجھ سے ہے اور میں

فَقَالَ اَلَا تَأْمَنُوْنِیْ وَاَنَا اَمِیْنُ مَنْ فِی السَّمَآءِ یَأْتِیْنِیْ خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَّمَسَآءً قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَیْنَیْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَیْنِ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْیَةِ مَحْلُوْقُ الرَّاسِ مُشَمَّرُ الْاِزَارِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ قَالَ وَیْلَكَ اَوَلَسْتُ اَحَقَّ اَهْلِ الْاَرْضِ اَنْ یَّتَّقِیَ اللّٰهَ قَالَ ثُمَّ وَلَّی الرَّجُلُ قَالَ خٰلِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اَضْرِبُ عُنُقَهٗ قَالَ لَا لَعَلَّهٗ اَنْ یَّكُوْنَ یُصَلِّیْ فَقَالَ خٰلِدٌ وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ یَقُوْلُ بِلِسَانِهٖ مَا لَیْسَ فِیْ قَلْبِهٖ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَمْ اُوْمَرْ اَنْ اَنْقُبَ عَنْ قُلُوْبِ النَّاسِ وَلَا اَشُقَّ بُطُوْنَهُمْ قَالَ ثُمَّ نَظَرَ اِلَیْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ فَقَالَ اِنَّهٗ یَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ

اس سے ہوں وہ میرے بعد تمہارا ناصر و مددگار ہوگا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد کے لئے جائز ہے کہ لونڈی سے جماع کرے اگرچہ بیوی کے ہوتے ہوئے وہ کسی دوسری عورت سے نکاح نہیں کرسکتا۔ اسی لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد دوسری عورتوں سے نکاح کیا تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۰۵۳ — **ترجمہ**: عبدالرحمٰن بن ابی نُعم نے کہا میں نے ابوسعید خدری کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یمن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دباغت کردہ چمڑے میں تھوڑا سا سونا بھیجا جو اس کی مٹی سے علیحدہ نہ کیا گیا تھا۔ آپ نے وہ چار اشخاص عُیَینہ بن بدر، اقرع بن حابس، زید الخیل اور چوتھے علقمہ بن عُلاثہ یا عامر بن طفیل میں تقسیم کیا۔ آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے کہا ہم اس کے ان لوگوں سے زیادہ مستحق ہیں یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے فرمایا تم مجھے امین نہیں جانتے ہو حالانکہ میں اُن کا امین ہوں جو آسمانوں میں رہتے ہیں میرے پاس صبح و شام آسمان والوں کی خبریں آتی ہیں۔ ابوسعید نے کہا ایک شخص دھنسی ہوئی آنکھوں والا، اُبھرے ہوئے رخساروں والا، اونچی پیشانی والا، گھنی داڑھی والا، منڈے ہوئے سر والا، تہ بند اُٹھائے ہوئے کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ! اللہ سے ڈریں آپ نے فرمایا تو ہلاک ہوجائے کیا میں اللہ تعالیٰ سے روئے زمین والوں سے زیادہ ڈرنے والا نہیں ہوں؟ پھر وہ آدمی چلا گیا۔ خالد بن ولید نے کہا یا رسول اللہ

يَتْلُونَ كِتَابَ اللهِ رَطْبًا لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ وَاَظُنُّهُ قَالَ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ

صلی اللہ علیہ وسلم! کیا میں اس شخص کی گردن نہ مار دوں؟ آپ نے فرمایا نہ شائد وہ نماز پڑھتا ہوگا خالد نے کہا ایسے نماز پڑھنے والے بہت ہیں جو زبان سے وہ کہتے ہیں جو اُن کے دلوں میں نہیں ہوتا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے لوگوں کے دل کریدنے کا حکم نہیں دیا گیا اور نہ ہی یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں کے پیٹ چیروں، پھر آپ نے اس کی طرف دیکھا حالانکہ وہ پیٹھ پھیر کر جا رہا تھا اور فرمایا اس آدمی کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو تجوید کے ساتھ قرآن کریم پڑھیں گے وہ ان کے حلقوم سے نیچے نہ اُترے گا وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے پار نکل جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا اگر میں ان کو پاؤں تو قوم ثمود کی طرح ان کو قتل کردوں گا۔

۴۰۵۳ — شرح: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے کچھ سونا بھیجا جو ابھی اس کی مٹی سے علیحدہ نہیں کیا گیا تھا۔ یہ سونا خمس خمس سے تھا یا خمس سے یا اصل غنیمت سے تھا اس میں مختلف اقوال ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصیات سے ہے کہ آپ کسی مصلحت کے لئے جس کو چاہیں عطا کریں۔ آپ نے وہ سونا چار آدمیوں میں تقسیم فرمایا اُن میں سے ایک عیینہ بن حصن تھا۔

عُیَیْنَہ بن حصن "

ان کا نسب یہ ہے عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر فزاری اپنے اعلیٰ دادا کی طرف منسوب ہیں ان کی کنیت ابو مالک ابو عمر نے کہا وہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے۔ کہا گیا ہے کہ پہلے مسلمان ہوئے۔ یہ مؤلفۃ القلوب میں سے ہیں یعنی جن کی اسلام میں تالیف قلب کی گئی ہے یہ سخت قلوب والے اعراب میں سے تھے۔ ان کا نام حذیفہ تھا پھر لقوہ ہو گیا تو آنکھیں موٹی ہو گئی تھیں اس لئے ان کو عُیینہ کہا جاتا تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے توضیح سے نقل کیا کہ عیینہ منافقین میں سے تھا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرتد ہو گیا تھا۔ خالد بن ولید نے اسے رسیوں سے باندھ کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اُس نے اسلام قبول کر لیا ابو بکر نے اس کو معاف کر دیا، دوسرے اقرع بن حابس ہیں۔ ان کا نام فراس ہے۔ ان کے سر میں "قرع" لاٹھی کا زخم تھا اس لئے ان کو اقرع کہا جاتا تھا۔ یہ بھی مؤلفۃ القلوب میں سے ہیں تیسرے زید الخیل ہیں وہ زید بن مہلہل بن زید ابن منہب طائی ہیں وہ نو ہجری میں طئی کے وفد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور

اسلام قبول کر لیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام زید الخیر رکھا، جبکہ انہیں زید الخیل کہا جاتا تھا کیونکہ ان کے پاس بہت اچھے گھوڑے تھے۔ وہ بہترین شاعر، خطیب اور بہت بہادر تھے۔ مسلمان ہونے سے پہلے اُنہوں نے عامر بن طفیل کو قید کر کے اس کی پیشانی کے بال کاٹ دیئے تھے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ چوتھے علقمہ بن علاثہ ہیں۔ یہ کلابی عامری ہیں وہ عامری ہیں وہ بھی مؤلفۃ القلوب میں سے تھے۔ وہ اپنی قوم کے سردار تھے بہت عقلمند اور بُردبار تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو حوران کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اور اُن کے عہدِ خلافت میں وہ حوران میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ یا چوتھا عامر بن طفیل ہے یہ راوی کو شک ہُوا ہے۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اسلام قبول کئے بغیر اسی وقت واپس چلا گیا تھا۔ اس کے کان کے پاس پھنسی نکلی جس سے وہ مرگیا اسی لئے کہا گیا ہے کہ عبدالواحد نے غلطی سے عامر بن طفیل کو ذکر کر دیا ہے۔ دمیاطی نے کہا وہ کافر مرا تھا۔ قولہ قَامَ رَجُلٌ الخ یہ شخص ذُوالخُوَیصِرہ تمیمی ہے۔ اس کا نام حرقوص بن زُہیر سعدی ہے۔ ابوداؤد نے اس کا نام نافع ذکر کیا ہے۔ سُہیلی نے اس کو ترجیح دی ہے۔ اس شخص کی آنکھیں کھبی ہُوئی تھیں اور حدقہ کے اندر دھنسی ہُوئی تھیں اور اس کے ہڈیاں اُبھری ہُوئی تھیں اور ماتھا اونچا تھا داڑھی گھنی اور سَر منڈا ہُوا تھا گویا وہ شخص کریہہ المنظر تھا۔ حدیث ۳۲۷۹ اور حدیث ۳۱۲۸ کی شرح میں اس کی پُوری تفصیل مذکور ہے۔ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر میں ان کو پاؤں تو قومِ عاد کی طرح انہیں قتل کروں گا۔ یعنی اُن کا کلیۃً خاتمہ کروں گا جیسے قومِ عاد کا خاتمہ ہُوا تھا۔ وہ تیز ہوا سے ہلاک ہُوئے جبکہ ہود سخت چیخ دار آواز سے ہلاک ہُوئے تھے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا اگر یہ سوال پوچھا جائے اگر ان کو قتل کرنا جائز تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو اس آدمی کے قتل کرنے سے کیوں منع کیا تھا اس کا جواب یہ ہے اس قوم کے قتل کرنے کو یہ لازم نہیں کہ اس آدمی کو بھی قتل کرنا جائز تھا۔ علامہ خطابی نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ اس شخص میں اللہ کی قضاء جاری ہوگی۔ حتیٰ کہ اس کی نسل سے وہ لوگ نکلیں گے جو اپنے بُرے اعمال کے باعث قتل کے مستحق ہوں گے اور ان کو قتل کرنا ان کے لئے عذاب ہوگا۔ اس میں مصلحت بھی ہے علامہ قرطبی نے کہا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر تنقید کرنے کے باعث ذوالخویصرہ اگرچہ قتل کا مستوجب ہو چکا تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے اس کو قتل کرنے سے منع کر دیا کہ دوسرے لوگ یہ باتیں نہ کریں کہ آپ لوگوں کو قتل کر دیتے ہیں۔ علامہ مازری نے کہا ہو سکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالخویصرہ سے نبوت میں طعن نہ خیال فرمایا ہو اس نے صرف آپ کو تقسیم میں ترکِ عدل کی طرف منسوب کیا ہو اور یہ کبیرہ نہیں جبکہ انبیاء کرام علیہم السلام کبائر سے معصوم ہوتے ہیں۔ اس میں امت کا اتفاق ہے۔ علامہ قرطبی کا جواب صحیح تر ہے اور بعض روایات کے موافق ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ علیہ نے کہا میرا مذہب یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد ہر چھوٹے بڑے گناہ سے معصوم ہوتے ہیں اور بعض انبیاء کرام سے جو کوئی

۴۰۵۴ـــ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا أَنْ يُقِيمَ عَلَى إِحْرَامِهِ زَادَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ بِسِعَايَتِهِ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا أَهْلَلْتَ يَا عَلِيُّ قَالَ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَأَهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا كَمَا أَنْتَ قَالَ وَأَهْدَى لَهُ عَلِيٌّ هَدْيًا

۴۰۵۵ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ أَنَّهُ ذَكَرَ لِابْنِ عُمَرَ أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَحَجَّةٍ فَقَالَ أَهَلَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ وَأَهْلَلْنَا بِهِ مَعَهُ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ

تھی صغیرہ گناہ کے مشابہ واقع ہوئی ہے وہ گناہ نہیں وہ صرف یہ ہے کہ اس میں نبی کا افضل کو ترک کر کے فاضل کی طرف میلان ہوتا ہے ۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۰۵۴ـــ ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو حکم دیا اپنے احرام پر قائم رہے ۔ محمد بن بکر نے ابن جریج سے کچھ زیادہ بیان کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا اے علی تم نے کس چیز کا احرام باندھا ہے ؟ حضرت علی نے کہا جس چیز کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ہے ۔ (میری نیت بھی یہی تھی) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم محرم ٹھہرے رہو جیسا کہ اس وقت ہو جابر نے کہا علی نے آپ کے لئے قربانی بھی کی (حدیث ۱۴۹۳ ، ۱۴۶۴ کی شرح دیکھیں)

۴۰۵۵ـــ ترجمہ : حمید طویل نے بیان کیا کہ بکر بصری نے ان سے بیان کیا کہ انہوں نے ابن عمر سے ذکر کیا کہ انس نے ان کو خبر دی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

هَدْیٌ فَلْيَجْعَلْهَا عُمْرَةً وَكَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدْيٌ فَقَدِمَ عَلَيْنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ مِنَ الْيَمَنِ حَاجًّا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا أَهْلَلْتَ فَإِنَّ مَعَنَا أَهْلَكَ قَالَ أَهْلَلْتُ بِمَا أَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمْسِكْ فَإِنَّ مَعَنَا هَدْيًا

بَابُ غَزْوَةِ ذِي الْخَلَصَةِ

۴۰۵۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا بَيَانٌ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ كَانَ بَيْتٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يُقَالُ لَهُ ذُو الْخَلَصَةِ وَالْكَعْبَةُ

نے عمرہ اور حج کا احرام باندھا تھا۔ انھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے حج کا احرام باندھا اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ حج کا احرام باندھا جب ہم مکہ میں آئے تو آپ نے فرمایا جس کے پاس ہدی نہیں وہ اس کو عمرہ کردے (عمرہ کے افعال کر کے احرام کھول دے) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس قربانی تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ یمن سے حج کرنے آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم نے کونسا احرام باندھا ہے کیونکہ ہمارے ساتھ تمہاری بیوی ہے۔ حضرت علی نے کہا میں نے وہی احرام باندھا ہے جیسا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے احرام باندھا ہے۔ فرمایا تم محرم ٹھہرے رہو کیونکہ ہمارے ساتھ قربانی ہے (یہ حدیث حج میں مذکور ہے)

باب — غزوہ ذی الخلصہ

خَلَصَہ کے پہلے تینوں حروف مفتوح ہیں یہ اس مکان کا نام ہے جس میں بت تھا بعض نے کہا مکان کا نام خلصہ ہے اور اس میں بت کا نام ذوالخلصہ ہے۔ کہا گیا ہے کہ وہ دوس کا بت ہے جس کی آخر زمانہ میں پوجا کی جائے گی، چنانچہ حدیث شریف میں ہے قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ دوس اور خثعم کی عورتوں کے سرین ذوالخلصہ کے ارد گرد حرکت کریں گے اب اس کی جگہ قبیلہ خثعم کی زمین میں جامع مسجد ہے جو شہر عبلات میں واقع ہے (فتح الباری وعینی)

۴۰۵۶ — ترجمہ: قیس نے جریر سے روایت کی کہ انہوں نے کہا جاہلیت میں ایک

اَلْیَمَانِیَّۃُ وَالْکَعْبَۃُ الشَّامِیَّۃُ فَقَالَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا تُرِیْحُنِیْ مِنْ ذِی الْخَلَصَۃِ فَنَفَرْتُ فِیْ مِائَۃٍ وَّخَمْسِیْنَ رَاکِبًا فَکَسَرْنَاہُ وَقَتَلْنَا مَنْ وَّجَدْنَا عِنْدَہٗ فَاَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُہٗ فَدَعَا لَنَا وَلِاَحْمَسَ ۔

گھر تھا جسے ذوالخلصہ، کعبہ یمانیہ اور کعبہ شامیہ کہا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ تم مجھے ذی الخلصہ سے آرام نہیں پہنچاؤ گے؟ میں ایک سو پچاس سوار لے کر گیا اور ہم نے اس کو توڑ پھوڑ دیا اور جو لوگ اس کے پاس تھے ان کو قتل کر دیا پھر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کیا تو آپ نے ہمارے لئے اور قبیلہ احمس کے لئے دعاء فرمائی"۔

۴۰۵۶ — شرح : قولہ یُقَالُ لَہٗ ذُوالْخَلَصَۃِ الخ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس میں اشکال ہے وہ یہ کہ لوگ اس کو صرف کعبہ یمانیہ کہتے ہیں اور کعبہ شامیہ تو مکہ مکرمہ میں کعبہ معظمہ ہے۔ لہٰذا اس کی تاویل کرنا لازمی امر ہے وہ یہ کہ کہا جائے کہ اس کو کعبہ یمانیہ کہا جاتا ہے اور جو مکہ میں ہے وہ کعبہ شامیہ ہے۔ قاضی عیاض نے کہا شامیہ کو ذکر کرنا غلط ہے علامہ کرمانی نے کہا احتمال ہے کہ کعبہ مبتداء اور شامیہ اس کی خبر ہو اور جملہ حال ہو تو معنی یہ ہوگا کعبہ صرف شامیہ ہی ہے۔

علامہ قسطلانی نے کہا کعبہ شامیہ وہ ہے جو مکہ میں ہے یہاں مبتداء کی خبر محذوف ہے۔ علامہ ابن حجر نے شرح میں کہا میری رائے یہ ہے کہ جس طرح حدیث صحیح درست ہے اس کو کعبہ یمانیہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ یمن میں ہے۔ چونکہ وہاں کے لوگوں نے اس کا دروازہ شام کی جہت میں رکھا ہے۔ اس لئے اس کو شامیہ کہا جاتا ہے۔ قاضی عیاض کی روایت اس کی تائید کرتی ہے انہوں نے کہا بعض روایات میں یمانیہ کعبہ شامیہ واؤ عاطفہ کے بغیر ہے اس تقدیر پر معنی یہ ہوگا کہ اس کو کبھی تو ذوالخلصہ کہتے ہیں کبھی یمانیہ کہتے ہیں اور کبھی شامیہ کہہ دیتے ہیں۔ اقول علامہ ابن حجر کی تقریر مستحسن ہے کیونکہ ہمارے دیار میں بھی بعض شہروں کے دروازوں کے نام اس جہت میں واقع شہر کے نام سے موسوم ہوتے ہیں جیسے لاہور میں دہلی دروازہ ہندوستان میں دہلی کی جہت میں ہے۔ اس لئے اس کو دہلی دروازہ کہا جاتا ہے۔ لہٰذا اس تقدیر پر کسی تاویل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ علامہ قسطلانی نے پہلی صورت کا ذکر یُقَالُ لَہٗ میں لام تعلیلیہ ہے یعنی اس گھر جس کو ذوالخلصہ کہا جاتا ہے کی وجہ سے کعبہ مکرمہ کو کعبہ شامیہ کہا جاتا ہے تاکہ اس کا کعبہ یمانیہ سے امتیاز ہو جائے اس سے پہلے کعبہ وصف کا محتاج نہ تھا جب بعد میں یمانیہ تعریف مشہور ہی مراد ہوتا تھا جب سے کعبہ یمانیہ بنایا گیا اس سے امتیاز کے لئے کعبہ کو شامیہ

۴۰۵۷ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا قَيْسٌ قَالَ قَالَ لِيْ جَرِيْرٌ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تُرِيْحُنِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَكَانَ بَيْتًا فِيْ خَثْعَمَ يُسَمّٰى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةِ فَانْطَلَقْتُ فِيْ خَمْسِيْنَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِنْ اَحْمَسَ وَكَانُوْا اَصْحَابَ خَيْلٍ وَكُنْتُ لَا اَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ فِيْ صَدْرِيْ حَتّٰى رَاَيْتُ اَثَرَ اَصَابِعِهِ فِيْ صَدْرِيْ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا فَانْطَلَقَ اِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا ثُمَّ بَعَثَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ جَرِيْرٍ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتّٰى تَرَكْتُهَا كَاَنَّهَا جَمَلٌ اَجْرَبُ قَالَ فَبَارَكَ فِيْ خَيْلِ اَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ

کہا جاتا ہے لہذا اشکال نہ رہا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جریر بن عبد اللہ کو اس لئے ذو الخلصہ کو توڑنے کے لئے مقرر فرمایا تھا کہ یہ بتکدہ اُن کے علاقہ میں تھا اور جریر اپنی قوم کے سردار تھے۔ اَحْمَسْ بَجِیْلَہ کا بھائی ہے اور حضرت جریر رضی اللہ عنہ کا گروہ ہے وہ احمس بن غوث بن انمار کی طرف منسوب ہیں اور بجیلہ ایک عورت ہے جس کی طرف مشہور قبیلہ بجیلہ منسوب ہے۔ ایک اور قبیلہ ہے اس کو بھی احمس کہا جاتا ہے یہاں قبیلہ کے لوگ مراد نہیں کیونکہ یہ احمس بن ضبیعہ بن ربیعہ بن نزار ہے اور جس احمس نے ذو الخلصہ کو تباہ و برباد کیا تھا وہ احمس بن غوث بن انمار ہے۔

۴۰۵۷ ـــ ترجمہ: قیس نے کہا مجھے جریر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم مجھے ذی الخلصۃ سے آرام نہیں پہنچاتے ہو وہ قبیلہ خثعم کا گھر تھا جس کو کعبہ یمانیہ کہا جاتا تھا میں قبیلہ احمس سے ایک سو پچاس سوار لے کر نکلا وہ گھوڑوں والے تھے اور میں گھوڑے پر ٹھہر نہیں سکتا تھا آپ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا تو میں آپ کی پیاری پیاری انگلیوں کے نشان اپنے سینے پر دیکھے اور فرمایا: اے اللہ اس کو گھوڑے پر ثابت رکھ اور اس کو ہادی اور ہدایت یافتہ کر جریر کعبہ یمانیہ کی طرف چلے اور اس کو توڑ پھوڑ کر جلا دیا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قاصد بھیجا اس نے کہا یا رسول اللہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں آپ کے

۴۰۵۸ــ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تُرِيحُنِي مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ فَقُلْتُ بَلٰى فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ أَحْمَسَ وَكَانُوا أَصْحَابَ خَيْلٍ وَكُنْتُ لَا أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَرَبَ يَدَهُ عَلٰى صَدْرِي حَتّٰى رَأَيْتُ أَثَرَ يَدِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا قَالَ فَمَا وَقَعْتُ عَنْ

پاس نہیں آیا حتیٰ کہ اس کو ایسا چھوڑ کر آیا ہوں جیسے خارشی اونٹ ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احمس کے سواروں اور پیادوں کے لئے برکت کی دعاء کی ہے۔

۴۰۵۷ــ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر سے فرمایا کہ تم مجھے ذی الخلصہ سے قلبی راحت نہیں پہنچا سکتے ہو؟ کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے ماسوا کسی کی عبادت کرنے سے قلبی رنج ہوتا تھا۔ خثعم یمن میں ایک قبیلہ ہے جو خثعم بن انمار بن اراش کی طرف منسوب ہے۔ جریر بن عبد اللہ نے آپ سے شکایت کی کہ وہ گھوڑے پر ٹھہر نہیں سکتے۔ حاکم نے براء سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر سے فرمایا میرے قریب آؤ وہ آپ کے قریب ہوئے تو آپ نے دست اقدس جریر کے سر پر رکھا پھر اس کے چہرہ اور سینے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ناف تک لے گئے پھر دست اقدس جریر کے سر پر رکھا اور اس کی کمر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے سرین تک لے گئے پھر فرمایا اے اللہ جریر کو ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا کامل مکمل کر دے۔ جریر رضی اللہ عنہ ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ گئے اور اس کو خارشی اونٹ کی طرح کر دیا۔ علامہ خطابی نے کہا کہ بت خانہ کو جلا دیا گیا حتیٰ کہ وہ اس اونٹ کی طرح سیاہ ہو گیا جس کو خارش کی وجہ سے گندھک مل گئی ہو اور اس کے بال اتر گئے ہوں اور اس کا چمڑا خارش کی وجہ سے خراب اور سیاہ ہو گیا ہو۔ حدیث ۲۸۱۷ اور حدیث ۲۸۶۹ کی شرح دیکھیں۔

۴۰۵۸ــ ترجمہ : جریر سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم مجھے ذی الخلصہ سے راحت نہیں پہنچاتے ہو؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں پھر میں قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کے ساتھ روانہ ہوا وہ سب گھوڑوں پر سوار تھے اور میں گھوڑے پر ٹھہر نہیں سکتا تھا۔ میں نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے دست اقدس میرے سینے پر

فَرَسِي بَعْدُ قَالَ وَكَانَ ذُوالْخَلَصَةِ بَيْتًا بِالْيَمَنِ لِخَثْعَمَ وَبَجِيلَةَ فِيهِ نُصُبٌ
تُعْبَدُ يُقَالُ لَهُ الْكَعْبَةُ قَالَ فَأَتَاهَا فَحَرَّقَهَا بِالنَّارِ وَكَسَرَهَا قَالَ وَلَمَّا قَدِمَ
جَرِيرٌ الْيَمَنَ كَانَ بِهَا رَجُلٌ يَسْتَقْسِمُ بِالْأَزْلَامِ فَقِيلَ لَهُ إِنَّ رَسُولَ رَسُولِ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰهُنَا فَإِنْ قَدَرَ عَلَيْكَ ضَرَبَ عُنُقَكَ قَالَ فَبَيْنَمَا
هُوَ يَضْرِبُ بِهَا إِذْ وَقَفَ عَلَيْهِ جَرِيرٌ فَقَالَ لَتَكْسِرَنَّهَا وَلَتَشْهَدَنَّ أَنْ لَا إِلٰهَ
إِلَّا اللهُ أَوْ لَأَضْرِبَنَّ عُنُقَكَ قَالَ فَكَسَرَهَا وَشَهِدَ ثُمَّ بَعَثَ جَرِيرٌ رَجُلًا مِنْ
أَحْمَسَ يُكْنَى أَبَا أَرْطَاةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُهُ بِذٰلِكَ فَلَمَّا
أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ
مَا جِئْتُ حَتَّى تَرَكْتُهَا كَأَنَّهَا جَمَلٌ أَجْرَبُ قَالَ فَبَرَّكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَى خَيْلِ أَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ

مارا حتیٰ کہ میں نے اس کا اثر اپنے سینے میں پایا اور فرمایا اے اللہ اس کو ثابت رکھ اور اس کو ہدایت کرنے والا ہدایت یافتہ کر جریر نے کہا اس کے بعد میں کبھی گھوڑے سے نہیں گرا۔ ذوالخلصہ یمن میں قبیلہ خثعم اور بجیلہ کا گھر تھا جس میں بت نصب تھے اُن کی عبادت کی جاتی تھی۔ اس کو کعبہ کہا جاتا تھا۔ جریر وہاں گئے اور اس کو آگ سے جلا دیا اور توڑ پھوڑ دیا جب جریر یمن میں آئے تھے تو وہاں ایک آدمی تھا جو تیروں کے ذریعہ روزمرہ کے امور کی تقسیم کیا کرتا تھا۔ اس سے کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد یہاں آیا ہے اگر وہ تجھ پر قادر ہوگیا تو تیری گردن اڑا دے گا۔ راوی نے کہا ایک وقت وہ تیروں سے تقسیم امور کر رہا تھا کہ اچانک وہاں جریر پہنچ گئے اور فرمایا ان تیروں کو توڑ دو اور "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" پڑھو ورنہ تیری گردن اڑا دوں گا اُس نے تیر توڑ دیئے اور توحید کا اقرار کیا پھر جریر نے قبیلہ احمس سے ایک شخص جس کی کنیت ابوارطاۃ تھی، کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا کہ وہ آپ کو خوشخبری سنائے۔ جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نہیں آیا حتیٰ کہ ذوالخلصہ کو ایسے چھوڑا جیسے خارشی اونٹ ہوتا ہے۔

بَابُ غَزْوَةِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ

وَهِيَ غَزْوَةُ لَخْمٍ وَجُذَامٍ قَالَهُ إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ وَقَالَ ابْنُ إِسْحٰقَ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عُرْوَةَ هِيَ بِلَادُ بَلِيٍّ وَعُذْرَةَ وَبَنِي الْقَيْنِ

راوی نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احمس کے سواروں اور پیادوں کے لئے پانچ بار برکت کی دعا کی ..

۴۰۵۸ — شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا جریر کے سینے اور کمر پر دست قدس پھیرنا اس لئے تھا کہ اللہ تعالیٰ آپکے دست مبارک کی برکت سے جریر کو شجاعت اور ثابت قدمی عطا کرتے اس کے بعد جریر گھوڑے سے نہیں گرتے تھے اور پانچ بار دعا کرنے میں مبالغہ اور وتر پر اقتصار کرنا ہے ۔ جب جریر رضی اللہ عنہ ذوالخلصہ کو تباہ و برباد کرکے فارغ ہوئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشخبری سنانے کے لئے کسی کو بھیج کر آپ یمن میں اپنے امور میں مصروف ہو گئے معلوم ہوا کہ جریر کا یمن میں جانا اور ذوالخلصہ کو تباہ کرنے کا واقعہ ایک ہی ہے قولہ یَسْتَقْسِمُ لہ یعنی تیروں کے ذریعہ فال نکالتا تھا جب کوئی کسی کام کا ارادہ کرتا تھا تو تیروں کے ذریعہ اس میں خیر و شر کا فیصلہ کروایا تھا ۔ کیونکہ انہوں نے تیروں پر خیر و شر کے نشان دے رکھے تھے ۔ اگر خیر والا تیر نکلتا تو کام کرتے ورنہ ترک کر دیتے تھے ۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو حرام فرمایا ارشاد فرمایا : وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ علامہ ابن حجر عسقلانی نے ابوالفرج اصبہانی سے حکایت نقل کی کہ امراء القیس کے بیٹے کو کسی نے قتل کر دیا تھا وہ اس کا بدلہ لینے نکلا تو ذوالخلصہ کے پاس فال نکالنے گیا تو وہ تیر ظاہر ہوا جو اس کے مقصد کے خلاف تھا ۔ اس نے بت کو گالی دی اور اس کو پتھر مارے پھر یہ شعر پڑھا :

لَوْ كُنْتَ يَا ذَا الْخَلَصِ الْمَوْتُورَا ‡ لَمْ تَنْهَ عَنْ قَتْلِ الْعُدَاةِ زُورَا

اس کے بعد کسی نے ذوالخلصہ کے پاس تقسیم امور کا فیصلہ نہ کرایا اور وہاں فال نکالنا ترک کر دیا اور اسلام آنے تک کسی نے تیروں سے فال نہ نکالی اور جو کوئی اس طرح کی فال نکالتا تھا اس کو تحریم کا علم نہ ہوتا تھا یا وہ مسلمان نہ ہوتا تھا حتیٰ کہ جریر نے سختی سے روک دیا ۔ اس حدیث میں حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت ہے جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دعاء کی برکت سے نوازا تھا (حدیث ۲۸۱۷ کی شرح دیکھیں)

باب — غزوہ ذات سلاسل

اسماعیل بن ابی خالد نے کہا یہ غزوہ قبیلہ لخم اور جذام کے ساتھ لڑا گیا تھا ابن اسحاق

۴۰۵۹ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا خٰلِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي عُثْمٰنَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ عَلَى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَقُلْتُ أَيُّ النَّاسِ أَحَبُّ إِلَيْكَ قَالَ عَائِشَةُ قُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ أَبُوهَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ فَعَدَّ رِجَالًا فَسَكَتُّ مَخَافَةَ أَنْ يَجْعَلَنِي فِي آخِرِهِمْ

نے یزید اور عروہ کے ذریعہ بیان کیا کہ یہ قبائل بلی، عُذرہ اور بنی قین کے شہر ہیں۔"

شرح : اس غزوہ کو ذات السلاسل اس لئے کہا جاتا ہے کہ مشرکوں نے بھاگنے کے خوف سے باہم ایک دوسرے کو باندھا ہُوا تھا۔ ایک وجہ یہ بھی ذکر کی جاتی ہے کہ وہ پانی کا تالاب تھا جسے سلاسل کہتے تھے۔ اس لئے اس غزوہ کو ذات السلاسل کہتے ہیں۔ ابن سعد نے کہا یہ وادی القراد کے ماوراء ہے۔ اس کے اور مدینہ منورہ شرفہ اللہ تعالیٰ کے درمیان دس دن کا سفر ہے۔ یہ جنگ آٹھ ہجری کے جمادی الاخریٰ میں ہوئی تھی۔ غزوہ ذات السلاسل غزوۂ لخم ہے۔ لخم بہت بڑا مشہور قبیلہ ہے۔ اس قبیلہ کے لوگ لخم کی طرف منسوب ہیں۔ لخم کا نام مالک بن عدی بن حارث بن مرہ بن ادد ہے۔ اور جذام کا نام عامر بن عدی ہے۔ جذام بہت بڑا مشہور قبیلہ ہے۔ اس قبیلہ کے لوگ عمرو بن عدی کی طرف منسوب ہیں۔ لخم اور جذام دو بھائی تھے اور عاملہ ان کی بہن تھی۔ ان کو لخم اور جذام اس لئے کہتے ہیں کہ یہ دونوں بھائی آپس میں لڑ پڑے تو مالک نے عامر کی انگلی جلدی سے کاٹ دی اس لئے اس کو جذام کہتے ہیں کیونکہ ان کی انگلی کٹی ہوئی تھی۔ اور عامر نے مالک کے منہ پر طمانچہ مارا اس لئے اس کو لخم کہتے ہیں لخمہ کا معنیٰ طمانچہ ہے۔ ذات سلاسل بَلی، عذرہ اور بنی القین کے شہر ہیں۔

بلیّ بفتح الباء و کسر اللام اور یاء مشدد ہے۔ یہ بہت بڑا قبیلہ ہے اس قبیلہ کے لوگ بَلی بن عمرو بن الحاف ابن قضاعہ کی طرف منسوب ہیں۔ عُذرہ بضم العین اور ذال ساکن یہ بھی بہت بڑا قبیلہ ہے اور عذرہ بن سعد ہذیم بن زید بن لیث بن سوید بن اسلم بن الحاف بن قضاعہ کی طرف منسوب ہے جبکہ بنی القین بھی بہت بڑا مشہور قبیلہ ہے اور قین بن جسر کی طرف منسوب ہے۔ اس کا نسب یہ ہے قین نعمان بن جسر بن شیع بن اسد ابن وبرہ بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ ہے۔ یہ تینوں قبائل الحاف بن قضاعہ میں ملتے ہیں جو اُن کے جدِ اعلیٰ ہے۔ ۴۰۵۹ ترجمہ : ابوعثمان سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے حضرت عمرو بن عاص کو ذات سلاسل کے لشکر میں امیر بنا کر بھیجا۔ اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا آپ کو سب لوگوں میں سے زیادہ پیارا کون ہے ؟ آپ نے فرمایا عائشہ، میں نے عرض کیا اور مَردوں سے زیادہ پیارا کون ہے ؟ فرمایا عائشہ کا والد میں نے عرض کیا پھر کون زیادہ پیارا ہے فرمایا عمر فاروق آپ نے چند مرد ذکر کئے تو میں اس خوف سے خاموش ہو گیا کہ مجھے سب سے آخر میں نہ کر دیں "

۴۰۵۹ ــــ **شرح** : غزوۂ ذات السلاسل کا سبب یہ تھا کہ قبیلہ قضاعہ کے لوگوں نے جمع ہو کر ارادہ کیا کہ وہ مدینہ منورہ کو ہر طرف سے گھیر لیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو سفید جھنڈا دے کر تین سو سردار مہاجرین و انصار کا امیر مقرر کیا پھر ان کی امداد کے لئے ابو عُبَیدہ بن جراح کو دو سو مجاہدین کا امیر بنایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ عمرو بن عاص کو جا ملیں اور آپس میں اختلاف نہ کریں۔ ابو عبیدہ نے نماز پڑھانے کا ارادہ کیا تو عمرو نے ان کو روک دیا اور کہا تم صرف میری مدد کے لئے آئے امیر لشکر میں ہوں۔ ابو عبیدہ نے ان کی اطاعت کی اور عمرو نے نماز پڑھائی۔ عمرو لشکر لے کر بلی اور عُذرہ کے شہروں میں پہنچ گئے۔ اور دشمن سے مقابلہ کر کے اس کو شکست دی۔ مجاہدین نے دشمن کا پیچھا کرنا چاہا تو عمرو بن عاص نے ان کو منع کر دیا۔ اسحاق بن راہویہ اور حاکم نے بریدہ کی حدیث سے ذکر کیا کہ عمرو بن عاص نے اس جنگ میں آگ روشن کرنے سے منع کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس پر اعتراض کیا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا انہیں اپنے حال پر چھوڑ دو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو ہمارا امیر اسی لئے مقرر کیا ہے کہ وہ جنگی فنون میں ماہر ہے۔ عمر فاروق خاموش ہو گئے جب فتحیاب ہو کر واپس آئے تو لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے یہ ذکر کیا تو آپ نے عمرو سے اس کا سبب دریافت کیا تو عمرو نے کہا میں نے ان کو آگ روشن کرنے سے اس لئے منع کیا تھا کہ دشمن ہماری تھوڑی نفری کو دیکھ لیگا اور میں نے ان کو پیچھا کرنے سے اس لئے روکا تھا کہ آگے دشمن کے مددگار تھے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے عمرو کی عربی سنجیدگی اور مہارت کی تعریف کی۔ بیہقی نے علی بن عاصم کے طریق سے خالد حذاء سے اس قصہ کے متعلق بیان کیا کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا میرے دل میں خیال آیا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایسے لشکر کا مجھے امیر بنایا ہے جس میں ابوبکر اور عمر جیسے جلیل القدر صحابی ہیں لہٰذا آپ کے نزدیک میرا بلند مقام ہوگا۔ اس لئے میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ سے عرض کیا یا رسُول اللہ آپ کو تمام لوگوں میں سے کون زیادہ پیارا ہے ؟ الحدیث "

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مفضول کو فاضل پر امیر مقرر کرنا جائز ہے جبکہ مفضول میں کوئی خاص وصف پایا جائے جس کے باعث وہ دوسروں سے ممتاز ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ابوبکر صدیق اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ جناب ابوبکر سب مردوں سے اور مائی صاحبہ عائشہ سب عورتوں سے افضل ہیں نیز حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی بھی منقبت ہے کہ ان کو ایسے لشکر کا امیر مقرر کیا جس میں

بَابُ ذَهَابُ جَرِيْرٍ اِلَى الْيَمَنِ

۴۰۶۰ ــــ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ الْعَبْسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ ابْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ كُنْتُ بِالْيَمَنِ فَلَقِيْتُ رَجُلَيْنِ مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ ذَا كَلَاعٍ وَّذَا عَمْرٍو فَجَعَلْتُ اُحَدِّثُهُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ ذُوْعَمْرٍو لَئِنْ كَانَ الَّذِيْ تَذْكُرُ مِنْ اَمْرِ صَاحِبِكَ لَقَدْ مَرَّ عَلٰى اَجَلِهٖ مُنْذُ ثَلٰثٍ وَّاَقْبَلَا مَعِيَ حَتّٰى اِذَا كُنَّا فِيْ بَعْضِ الطَّرِيْقِ رُفِعَ لَنَا رَكْبٌ مِّنْ قِبَلِ الْمَدِيْنَةِ فَسَاَلْنَاهُمْ فَقَالُوْا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْبَكْرٍ وَّالنَّاسُ صَالِحُوْنَ فَقَالَا اَخْبِرْ صَاحِبَكَ اِنَّا قَدْ جِئْنَا وَلَعَلَّنَا سَنَعُوْدُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ وَرَجَعَا اِلَى الْيَمَنِ فَاَخْبَرْتُ اَبَابَكْرٍ بِحَدِيْثِهِمْ قَالَ اَفَلَا جِئْتَ بِهِمْ فَلَمَّا كَانَ

ابوبکر اور عمر فاروق ایسے ممتاز صحابی تھے ۔ اگرچہ اس امارت کے باعث وہ اُن سے افضل نہیں ہوجاتے لیکن فی الجملہ ان کی فضیلت کی وضاحت ہوجاتی ہے ۔ اس جنگ میں حضرت عمرو بن عاص نے سردی کے خوف سے تیمم کیا تھا ،، واللہ ورسولہ اعلم! (قسطلانی وفتح)

باب ــــ جریر رضی اللہ عنہ کا یمن کی طرف جانا ،،

۴۰۶۰ ــــ ترجمہ : قیس نے جریر سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں دریا کے سفر میں تھا ۔ میں اہل یمن سے دو آدمیوں ذاکلاع اور ذاعمرو سے ملا اور اُن سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرنے لگا ذوعمرو نے جریر سے کہا اگر یہ جو تم ذکر کر رہے ہو تمہارے نبی کی بات ہے تو اُن کی وفات کو تین روز گزر گئے ہیں ۔ وہ دونوں میرے ساتھ آئے حتیٰ کہ ہم راستہ میں ہی تھے کہ مدینہ منورہ کی طرف سے ایک قافلہ آتا نظر آیا ہم نے اُن سے پوچھا تو اُنھوں نے کہا :

بَعْدُ قَالَ لِی ذُوعَمْرٍو یَا جَرِیْرُ اِنَّ بِكَ عَلَیَّ كَرَامَةً وَاِنِّی مُخْبِرُكَ خَبَرًا اَنَّكُمْ مَعْشَرَ الْعَرَبِ لَنْ تَزَالُوْا بِخَیْرٍ مَا كُنْتُمْ اِذَا هَلَكَ اَمِیْرٌ تَاَمَّرْتُمْ فِی اٰخَرَ فَاِذَا كَانَتْ بِالسَّیْفِ كَانُوْا مُلُوْكًا یَغْضَبُوْنَ غَضَبَ الْمُلُوْكِ وَیَرْضَوْنَ رِضَی الْمُلُوْكِ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں اور ابوبکر کو خلیفہ منتخب کر لیا گیا ہے اور لوگوں نے کوئی جھگڑا نہیں کیا اُنھوں نے کہا اپنے صاحب کو بتادو کہ ہم آئے تھے۔ شائد انشاء اللہ پھر آئیں گے پھر وہ واپس یمن چلے گئے۔ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کی خبر سُنائی تو اُنھوں نے کہا تم ان کو ساتھ کیوں نہیں لائے؟ پھر اس کے بعد مجھ سے ذوعمرو نے کہا اے جریر! مجھ پر تجھے بزرگی حاصل ہے۔ میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں تم عرب ہو تم ہمیشہ خیر سے رہو گے جب تک تم میں سے ایک امیر ہلاک ہو جائے تو دوسرا امیر بنانے میں مشورہ کرتے رہو گے جب امارت تلوار سے ہوگی تو وہ بادشاہ ہوں گے اور بادشاہوں کی طرح ایک دُوسرے پر غصّہ کریں گے اور بادشاہوں کی طرح راضی ہوں گے۔

۴۰۶۰ — شرح : علامہ ابن حجر نے شرح میں ذکر کیا کہ طبرانی نے ابراہیم بن جریر کے ذریعہ جریر سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا کہ میں اُن سے جنگ کروں اور ان کو اسلام کی دعوت دوں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ واقعہ اور ذوالخلصہ کو برباد کرنے کا واقعہ کا خیر ہے۔ اور دونوں کے لئے جریر کو یکے بعد دیگرے یمن بھیجا گیا تھا اور ابن حبان کی حدیث سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے کہ جریر نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا اے جریر جاہلیت کے طواغیت میں سے ذوالخلصہ کے سوا کوئی بت باقی نہیں رہا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقع پہلے واقعہ سے بہت دیر بعد ہوا ہے۔ چنانچہ حجۃ الوداع میں مذکور ہے کہ جریر اس حج میں حاضر تھے اس کے بعد ان کو یمن میں بھیجا تھا تو اُنھوں نے ذوالخلصہ کو خراب کیا اس کے بعد پھر انہیں یمن کی طرف بھیجا تھا کہ ان کو دعوت اسلام دیں۔ جب وہ واپس آئے تو انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر ملی تھی۔ جب جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یمن میں اپنا مشن پورا کر لیا اور مدینہ منورہ کی طرف لوٹنے کا ارادہ کر لیا تو یمن کے بادشاہوں سے ذوکلاع اور ذوعمرو بھی ان کے ساتھ ہم سفر ہوئے،، ذوالکلاع کا نام ،، اِسْمَیْفَعْ ،، ہے کہا جاتا ہے کہ ان کا نام اَیْفَع بن باکورا ہے بعض نے حوشب بن عمرو ذکر کیا ہے معاین کا بادشاہ تھا۔ ابوعمرو نے کہا میرا خیال ہے کہ وہ قبیلہ حمیر سے تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وہ کعب احبار

کے چچا کا بیٹا تھا۔ اس کی کنیت ابو شُرَحْبِیْل ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جریر کو اس کی طرف بھیجا تھا کہ اسے دعوتِ اسلام دیں وہ مسلمان ہو گیا اور جریر کے ساتھ مدینہ منورہ کا قصد کیا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لکھا تھا کہ اسود عنسی، مسیلمہ کذاب اور طلیحہ کے مقابلہ میں وہ آپ سے تعاون کرے اور جریر کو والا نامہ دے کر اس کے پاس بھیجا تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ ابن دُرَید نے کہا ذوالکلاع نے جاہلیت میں ربوبیت کا دعویٰ کیا تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں وہ مسلمان ہُوا تھا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دعوتِ اسلام دینے کے لئے حضرت جریر بن عبد اللہ کو بھیجا تھا اور جریر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وہاں سے واپس آئے تھے۔ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں ذکر کیا کہ یعقوب بن شیبہ نے اپنے اسناد کے ساتھ بیان کیا کہ ذوالکلاع کے غلاموں کے بارہ ہزار مکانات تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے فرمایا کہ ان کو فروخت کر دے تاکہ ان کے سبب مشرکوں کے ساتھ جنگ میں مدد حاصل ہو۔ ذوالکلاع نے کہا وہ سب آزاد ہو چکے ہیں اور ایک ہی وقت میں سب کو آزاد کر دیا ابن کلبی نے نسب میں ذکر کیا کہ ذوالکلاع بہت خوبصورت تھا جب مکہ مکرمہ میں آتا تھا تو اپنا سر ڈھانپ لیتا تھا۔ جنگ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور صفین میں ہی ۳۷ ہجری میں قتل ہو گیا تھا۔

ذوعمرو بھی یمن کے بادشاہوں میں سے تھا۔ وہ ذی الکلاع کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسلمان ہو کر آرہے تھے۔ اُن کے ساتھ حضرت جریر بھی تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان دونوں نے مدینہ منورہ کا قصد کیا تھا جب ان کو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر پہنچی تو وہیں سے واپس ہو گئے پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں اُنھوں نے ہجرت کی۔ ذوعمرو کا یہ خبر دینا کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم تین روز ہُوئے وفات پا گئے ہیں اس لئے تھا کہ وہ کاہن تھا یا وہ محدثین میں سے تھا یا اُس نے مدینہ منورہ سے آنے والوں سے سنا تھا۔ فتح الباری میں ہے کہ ظاہر یہ ہے کہ اس کو پہلی کتابوں سے یہ معلوم ہو گیا تھا۔ عینی میں ہے کہ یمن میں بہت سے اہل کتاب نے اقامت کر لی تھی اور یمن کے اکثر لوگوں نے ان کے دین کو پسند کر لیا تھا اور وہ اُن سے پڑھا کرتے تھے ذوعمرو نے جریر سے کہا جب تک تم باہم مشورہ سے اپنا امیر مقرر کرتے رہوگے تو اے عرب تم ہمیشہ خیر سے رہوگے اور جب تمہاری امارت تلوار سے ہونے لگی تو تمہارا حال بادشاہوں کے حال جیسا ہو گا! ان کی طرح غصہ میں آؤ گے اور ان کی طرح راضی ہو گے،، اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ذوعمرو نے پہلی کتابوں کے مطالعہ سے یہ معلوم کیا تھا، کیونکہ یہ حضرت سفینہ کی حدیث کے مطابق ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد خلافت تیس برس ہو گی پھر یہ ملک عضوض ہو جائے گا،، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

بَابُ غَزْوَةِ سِيْفِ الْبَحْرِ

وَهُمْ يَتَلَقَّوْنَ عِيْرًا لِقُرَيْشٍ وَاَمِيْرُهُمْ اَبُوْعُبَيْدَةَ

۴۰۶۱ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا قِبَلَ السَّاحِلِ وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَهُمْ ثَلٰثُ مِائَةٍ فَخَرَجْنَا فَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ فَنِيَ الزَّادُ فَاَمَرَ اَبُوْعُبَيْدَةَ بِاَزْوَادِ الْجَيْشِ فَجُمِعَ فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ فَكَانَ يَقُوْتُنَا كُلَّ يَوْمٍ قَلِيْلٌ قَلِيْلٌ حَتّٰى فَنِيَ فَلَمْ يَكُنْ يُصِيْبُنَا اِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ فَقُلْتُ مَا تُغْنِيْ عَنْكُمْ تَمْرَةٌ فَقَالَ

باب — سیف البحر "سمندر کے کنارے کا غزوہ"

وہ قریش کے قافلہ کے انتظار میں تھے جبکہ اُن کے امیر حضرت ابوعبیدہ بن جراح تھے"

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی ایک جماعت کو سمندر کے کنارے بھیجا تھا کہ وہ مشرکوں کے قافلہ کا انتظار کریں اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو اُن کا امیر مقرر کیا تھا۔ اُن کا نام عبداللہ ابن جراح ہے وہ قرشی فہری ہیں۔ بدر میں حاضر ہوئے تھے اور اس کے بعد متعدد جنگوں میں جاتے رہے اور طاعون عمواس میں اٹھارہ ہجری کو اٹھاون برس کی عمر میں اُردن میں فوت ہوئے اور وہیں ان کی قبر ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی تھی (عینی)

۴۰۶۱ — ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے اُنھوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساحل کی طرف ایک لشکر بھیجا اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو اُن کا امیر مقرر کیا اور وہ لشکری تین سو تھے۔ ہم نکلے حتی کہ اثنائے سفر میں زادِ راہ ختم ہوگیا تو ابوعبیدہ نے حکم دیا کہ لشکر کا سارا توشہ ایک جگہ جمع کیا جائے۔ چنانچہ سارا توشہ جمع کیا گیا تو وہ سارے کھجور کے دو تھیلے ہوئے۔ ابوعبیدہ ہمیں اس سے ہر دن تھوڑا تھوڑا دیتے تھے۔

وَاللّٰہِ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَھَا حِیْنَ فَنِیَتْ ثُمَّ انْتَھَیْنَا اِلَی الْبَحْرِ فَاِذَا حُوْتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ فَاَکَلَ مِنْھَا الْقَوْمُ ثَمَانَ عَشْرَۃَ لَیْلَۃً ثُمَّ اَمَرَ اَبُوْعُبَیْدَۃَ بِضِلْعَیْنِ مِنْ اَضْلَاعِہٖ فَنُصِبَا ثُمَّ اَمَرَ بِرَاحِلَۃٍ فَرُحِلَتْ ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَھُمَا فَلَمْ تُصِبْھُمَا

۴۰۶۲ — حَدَّثَنَا عَلِیُّ ابْنُ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ قَالَ الَّذِیْ حَفِظْنَاہُ مِنْ عَمْرِوبْنِ دِیْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَبْنَ عَبْدِاللّٰہِ

یہاں تک کہ وہ بھی ختم ہوگیا ہم کو صرف ایک ایک کھجور ملتی تھی۔ وہب نے کہا ایک کھجور سے کیا ہوتا ہوگا؟ جابر نے کہا جب کھجوریں ختم ہوگئیں تو ہم ان کے ختم ہونے سے غمناک ہوئے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم سمندر کے پاس پہنچے تو ہمیں پہاڑ کی طرح ایک مچھلی نظر آئی اس کو وہ لشکر اٹھارہ دن کھاتا رہا پھر ابوعبیدہ نے اس کی پسلیوں میں سے دو پسلیاں کھڑا کرنے کا حکم دیا ان کو کھڑا کیا گیا پھر ایک اونٹ کو گزارنے کا حکم دیا تو وہ نیچے سے گزر گیا اور پسلیوں تک نہ پہنچ سکا"

۴۰۶۱ — شرح: ابن سعد نے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو جُہینہ کے ایک قبیلہ کی طرف بھیجا جو سمندر کے کنارے کے پاس قبیلہ تھا۔ اُن کے اور مدینہ منورہ کے درمیان پانچ راتوں کا سفر ہے وہ واپس آگئے اور کچھ نہ پایا یہ آٹھ ہجری کے رجب کا واقعہ ہے یہ روایت صحیح بخاری کی روایت کے مغائر نہیں کیونکہ وہ قریش کے قافلہ کا انتظار کرتے تھے۔ اور جہینہ قبیلہ بھی اُن کے مقصد میں شامل تھا؛ کیونکہ وہ جہینہ سے قریش کے قافلہ کی حفاظت کرتے نکلے تھے۔ اُن سے جنگ کرنے نہیں نکلے تھے۔ اسی لئے کسی روایت سے یہ ثابت نہیں کہ صحابہ کرام کے اس لشکر نے کسی سے جنگ کی ہو وہ پندرہ دن یا اس سے کچھ زیادہ روز ایک ہی جگہ بیٹھے رہے تھے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں عبیداللہ بن مقسم کے طریق سے جابر سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ جہینہ کی سرزمین میں ایک لشکر بھیجا آگے یہی قصہ ذکر کیا"، اس طرح بخاری اور ابن سعد کی روایت میں اتفاق ہوتا ہے (حدیث ۲۳۲۰ کی شرح دیکھیں)

۴۰۶۲ — ترجمہ: عمرو بن دینار سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

يَقُولُ بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَ مِائَةِ رَاكِبٍ اَمِيْرُنَا
اَبُوعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ نَرْصُدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ فَاَقَمْنَا بِالسَّاحِلِ نِصْفَ
شَهْرٍ فَاَصَابَنَا جُوْعٌ شَدِيْدٌ حَتّٰى اَكَلْنَا الْخَبَطَ فَسُمِّيَ ذٰلِكَ الْجَيْشُ
جَيْشَ الْخَبَطِ فَاَلْقٰى لَنَا الْبَحْرُ دَابَّةً يُقَالُ لَهَا الْعَنْبَرُ فَاَكَلْنَا مِنْهُ
نِصْفَ شَهْرٍ وَادَّهَنَّا مِنْ وَدَكِهٖ حَتّٰى ثَابَتْ اِلَيْنَا اَجْسَامُنَا فَاَخَذَ
اَبُوعُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِنْ اَعْضَائِهٖ فَنَصَبَهٗ فَعَمَدَ اِلٰى اَطْوَلِ رَجُلٍ
مَعَهٗ قَالَ سُفْيٰنُ مَرَّةً ضِلَعًا مِنْ اَضْلَاعِهٖ فَنَصَبَهٗ وَاَخَذَ رَجُلًا
وَبَعِيْرًا فَمَرَّ تَحْتَهٗ قَالَ جَابِرٌ وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ نَحَرَ ثَلٰثَ
جَزَآئِرَ ثُمَّ نَحَرَ ثَلٰثَ جَزَآئِرَ ثُمَّ نَحَرَ ثَلٰثَ جَزَآئِرَ ثُمَّ اِنَّ اَبَاعُبَيْدَةَ
نَهَاهُ وَكَانَ عَمْرٌو يَقُوْلُ اَخْبَرَنَا اَبُوصَالِحٍ اَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ قَالَ
لِاَبِيْهِ كُنْتُ فِي الْجَيْشِ فَجَاعُوْا قَالَ انْحَرْ قَالَ نَحَرْتُ قَالَ ثُمَّ
جَاعُوْا قَالَ اِنْحَرْ قَالَ نَحَرْتُ ثُمَّ جَاعُوْا قَالَ اِنْحَرْ قَالَ نَحَرْتُ
قَالَ ثُمَّ جَاعُوْا قَالَ اِنْحَرْ قَالَ نُهِيْتُ

ہم تین سو سواروں کو بھیجا ابو عبیدہ بن جراح ہمارے امیر تھے۔ ہم قریش کے قافلہ کا انتظار کرتے تھے
ہم نصف ماہ ساحل پر ٹھہرے رہے اور ہم پر سخت بھوک کا غلبہ ہوا حتی کہ ہم نے درختوں کے پتے کھائے
اسی لئے اس لشکر کو جیشُ الخَبَطِ، کہا جاتا ہے "درختوں کے پتے کھانے والا"، دریا نے ہمارے لئے ایک جانور
باہر پھینکا جسے عنبر کہا جاتا ہے۔ ہم اس مچھلی سے نصف ماہ کھاتے رہے اور اس کی چربی ملتے رہے حتی کہ ہمارے
جسم موٹے اور قوی ہو گئے۔ ابو عبیدہ نے اس کی پسلیوں سے ایک پسلی لی اور اس کو کھڑا کیا اور ایک آدمی کو
پکڑا اور اس کو اونٹ پر سوار کیا تو وہ اس کے نیچے سے گزر گیا۔ جابر نے کہا لشکر میں ایک آدمی نے
تین اونٹ نحر کئے پھر اور تین اونٹ نحر کئے پھر اور تین اونٹ نحر کئے پھر ابو عبیدہ نے اس کو روک دیا

۴۰۶۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ غَزَوْنَا جَيْشَ الْخَبَطِ وَأُمِّرَ عَلَيْنَا أَبُو عُبَيْدَةَ فَجُعْنَا جُوعًا شَدِيدًا فَأَلْقَى الْبَحْرُ حُوتًا مَيِّتًا لَمْ نَرَ مِثْلَهُ يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ فَأَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ فَأَخَذَ أَبُو عُبَيْدَةَ عَظْمًا مِنْ عِظَامِهِ فَمَرَّ الرَّاكِبُ تَحْتَهُ فَأَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ قَالَ أَبُو عُبَيْدَةَ كُلُوا فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِينَةَ ذَكَرْنَا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلُوا رِزْقًا أَخْرَجَهُ اللّٰهُ أَطْعِمُونَا إِنْ كَانَ مَعَكُمْ فَأَتَاهُ بَعْضُهُمْ فَأَكَلَهُ

عمرو کہتے ہیں ہم کو ابو صالح نے خبر دی کہ قیس بن سعد نے اپنے والد سے کہا میں اس لشکر میں تھا جو سخت بھوک کا شکار ہو گئے تھے۔ ابو عبیدہ نے کہا اونٹ نحر کرو تو میں نے اونٹ نحر کیا پھر لوگوں کو بھوک لگی تو کہا اونٹ نحر کرو میں نے نحر کیا پھر لوگوں کو بھوک لگی تو ابو عبیدہ نے کہا اونٹ نحر کرو میں نے اونٹ نحر کیا پھر لوگوں کو بھوک لگی تو کہا اونٹ نحر کرو میں نے کہا مجھے منع کر دیا گیا ہے۔

۴۰۶۲ — شرح : نحر کا معنی اونٹ کو تین ٹانگوں پر کھڑے کر کے اس کے حلق میں تین جگہ چھری ماری جاتی ہے جبکہ اس کا ایک گھٹنا بندھا ہوتا ہے۔ اونٹ کو ذبح کرنا مکروہ ہے جبکہ گائے بکری کو نحر کرنا مکروہ ہے۔ دوسری روایت میں اٹھارہ دن مذکور ہیں، لیکن عدد میں منافات نہیں ہوتی۔ جزائر جزور کی جمع بمعنی اونٹ ہے۔ اونٹ مذکر، مؤنث دونوں پر جزور کا اطلاق ہوتا ہے قولہ ثَابَتْ إِلَيْنَا أَجْسَامُنَا ،، یعنی ہمارے جسم پہلی حالت پر لوٹ آئے اور پہلے کی طرح قوی اور تازہ ہو گئے جو بھوک کے غلبہ کے باعث مرجھا گئے تھے اور درختوں کے پتے کھاتے کھاتے کمزور ہو گئے تھے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

۴۰۶۳ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم غزوہ جیش الخبط میں تھے اور ابو عبیدہ کو امیر بنایا گیا تھا۔ ہمیں سخت بھوک لگی تو سمندر نے ایک مچھلی باہر پھینکی جو مری ہوئی تھی ہم نے اس جیسی مچھلی کبھی نہیں دیکھی۔ اس کو عنبر کہا جاتا تھا۔ ہم پندرہ روز اس سے کھاتے رہے۔ ابو عبیدہ نے اس کی ہڈیوں میں سے ایک ہڈی پکڑی تو سوار اس کے نیچے سے گزر گیا مجھے ابو الزبیر نے خبر دی کہ انہوں نے جابر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابو عبیدہ نے کہا اسے کھاؤ جب ہم مدینہ منورہ آئے تو یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کھاؤ یہ رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسے نکالا ہے

بَابُ حَجِّ اَبِیْ بَکْرٍ بِالنَّاسِ فِیْ سَنَةِ تِسْعٍ

۴۰۶۴ـ حَدَّثَنِیْ سُلَیْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ اَبُو الرَّبِیْعِ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَیْحٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ اَبَا بَکْرِ الصِّدِّیْقَ بَعَثَهٗ فِی الْحَجَّةِ الَّتِیْ اَمَّرَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَیْهَا قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ یَوْمَ النَّحْرِ فِیْ رَهْطٍ یُؤَذِّنُ فِی النَّاسِ لَا یَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا یَطُوْفَنَّ بِالْبَیْتِ عُرْیَانٌ

اگر تمہارے پاس ہے تو ہمیں بھی کھلاؤ ایک شخص وہ لایا تو آپ نے بھی کھایا ،،

۴۰۶۳ — شرح : اہل لغت نے کہا عنبر سمندری مچھلی ہے جو بہت ضخیم ہوتی ہے۔ اس کے چمڑے سے ڈھالیں بنائی جاتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ عنبر خوشبودار ہوتا ہے وہ اس جانور کا گوبر ہوتا ہے۔ ماوردی نے امام شافعی سے روایت کی کہ میں نے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے عنبر سمندر میں اُگتا دیکھا ہے جو بکری کی گردن کی طرح پیچ دار ہوتا ہے۔ سمندر میں ایک جانور ہے۔ جس کے لئے وہ سمِ قاتل ہے وہ اسے کھاتا ہے تو مر جاتا ہے سمندر اس کو باہر پھینکتا ہے تو اس کے پیٹ سے عنبر نکالا جاتا ہے۔ ازہری نے کہا عنبر مچھلی ہے جو بحر اعظم میں پائی جاتی ہے۔ وہ پچاس گز لمبی ہوتی ہے۔ اس کو بالہ کہا جاتا ہے (فتح) کہا گیا ہے عنبر سمندر کی نچلی گہرائی سے نکلتا ہے بعض سمندری جانور اسے کھاتے ہیں پھر وہ گوبر ہے جو بہت بڑے پتھر کی طرح ہوتا ہے وہ پانی پر تیرتا رہتا ہے حتی کہ ہوا اس کو کنارے پر پہنچا دیتی ہے۔ وہ مقوّیٔ دل و دماغ ہے۔ فالج اور غلیظ بلغم کے لئے بہت مفید ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مری ہوئی مچھلی کو کھانا جائز ہے بشرطیکہ طافی نہ ہو۔ طافی وہ ہے جو پانی میں مر کر الٹ جائے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جمع کر کے طعام کھانے میں برکت ہے۔

باب — نو ہجری میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لوگوں کو حج کرانا ،،

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نو ہجری کو حج کیا اس میں سب کا اتفاق ہے۔ واقدی نے کہا: اس حج میں ابو بکر صدیق کے ہمراہ تین سو صحابہ کرام تھے رضی اللہ عنہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے

۴۰۶۵ ــ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ رَجَآءٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِیْلُ عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ اٰخِرُ سُوْرَۃٍ نَزَلَتْ کَامِلَۃً سُوْرَۃُ بَرَاءَۃٌ وَاٰخِرُ سُوْرَۃٍ نَزَلَتْ خَاتِمَۃُ سُوْرَۃِ النِّسَآءِ یَسْتَفْتُوْنَکَ قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلٰلَۃِ ــــ

بَابُ وَفْدِ بَنِیْ تَمِیْمٍ

ساٹھ بیس اُونٹ بھیجے تھے۔ ایک جماعت نے کہا ابوبکر صدیق کا یہ حج نفل تھا۔ یہ اُنھوں نے فرض حج سے پہلے کیا تھا۔

۴۰۶۴ ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ وہ حج جس میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سے پہلے ابوبکر صدیق کو امیرِ حج مقرر کیا تھا اُنہوں نے اس کو (ابوہریرہ کو) نحر کے دن چند لوگوں میں بھیجا کہ وہ لوگوں میں اعلان کردیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ ہی کوئی شخص برہنہ بیت اللہ کا طواف کرے۔

(حدیث ع ۱۵۲۴ کے بعد ص ۶۴۹ پر شرح دیکھیں)

۴۰۶۵ ــ ترجمہ : حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ آخری سورت جو پوری نازل ہوئی۔ سورۂ برات ہے۔ اور آخری آئت جو نازل ہوئی وہ سورۂ نساء کی آخری آئت ہے (اور وہ) یَسْتَفْتُوْنَکَ قُلِ اللّٰہُ یُفْتِیْکُمْ فِی الْکَلٰلَۃِ۔"

۴۰۶۵ ــ شرح : اس حدیث کی ترجمۃ الباب سے مناسبت اس طرح ہے کہ سورت براءت نازل ہوئی حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق کو امیرِ حج مقرر کرکے بھیجا تھا کسی نے کہا اگر ابوبکر صدیق کو یہ سورت دے کر بھیجتے تو بہتر ہوتا۔ سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری طرف سے وہی شخص برأت کا اعلان کرے گا جو میرے اہلِ بیت سے ہوگا۔ پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بُلایا اور فرمایا برأت کا اعلان کرنے جاؤ اور نحر کے دن لوگوں میں جبکہ منیٰ میں جمع ہوں گے، برأت کا اعلان کرو،،

باب ــ بنی تمیم کا وفد

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہاں سے وفود کو ذکر کرنا شروع کیا ہے جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ ان میں سب سے پہلے بنی تمیم کے وفد کو ذکر کیا۔ بنو تمیم وہ ابن مُرّ بن ادبن طابخہ ابن الیاس بن مضر بن نزار ہے جو وفود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اُن میں سے عطارد بن حاجب

۴۰۶۶ ــــ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي صَخْرَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ الْمَازِنِيِّ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ أَتَى نَفَرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرَى يَا بَنِي تَمِيمٍ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا فَرُئِيَ ذٰلِكَ فِي وَجْهِهِ فَجَاءَ نَفَرٌ مِنَ الْيَمَنِ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرَى إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ قَالُوا قَدْ قَبِلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ

دارمی، اقرع[2] بن حابس دارمی، زبرقان[3] بن بدر سعدی، عمرو[4] بن اہتم منقری، حتات[5] بن یزید مجاشعی نعیم[6] بن یزید بن قیس بن حارث، قیس[7] بن عاصم منقری اور عیینہ بن حصن فزاری ہیں۔ اقرع بن حابس اور عیینہ فتح مکہ میں شریک تھے وہ بنی تمیم کے ساتھ تھے جب مسجد میں داخل ہوئے تو انھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجرہ شریف کے پیچھے سے بلند آواز سے ندا دی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ" پھر ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر ایک کو پانچ پانچ سو درہم دیئے اور عمرو بن اہتم کو دو سو درہم دیئے کیونکہ وہ کمسن تھے۔ یہ فتح مکہ سے قبل کا واقعہ ہے (عینی)

علامہ قسطلانی نے ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے جعرانہ سے واپسی کے بعد آٹھ ہجری کے اواخر میں وفود کی آمد شروع ہوئی تھی۔ ابن ہشام نے کہا نانواں سال ہجری وفود کا سال تھا، وفد کا معنی "ایلچی ہے" اس کو قاصد بھی کہا جاتا ہے"

۴۰۶۶ ــــ **ترجمہ** : عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنی تمیم کا وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے بنی تمیم بشارت قبول کرو انہوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے ہمیں بشارت دی ہے اور مال بھی تو دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر اس کا اثر دیکھا گیا پھر یمن سے ایک جماعت آئی تو آپ نے فرمایا تم ہی بشارت قبول کرو جبکہ بنو تمیم نے اس کو قبول نہیں کیا انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے قبول کیا۔

(حدیث ۲۹۷۹ کی شرح دیکھیں)

بَابٌ قَالَ ابْنُ اِسْحٰقَ غَزْوَةُ عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ ابْنِ بَدْرٍ بَنِي الْعَنْبَرِ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ بَعَثَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ فَاَغَارُوْا وَاَصَابَ مِنْهُمْ نَاسًا وَسَبٰى مِنْهُمْ نِسَاءً

۴۰۶۷ — حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ ابْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِي زُرْعَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَا اَزَالُ اُحِبُّ بَنِي تَمِيمٍ بَعْدَ ثَلٰثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُهَا فِيْهِمْ هُمْ اَشَدُّ اُمَّتِي عَلَى الدَّجَّالِ وَكَانَتْ فِيْهِمْ سَبِيَّةٌ عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ اَعْتِقِيْهَا فَاِنَّهَا مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِيْلَ وَجَاءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ هٰذِهِ صَدَقَاتُ قَوْمٍ اَوْ قَوْمِي

باب — **ترجمہ** : ابن اسحاق نے کہا عُیَینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر کا بنی تمیم کی شاخ بنی العنبر سے غزوہ کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ان کی طرف بھیجا تو اُس نے اُن پر حملہ کیا اور ان کے مردوں کو ہلاک کیا اور ان کی عورتوں کو قیدی بنایا۔

شرح — : واقدی رحمہ اللہ نے کہا عیینہ کو بھیجنے کا سبب یہ تھا کہ بنی تمیم نے خزاعہ قبیلہ کے لوگوں پر شبخون کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکی طرف عُیینہ بن حصن کو پچاس مجاہدین کے ساتھ بھیجا اُن میں نہ تو کوئی انصاری تھا اور نہ مہاجر تھا۔ عیینہ نے ان کے گیارہ آدمی، گیارہ عورتیں اور تیس بچے قید کئے اس لئے اُن کے سردار مدینہ منورہ آئے تھے۔ ابن سعد نے کہا یہ نو ہجری کے محرم کا واقعہ ہے (عینی)

۴۰۶۷ — **ترجمہ** : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں ہمیشہ سے بنی تمیم سے محبت کرتا ہوں جبکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے متعلق تین باتیں سُنیں۔ میں نے اُن کے متعلق آپ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ وہ میری اُمت میں دجال پر بہت سخت ہیں۔ اُن میں سے ایک قیدی عورت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو آزاد کردو، کیونکہ یہ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہے۔ ایک دفعہ اُن کے صدقات آئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہماری قوم کے صدقات ہیں (حدیث ۲۳۷۵ کی شرح دیکھیں) اس حدیث میں بنو تمیم کی مدح ہے یہی وجہ مناسبت ہے۔

۴۰۶۸ — حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ یُوْسُفَ اَنَّ ابْنَ جُرَیْجٍ اَخْبَرَهُمْ عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَیْرِ اَخْبَرَهُمْ اَنَّهٗ قَدِمَ رَکْبٌ مِّنْ بَنِیْ تَمِیْمٍ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَمِّرِ الْقَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدِ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ عُمَرُ بَلْ اَمِّرِ الْاَقْرَعَ ابْنَ حَابِسٍ قَالَ اَبُوْبَکْرٍ مَا اَرَدْتَ اِلَّا خِلَافِیْ قَالَ عُمَرُ مَا اَرَدْتُ خِلَافَكَ فَتَمَارَیَا حَتّٰی ارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا فَنَزَلَ فِیْ ذٰلِكَ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ حَتَّی انْقَضَتْ

۴۰۶۸ — ترجمہ : ابنِ ابی مُلیکہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن زُبیر نے ان کو خبر دی کہ بنو تمیم کا قافلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ نے کہا حضور آپ قعقاع بن معبد بن زُرارہ کو امیر مقرر فرمائیں اور عمر فاروق نے کہا بلکہ اقرع بن حابس کو امیر مقرر کریں۔ ابوبکر صدیق نے کہا آپ میری مخالفت ہی کرتے ہیں۔ عمر فاروق نے کہا میری مراد آپ کی مخالفت نہیں ہے وہ دونوں جھگڑ پڑے یہاں تک کہ ان کی آوازیں بلند ہونے لگیں تو اس کے بارے میں یہ آیتِ کریمہ نازل ہُوئی۔ اے ایمان والو! اللہ اور اس کے سامنے پیش قدمی نہ کرو! الخ

۴۰۶۸ — شرح : حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قعقاع کو امیر مقرر کرنے کو اس لئے کہا تھا کہ وہ اقرع بن حابس سے زیادہ نرم تھا۔ اور اقرع سخت مزاج تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اقرع کی تامیر کی طرف اشارہ کیا کہ اسے امیر بنایا جائے کیونکہ وہ قعقاع سے زیادہ امارت کے لائق تھا۔ دونوں حضرات میں سے ہر ایک نے بہتر ارادہ کیا تھا۔ اور لَا تقدموا "کے معنی یہ ہیں کہ تم کوئی حتمی فیصلہ نہ کرو! فیصلہ وہی ہے جو اللہ اور اس کے رسول کا فیصلہ ہے۔ ابن عباس نے اس کی تفسیر اس طرح کی ہے کہ کتاب وسنت کے خلاف کوئی بات نہ کرو۔ عطیہ نے یہ تفسیر کی ہے کہ اللہ اور اس کے کلام سے پیش قدمی نہ کرو!"

بَابُ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ

۴۰۶۹ — حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْعَامِرٍ الْعَقَدِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ عَنْ اَبِیْ جَمْرَةَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ لِیْ جَرَّةً تُنْتَبَذُ لِیْ نَبِیْذٌ فَاَشْرَبُهٗ حُلْوًا فِیْ جَرٍّ اِنْ اَكْثَرْتُ مِنْهُ فَجَالَسْتُ الْقَوْمَ فَاَطَلْتُ الْجُلُوْسَ خَشِیْتُ اَنْ اَفْتَضِحَ فَقَالَ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَیْسِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ غَیْرَ خَزَایَا وَلَا نَدَامٰى فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ بَیْنَنَا وَبَیْنَكَ الْمُشْرِكِیْنَ مِنْ مُضَرَ وَاِنَّا لَا نَصِلُ اِلَیْكَ اِلَّا فِیْ اَشْهُرِ الْحُرُمِ حَدِّثْنَا بِجُمَلٍ مِنَ الْاَمْرِ اِنْ عَمِلْنَا بِهٖ دَخَلْنَا الْجَنَّةَ وَنَدْعُوْ بِهٖ مَنْ وَرَاءَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَاَنْهَاكُمْ

باب — وفد عبد القیس

یہ بہت بڑا قبیلہ ہے۔ بحرین میں رہتے ہیں اور عبد القیس بن اقصیٰ کی طرف منسوب ہیں ان کا شہر بحرین میں ہے۔ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے بعد سب سے پہلے وہاں جمعہ پڑھا گیا تھا اسے جُوَاثی کہتے ہیں۔ تیرہ افراد پر مشتمل یہ وفد پانچ ہجری یا اس سے کچھ پہلے آیا تھا۔ ابن اسحاق نے کہا عبد القیس کا وفد فتح مکہ سے پہلے آیا تھا"

۴۰۶۹ — ترجمہ: قرہ نے ابو جمرہ سے روایت کی اُنھوں نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا میرا ایک مٹکا ہے جس میں میرے لئے نبیذ بنائی جاتی ہے میں اس کو میٹھا کرکے پی لیتا ہوں اگر میں اس سے زیادہ پی لوں اور قوم میں دیر تک بیٹھوں تو مجھے ڈر ہے کہ میں نشہ میں آجانے کے باعث رسوا ہو جاؤں گا۔ ابن عباس نے کہا

عَنْ اَرْبَعٍ اَلْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ وَھَلْ تَدْرُوْنَ مَا الْاِیْمَانُ بِاللّٰہِ شَھَادَۃُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاِقَامُ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَاءُ الزَّکٰوۃِ وَصَوْمُ رَمَضَانَ وَاَنْ تُعْطُوْا مِنَ الْمَغَانِمِ الْخُمُسَ وَاَنْھَاکُمْ عَنْ اَرْبَعٍ مَا انْتُبِذَ فِی الدُّبَّاءِ وَالنَّقِیْرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ

۴۰۷۰ــــ حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ عَنْ اَبِیْ جَمْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ یَقُوْلُ قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَیْسِ

عبدالقیس کا وفد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا اے قوم تم اچھے آئے ہو، رسوا اور نادم ہو کر نہیں آئے۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے اور آپ کے درمیان مضر کے مشرک رہتے ہیں ہم آپ کے پاس حرم کے مہینوں کے سوا نہیں آسکتے۔ آپ ہمیں مختصر جامع امور بتائیں اگر ہم اُن پر عمل کریں تو جنت میں داخل ہوں اور جو لوگ ہمارے سوا ہیں ان کو عمل کی دعوت دیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں چار چیزوں کا حکم کرتا ہوں اور چار سے منع کرتا ہوں۔ اللہ پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو اللہ پر ایمان لانا کیا ہے؟ اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں نماز قائم کرنا، زکاۃ ادا کرنا، رمضان مبارک کے روزے رکھنا اور اموال غنیمت سے خمس ادا کرو اور چار چیزوں سے تم کو منع کرتا ہوں۔ کدو کے برتن، لکڑی سے بنائے ہوئے برتن، سبز روغن کردہ مٹکے اور تارکول سے روغن شدہ برتنوں میں نبیذ نہ بنائی جائے۔"

۴۰۶۹ــــ شرح: قولہ فی حجرۃ آہ، اس کا متعلق محذوف ہے اور مذکور جرۃ کی صفت ہے۔ اصل میں عبارت اس طرح تھی اِنَّ لِیْ جَرَّۃً مِنْ جُمْلَۃِ الْجِرَارِ یعنی مٹکوں میں سے میرے پاس ایک مٹکا ہے۔ یعنی ابوجمرہ نے کہا اگر میں سبز مٹکے کے نبیذ سے زیادہ پی لیتا اور لوگوں میں بیٹھوں تو زیادہ عرصہ بیٹھنے سے مجھے خوف لاحق ہوتا ہے کہ میں رسوا ہو جاؤں گا، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ میرے افعال و اقوال ان لوگوں کے مشابہ ہونے لگیں جو نشہ سے مست ہوتے ہیں۔

(حدیث ۵۰ کی شرح دیکھیں)

۴۰۷۰ــــ ترجمہ: ابوجمرہ سے روایت ہے انھوں نے کہا میں نے ابن عباس کو کہتے ہوئے سنا کہ عبدالقیس کا وفد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت حاضر ہوا

عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا هٰذَا الْحَيَّ مِنْ رَبِيْعَةَ وَقَدْ حَالَتْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفَّارُ مُضَرَ فَلَسْنَا نَخْلُصُ اِلَيْكَ اِلَّا فِيْ شَهْرٍ حَرَامٍ فَمُرْنَا بِاَشْيَاءَ نَاْخُذُ بِهَا وَنَدْعُوْا اِلَيْهَا مَنْ وَّرَاءَنَا قَالَ اٰمُرُكُمْ بِاَرْبَعٍ وَاَنْهَاكُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَلْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ شَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَعَقَدَ وَاحِدَةً وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاءُ الزَّكٰوةِ وَاَنْ تُؤَدُّوْا لِلّٰهِ خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الدُّبَّاءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ

۴۰۷۱ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو ح قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو ابْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ اَنَّ كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ اَزْهَرَ وَالْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ اَرْسَلُوْا اِلٰى

تو اُنھوں نے کہا یا رسُولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم، ہم ربیعہ قبیلہ سے ہیں۔ ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلہ مضر کے کافر رہتے ہیں، حرم کے مہینوں کے سوا ہم آپ کے پاس نہیں آسکتے ہیں۔ آپ ہمیں چند اشیاء کا حکم فرمائیں ہم اُن پر عمل کریں اور اپنے سوا دوسروں کو ان پر عمل کی دعوت دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار سے منع کرتا ہوں۔ اللہ پر ایمان لانا، یہ گواہی دینا کہ اس کے سوا کوئی حق معبود نہیں۔ آپ نے ایک انگلی کو روک لیا۔ نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا اور مالِ غنیمت سے خمس اللہ کے لئے ادا کرو اور میں تمہیں چار چیزوں سے منع کرتا ہوں، کدو کے برتن، لکڑی کو کرید کر بنائے گئے برتن، سبز مٹکوں اور تارکول کے برتنوں میں نبیذ بنانے سے منع کرتا ہوں۔

۴۰۷۱ ـــ ترجمہ : عمرو بن حارث نے بکیر سے روایت کی کہ ابن عباس کے آزاد کردہ

عَائِشَۃَ فَقَالُوا اقْرَأْ عَلَیْھَا السَّلَامَ مِنَّا جَمِیْعًا وَسَلْھَا عَنِ الرَّکْعَتَیْنِ
بَعْدَ الْعَصْرِ وَاِنَّا اُخْبِرْنَا اَنَّكِ تُصَلِّیْھِمَا وَقَدْ بَلَغَنَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْھَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَکُنْتُ اَضْرِبُ مَعَ عُمَرَ النَّاسَ عَنْھُمَا
قَالَ کُرَیْبٌ فَدَخَلْتُ عَلَیْھَا وَبَلَّغْتُھَا مَا اَرْسَلُوْنِیْ فَقَالَتْ سَلْ اُمَّ سَلَمَۃَ
فَاَخْبَرْتُھُمْ فَرَدُّوْنِیْ اِلٰی اُمِّ سَلَمَۃَ بِمِثْلِ مَا اَرْسَلُوْنِیْ اِلٰی عَائِشَۃَ فَقَالَتْ
اُمُّ سَلَمَۃَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْھٰی عَنْھُمَا وَاَنَّہٗ صَلَّی الْعَصْرَ
ثُمَّ دَخَلَ عَلَیَّ وَعِنْدِیْ نِسْوَۃٌ مِنْ بَنِیْ حَرَامٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَصَلَّاھُمَا
فَاَرْسَلْتُ اِلَیْہِ الْخَادِمَ فَقُلْتُ قُوْمِیْ اِلٰی جَنْبِہٖ فَقُوْلِیْ تَقُوْلُ اُمُّ سَلَمَۃَ
یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَمْ اَسْمَعْكَ تَنْھٰی عَنْ ھَاتَیْنِ الرَّکْعَتَیْنِ فَاَرَاكَ تُصَلِّیْھِمَا فَاِنْ
اَشَارَ بِیَدِہٖ فَاسْتَاْخِرِیْ فَفَعَلَتِ الْجَارِیَۃُ فَاَشَارَ بِیَدِہٖ فَاسْتَاْخَرَتْ
عَنْہُ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ یَا بِنْتَ اَبِیْ اُمَیَّۃَ سَاَلْتِ عَنِ الرَّکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ

غلام کُریب نے اُن سے بیان کیا کہ ابن عباس، عبدالرحمٰن بن ازہر اور مِسْوَر بن مخرمہ نے اُن کو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور کہا ام المؤمنین کو ہم سب کی طرف سے سلام کہو اور اُن سے عصر کے بعد دو رکعتوں کے متعلق پوچھو ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھتی ہیں اور ہمیں یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے منع فرمایا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں عمر فاروق کے ساتھ لوگوں کو یہ دو رکعتیں پڑھنے سے مارتا تھا۔ کُریب نے کہا میں ام المؤمنین کی خدمت میں حاضر ہُوا اور انہیں وہ پیغام پہنچایا جو انھوں نے مجھے دے کر بھیجا تھا۔ ام المؤمنین نے فرمایا اُم سلمہ سے پوچھو میں نے ان کو ام المؤمنین کے ارشاد کی اطلاع دی تو انہوں نے مجھے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس وہی پیغام دے کر بھیجا جو ام المؤمنین عائشہ کو دیا تھا۔ ام المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دو رکعتوں سے منع کرتے ہوئے سُنا ہے اور قصہ یہ ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی پھر میرے پاس تشریف لائے جبکہ میرے پاس انصار کے قبیلہ حرام کی عورتیں بیٹھی ہُوئی تھیں تو آپ نے دو رکعتیں پڑھیں۔ میں نے آپ کے

اَنَّهٗ اَتَانِیْ اُنَاسٌ مِّنْ عَبْدِ الْقَیْسِ بِالْاِسْلَامِ مِنْ قَوْمِهِمْ فَشَغَلُوْنِیْ عَنِ الرَّکْعَتَیْنِ اللَّتَیْنِ بَعْدَ الظُّهْرِ فَهُمَا هَاتَانِ

پاس خادمہ بھیجی اور اس سے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو کھڑی ہو کر عرض کو کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہ کہتی ہیں کیا میں نے آپ کو ان دو رکعتوں سے منع کرتے نہیں سنا ہے حالانکہ اب آپ کو میں وہ پڑھتے ہوئے دیکھتی ہوں۔ اگر آپ ہاتھ مبارک سے اشارہ فرمائیں تو پیچھے ہٹ جانا۔ خادمہ نے اسی طرح کیا آپ نے ہاتھ مبارک سے اشارہ فرمایا تو وہ پیچھے ہٹ گئی جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا اے ابو اُمیّہ کی بیٹی تم نے عصر کے بعد دو رکعتوں کے متعلق پوچھا ہے۔ دراصل میرے پاس قبیلہ عبدالقیس کے لوگ اپنی قوم کی جانب سے بغرضِ اسلام آئے اُنھوں نے مجھے ان دو رکعتوں سے مشغول کیا جو ظہر کے بعد ہیں تو یہ وہی دو رکعتیں ہیں۔

۴۰۷۱ ــــ شرح : اس حدیث میں قبیلہ عبدالقیس کے لوگوں کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کا ذکر ہے۔ اسی میں باب سے مناسبت ہے۔ اس حدیث سے بعض لوگوں نے استدلال کیا کہ عصر کی نماز کے بعد مطلقاً نوافل پڑھنے جائز ہیں۔ جبکہ غروبِ شمس کے وقت نماز کا قصد نہ کرے۔ احناف کا مسلک یہ ہے کہ نمازِ عصر کے بعد مطلقاً نوافل جائز نہیں مکہ مکرمہ میں ہو یا کسی اور مقام میں ہو، اور باب کی حدیث سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ابو داؤد میں ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ذکوان سے روایت ہے کہ ام المؤمنین نے اُن سے بیان کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد نماز پڑھتے تھے اور اس سے منع بھی فرماتے تھے۔ روزوں میں وصل کرتے اور وصال سے منع بھی فرماتے تھے۔ یہ عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کی تخصیص کی دلیل ہے۔ امام ترمذی نے جریر کے طریق سے عطاء بن سائب، سعید بن جبیر کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد دو رکعتیں صرف اس لئے پڑھی تھیں کہ آپ کے پاس مال آیا تھا آپ اس کی تقسیم میں مشغول رہے اور ظہر کی دو رکعتیں نہ پڑھیں تو ان کو عصر کے بعد پڑھا پھر ایسا نہ کیا۔ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن ہے اور کئی لوگوں سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھیں لیکن یہ ان روایات کے خلاف ہے جن میں عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ اور ابن عباس کی حدیث صحیح تر ہے جبکہ اُنھوں نے کہا پھر آپ نے نہ پڑھیں (عینی) علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا صحیح جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عصر کے بعد نماز نفل پڑھنے سے منع کرنا قول ہے اور نماز پڑھنا فعل ہے اور جب قول و فعل متعارض ہوں تو قول کو ترجیح ہوتی ہے اور اسی پر عمل کیا جاتا ہے۔ محی السنۃ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

۴۰۷۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَبْدُ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَوَّلُ جُمُعَةٍ جُمِّعَتْ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسْجِدِ عَبْدِ الْقَيْسِ بِجُوَاثَى مِنَ الْبَحْرَيْنِ

بَابُ وَفْدِ بَنِي حَنِيفَةَ وَحَدِيثُ ثُمَامَةَ بْنِ أُثَالٍ

۴۰۷۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَاءَتْ بِرَجُلٍ مِنْ بَنِي حَنِيفَةَ يُقَالُ لَهُ ثُمَامَةُ بْنُ أُثَالٍ فَرَبَطُوهُ بِسَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِي خَيْرٌ يَا مُحَمَّدُ إِنْ

عصر کے بعد پہلی بار دو رکعتیں بطور قضاء پڑھی تھیں پھر ان کو پڑھتے رہے یہ آپ کی خصوصیت ہے کہ جو فعل ایک بار کریں پھر اسے ہمیشہ کرتے رہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم! (حدیث ع ۱۱۶۴ کی شرح دیکھیں)

۴۰۷۲ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے۔ انہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف میں جمعہ کی نماز کے بعد سب سے پہلے عبدالقیس کی مسجد میں نماز پڑھی گئی جو مقام جواثی میں ہے اور جواثیٰ بحرین میں ایک قصبہ ہے " (اس حدیث کی مناسبت عبدالقیس کے ذکر میں ہے بحرین بحر عمان کے کنارے پر واقع موضع ہے۔ جواثی بصرہ کے قریب ایک قلعہ ہے)

باب — وفد بنی حنیفہ اور ثمامہ بن اُثال کی حدیث

۴۰۷۲ — ترجمہ: لیث نے کہا مجھ سے سعید بن ابی سعید نے بیان کیا کہ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجد کی طرف

تَقْتُلْنِی تَقْتُلْ ذَا دَمٍ وَاِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰی شَاکِرٍ وَاِنْ کُنْتَ تُرِیْدُ الْمَالَ فَسَلْ مِنْہُ مَا شِئْتَ فَتَرَکَہٗ حَتّٰی کَانَ الْغَدُ ثُمَّ قَالَ لَہٗ مَا عِنْدَکَ یَا ثُمَامَۃُ قَالَ عِنْدِیْ مَا قُلْتُ لَکَ اِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰی شَاکِرٍ فَتَرَکَہٗ حَتّٰی کَانَ بَعْدَ الْغَدِ فَقَالَ مَا عِنْدَکَ یَا ثُمَامَۃُ فَقَالَ عِنْدِیْ مَا قُلْتُ لَکَ فَقَالَ اَطْلِقُوْا ثُمَامَۃَ فَانْطَلَقَ اِلٰی نَخْلٍ قَرِیْبٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ یَا مُحَمَّدُ وَاللّٰہِ مَا کَانَ عَلَی الْاَرْضِ وَجْہٌ اَبْغَضَ اِلَیَّ مِنْ وَّجْهِکَ فَقَدْ اَصْبَحَ وَجْهُکَ اَحَبَّ الْوُجُوْہِ اِلَیَّ وَاللّٰہِ مَا کَانَ مِنْ دِیْنٍ اَبْغَضَ اِلَیَّ مِنْ دِیْنِکَ فَاَصْبَحَ دِیْنُکَ اَحَبَّ الدِّیْنِ اِلَیَّ وَاللّٰہِ مَا کَانَ مِنْ بَلَدٍ اَبْغَضَ اِلَیَّ مِنْ بَلَدِکَ فَاَصْبَحَ بَلَدُکَ اَحَبَّ الْبِلَادِ اِلَیَّ وَاِنَّ خَیْلَکَ

کچھ سوار روانہ کئے وہ قبیلہ بنی حنیفہ کے ایک آدمی کو پکڑ لائے جس کو ثمامہ بن اثال کہا جاتا تھا۔ اور اس کو مسجد کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا اے ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا میرے پاس خیر ہے یا محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو صاحبِ دم کو قتل کریں گے۔ اگر انعام کریں گے تو شکر گزار پر انعام کریں گے اگر آپ مال چاہتے ہیں تو جتنا مال آپ چاہتے ہیں فرمائیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسے چھوڑ کر چلے گئے۔ حتیٰ کہ دوسرا دن آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اے ثمامہ! تیرے پاس کیا ہے اس نے کہا جو میں نے آپ سے کہا تھا کہ اگر احسان کریں گے تو شکر گزار پر احسان کریں گے آپ اسے چھوڑ کر تشریف لے گئے حتیٰ کہ اگلا روز آیا تو فرمایا اے ثمامہ تیرے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا میرے پاس وہی ہے جو میں نے آپ سے کہا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثمامہ کی رسیاں کھول دو وہ مسجد کے قریب کھجوروں میں گیا اور غسل کر کے مسجد میں داخل ہوا اور کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ! اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، بخدا! ساری زمین پر آپ کا چہرہ سب چہروں سے زیادہ مبغوض نہ تھا اب آپ کا شہر سارے شہروں سے مجھے زیادہ محبوب ہو گیا ہے۔ آپ کے شہر سے زیادہ مبغوض نہ تھا اب آپ کا شہر سارے شہروں سے مجھے زیادہ محبوب ہو گیا ہے۔

اَخَذَتْنِیْ وَاَنَا اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَمَاذَا تَرٰی فَبَشَّرَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَمَرَہٗ اَنْ یَّعْتَمِرَ فَلَمَّا قَدِمَ مَکَّۃَ قَالَ لَہٗ قَائِلٌ صَبَوْتَ قَالَ لَا وَلٰکِنْ اَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا وَاللّٰہِ لَا تَاْتِیْکُمْ مِنَ الْیَمَامَۃِ حَبَّۃُ حِنْطَۃٍ حَتّٰی یَاْذَنَ فِیْھَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

سواروں نے مجھے پکڑ لیا حالانکہ میں عمرہ کرنا چاہتا تھا اب آپ کیا فرماتے ہیں؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خوشخبری دی اور اس کو عمرہ کرنے کا حکم دیا جب وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوا تو کسی نے اسے کہا تو بے دین ہو گیا ہے۔ ثمامہ نے کہا ہرگز نہیں بخدا! لیکن میں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا ہے۔ خدا کی قسم! تمہارے پاس یمامہ سے گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا حتی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت دیں۔

۴۰۷۲ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑ سواروں نے ثمامہ کو گرفتار کیا اور آپ کی خدمت میں لے کر آئے تو آپ نے فرمایا اے ثمامہ "مَاذَا عِنْدَکَ" تیرے پاس کیا ہے یعنی تیرا کیا خیال ہے کہ ہم تیرے ساتھ کیا معاملہ کریں گے"۔

بعض شراح بخاری نے کہا کہ ہو سکتا ہے کہ "مَاذَا عِنْدَکَ" میں ما استفہامیہ "ذا" موصولہ ہو اور عندک صلہ ہو یعنی تیرے خیال میں جو ہم تیرے ساتھ کریں گے وہ کیا ہے؟

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کی چند صورتیں ہیں: پہلی یہ کہ ما استفہامیہ ہو اور ذا اسم اشارہ ہو دوسری یہ کہ ما استفہامیہ ہو اور ذا موصولہ ہو کیونکہ یہ جملہ کا محتاج ہے جو اس کے بعد ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ "ماذا" استفہام کیلئے جیسے کہا جاتا ہے۔ "لِمَاذَا جِئْتَ" تو کس لئے آیا ہے؟ چوتھی یہ کہ "ماذا" اسم جنس بمعنی "اَیُّ شَیْءٍ" ہے، پانچویں یہ کہ "ما" زائدہ ہے اور "ذا" اسم اشارہ ہے۔ چھٹی یہ کہ "ما" استفہامیہ اور "ذا" زائد ہے۔

ثمامہ نے کہا "میرے پاس خیر ہے"، یعنی آپ مجھ پر ظلم نہیں کریں گے بلکہ معاف فرمائیں گے اور احسان کریں گے اور اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو قتل کے مستحق کو قتل کریں گے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ایک روایت میں "ذَا ذِمٍّ" ہے یعنی اگر آپ قتل کریں گے تو ایسے شخص کو قتل کریں گے جو اہل ذمہ ہے۔ قاضی عیاض نے اس معنی کو مسترد کیا ہے کیونکہ اہل ذمہ کو قتل کرنا جائز نہیں۔ امام نووی نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ ذمہ سے مراد حرمت ہے۔ یعنی اس کا ذم اپنی قوم میں حرام ہے۔ علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ

۴۰۷ — حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ اَبِي حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ مُسَيْلِمَةُ الْكَذَّابُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ اِنْ جَعَلَ لِيْ مُحَمَّدٌ مِنْ بَعْدِهٖ تَبِعْتُهٗ وَقَدِمَهَا فِيْ بَشَرٍ كَثِيْرٍ مِنْ قَوْمِهٖ فَاَقْبَلَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ ابْنِ شَمَّاسٍ وَ فِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِطْعَةُ جَرِيْدٍ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى مُسَيْلِمَةَ فِيْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ لَوْ سَاَلْتَنِيْ هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا اَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَ اَمْرَ اللهِ فِيْكَ وَلَئِنْ اَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللهُ وَاِنِّيْ لَاُرَاكَ الَّذِيْ اُرِيْتُ

نے کہا کہ ثمامہ نے پہلے روز احسان اور مال کو ذکر کیا اور دوسرے روز صرف احسان کو ذکر کیا اور تیسرے روز کچھ بھی ذکر نہ کیا کیونکہ پہلے روز اُس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غیظ و غضب کو محسوس کیا تو دونوں کو ذکر کیا کہ اگر مجھے قتل کریں گے تو میں قتل کا مستحق ہوں اور اگر اپنے جود و کرم کے پیش نظر قتل نہ کریں گے اور ایک شکر گزار پہ احسان فرمائیں گے، لیکن جب اُس نے دیکھا کہ آپ اس کو قتل نہیں کریں گے اور اپنے پر احسان کی امید کی تو صرف احسان کو ذکر کیا جب تیسرے روز آپ کا خلق عظیم اور لطف عمیم پر نظر کی ”صلوات اللہ و سلامہ علیہ“، تو مجمل چھوڑ دیا اور آپ کی مہربانی اور لطف و کرم کا امیدوار ہُوا“، ثمامہ نے مشرف باسلام ہونے کے بعد اپنے اسلام کا اعلان کیا تو کسی نے کہا تو صابی یعنی دین سے نکل گیا ہے تو اس نے جواب دیا نہیں میں دین سے نہیں نکلا، کیونکہ تمہارا کوئی دین ہی نہیں جس سے میں نکلا ہوں میں نے دین حاصل کیا ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں اللہ کے تابع ہوں۔ یہ یاد رہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معیت صرف اللہ کے تابع ہونے میں ہے جو حضور میں دائمی ہے اور ثمامہ میں نئی حاصل ہوئی ہے“، واللہ ورسولہ اعلم! ابن ہشام نے اضافہ ذکر کیا کہ پھر ثمامہ یمن میں گیا اور اہل یمن کو مکہ کی طرف غلہ بھیجنے سے روک دیا۔ مکہ والوں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ آپ صلہ رحمی کا سبق دیتے ہیں اور ہم آپ سے صلہ رحمی کے امیدوار ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثمامہ کو لکھا کہ لوگوں کو مکہ میں غلہ بھیجنے سے نہ روکے“، (حدیث ۴۵۱ کی شرح دیکھیں)

۴۰۷ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فِيهِ مَا رَأَيْتُ وَهٰذَا ثَابِتٌ يُجِيبُكَ عَنِّي ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُ عَنْ قَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكَ أُرَى الَّذِي أُرِيتُ فِيهِ مَا رَأَيْتُ فَأَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ فِي يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ فَأَهَمَّنِي شَأْنُهُمَا فَأُوحِيَ إِلَيَّ فِي الْمَنَامِ أَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ بَعْدِي أَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ وَالْآخَرُ مُسَيْلِمَةُ

کے عہدِ مبارک میں مُسَیلمَہ کذاب (مدینہ منورہ) آیا اور یہ کہنا شروع کیا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اپنے بعد مجھے خلافت دیں تو میں آپ کی تابعداری کر لوں گا اور اپنی قوم کے بہت سے لوگوں کو لے کر مدینہ منورہ آیا۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف تشریف لے گئے جبکہ آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس بھی تھے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ اقدس میں کھجور کی شاخ تھی حتیٰ کہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ مسیلمہ کذاب پر ٹھہر گئے اور فرمایا اگر تو مجھ سے اس شاخ کا ٹکڑا مانگے تو میں تجھے یہ بھی نہیں دوں گا اور تیرے بارے میں جو اللہ کا حکم ہو چکا ہے تو اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا، اگر تو پشت پھیرے گا تو اللہ تجھے ہلاک کرے گا اور میں تجھے وہی دیکھتا ہوں جو خواب میں دکھایا گیا ہوں یہ ثابت ہے میری طرف سے تجھے جواب دے گا پھر آپ واپس تشریف لے آئے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے متعلق کہ میں تجھے وہی دیکھتا ہوں جو خواب میں دکھایا گیا ہوں، دریافت کیا تو مجھے ابوہریرہ نے بتایا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت میں سو رہا تھا کہ میں نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے مجھے اُن کے حال نے متفکر کر دیا تو نیند میں مجھے وحی کی گئی کہ ان دونوں پر پھونک مارئیں میں نے پھونک ماری تو وہ اُڑ گئے میں ان کی تاویل یہ کی کہ میرے بعد دو کذاب ظاہر ہوں گے اُن میں سے ایک اسود عنسی اور دوسرا مسیلمہ کذاب ہوگا!

۴۰۷۴ — شرح: مسیلمہ کذاب بنی حنیفہ کے وفد میں آیا تھا یہی مناسبت کی وجہ ہے۔ اُس نے دس ہجری میں نبوّت کا دعویٰ کیا تھا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تالیف کے لئے اس کے پاس تشریف لے گئے تھے جیسا کہ آپ کی عادت کریمہ تھی جب مسیلمہ کذاب مدینہ منورہ میں آیا تھا تو اس کے ساتھ اس کی قوم کے سترہ افراد تھے۔ وہ آدمی تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

۷۰۷۵ــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ ابْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَاهُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِخَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَ فِيْ كَفِّيْ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ

کی خدمت میں حاضر ہوگئے اور مسیلمہ فخر و غرور کے باعث آپ کے پاس نہ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ کریمانہ معاملہ کرتے ہُوئے خود اس کے پاس تشریف لے گئے اور ثابت بن قیس بن شماس آپ کے ہمراہ تھے۔ تاکہ اس پر حجت قائم کریں۔ اس حدیث سے معلوم ہُوا کہ معاند لوگوں کے مقابلہ میں بلغاء سے استعانت کرنی چاہیئے کیونکہ ثابت بہت بلیغ تھے۔

اسود عنسی

عَنسِیْ عنس کی طرف منسوب ہے اور وہ زید بن مالک بن ادد ہے۔ ابن درید نے کہا عنس مضبوط اونٹنی ہے عنس سے مراد اسود ہے۔اس کا لقب عبہلہ ہے عبہلہ کا معنی مہمل ہے۔ یہ صنعاء میں ظاہر ہُوا تھا جبکہ وہاں مہاجر بن ابی امیہ حاکم تھا۔ اس اللہ کے دشمن کو اس بات نے گمراہ کیا تھا کہ ایک دفعہ اس کے پاس سے ایک گدھا گزرا تو وہ منہ کے بل پھسل گیا۔ اسود ملعون نے کہا یہ مجھے سجدہ کر رہا ہے اور جب تک اللہ کے دشمن نے "شاء" نہ کہا گدھا نہ اُٹھا۔ جب اُس نے "شاء" کہا تو وہ کھڑا ہوگیا۔ اسود عمدان میں قتل ہُوا اور اس کا سَر اور سامان جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر کیا گیا تھا "شاء" گدھے کو بلاتے کے لئے کہا جاتا ہے۔ اسود عنسی شعبدہ باز تھا لوگوں کو عجیب چیزیں دکھاتا اور جو لوگ اس کی بات سُنتے اُن کے دل قید کرلیتا تھا اس کے ساتھ شیطان تھا جو اس کی تابعداری کرتا تھا۔ اسود نے یمن کے بادشاہ کے خلاف خروج کرکے اسے قتل کردیا اور اس کی بیوی سے نکاح کرلیا اور اس کے ملک پر قبضہ کرلیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جس رات اسود قتل ہوا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خوشخبری دی اور فرمایا آج رات مبارک گھرانے کے مبارک شخص نے اس کو قتل کیا ہے۔ عرض کیا گیا وہ کون ہے فرمایا وہ فیروز ہے وہ اس کے پاس گیا اور کہا تو کیا کہتا ہے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" کا خیال ہے کہ اللہ صرف ایک ہے اسود نے کہا بلکہ الٰہ بکثرت ہیں فیروز نے کہا ہاتھ بڑھایں تیری بیعت کرتا ہوں جب اُس نے ہاتھ بڑھایا تو فیروز نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا کر اسود عنسی کی گردن پکڑی اور اس کو قتل کردیا۔ عبید بن صخر نے کہا اسود عنسی کے پہلے اور آخری حال میں صرف تین ماہ کا عرصہ تھا۔ ثابت بن قیس بن شماس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فصیح و بلیغ خطیب تھے انہوں نے فوت ہونے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خواب میں وصیت کی تھی۔" (عینی باختصار)

فَكَبُرَا عَلَىَّ فَاُوحِىَ اِلَىَّ اَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا فَاَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ الَّذَيْنِ اَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبُ صَنْعَاءَ وَصَاحِبُ الْيَمَامَةِ

۴۰۷۶ — حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ مَهْدِيَّ بْنَ مَيْمُونٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا رَجَاءِ الْعُطَارِدِيَّ يَقُولُ نَعْبُدُ الْحَجَرَ فَاِذَا وَجَدْنَا حَجَرًا هُوَ خَيْرٌ مِّنْهُ اَلْقَيْنَاهُ وَاَخَذْنَا الْاٰخَرَ فَاِذَا لَمْ نَجِدْ حَجَرًا جَمَعْنَا جُثْوَةً مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ جِئْنَا بِالشَّاةِ فَحَلَبْنَا عَلَيْهِ ثُمَّ طُفْنَا بِهٖ فَاِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَجَبٍ قُلْنَا مُنَصِّلُ الْاَسِنَّةِ فَلَا نَدَعُ رُمْحًا فِيْهِ حَدِيْدَةٌ وَلَا سَهْمًا

۴۰۷۵ — ترجمہ: ہمام سے روایت ہے کہ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت میں سو رہا تھا کہ مجھے زمین کے سارے خزانے دیئے گئے اور میرے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن رکھے گئے جو مجھ پر بہت گراں گزرے۔ مجھے وحی کی گئی کہ ان کو پھونکیں میں نے ان کو پھونکا تو وہ دونوں اڑ گئے میں نے ان کی تاویل دو کذابوں سے کی جن کے درمیان میں ہوں وہ صنعاء کا عنسی اور یمامہ کا مسیلمہ ہے۔

۴۰۷۵ — شرح: صنعاء یمن میں عظیم شہر ہے وہاں اسود عنسی ہوا ہے اور یمامہ یمن میں شہر ہے جو طائف سے دو مرحلوں کی مسافت پر واقع ہے۔ وہاں مسیلمہ کذاب ہوا ہے۔ اس حدیث میں مسیلمہ کذاب کا ذکر ہے اس اعتبار سے یہ باب کے مناسب ہے کتاب الرؤیا میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کے دو کنگنوں کو اپنے ہاتھوں میں دیکھ کر اس کی تعبیر دو کذابوں سے فرمائی جو آپ کے بعد ہوں گے کیونکہ کذب خلافِ واقع بات ہوتی ہے۔ اس کا موضوع و مقام غیر محل ہوتا ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے نورانی ہاتھ سونے کا محل و موضوع نہیں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعبیر دو کذابوں سے فرمائی۔ جنہوں نے ایسی شی کا دعویٰ کیا جس کے وہ اہل نہ تھے۔

۴۰۷۶ — ترجمہ: مہدی بن میمون نے کہا میں نے ابورجاء عطاردی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم پتھروں کی عبادت کیا کرتے تھے۔ جب ہم کوئی پتھر دیکھتے کہ وہ پہلے پتھر سے اچھا ہے تو اس کو پھینک دیتے اور اچھا پتھر پکڑ لیتے تھے اور جب ہم کوئی پتھر نہ پاتے تو

فِيهِ حَدِيدَةٌ اِلَّا نَزَعْنَاهُ فَاَلْقَيْنَاهُ شَهْرَ رَجَبٍ وَقَالَ وَسَمِعْتُ اَبَا رَجَاءٍ يَقُولُ كُنْتُ يَوْمَ بُعِثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا اَرْعَى الْاِبِلَ عَلٰى اَهْلِي فَلَمَّا سَمِعْنَا بِخُرُوجِهِ فَرَرْنَا اِلَى النَّارِ اِلٰى مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ

بَابُ قِصَّةِ الْاَسْوَدِ الْعَنْسِيِّ

۴۰۷۷ ـ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عُبَيْدَةَ بْنِ نَشِيطٍ وَكَانَ فِي

مٹی کا ڈھیر بنالیتے پھر بکری لاتے اور اس پر دوہتے پھر اس کا طواف کرتے تھے جب رجب کا مہینہ آتا تو ہم کہتے (رجب کا مہینہ) تیروں سے بھالوں کو دُور کرنے والا ہے۔ ہم کوئی نیزہ نہیں چھوڑتے تھے جس میں لوہا ہو۔ اور نہ ہی کوئی تیر جس میں بھالا ہو مگر اس کو رجب کے مہینہ میں نکال پھینک دیتے۔ میں نے ابورجاء کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو میں بچہ تھا اور اپنے گھر والوں کے اونٹ چرایا کرتا تھا جب ہم نے آپ کے ظہور کی خبر سُنی تو بھاگ کر جہنم یعنی مسیلمہ کذاب کی طرف چلے گئے۔

۴۰۷۶ ــ شرح : سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خروج سے مراد قریش پر غلبہ حاصل کرنا ہے۔ نبوت کا اظہار مراد نہیں اور نہ ہی مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت مراد ہے۔ قولہ ھو اَخْیَرُ آہ یعنی اچھا سفید صاف ستھرا خوبصورت پتھر، جثوۃ من تراب آہ، مٹی کا ڈھیر۔ اس پر بکری دوہتے تاکہ وہ پتھر کی طرح سخت ہو جائے۔ قولہ مُنَصِّلُ آہ یعنی نیزوں سے لوہے نکال دیتے تھے۔ جب رجب کا مہینہ آتا تھا تو اس کی تعظیم کے لئے جنگ و جدال ختم کر دیتے تھے اور کہتے تھے۔ رجب کا مہینہ ہتھیاروں کو خالی کرنے والا مہینہ ہے۔ قولہ فلاندع آہ منصل الاسنۃ کی تفسیر ہے۔

اس حدیث سے واضح ہے کہ ابورجاء ان لوگوں میں سے تھا جنھوں نے مسیلمہ کذاب کی قوم میں سے اس کی بیعت کی تھی اس کا سبب یہ تھا کہ بنی تمیم سے ایک عورت جس کا نام سجاح تھا نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس کی قوم نے بھی اس کی بیعت کرلی پھر اسے مسیلمہ کذاب کا حال معلوم ہوا۔ مسیلمہ نے دھوکہ سے اس سے نکاح کر لیا پھر ان دونوں بیوی خاوند کی قوم نے مسیلمہ کی اطاعت پر اتفاق کر لیا۔

باب ـ اسود عنسی کا واقعہ

۴۰۷۷ ــ ابن عبیدہ بن نشیط سے روایت ہے۔ دوسرے موضع میں ان کا نام عبداللہ

مَوْضِعٍ اٰخَرَ اِسْمُہٗ عَبْدُ اللّٰہِ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰہِ اِبْنَ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ قَالَ بَلَغَنَا اَنَّ مُسَيْلَمَۃَ الْكَذَّابَ قَدِمَ الْمَدِيْنَۃَ فَنَزَلَ فِيْ دَارِ بِنْتِ الْحَارِثِ وَكَانَتْ تَحْتَہٗ ابْنَۃُ الْحَارِثِ بْنِ كُرَيْزٍ وَهِيَ اُمُّ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَامِرٍ فَاَتَاهُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ وَمَعَہٗ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَهُوَ الَّذِيْ يُقَالُ لَہٗ خَطِيْبُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ وَفِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ قَضِيْبٌ فَوَقَفَ عَلَيْہِ فَكَلَّمَہٗ فَقَالَ لَہٗ مُسَيْلَمَۃُ اِنْ شِئْتَ خَلَّيْتَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْاَمْرِ ثُمَّ جَعَلْتَہٗ لَنَا بَعْدَكَ فَقَالَ لَہُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ لَوْ سَاَلْتَنِيْ هٰذَا الْقَضِيْبَ مَا اَعْطَيْتُكَہٗ وَاِنِّيْ لَاَرَاكَ الَّذِيْ اُرِيْتُ فِيْہِ مَا اُرِيْتُ وَهٰذَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ وَسَيُجِيْبُكَ عَنِّيْ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰہِ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ سَاَلْتُ

مذکور ہے کہ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے کہا کہ مسیلمہ کذاب مدینہ منورہ میں آیا اور حارث کی بیٹی "کیسہ" کے گھر میں ٹھہرا، اس کے نکاح میں حارث بن کریز کی بیٹی تھی۔ اور وہ عبداللہ بن عامر کی ماں ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے جبکہ آپ کے ہمراہ ثابت بن قیس بن شماس بھی تھے۔ یہ وہی ہیں جنہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خطیب کہا جاتا ہے۔ اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں کھجور کی شاخ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس کچھ ٹھہرے اور اس سے کلام کیا تو مسیلمہ نے کہا اگر آپ چاہتے ہیں تو ہم آپ کے درمیان اور اس امر "نبوت" کے درمیان تخلیہ کرتے ہیں (آپ کی نبوت تسلیم کرتے ہیں) پھر اپنے بعد یہ ہمارے لئے کر دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تو مجھ سے یہ شاخ مانگے تو میں تجھے یہ بھی نہیں دوں گا اور میں تجھے وہی دیکھ رہا ہوں جو مجھے خواب میں دکھایا گیا ہے۔ یہ ثابت بن قیس ہیں میری طرف سے تجھے جواب دیں گے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے عبیداللہ بن عبداللہ نے کہا میں نے عبداللہ بن عباس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب کے متعلق پوچھا جو آپ نے ذکر کیا تھا ابن عباس نے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت میں سو رہا تھا مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ میرے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن رکھے گئے

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنْ رُؤْيَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ ذُكِرَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذُكِرَ لِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُرِيْتُ اَنَّهُ وُضِعَ فِيْ يَدَيَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَفُظِعْتُهُمَا وَكَرِهْتُهُمَا فَاُذِنَ لِيْ فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَاَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ اَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ الَّذِيْ قَتَلَهُ فَيْرُوْزُ بِالْيَمَنِ وَالْاٰخَرُ مُسَيْلِمَةُ

ہیں میں ان کے حال سے غمناک ہُوا تو مجھے ان کو پھونکنے کی اجازت دی گئی۔ میں نے اُن پر پھونک ماری تو وہ دونوں اُڑ گئے۔ میں نے ان کی تاویل دو جھوٹوں سے کی جو ظاہر ہوں گے۔ عُبید اللہ نے کہا اُن میں سے ایک اسود عنسی ہے جسے فیروز نے یمن میں قتل کیا تھا اور دوسرا مسیلمہ کذاب ہے۔

۴۰۷۷ شرح : قولہ فِی مَوْضِعٍ" ابن عبیدہ کو خوارج نے ایک سو تیس ہجری میں قتل کر دیا تھا ان کو کبھی ابن عُبیدہ کہا جاتا ہے کبھی عبد اللہ بن عبد اللہ بن عبیدہ کہا جاتا ہے۔ شیخ ابن حجر نے کہا امام بخاری کا مقصد مبہم کی وضاحت کرنا ہے کہ وہ عبد اللہ بن عبیدہ ہے۔ اس کا بھائی موسیٰ نہیں موسیٰ بہت ضعیف ہے۔ اور اس کا بھائی عبد اللہ ثقہ ہے جبکہ عبد اللہ اسّی برس موسیٰ سے بڑا ہے۔ قولہ فی دار بنت الحارث" حارث کی بیٹی کی حویلی وفود کے لئے تیار کی گئی تھی جو وفد باہر آتا تھا وہاں ٹھہرا کرتا تھا۔ اس کو بنت الحرث بھی کہا جاتا ہے اس طرح محمد بن سعد نے طبقات النساء میں تصریح کی ہے۔ اُنھوں نے کہا وہ رملہ بنت حرث ہے اس کو بنت الحرث بن ثعلبہ انصاریہ کہا جاتا ہے اور جو عورت مسیلمہ کی بیوی ہے اس کا نام کیسہ بنت الحرث ہے جب مسیلمہ مدینہ منورہ آیا تھا اس وقت وہ مدینہ منورہ میں نہ تھی وہ یمامہ میں مسیلمہ کے پاس تھی جب وہ قتل ہوگیا تو اس کے بعد اس سے اس کے چچا کے بیٹے عبد اللہ بن عامر نے نکاح کر لیا تھا"

اسود عنسی کا واقعہ اوپر بیان کیا گیا ہے مسیلمہ کذاب کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں وحشی کے ہاتھوں قتل ہُوا تھا جس نے امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا تھا۔ ان کے علاوہ دو اور کذاب ہیں جنہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے زمانہ کے قریب نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنی عاقبت خراب کر کے رسوا ہو کر ہلاک ہو گئے۔ ان میں سے ایک طلیحہ بن خُویلد ہے جو قبیلہ بنی اسد سے تھا اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ اس پر جبرائیل نازل ہوتا ہے اور آسمانی وحی اس کو پہنچاتا ہے۔ قبیلہ فزارہ جو غزوۂ حنین میں مسلمان

بَابُ قِصَّةِ اَهْلِ نَجْرَانَ

۴۰۷۸ ـــ حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ جَآءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ صَاحِبَا نَجْرَانَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدَانِ اَنْ يُّلَاعِنَاهُ قَالَ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ لَا تَفْعَلْ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَاعَنَّا لَا نُفْلِحُ نَحْنُ وَلَا عَقِبُنَا مِنْ بَعْدِنَا قَالَا اِنَّا نُعْطِيْكَ مَا سَأَلْتَنَا وَابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا اَمِيْنًا وَلَا تَبْعَثْ مَعَنَا اِلَّا اَمِيْنًا فَقَالَ لَاَبْعَثَنَّ

ہوگئے تھے مرتد ہوکر اس سے جا ملے تھے۔ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کی خبر پہنچی تو حضرت خالد بن ولید کی قیادت میں طلیحہ کی طرف لشکر بھیجا۔ مسلمانوں کا لشکر اُن ذلیل لوگوں پر غالب آیا اور وہ شکست خوردہ بھاگ گئے۔ طلیحہ شام میں چلا گیا اور جو قبائل مرتد ہوگئے تھے پھر مسلمان ہوگئے۔ اس کے بعد طلیحہ بھی مسلمان ہوگیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں نہاوند کی جنگ میں قتل ہوگیا۔
دوسری کذابہ سجاح ہے۔ یہ ایک عورت ہے جس نے بنی ثعلبہ میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور ایک قوم اس کی گرویدہ ہوگئی اس کا زمانہ اور مکان مسیلمہ کے بہت قریب تھا جب اکثر قبیلے اس عورت کے ہم خیال ہوگئے تو مسیلمہ کو خطرہ لاحق ہوگیا اُس نے بہت سے ہدایا اس کی طرف بھیجے اور اس سے ملاقات کی درخواست کی۔ ملاقات کے وقت مسیلمہ نے مختلف لغویات اس پر ظاہر کرکے اس کو باور کرایا کہ وہ نبی ہے اور حیلہ و فریب سے اس کے ساتھ نکاح کرلیا اور یمامہ کی آدھی آمدنی اس کے مہر میں کردی۔ اس کے بعد خالد بن ولید کے لشکر جرار نے اس پر حملہ کیا اس کو خراب اور تباہ کردیا ہم نے ان دو کذابوں کو اس لئے ذکر کیا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے دو کذابوں کی تصریح فرمائی جن کو آپ نے خواب میں دیکھا تھا۔ ان دو کذابوں کو ذکر نہیں کیا تھا۔ اس لئے انہیں ذکر کردیا گیا ہے۔

باب ـ قصہ اہل نجران

۴۰۷۸ ـــ ترجمہ: حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نجران کے دو سردار عاقب،

مَعَکُمْ رَجُلاً اَمِیْنًا حَقَّ اَمِیْنٍ حَقَّ اَمِیْنٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ فَقَالَ قُمْ یَا اَبَا عُبَیْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَلَمَّا قَامَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا اَمِیْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ

اور سید جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مباہلہ کا ارادہ رکھتے تھے۔ ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا مباہلہ نہ کرو خدا کی قسم اگر وہ نبی ہیں اور ہم نے ان سے مباہلہ کیا تو ہم اور ہمارے بعد ہماری اولاد بچ نہ سکیں گے انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ جو چاہتے ہیں ہم آپ کو دیتے ہیں ہمارے پاس کسی دیانتدار شخص کو بھیجیں اور ہمارے پاس امین (دیانتدار) کو ہی بھیجیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارے پاس امین ہی کو بھیجوں گا جو سچا امین ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے آپ کی طرف گردنیں بلند کیں (کہ اس سعادت سے کون فیض یاب ہوتا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوعبیدہ بن جراح اٹھو جب وہ اٹھے تو فرمایا یہ اس امت کا امین ہے!

۴۰۷۸ — **شرح** : ابن سعد نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران کو خط لکھا تو ان کے سرداروں میں سے چودہ افراد پر مشتمل وفد آپ کے پاس آئے جن میں سے کندہ کا عبدالمسیح عاقب، ربیعہ قبیلہ کا ابوالحارث بن علقمہ اور اس کا بھائی کرز، حارث کے دو بیٹے سید اور اوس، زید بن قیس، شیبہ، خویلد، خالد، عمرو اور عبداللہ تھے ان میں تین شخص ان کے جملہ امور کے ناظم تھے۔ عاقب ان کا امیر اور مشیر تھا وہ اسی کے مشورہ سے امور سرانجام دیتے تھے، ابوالحارث ان کا بہت بڑا عالم، امام اور صاحبِ مدارس تھا اور سید ان کا نگہبان تھا وہ مسجد میں آئے جبکہ ان پر سوتی کپڑے اور ریشمی کناروں والی چادریں تھیں۔ وہ مسجد میں کھڑے ہو کر مشرق کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے لگے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا انہیں کچھ نہ کہو نماز پڑھنے دو پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے ان سے اعراض فرمایا اور کلام نہ کیا۔ عثمان نے ان سے کہا یہ ان کے لباس کے سبب تھا وہ اس روز چلے گئے پھر دوسرے روز رہبانوں کے لباس میں آئے اور سلام عرض کیا تو آپ نے ان کے سلام کا جواب دیا اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ انھوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کیا اور گفتگو نے طول پکڑا اور جھگڑا ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر قرآن تلاوت کیا اور فرمایا اگر تم نے میری بات کا انکار کیا تو آؤ میں تم سے مباہلہ کرتا ہوں اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ" اور ہم بلائیں اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری

۴۰۷۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا إِسْحٰقَ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ جَآءَ أَهْلُ نَجْرَانَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا ابْعَثْ لَنَا رَجُلًا أَمِينًا فَقَالَ لَأَبْعَثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهَا النَّاسُ فَبَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ

۴۰۸۰ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَمِينٌ وَأَمِينُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ

عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں پھر مباہلہ کریں تو جھوٹوں پر لعنت ڈالیں مباہلہ یہ ہے کہ جب لوگ کسی شئ میں اختلاف کریں تو وہ فیصلہ کے لئے ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔ اور ظالموں پر لعنت کرتے ہیں ان میں سے ایک نے اپنے ساتھیوں سے کہا ابونعیم نے صحابہ کے تذکرہ میں کہا یہ قائل سید تھا کہا گیا ہے وہ عاقب تھا بعض نے شرحبیل کا نام ذکر کیا ہے کہ اس نے کہا اگر تم نے لعان یا مباہلہ کیا تو ہم اور ہماری نسلیں تباہ و برباد ہو جائیں گی اور ہمارا نام و نشان مٹ جائے گا۔ اس لئے آپ سے مباہلہ نہ کرو اور مصالحت کر لو، چنانچہ سید اور عاقب نے کہا جو آپ طلب کریں گے ہم آپ کو دیں گے۔ ابن سعد نے روایت کی کہ دوسرے روز عبدالمسیح عاقب اور ان میں دو سمجھدار شخص آئے اور کہنے لگے ہم آپ سے مباہلہ نہیں کرتے آپ جو ہم سے طلب کریں ہم دیتے ہیں اور آپ سے صلح کرتے ہیں۔ چنانچہ رجب میں دو ہزار بڑی چادریں ایک ہزار صفر کے مہینہ میں چادریں یا ان کی قیمت چاندی دیں گے۔ انھوں نے کہا ہم تیس زرہیں، تیس نیزے، تیس اونٹ اور تیس گھوڑے عاریۃً دیں گے۔ جب وہ صلح کر کے چلے گئے اور اپنے وطن کو روانہ ہو گئے تو تھوڑے ہی دنوں بعد سید اور عاقب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو گئے۔ نجران بہت بڑا شہر ہے مکہ مکرمہ سے یمن کی سمت میں سات مراحل کی مسافت پر واقع ہے یہ نصاریٰ کا خاص مقام ہے۔ وہاں کے سب لوگ اہل کتاب تھے" واللہ ورسولہ اعلم (عینی)

۴۰۷۹ — ترجمہ: حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا اہل نجران سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے ہمارے پاس کسی امین شخص کو بھیجیں آپ

بَابُ قِصَّةِ عُمَانَ وَالْبَحْرَيْنِ

۴۰۸۱ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ سَمِعَ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْقَدْ جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ لَقَدْ اَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا ثَلَاثًا فَلَمْ يَقْدَمْ مَالُ الْبَحْرَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَدِمَ عَلٰى اَبِي بَكْرٍ اَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادٰى مَنْ كَانَ لَهٗ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَيْنٌ اَوْ عِدَةٌ فَلْيَاْتِنِيْ قَالَ جَابِرٌ فَجِئْتُ اَبَا بَكْرٍ فَاَخْبَرْتُهٗ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میں تمہارے پاس امین بھیجوں گا جو کامل امین ہے۔ لوگوں نے آپ کی طرف گردنیں بلند کیں تو آپ نے ابوعبیدہ بن جراح کو بھیجا "۔ (حدیث ۳۴۹۹ کی شرح دیکھیں)

۴۰۸۰ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر امت میں امین ہوتا ہے اس امت کا امین ابوعبیدہ بن جراح ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ "۔ (حدیث ۳۴۹۹ کی شرح دیکھیں)

باب ـــ عمّان اور بحرین کا قصہ

ایک عمان یمن ہے اس کو عمان بن سبا کہتے ہیں اور ایک عمان شام میں ہے اس کو بھی عمان کہا جاتا ہے یہاں یہ مراد نہیں۔ بحرین بحر کا تثنیہ ہے یہ بصرہ اور عمان کے درمیان ہے وہاں کے رہنے والوں کو عمانی کہا جاتا ہے "

۴۰۸۱ ـــ ترجمہ : سفیان نے بیان کیا کہ انہوں نے کہا محمد بن منکدر نے جابر بن عبداللہ

قَالَ لَوْ قَدْ جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ اَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا ثَلَاثًا قَالَ فَاَعْطَانِيْ قَالَ جَابِرٌ فَلَقِيْتُ اَبَا بَكْرٍ بَعْدَ ذٰلِكَ فَسَاَلْتُهٗ فَلَمْ يُعْطِنِيْ ثُمَّ اَتَيْتُهُ الثَّانِيَةَ فَلَمْ يُعْطِنِيْ ثُمَّ اَتَيْتُهُ الثَّالِثَةَ فَلَمْ يُعْطِنِيْ فَقُلْتُ لَهٗ قَدْ اَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِيْ ثُمَّ اَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِيْ ثُمَّ اَتَيْتُكَ فَلَمْ تُعْطِنِيْ فَاِمَّا اَنْ تُعْطِيَنِيْ وَاِمَّا اَنْ تَبْخَلَ عَنِّيْ فَقَالَ اَقُلْتَ تَبْخَلُ عَنِّيْ وَاَيُّ دَاءٍ اَدْوَاُ مِنَ الْبُخْلِ قَالَهَا ثَلَاثًا مَا مَنَعْتُكَ مِنْ مَرَّةٍ اِلَّا وَاَنَا اُرِيْدُ اَنْ اُعْطِيَكَ وَعَنْ عَمْرٍو عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ جِئْتُهٗ فَقَالَ لِيْ اَبُوْ بَكْرٍ عُدَّهَا فَعَدَدْتُهَا فَوَجَدْتُهَا خَمْسَ مِائَةٍ قَالَ خُذْ مِثْلَهَا مَرَّتَيْنِ

رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ مجھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بحرین سے مال آیا تو میں تجھے اِتنا اِتنا مال دوں گا یہ تین بار فرمایا بحرین سے مال نہ آیا حتیٰ کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس وہ مال آیا تو انہوں نے منادی کو حکم دیا کہ وہ اعلان کردے کہ جس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قرض یا وعدہ ہو وہ میرے پاس آئے جابر نے کہا میں ابوبکر کے پاس آیا اور ان کو خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر بحرین سے مال آیا تو میں تجھے اِتنا اِتنا مال دوں گا۔ یہ تین بار فرمایا تو ابوبکر نے مجھے مال دیا۔ جابر نے کہا میں اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملا اور اُن سے مال طلب کیا تو اُنھوں نے نہ دیا پھر میں ان کے پاس آیا تو اُنھوں نے مجھے نہ دیا پھر میں تیسری بار آیا تو اُنھوں نے مجھے نہ دیا میں نے ابوبکر صدیق سے کہا میں آپ کے پاس آیا آپ نے مجھے مال نہ دیا پھر دوبارہ آیا تو آپ نے نہ دیا پھر تیسری بار آیا تو آپ نے مجھے نہ دیا۔ یا تو مجھے مال دیں یا آپ مجھ سے بخل کرتے ہیں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تو نے کہا ہے کہ آپ مجھ سے بخل کر رہے ہیں۔ بخل سے زیادہ بُری کونسی بیماری ہے۔ اُنھوں نے یہ کلمہ تین بار کہا (اُنھوں نے کہا) میں نے ہر بار تجھے مال دینے سے منع نہیں کیا مگر میں چاہتا تھا کہ تجھے دوں گا، عمرو سے روایت ہے اُنھوں نے محمد بن علی سے روایت کی کہ میں نے جابر بن عبداللہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں ابوبکر کے پاس آیا مجھے ابوبکر نے کہا اس کو شمار کر دمیں نے شمار کیا تو وہ پانچ سو درہم تھا ابوبکر نے کہا اتنا اور لے لو یہ دو بار کہا،،

بَابُ قُدُوْمِ الْاَشْعَرِيِّيْنَ وَاَهْلِ الْيَمَنِ

وَقَالَ اَبُوْمُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمْ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُمْ

۴۰۸۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ زَائِدَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَدِمْتُ اَنَا وَاَخِيْ مِنَ الْيَمَنِ فَمَكَثْنَا حِيْنًا مَا نُرٰى ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَّاُمَّهٗ اِلَّا مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ مِنْ كَثْرَةِ دُخُوْلِهِمْ وَلُزُوْمِهِمْ لَهٗ

۴۰۸۱ — شرح : اس حدیث میں نہ تو بحرین کا قصہ ہے اور نہ ہی کہیں عمان کا ذکر ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ "لو قد جاء مال البحرین" سے بحرین کے قصہ کی طرف اشارہ ہو، کیونکہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف کسی کو بھیجا تھا، چنانچہ طبرانی نے مسور بن مخرمہ سے روایت کی کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں کی طرف وفود بھیجے اور عمرو بن عاص کو عمان کے بادشاہ جلندی کے دو بیٹوں جیفر اور عیاذ کی طرف بھیجا جبکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے واپس آگئے تھے اور عمرو بن عاص ابھی بحرین میں ہی تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے۔ حدیث ۲۴۲۹ اور حدیث ۲۱۵۰ کی شرح دیکھیں۔

باب — اشعریوں اور اہلِ یمن کا آنا "

ترجمہ: ابوموسیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اشعری مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

اشعریین اہلِ یمن سے ہیں۔ ترجمہ میں عام کا خاص پر عطف ہے۔ اشعریین اشعری کی جمع ہے اور اشعری اشعر کی طرف منسوب ہے۔ — ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ اشعری مجھ سے ہیں یعنی وہ طریقہ اور اللہ کی طاعت میں مال خرچ کرنے میں مجھ سے متصل ہیں۔ اس میں مبالغہ مقصود ہے اور کلمہ "مِنْ" اتصالیہ ہے۔ حدیث ۲۳۲۳ کی شرح دیکھیں "

۴۰۸۲ — ترجمہ : ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا میں اور میرا بھائی

۴۰۸۳ ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ اَبُوْمُوْسٰی اَكْرَمَ هٰذَا الْحَیَّ مِنْ جَرْمٍ وَاِنَّا لَجُلُوْسٌ عِنْدَهٗ وَهُوَ يَتَغَدّٰی دَجَاجًا وَفِی الْقَوْمِ رَجُلٌ جَالِسٌ فَدَعَاهُ اِلَی الْغَدَاءِ فَقَالَ اِنِّیْ رَاَيْتُهٗ يَاْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهٗ قَالَ هَلُمَّ فَاِنِّیْ رَاَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُهٗ قَالَ اِنِّیْ حَلَفْتُ لَا اٰكُلُهٗ قَالَ هَلُمَّ اُخْبِرْكَ عَنْ يَمِيْنِكَ اِنَّا اَتَيْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرٌ مِنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَاَبٰی اَنْ يَّحْمِلَنَا فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ اَنْ لَا يَحْمِلَنَا ثُمَّ لَمْ يَلْبَثِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اُتِیَ بِنَهْبِ اِبِلٍ فَاَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ فَلَمَّا قَبَضْنَاهَا قُلْنَا تَغَفَّلْنَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهٗ لَا نُفْلِحُ بَعْدَهَا اَبَدًا فَاَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ حَلَفْتَ اَنْ لَا تَحْمِلَنَا وَقَدْ حَمَلْتَنَا قَالَ اَجَلْ وَلٰكِنْ لَا اَحْلِفُ عَلٰی يَمِيْنٍ فَاَرٰی غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا اَتَيْتُ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهَا

یمن سے آئے۔ ہم کچھ عرصہ ٹھہرے ہم عبداللہ بن مسعود اور ان کی والدہ کو اہل بیت کرام سے ہی گمان کرتے تھے کیونکہ ان کا سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر بکثرت آنا جانا اور آپ کے ساتھ رہنا اکثر تھا،،

۴۰۸۳ ـــ ترجمہ: ابوقلابہ نے زہدم سے روایت کی کہ جب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ آئے تو اُنھوں نے قبیلہ جرم کا بہت اکرام کیا اور ہم اُن کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور وہ مُرغ کا گوشت کھا رہے تھے ان لوگوں میں ایک آدمی بیٹھا تھا ابوموسیٰ نے اس کو کھانا کھانے کے لئے بلایا تو اس نے کہا۔ میں نے مرغ کو دیکھا تھا کہ کوئی شئ کھا رہا تھا اس لئے مجھے اس سے کراہت آتی ہے ابوموسیٰ نے کہا آؤ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا کہ آپ مُرغ کا گوشت کھاتے تھے۔ اُس نے کہا میں نے قسم کھائی ہے کہ اسے نہیں کھاؤں گا۔ ابوموسیٰ نے کہا آؤ میں تیری قسم کے متعلق تجھے خبر دیتا ہوں ہم اشعریوں کا گروہ

۴۰۸۴ــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو صَخْرَةَ جَامِعُ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ صَفْوَانُ بْنُ مُحْرِزٍ الْمَازِنِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ قَالَ جَاءَتْ بَنُو تَمِيمٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبْشِرُوا يَا بَنِي تَمِيمٍ قَالُوا أَمَّا إِذْ بَشَّرْتَنَا فَأَعْطِنَا فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْبَلُوا الْبُشْرَى إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ قَالُوا قَدْ قَبِلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ آپ سے سواری طلب کرتے تھے ۔ آپ نے ہمیں سواری دینے سے انکار کردیا ہم نے پھر آپ سے سواری طلب کی تو آپ نے قسم کھالی کہ ہمیں سواری نہ دیں گے ۔ پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیر نہ کی کہ آپ کے پاس مال غنیمت کے اونٹ آگئے تو آپ نے ہم کو پانچ اونٹ دینے کا حکم فرمایا جب ہم نے ان کو قبضہ میں کرلیا تو ہم نے خیال کیا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قسم سے غافل رکھا ہے ۔ اس کے بعد ہم کبھی بھی کامیاب نہ ہوسکیں گے تو میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ نے قسم کھائی تھی کہ آپ ہمیں سواری نہیں دیں گے حالانکہ آپ نے ہمیں سواری عطا کی ہے فرمایا ہاں (میں نے قسم کے خلاف کیا ہے) لیکن میں قسم کھالوں پھر مجھے اس کے غیر میں بہتری نظر آئے تو میں وہ کرتا ہوں جو اس سے بہتر ہو"

۴۰۸۳ــ شرح : اشعریوں کی یہ جماعت غزوہ تبوک کی تیاری کے وقت آئی تھی ۔ قولہ لَمَّا قَدِمَ أَبُو مُوسَى آہ یعنی جب ابو موسیٰ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں کوفہ کے حاکم بن کر کوفہ میں آئے تھے ۔ علامہ کرمانی نے کہا جب ابو موسیٰ یمن میں آئے تھے ۔ حافظ ابن حجر نے اسے کرمانی کا وہم ذکر کیا ہے کیونکہ زہدم یمنی نہیں ہیں ۔ جرم مشہور قبیلہ کا نام ہے ۔

(حدیث ع ۲۹۲۴ کی شرح دیکھیں)

۴۰۸۴ــ ترجمہ : عمران بن حصین نے کہا بنو تمیم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا اے بنی تمیم بشارت ہو انہوں نے کہا جب آپ نے ہمیں بشارت دی ہے تو ہمیں مال دیں ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور متغیر ہوگیا پھر یمن سے کچھ لوگ یمن سے آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہی بشارت قبول کرو جبکہ بنو تمیم نے اسے قبول نہیں کیا انہوں نے کہا یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ، ہم نے قبول کی ۔

۴۰۸۵ ــ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا وَھْبُ ابْنُ جَرِیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاِیْمَانُ ھٰھُنَا وَاَشَارَ بِیَدِہٖ اِلَی الْیَمَنِ وَالْجَفَاءُ وَغِلَظُ الْقُلُوْبِ فِی الْفَدَّادِیْنَ عِنْدَ اُصُوْلِ اَذْنَابِ الْاِبِلِ مِنْ حَیْثُ یَطْلُعُ قَرْنَا الشَّیْطَانِ رَبِیْعَۃَ وَمُضَرَ

۴۰۸۴ ــ شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بنو تمیم کا وفد نو ہجری میں آیا تھا جبکہ اشعری اس سے پہلے خیبر فتح ہونے کے بعد سات ہجری میں آئے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے اشعریوں میں سے کچھ لوگ اس کے بعد آئے ہوں گے"۔
(حدیث ع ۲۹۸۰ کی شرح دیکھیں)

۴۰۸۵ ــ ترجمہ : ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان یہاں ہے " اور اپنے دستِ اقدس سے یمن کی طرف اشارہ فرمایا اور بے رحمی اور سخت قلبی ربیعہ اور مضر میں ہے جو اونٹوں کی دموں کے پاس آوازیں بلند کرتے ہیں جہاں شیطان کے دو سینگ نکلیں گے۔

۴۰۸۵ ــ شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی جہت کی طرف اشارہ فرمایا اور اس سے یمن کے لوگ مراد ہیں۔ اس کے سوا دوسرے لوگ مراد نہیں۔ فَدَّادِیْنَ فَدَّاد کی جمع ہے۔ اس کا معنی سخت آواز ہے جیسے اونٹوں والوں کی عادت ہے کہ وہ بلند آواز سے بولتے ہیں۔ اگر فداد کی دال مشدد نہ ہو تو اس کا معنی کھیتی باڑی کا آلہ ہے۔ ان لوگوں کی مذمت اس لئے فرمائی کہ یہ امورِ دین سے اعراض کرتے ہیں اور امور آخرت کی پرواہ نہیں کرتے۔ شیطان کے دو سینگ مشرق کی جہت سے طلوع کریں گے۔ یہ تعبیر اس لئے کی ہے کہ شیطان مطلع شرق کے محاذی دونوں سینگ کھڑے کر دیتا ہے حتی کہ جب سورج طلوع کرتا ہے تو شیطان کے سر کے دونوں کناروں کے درمیان ہوتا ہے اور جب سورج کی پجاری اسے سجدہ کرتے ہیں تو سجدہ شیطان کو ہوتا ہے۔ ربیعہ اور مضر مشہور دو قبیلے ہیں۔ فدادین سے بدل واقع ہوئے ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مبتداء محذوف کی خبر ہوں یعنی وہ ربیعہ اور مضر ہیں۔ ان کو مجرور بھی پڑھ سکتے ہیں (حدیث ع ۳۰۸۹ کی شرح دیکھیں)

۴۰۸۶ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَاكُمْ أَهْلُ الْيَمَنِ هُمْ أَرَقُّ أَفْئِدَةً وَأَلْيَنُ قُلُوبًا الْإِيمَانُ يَمَانٍ وَالْحِكْمَةُ يَمَانِيَةٌ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي أَصْحَابِ الْإِبِلِ وَالسَّكِينَةُ وَالْوَقَارُ فِي أَهْلِ الْغَنَمِ وَقَالَ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمٰنَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۰۸۶ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس یمن کے لوگ آئیں گے اُن کے دل بہت رقیق اور نرم ہوں گے ایمان یمنی ہے اور حکمت یمنی فخر اور غرور و تکبر اونٹوں والوں میں ہے۔ آرام اور وقار بکریوں والوں میں ہے۔ غندر نے شعبہ کے ذریعے سلیمان سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے ذکوان کو ابوہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہوئے سُنا ہے،،

۴۰۸۶ ـــ شرح : فؤاد کا معنیٰ دل کا پردہ ہے۔ اس کی رقّت سے وصف کی۔ یعنی ان کے دلوں کے پردے بہت تنگ ہیں اُن میں حق آسانی سے پہنچ جاتا ہے اور وہ نصیحت جلدی قبول کرتے ہیں۔ قاموس میں ذکر کیا کہ قلب کا معنی فؤاد ہے یا اس سے خاص ہے۔ علامہ بیضاوی نے کہا رقّت غلظت کی ضد ہے اور لین قساوت کے مقابل ہے۔ جب قلب حق سے دُور ہو جائے اور اس سے اعراض کرے اور اس میں آیات اور انذار مؤثر نہ ہوں تو اس کی غلظت سے وصف کرتے ہیں کہ اس میں حق نفوذ نہیں کرتا یعنی وہ بہت سخت ہو جاتا ہے۔ اگر اس کا برعکس ہو کہ اس میں نصیحت جلدی نفوذ کرے تو اس کی رقّت اور لین سے وصف کرتے ہیں۔ اس لئے احوال قلب کے لئے یہ دو وصفیں مستعار لائی جاتی ہیں (تیسیر القاری) طیبی نے کہا افئدہ کی وصف رقّت سے اور قلوب کی لین سے وصف اس لئے کی کہ فؤاد قلب کا پردہ ہے۔ جب وہ رقیق ہو تو بات اس سے نفوذ کر کے قلب میں چلی جاتی ہے اور جب سخت ہو تو اس کا دل میں پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے (قسطلانی) قولہ الایمان یمان آہ یمان اصل میں یمنیٌّ تھا اس میں یاء نسبت کی ہے۔ تخفیف کے لئے یاء کو حذف کیا گیا اور اس کے عوض اَلِف لایا گیا یعنی اہل یمن کی طرف منسوب ہے کیونکہ قلب کی صفائی اور رقّت اور اس کے جوہر کی لین اور نرمی اسے عرفان حق کی طرف پہنچاتی ہے اور وہ جلد

۴۰۸۷ — حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَخِیْ عَنْ سُلَیْمٰنَ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَیْدٍ عَنْ اَبِی الْغَیْثِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاِیْمَانُ یَمَانٍ وَالْفِتْنَۃُ ھٰھُنَا ھٰھُنَا یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ

۴۰۸۸ — حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَاکُمْ اَھْلُ الْیَمَنِ اَضْعَفُ قُلُوْبًا وَّاَرَقُّ اَفْئِدَۃً اَلْفِقْہُ یَمَانٍ وَالْحِکْمَۃُ یَمَانِیَۃٌ

اس کی تصدیق کرتا ہے۔ یہی ایمان و انقیاد ہے۔ محدثین نے کہا اس جگہ مکہ مراد ہے کیونکہ ایمان وحکمت کا مبداء مکہ مکرمہ ہے۔ اور مکہ یمانیہ ہے (تیسیر القاری)

علامہ کرمانی نے کہا یا اس سے اہل یمن کی کمال ایمان سے وصف مراد ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا کہ کہا گیا ہے فؤاد قلب کا غیر ہے اور وہ قلب کی آنکھ ہے۔ نیز کہا گیا ہے کہ فؤاد قلب کا باطن ہے بعض نے کہا قلب کا پردہ ہے،، علامہ عینی نے کہا یمان سے مراد مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ ہے کیونکہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلام فرمایا تھا اس وقت آپ تبوک میں تھے تو اس مقام کے اعتبار سے مدینہ منورہ یمانی ہے۔ اس حدیث میں یمن والوں کی ثناء ہے کیونکہ وہ دعوت اسلام کو قبول کرنے میں بہت جلدی کرتے ہیں،، قال عندہ،، سے امام کا مقصد یہ ہے کہ سلیمان کی ذکوان سے سماعت ثابت ہے،، حدیث ۴۰۸۶ کی شرح دیکھیں،،

۴۰۸۷ — **ترجمہ**: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان یمنی ہے اور فتنہ یہاں ہے۔ یہاں شیطان کا سینگ ظاہر ہوگا،،

۴۰۸۷ — **شرح**: **ھٰھُنَا** سے مشرق کی طرف اشارہ فرمایا جب سورج طلوع کرتا ہے تو شیطان مطلع کی محاذات میں اپنے سینگ لگا دیتا ہے وہ ان کے درمیان میں سے طلوع کرتا ہے۔ مشرق میں فتنہ اس لئے ہے کہ کفر کا بہت بڑا سبب وہاں ہے کیونکہ وہاں سے دجال نکلے گا۔

۴۰۸۸ — **ترجمہ**: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا تمہارے پاس یمن کے لوگ آئیں گے ان کے دل بہت ضعیف اور رقیق ہوں گے۔ فقہ یمانی ہے اور حکمت یمانیہ ہے (حدیث ۴۰۸۶ کی شرح دیکھیں)

۴۰۸۹ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِی حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ کُنَّا جُلُوْسًا مَعَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَجَاءَ خَبَّابٌ فَقَالَ یَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَیَسْتَطِیْعُ هٰؤُلَاءِ الشَّبَابُ اَنْ یَقْرَأُوْا کَمَا تَقْرَأُ قَالَ اَمَا اِنَّكَ لَوْ شِئْتَ اَمَرْتُ بَعْضَهُمْ یَقْرَأُ عَلَیْكَ قَالَ اَجَلْ قَالَ اِقْرَأْ یَا عَلْقَمَةُ فَقَالَ زَیْدُ بْنُ حُدَیْرٍ اَخُوْ زِیَادِ بْنِ حُدَیْرٍ اَتَأْمُرُ عَلْقَمَةَ اَنْ یَقْرَأَ وَلَیْسَ بِاَقْرَئِنَا قَالَ اَمَا اِنَّكَ اِنْ شِئْتَ اَخْبَرْتُكَ بِمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ قَوْمِكَ وَقَوْمِهٖ فَقَرَأْتُ خَمْسِیْنَ اٰیَةً مِنْ سُوْرَةِ مَرْیَمَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ کَیْفَ تَرٰی قَالَ قَدْ اَحْسَنَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ مَا اَقْرَأُ شَیْئًا اِلَّا وَهُوَ یَقْرَأُهٗ ثُمَّ الْتَفَتَ اِلٰی خَبَّابٍ وَعَلَیْهِ خَاتَمٌ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ اَلَمْ یَاْنِ لِهٰذَا الْخَاتَمِ اَنْ یُلْقٰی قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَرَاهُ عَلَیَّ بَعْدَ الْیَوْمِ فَاَلْقَاهُ رَوَاهُ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ

۴۰۸۹ ـ ترجمہ: ابراہیم نخعی نے علقمہ سے روائت کی کہ انہوں نے کہا ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے۔ اچانک خباب بن ارت آئے اور کہا اے ابا عبدالرحمن کیا یہ نوجوان قرآن پڑھ سکتے ہیں جیسے آپ پڑھتے ہیں۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا اگر تم چاہتے ہو تو ان میں سے کسی کو حکم کرتا ہوں کہ وہ قرآن پڑھے خباب نے کہا جی ہاں اے علقمہ پڑھو زید بن حُدیر جو زیاد بن حُدیر کا بھائی ہے نے کہا کیا تم علقمہ کو حکم دیتے ہو کہ وہ قرآن پڑھے، حالانکہ وہ ہم سے زیادہ اچھا قرآن پڑھنے والا نہیں ہے۔ عبداللہ بن مسعود نے کہا اگر تم چاہو تو میں تمہیں وہ خبر سناتا ہوں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری قوم اور علقمہ کی قوم کے بارے میں فرمایا تھا۔ علقمہ نے کہا میں نے سورۂ مریم کی پچاس آیات پڑھیں عبداللہ نے کہا اے خباب کیسے پڑھا ہے خباب نے کہا اچھا پڑھا ہے عبداللہ نے کہا میں کوئی شئی نہیں پڑھتا ہوں مگر علقمہ وہی پڑھتے ہیں پھر عبداللہ جناب کی طرف متوجہ ہوئے جبکہ خباب نے سونے کی انگوٹھی پہنی ہوئی تھی اور کہا کیا یہ انگوٹھی اُتار پھینکنے کا وقت نہیں آیا خباب نے کہا آج کے بعد سے آپ مجھ پر یہ نہ دیکھیں گے پھر انگوٹھی کو پھینک دیا۔

۴۰۸۹ ـ شرح: اس حدیث کی باب سے مناسبت کچھ اس طرح ہے کہ اس کے اسناد اور متن میں علقمہ مذکور ہے اور وہ نخعی ہیں اور نخع یمن میں مشہور قبیلہ ہے جو نخع کی طرف منسوب ہے۔ نخع کا نام جبیب بن عمرو بن عمرو بن عُلَہ بن مالک بن اد بن زید ہے۔ جبیب

بَابُ قِصَّةِ دَوْسٍ وَالطُّفَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الدَّوْسِيِّ

۴۰۹۰ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ ذَكْوَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ دَوْسًا قَدْ هَلَكَتْ عَصَتْ وَأَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ

کو نخع اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اپنی قوم سے دُور چلے گئے تھے کیونکہ نخع کا معنی دور چلے جانا ہے۔ عبدان کا نام عبداللہ ابن عثمان ہے اور عبدان ان کا لقب ہے ابو حمزہ کا نام محمد بن میمون لیشکری ہے اور اعمش کا نام سلیمان ہے ابراہیم نخعی ہیں اور علقمہ بن قیس بھی نخعی ہیں ،، خباب بن ارتؓ مشہور صحابی ہیں اور ابو عبدالرحمٰن حضرت عبداللہ بن مسعود کی کنیت ہے۔ زید اور زیاد دونوں بھائی ہیں اُن کا والد حُدیر ہے۔ زیاد بہت بڑے تابعی ہیں انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے وہ کوفہ میں مکین رہے اور ایک بار اس کے حاکم بھی مقرر ہوئے تھے۔ وہ قبیلہ بنی اسد سے ہیں اس لئے انہیں اسدی کہا جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے زید بن حُدیر سے کہا میں تمہیں بتاتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہاری قوم اور علقمہ کی قوم کے بارے میں کیا فرمایا ہے اس جملہ میں اس طرف اشارہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے نخع کی ثنا فرمائی اور علقمہ نخعی ہیں اور بنی اسد کی مذمت فرمائی ہے چنانچہ احمد و بزار نے حسن حدیث ابن مسعود سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا آپ قبیلہ نخع کی صفت وثنا بیان فرمارہے تھے حتیٰ کہ میں نے خواہش کی کہ میں بھی اُن میں سے ہوتا اور حدیث میں بنی اسد کی مذمت مذکور ہے چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جہینہ بنی اسد اور غطفان سے بہتر ہیں (عینی) اس حدیث میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی منقبت ہے اور وہ وعظ کرنے اور تعلیم دینے میں بہت متحمل تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض صحابہ پر بعض احکام مخفی رہتے تھے۔ جب انہیں خبردار کیا جاتا تھا تو وہ رجوع کر لیتے تھے۔ شائد حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کا یہ اعتقاد ہوگا کہ مردوں کا سونے کی انگوٹھی پہننا حرام نہیں تنزیہاً مکروہ ہے جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ مردوں کے لئے سونا پہننا حرام ہے تو خباب نے رجوع کر لیا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب ـ قبیلہ دَوس اور طفیل بن عمرو دوسی کا قصہ

۴۰۹۰ ـ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طفیل بن عمرو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۴۰۹۱ ـ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ عَنْ قَیْسٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ لَمَّا قَدِمْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ دوس قبیلہ ہلاک ہوجائے اُس نے نافرمانی کی ہے اور اسلام قبول کرنے سے انکار کیا ہے ۔ آپ اللہ سے اُن پر بددُعا کریں آپ نے فرمایا اے اللہ! دَوس کو ہدایت دے اور انہیں دائرہ اسلام میں لا "

۴۰۹۰ ـ شرح : دوس کا نسب یہ ہے کہ دوس بن عدثان بن عبداللہ بن زہران بن کعب ابن حارث بن کعب بن مالک بن نضر بن ازد ہے ۔ طفیل کا واقعہ عجیب وغریب ہے ۔ اُنھوں نے خواب دیکھا تو اپنے ساتھیوں سے کہا اس کی تعبیر کرو اُنھوں نے کہا تم نے کیا دیکھا ہے ۔ طفیل نے کہا میں نے دیکھا کہ میرا سر منڈا ہوا ہے اور میرے مُنہ سے پرندہ نکلا ہے ۔ پھر مجھے ایک عورت ملی اُس نے مجھے اپنی فرج میں داخل کر لیا میرے والد نے تیزی سے میری تلاش شروع کر دی اور میرے اور اس کے درمیان حائل واقع ہوُا ۔ طفیل کے ساتھیوں نے کہا خواب تو اچھا ہے طفیل نے کہا میں نے خود اس کی تعبیر یہ کی ہے کہ سَر کا منڈنا اس کو قطع کرنا ہے اور پرندہ میری رُوح ہے جس عورت نے مجھے اپنی فرج میں داخل کر لیا تھا تھا ۔ وہ زمین ہے جس نے میرے لئے قبر کھودی ہے اس میں دفن ہوں گا مجھے گمان ہے کہ میں شہید ہوں گا اور میرے والد کا مجھے تلاش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ مجھے طلبِ شہادت سے روکے گا اور اس عمر میں مجھے نہ پائے گا ، چنانچہ طفیل یمامہ کی جنگ میں شہید ہوگئے " اور اُن کے والد شدید زخمی ہوگئے پھر اس کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں جنگِ یرموک میں شہید ہوگئے ۔ کرمانی نے کہا طفیل مکہ میں مسلمان ہوگئے اور خیبر کے سال اپنی قوم کے ہمراہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک مدینہ منورہ میں رہے اور یمامہ کی جنگ میں شہید ہوگئے " حافظ ابن حجر نے کہا طفیل کو ذوالنور کہا جاتا تھا کیونکہ جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اسلام قبول کیا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کی قوم کی طرف بھیجا تو طفیل نے کہا مجھے کوئی نشانی دیں تو حضور نے فرمایا اے خدا اس کے لئے نور ظاہر کردے تو ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان نور چمکنے لگا فرمایا اے اللہ لوگ کہیں گے یہ مُثلہ ہے تو نور ان کے کوڑے کی ایک طرف چلا گیا جو اندھیری رات میں روشن ہوتا تھا ۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں کے دائرہ اسلام میں داخل ہونے کی بہت خواہش تھی ۔ اس حدیث میں یہ لفظ "ھلکت" محفوظ نہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے "عصت وَاَبَتْ" فرمایا ہے ۔ اور قبیلہ دَوس کے لئے ہدایت کی دُعا فرمائی اور فرمایا ان کو دائرہ اسلام میں لا " چنانچہ

قُلْتُ فِي الطَّرِيقِ يَا لَيْلَةً مِنْ طُولِهَا وَعَنَائِهَا ؛ عَلَى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتِ وَأَبَقَ غُلَامٌ لِي فِي الطَّرِيقِ فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْتُهُ فَبَيْنَا أَنَا عِنْدَهُ إِذْ طَلَعَ الْغُلَامُ فَقَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ هٰذَا غُلَامُكَ فَقَالَ هُوَ لِوَجْهِ اللّٰهِ فَأَعْتَقْتُهُ

بَابُ قِصَّةِ وَفْدِ طَيِّئٍ وَحَدِيثِ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ

۴۰۹۲ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ

ہدایت کو عصیاں کے مقابلے میں اور اتیان کو ابلاء اور انکار کے مقابلہ میں ذکر کیا۔ اگر لفظ "ملکت" ہو تو مقابلہ کی صورت واضح نہیں ہوتی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۰۹۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو میں نے راستہ میں کہا:

يَا لَيْلَةً مِنْ طُولِهَا وَعَنَائِهَا عَلَى أَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتِ	اے رات! باایں ہمہ درازی اور مشقت جو تو رکھتی ہے۔ میں تیرا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تو نے مجھے دارِ کفر سے نجات دی ہے

اور راستہ میں میرا غلام بھاگ گیا۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کی بیعت کر لی میں آپ کے پاس ہی تھا کہ اچانک میرا غلام آگیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اباہریرہ یہ تمہارا غلام ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ اللہ کی رضا کے لئے اس کو میں نے آزاد کر دیا۔ (حدیث ۲۳۶۳ کی شرح دیکھیں۔ تفہیم حصہ چہارم)

باب — قصۂ وفد طیّئ اور عدی بن حاتم کی حدیث

عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی ہیں اور مقبول صحابۂ کرام میں سے ہیں، اُن کا والد

قَالَ اَتَيْنَا عُمَرَ فِي وَفْدٍ فَجَعَلَ يَدْعُو رَجُلًا رَجُلًا وَّيُسَمِّيهِمْ فَقُلْتُ اَمَا تَعْرِفُنِيْ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ بَلٰى اَسْلَمْتَ اِذْ كَفَرُوْا وَاَقْبَلْتَ اِذْ اَدْبَرُوْا وَوَفَيْتَ اِذْ غَدَرُوْا وَعَرَفْتَ اِذْ اَنْكَرُوْا فَقَالَ عَدِيٌّ فَلَا اُبَالِيْ اِذًا

حاتم طائی ہے جو کرم و سخا میں شہرۂ آفاق تھا۔ عدی رضی اللہ عنہ کو شکار سے بہت محبت تھی وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شکار کرکے لاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے تناول فرمایا کرتے تھے۔ ابوعمرو نے کہا عدی بن حاتم نو ہجری کے ماہ شعبان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ واقدی نے دس ہجری کا شعبان ذکر کیا ہے۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جب ان کی قوم نے زکوٰۃ کا انکار کر دیا تھا وہ لوگوں کے صدقات لے کر آئے تھے۔ انہوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ اور جنگ جمل میں حضرت علی رضی عنہ کے ساتھی تھے اس روز ان کی ایک آنکھ نکل گئی تھی پھر صفین اور نہروان کی جنگوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہے اور ۶۷ ہجری کو ایک سو بیس سال کی عمر میں مختار ثقفی کے دور میں کوفہ میں فوت ہوئے،، طیئ کو ہمزہ کے بغیر بھی پڑھا جاتا ہے۔ فارسی اسے ہمزہ کے بغیر استعمال کرتے ہیں اور یاء کو ساکن پڑھتے ہیں۔

۴۰۹۲ — ترجمہ: عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا ہم وفد کی صورت میں عمر فاروق کے پاس آئے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک ایک آدمی کا نام لے کر بلاتے تھے۔ میں نے کہا اے امیر المؤمنین کیا آپ مجھے پہچانتے نہیں؟ عمر فاروق نے کہا کیوں نہیں (خوب پہچانتا ہوں) جب لوگوں نے کفر کیا تھا تم نے اسلام قبول کیا لہٰذا جب لوگ اسلام سے پھر گئے تھے تو تم نے اسلام قبول کیا تھا جب انہوں نے عہد شکنی کی تم سے وفاء کی تھی جب لوگوں نے اسلام کی حقانیت کا انکار کیا تم نے اسے پہچانا تھا۔ عدی نے کہا اب جو بھی کوئی شئ درپیش آئے مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں۔

۴۰۹۲ — شرح: یعنی عدی بن حاتم قبیلہ طیی کے وفد میں عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو عمر فاروق نے ہر ایک کا نام لے کر اپنے پاس بلایا اور عدی کو مؤخر کر دیا ایک روایت میں ہے کہ عدی نے کہا میں اپنی قوم کے لوگوں میں آیا تو عمر فاروق مجھ سے اعراض کرنے لگے میں نے ان کے سامنے ہو کر کہا اے امیر المؤمنین کیا آپ مجھے پہچانتے نہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں میں تمہیں خوب پہچانتا ہوں ہے جب ان لوگوں نے کفر کیا تم نے اسلام قبول کیا جب یہ پھر گئے تو تم اسلام پہ ثابت رہے تم نے عہد پورا کیا جب انھوں نے عہد شکنی کی جب انہوں نے حق کا انکار کیا تم نے اسے پہچانا عدی نے کہا اے امیر المؤمنین اگر آپ میری قدر جانتے ہیں تو اگر آپ نے لوگوں کو مجھ سے مقدم رکھا ہے تو مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ (قسطلانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْجُزْءُ الثَّامِنَ عَشَرَ

بَابُ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

عدی بن حاتم کا اسلام قبول کرنا

امام احمد نے روایت کی کہ عدی بن حاتم کے مسلمان ہونے کا سبب یہ ہے کہ عدی نے کہا جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو مجھے یہ اچھا معلوم نہ ہوا چنانچہ میں رُوم کی طرف چلا گیا لیکن وہاں بھی سکونت کرنے کو پسند نہ کیا اور میں نے سوچا کہ میں اُن کے پاس جاتا ہوں اگر وہ جھوٹے ہوئے تو مجھے ڈر نہیں چنانچہ میں آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا اے عدی مسلمان ہو جا سلامتی پائے گا۔ عدی نے کہا حالانکہ وہ نصرانی تھے میرا بھی تو دین ہے۔ پھر آپ نے مسلمان ہونا ذکر کیا کہ ابن اسحاق نے ذکر کیا کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سواروں نے عدی کی ہمشیرہ کو گرفتار کیا اور آپ نے اس پر احسان کیا اور اسے آزاد کر دیا جبکہ اُس نے کہا میرا والد ہلاک ہو گیا اور وافد غائب ہو گیا ہے آپ مجھ پر احسان فرمائیں اللہ آپ پر احسان کرے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا وافد کون ہے؟ اس نے کہا عدی بن حاتم ہے آپ نے فرمایا جو اللہ اور اس کے رسُول سے بھاگ نکلا ہے جب وہ عدی کے پاس گئی تو اسے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی طرف اشارہ کیا جسے اس نے قبول کیا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہُوا ترمذی شریف میں ہے جب عدی آئے تو صحابہ کرام نے کہا یہ عدی بن حاتم ہے حالانکہ اس سے پہلے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: "بیشک اللہ تعالیٰ عدی کا ہاتھ میرے ہاتھ میں کرے گا" (فتح و قسطلانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اٹھارھواں پارہ ○ باب حجۃ الوداع

۴۰۹۳ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَأَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهِلَّ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتَّى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيعًا فَقَدِمْتُ مَعَهُ مَكَّةَ وَأَنَا حَائِضٌ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْقُضِي رَأْسَكِ وَامْتَشِطِي وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْنَا الْحَجَّ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کو حجۃ الوداع اس لئے کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حج میں لوگوں کو الوداع فرمایا تھا پھر اس کے بعد آپ نے حج نہیں کیا نیز اس کو حجۃ الاسلام بھی کہا جاتا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے صرف یہی حج کیا تھا، لیکن ہجرت سے پہلے آپ نے کئی حج کئے ہیں کچھ اظہارِ نبوت سے پہلے اور کچھ اس کے بعد کہا گیا ہے کہ اس سال حج فرض ہُوا تھا۔ اس کو حجۃ التمام اور حجۃ الکمال بھی کہتے ہیں لیکن مشہور حجۃ الوداع ہے (عینی)

۴۰۹۳ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم حجۃ الوداع میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو ہم نے عمرہ کا احرام باندھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس قربانی ہے وہ حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھے پھر احرام نہ کھولے حتی کہ حج اور عمرہ دونوں کرلے میں آپ کے ساتھ مکہ مکرمہ اس حال میں آئی کہ میں حائض تھی اور میں نے بیت اللہ کا طواف نہ کیا اور نہ صفا مروہ کے درمیان سعی کی پس میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت عرض کی تو آپ نے فرمایا سر کے بال کھول دیں اور کنگھی کرلیں اور حج کا احرام باندھیں اور عمرہ ترک کردیں میں نے حسبِ ارشاد کیا جب ہم نے حج کرلیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے عبدالرحمٰن ابن ابی بکر کے ساتھ تنعیم کی طرف بھیجا (جو احرام کا موقف ہے) اور فرمایا تنعیم تمہارے احرام باندھنے کی جگہ ہے۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا جن لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا انہوں نے بیت اللہ کا طواف

اَبِیْ بَكْرٍبْنِ الصِّدِّيْقِ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرْتُ فَقَالَ هٰذَا مَكَانُ عُمْرَتِكِ
قَالَتْ فَطَافَ الَّذِيْنَ اَهَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوْا
ثُمَّ طَافُوْا طَوَافًا اٰخَرَ بَعْدَ اَنْ رَجَعُوْا مِنْ مِّنًى وَاَمَّا الَّذِيْنَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ
فَاِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَّاحِدًا

۴۰۹۴ — حَدَّثَنَا عَمْرُوْبْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ
حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَطَاءٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِذْ طَافَ بِالْبَيْتِ
فَقَدْ حَلَّ فَقُلْتُ مِنْ اَيْنَ قَالَ هٰذَا ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ مِنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى
ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ وَمِنْ اَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابَهٗ
اَنْ يَّحِلُّوْا فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ قُلْتُ اِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ بَعْدَ الْمُعَرَّفِ قَالَ كَانَ
ابْنُ عَبَّاسٍ يَّرَاهُ قَبْلُ وَبَعْدُ

کیا اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی پھر انہوں نے عمرہ کا احرام کھول دیا پھر حج کے افعال کر کے منیٰ سے واپس آنے کے بعد ایک اور طواف کیا اور جنھوں نے حج و عمرہ جمع کیا تھا۔ انہوں نے ایک ہی طواف کیا،،
(حدیث ۱۵۳۷ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے)

۴۰۹۴ — ترجمہ : ابن جریج نے کہا ہم سے عطاء نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی کہ جب بیت اللہ کا طواف کرلے تو احرام کھول دے۔ ابن جُریج نے کہا میں نے عطاء سے کہا ابن عباس نے یہ کہاں سے اخذ کیا ہے انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کے اس قول سے اخذ کیا ہے "ثُمَّ مَحِلُّهَآ اِلَى الْبَيْتِ الْعَتِيْقِ،، کہ فرمایا پھر اُن کا حلال ہونا بیت العتیق کے پاس ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے بھی اخذ کیا جو آپ نے حضرات صحابہ کرام کو حجۃ الوداع میں احرام کھول دینے کا حکم فرمایا تھا۔ میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان وقوفِ عرفات کے بعد تھا۔ عطاء نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ اعتقاد ہے کہ وقوفِ عرفات سے پہلے اور اس کے بعد احرام کھول سکتا ہے۔ یعنی یہ ابن عباس کا مذہب ہے،،

۴۰۹۵ ـــ حَدَّثَنِیْ بَیَانٌ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَیْسٍ قَالَ سَمِعْتُ طَارِقًا عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَدِمْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَطْحَآءِ فَقَالَ اَحَجَجْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ کَیْفَ اَهْلَلْتَ قُلْتُ لَبَّیْكَ بِاِهْلَالٍ کَاِهْلَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ طُفْ بِالْبَیْتِ وَبِالصَّفَاءِ وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حِلَّ فَطُفْتُ بِالْبَیْتِ وَبِالصَّفَاءِ وَالْمَرْوَةِ وَاَتَیْتُ امْرَاَةً مِّنْ قَیْسٍ فَفَلَتْ رَاْسِیْ

۴۰۹۶ ـــ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ اَخْبَرَنَا اَنَسُ بْنُ عِیَاضٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّ حَفْصَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اَزْوَاجَهُ اَنْ یَّحْلِلْنَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَتْ

۴۰۹۵ ـــ ترجمہ : ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بطحائے مکہ میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا کیا تم نے حج کا احرام باندھا ہے؟ میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا کیسے احرام باندھا؟ میں نے عرض کیا لبیک میں وہی احرام باندھتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ہے۔ آپ نے فرمایا بیت اللہ کا طواف کرو اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کرو پھر احرام کھول دو چنانچہ میں نے بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کیا پھر میں بنی قیس کی ایک عورت کے پاس آیا اس نے میرے سر کی جوئیں نکالیں اور کنگھی کی،،

۴۰۹۵ ـــ شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے جب ابوموسیٰ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اس وقت آپ بطحاء مکہ میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے ابوموسیٰ سے استفسار کیا کہ تم نے حج کا احرام باندھا ہے؟ یہ حج اکبر اور حج اصغر یعنی عمرہ دونوں کو شامل ہے (حدیث ع ۱۴۶۵ کی شرح میں اسکی تفصیل دیکھیں)

۴۰۹۶ ـــ ترجمہ : موسیٰ بن عقبہ نے نافع سے روایت کی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے خبر دی

فَمَا يَمْنَعُكَ فَقَالَ لَبَّدْتُ رَأْسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِي فَلَسْتُ أَحِلُّ حَتَّى أَنْحَرَ هَدْيِي ۴۰۹۷ــ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ حَدَّثَنِي شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً مِّنْ خَثْعَمَ اسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَالْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ فَرِيضَةَ اللّٰهِ عَلَى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِي شَيْخًا كَبِيرًا لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَسْتَوِيَ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِي أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ ۴۰۹۸ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ مُرْدِفٌ أُسَامَةَ عَلَى الْقَصْوَاءِ وَمَعَهُ بِلَالٌ وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ حَتَّى أَنَاخَ

کہ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے بیان کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو حجۃ الوداع کے سال فرمایا کہ وہ احرام کھول دیں۔ ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ کو احرام اُتارنے سے کیا مانع ہے؟ فرمایا میں نے سر کے بالوں کو جما لیا ہے اور قربانی کے گلے میں قلادہ ڈال دیا ہے میں احرام نہیں اُتاروں گا حتیٰ کہ قربانی ذبح کروں۔ (حدیث ۱۴۷۲ کی شرح دیکھیں)

۴۰۹۷ــ ترجمہ : سلیمان بن یسار نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حجۃ الوداع میں فتویٰ طلب کیا جبکہ فضل بن عباس رضی اللہ عنہما جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے۔ اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کے بندوں پر فریضۂ حج نے میرے باپ کو پایا جبکہ وہ بہت بوڑھا ہو چکا ہے اور سواری پر ٹھہر نہیں سکتا کیا اگر میں اس کی طرف سے حج کروں تو اس کا حج ادا ہو جائے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! (حدیث ۱۴۳۵ کی شرح دیکھیں)

۴۰۹۸ــ ترجمہ : نافع نے ابن عمر سے روایت کی کہ انہوں نے کہا فتح مکہ کے سال پیغمبر خدا

عِنْدَ الْبَيْتِ ثُمَّ قَالَ لِعُثْمٰنَ ائْتِنَا بِالْمِفْتَحِ فَجَآءَهٗ بِالْمِفْتَحِ فَفَتَحَ لَهُ الْبَابَ فَدَخَلَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَّعُثْمٰنُ ثُمَّ غَلَقُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ
فَمَكَثَ نَهَارًا طَوِيْلًا ثُمَّ خَرَجَ فَابْتَدَرَ النَّاسُ الدُّخُوْلَ فَسَبَقْتُهُمْ فَوَجَدْتُ
بِلَالًا قَآئِمًا مِّنْ وَّرَاءِ الْبَابِ فَقُلْتُ لَهٗ اَيْنَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ صَلّٰى بَيْنَ ذَيْنِكَ الْعَمُوْدَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ وَكَانَ الْبَيْتُ عَلٰى سِتَّةِ اَعْمِدَةٍ
سَطْرَيْنِ صَلّٰى بَيْنَ الْعَمُوْدَيْنِ مِنَ السَّطْرِ الْمُقَدَّمِ وَجَعَلَ بَابَ الْبَيْتِ خَلْفَ ظَهْرِهٖ
وَاسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الَّذِيْ يَسْتَقْبِلُكَ حِيْنَ تَلِجُ الْبَيْتَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِدَارِ قَالَ
وَنَسِيْتُ اَنْ اَسْاَلَهٗ كَمْ صَلّٰى وَعِنْدَ الْمَكَانِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ مَرْمَرَةٌ حَمْرَآءُ

صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے حالانکہ آپ نے اُسامہ کو اونٹنی جس کا نام قصواء تھا پر اپنے پیچھے سوار کیا ہوا تھا اور
آپ کے ساتھ بلال اور عثمان بن طلحہ تھے ۔ یہاں تک کہ آپ نے اونٹنی کو بیت اللہ کے قریب بٹھادیا پھر عثمان
بن طلحہ سے فرمایا کنجی لاؤ وہ کنجی لے کر آئے تو آپ کے لئے بیت اللہ کا دروازہ کھولا تو آپ اور اُسامہ اور بلال و
عثمان اس میں داخل ہوئے ۔ پھر اُن پر دروازہ بند کر دیا گیا آپ نے کعبہ میں بہت دیر کی پھر باہر تشریف لائے
تو لوگ کعبہ میں داخل ہونے کے لئے دوڑے میں اُن سے پہلے گیا تو بلال کو دروازہ کے پیچھے کھڑا پایا میں نے
اُن سے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہاں نماز پڑھی ؟ بلال نے کہا اِن دو پہلے ستونوں کے درمیان نماز پڑھی
بیت اللہ کے چھ ستون دو قطاریں تھیں آپ نے پہلی قطار کے دو ستونوں کے درمیان نماز پڑھی اور بیت اللہ
کا دروازہ اپنی پشت مبارک کے پیچھے کیا اور چہرہ سامنے والی دیوار کی طرف کیا کہ جس وقت تو
بیت اللہ میں داخل ہو تو تیرے سامنے ہوتی ہے ۔ عبداللہ بن عمر نے کہا میں بلال سے یہ پوچھنا بھول گیا کہ
آپ نے کتنی رکعتیں پڑھیں اور جس جگہ آپ نے نماز پڑھی وہاں سرخ پتھر ہے ؟

۴۰۹۸ ـــــ شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت مشکل ہے ، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے دس ہجری میں حجۃ الوداع کیا تھا ۔ جبکہ مکہ آٹھ ہجری میں فتح ہوا تھا
لہٰذا اس حدیث کو باب حجۃ الوداع میں داخل کرنا مشکل ہے ۔ قصواء اقصٰی کی تانیث ہے سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کا نام ہے ۔ یہ وہی اونٹنی ہے جسے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۴۰۹۹ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُمَا أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاضَتْ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَابِسَتُنَا هِيَ فَقُلْتُ إِنَّهَا قَدْ أَفَاضَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَطَافَتْ بِالْبَيْتِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَنْفِرْ

کے لیے خریدا تھا اُنھوں نے اسے اور ایک دُوسری اونٹنی بنی قُشیر سے آٹھ سو درہم سے خریدا تھا۔ اسی پر جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی تھی۔ اس وقت یہ اونٹنی جوان ہو رہی تھی اور وحی کے نزول کے وقت اور کوئی اونٹنی آپ کو نہ اُٹھا سکتی تھی۔ عیون الاثر میں ہے جس اونٹنی پر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی تھی اس کا نام قصواء ہے اس کو جدعاء اور عضباء بھی کہا جاتا ہے کہا گیا ہے عضباء قصواء نہیں۔ عضباء وہ اونٹنی ہے جس سے ایک اعرابی کا اونٹ سبقت لے گیا تھا اور یہ صحابہ پر شاق گزرا تھا۔ ابن کثیر نے کہا قصواء وہ اونٹنی ہے جس کا کان ایک طرف سے کاٹا گیا تھا،،

عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ قرشی عبدری ہیں ان کا والد جنگ اُحد میں کافر قتل ہو گیا تھا۔ عثمان نے حضرت خالد بن ولید کے ساتھ صلح حدیبیہ میں جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی وہ عمرو بن عاص سے ملے جبکہ وہ نجاشی کی طرف سے ہجرت کے ارادہ سے آ رہے تھے۔ پھر تینوں مدینہ منورہ آئے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے عثمان فتح مکہ میں موجود تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اور شیبہ بن عثمان کو کعبہ کی کنجی دی تھی پھر عثمان مدینہ منورہ میں آ گئے اور وہیں اقامت اختیار کر لی اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک مدینہ منورہ میں رہے پھر مکہ چلے گئے اور وہاں سکونت کر لی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ۴۲ ہجری کو مکہ میں فوت ہو گئے۔ یہ حدیث کتاب الصلوٰۃ کے باب الصلوٰۃ بین السواری میں مذکور ہونے کے علاوہ حج، جہاد اور مغازی میں بھی مذکور ہے۔ (صحیفہ ۲۶۸۵ اور ۳۱۰۳ کی شرح میں دیکھیں)

۴۰۹۹ — ترجمہ: عروہ بن زُبیر اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

۴۱۰۰ ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ بِحَجَّةِ الْوَدَاعِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا وَلَا نَدْرِي مَا حَجَّةُ الْوَدَاعِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ ذَكَرَ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فَاَطْنَبَ فِي ذِكْرِهِ وَقَالَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا اَنْذَرَ اُمَّتَهُ اَنْذَرَهُ نُوحٌ وَّالنَّبِيُّوْنَ مِنْ بَعْدِهِ وَاِنَّهُ يَخْرُجُ فِيكُمْ فَمَا خَفِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ شَانِهِ فَلَيْسَ يَخْفَى عَلَيْكُمْ اَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ وَاِنَّهُ اَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ اَلَا اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا فِي شَهْرِكُمْ هٰذَا اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوا نَعَمْ قَالَ اللّٰهُمَّ اشْهَدْ ثَلٰثًا وَيْلَكُمْ اَوْ وَيْحَكُمْ اُنْظُرُوا لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

ان کو بتایا کہ صفیہ بنت حُیَیّ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع میں حیض آ گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ ہمیں روک لے گی۔ میں نے عرض کیا یا رسولَ اللہ! اُنھوں نے طوافِ زیارت کر لیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (وہ مدینہ منورہ کی طرف) چلے۔ (حدیث نمبر ۱۶۳۶ کی شرح دیکھیں)

۴۱۰۰ ـــ ترجمہ: عمر بن محمد نے بیان کیا کہ اُن کے والد نے ان کو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ عبد اللہ نے کہا ہم حجۃ الوداع کا ذکر کر رہے تھے حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں تشریف فرما تھے۔ ہمیں معلوم نہ تھا کہ حجۃ الوداع کیا ہے۔ (حجۃ الوداع کس معنی میں ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی پھر مسیح دجال کو ذکر کیا اور اس کو تفصیل سے بیان کیا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہ بھیجا مگر اُس نے اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے بعد دوسرے نبیوں نے دجال سے ڈرایا اور فرمایا وہ تم میں نکلے گا (اور خدائی کا دعویٰ کرے گا) اگر تم پر اس کا حال مخفی ہے تو یہ بات تم پر مخفی نہیں کہ تمہارا خدا ایسا نہیں جو تم پر مخفی ہو (یعنی یہ بات مخفی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی صفتِ نقص سے موصوف نہیں) یہ تین بار فرمایا وہ یہ کہ یقیناً تمہارا رب کانا نہیں اور دجال کی داہنی آنکھ کانی ہے گویا کہ اس کی آنکھ انگور کا

کا دانہ باہر نکلا ہوا ہے ۔ سنو! اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہارے خون اور مال و دولت حرام کئے ہیں جیسے تمہارے اس دن کی حرمت تمہارے اس شہر اور تمہارے اس ماہ میں ہے (خونریزی اور مال کی لوٹ گھسوٹ دائمی حرام ہے) سنو! کیا میں نے تمہیں احکام الٰہی پہنچا دیئے ہیں ؟ لوگوں نے عرض کیا جی ہاں ! آپ نے فرمایا اے اللہ تو گواہ ہو جا یہ تین بار فرمایا مجھے تم پر افسوس اور تعجب ہے دیکھو میرے بعد تمہارا حال کافروں جیسا نہ ہو کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو !

۱۰۰۱ — **شرح** : یعنی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے باہم گفتگو کی کہ حجۃ الوداع سے کیا مراد ہے آیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے وداع ہو رہے ہیں یا کوئی اور وداع ہو رہا ہے ۔ جب سرکار انتقال فرما گئے تو معلوم ہوا کہ آپ نے لوگوں کو وصیت کر کے انہیں وداع فرمایا تھا اور انہیں وصیت فرمائی تھی کہ میرے بعد ایسے افعال نہ کرنا جو کافروں کے افعال سے مشابہت رکھتے ہوں یعنی ایک دوسرے سے جنگ نہ کرنا معلوم ہوا کہ مستقبل قریب و بعید میں رونما ہونے والے واقعات آپ کے پیش نظر تھے جو بعد میں ظاہر ہوئے خونریزی ہوئی اور لوگوں کے اموال کا ضیاع ہوا کیا ہوا کیا نہ ہوا اللہ بہت جانتا ہے اور لوگوں کو جمع کر کے ایک طویل کلام کے ساتھ خطاب کیا جس میں اللہ تعالیٰ کی نزاہت اور دجال کی قباحت کا ذکر بھی تھا اور دجال سے ڈرانے میں حضرت نوح علیہ السلام کے نام کی تصریح فرمائی حالانکہ وہ دوسرے نبیوں میں داخل ہیں جنہوں نے اپنی اپنی امت کو دجال سے ڈرایا ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت نوح اور ان کے بعد والی مخلوق نئی مخلوق ہے کیونکہ ان سے پہلے لوگ ہلاک ہو گئے تھے اور صرف نوح اور ان کے تین بیٹے یافث ، سام اور حام باقی رہ گئے تھے ۔ اس لئے حضرت نوح علیہ السلام بشر کے دوسرے باپ ہیں جیسے آدم علیہ السلام پہلے ابو البشر ہیں ۔

قولہ فما خفی علیکم الخ یہ جملہ شرطیہ ہے یعنی اگر تم پر دجال کی بعض صفات مخفی ہیں تو تم پر یہ مخفی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے ۔ قولہ لا یخفی علیکم ان لیس الخ یہ کلام پہلے سے بدل ہے یا جملہ مستانفہ ہے ۔ دجال کی داہنی آنکھ کانی ہے ۔ اس صفت میں وہ اللہ تعالیٰ سے جداگانہ حیثیت میں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے ۔ دجال کی آنکھ کے متعلق احادیث میں مختلف الفاظ ہیں ۔ ایک حدیث میں ہے کہ اس کی آنکھ موٹی ابھری ہوئی ہے ۔ اس حدیث میں ہے کہ اس کی داہنی آنکھ کانی ہے ۔ حذیفہ کی حدیث میں ہے کہ اس کی آنکھ ممسوح ہے اس پر سخت چھلکا ہے ۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ اس کی بائیں آنکھ کانی ہے ۔ لیکن ان تمام اوصاف متنافرہ قبیحہ کا مال واحد ہے وہ یہ کہ وہ بدصورت ہے اس کی آنکھ تو نکل چکی ہے اور دوسری عیب دار ہے تو یہ کہنا درست ہے کہ اس کی ہر صفت عیب دار ہے ۔ قولہ کحرمۃ یومکم ھذا ، جاہلیت میں لوگ حرم کے مہینوں کے سوا خونریزی کو مباح سمجھتے اور لوگوں کے اموال کی لوٹ کھسوٹ کو مستحسن خیال کرتے تھے اور حرم کے مہینوں میں ان امور کو حرام جانتے ہو یہ ہمیشہ تمہارے لئے حرام ہیں ۔ قولہ ویلکم او ویحکم راوی نے شک کیا ہے ۔ ویل کا معنی حزن اور ہلاک ہے ۔ افسوس اور تعجب میں بھی استعمال ہوتا ہے یہاں یہی مراد ہے ۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو وصیت فرمائی کہ میرے وصال کے بعد ثابت قدم رہو اور ایمان و تقویٰ کو پیش نظر رکھو کسی پر ظلم نہ کرنا اور نہ

۴۱۰۱ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا تِسْعَ عَشْرَةَ غَزْوَةً وَأَنَّهُ حَجَّ بَعْدَ مَا هَاجَرَ حَجَّةً وَاحِدَةً لَمْ يَحُجَّ بَعْدَهَا حَجَّةَ الْوَدَاعِ قَالَ أَبُو إِسْحٰقَ وَبِمَكَّةَ أُخْرٰى

۴۱۰۲ — حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ عَنْ جَرِيرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِجَرِيرٍ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ فَقَالَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

آپس میں جنگ و جدال کرنا اور نہ ہی لوگوں کے اموال میں لوٹ کھسوٹ برپا کرنا "
(حدیث ۱۶۳۰ تا ۱۶۳۳ کی شرح دیکھیں)

۴۱۰۱ ترجمہ : زید بن ارقم نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس غزوے لڑے اور ہجرت کے بعد صرف ایک حج کیا اس کے بعد کوئی حج نہیں کیا اور یہ حجۃ الوداع ہے۔ ابو اسحاق نے کہا ایک حج مکہ میں کیا تھا

۴۱۰۱ شرح : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد صرف ایک ہی حج کیا ہے اس کو حجۃ الوداع کہتے ہیں۔ ابو اسحاق نے کہا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے ایک اور حج کیا تھا، لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ حدیث میں مذکور ہے کہ آپ نے ہجرت سے پہلے متعدد حج کئے ہیں۔ شیخ نور الحق دہلوی نے کہا سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب تک مکہ میں رہے ہر سال حج کیا کرتے تھے (تیسیر القاری)

۴۱۰۲ ترجمہ : ابو زرعہ بن عمرو بن جریر نے جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں جریر سے فرمایا کہ لوگوں کو خاموش کرو اور فرمایا میرے بعد کفار کی طرح نہ کرنا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑاتے پھرو "

۴۱۰۲ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

۴۱۰۳ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللَّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلٰثٌ مُتَوَالِيَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادٰى وَشَعْبَانَ أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ ذُو الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَأَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ الْبَلْدَةَ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَأَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِي بَلَدِكُمْ هٰذَا فِي

کی وفات سے بہت پہلے مسلمان ہوئے تھے کیونکہ آپ کے وصال سے اسّی ایام سے زیادہ پہلے حجۃ الوداع ہوا تھا لہذا یہ کہنا کہ جریر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے چالیس روز پہلے مسلمان ہوئے تھے محض وہم ہے کیونکہ انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع کیا تھا۔

۴۱۰۳ـــ ترجمہ: ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا زمانہ اس دن کی ہیئت پر گردش کر رہا ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کو پیدا کیا تھا۔ سال کے بارہ ماہ ہیں ان میں سے چار ماہِ حرام ہیں ان چار میں سے تین تو متصل ہیں وہ ذوالقعدہ ذوالحجہ اور محرم ہیں اور ایک رجب ہے جو جمادی الاخریٰ اور شعبان کے درمیان ہے آپ نے فرمایا یہ ماہ کون سا ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں آپ خاموش رہے حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ فرمایا کیا مکہ مکرمہ نہیں ہے؟ ہم نے کہا جی ہاں یہ مکہ مکرمہ ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کون سا دن ہے ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں آپ خاموش رہے حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کے

فِیْ شَہْرِکُمْ ھٰذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّکُمْ فَیَسْأَلُکُمْ عَنْ اَعْمَالِکُمْ اَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ ضُلَّالًا یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ اَلَا لِیُبَلِّغِ الشَّاہِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ یُّبَلِّغُہٗ اَنْ یَّکُوْنَ اَوْعٰی لَہٗ مِنْ بَعْضٍ مَّنْ سَمِعَہٗ فَکَانَ مُحَمَّدٌ اِذَا ذَکَرَہٗ یَقُوْلُ صَدَقَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اَلَا ھَلْ بَلَّغْتُ مَرَّتَیْنِ

۴۱۰۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ الثَّوْرِیُّ عَنْ قَیْسِ ابْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ ابْنِ شِہَابٍ اَنَّ اُنَاسًا مِّنَ الْیَھُوْدِ قَالُوْا لَوْ نَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ فِیْنَا لَاتَّخَذْنَا ذٰلِکَ الْیَوْمَ عِیْدًا فَقَالَ عُمَرُ اَیَّۃُ اٰیَۃٍ فَقَالُوْا اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ فَقَالَ عُمَرُ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اَیَّ مَکَانٍ اُنْزِلَتْ اُنْزِلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاقِفٌ بِعَرَفَۃَ

بغیر کوئی اور نام ذکر فرمائیں گے آپ نے فرمایا کیا یہ یوم نحر نہیں؟ ہم نے کہا جی ہاں یہ قربانی کا دن ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک تمہارے خون اور تمہارے اموال محمد بن سیرین نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ نے فرمایا اور تمہاری آبروئیں اور عزتیں تم پر حرام ہیں جیسے تمہارا یہ دن تمہارے اس شہر میں تمہارے اس مہینے میں حرام ہے (یہ امور دائمی حرام ہیں) تم عنقریب اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہو وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق پوچھے گا خبردار! تم میرے بعد کسی حال میں دینِ اسلام سے نہ پھرنا گمراہ نہ ہو جانا اس حال میں کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو خبردار! جو یہاں حاضر ہے وہ غائب کو یہ پیغام پہنچا دے شائد جس کو پیغام پہنچے وہ بعض سننے والوں سے زیادہ محفوظ کرنے والا ہو جب محمد بن سیرین اس کو ذکر کرتے تو کہا کرتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے۔ پھر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار فرمایا میں احکام الٰہی لوگوں تک پہنچا دیئے ہیں،، (حدیث ع ۶۵، ع ۱۰۵ کی شرح دیکھیں)

۴۱۰۴ — ترجمہ: قیس بن مسلم نے طارق بن شہاب سے روایت کی کہ چند یہودیوں نے کہا اگر یہ آئت کریمہ ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید مناتے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ کونسی آئت کریمہ ہے۔ اُنہوں نے کہا:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا،،

۴۱۰۵ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مَسْلَمَۃَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِی الْاَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمِنَّا مَنْ اَھَلَّ بِعُمْرَۃٍ وَّمِنَّا مَنْ اَھَلَّ بِحَجَّۃٍ وَمِنَّا مَنْ اَھَلَّ بِحَجٍّ وَّعُمْرَۃٍ وَاَھَلَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ فَاَمَّا مَنْ اَھَلَّ بِالْحَجِّ اَوْجَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَلَمْ یَحِلُّوْا حَتّٰی یَوْمِ النَّحْرِ

ترجمہ : آج کے دن ہم نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے دین اسلام سے راضی ہُوا"

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں جانتا ہوں یہ آیت کس مقام میں نازل ہُوئی جب یہ نازل ہُوئی تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ میں تشریف فرما تھے۔

۴۱۰۴ــــ شرح : جس شخص نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال پوچھا تھا وہ کعب الاحبار تھا، لیکن اس کے مسلمان ہونے میں اشکال ہے

اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ کعب الاحبار نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر یمن میں اسلام قبول کیا تھا۔ لہٰذا ہو سکتا ہے کہ سوال کرنے والے یہودیوں میں کعب الاحبار بھی شامل ہو اور سوال صرف کعب الاحبار نے کیا ہو علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس میں نظر ہے کیونکہ کعب الاحبار حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مسلمان ہُوئے تھے۔ ذہبی نے یہی ذکر کیا ہے (حدیث ۴۳ کی شرح میں اس حدیث کی مفصل تقریر ہے)

۴۱۰۵ــــ ترجمہ : عروہ نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ہم جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے ہم میں سے بعض لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا اور بعض نے صرف حج کا احرام باندھا اور بعض نے حج اور عمرہ کا احرام باندھا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا بہرحال جس نے حج کا احرام باندھا یا حج اور عمرہ دونوں کو جمع کیا تھا ان لوگوں نے احرام نہ کھولا حتیٰ کہ قربانی کا دن آگیا۔

(حدیث ۱۴۶۸، ۱۴۶۹ کی شرح دیکھیں)

۴۱۰۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ وَقَالَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ

۴۱۰۷ — حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ مِثْلَهُ

۴۱۰۸ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ هُوَ ابْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ عَادَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَجَعٍ أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ بَلَغَ بِي مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرَى وَأَنَا ذُو مَالٍ وَلَا يَرِثُنِي إِلَّا ابْنَةٌ لِي وَاحِدَةٌ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِي قَالَ لَا قُلْتُ أَفَأَتَصَدَّقُ بِشَطْرِهِ قَالَ لَا قُلْتُ فَالثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ

۴۱۰۶ — ترجمہ : عبداللہ بن یوسف نے کہا ہمیں امام مالک بن انس نے خبر دی اُنھوں نے عبدالرحمٰن بن نوفل سے اُنھوں نے عروہ بن زبیر سے انہوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مذکور روایت کیا ہے۔ اور کہا کہ حجۃ الوداع میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

۴۱۰۶ — ۴۱۰۷ — شرح : یعنی امام مالک نے اس طریق میں لفظ "فی حجۃ الوداع" کا اضافہ کیا ہے۔ اور اس سے پہلی روایت میں جو ابن عبدالرحمٰن نے عروہ کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ سے روایت کی ہے" اس کلمہ کو ذکر نہیں کیا"

۴۱۰۷ — ترجمہ : اسماعیل نے کہا ہم سے امام مالک نے اس حدیث کی طرح حدیث بیان کی"

۴۱۰۷ — شرح : یہ مذکور حدیث کا دوسرا طریق ہے جو اسماعیل بن ابی اویس سے مذکور ہے۔ ابو اُویس کا نام عبداللہ ہے وہ امام مالک کے بھانجہ ہیں اپنے خالو امام مالک سے مذکور حدیث جیسی روایت کی ہے۔

۴۱۰۸ — ترجمہ : عامر بن سعد نے اپنے والد سعد بن ابی وقاص سے روایت کی کہ انہوں

عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ وَلَسْتَ تُنْفِقُ نَفَقَةً تَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا
أُجِرْتَ بِهَا حَتَّى اللُّقْمَةَ تَجْعَلُهَا فِي فِي امْرَأَتِكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُخَلَّفُ
بَعْدَ أَصْحَابِي قَالَ إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا
ازْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً وَلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتَّى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَ
يُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ اللّٰهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِي هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلَى
أَعْقَابِهِمْ لٰكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ رَثَى لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ

نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں میری بیمار پُرسی اس بیماری میں کی جس سے میں موت کے قریب ہوگیا تھا ۔ میں نے عرض کیا یا رسولَ اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ! میری بیماری اس حال تک پہنچ چکی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں اور میں مال دار ہوں میری صرف ایک بیٹی ہی وارث ہے کیا اپنے مال سے دو تہائی صدقہ کر دوں ؟ آپ نے فرمایا نہ ۔ میں نے عرض کیا کیا نصف مال خیرات کر دوں ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ ۔ میں نے عرض کیا ایک تہائی صدقہ کر دوں ؟ فرمایا ایک تہائی صدقہ کر دو ، تہائی بھی زیادہ ہے ۔ بے شک تو اپنے وارثوں کو مال دار چھوڑے اس سے بہتر ہے کہ ان کو بھوکے بے نوا چھوڑ دو ،، اس حال میں کہ وہ لوگوں سے مانگتے پھریں ۔ تو جو بھی مال خرچ کرے گا جس سے اللہ کی رضا طلب کرے اس پر تجھے ثواب دیا جائے گا حتیٰ کہ لقمہ جو اپنی بیوی کے منہ میں کرے (اس پر ثواب دیا جائے گا) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلم ! کیا اپنے ساتھیوں کے بعد جو آپ کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ ہو رہے ۔ مجھے ... چھوڑ دیا جائے گا ؟ آپ نے فرمایا تجھے ہرگز مکہ میں نہیں چھوڑا جائے گا مگر تو جو کوئی اچھا کام کرے گا جس سے اللہ کی رضا کا طالب ہوگا اس کے باعث تیرا درجہ اور مرتبہ بلند ہوگا پھر تو شاید ... چھوڑا جائے گا حتیٰ کہ تیرے سبب ایک قوم نفع اُٹھائے گی اور دُوسرے لوگ ضرر پائیں گے ۔ اے اللہ میرے صحابہ کی ہجرت پوری کر اور اُن کو ایڑیوں کے بل نہ لوٹا مگر شدید محتاج تنگ حال سعد بن خولہ کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افسوس کیا کرتے تھے کہ وہ مکہ میں فوت ہوگئے (حدیث ۱۲۲۱ و ۲۵۵۵ کی شرح دیکھیں)

۴۱۰۹ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ ضَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَخْبَرَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَقَ رَاْسَهٗ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

۴۱۱۰ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ اَخْبَرَهٗ ابْنُ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَقَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَاُنَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ

۴۱۰۹ — ترجمہ : موسیٰ بن عقبہ نے نافع سے روایت کی کہ اُن سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں سر مبارک کے بال شریف منڈوائے۔

۴۱۱۰ — ترجمہ : موسیٰ بن عقبہ نے نافع کے ذریعہ عبداللہ بن عمر سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں سر مبارک منڈوایا اور آپ کے صحابہ کرام نے بھی سر کے بال منڈوائے اور بعض صحابہ نے بال شریف چھوٹے کئے۔

۴۱۰۹ — ۴۱۱۰ — شرح : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں ارکانِ حج سے فارغ ہونے کے بعد سر مبارک کے بال شریف منڈوائے معمر بن عبداللہ نے آپ کے بال شریف منڈوائے امام احمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بال منڈوانے والے کو بلایا وہ آپ کے سر مبارک پاس کھڑا تھا اور استرہ اس کے ہاتھ میں تھا آپ نے اس کے چہرہ کی طرف دیکھ کر فرمایا اے معمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے اپنے سر پہ کانوں کی لو تک قادر کیا ہے حالانکہ تیرے ہاتھ میں استرہ ہے یعنی صرف تمہارے اخلاص پر اعتماد کر کے ایسا کیا ہے معمر نے کہا خدا کی قسم یہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے اس کی نعمت اور اس کا مجھ پر احسان ہے۔ صحیحین کی روایت میں ہے کہ معمر نے سر مبارک کی دائیں جانب کے بال شریف اُتارے اور وہ قرب و جوار کے لوگوں میں تقسیم کر دیئے پھر اُس نے سر مبارک کی بائیں جانب کے بال مبارک اُتارے تو آپ نے فرمایا ابو طلحہ کہاں ہے ؟ اور وہ بال شریف انہیں عطاء فرمائے۔ نیز امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے روایت کی کہ معمر نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے ناخن بھی اُتارے اور وہ لوگوں میں تقسیم کئے (تیسیر القاری)

۴۱۱۱ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ ح وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ ابْنُ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ أَقْبَلَ يَسِيرُ عَلَى حِمَارٍ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ بِمِنًى فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَسَارَ الْحِمَارُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ ثُمَّ نَزَلَ عَنْهُ فَصَفَّ مَعَ النَّاسِ

۴۱۱۲ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ سُئِلَ أُسَامَةُ وَأَنَا شَاهِدٌ عَنْ سَيْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّتِهِ فَقَالَ الْعَنَقَ فَإِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ

۴۱۱۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ الْخَطْمِيِّ أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا

۴۱۱۱ — ترجمہ : عبیداللہ بن عبداللہ نے بیان کیا کہ ابن عباس نے انہیں خبر دی کہ وہ گدھی پر سوار آئے جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر منیٰ میں کھڑے لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ گدھی بعض صفوں کے آگے سے گزری پھر گدھی سے اتر کر لوگوں کے ساتھ صف میں شامل ہو گئے۔" (حدیث ۴۷۲ کی شرح دیکھیں)

۴۱۱۲ — ترجمہ : یحییٰ نے ہشام سے روایت کی انہوں نے کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ اسامہ بن زید سے پوچھا گیا جبکہ میں وہاں موجود تھا کہ حجۃ الوداع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کی رفتار کیسی تھی انہوں نے کہا رفتار درمیانی تھی جب آپ کشادہ جگہ پاتے تو سواری کو تیز چلاتے تھے۔" (حدیث ۱۵۶۲ کی شرح دیکھیں)

بَابُ غَزْوَةِ تَبُوكَ وَهِيَ غَزْوَةُ الْعُسْرَةِ

۴۱۱۳ — ترجمہ : عبداللہ بن یزید خطمی سے روایت ہے کہ ابوایوب نے انہیں بتایا کہ انہوں نے حجۃ الوداع میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب و عشاء کی نمازیں اس حال میں پڑھیں کہ ان دونوں کو جمع کیا تھا۔
(حدیث ع ۱۵۶۸ ، ع ۱۵۶۹ کی شرح دیکھیں)

باب — غزوہ تبوک یہ غزوہ عسرہ ہے

تبوک کا نام اس چشمہ کی وجہ سے ہے جس کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا تھا کہ اس سے گھونٹ بھر پانی نہ پئیں، دو شخص اس کے پاس پہلے چلے گئے جبکہ اس میں تھوڑا سا پانی تھا انھوں نے اس میں اپنے تیر ڈالے تاکہ اس کا پانی زیادہ ہو جائے ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت کلمات فرمائے اور ان سے فرمایا تم شروع دن سے اس کو کریدتے رہے" اس لئے اس کا نام تبوک رکھا گیا لیکن مسلم کی روایت اس کی تردید کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کل ان شاء اللہ تبوک کے چشمہ پر پہنچو گے اور ضحوہ کے وقت پہنچو گے جو کوئی وہاں جائے اس کا پانی نہ پیئے حتی کہ میں وہاں پہنچ جاؤں" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس چشمہ کا یہ نام پہلے ہی سے ہے۔ واقدی نے کہا چار شخص وہاں پہلے چلے گئے تھے اور وہ مُعتّب بن قشیر، حارث بن یزید طائی، ودیعہ بن ثابت اور یزید بن لصیت ہیں یہ چاروں شخص منافق تھے (عینی) تبوک شام میں ایک موضع ہے مدینہ منورہ سے چودہ مرحلے دور ہے۔ وہاں سے دمشق گیارہ مرحلے ہے یہ غزوہ حجۃ الوداع سے پہلے نو ہجری کو رجب کے مہینہ میں واقع ہوا۔ یہ آخری غزوہ ہے جس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود تشریف فرما تھے (تیسیر القاری)

ابن سعد نے طبقات میں ذکر کیا غزوۂ تبوک کا سبب یہ تھا کہ مسلمانوں کو ان لوگوں سے جو شام سے زیتون کا تیل مدینہ منورہ لاتے تھے کے ذریعہ سے خبر پہنچی کہ رومیوں نے بہت لشکر جمع کئے ہیں اور ان کے ساتھ لخم، جذام اور دیگر قبائل بھی مل گئے ہیں جو عرب کے نصاریٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ان کے مقابلہ کے لئے بلایا اور ان پر واضح کر دیا کہ تبوک کی طرف جانا ہے اس لئے پوری تیاری کریں طبرانی کی روایت میں ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے شام جانے کے لئے ایک مسلح قافلہ تیار کیا اور عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ دو سو اونٹ اپنے پورے سامان کے

ساٹھ اور آٹھ ہزار درہم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد عثمان جو بھی عمل کرے اس کو کوئی شئی ضرر نہ پہنچائے گی (قسطلانی) علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن سعد سے ذکر کیا کہ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے تو عبداللہ بن اُبیّ اور اس کے دیگر منافق ساتھی باہر نہ نکلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیس ہزار کا لشکر لے کر تبوک پہنچ گئے۔ اُن کے پاس دس ہزار گھوڑے تھے۔ آپ تبوک میں بیس روز ٹھہرے اور نماز قصر پڑھتے رہے (کیونکہ یہ اقامت قرار نہ تھی) وہاں ابوذر اور ابوخثیمہ پہنچ گئے پھر آپ وہاں سے واپس ہوئے اور کوئی جنگ کرنے نہ آیا اور نو ہجری کے رمضان میں واپس ہوئے۔

ابن اثیر نے کتاب الصحابہ میں ابوزرعہ رازی سے روائت کی کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تبوک میں چالیس ہزار مجاہد جمع ہو گئے تھے۔ حاکم نے ابوزرعہ سے ستر ہزار تعداد ذکر کی ہے لیکن تعداد میں اتنا اختلاف مضر نہیں کیونکہ ایک عدد دوسرے کے منافی نہیں ہوتا، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کبھی متبوع کو شمار کیا اور کبھی تابع شمار کر لئے۔

علامہ بیہقی رحمہ اللہ نے کہا: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تبوک کی طرف جانے کا سبب پھر وہاں سے لوٹنے کے سبب میں دو صحیح روائتیں ہیں پھر شہر بن حوشب کی حدیث ذکر کی جو انہوں نے عبدالرحمٰن بن غنم سے روائت کی ہے کہ یہودی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ سچے نبی ہیں تو شام میں چلے جائیں کیونکہ شام کی زمین محشر کی زمین ہے۔ وہاں انبیاء کرام کا جم غفیر رہا ہے۔ آپ نے ان کے کلام کی تصدیق فرمائی اور غزوۂ تبوک کا ارادہ کیا آپ کا مقصد صرف شام جانا تھا جب تبوک میں پہنچے تو آپ پر سورۂ بنی اسرائیل کی یہ آیات نازل ہوئیں: وَإِن كَادُوا لَيَسْتَفِزُّونَكَ مِنَ الْأَرْضِ لِيُخْرِجُوكَ مِنْهَا ... تَحْوِيلًا" تک، اللہ تعالیٰ نے آپ کو مدینہ منورہ واپس تشریف لے جانے کا حکم فرمایا اور فرمایا وہاں ہی آپ نے رہنا ہے اور وہیں آپ نے وفات پانی ہے اور وہیں سے اٹھیں گے" صلی اللہ علیہ وسلم" (عینی)

"هِيَ غَزْوَةُ الْعُسْرَةِ"

یہ غزوۂ عسرہ ہے کیونکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سخت گرمی میں نکلے تھے اور راستہ میں بھوک اور پیاس نے بہت ستایا تھا۔ انھوں نے اونٹ نحر کئے اور ان کی پانی کی مشکوں سے پانی نکال کر پیا تھا چونکہ اس غزوہ میں بھوک، پیاس کی تنگی تھی۔ اس لئے اس کو غزوۂ عسرہ کہا جاتا ہے"۔

۴۱۱۴ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ أَرْسَلَنِي أَصْحَابِي إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْأَلُهُ الْحُمْلَانَ لَهُمْ إِذْ هُمْ مَعَهُ فِي جَيْشِ الْعُسْرَةِ وَهِيَ غَزْوَةُ تَبُوكَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ إِنَّ أَصْحَابِي أَرْسَلُونِي إِلَيْكَ لِتَحْمِلَهُمْ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا أَحْمِلُكُمْ عَلٰى شَيْءٍ وَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ وَلَا أَشْعُرُ وَرَجَعْتُ حَزِينًا مِنْ مَنْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ مَخَافَةِ أَنْ يَكُونَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ فِي نَفْسِهِ عَلَيَّ فَرَجَعْتُ إِلٰى أَصْحَابِي فَأَخْبَرْتُهُمُ الَّذِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ أَلْبَثْ إِلَّا سُوَيْعَةً إِذْ سَمِعْتُ بِلَالًا يُنَادِي أَيْنَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ قَيْسٍ فَأَجَبْتُهُ فَقَالَ أَجِبْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوكَ فَلَمَّا أَتَيْتُهُ قَالَ خُذْ هٰذَيْنِ الْقَرِينَيْنِ وَهٰذَيْنِ الْقَرِينَيْنِ لِسِتَّةِ أَبْعِرَةٍ ابْتَاعَهُنَّ حِينَئِذٍ مِنْ سَعْدٍ فَانْطَلِقْ بِهِنَّ إِلٰى أَصْحَابِكَ فَقُلْ إِنَّ اللّٰهَ أَوْ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُكُمْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ فَارْكَبُوهُنَّ فَانْطَلَقْتُ۔

۴۱۱۴ — ترجمہ: ابوبردہ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی اُنھوں نے کہا مجھے میرے ساتھیوں نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا کہ میں اُن کے لئے آپ سے سواریاں طلب کروں جبکہ وہ جیش عسرہ جو غزوۂ تبوک ہے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ میں نے عرض کیا یا نبی اللہ! میرے ساتھیوں نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے کہ آپ انہیں سواریاں عنایت کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بخدا! میں تمہیں کوئی سواری نہیں دوں گا۔ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت حاضر ہُوا تھا جبکہ آپ بہت غصہ میں تھے اور مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ آپ غصہ میں ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کرنے کے باعث میں غمناک واپس آگیا اور مجھے یہ ڈر تھا کہ کہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے ناراض نہ ہو جائیں۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور انہیں اس

اِلَيْهِمْ بِهِنَّ فَقُلْتُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْمِلُكُمْ عَلٰى هٰؤُلَآءِ وَلٰكِنِّيْ وَاللّٰهِ لَا اَدَعُكُمْ حَتّٰى يَنْطَلِقَ مَعِيْ بَعْضُكُمْ اِلٰى مَنْ سَمِعَ مَقَالَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَظُنُّوْا اَنِّيْ حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا لَمْ يَقُلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا لِيْ وَاللّٰهِ اِنَّكَ عِنْدَنَا لَمُصَدَّقٌ وَلَنَفْعَلَنَّ مَا اَحْبَبْتَ فَانْطَلَقَ اَبُوْ مُوْسٰى بِنَفَرٍ مِنْهُمْ حَتّٰى اَتَوُا الَّذِيْنَ سَمِعُوْا قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْعَهُ اِيَّاهُمْ ثُمَّ اِعْطَاءَهُمْ بَعْدُ فَحَدَّثُوْهُمْ بِمِثْلِ مَا حَدَّثَهُمْ بِهٖ اَبُوْ مُوْسٰى

بات کی خبر دی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا میں ابھی تھوڑا سا وقت ہی ٹھہرا تھا کہ میں نے بلال کو نداء کرتے ہوئے سُنا کہ عبد اللہ بن قیس کہاں ہے؟ میں نے اسے جواب دیا تو اُس نے کہا چلو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں بلا رہے ہیں۔ جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا تو فرمایا یہ اونٹوں کا جوڑا اور یہ جوڑا چھ اونٹوں کے متعلق فرمایا کہ لے جاؤ (یعنی تین بار فرمایا) جو اس وقت آپ نے یہ اونٹ سعد بن عبادہ سے خریدے تھے۔ یہ اپنے ساتھیوں کے پاس لے جاؤ اور کہو اللہ تعالیٰ یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں یہ سواریاں دی ہیں۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس وہ اونٹ لے گیا اور اُن سے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں یہ سواریاں دی ہیں، لیکن بخدا! میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا حتیٰ کہ تم میں سے کوئی میرے ساتھ اِن لوگوں کے پاس جائے جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سُنا تھا۔ تم یہ گمان نہ کرو کہ میں نے تم سے وہ بات کی تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ فرمائی تھی۔ اُنھوں نے کہا اے ابا موسیٰ! بخدا! تم ہمارے نزدیک یقیناً سچے ہو، البتہ ہم وہی کریں گے جو تم پسند کرتے ہو! پس ابو موسیٰ ان میں سے چند آدمی لے کر روانہ ہوئے حتیٰ کہ وہ اُن لوگوں کے پاس آئے جنہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام شریف سُنا تھا۔ آپ کا انکار کرنا پھر اس کے بعد ان کو عطاء کرنا (سب معلوم کیا) پھر ان لوگوں نے ان کو ویسی خبر دی جو ابو موسیٰ نے کہا تھا۔

۴۱۱۴ — شرح: سُوَيْعَة ساعت کی تصغیر ہے یہ دراصل زمانہ کا جزو ہے۔ ایک گھنٹہ پر بھی اس کا اطلاق کیا جاتا ہے جو دن رات کا چوبیسواں حصہ ہے۔ قَرِيْنَيْن " قرین کا تثنیہ ہے۔ یہ دو اونٹ ہیں جو ایک دوسرے سے ملائے گئے ہوں اور ایک رسی میں جمع کئے گئے ہوں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ "قدوم الاشعریین کے باب میں گزرا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیمت کے اونٹوں سے پانچ اونٹ دیئے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ متعدد ہے

۴۱۱۵ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى تَبُوكَ وَاسْتَخْلَفَ عَلِيًّا قَالَ أَتُخَلِّفُنِي فِي الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ قَالَ أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِي وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ مُصْعَبًا

جب اشعری آئے تھے تو ان کو پانچ اونٹ ہی دیئے تھے اور اس غزوہ میں انہیں چھ اونٹ عطا کئے تھے کیونکہ اشعری سات ہجری میں آئے تھے اور غزوۂ تبوک نو ہجری میں ہوا تھا۔ علاوہ ازیں اقل اکثر عدد کے منافی نہیں ہوتا۔ یہ دو اونٹ ایک رسی سے بندھے ہوئے تھے اور آپ نے چھ اونٹوں کی طرف اشارہ فرمایا گویا کہ تین بار فرمایا تھا لیکن راوی نے دو پر اقتصار کیا اور آخر میں بیان کر دیا کہ چھ اونٹ تھے۔ کرمانی نے کہا کہ قرین دو سے زیادہ پر صادق آتا ہے لہٰذا ہو سکتا ہے کہ ہر قرین تین اونٹ ہوں اور چھ اونٹ بطور تاکید ذکر کئے لیکن اس تقدیر پر تثنیہ کا ذکر بے سود ہوگا! واللہ ورسولہ اعلم!

۴۱۱۵ — ترجمہ : مُصْعَب بن سعد نے اپنے والد سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف روانہ ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ پر اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ حضرت علی نے کہا آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑ رہے ہیں فرمایا کیا تم راضی نہیں ہو کہ تم مجھ سے ایسے ہو جیسے موسیٰ سے ہارون تھے۔ مگر میرے بعد نبی نہیں۔ ابو داؤد نے کہا ہم سے شعبہ نے حکم سے بیان کیا کہ میں نے مصعب سے سُنا۔

۴۱۱۵ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہارون علیہ السلام کی مثل فرمایا اور بعد میں فرمایا کہ میرے بعد نبی نہیں یعنی تم ہارون کے ساتھ پوری مماثلت نہیں رکھتے کیونکہ وہ پیغمبر تھے اور میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہے اور یہ واضح امر ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ نہ تھے کیونکہ وہ موسیٰ علیہ السلام سے چالیس سال قبل وفات پا گئے تھے۔ لہٰذا یہ خلافت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے ایام میں ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مرتبہ تھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبوک کی طرف روانہ ہونے کے بعد آپ کے خلیفہ تھے۔ اس حدیث سے اثنا عشریہ استدلال کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد حضرت علی آپ کے خلیفہ تھے لیکن یہ استدلال صحیح نہیں جیسا کہ

۴۱۱۶ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً يُخْبِرُ قَالَ أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ بْنُ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعُسْرَةَ قَالَ كَانَ يَعْلَى يَقُولُ تِلْكَ الْغَزْوَةُ أَوْثَقُ أَعْمَالِي عِنْدِي قَالَ عَطَاءٌ فَقَالَ صَفْوَانُ قَالَ يَعْلَى فَكَانَ لِي أَجِيرٌ فَقَاتَلَ إِنْسَانًا فَعَضَّ أَحَدُهُمَا يَدَ الْآخَرِ قَالَ عَطَاءٌ فَلَقَدْ أَخْبَرَنِي صَفْوَانُ أَيُّهُمَا عَضَّ الْآخَرَ فَنَسِيتُهُ قَالَ فَانْتَزَعَ الْمَعْضُوضُ يَدَهُ مِنْ فِي الْعَاضِّ فَانْتَزَعَ إِحْدَى ثَنِيَّتَيْهِ فَأَتَيَا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَهْدَرَ ثَنِيَّتَهُ قَالَ عَطَاءٌ وَحَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفَيَدَعُ يَدَهُ فِي فِيكَ تَقْضَمُهَا كَأَنَّهَا فِي فِي فَحْلٍ يَقْضَمُهَا

حدیث کی وضاحت سے ظاہر ہے۔ علاوہ ازیں خلافت کی دلیل قطعی ہونی چاہیئے۔ لہٰذا حدیث سے یہ استدلال درست نہیں (تیسیر القاری)

۴۱۱۶ — ترجمہ: ابن جریج نے کہا میں نے عطاء کو یہ خبر سناتے ہوئے سنا کہ مجھے یعلیٰ ابن امیہ نے اپنے والد سے خبر دی کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ عسرہ (تبوک) کیا۔ یعلیٰ کہا کرتے تھے میرے نزدیک یہ غزوہ میرا مضبوط عمل ہے۔ عطاء نے کہا مجھے صفوان نے کہا انھوں نے کہا یعلیٰ نے کہا میرا ایک مزدور تھا وہ ایک شخص سے جھگڑ پڑا تو ایک نے دوسرے کا ہاتھ چبا ڈالا۔ عطاء نے کہا مجھے صفوان نے خبر دی کہ کس نے دوسرے کا ہاتھ چبایا؟ یہ میں بھول گیا تھا۔ انھوں نے کہا جس کا ہاتھ چبایا گیا تھا اس نے اپنا ہاتھ چبانے والے کے منہ سے کھینچا تو اس کے سامنے والے دانتوں سے ایک دانت نکل گیا وہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے اس کے دانت کو لغو قرار دیا (اس کی دیت اور قصاص نہ دلوایا) عطاء نے کہا میں نے صفوان کے متعلق گمان کیا کہ انھوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں چھوڑ دیتا

بَابُ حَدِيثِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ

وَقَوْلُ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَعَلَى الثَّلاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا

۴۱۱۷ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللهِ ابْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ قِصَّةِ تَبُوكَ قَالَ كَعْبٌ لَمْ أَتَخَلَّفْ

جسے تو چباتا رہتا گویا کہ وہ اُونٹ کے منہ میں ہے وہ اس کو چباتا ہے "

(حدیث ۲۷۷۰ و ۲۱۲۳ کی شرح دیکھیں)

باب ـ حدیث کعب بن مالک

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : اور ان تین آدمیوں پر جو پیچھے رہ گئے "

کعب بن مالک کا نسب یہ ہے کعب بن مالک بن عمرو بن قین بن کعب بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ بن سعد بن عدی بن اسد بن سارده بن یزید بن جشم بن خزرج انصاری سلمی ہیں ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے عقبہ ثانیہ میں حاضر تھے اور اُن کے بدر میں شریک ہونے میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے وہ تبوک کے سوا اُحد اور دیگر غزوات میں شریک رہے وہ جاہلیت کے شعراء میں سے تھے۔ ۷۷ سال کی عمر میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں پچاس ہجری میں فوت ہوئے اور آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ وہ مدنی شمار ہوتے ہیں۔

جو تین آدمی غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے۔ وہ کعب بن مالک، ہلال بن اُمیہ اور مرارہ بن ربیع ہیں "، اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی اور انہیں معذور جانا "

۴۱۱۷ ـ ترجمہ : عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ عبداللہ بن کعب بن مالک جو کعب بن مالک کو پکڑ کر چلاتے تھے جبکہ وہ نابینا ہو گئے تھے نے کہا میں نے کعب بن مالک کو تبوک کا واقعہ بیان کرتے ہوئے سُنا جس

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا اِلَّا فِي غَزْوَةِ
تَبُوْكَ غَيْرَ اَنِّيْ كُنْتُ تَخَلَّفْتُ فِيْ غَزْوَةِ بَدْرٍ وَلَمْ يُعَاتِبْ اَحَدًا تَخَلَّفَ
عَنْهَا اِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ حَتّٰى جَمَعَ
اللّٰهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلٰى غَيْرِ مِيْعَادٍ وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِيْنَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَا اُحِبُّ
اَنَّ لِيْ بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ وَاِنْ كَانَتْ بَدْرٌ اَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا كَانَ مِنْ
خَبَرِيْ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ قَطُّ اَقْوٰى وَلَا اَيْسَرَ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِيْ تِلْكَ
الْغَزَاةِ وَاللّٰهِ مَا اجْتَمَعَتْ عِنْدِيْ مَا قَبْلَهُ رَاحِلَتَانِ قَطُّ حَتّٰى جَمَعْتُهُمَا فِيْ
تِلْكَ الْغَزَاةِ وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ غَزْوَةً اِلَّا
وَرّٰى بِغَيْرِهَا حَتّٰى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ غَزَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِيْ حَرٍّ شَدِيْدٍ وَّاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا وَّمَفَازًا وَّعَدُوًّا كَثِيْرًا فَجَلّٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ

وقت وہ پیچھے رہ گئے تھے۔ اُنھوں نے کہا میں غزوہ تبوک کے سوا کسی غزوہ میں جو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوے لڑے پیچھے نہیں رہا۔ سوا اس کے کہ میں غزوۂ بدر میں پیچھے رہ گیا تھا اور جو کوئی غزوۂ بدر میں پیچھے رہ گیا تھا کسی کو آپ نے عتاب نہ فرمایا تھا، کیونکہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف قریش کے قافلہ کا ارادہ کرتے ہوئے نکلے تھے (کیونکہ انہوں نے عہد شکنی کی تھی) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور ان کے دشمنوں کے درمیان وقت مقرر کئے بغیر مقابلہ کرا دیا (اتفاقاً مسلمانوں اور کافروں کا مقابلہ ہوگیا) میں (ہجرت سے پہلے بھی) جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا تھا جبکہ ہم نے اسلام پر مضبوط رہنے کی بیعت کی تھی اور وہ مجھے بدر میں حاضر ہونے سے زیادہ محبوب ہے۔ اگرچہ غزوۂ بدر لوگوں میں اس سے زیادہ مشہور ہے میرا قصہ یہ ہے کہ جس وقت میں غزوہ تبوک میں آپ سے پیچھے رہ گیا تھا میں کبھی قوی تر اور آسانی میں نہ تھا بخدا! اس سے پہلے کبھی بھی میرے پاس دو سواریاں جمع نہ ہوئی تھیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت شریفہ تھی کہ کسی غزوہ کا ارادہ کرتے تو اس کے غیر کے ساتھ توریہ کرتے تھے

انشارہ ۱۲۰

أَمْرَهُمْ لِيَتَأَهَّبُوا أُهْبَةَ غَزْوِهِمْ فَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِي يُرِيدُ وَالْمُسْلِمُونَ
مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيرٌ وَلَا يَجْمَعُهُمْ كِتَابُ حَافِظٍ يُرِيدُ
الدِّيوَانَ قَالَ كَعْبٌ فَمَا رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يَتَغَيَّبَ إِلَّا ظَنَّ أَنَّهُ سَيَخْفَى لَهُ مَا
لَمْ يَنْزِلْ فِيهِ وَحْيُ اللّٰهِ وَغَزَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْغَزْوَةَ
حِينَ طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظِّلَالُ وَتَجَهَّزَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ فَطَفِقْتُ أَغْدُو لِكَيْ أَتَجَهَّزَ مَعَهُمْ فَأَرْجِعُ وَلَمْ أَقْضِ
شَيْئًا فَأَقُولُ فِي نَفْسِي وَأَنَا قَادِرٌ عَلَيْهِ فَلَمْ يَزَلْ يَتَمَادَى بِي حَتَّى اشْتَدَّ
بِالنَّاسِ الْجِدُّ فَأَصْبَحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَهُ
وَلَمْ أَقْضِ مِنْ جَهَازِي شَيْئًا فَقُلْتُ أَتَجَهَّزُ بَعْدَهُ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ ثُمَّ
أَلْحَقُهُمْ فَغَدَوْتُ بَعْدَ أَنْ فَصَلُوا لِأَتَجَهَّزَ فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا
ثُمَّ غَدَوْتُ فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا فَلَمْ يَزَلْ بِي حَتَّى أَسْرَعُوا وَ
تَفَارَطَ الْغَزْوُ وَهَمَمْتُ أَنْ أَرْتَحِلَ فَأُدْرِكَهُمْ وَلَيْتَنِي فَعَلْتُ فَلَمْ يُقَدَّرْ

(یہ خیال میں یہ ڈالتے کہ آپ کسی اور جگہ کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ دشمن کو خبر نہ پہنچنے پائے) حتیٰ کہ غزوۂ تبوک کا وقت آیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت گرمی میں غزوہ کیا اور دُور دراز کا سفر، جنگلات اور کثیر تعداد میں دشمن کا سامنا کرنا پڑا تو مسلمانوں پر دشمنوں کا حال ظاہر فرمایا تاکہ وہ ضروریاتِ سفر اور اُن سے جنگ کے سامان کی تیاری کر لیں اور مسلمانوں کو اسی طور پر خبر دی جو آپ کا ارادہ تھا اس وقت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت مسلمان تھے۔ کوئی کتاب نہ تھی جس میں ان کے نام ہوتے۔ کتاب حافظ دیوان ہے (یعنی جس کتاب میں حساب جمع ہوتا ہے) کعب نے کہا کوئی ایسا شخص نہ تھا جو چھپنے کا ارادہ کرے مگر اس کا گمان ہوتا تھا کہ وہ آپ سے چھپ جائے گا جب تک کہ وحی نازل نہ ہو (یعنی لشکر بہت زیادہ تھا) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غزوہ کا قصد کیا جبکہ پھل پک چکے تھے اور درختوں کے سائے اچھے

لِيْ ذٰلِكَ فَكُنْتُ اِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوْجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطُفْتُ فِيْهِمْ اَحْزَنَنِيْ اَنِّيْ لَا اَرٰى اِلَّا رَجُلًا مَغْمُوْصًا عَلَيْهِ
النِّفَاقُ اَوْ رَجُلًا مِمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ مِنَ الضُّعَفَاءِ وَلَمْ يَذْكُرْنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَلَغَ تَبُوْكًا فَقَالَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوْكَ
مَا فَعَلَ كَعْبٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ سَلِمَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَبَسَهٗ بُرْدَاهُ
وَنَظْرُهٗ فِيْ عِطْفَيْهِ فَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِئْسَ مَا قُلْتَ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ
اللّٰهِ ------ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ اِلَّا خَيْرًا فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ فَلَمَّا بَلَغَنِيْ اَنَّهٗ تَوَجَّهَ قَافِلًا حَضَرَنِيْ
هَمِّيْ وَطَفِقْتُ اَتَذَكَّرُ الْكَذِبَ وَاَقُوْلُ بِمَاذَا اَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهٖ غَدًا
وَاسْتَعَنْتُ عَلٰى ذٰلِكَ بِكُلِّ ذِيْ رَاْيٍ مِنْ اَهْلِيْ فَلَمَّا قِيْلَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَظَلَّ قَادِمًا زَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ وَعَرَفْتُ اَنِّيْ لَنْ

معلوم ہوتے تھے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے جنگ کی تیاری کی میں
صبح کو نکلا کہ ان کے ساتھ تیاری کروں پھر میں واپس آگیا حالانکہ میں نے کچھ بھی نہیں کیا تھا میں اپنے دل میں
کہتا تھا کہ میں تیاری پر قادر ہوں اسی طرح دن گزرتے رہے (میں اپنی سوچ میں رہا) یہاں تک لوگوں کی کوشش
سخت ہو گئی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہمراہ مسلمان سفر کا عزم کرتے ہوئے روانہ ہو گئے اور میں نے
تیاری بھی نہ کی۔ میں نے کہا ایک دو دن بعد تیاری کر کے ان سے مل جاؤں گا۔ ان کے چلے جانے کے بعد میں
صبح کو نکلا کہ تیاری کروں مگر تیاری نہ کر سکا اور واپس آگیا پھر تیسرے روز میں صبح کو نکلا اور واپس آگیا اور کچھ
نہیں ہو سکا میرا یہ حال ہمیشہ رہا حتیٰ کہ وہ تیزی سے روانہ ہو گئے اور غزوہ کا وقت جاتا رہا۔ پھر میں نے قصد
کیا کہ سفر کروں اور ان کو پا لوں کاش میں سفر شروع کر دیتا لیکن میرے لئے سفر مقدر نہ تھا۔ سرورِ کائنات

أَخْرُجَ مِنْهُ أَبَدًا بِشَيْءٍ فِيهِ كَذِبٌ فَأَجْمَعْتُ صِدْقَهُ وَأَصْبَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَادِمًا وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَيَرْكَعُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ
ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ جَاءَهُ الْمُخَلَّفُونَ فَطَفِقُوا يَعْتَذِرُونَ
إِلَيْهِ وَيَحْلِفُونَ لَهُ وَكَانُوا بِضْعَةً وَثَمَانِينَ رَجُلًا فَقَبِلَ مِنْهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَانِيَتَهُمْ وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَوَكَلَ سَرَائِرَهُمْ إِلَى اللهِ فَجِئْتُهُ
فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ ثُمَّ قَالَ تَعَالَ فَجِئْتُ أَمْشِي حَتّٰى جَلَسْتُ
بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لِي مَا خَلَّفَكَ أَلَمْ تَكُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ فَقُلْتُ بَلٰى إِنِّي وَاللهِ
لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا لَرَأَيْتُ أَنْ سَأَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ بِعُذْرٍ
وَلَقَدْ أُعْطِيتُ جَدَلًا وَلٰكِنِّي وَاللهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيثَ
كَذِبٍ تَرْضٰى بِهِ عَنِّي لَيُوشِكَنَّ اللهُ أَنْ يُسْخِطَكَ عَلَيَّ وَلَئِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيثَ
صِدْقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِيهِ إِنِّي لَأَرْجُو فِيهِ عَفْوَ اللهِ لَا وَاللهِ مَا كَانَ لِي مِنْ عُذْرٍ

صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد جب میں باہر نکلتا اور لوگوں میں چلتا پھرتا تو مجھے غم لاحق ہوتا کہ
میں صرف اس شخص کو دیکھتا جو نفاق میں مطعون تھا یا وہ اُن کمزور لوگوں میں سے تھا جن کو اللہ تعالیٰ نے معذور
رکھا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں پہنچ کر ہی مجھے یاد کیا اور فرمایا جبکہ آپ تبوک میں لوگوں میں بیٹھے
ہوئے تھے۔ کعب بن مالک نے کیا کیا ہے (کہ وہ حاضر نہیں ہے) قبیلہ بنی سلمہ سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم! اس کو اس کی دو چادروں اور کندھوں کی طرف دیکھنے نے روک رکھا ہے (وہ متکبر ہے)
معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا تو نے بہت بُری بات کہی ہے بخدا! یا رسول اللہ میں نے کعب میں خیر کے سوا کچھ
نہیں دیکھا ہے (ان کا پیچھے رہنا کسی مجبوری کے تحت ہوگا) یہ سُن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چُپ
رہے۔ کعب بن مالک نے کہا جب مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لا رہے ہیں
تو میرا قصد میرے سامنے آیا اور میں جھوٹ یاد کرنے لگا اور سوچنے لگا کہ کل کس بہانہ سے آپ کے غضب سے
بچ سکوں گا میں نے اس بارے میں اپنے گھر کے صاحب فکر لوگوں سے مدد چاہی۔ جب یہ کہا گیا کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری قریب ہوگئی ہے تو مجھ سے ہر جھوٹ اور باطل فکر نکل گئی اور میں نے سمجھا

وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ أَقْوٰى وَلَا أَيْسَرَ مِنِّي حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ فَقُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْكَ فَقُمْتُ
وَسَارَ رِجَالٌ مِنْ بَنِي سَلِمَةَ فَاتَّبَعُوْنِي فَقَالُوْا لِي وَاللّٰهِ مَا عَلِمْنَاكَ كُنْتَ أَذْنَبْتَ
ذَنْبًا قَبْلَ هٰذَا وَلَقَدْ عَجَزْتَ أَنْ لَا تَكُوْنَ اعْتَذَرْتَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا اعْتَذَرَ إِلَيْهِ الْمُخَلَّفُوْنَ قَدْ كَانَ كَافِيَكَ اسْتِغْفَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَ فَوَاللّٰهِ مَا زَالُوْا يُؤَنِّبُوْنَنِي حَتّٰى أَرَدْتُّ أَنْ أَرْجِعَ فَأُكَذِّبَ
نَفْسِي ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ هَلْ لَقِيَ هٰذَا مَعِي أَحَدٌ قَالُوْا نَعَمْ رَجُلَانِ قَالَا مِثْلَ
مَا قُلْتَ فَقِيْلَ لَهُمَا مِثْلُ مَا قِيْلَ لَكَ فَقُلْتُ مَنْ هُمَا قَالُوْا مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ
الْعَمْرِيُّ وَهِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ الْوَاقِفِيُّ فَذَكَرُوْا لِي رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا
بَدْرًا فِيْهِمَا أُسْوَةٌ فَمَضَيْتُ حِيْنَ ذَكَرُوْهُمَا لِي وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلَامِنَا أَيُّهَا الثَّلٰثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ
فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ وَتَغَيَّرُوْا لَنَا حَتّٰى تَنَكَّرَتْ فِي نَفْسِي الْأَرْضُ فَمَا هِيَ الَّتِي

کریں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے غضب سے ہرگز کسی جھوٹ کے باعث نہ بچ سکوں گا تو میں نے آپ کے سامنے سچ کہنے کا تہیہ کر لیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کو مدینہ منورہ پہنچے جب آپ سفر کر کے مدینہ منورہ آتے تھے تو پہلے مسجد میں تشریف لاتے، دو رکعتیں پڑھتے پھر لوگوں میں بیٹھتے تھے جب آپ نے اس طرح کیا تو آپ کے پاس وہ لوگ آنا شروع ہوئے جو غزوہ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے اور آپ سے عذر بیان کرنے لگے اور آپ کے سامنے قسمیں کھانے لگے وہ اسی سے کچھ زائد منافق تھے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ظاہری کلام قبول فرما لیا اور ان کی بیعت کی تجدید کی اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی درخواست کی اور ان کے باطنی حالات کو اللہ کے سپرد کیا۔ کعب نے کہا میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب میں نے سلام عرض کیا تو آپ نے غضب آمیز تبسم فرمایا پھر فرمایا آگے آؤ میں چلتا ہوا آپ کے پاس آیا اور سامنے بیٹھ

أَعْرِفُ فَلَبِثْنَا عَلٰى ذٰلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً فَأَمَّا صَاحِبَايَ فَاسْتَكَانَا وَقَعَدَا فِيْ بُيُوْتِهِمَا يَبْكِيَانِ وَأَمَّا أَنَا فَكُنْتُ أَشَبَّ الْقَوْمِ وَأَجْلَدَهُمْ فَكُنْتُ أَخْرُجُ فَأَشْهَدُ الصَّلٰوةَ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ وَأَطُوْفُ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يُكَلِّمُنِيْ أَحَدٌ وَآتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِيْ مَجْلِسِهٖ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَأَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ عَلَيَّ أَمْ لَا ثُمَّ أُصَلِّيْ قَرِيْبًا مِنْهُ فَأُسَارِقُهُ النَّظَرَ فَإِذَا أَقْبَلْتُ عَلٰى صَلَاتِيْ أَقْبَلَ إِلَيَّ وَإِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهٗ أَعْرَضَ عَنِّيْ حَتّٰى إِذَا طَالَ عَلَيَّ ذٰلِكَ مِنْ جَفْوَةِ النَّاسِ مَشَيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ أَبِيْ قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّيْ وَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَاللّٰهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ فَقُلْتُ يَا أَبَا قَتَادَةَ أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُنِيْ أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَسَكَتَ فَعُدْتُ لَهٗ فَنَشَدْتُهٗ فَسَكَتَ فَعُدْتُ لَهٗ

گیا۔ آپ نے مجھے فرمایا کس چیز نے تجھے غزوہ سے پیچھے رکھا ہے کیا تُو نے اپنے لئے سواری نہیں خریدی تھی؟ میں نے عرض کیا کیوں نہیں میں نے سواری خریدی تھی۔ بخدا! یا رسُولَ اللہ! اگر آپ کے سوا کسی دُنیا میں رہنے والے کے پاس بیٹھتا تو یقیناً آپ دیکھتے کہ میں عذر کر کے اس کے غضب سے نجات پالیتا مجھے فصاحت اور قوّتِ کلام عطاء کی گئی ہے لیکن بخدا! میں جانتا ہوں اگر آج میں آپ سے جھوٹی بات کروں کہ آپ میری اس بات سے راضی ہو جائیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ پر ناراض کر دے گا اگر میں آپ سے سچ کہوں اور آپ مجھ پر ناراض ہو جائیں تو میں اللہ تعالیٰ سے اس بارے میں عفو کا اُمید وار ہوں بخدا! میرا کوئی عذر نہیں۔ بخدا! میں ہرگز قوی تر اور آسانی میں نہ تھا جبکہ میں آپ سے پیچھے رہ گیا تھا (یعنی مال و دولت میں میرے برابر کوئی نہیں) "یہ سُن کر" جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا اس شخص نے یقیناً سچ کہا ہے۔ اب تم اُٹھ جاؤ حتی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں کوئی فیصلہ کرے پس میں اُٹھ کھڑا ہُوا تو بنی سلمہ سے ایک شخص اُٹھا اور میرے ساتھ چلنے لگا لوگوں نے کہا بخدا! ہم نہیں جانتے کہ اس سے پہلے تو نے کوئی گناہ کیا ہو تو اس میں عاجز رہا کہ تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے حضور عذر نہ کر سکا۔ جیسے پیچھے رہنے والوں نے عذر خواہی کی ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا تیرے لئے

فَنَشَدْتُهٗ فَقَالَ اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَفَاضَتْ عَيْنَايَ وَتَوَلَّيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ قَالَ فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ بِسُوْقِ الْمَدِيْنَةِ اِذَا نَبَطِيٌّ مِنْ اَنْبَاطِ اَهْلِ الشَّامِ مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيْعُهٗ بِالْمَدِيْنَةِ يَقُوْلُ مَنْ يَدُلُّ عَلٰى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيْرُوْنَ لَهٗ حَتّٰى اِذَا جَآءَنِيْ دَفَعَ اِلَيَّ كِتَابًا مِنْ مَلِكِ غَسَّانَ فَاِذَا فِيْهِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهٗ قَدْ بَلَغَنِيْ اِنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللّٰهُ بِدَارِ هَوَانٍ وَّلَا مَضْيَعَةٍ فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ فَقُلْتُ لَمَّا قَرَأْتُهَا وَهٰذَا اَيْضًا مِنَ الْبَلَاءِ فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّنُّوْرَ فَسَجَرْتُهٗ بِهَا حَتّٰى اِذَا مَضَتْ اَرْبَعُوْنَ لَيْلَةً مِّنَ الْخَمْسِيْنَ اِذَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْنِيْ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُكَ اَنْ تَعْتَزِلَ امْرَاَتَكَ فَقُلْتُ اُطَلِّقُهَا اَمْ مَاذَا اَفْعَلُ قَالَ لَا بَلِ اعْتَزِلْهَا وَلَا تَقْرَبْهَا وَاَرْسَلَ اِلٰى صَاحِبَيَّ

استغفار کرنا تیرے گناہ کے لئے کافی ہوتا۔ بخدا وہ مجھے سخت ملامت کرتے رہے حتی کہ میں نے ارادہ کرلیا کہ واپس ہو جاؤں اور پہلے والی بات جھٹلا دوں پھر میں نے اُن سے کہا کیا اس امر میں کوئی اور بھی میرے ساتھ شریک ہے جو انھوں نے کہا ہاں دو مرد ہیں اُنھوں نے بھی وہی کہا تھا جو تُو نے کہا ہے۔ اور انہیں بھی وہی کہا گیا تھا جو تجھے کہا گیا ہے۔ میں نے کہا وہ کون ہیں؟ اُنھوں نے کہا وہ مُرارہ بن رَبیع عمری اور ہلال بن اُمیہ واقفی ہیں۔ اُنھوں نے میرے لئے دو نیک مردوں کو ذکر کیا جو بدر میں حاضر تھے۔ ایسے دو مردوں کی اتباع اچھی ہے۔ جب اُنہوں نے اُن دونوں کو ذکر کیا تو میں چل دیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ہمارے ساتھ کلام کرنے سے منع کر دیا اور جو آپ سے پیچھے رہ گئے تھے اُن میں سے صرف تینوں کے ساتھ کلام کرنے سے منع کیا۔ لوگوں نے ہمارے ساتھ میل جول کرنے سے اجتناب کیا اور وہ ہمارے لئے ایسے متغیر ہو گئے گویا کہ وہ ہمیں جانتے ہی نہیں، حتی کہ میرے لئے زمین بدل گئی اور وہ زمین نہ رہی جسے میں پہچانتا تھا ہم پچاس دن اس حال میں رہے اور میرے دونوں ساتھی مُرارہ اور ہلال بن اُمیہ گریہ زاری کرتے رہے اور اپنے گھروں میں بیٹھ گئے رہے اور میں لوگوں میں خوب جوان تھا اور اُن میں مضبوط طاقتور تھا میں گھر

مِثْلَ ذٰلِكَ فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي اِلْحَقِيْ بِاَهْلِكِ فَتَكُوْنِيْ عِنْدَهُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ قَالَ كَعْبٌ فَجَاءَتِ امْرَأَةُ هِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّ هِلَالَ بْنَ اُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ فَهَلْ تَكْرَهُ اَنْ اَخْدُمَهُ قَالَ لَا وَلٰكِنْ لَا يَقْرَبْكِ قَالَتْ اِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا بِهِ حَرَكَةٌ اِلٰى شَيْءٍ وَاللّٰهِ مَا زَالَ يَبْكِيْ مُنْذُ كَانَ مِنْ اَمْرِهِ مَا كَانَ اِلٰى يَوْمِهِ هٰذَا فَقَالَ لِيْ بَعْضُ اَهْلِيْ لَوِ اسْتَاْذَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي امْرَأَتِكَ كَمَا اَذِنَ لِامْرَأَةِ هِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ اَنْ تَخْدُمَهُ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَا اَسْتَاْذِنُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيْنِيْ مَا يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَاْذَنْتُهُ فِيْهَا وَاَنَا رَجُلٌ شَابٌّ فَلَبِثْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ حَتّٰى كَمَلَتْ لَنَا خَمْسُوْنَ لَيْلَةً مِنْ حِيْنَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سے نکلتا اور مسلمانوں کے ساتھ نماز میں حاضر ہوتا اور بازاروں میں پھرتا تھا کوئی آدمی میرے ساتھ کلام نہ کرتا تھا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا اور سلام عرض کرتا جبکہ آپ نماز کے بعد مجلس شریف میں تشریف فرما ہوتے تھے میں اپنے دل میں کہتا تھا کہ کیا میرے سلام کا جواب دینے کے لئے آپ کے پیارے پیارے ہونٹ حرکت میں آئے ہیں یا نہیں پھر میں آپ کے قریب ہو کر نماز پڑھتا اور نظر چھپا کر آپ کو دیکھتا جس وقت میں نماز میں متوجہ ہوتا تو آپ چہرۂ جہاں آرا میری طرف کر لیتے اور جس وقت میں آپ کی طرف متوجہ ہوتا تو مجھ سے چہرۂ انور پھیر لیتے۔ حتیٰ کہ جب لوگوں کی سختی سے اس حال میں مدت گزر گئی۔ تو میں چلا اور ابوقتادہ کے باغ کی دیوار پر چڑھا وہ میرے چچا کا بیٹا تھا اور مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب تھا۔ میں نے اسے سلام کہا بخدا! اس نے سلام کا جواب تک نہ دیا۔ میں نے کہا اے ابوقتادہ! میں خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تو مجھے جانتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہوں وہ خاموش رہے اور جواب نہ دیا پھر اس کی طرف گیا اور اس کو قسم دی تو وہ خاموش رہا۔ میں پھر اس کی طرف لوٹا اور اس کو قسم دی۔ اس نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ اس وقت میری آنکھوں سے آنسو

عَنْ كَلَامِنَا فَلَمَّا صَلَّيْتُ صَلٰوةَ الْفَجْرِ صُبْحَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً وَّاَنَا عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِنَا فَبَيْنَا اَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِىْ ذَكَرَ اللّٰهُ قَدْ ضَاقَتْ عَلَىَّ نَفْسِىْ وَضَاقَتْ عَلَىَّ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ اَوْفٰى عَلٰى جَبَلِ سَلْعٍ بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ يَا كَعْبُ بْنَ مَالِكٍ اَبْشِرْ قَالَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا وَّعَرَفْتُ اَنْ قَدْ جَآءَ فَرَجٌ وَاٰذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا حِيْنَ صَلّٰى صَلٰوةَ الْفَجْرِ فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُوْنَنَا وَذَهَبَ قِبَلَ صَاحِبَىَّ مُبَشِّرُوْنَ وَرَكَضَ اِلَىَّ رَجُلٌ فَرَسًا وَّسَعٰى سَاعٍ مِّنْ اَسْلَمَ فَاَوْفٰى عَلَى الْجَبَلِ وَكَانَ الصَّوْتُ اَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ فَلَمَّا جَآءَنِىَ الَّذِىْ سَمِعْتُ صَوْتَهٗ يُبَشِّرُنِىْ نَزَعْتُ لَهٗ ثَوْبَىَّ فَكَسَوْتُهٗ اِيَّاهُمَا بِبُشْرَاهُ وَاللّٰهِ مَا اَمْلِكُ غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ وَّاسْتَعَرْتُ ثَوْبَيْنِ فَلَبِسْتُهُمَا وَانْطَلَقْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَتَلَقَّانِى النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا يُهَنِّئُوْنِىْ بِالتَّوْبَةِ يَقُوْلُوْنَ لِتَهْنِكَ تَوْبَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ قَالَ كَعْبٌ حَتّٰى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ فَقَامَ اِلَىَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ

بھیر پھیر اور میں واپس آتا اور باغ کی دیوار پر چڑھ کر باہر آ گیا۔ کعب نے کہا ایک دفعہ میں مدینہ منورہ کے بازار میں جا رہا تھا تو کیا دیکھتا ہوں شام کے کاشتکاروں میں سے ایک کاشتکار جو مدینہ منورہ میں گندم فروخت کرنے آیا تھا کہہ رہا تھا کہ کعب کی طرف میری راہنمائی کون کرے گا؟ لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا جب وہ میرے قریب آیا تو اس نے غسان کے بادشاہ کا خط مجھے دیا پس کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں یہ لکھا تھا:

غسان کے حاکم کا کعب بن مالک کی طرف خط

- "مجھے خبر پہنچی ہے کہ تمہارے صاحب (نبی علیہ السلام) نے تم پر بہت سختی کی ہے"
- "اللہ تعالیٰ نے تمہیں ذلت و رسوائی کے مکان میں رہنے اور تمہاری حق تلفی کے لئے"

يُهَرْوِلُ حَتّٰى صَافَحَنِىْ وَهَنَّأَنِىْ وَاللّٰهِ مَا قَامَ إِلَىَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ غَيْرُهُ وَلَا
أَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ قَالَ كَعْبٌ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُوْرِ أَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ
مَرَّ عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ أُمُّكَ قَالَ قُلْتُ أَمِنْ عِنْدِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمْ
مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ قَالَ لَا بَلْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتّٰى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مِنْهُ فَلَمَّا
جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ مِنْ تَوْبَتِىْ أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِىْ صَدَقَةً
إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ
مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ قُلْتُ فَإِنِّىْ أُمْسِكُ سَهْمِىَ الَّذِىْ بِخَيْبَرَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وہ نہیں کیا ہے تم ہمارے پاس آجاؤ ہم تمہیں آرام پہنچائیں گے اور پوری موافقت کریں گے۔"
جب میں نے یہ خط پڑھا تو سوچا کہ یہ بھی اللہ کی طرف سے میرا امتحان ہے۔ پھر اس خط کو آگ کے تنور میں
ڈال کر جلا دیا۔ جب پچاس میں سے چالیس راتیں گزر گئیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد میرے
پاس آیا اور کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کر لو میں نے کہا اسے
طلاق دے دوں یا کیا کروں اس نے کہا طلاق نہ دو بلکہ علیحدہ رہو اور اس کے قریب نہ جاؤ اور میرے دونوں ساتھیوں
کی طرف بھی وہی پیغام بھیجا جو مجھے فرمایا تھا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا تم اپنے گھر چلی جاؤ اور وہیں رہو حتیٰ کہ
اللہ تعالیٰ اس امر میں کوئی فیصلہ فرمائے۔ کعب بن مالک نے کہا ہلال بن اُمیّہ کی بیوی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہلال بن اُمیّہ (میرا شوہر) بہت بوڑھا ہے۔ اس کا کوئی خادم نہیں
کیا آپ اس امر کو مکروہ سمجھیں گے کہ میں اس کی خدمت کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس کی خدمت
کرنے کو مکروہ نہیں سمجھتا ہوں لیکن وہ تیرے قریب نہ جانے پائے، اُس نے کہا بخدا! اس میں کسی چیز کی خواہش
نہیں بخدا! وہ تو جب سے یہ بات ہوئی ہے اب تک رونے میں مصروف ہے۔ میرے اہل خانہ میں سے بعض
نے مجھے کہا اگر تم بھی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بیوی کے متعلق اجازت حاصل کر لو جیسے آپ نے
ہلال بن اُمیّہ کی بیوی کو اجازت دی ہے تو بہتر ہوگا۔ میں نے کہا بخدا! میں اپنی بیوی کے بارے میں جناب رسول اللہ

إِنَّ اللّٰهَ إِنَّمَا نَجَّانِي بِالصِّدْقِ وَإِنَّ مِنْ تَوْبَتِي أَنْ لَا أُحَدِّثَ إِلَّا صِدْقًا مَا بَقِيتُ فَوَاللّٰهِ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَبْلَاهُ اللّٰهُ فِي صِدْقِ الْحَدِيثِ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى يَوْمِي هٰذَا أَحْسَنَ مِمَّا أَبْلَانِي وَمَا تَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى يَوْمِي هٰذَا كَذِبًا وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ يَحْفَظَنِيَ اللّٰهُ فِيمَا بَقِيتُ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَى قَوْلِهِ وَكُونُوا

صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب نہیں کروں گا جب میں نے اس کے متعلق اجازت طلب کی تو نا معلوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا فرمائیں۔ میں نوجوان مرد ہوں (اپنا کام میں خود کر لیا کروں گا) اس کے بعد میں دس روز ٹھہرا حتیٰ کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ہم سے کلام کرنے سے منع کیا پچاس دن پورے ہو گئے جب پچاسویں دن صبح کی نماز پڑھنے کے بعد میں اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا تھا۔ اس حال میں کہ میری زندگی تنگ ہو چکی تھی اور زمین اتنی فراخی کے باوجود میرے لئے تنگ ہو چکی تھی۔ اچانک میں نے کسی پکارنے والے کی آواز سنی جو بلند آواز سے سلع پہاڑ پر پکار رہا تھا اے کعب بن مالک تیرے لئے بشارت ہے۔ کعب نے کہا میں سجدہ میں گر گیا اور مجھے معلوم ہوا کہ فراخی آگئی ہے اور صبح کی نماز پڑھنے کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری توبہ کی قبولیت کا اعلان فرمایا پس لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف سے مجھے اور میرے دو ساتھیوں کو خوشخبری دینے کے لئے روانہ ہوئے اور میری طرف ایک شخص (زبیر بن عوام) نے گھوڑا بھیجا اور قبیلہ بنی اسلم سے کوئی دوڑنے والا دوڑتا ہوا پہاڑ پر چڑھا اور آواز دی۔ آواز کا پہنچنا گھوڑے سے زیادہ تیز تھا جب میرے پاس وہ شخص آیا جس کی میں نے آواز سنی تھی تو اس نے مجھے خوشخبری دی۔ میں نے اس کے لئے اپنے دونوں کپڑے اُتارے اور خوشخبری دینے کے سبب دونوں اس کو پہنا دیئے۔ بخدا! اس روز میں ان دو کپڑوں کے سوا کسی کپڑے کا مالک نہ تھا۔ میں نے دو کپڑے عاریۃً مانگے اور انہیں پہن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہوا۔ پس لوگ فوج در فوج میری ملاقات کرتے اور قبول توبہ کی مجھے خوشخبری دیتے تھے۔ کعب بن مالک نے کہا میں مسجد شریف میں گیا جبکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے اور لوگ آپ کے حلقہ بگوش تھے۔ طلحہ بن عبید اللہ دوڑتے ہوئے میری طرف آئے اور میرے ساتھ مصافحہ کر کے مجھے خوشخبری دی بخدا! مہاجرین میں سے طلحہ بن عبید اللہ کے سوا کوئی شخص میری طرف نہ اُٹھا تھا اور میں طلحہ کا یہ احسان کبھی نہ بھولوں گا۔ کعب بن مالک نے کہا جب میں نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا تو آپ نے فرمایا جبکہ

مَعَ الصَّادِقِيْنَ فَوَاللّٰهِ مَا اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ قَطُّ بَعْدَ اَنْ هَدَانِي لِلْاِسْلَامِ اَعْظَمَ فِي نَفْسِي مِنْ صِدْقِي لِرَسُوْلِ اللّٰهِ اَنْ لَا اَكُوْنَ كَذَبْتُهُ فَاَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِلَّذِيْنَ كَذَبُوْا حِيْنَ اُنْزِلَ الْوَحْيُ شَرَّ مَا قَالَ لِاَحَدٍ فَقَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ اِلٰى قَوْلِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ قَالَ كَعْبٌ وَكُنَّا تَخَلَّفْنَا اَيُّهَا الثَّلٰثَةُ عَنْ اَمْرِ

جبکہ آپ کا چہرۂ جہاں آرا خوشی سے چمک رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے کعب! یہ دن تجھے مبارک ہو کہ جب سے تیری ماں نے تجھے جنم دیا ہے، جو دن گزرے ہیں یہ دن اُن سب سے اچھا دن ہے۔ کعب نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ آپ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے فرمایا نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے ہے۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت خوشی میں ہوتے تھے تو آپ کا چہرۂ انور روشن اور چمکدار ہوتا تھا گویا کہ آپ کا چہرۂ انور چودھویں رات کے چاند کا ٹکڑا ہے۔ ہم سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خوشی کا یہ وقت پہچانتے تھے۔ جب میں آپ کے سامنے بیٹھا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میری توبہ (توبہ کا شکر) یہ ہے کہ میں اپنا مال اللہ اور اس کے رسول کے لئے صدقہ کردوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے لئے کچھ مال روک رکھو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا (تاکہ محتاج نہ ہو) میں نے عرض کیا میں خیبر میں اپنا حصہ روک رکھتا ہوں پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ بولنے کے باعث نجات دی ہے۔ میری توبہ میں سے یہ ہے کہ میں جب تک زندہ رہوں گا سچ ہی بولوں گا بخدا! میں نے کوئی مسلمان نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو سچی بات میں مبتلا کیا ہو جب سے میں نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا جو میرے ابتلاء سے اچھا ہو (کہ آخر میں مجھے عافیت عنایت کی) جب سے میں نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ آج کے دن تک میں نے کبھی جھوٹ کا قصد نہیں کیا۔ اور مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ باقی عمر میں مجھے جھوٹ سے محفوظ رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیات نازل فرمائیں: لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ سے كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ،، تک ،، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دینے کے بعد مجھ پر ہرگز کوئی انعام نہیں کیا جو میرے نزدیک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میرے سچ بولنے سے عظیم تر نعمت ہو کہ میں نے سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جھوٹ نہیں بولا، ورنہ میں ہلاک ہوجاتا جیسے وہ ہلاک ہوگئے جنہوں نے جھوٹ بولا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جب وحی نازل کی تو جھوٹ بولنے والوں کے بارے میں بدترین چیز جو کسی کے لئے کہی ہو فرمائی۔ چنانچہ فرمایا: عنقریب یہ لوگ جھوٹی قسمیں کھائیں گے جبکہ تم ان کی طرف لوٹو گے فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ

أُولَئِكَ الَّذِينَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ حَلَفُوا لَهُ فَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَأَرْجَأَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَنَا حَتَّى قَضَى اللهُ فِيهِ فَبِذَلِكَ قَالَ اللهُ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا وَلَيْسَ الَّذِي ذَكَرَ اللهُ مِمَّا خُلِّفْنَا عَنِ الْغَزْوِ وَإِنَّمَا هُوَ تَخْلِيفُهُ إِيَّانَا وَإِرْجَاؤُهُ أَمْرَنَا عَمَّنْ حَلَفَ لَهُ وَاعْتَذَرَ إِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُ

تک اللہ فاسقوں سے راضی نہیں"، کعب بن مالک نے کہا ہم تین شخص ان منافقوں سے علیحدہ ہیں جنہوں نے حیلے بہانے بنائے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بات پر یقین کیا جبکہ اُنھوں نے جھوٹی قسمیں کھائیں اُن سے بیعت لی اور ان کے لئے مغفرت کی دُعا کی اور ہمارا معاملہ مؤخر کر دیا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے اس امر میں فیصلہ کیا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا : وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا"، یعنی اُن تینوں کو معاف کیا جو پیچھے رہ گئے تھے، اس سے وہ لوگ مراد نہیں جو قصداً غزوہ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ بلکہ یہ تخلّف (جو آیت میں واقع ہے) صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا معاملہ اُن لوگوں کے معاملہ سے مؤخر کیا جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قسمیں کھائیں اور آپ سے معذرت کی تو آپ نے اُن کا عذر اور حلف قبول کیا۔

۴۱۱۷۔ شرح : کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے چار بیٹے تھے اور وہ عبداللہ، عبدالرحمٰن، محمد اور عُبَید اللہ ہیں کعب آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے اور عبداللہ ان کے قائد تھے کعب اُن کے سہارے چلا پھرا کرتے تھے۔

زُہری نے اس حدیث کا کچھ حصّہ عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے روایت کیا ہے جو عبدالرحمٰن بن عبداللہ کے چچا ہیں۔ ایک روایت کے مطابق زُہری نے یہ حدیث عبداللہ بن کعب سے روایت کی ہے۔ احمد بن صالح نے کہا زہری نے حدیث کا اتنا حصّہ عبداللہ بن کعب سے سُنا تھا اور پُوری حدیث اس کے بیٹے عبداللہ بن کعب ابن مالک سے سُنی تھی۔ نیز زہری نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب سے روایت کی ہے جو اُس نے اپنے چچا عبیداللہ سے روایت کی ہے۔ ابن جریر نے یونس کے طریق سے زُہری سے حدیث کا پہلا حصّہ اسناد کے بغیر ذکر کیا ہے۔ زہری نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کیا جبکہ آپ کا ارادہ عرب اور روم کے نصاریٰ سے شام میں جنگ کرنا تھا جب آپ تبوک پہنچے تو وہاں آپ کے آذرح اور اَئلہ کے وفد ملے اور جزیہ ادا کرنے پر اُنھوں نے صلح کر لی پھر آپ چند روز تبوک میں اقامت کے بعد واپس تشریف لے آئے اور اس قدر

سے کچھ اضافہ نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ اُتاری۔

لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ

بے شک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے مشکل گھڑی میں ان کا ساتھ دیا۔

اور تین اشخاص جو منافقوں کی تخلف بھاری جماعت میں پیچھے رہ گئے تھے وہ انصار میں سے تھے جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لائے تو ان تینوں نے آپ سے سچ سچ کہہ دیا کہ انہیں کچھ عذر نہ تھا اور انھوں نے اپنے گناہ کا اعتراف کر لیا جبکہ منافقوں نے آپ کے سامنے جھوٹ بولا اور قسمیں کھائیں کہ وہ عذر کے باعث پیچھے رہ گئے تھے۔ آپ نے ان کا عذر تو قبول کر لیا لیکن ان کا باطنی حال اللہ تعالیٰ کی مرضی پر چھوڑ دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت بُری طرح ذکر کیا جبکہ مذکور تین انصار کعب بن مالک اور ان کے دو ساتھیوں ہلال بن اُمیہ اور مرارہ بن ربیع کے ساتھ لوگوں کو کلام کرنے سے روک دیا۔ زُہری نے کہا مجھے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب نے حدیث بیان کی پھر پُوری حدیث ذکر کی۔ کعب بن مالک نابینا ہو گئے تھے وہ اپنی ساری قوم میں بہت بڑے عالم اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے حافظ تھے۔ اس غزوہ کے وقت کعب بن مالک قوی تر اور مال دار تھے لیکن بلاعذر شریک نہ ہو سکے تھے۔ وہ غزوۂ بدر میں بھی شریک نہ ہوئے تھے، لیکن بدر میں شریک نہ ہونے والوں کو عتاب نہ کیا گیا تھا کیونکہ وہ غزوہ اتفاقی تھا اصل مقصد قریش کے قافلہ کی گرفت تھی جو بچ کر نکل گئے تھے اور ان کے امدادی قریش سے اتفاقاً بدر کے مقام میں مقابلہ ہو گیا تھا جس میں قریش مکہ کے بڑے بڑے سردار مارے گئے اور اسلام کو عروج ملنا شروع ہو گیا تھا۔ ان کے علاوہ کعب بن مالک تمام غزوات میں شریک رہے تھے۔ کعب نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ لیلۃ العقبہ میں حاضر تھا جب کہ ہم نے ایک دوسرے سے مضبوط عہد لے کر اسلام اور جہاد پر حضور کی بیعت کی تھی۔ وہ کہتے ہیں گو بدر زمانہ میں بہت مشہور اور اس غزوہ کی بہت فضیلت ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام غزوات میں امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔

لیکن لیلۃ العقبہ میں حاضر ہونا مجھے

زیادہ محبوب ہے جو مجھے نصیب ہُوا۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے سوا باقی جنگوں میں صراحت نہیں فرماتے تھے تاکہ دشمن ہوشیار نہ ہو جائے صرف اشارہ ہی فرماتے تھے لیکن اس غزوہ میں تصریح فرمائی کہ جنگِ تبوک لڑنا ہے پوری پوری تیاری کر لی جائے کیونکہ یہ سفر بعید اور راستہ کٹھن تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ جمعرات کو سفر کیا کرتے تھے۔ اس لئے غزوہ تبوک کی بھی جمعرات کو سفر کی ابتداء کی۔ اس غزوہ میں مسلمان حاکم کی الکلیل میں روایت کے مطابق تیس ہزار تعداد میں تھے ابوزرعہ رازی نے چالیس ہزار ذکر کئے ہیں، لیکن ان دونوں روایات میں تضاد نہیں ہے کیونکہ ایک عدد دوسرے

عدد کے منافی نہیں ہوتا یہ غزوہ ایسے موسم میں ہُوا جبکہ پھل پک رہے تھے اور لوگ کھجوروں کے باغات میں مصروفِ کار تھے۔ کعب بن مالک نے کہا میں اپنے خیال میں جہاد پر بہت قادر تھا۔ اور درختوں کے سائے اور پھلوں کی طرف مائل تھا۔ اور تیاری میں آج کل کرتے کرتے تخلف کا شکار ہو گیا جبکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت دُور چلے گئے پھر میں نا امید ہو کر بیٹھ گیا کیونکہ مجاہدین کے دور دراز چلے جانے کے باعث ان کو جا ملنا مشکل نظر آتا تھا۔ جب میں باہر نکلتا تھا تو وہی لوگ نظر آتے تھے جن کا دین عیب سے خالی نہ تھا یا بچے بوڑھے اور عورتیں تھیں۔ تبوک میں پہنچ کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن مالک کی طرف توجہ فرمائی تو عبداللہ بن انیس سلمی نے ان پر فخر و غرور اور تکبر کا الزام لگایا جس کو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے مسترد کر دیا کہ کعب غرور کے باعث حاضر نہیں ہُوا بلکہ کوئی اور وجہ ہوئی ہوگی اس پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور کعب کے متعلق کچھ نہ فرمایا۔

اسی حال میں آپ نے ایک شخص کھڑا دیکھا جو بہت خوشنما تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ابوخیثمہؓ ہے۔ چنانچہ وہ ابوخیثمہؓ انصاری ہی تھا۔ طبرانی نے ذکر کیا ابوخیثمہ کا نام سعد بن خیثمہ ہے۔ ابوخیثمہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگِ تبوک میں پیچھے رہ گیا تھا۔ میں باغ میں گیا تو سایہ دیکھا جہاں پانی سے چھڑکاؤ کیا ہُوا تھا پھر میں نے اپنی بیوی دیکھی تو میں نے دل میں کہا یہ انصاف نہیں کہ ہم سایوں تلے بیٹھیں اور بیویوں سے خوش طبعی کریں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زہریلی اور گرم ہواؤں میں دور دراز کے سفر میں ہوں تو میں اونٹنی لی اور کچھ کھجوریں ساتھ لیں اور عازمِ تبوک ہُوا جب میں نے دُور سے لشکر کو دیکھا اور لوگوں نے مجھے دیکھا تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ابوخیثمہ معلوم ہوتا ہے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا تو آپ نے میرے لئے دُعا فرمائی۔ ابن شہاب نے ابوخیثمہ کا نام مالک بن قیس ذکر کیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس ہُوئے اور ماہِ رمضان میں مدینہ منورہ پہنچے تو کعب بن مالک نے کافی جھوٹی تجاویز سوچیں لیکن آخر میں اسی پر اطمینان ہُوئی کہ سچ ہی مجھے نجات دلا سکتا ہے، چنانچہ سچا واقعہ عرض کر دیا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ کریمہ تھی کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تھے تو پہلے مسجد میں جلوہ نما ہوتے پھر اس میں دو رکعتیں پڑھ کر لوگوں سے ہم کلام ہُوا کرتے تھے پھر گھر تشریف لے جاتے تھے۔ طبرانی کی روایت اس طرح ہے کہ جب آپ سفر سے آتے تو پہلے مسجد شریف میں تشریف لاتے اس میں دو رکعتیں پڑھ کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر جاتے پھر ازواج مطہرات کے گھروں میں تشریف لے جاتے تھے۔ جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے اور مسجد شریف میں تشریف فرما ہُوئے تو تبوک میں قصداً نہ جانے والے اور عذر بہانے بنانے شروع ہو گئے۔ واقدی نے کہا ان کی تعداد اسّی سے متجاوز تھی اور وہ منافق انصار تھے اور اعراب دیہاتی لوگ بھی جو پیچھے رہ گئے تھے بیاسی افراد تھے جو بنی غفار وغیرہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور عبداللہ بن اُبی اور اس کے ہمنوا ان کے علاوہ تھے ان کی تعداد بہت تھی۔ کعب بن مالک آئے اور سلام عرض کیا آپ نے اس سے چہرۂ انور پھیر لیا تو کعب نے کہا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے مجھ سے اعراض

فرمایا ہے۔ بخدا میں منافق نہیں اور نہ ہی میں نے اسلام میں شک کیا ہے اور نہ مرتد ہُوا ہوں آپ نے فرمایا
پھر تبوک کیوں نہیں پہنچے۔ کعب بن مالک کے جواب کے بعد آپ نے فرمایا اب اُٹھ کر چلے جاؤ تمہارا فیصلہ اللہ تعالیٰ
کرے گا۔ اور کعب کے دونوں ساتھیوں کو بھی یہی فرمایا جو کعب سے فرمایا تھا۔ اُن دونوں میں سے ایک مرارہ
ابن عمری ہے وہ بنی عمرو بن عوف بن مالک بن اوس کی طرف منسوب ہے۔ ان کے تخلف کا سبب یہ تھا کہ ان
کے باغ کا پھل پکنے والا تھا۔ اس نے خیال کیا کہ اس سے پہلے غزوات میں شریک ہوتا رہا ہوں اگر اس دفعہ نہ بھی
شریک ہوں تو حرج نہ ہوگا پھر محسوس کیا کہ یہ بہت بڑا گناہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم عام ہے تو کہا
اے اللہ میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں نے یہ باغ تیری راہ میں خیرات کر دیا ہے اور ہلال بن اُمیہ کے تخلف کا سبب
یہ تھا کہ اس کے اہل و اولاد متفرق تھے وہ سب اکٹھے ہوئے تو انہوں نے کہا اگر اس سال غزوہ میں نہ جائیں
اور ہمارے ساتھ ٹھہریں تو حرج نہ ہوگا۔ جب انہیں اپنے اس گناہ کا احساس ہُوا تو کہا اے اللہ میں وعدہ کرتا
ہوں کہ اہل و اولاد اور مال کی طرف ہرگز نہیں جاؤں گا وہ بنی واقف بن امرء القیس بن مالک بن اوس کی طرف
منسوب ہیں جنگِ بدر میں شریک تھے۔ بعض متاخرین نے کہا وہ بدری نہیں ہیں کیونکہ بدر میں حاضر ہونے والوں کی
کچھ سرزنش نہیں کی گئی، چنانچہ حاطب بن ابی بلتعہ جس پر جاسوسی کا الزام تھا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
قطع کلام نہیں فرمایا اور نہ ہی ان کو عتاب و عذاب کی سزا دی حالانکہ وہ جاسوسی کے باعث ملزم قرار پائے
تھے بلکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اُن کی گردن اُڑا دینے کی اجازت چاہی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا۔
اور فرمایا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ بدر میں حاضر تھے اور اہل بدر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: تم جو چاہو
کرو اللہ نے تمہیں بخش دیا ہے،، حالانکہ جنگ سے تخلف کا گناہ بہت بڑا گناہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ
مذکورہ استدلال صحیح نہیں کیونکہ اس استدلال سے واضح ہوتا ہے کہ بدر میں شریک ہونے والا اگرچہ کتنا بڑا
جرم کرے اس سے مواخذہ نہیں کیا جائے گا حالانکہ ایسا نہیں یہی عمر فاروق ہیں جو حاطب بن ابی بلتعہ کے
قصہ میں مخاطب تھے اُنھوں نے قدامہ بن مظعون کو حد لگائی تھی جبکہ قدامہ نے شراب پیا تھا حالانکہ وہ بدری
ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حاطب سے قطع کلام نہ کیا اور نہ ہی ان کو سزا دی کیونکہ اُنھوں نے
ایسا عذر کیا تھا جو قابل قبول تھا۔ حاطب کا عذر یہ تھا کہ اس نے قریش کو مسلمانوں کے متوقع حملہ سے اس لئے
خبردار کیا تھا کہ انہوں نے اپنے اہل و اولاد پر خطرہ محسوس کیا تھا اس لئے قریش کو خفیہ خط لکھا تاکہ وہ اس کے
اہل و اولاد کو ضرر و نقصان نہ پہنچائیں اس لئے حضور نے اس کا عذر قبول کر کے اسے معاف کر دیا اور حضرت
کعب بن مالک اور ان کے ساتھیوں کے پاس کچھ عذر نہ تھا اس لئے انہیں مذکور سزا دی گئی تھی۔
قولہ حتی تنکرت الخ یعنی میرے لئے ہر شئی تبدیل اور متغیر ہو گئی باغ وہ باغ نہ رہے جنہیں ہم
پہچانتے تھے اور نہ ہی لوگ وہ لوگ رہے جن سے روزمرّہ کے معاملات کرتے تھے۔ غمناک اور افسردہ انسان ہر شئی
کو ایسا ہی پاتا ہے۔

امام بخاری نے اسحاق بن راشد کے طریق سے زہری سے روایت کی کہ کعب بن مالک نے کہا مجھے زیادہ فکر یہ تھی کہ اگر اسی حالت میں میری وفات واقع ہو گئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری نماز جنازہ نہیں پڑھیں گے یا میری اس حالت میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے اور لوگوں میں میرا یہی حال رہا تو وہ مجھے نماز جنازہ نہ پڑھیں گے۔ کعب بن مالک اس اثناء میں ابو قتادہ کے پاس ان کے باغ میں بھی گئے اور دیوار کے اُوپر سے اندر داخل ہوئے لیکن مقصد میں کامیاب نہ ہوئے ابو قتادہ نے اُن سے گفتگو نہ کی۔ وہ کعب کے حقیقی چچا کے بیٹے نہ تھے صرف وہ بنی سلمہ سے تھے جو کعب کا خاندان ہے۔ وحدت قبیلہ کی مناسبت کے اعتبار سے ابو قتادہ کو چچا کا بیٹا کہا ہے۔ اس اثناء میں کعب کے پاس غسان کے بادشاہ کا خط بھی کسی نصرانی کے ذریعہ پہنچا جس میں کعب کو اُن سے الحاق کی پیش کش کی گئی تھی لیکن کعب راسخ الایمان تھے اور اُن کا دل اللہ اور اس کے رسُول کی محبت سے معمور تھا اس لئے غسانی پیش کش کو ٹھکراتے ہوئے خط کو تنور میں جلا دیا۔ اگر کوئی ایمان میں کمزور ہوتا تو ایسی حالت میں جبکہ اس سے کوئی بات کرنے کو تیار نہ ہو اور رہبانیت کے عالم میں ہونے کے باعث اس قدر عظیم پیش کش کو ضرور قبول کر لیتا۔ اسی اثناء میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ہلال اور مرارہ کی طرف خزیمہ بن ثابت کو بھیجا کہ وہ اپنی بیویوں سے علیحدہ رہیں اور انہی کو کعب کے پاس بھیجا کہ وہ اپنی بیوی کے قریب نہ جائیں۔ کعب بن مالک کی بیوی کا نام عُمیرہ بنت جُبیر بن صخر بن اُمیہ انصاریہ جو کعب کی اولاد عبداللہ، عبیداللہ اور معبد کی والدہ ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کی بیوی کا نام خَیْرَہ ہے۔ ذہبی نے کہا۔ عُمیرہ بنت جُبیر نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے وہ کعب بن مالک کی بیوی ہے۔ ہلال بن اُمیّہ کی بیوی خولہ بنت عاصم ہے۔ ذہبی نے کہا یہ وہی عورت ہے جس سے ہلال نے لعان کیا تھا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں تفریق کر دی تھی۔

کعب بن مالک نے کہا میرے اہل میں سے کسی نے کہا کہ تم بھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیوی کے لئے اجازت حاصل کر لو لیکن اشکال یہ ہے کہ ان تینوں سے کلام کرنا ممنوع تھا تو یہ مکالمہ کیسے ہُوا اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ اشارہ سے کہا ہو یا گھر کی کسی خاتون نے کہا ہو؛ کیونکہ ان کے گھروں میں عورتوں سے کلام ممنوع نہ تھا ہو سکتا ہے کہ کسی منافق نے یہ کہا ہو یہ ممکن ہے کہ کعب کے خادم نے کہا ہو کیونکہ خادم نہی میں داخل نہ تھے واللہ اعلم!

جب ان حضرات کی توبہ قبول ہُوئی تو انہیں خوشخبری دینے کے لئے زبیر بن عوام گھوڑے پر سوار ہو کر کعب کو بشارت دینے کے لئے روانہ ہوئے کہا گیا ہے کہ حمزہ بن عمرو تھے اور جو شخص دوڑتا ہُوا پہاڑ پر چڑھا تھا اور کعب کو بلند آواز سے خوشخبری دی تھی وہ حمزہ بن عمرو تھے۔ یہ واقدی نے کہا ہے ابو عمرو نے کہا حمزہ بن عمرو اسلمی ہیں اور حجازی شمار ہوتے ہیں وہ اکسٹھ سال کی عمر میں ۶۱ ہجری کو فوت ہوئے تھے۔ اہل مدینہ منورہ نے ان سے روایت کی ہے وہ ہمیشہ روزہ سے ہوتے تھے۔ واقدی نے کہا ہلال بن اُمیہ کو سعید بن زید نے اور مرارہ کو سلکان بن سلامہ یا سلمہ بن سلامہ بن قیس نے قبولیت توبہ کی خوشخبری سُنائی تھی (عینی)

فلما تنظعة قرالخ: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ چاند کے ٹکڑے کی تشبیہ کیوں دی پُورے چاند سے

تشبیہ کیوں نہیں دی اس کا جواب یہ ہے کہ چاند میں سیاہ نشان بھی ہے اس سے احتراز کرتے ہوئے چاند کا ٹکڑا مشبہ بہ بنایا ہے۔ قولہ وَاَرْجَاءُ الخ یعنی مؤخر کیا۔ کعب بن مالک کے اس کلام کا حاصل معنیٰ یہ ہے کہ انھوں نے اس آیت کریمہ « وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا » کی تفسیر کی کہ تینوں اصحاب کا معاملہ توبہ قبول ہونے تک مؤخر کیا۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ غزوہ سے پیچھے رہے تھے۔

فوائد الحدیث

اس حدیث سے کثیر فوائد کا استنباط کیا گیا ہے : ع۱ لڑائی کے بغیر کفار سے اموال حاصل کرنے جائز ہیں ع۲ حرم کے مہینہ میں غزوہ کرنا جائز ہے ع۳ جب غزوہ کے چھپانے میں مصلحت نہ ہو تو اس کی تصریح کرنا جائز ہے ع۴ جب امام عام اعلان کرے تو تمام پر غزوہ کے لئے نکلنا ضروری ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک کے لئے عام اعلان فرمایا تھا تو نہ نکلنے والوں پر ناراضگی کرنا تو واضح ہے اور اگر اعلان عام نہ تھا تو جہاد فرض کفایہ ہوا اس میں نہ نکلنے والوں پر ناراضگی کی کیا وجہ تھی ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ انصار کے حق میں جہاد فرض عین تھا کیونکہ انھوں نے اسی پر بیعت کی تھی لہذا آپ کا عتاب درست تھا ع۵ اس امت کے لئے غنیمت کا مال مباح ہے کیونکہ صحابہ نے قریش کے قافلہ کو گرفت میں لینے کا ارادہ کیا تھا۔
ع۶ جنگ بدر اور بیعت عقبہ میں موجود لوگ دوسروں سے افضل ہیں ع۷ امام کی متابعت لازم ہے۔
ع۸ قسم طلب کئے بغیر کھانا جائز ہے ع۹ اچھی چیز کے ضائع ہو جانے پر افسوس کرنا جائز ہے ع۱۰ اہل بدعت سے دور رہنا چاہیئے ع۱۱ امام کے لئے جائز ہے کہ بعض کا بائیکاٹ کرکے اور بیوی کے قریب نہ جانا لازم کرکے اسے سزا دے ع۱۲ باہر سے آنے والے کا پہلے مسجد میں آنا اور نماز پڑھنا مستحب ہے ع۱۳ تنہائی میں رونا مستحب ہے ع۱۷ نماز میں نظر پھیر کر دیکھنا نماز کو باطل نہیں کرتا ع۱۸ سچ بولنا اچھا ہے ع۱۹ سلام کہنا اور اس کا جواب دینا کلام ہے ع۲۰ اپنے دوست کی اجازت کے بغیر اس کے باغ میں داخل ہونا جائز ہے ع۲۱ کنایہ لفظ میں طلاق کی نیت کے بغیر طلاق نہیں ہوتی ع۲۲ قریبی لوگوں کی محبت پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کو ترجیح ہے ع۲۳ عورت اپنے شوہر کی خدمت کرے ع۲۴ جب کسی شئ سے منع کیا جائے تو اس میں واقع ہونے کے خوف سے اس سے دور رہنا چاہیئے۔ ع۲۵ جس کاغذ پر اللہ کا نام لکھا ہو کسی مصلحت کے لئے اس کو جلانا جائز ہے ع۲۶ نعمت کے حصول اور مصیبت کے زائل ہونے کے باعث خوشخبری دینا مستحب ہے۔
ع۲۷ ضروری امور میں امام کے پاس اکٹھے ہونا چاہیئے ع۲۸ جس سے امام کے ساتھی خوش ہوں امام کو بھی خوش ہونا چاہیئے ع۲۹ جب غم واندوہ جاتا رہے تو صدقہ کرنا چاہیئے ع۳۰ جب صبر نہ ہو سکے تو سارے مال کا صدقہ کرنا ممنوع ہے ع۳۱ خوشخبری دینے والے کو لباس پہنانا چاہیئے ع۳۲ قسم کی تخصیص نیت سے ہوتی ہے۔ ع۳۳ شئ عاریۃً لینا دینا جائز ہے ع۳۴ آنے والے سے مصافحہ

بَابُ نُزُولِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحِجْرَ

۴۱۱۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ

کرنا اور اس کے احترام کے لئے کھڑا ہونا چاہیئے ع۳۵ جس نیک شئ سے نفع ہو اس کا التزام ہمیشہ کرنا چاہیئے ع۳۶ سجدۂ شکر مستحب ہے ع۳۷ معصیت کا حکم عظیم ہے۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اے اللہ تو ہر عیب سے پاک ہے ان تین شخصوں نے مالِ حرام نہ کھایا نہ ناحق خونریزی کی اور نہ ہی زمین میں فساد کیا جو مصیبت انہیں پہنچی وہ سب جانتے ہیں اللہ کی وسیع زمین ان پر تنگ ہوگئی۔ تو جو شخص فواحش اور بڑے بڑے گناہوں کا مرتکب ہو اس کا کیا حال ہوگا ع۳۸ جو شخص دین میں قوی تر ہو اس کا مواخذہ کمزور سے سخت ہوتا ہے ع۳۹ انسان کا اپنی تقصیر وغیرہ کی خبر دینا جائز ہے ع۴۰ جب فتنہ میں واقع ہونے کا ڈر نہ ہو تو کسی میں اچھی وصف ہو تو اس کی مدح کرنا جائز ہے ع۴۱ جو کسی کو حاصل نہ ہو اور غیر کو حاصل ہو تو اس کے سبب اپنی ذات کو تسلی دینا صحیح ہے جیسے کعب بن مالک نے ہلال اور مرارہ کے باعث اپنی ذات کو تسلی دی تھی ع۴۲ گنہگار کو سلام کرنا جائز ہے۔

ع۴۳ تین دن تک قطع کلام جائز ہے ع۴۴ ساتھی کی اقتدا کرتے ہوئے معصیت کی گرمی کو ٹھنڈا کرنا چاہیئے

ع۴۵ جس شخص سے شرعی ہجرت کی جائے اس کے سلام کا جواب نہ دینا جائز ہے کیونکہ اگر واجب ہوتا تو کعب بن مالک یہ نہ کہتے میں دیکھتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سلام کے جواب میں ہونٹ مبارک ہلائے ہیں یا نہیں۔

ع۴۶ انسان کا یہ کہنا اللہ و رسولہ اعلم کلام نہیں اور نہ ہی اس میں خطاب پایا جاتا ہے لہٰذا اگر کسی نے قسم کھائی کہ وہ فلاں سے کلام نہیں کرے گا تو اس کے کلام کے جواب میں اللہ و رسولہ اعلم کہہ دیا تو حانث نہ ہوگا جبکہ اس سے کلام کی نیت نہ ہو (عینی و فتح الباری)

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا مقامِ حجر میں جانا

حجر بکسر الحاء وسکون الجیم ہے۔ یہ حضرت صالح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم ثمود کے منازل ہیں جو مدینہ منورہ اور شام کے درمیان وادی القریٰ کے پاس ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت سے اصحاب حجر جو قوم ثمود ہے کے متعلق فرمایا ان لوگوں پر داخل نہ ہو جن کو عذاب دیا گیا ہے۔

۴۱۱۸ — ترجمہ: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجر سے گزرے تو

قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمَّا مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحِجْرِ قَالَ لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مَا اَصَابَهُمْ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ ثُمَّ قَنَّعَ رَاْسَهٗ وَاَسْرَعَ السَّيْرَ حَتّٰى جَازَ الْوَادِيَ

۴۱۱۹ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِ الْحِجْرِ لَا تَدْخُلُوْا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ الْمُعَذَّبِيْنَ اِلَّا اَنْ تَكُوْنُوْا بَاكِيْنَ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِثْلُ مَا اَصَابَهُمْ

فرمایا یہ ان لوگوں کے رہنے کے مکان ہیں جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تم ان مساکن میں داخل نہ ہو کہیں تم کو عذاب نہ پہنچے جو ان کو پہنچا تھا مگر روتے ہوئے یہاں سے گزر جاؤ پھر آپ نے سر مبارک ڈھانپ لیا اور تیزی سے گزرتے گئے حتیٰ کہ وادی سے باہر چلے گئے۔ (حدیث ۳۱۶۱ کی شرح دیکھیں)

۴۱۱۹ـــ ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب حجر کے متعلق فرمایا (ان لوگوں پر اللہ کا عذاب نازل ہوا تھا) ان معذبین پر داخل نہ ہو مگر روتے ہوئے کہیں تمہیں عذاب نہ پہنچے جو اُن پر نازل ہوا تھا۔

۴۱۱۹ـــ شرح : اصحاب کی حجر کی طرف اضافت ادنیٰ ملابست کے لحاظ سے ہے چنانچہ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جو اس مقام میں آپ کے ساتھ تھے سے فرمایا، اصحاب کی حجر کی طرف اضافت وہاں سے گزرنے کے اعتبار سے ہے۔ شیخ ابن حجر عسقلانی نے کہا کرمانی کی تقریر میں تکلف ہے بلکہ "لاصحاب" میں لام عَنْ کے معنیٰ میں ہے اور قال کا مقولہ محذوف ہے تاکہ ہر سامع کو شامل ہو۔ اصل عبارت اس طرح ہے قَالَ لِاُمَّتِهٖ عَنْ اَصْحَابِ الْحِجْرِ وَثَمُوْدَ لَا تَدْخُلُوْا عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ الْمُعَذَّبِيْنَ " یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت سے اصحاب حجر جو قوم ثمود ہے کے متعلق فرمایا : اِن لوگوں کو عذاب دیا گیا ہے ان پر مت داخل ہو" علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا شیخ ابن حجر کی تقریر میں بھی تکلف ہے۔ اس کا واضح بے غبار معنیٰ یہ ہے کہ لِاَصْحَابِ حِجْر" میں لام "عِنْدَ کے معنیٰ میں ہے۔ دراصل عبارت یہ ہے : قَالَ عِنْدَ اَصْحَابِ الْحِجْرِ وَهُمْ

بَابٌ — ۴۱۲۰ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ ابْنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ نَافِعِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِيهِ مُغِيرَةَ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ ذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ فَقُمْتُ أَسْكُبُ عَلَيْهِ الْمَاءَ لَا أَعْلَمُهُ قَالَ إِلَّا فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَذَهَبَ يَغْسِلُ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ عَلَيْهِ كُمُّ الْجُبَّةِ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ جُبَّتِهِ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ مَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ

الْمُعَذَّبُونَ هُنَاكَ لَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ ،، یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحابِ حجر کے پاس جن کو وہاں عذاب دیا گیا تھا فرمایا اِن لوگوں پر داخل نہ ہو ،،

باب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ باب پہلے باب کی فصل کی مانند ہے کیونکہ اس میں وہی احادیث ہیں جو تبوک کے متعلق ہیں اس سے پہلا باب بھی پہلے باب کی فصل کی طرح تھا۔

۴۱۲۰ — ترجمہ : عروہ بن مغیرہ نے اپنے والد مغیرہ بن شعبہ سے روائت کی کہ انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رفع حاجت کے لئے باہر گئے (جب واپس تشریف لائے) تو میں کھڑا ہوا اور وضو کے لئے پانی ڈالنے لگا۔ عروہ نے کہا میں مغیرہ کو نہیں جانتا مگر یہ کہ کہا یہ واقعہ غزوہ تبوک میں ہوا ،، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرۂ انور دھویا پھر کلائیاں دھونے لگے تو جبہ کی آستینیں تنگ تھیں آپ نے دونوں ہاتھ جبہ کے نیچے سے باہر نکال لئے اور ان کو دھویا پھر موزوں پر مسح کیا۔

۴۱۲۰ — شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت ان الفاظ میں ہے لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ ،، اس سفر میں مغیرہ بن شعبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ حدیث ع ۱۸۱ کی شرح دیکھیں، لیکن وہاں غزوہ تبوک کا ذکر نہیں۔ نیز حدیث ع ۲۰۲ کی شرح دیکھیں اس میں بھی تبوک کا ذکر نہیں ،، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بزرگوں کی خدمت کرنا جائز ہے اگرچہ

۴۱۲۱ــ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ قَالَ أَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ حَتّٰى إِذَا أَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِينَةِ قَالَ هٰذِهٖ طَابَةُ وَهٰذَا أُحُدٌ جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ

۴۱۲۲ــ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجَعَ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوكَ فَدَنَا مِنَ الْمَدِينَةِ فَقَالَ إِنَّ بِالْمَدِينَةِ أَقْوَامًا مَا سِرْتُمْ مَسِيرًا وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا إِلَّا كَانُوا مَعَكُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَهُمْ بِالْمَدِينَةِ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ

وہ اجازت نہ دیں اور روضوں میں استعانت جائز ہے۔

۴۱۲۱ ــ ترجمہ : ابو حُمید نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ تبوک سے واپس آئے جب مدینہ منورہ کے قریب آئے تو آپ نے فرمایا یہ طابہ ہے اور یہ اُحُد پہاڑ ہے وہ ہم سے محبت کرتا ہے، ہم اُس سے محبت کرتے ہیں (طابہ مدینہ منورہ کا نام ہے)

(حدیث ۱۷۵۳ کی شرح دیکھیں)

۴۱۲۲ ــ ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے اور ہم مدینہ منورہ کے قریب آئے تو آپ نے فرمایا مدینہ منورہ میں ایسے لوگ بھی ہیں تم کوئی راہ نہیں چلے اور نہ ہی تم نے کوئی وادی قطع کی مگر وہ تمہارے ساتھ تھے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) وہ مدینہ منورہ میں ہیں؟ فرمایا وہ مدینہ منورہ میں ہیں ان کو عذر نے روک رکھا ہے۔

(وہ معذور ہیں سفر پہ قادر نہیں لیکن ان کی نیت درست تھی وہ ثواب میں تمہارے ساتھ شریک ہیں)

بَابُ كِتَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى كِسْرٰى وَقَيْصَرَ

۴۱۲۳ ـ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلٰى كِسْرٰى مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ فَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلٰى عَظِيْمِ الْبَحْرَيْنِ فَدَفَعَهُ عَظِيْمُ الْبَحْرَيْنِ إِلٰى كِسْرٰى فَلَمَّا قَرَأَهُ مَزَّقَهُ فَحَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُمَزَّقُوْا كُلَّ مُمَزَّقٍ ـ

باب ـ سرورِ کونین صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کسریٰ اور قیصر کی طرف خط لکھے،،

فارس کے بادشاہ کو کسریٰ اور رُوم کو بادشاہ کو قیصر کہتے ہیں۔ جس کسریٰ کی طرف سیّدِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خط لکھا تھا وہ پرویز بن ہرمز بن نوشیرواں تھا وہ کبیر اور مشہور کسریٰ ہے۔ بعض نے کہا یہ کسریٰ نوشیرواں تھا لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے صحابہ کو خبر دی تھی کہ اس کا بیٹا اسے قتل کرے گا اور جس کسریٰ کے بیٹے نے اس کو قتل کیا تھا وہ پرویز تھا یہاں قیصر سے مراد ہرقل ہے۔

۴۱۲۳ ـ ترجمہ: عبید اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابن عباس نے انہیں خبر دی کہ جناب رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے عبد اللہ بن حذافہ سہمی کو خط دیکر کسریٰ کے پاس بھیجا اور اسے فرمایا کہ یہ خط بحرین کے حاکم کو دے۔ اُس نے آپ کا خط کسریٰ تک پہنچا

دیا۔ کسریٰ نے جب خط پڑھا تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے میرا خیال ہے کہ سعید بن مسیب نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بد دعا کی کہ ان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔

۴۱۲۳ **شرح** : ابن اسحاق نے سنہ سادسہ میں ذکر کیا کہ چھٹے سال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ صحابہ کرام کو ایک ساتھ مختلف بادشاہوں کی طرف بھیجا ؛ چنانچہ حاطب بن ابی بلتعہ کو اسکندریہ کے بادشاہ مقوقس کی طرف، شجاع بن وہب کو غسان کے بادشاہ حارث بن ابی شمر غسانی کی طرف، دحیہ کلبی کو رُوم کے بادشاہ قیصر ہرقل کی طرف، سلیط بن عمرو کو ہوزہ بن عمرو حنفی کی طرف عمرو بن اُمیہ کو نجاشی کی طرف اور عبد اللہ بن حُذافہ سہمی کو فارس کے بادشاہ کسریٰ پرویز کی طرف بھیجا۔ واقدی نے کہا عمرہ حُدیبیہ کے بعد چھ ہجری کے آخر میں ایک ہی دن خطوط بھیجے۔ بعض نے کہا چھ ہجری کے محرم میں اور بیہقی نے کہا آٹھ ہجری میں غزوہ موتہ کے بعد خطوط بھیجے۔ لیکن امام بخاری کی ترتیب سے واضح ہوتا ہے کہ نو ہجری میں خطوط بھیجے تھے۔ کیونکہ اسے غزوۂ تبوک کے بعد ذکر کیا ہے۔

فارس کے حاکم کسریٰ کی طرف خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محمد رسول اللہ کی طرف سے فارس کے حاکم کسریٰ کی طرف۔ سلام اس پر ہو جو ہدایت قبول کرے اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور یہ شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اور محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں، ”صلی اللہ علیہ وسلم“، میں تجھے دعوتِ اسلام دیتا ہوں کہ اللہ نے مجھے ساری مخلوق کے لئے رسول بھیجا ہے۔ تاکہ زندہ لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائے اور کافروں پر حجت قائم کرے۔ اسلام قبول کر لے سلامتی میں رہے گا اگر تو نے انکار کیا تو مجوس کا گناہ تجھ پر ہوگا جب کسریٰ نے خط پڑھا تو اسے پھاڑ دیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر آسمان سے خبر آئی کہ اللہ تعالیٰ نے کسریٰ پر اس کا بیٹا شیرویہ مسلط کر دیا ہے اس نے کسریٰ کو فلاں ماہ کی فلاں رات میں قتل کر دیا ہے۔ کسریٰ کو اس کے بیٹے نے نو ہجری کو گیارہ جمادی الاخریٰ میں منگل کی رات کو چھ بجے قتل کیا تھا۔ عظیم البحرین کسریٰ کا نائب تھا جو بحرین کا حاکم تھا۔ اس کا نام منذر بن ساوی عبدی ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ اور اس کے لشکروں پر بد دعا فرمائی کہ وہ سب پارہ پارہ ہو جائیں اور ان سے کوئی باقی نہ رہے چنانچہ ایسا ہُوا کہ شقاوت اور بدبختی ان کا نصیب بنا اور ان کی شوکت وسطوت کا خاتمہ ہُوا اور جاہ وجلال زوال پذیر ہُوئے حتیٰ کہ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں ان کا کلیتہً خاتمہ ہو گیا، ”سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی اور قیصر کی طرف بھی خطوط لکھے تھے۔ تفہیم البخاری کے پہلے حصہ میں اُن کا تذکرہ ہو چکا ہے۔ مزید برآں حدیث ع ۶۲ کی شرح دیکھیں“

۱۲۴ا ــ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ لَقَدْ نَفَعَنِي اللّٰهُ بِكَلِمَةٍ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيَّامَ الْجَمَلِ بَعْدَ مَا كِدْتُ أَنْ أَلْحَقَ بِأَصْحَابِ الْجَمَلِ فَأُقَاتِلَ مَعَهُمْ قَالَ لَمَّا بَلَغَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَهْلَ فَارِسَ قَدْ مَلَّكُوا عَلَيْهِمْ بِنْتَ كِسْرَى قَالَ لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً

۴۱۲۴ ــ ترجمہ: ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے جمل کے واقعہ میں ایک کلمہ کے سبب نفع دیا جو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا بعد اس کے کہ میں اصحاب جمل سے عنقریب لاحق ہوجاتا اور مسلمانوں سے جنگ کرتا۔ (وہ یہ کہ) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی کہ اہل فارس نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا بادشاہ بنالیا ہے تو فرمایا وہ قوم کبھی کامیاب نہ ہوگی جس نے عورت کو اپنے امور کا والی بنالیا ہے۔

۴۱۲۴ ــ شرح: جس کسریٰ کی طرف سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خط لکھا تھا اس کے مرنے کے بعد اس کی لڑکی کو فارس کی حاکمہ بنایا گیا تھا کیونکہ جب کسریٰ کو اس کے بیٹے شیرویہ نے قتل کردیا تو اُس نے کسریٰ کا مطب کھولا اس میں زہر سے بھری ہوئی ایک بوتل پر لکھا تھا۔ یہ دواء جماع کے لئے بہت مفید ہے چونکہ شیرویہ جماع کا بہت حریص تھا اس نے اس بوتل سے دواء سمجھ کر پی لیا تو فوراً مرگیا اس سے پہلے اُس نے اپنے بھائیوں کو بھی قتل کردیا تھا اسی طرح اپنے خاندان میں کوئی مرد اس نے زندہ نہیں رہنے دیا تھا تاکہ وہ تنہا ملک کا وارث ہو۔ اس کے مرنے کے بعد لوگوں نے اس کی لڑکی کو ملک کی تولیت دے دی تاکہ ملک کسی اور کے ہاتھ نہ چلا جائے اس لڑکی کا نام بُوران تھا۔ جب فارس کی متولیہ بنی تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسی قوم کبھی کامیابی حاصل نہیں کرسکتی جس نے اپنے جملہ امور عورت کے حوالہ کردیئے ہیں۔ یہ کلام ابوبکرہ نے سُنا ہُوا تھا اس لئے جنگ جمل جو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے درمیان ہوئی تو ابوبکرہ نے اس لشکر سے علیحدگی اختیار کرلی جس کی سربراہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ تھیں "رضی اللہ عنہا"

قولہ ایام الجمل"، اس کا تعلق "نفعنی"، سے ہے۔ تو معنی یہ ہوگا اس کلمہ نے مجھے ایام جمل میں نفع دیا۔ اگر سمعتھا سے متعلق ہو تو معنی صحیح نہ ہوگا؛ کیونکہ ابوبکرہ نے یہ حدیث ایام جمل میں نہیں سُنی تھی۔
اس جنگ کا سبب یہ تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا

۴۱۲۵ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ يَقُوْلُ أَذْكُرُ أَنِّيْ خَرَجْتُ مَعَ الْغِلْمَانِ إِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ نَتَلَقّٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ سُفْيٰنُ مَرَّةً مَعَ الصِّبْيَانِ

۴۱۲۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّائِبِ أَذْكُرُ أَنِّيْ خَرَجْتُ مَعَ الصِّبْيَانِ نَتَلَقَّى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ مَقْدَمَهُ مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ

لشکر جرار لے کر بصرہ کی طرف روانہ ہوئیں جبکہ آپ کے ہمراہ طلحہ اور زبیر بھی تھے ۔ اصحاب جمل ام المؤمنین کا لشکر تھا اس لئے اس کو جنگ جمل کہا جاتا ہے ۔ تنویر الازہار ترجمہ نور الابصار میں جنگ جمل کا واقعہ مفصل مذکور ہے ۔ اس حدیث سے خطابی نے استدلال کیا کہ عورت امیر نہیں ہو سکتی قاضی ہو سکتی ہے

۴۱۲۵ — ترجمہ : سائب بن یزید سے روایت ہے اُنھوں نے کہا مجھے یاد ہے کہ میں لڑکوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع کی طرف جاتا تھا ہم سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کرتے تھے ۔ کبھی سفیان نے غلمان کا بدل الصِّبْیان ذکر کیا ہے (دونوں کا معنی واحد ہے)

۴۱۲۵ — شرح : جب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس تشریف لائے تھے تو یہ حضرات استقبال کرنے گئے تھے اور غزوہ تبوک میں ہی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملوک کی طرف خطوط لکھے تھے ۔ اس لحاظ سے یہ حدیث تبوک کے واقعہ کے مناسب ہے ۔ (حدیث ۲۸۷۵ کی شرح دیکھیں) ثَنِیَّۃُ الوداع مدینہ منورہ سے باہر ایک وادی ہے ۔ اس کو ثَنِیَّۃُ الوداع اس لئے کہتے ہیں کہ لوگوں کی عادت تھی کہ جس کسی نے سفر میں جانا ہوتا تھا اسے وداع کرنے یہاں تک آیا کرتے تھے ۔ اگرچہ یہ اسلامی نام ہے لیکن جاہلیت میں بھی لوگ اسی طرح کرتے تھے ۔

۴۱۲۶ — ترجمہ : سائب سے روایت ہے اُنھوں نے کہا مجھے یاد ہے کہ میں بچوں کے ساتھ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کرنے ثنیۃ الوداع تک گیا تھا جبکہ آپ غزوہ تبوک سے واپس آئے تھے ۔

بَابُ مَرَضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَفَاتِهِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالىٰ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ وَقَالَ يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ عُرْوَةُ وَقَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ يَا عَائِشَةُ مَا اَزَالُ اَجِدُ اَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِيْ اَكَلْتُ بِخَيْبَرَ فَهٰذَا اَوَانُ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ اَبْهَرِيْ مِنْ ذٰلِكَ السَّمِّ

باب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا بیمار ہونا اور وفات پانا،،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: آپ وفات پانے والے ہیں وہ بھی فوت ہونے والے ہیں پھر قیامت کے دن تم اپنے رب کے حضور جھگڑو گے،،

یونس نے زہری سے روایت کی زُہری نے عروہ سے روایت کی کہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری میں فرمایا جس میں آپ نے وفات پائی ،، اے عائشہ! میں ہمیشہ سے زہریلے کھانے کا درد محسوس کرتا ہوں جو میں نے خیبر میں کھایا تھا۔ اس وقت میں اس زہر کے سبب اپنی رگ کٹتی ہوئی محسوس کرتا ہوں۔

شرح الباب

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض کی ابتداء پیر کے روز ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ہوئی اور تیرہ روز بیمار رہنے کے بعد ربیع الاول میں پیر کے روز چاشت کے وقت وفات پائی ابن اسحاق نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ربیع الاول کو ہجرت کرکے مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے۔ اسی روز آپ نے وفات پائی،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے فارغ ہوئے تو مکہ مکرمہ سے کوچ کرکے مدینہ منورہ تشریف لائے اور ذی الحجہ، محرم اور صفر اقامت فرمانے کے بعد گیارہ ہجری کے ربیع الاول میں بارہ راتیں گذرہ

۴۱۲۷ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا ثُمَّ مَا صَلَّى لَنَا بَعْدَهَا حَتَّى قَبَضَهُ اللهُ

کے بعد وفات پائی،، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکور آیت کریمہ ذکر کر کے تصریح کی کہ نبی پر بھی موت آتی ہے، کیونکہ اللہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے خطاب فرمایا: اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ،، یعنی موت سب کو شامل ہے اس سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں۔ مکہ کے مشرک سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے منتظر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی کہ موت کلہٗ انتظار بے مقصد ہے۔ اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ وفات فرمانے والے ہیں اور یہ لوگ بھی مرنے والے ہیں۔ یعنی ہر جاندار شئی فوت ہونے والی ہے۔

قولہ مَا أَزَالُ أَجِدُ أَلَمَ الطَّعَامِ،، یعنی میں اپنے پیٹ میں زہریلے طعام کے سبب درد محسوس کرتا ہوں فہٰذا ابتداء اور اَوان خبر ہے یا اَوان ظرفیت کے باعث مبنی علی الفتح ہے کیونکہ یہ ماضی مبنی کی طرف مضاف ہے۔ اَلْاَبْہَر،، پیٹ کے اندر رگ ہے۔ جس کے ساتھ قلب معلق ہوتا ہے جب وہ کٹ جائے تو موت واقع ہو جاتی ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا یہ دو رگیں ہیں جو قلب سے نکلتی ہیں پھر اُن سے شریانیں نکلتی ہیں۔ کہا گیا ہے اَبْہَر صلب میں رگ ہے جو دل کے ساتھ متصل ہوتی ہے۔ خیبر میں ایک یہودیہ عورت نے بکری کے گوشت میں زہر ملا کر آپ کو بطور ہدیہ بھیجا اس کی تفصیل حدیث ۲۹۵۷ کی شرح میں دیکھیں۔

۴۱۲۷ — ترجمہ : عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ام فضل بنت حارث سے روایت کی اُنھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کی نماز میں "وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا،، پڑھتے سُنا پھر اس کے بعد کوئی نماز نہ پڑھائی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبض کر لیا۔

۴۱۲۷ — شرح : ام فضل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی والدہ ہیں۔ یہ حارث بن حزن کی بیٹی ہلالیہ ہیں اور ام المؤمنین میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کی حقیقی ہمشیرہ ہیں۔ ان کا نام لبابہ ہے ام المؤمنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے اُنھوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے اور اُن کے پاس قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔

(حدیث ۷۳۱ کی شرح دیکھیں)

۴۱۲۸ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يُدْنِي ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ إِنَّ لَنَا أَبْنَاءً مِثْلَهُ فَقَالَ إِنَّهُ مِنْ حَيْثُ تَعْلَمُ فَسَأَلَ عُمَرُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هٰذِهِ الْآيَةِ إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ فَقَالَ أَجَلُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْلَمَهُ إِيَّاهُ فَقَالَ مَا أَعْلَمُ مِنْهَا إِلَّا مَا تَعْلَمُ

۴۱۲۹ـــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمُ الْخَمِيسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيسِ اشْتَدَّ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهُ فَقَالَ ائْتُونِي أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ أَبَدًا فَتَنَازَعُوا وَلَا يَنْبَغِي عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوا مَا شَأْنُهُ أَهَجَرَ اسْتَفْهِمُوهُ فَذَهَبُوا يَرُدُّونَ عَنْهُ فَقَالَ دَعُونِي فَالَّذِي أَنَا فِيهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُونَنِي إِلَيْهِ وَأَوْصَاهُمْ بِثَلَاثٍ قَالَ أَخْرِجُوا الْمُشْرِكِينَ مِنْ جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَأَجِيزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا

۴۱۲۸ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ابن عباس کو اپنے قریب بٹھایا کرتے تھے تو عبدالرحمٰن بن عوف نے انہیں کہا اس جیسے ہمارے بھی بیٹے ہیں۔ عمر فاروق نے فرمایا ان کا مقام آپ جانتے ہیں۔ پھر حضرت عمر فاروق نے ابن عباس سے اس آیت کے متعلق پوچھا "اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ" تو انھوں نے کہا اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی وفات کی اطلاع دی ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بھی اس آیت کریمہ سے وہی جانتا ہوں جو کچھ تو جانتا ہے (حدیث ۲۲۹۳ کی شرح دیکھیں)

۴۱۲۹ـــ ترجمہ : سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جمعرات کا دن اور جمعرات کا کیا دن ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض سخت ہو گیا تو آپ نے فرمایا میرے پاس کتاب لاؤ میں تمہارے لئے تحریر کر دوں پھر میرے بعد کبھی نہ بھٹکو گے لوگوں نے جھگڑا کیا اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جھگڑا مناسب نہیں لوگوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم

كُنْتُ أُجِيزُهُمْ وَسَكَتَ عَنِ الثَّالِثَةِ أَوْقَالَ فَنَسِيتُهَا

کا کیا حال ہے؟ کیا آپ دُنیا چھوڑ رہے ہیں؟ آپ سے پوچھو لوگوں نے آپ کو تحریر سے روکنا شروع کیا تو آپ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو میں جس حالت میں ہوں اس حال سے بہتر ہوں جس طرف تم مجھے بُلا رہے ہو۔ اور تین چیزوں کی وصیت فرمائی۔ عرب کے جزیرہ سے مشرکوں کو نکال دو۔ وفد کو اسی طرح عطیہ دو جس طرح میں ان کو دیا کرتا تھا اور تیسری وصیت سے سکوت فرمایا یا کہا میں تیسری کو بھول گیا۔

۴۱۲۹ — شرح: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قلم دوات لاؤ میں تمہارے لئے تحریر کردوں پھر تم نہیں پھسلو گے جبکہ اس پر عمل کرو گے لوگوں نے ایک دوسرے سے قلم دوات وغیرہ لانے میں جھگڑا کیا حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا مناسب نہیں۔ حاضرین مجلس نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کیسا حال ہے۔ أَهَجَرَ اِسْتَفْهِمُوْهُ ،، کیا آپ ہمیں داغِ مفارقت دے رہے ہیں؟ آپ کا حال دریافت کرو! امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ،، اَہجر ،، کا معنیٰ یہ ہے کیا آپ کا یہ کلام قصد یا بے قصد صادر ہُوا ہے۔ اَہَجَرَ ،، میں ہمزہ استفہام انکاری ہے۔ بعض روایات میں ہمزہ نہیں لیکن وہاں ہمزہ محذوف ہے۔ اس لئے اِسْتَفْهِمُوْا ،، ذکر کیا۔ بعض نے ہجر کو خبر کے معنی میں کہا اور اس کا معنی ہذیان کیا ہے جو بیمار مرض کی شدت کے باعث کرتا ہے۔

حاشا و کلا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی نسبت کرنا جائز نہیں کیونکہ آپ سے اس جیسے فعل کا وقوع محال ہے۔ کیونکہ آپ بہر حال صحت و مرض میں معصوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ،، آپ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے آپ کا کلام وحی ہے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں غصہ اور رضاء میں حق کہتا ہوں۔ اس مقام میں یہی تقریر مناسب ہے کہ جن لوگوں نے کہا تھا اَهَجَرَ یا هَجَرَ بغیر ہمزہ کے کہا تھا وہ لوگ نئے نئے مسلمان ہُوئے تھے۔ انہیں یہ معلوم نہ تھا کہ اس قسم کی بات کرنا آپ کے حق میں غیر متصور ہے کیونکہ انہوں نے گمان کیا تھا کہ آپ طبیعت بشریہ میں اور لوگوں کی طرح ہیں کہ جب ان پر بیماری کی شدت غلبہ کر جائے تو وہ سوچے سمجھے بغیر کلام کرتے ہیں۔ اسی لئے اُنھوں نے کہا آپ سے یہ بات سمجھنی چاہیئے، کیونکہ اُنھوں نے آپ کی مراد نہیں سمجھی تھی۔ اسی لئے ان میں جھگڑا پیدا ہُوا۔ حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا رد کرتے ہُوئے فرمایا: نبی کے پاس جھگڑا مناسب نہیں۔ ایک روایت میں ہے میرے پاس جھگڑا کرنا مناسب نہیں۔ ان کے جھگڑے کا بعض حصہ یہ تھا کہ اُنھوں نے آپ پر رد کیا تھا فَذَهَبُوْا يَرُدُّوْنَ عَلَيْهِ ،، کا یہی معنی ہے۔ اسی لئے آپ نے فرمایا مجھے چھوڑ دو میں جس عالی خیال میں ہوں اور وہ مراقبہ اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تیاری ہے اس سے بہتر ہے جدھر تم مجھے بُلا رہے ہو کہ میں تحریر ترک کر دوں

۴۱۳۰ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا حُضِرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمُّوا أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ قَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمُ الْقُرْاٰنُ حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ فَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ فَاخْتَصَمُوا فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ قَرِّبُوا يَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغْوَ وَالِاخْتِلَافَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُومُوا قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَكَانَ يَقُولُ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ أَنْ يَكْتُبَ لَهُمْ ذٰلِكَ الْكِتَابَ لِاخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ —

اسی لئے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تھا " إِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ " ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور کتابت کے درمیان کیا حائل ہوگیا۔ حدیث ۱۱۴ ، ۲۸۴۵ کی شرح دیکھیں "

۴۱۳۰ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا اور گھر میں بہت لوگ تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آؤ میں تمہیں ایک تحریر کر دوں تم اس کے بعد نہیں پھسلو گے ان میں سے بعض نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری کی تکلیف کا غلبہ ہے تمہارے پاس اللہ کی کتاب ہے اللہ کی کتاب ہمیں کافی ہے گھر میں موجود لوگوں نے باہم اختلاف کیا اور ایک دوسرے سے جھگڑنے لگے اُن میں سے بعض کہتے تھے قلم دوات آپ کے قریب کرو تمہارے لئے تحریر کر دیں اس کے بعد تم گمراہ نہ ہوگے اور بعض اس کے سوا کچھ اور کہتے تھے جب ان کی بے فائدہ باتیں زیادہ ہونے لگیں تو اختلاف ہوا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس سے اٹھ جاؤ۔ عبید اللہ نے کہا ابن عباس کہتے تھے یہ کیسی مصیبت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے

۴۱۳۱ـ حَدَّثَنَا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيلٍ اللَّخْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ ثُمَّ دَعَاهَا فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَضَحِكَتْ فَسَأَلْنَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَتْ سَارَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِهِ يَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ

[...]دیکھنے سے درمیان ان کے لیے فائدہ گفتگو اور اختلاف کے سبب حائل ہوئی (حدیث ۴۱۲۱ کی شرح دیکھیں)

۴۱۳۱ ــ ترجمہ : عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو اس مرض میں بلایا جس میں آپ نے وفات پائی اور اُن سے آہستہ گفتگو کی تو وہ رو پڑیں۔ پھر دوبارہ انہیں بلایا اور اُن سے آہستہ گفتگو فرمائی تو وہ ہنسنے لگیں ہم نے اس کے متعلق سیدہ سے دریافت کیا تو فرمایا آپ نے مجھ سے آہستہ بات کی کہ اس مرض میں وفات پا جائیں گے تو میں رو پڑی پھر مجھے خبر دی کہ میں آپ کے اہلِ بیت میں سے سب سے پہلے آپ سے ملوں گی تو میں ہنسنے لگی۔

۴۱۳۱ ــ شرح : ایک روایت میں ہے ہم نے سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا سے پہلے رونے پھر ہنسنے کے متعلق پوچھا عروہ کی روایت میں ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خبر دی کہ سیدہ سب سے پہلے آپ سے ملے گی اور مسروق کی روایت میں ہے کہ آپ نے سیدہ رضی اللہ عنہا کو خبر دی تھی کہ وہ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں۔ طبرانی میں ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ سے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتایا ہے سارے جہانوں کی عورتوں میں سے کوئی عورت نہیں جس کی اولاد تم سے عظیم ہو لہٰذا صبر کرنے میں اُن میں سے ادنیٰ عورت نہ بنیں۔ سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کو جناب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جواب دیا تھا، چنانچہ مسروق کی روایت میں ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے سیدہ سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھید اِفشاء نہ کروں گی جب آپ وصال فرما گئے تو پھر میں نے پوچھا تو سیدہ نے جواب دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت میں آپ کی اولاد اور ازواج سب شامل ہیں۔ لہٰذا حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ کی اولاد اور بیویوں میں سے سب سے پہلے سیدہ سلام اللہ علیہا آپ سے لاحق ہوں گی

۴۱۳۲ـــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَسْمَعُ اَنَّهُ لَا يَمُوْتُ نَبِیٌّ حَتّٰی يُخَيَّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ مَاتَ فِيْهِ وَاَخَذَتْهُ بُحَّةٌ يَقُوْلُ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ اَلْاٰيَةَ فَظَنَنْتُ اَنَّهُ خُيِّرَ

۴۱۳۳ـــ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا مَرِضَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرَضَ الَّذِیْ مَاتَ فِيْهِ جَعَلَ يَقُوْلُ فِی الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰی

چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ (حدیث ۳۳۹۲ کی شرح دیکھیں)

۴۱۳۲ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں سُنا کرتی تھی کہ نبی وفات نہیں پاتے حتی کہ انہیں دُنیا اور آخرت میں اختیار دیا جاتا ہے (کہ دُنیا میں رہیں یا آخرت کو پسند کریں)، میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بیماری جس میں آپ نے وصال فرمایا میں فرماتے ہُوئے سُنا جبکہ آپ کے گلے میں آواز سخت ہو گئی تھی "ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام فرمایا" تو مجھے یقین ہُوا کہ آپ کو اختیار دیا گیا ہے۔

۴۱۳۳ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے جس مرض میں آپ نے وصال فرمایا، فرماتے تھے "الرفیق الاعلیٰ"۔

۴۱۳۳-۳۲ شرح : بُحّۃٌ گلے میں کوئی شئی آجاتی ہے جس سے آواز بدل جاتی ہے اور سخت ہونے لگتی ہے۔ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ ہر نبی کو وفات سے پہلے اختیار دیا جاتا ہے کہ وہ دنیا میں رہنا چاہیں تو رہ سکتے ہیں اور اگر وہ آخرت کو پسند کرنا چاہیں تو انہیں اس کا بھی اختیار ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب مرض وفات میں آپ نے یہ فرمایا "اللّٰھم الرفیق الاعلیٰ" میں سمجھ گئی کہ آپ ہمیں داغ مفارقت دے جائیں گے کیونکہ آپ نے رفیق اعلیٰ کو اختیار کر لیا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے ابی مویہبہ سے روایت کی کہ مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۴۱۳۴ — حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ عُرْوَۃُ بْنُ الزُّبَیْرِ اِنَّ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ صَحِیْحٌ یَقُوْلُ اِنَّہٗ لَمْ یُقْبَضْ نَبِیٌّ قَطُّ حَتّٰی یَرٰی مَقْعَدَہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ ثُمَّ یُحَیّٰی اَوْ یُخَیَّرَ فَلَمَّا اشْتَکٰی وَحَضَرَہُ الْقَبْضُ وَرَاْسُہٗ عَلٰی فَخِذِ عَائِشَۃَ غُشِیَ عَلَیْہِ فَلَمَّا اَفَاقَ شَخَصَ بَصَرُہٗ نَحْوَ سَقْفِ الْبَیْتِ ثُمَّ قَالَ اللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی فَقُلْتُ اِذًا لَا یُجَاوِرُنَا فَعَرَفْتُ اَنَّہٗ حَدِیْثُہُ الَّذِیْ کَانَ یُحَدِّثُنَا وَھُوَ صَحِیْحٌ

مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں اور اس میں ہمیشہ رہنا پھر جنت عطا کی گئی اور مجھے ان میں اور اپنے رب سے ملاقات اور جنت میں اختیار دیا گیا تو میں نے اپنے رب کی ملاقات اور جنت کو اختیار کیا۔ عبدالرزاق نے مرسل روایت ذکر کی طاؤس نے اسے مرفوع ذکر کیا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اختیار دیا گیا کہ میں دنیا میں باقی رہوں حتی کہ اپنی امت کی فتوحات کو دیکھوں یا اللہ سے ملاقات کروں تو میں نے اللہ کی ملاقات کو اختیار کیا۔ جوہری نے کہا "الرفیق الاعلیٰ" جنت ہے کہا گیا ہے کہ اس سے مراد انبیاء کرام علیہم السلام ہیں خطابی نے کہا اس سے مراد فرشتے ہیں۔ نیز کہا گیا ہے کہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ ہے کیونکہ اللہ اپنے بندوں کا رفیق ہے۔ واقدی نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے "اللہ اکبر" فرمایا جبکہ آپ حلیمہ رضی اللہ عنہا کے پاس شیر خوار تھے اور آخری کلمہ "اللّٰھُمَّ الرفیق الاعلیٰ" فرمایا۔

۴۱۳۴ — ترجمہ: عروہ بن زبیر نے کہا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ تندرست تھے۔ نبی ہرگز فوت نہیں ہوتے حتی کہ وہ اپنی جگہ جنت میں دیکھ لیتے ہیں پھر امر ان کے حوالے کیا جاتا ہے یا انہیں اختیار دیا جاتا ہے۔ جب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ کی وفات قریب ہوئی جبکہ آپ کا سر مبارک ام المؤمنین عائشہ کی آغوش میں تھا تو آپ کو غشی آگئی جب افاقہ ہوا تو آپ کی نگاہ گھر کی چھت کی طرف جم گئی۔ پھر فرمایا: "اللّٰھُمَّ فی الرفیق الاعلیٰ"، میں نے کہا اب ہمیں اختیار نہیں کریں گے۔ تو میں نے پہچانا یہ وہی حدیث پوری ہو رہی ہے جو ہم سے بیان فرماتے تھے جبکہ آپ تندرست تھے۔

۴۱۳۵ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ عَنْ صَخْرِ بْنِ جُوَيْرِيَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ أَبِي بَكْرٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مُسْنِدَتُهُ إِلَى صَدْرِي وَمَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سِوَاكٌ رَطْبٌ يَسْتَنُّ بِهِ فَأَبَدَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَصَرَهُ فَأَخَذْتُ السِّوَاكَ فَقَضِمْتُهُ وَنَفَضْتُهُ وَطَيَّبْتُهُ ثُمَّ دَفَعْتُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ بِهِ فَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَنَّ اسْتِنَانًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ فَمَا عَدَا أَنْ فَرَغَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَهُ أَوْ إِصْبَعَهُ ثُمَّ قَالَ فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَى ثَلَاثًا ثُمَّ قَضَى وَكَانَتْ تَقُولُ مَاتَ بَيْنَ حَاقِنَتِي وَذَاقِنَتِي

۴۱۳۵ــــ ترجمہ: عبدالرحمٰن بن قاسم نے اپنے والد کے ذریعہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جبکہ میں حضور کو اپنے سینے کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھی۔ عبدالرحمٰن کے پاس تر مسواک تھی جس سے وہ دانت ملتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف نگاہ پاک اٹھائی تو میں نے اس سے مسواک لے کر اس کو چبایا اور نرم کر کے پاک کیا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کی تو آپ نے اس کے ساتھ دانت مبارک ملے میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے پہلے اچھی مسواک کرتے کبھی نہیں دیکھا۔ پھر مسواک سے فارغ ہوتے ہی اپنا دست اقدس یا انگلی شریف اٹھائی پھر اللّٰھم الرفیق الاعلیٰ، تین بار فرمایا۔ پھر وفات پا گئے ام المومنین فرماتی تھیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں وفات پائی کہ آپ کا سر مبارک میری ہنسی اور ٹھوڑی کے درمیان تھا۔

۴۱۳۵ــــ شرح: نسائی نے ابوبردہ بن ابی موسیٰ سے روایت کی۔ ابن حبان نے اس کی تصحیح کی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: أَسْئَلُ اللّٰهَ الرَّفِيقَ الْأَسْعَدَ مَعَ جِبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ، بظاہر رفیق وہ مقام ہے جس میں مذکور ملائکہ سے مرافقت حاصل ہوتی ہے۔ کرمانی نے کہا رفیق اعلیٰ سے معہود مراد ہے جو اس آیت کریمہ میں ہے: وَحَسُنَ

۴۱۳۶ — حَدَّثَنِیْ حِبَّانُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا یُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اشْتَکٰی نَفَثَ عَلٰی نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ عَنْهُ بِیَدِهٖ فَلَمَّا اشْتَکٰی وَجَعَهُ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْهِ طَفِقْتُ اَنْفِثُ عَلٰی نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ الَّذِیْ کَانَ یَنْفِثُ وَاَمْسَحُ بِیَدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ

اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا "، یعنی سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ مجھے نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین کے ساتھ جنّت میں داخل کر۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حالانکہ آپ کا سر مبارک میرے سینے اور ٹھوڑی کے درمیان تھا۔ اور اس سے پہلی حدیث میں ہے کہ آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے ران سے اٹھا کر سینہ کے ساتھ کر لیا تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حاکم اور ابن سعد نے اپنے طرق سے روایت کی کہ جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا تو آپ کا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت پہلی روایت کے معارض نہیں کیونکہ اس کے ہر طرق میں شیعہ راوی ہیں۔

قولہ فَقَضَمْتُهٗ، آہ قاف مفتوح، ضاد مکسور اور میم ساکن ہے۔ یعنی میں نے مسواک کو چبایا۔ قضم کا معنی کسی شئ کو دانتوں کے کناروں سے پکڑنا ہے۔ بعض روایات میں فَقَصَمْتُهٗ " بالصاد ہے اس کا معنی یہ ہے میں نے مسواک کو توڑا اور کاٹا قصم کا معنی کاٹنا ہے۔ قسطلانی نے محب طبری سے نقل کیا اور شیخ ابن حجر نے فتح میں ذکر کیا کہ اگر " قَضَمْتُهٗ "، ضاد کے ساتھ ہو تو اس کے بعد والی صاحب مطلب د "طَیَّبْتُهٗ "، میں تکرار لازم آتا ہے۔ کیونکہ اس تقدیر پر دونوں کا معنی واحد ہے اگر صاد کے ساتھ ہو تو معنی یہ ہوگا میں نے مسواک کو توڑا کیونکہ وہ لمبی تھی یا اس حصّہ کو کاٹ ڈالا جہاں سے عبدالرحمٰن مسواک کر رہا تھا پھر میں نے اس کو نرم کیا اور "طَیَّبْتُهٗ، لَیَّنْتُهٗ " کی تاکید ہے۔ یعنی میں نے مسواک نرم کر کے سرکار کی خدمت میں پیش کی۔ ایک روایت میں ہے کہ زندگی کے آخری لمحات میں اللہ تعالیٰ نے میرے تھوک اور آپ کے تھوک کو جمع کر دیا۔ الحمد للہ رب العالمین

۴۱۳۶ — ترجمہ: عروہ نے خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں بتایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیمار ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ جب آپ بیمار ہوتے تو معوذات پڑھ کر اپنے سارے جسم شریف پر دم کیا کرتے تھے۔ اور دستِ اقدس پر پھونک کر سارے جسم پر پھیر لیا کرتے تھے پھر جب اس بیماری سے بیمار ہوئے

۴۱۳۷ — حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْغَتْ إِلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ وَهُوَ مُسْنِدٌ إِلَيَّ ظَهْرَهُ يَقُولُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَأَلْحِقْنِي بِالرَّفِيقِ ۴۱۳۸ — حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ هِلَالٍ الْوَزَّانِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي لَمْ يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللهُ الْيَهُودَ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ قَالَتْ عَائِشَةُ لَوْلَا ذَاكَ لَأُبْرِزَ قَبْرُهُ خَشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا —

جس میں وصال فرمایا تو میں نے معوذات پڑھ کر آپ کا ہاتھ شریف آپ کے جسم شریف پر پھیرا۔"

۴۱۳۶ — شرح : مُعَوَّذات قرآن پاک کی آخری دو سورتیں ہیں کم از کم جمع کا اطلاق دو پر ہوتا ہے۔ اس لئے صیغہ جمع ذکر کیا کہا گیا ہے کہ ان سے وہ کلمات مراد ہیں جن کے ساتھ شیاطین، بیماریوں اور دیگر مصائب سے پناہ چاہتے ہیں۔

۴۱۳۷ — ترجمہ : عباد بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُن سے بیان کیا کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات سے پہلے سُنا جبکہ آپ اُن سے تکیہ لگائے ہوئے تھے اور اُنھوں نے آپ سے کان لگایا ہوا تھا کہ آپ فرماتے ہیں۔ اے اللہ! مجھے بخش دے مجھ پر رحم کر اور مجھے رفیق اعلیٰ سے لاحق کر۔

۴۱۳۸ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرض میں جس سے آپ اُٹھ نہ سکے فرمایا اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے کہ انہوں نے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر یہ خدشہ نہ ہوتا کہ لوگ آپ کی قبر شریف کو سجدہ گاہ بنالیں گے تو آپ کی قبر شریف ظاہر کی جاتی۔

۴۱۳۸ — شرح : یعنی یہودی انبیاء کرام علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ کرتے تھے یا ان کو

۴۱۳۹ــ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ وَهُوَ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَبَيْنَ رَجُلٍ آخَرَ قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ فَأَخْبَرْتُ عَبْدَ اللَّهِ بِالَّذِي قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الْآخَرُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ عَلِيٌّ فَكَانَتْ عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا دَخَلَ بَيْتِي وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ قَالَ هَرِيقُوا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ لَعَلِّي أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ فَأَجْلَسْنَاهُ فِي مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ

اپنے اور قبلہ کے درمیان کر کے ان کی طرف نماز پڑھتے تھے وہ یہ دونوں صورتیں اختیار کرتے تھے اور ان کا یہ معمول تھا اس لئے ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس خطرہ کے پیش نظر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کو ظاہر نہیں کیا گیا۔ اگر یہ خدشہ نہ ہوتا تو قبر شریف سے حائل اُٹھا دیا جاتا اور قبر شریف کو ظاہر کیا جاتا تیسیر القاری میں شیخ دہلوی نے تحریر کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کا قبہ شریف جواب دیکھتے ہیں ابتداء حال میں ہی تھا (حدیث ۱۲۵۲ کی شرح دیکھیں)

۴۱۳۹ــ ترجمہ : عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود رضی اللہ عنہم نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ کا مرض شدت اختیار کر گیا تو اپنی بیبیوں سے اجازت چاہی کہ میرے گھر میں آپ کی تیمار داری کی جائے ازواج مطہرات نے اجازت دے دی۔ آپ دو مردوں کے درمیان باہر نکلے جبکہ آپ کے دونوں قدم زمین پر خط کھینچ رہے تھے۔ آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ مِنْ تِلْكَ الْقِرَبِ حَتّٰى طَفِقَ يُشِيْرُ اِلَيْنَا بِيَدِهٖ اَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ قَالَتْ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى النَّاسِ فَصَلّٰى لَهُمْ وَخَطَبَهُمْ وَاَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَا لَمَّا نَزَلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيْصَةً لَّهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ فَاِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهٖ فَقَالَ وَهُوَ كَذٰلِكَ يَقُوْلُ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَاجَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذٰلِكَ وَمَا حَمَلَنِيْ عَلٰى كَثْرَةِ مُرَاجَعَتِهٖ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَقَعْ فِيْ قَلْبِيْ اَنْ يُحِبَّ النَّاسُ بَعْدَهٗ رَجُلًا قَامَ مَقَامَهٗ اَبَدًا وَاِلَّا كُنْتُ اَرٰى اَنَّهٗ لَنْ يَقُوْمَ اَحَدٌ مَقَامَهٗ اِلَّا تَشَاءَمَ النَّاسُ بِهٖ فَاَرَدْتُ اَنْ يَعْدِلَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَاَبُوْ مُوْسٰى وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آدمی کے درمیان تھے۔ عبیداللہ نے کہا جو کچھ ام المؤمنین نے کہا میں نے عبداللہ بن عباس سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا کیا جانتے ہو کہ وہ دوسرا آدمی جس کا نام ام المؤمنین نے ذکر نہیں کیا کون تھا؟ میں نے کہا میں نہیں جانتا ابن عباس نے کہا وہ علی بن ابی طالب تھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی تھیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میرے گھر تشریف لائے تو آپ کا مرض شدت اختیار کر گیا تو آپ نے فرمایا میرے اوپر سات مشکیزے بہاؤ جن کے تسمے نہ کھولے گئے ہوں شاید میں لوگوں کو وصیت کر سکوں۔ ہم نے آپ کو ام المؤمنین حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹب میں بٹھا دیا پھر ان سات مشکیزوں سے پانی بہانا شروع کیا۔ حتی کہ آپ نے دست اقدس سے ہماری طرف اشارہ کیا کہ تم نے تعمیل کر دی ہے (کافی ہے) ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

۴۱۴۰ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ یُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ قَالَ حَدَّثَنِیْ ابْنُ الْھَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ مَاتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاِنَّہٗ لَبَیْنَ حَاقِنَتِیْ وَذَاقِنَتِیْ فَلَا اَکْرَہُ شِدَّۃَ الْمَوْتِ لِاَحَدٍ اَبَدًا بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

لوگوں کی طرف تشریف لے گئے اور ان کو نماز پڑھا کر خطبہ دیا اور لوگوں کو وصیت کی۔ عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ اپنے چہرۂ انور پر چادر ڈالتے جب سانس گھٹنے لگتا تو چادر کو چہرہ سے ہٹا دیتے پھر اسی حال میں فرمایا: اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے۔ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مساجد بنالیا آپ اپنی اُمت کو اس فعل سے ڈراتے تھے جو یہودی کرتے تھے۔ ابن شہاب نے کہا مجھے عُبید اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے ابوبکر صدیق کی امامت کے بارے میں آپ کے حکم کو کئی بار دُہرایا اور آپ سے بار بار کلام دہرانے پر مجھے صرف اس چیز نے اُبھارا کہ میرے دل میں یہ واقع ہوا کہ جو شخص سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم مقام ہوگا! لوگ اس سے ہمیشہ محبت نہ کریں گے اور میرا گمان یہ تھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کوئی کھڑا نہ ہوگا۔ مگر اسے لوگ بُرا خیال کریں گے۔ اس لئے میں نے خیال کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم امامت کا معاملہ ابوبکر سے پھیر دیں۔ امامتِ ابی بکر کو ابن عمر، ابن عباس اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔

۴۱۳۹ ـ شرح: اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین کے گھر اس حال میں تشریف لائے تھے کہ آپ میں پاؤں اُٹھانے کی قوت نہ تھی۔ اور دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر تشریف لائے جبکہ دونوں زمین پر خط کھینچ رہے تھے۔ اور دوسری حدیثوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک روز ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے مسجد میں اس حال میں گئے تھے، لیکن یہ تضاد نہیں کیونکہ یہ دو مواقع علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور دونوں کا مذکور حال متصور ہو سکتا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جن دو آدمیوں کے کندھوں پر حضور کے ہاتھ تھے ان میں سے ایک عباس تھے۔ رضی اللہ عنہ، کیونکہ وہ آخر تک آپ کے ساتھ رہے تھے بخلاف دُوسری جانب کے اس طرف ایک شخص آخر تک متعین نہ تھا کبھی حضرت علی ہوتے اور کبھی اسامہ بن زید ہوتے تھے۔ اس لئے ام المؤمنین نے فرمایا دُوسری طرف ایک اور آدمی تھا

۴۱۴۱ـ حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَیْبِ بْنِ اَبِیْ حَمْزَۃَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ الْاَنْصَارِیُّ وَكَانَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ اَحَدَ الثَّلٰثَةِ الَّذِیْنَ تِیْبَ عَلَیْهِمْ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ وَجَعِهِ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْهِ فَقَالَ النَّاسُ یَا اَبَا حَسَنٍ كَیْفَ اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

ہو سکتا ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ ہو کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دو شخصوں نے اٹھایا ہوا تھا اور آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بطور بزرگی ذکر کیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات مشکیزوں سے پانی بہانا ذکر فرمایا کیونکہ سات کے عدد میں خصوصیت ہے جو آپ جانتے تھے۔
(اس حدیث کی مکمل تفصیل حدیث ۱۹۷، ۷۵۷، ص ۶۳۶، ۲۸۹۰ کی شرح میں دیکھیں)

۴۱۴۰ـ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا جبکہ آپ کا سر مبارک میری ہنسلی اور ٹھوڑی کے درمیان تھا۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی موت کی سختی کو برا نہیں جانتی ہوں۔

۴۱۴۰ـ شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے دوسری حدیث میں موت کی سختی کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے پانی کا برتن تھا آپ پانی میں ہاتھ مبارک ڈال کر انہیں چہرۂ انور پر ملتے اور فرماتے لا الٰہ الا اللہ موت کی سختی بہت ہے۔ ترمذی نے قاسم کے طریق سے ام المؤمنین سے روایت کی کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے پاس پانی کا پیالہ تھا۔ آپ اس میں ہاتھ ڈال کر چہرۂ اقدس پر ملتے اور فرماتے: "اے اللہ موت کی سختی پر میری مدد فرما"

۴۱۴۱ـ ترجمہ : زہری نے کہا مجھے عبداللہ بن کعب بن مالک نے خبر دی کعب بن مالک ان تین آدمیوں میں سے ہیں جن کی توبہ قبول کی گئی کہ ابن عباس نے کعب بن مالک کو خبر دی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے باہر آئے جبکہ آپ بیماری کی اس حالت میں تھے جس میں آپ نے وفات پائی۔ لوگوں نے کہا اے ابا الحسن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے؟ حضرت علی نے کہا الحمد للہ اب افاقہ ہے اور اچھا حال ہے۔ عباس بن مطلب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑا اور کہا بخدا! تین دن کے بعد تو کسی کا محکوم ہو جائے گا۔ میں بخدا! جناب رسول اللہ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بَارِئًا فَاَخَذَهُ بِيَدِهِ عَبَّاسُ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ لَهُ اَنْتَ وَاللّٰهِ بَعْدَ ثَلٰثٍ عَبْدُ الْعَصَا وَاِنِّىْ وَاللّٰهِ لَاَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْفَ يُتَوَفّٰى مِنْ وَجَعِهِ هٰذَا اِنِّىْ لَاَعْرِفُ وُجُوْهَ بَنِىْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عِنْدَ الْمَوْتِ اِذْهَبْ بِنَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْنَسْأَلْهُ فِيْمَنْ هٰذَا الْاَمْرُ اِنْ كَانَ فِيْنَا عَلِمْنَا ذٰلِكَ وَاِنْ كَانَ فِىْ غَيْرِنَا عَلِمْنَاهُ فَاَوْصٰى بِنَا فَقَالَ عَلِيٌّ اِنَّا وَاللّٰهِ لَئِنْ سَأَلْنَاهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنَعَنَاهَا لَا يُعْطِيْنَاهَا النَّاسُ بَعْدَهُ وَاِنِّىْ وَاللّٰهِ لَا اَسْأَلُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہوں کہ آپ عنقریب اسی مرض میں وفات پا جائیں گے میں بنی مطلب کے چہرے ان کی موت کے وقت پہچانتا ہوں۔ ہمارے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلو ہم آپ سے پوچھ لیں کہ آپ کے بعد خلافت کس کے لئے ہے۔ اگر ہمارے لئے ہوگی تو ہمیں اس کا علم ہو گا۔ اگر ہمارے غیر کے لئے ہو تو اس کو معلوم کرلیں گے۔ آپ وصیت فرمائیں کہ وہ کون شخص ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا بخدا! اگر ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت طلب کی اور آپ نے ہمیں منع کر دیا تو آپ کے بعد لوگ ہمیں کبھی خلافت نہیں دیں گے۔ بخدا! میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خلافت طلب نہیں کروں گا!

۴۱۴۱ — شرح : عبدالعصار کا معنی لاٹھی کا بندہ ،، یعنی تنہا مسافر کیونکہ مسافر ہاتھ میں لاٹھی رکھتا ہے۔ اس کی حمایت کرنے والا کوئی نہیں ہوتا۔ یعنی اے علی! سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیری حفاظت و حمایت کرنے والا کوئی نہ ہو گا اور لوگوں میں تیری عزت اور وقار نہ ہو گا۔ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاکر خلافت کا فیصلہ کرالیں کہ آپ کے بعد خلیفہ کون ہو گا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اگر ہم نے خلافت طلب کی اور آپ نے منع کر دیا تو لوگ ہمیں کبھی خلافت نہ دیں گے اور اگر آپ خاموش رہے تو ممکن ہے کہ کبھی تو ہمیں خلافت مل جائے گی ،، اس لئے میں حضور سے خلافت کے متعلق کچھ نہ پوچھوں گا۔ علامہ قسطلانی نے شعبی سے روایت نقل کی کہ جب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے تو عباس نے حضرت علی سے کہا اے علی! اپنا ہاتھ بڑھاؤ میں تمہاری بیعت کرتا ہوں پھر لوگ تمہاری

۴۱۴۲ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ الْمُسْلِمِينَ بَيْنَا هُمْ فِي صَلوٰةِ الْفَجْرِ مِنْ يَوْمِ الِاثْنَيْنِ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي لَهُمْ لَمْ يَفْجَأْهُمْ إِلَّا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَشَفَ سِتْرَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ وَهُمْ فِي صُفُوفِ الصَّلوٰةِ ثُمَّ تَبَسَّمَ يَضْحَكُ فَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدُ أَنْ يَخْرُجَ إِلَى الصَّلوٰةِ فَقَالَ أَنَسٌ وَهَمَّ الْمُسْلِمُونَ أَنْ يَفْتَتِنُوا فِي صَلَاتِهِمْ فَرَحًا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ ثُمَّ دَخَلَ الْحُجْرَةَ وَأَرْخَى السِّتْرَ

بیعت کرلیں گے۔ حضرت علی نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کسی کے لئے خلافت نامزد نہ کی گئی تھی جیساکہ امامیہ دعویٰ کرتے ہیں اور فوائد ابی طاہر میں جیّد اسناد سے روائت نقل کی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کاش کہ میں عباس کی اطاعت کرتا۔ اثنا عشریہ کا یہ کہنا کہ حضرت علی وصی رسول ہیں آپ نے ان کیلئے خلافت کی وصیت کی تھی محض باطل اور لغو بات ہے۔

اس حدیث کو تابعی نے تابعی سے کہ زہری نے عبداللہ بن کعب سے اور صحابی نے صحابی سے کہ کعب بن مالک نے ابن عباس سے روائت کیا ہے۔

۴۱۴۲ — ترجمہ: ابن شہاب نے کہا کہ مجھ سے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک وقت مسلمان پیر کے روز فجر کی نماز میں تھے اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انہیں نماز پڑھا رہے تھے۔ اچانک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر ہوئے اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ شریفہ کا پردہ اٹھایا اور صحابہ کی طرف دیکھا جبکہ وہ نماز میں صفیں باندھے ہوئے تھے تبسم فرمایا اور ابوبکر صدیق نے ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹنا شروع کیا تاکہ صف میں پہنچ جائیں اور خیال کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لانا چاہتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا مسلمانوں نے قصد کیا کہ وہ نماز میں مفتون ہو جائیں گے (نماز قطع کر دیں گے) کیونکہ انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صحت مند دیکھتے ہوئے خوشی

۴۱۴۳ — حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِیْسٰی بْنُ یُوْنُسَ عَنْ عُمَرَ
ابْنِ سَعِیْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَۃَ اَنَّ اَبَا عَمْرٍو ذَکْوَانَ مَوْلٰی عَائِشَۃَ اَخْبَرَہٗ
اَنَّ عَائِشَۃَ کَانَتْ تَقُوْلُ اِنَّ مِنْ نِعَمِ اللّٰہِ عَلَیَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
تُوُفِّیَ فِیْ بَیْتِیْ وَفِیْ یَوْمِیْ وَ بَیْنَ سَحْرِیْ وَنَحْرِیْ وَاِنَّ اللّٰہَ جَمَعَ بَیْنَ رِیْقِیْ
وَرِیْقِہٖ عِنْدَ مَوْتِہٖ دَخَلَ عَلَیَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَبِیَدِہِ السِّوَاکُ وَاَنَا مُسْنِدَۃٌ
رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَاَیْتُہٗ یَنْظُرُ اِلَیْہِ وَعَرَفْتُ اَنَّہٗ یُحِبُّ السِّوَاکَ
فَقُلْتُ اٰخُذُہٗ لَکَ فَاَشَارَ بِرَاْسِہٖ اَنْ نَعَمْ فَتَنَاوَلْتُہٗ فَاشْتَدَّ عَلَیْہِ وَقُلْتُ اُلَیِّنُہٗ
لَکَ فَاَشَارَ بِرَاْسِہٖ اَنْ نَعَمْ فَلَیَّنْتُہٗ فَاَمَرَّہٗ وَبَیْنَ یَدَیْہِ رَکْوَۃٌ اَوْ عُلْبَۃٌ یَشُکُّ
عُمَرُ فِیْہَا مَآءٌ فَجَعَلَ یُدْخِلُ یَدَیْہِ فِی الْمَآءِ فَیَمْسَحُ بِہِمَا وَجْہَہٗ یَقُوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا
اللّٰہُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَکَرَاتٍ ثُمَّ نَصَبَ یَدَہٗ فَجَعَلَ یَقُوْلُ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی
حَتّٰی قُبِضَ وَمَالَتْ یَدُہٗ —

ہوئی تھی،، آپ نے ان کی طرف دستِ اقدس سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اپنی نماز پوری کرو۔ پھر حجرہ شریفہ میں تشریف لے گئے اور پردہ لٹکا دیا،، (حدیث ۶۲۳، ۶۵۱ کی شرح دیکھیں)

۴۱۴۳ — شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ابو عمر ذکوان نے بیان کیا کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے یہ بہت بڑی نعمت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں میری باری میں میرے سینہ سے ٹیک لگائے ہوئے وصال فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی وفات کے وقت میرے تھوک اور آپ کے تھوک کو جمع کر دیا چنانچہ عبد الرحمٰن میرے پاس آئے جبکہ ان کے ہاتھ میں مسواک تھی۔ اور میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹیک لگائے ہوئے تھی میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ مسواک کو دیکھ رہے ہیں تو میں نے پہچانا کہ آپ مسواک سے محبت کرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کیا میں آپ کے لئے مسواک لاؤں آپ نے سر مبارک سے اشارہ کرتے فرمایا کہ ہاں پکڑاؤ، میں نے مسواک پکڑی تو وہ سخت تھی میں نے کہا میں اس کو نرم کرتی ہوں آپ نے سر مبارک

۴۱۴۴ حَدَّثَنَا اِسْمٰعِیْلُ قَالَ حَدَّثَنِیْ سُلَیْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا
هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ
کَانَ یَسْأَلُ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ یَقُوْلُ اَیْنَ اَنَا غَدًا اَیْنَ اَنَا غَدًا یُرِیْدُ
یَوْمَ عَائِشَةَ فَاَذِنَ لَهٗ اَزْوَاجُهٗ یَکُوْنُ حَیْثُ شَآءَ فَکَانَ فِیْ بَیْتِ عَائِشَةَ حَتّٰی
مَاتَ عِنْدَهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَاتَ فِی الْیَوْمِ الَّذِیْ کَانَ یَدُوْرُ عَلَیَّ فِیْهِ فِیْ
بَیْتِیْ فَقَبَضَهُ اللّٰهُ وَاِنَّ رَاْسَهٗ لَبَیْنَ نَحْرِیْ وَسَحْرِیْ وَخَالَطَ رِیْقُهٗ رِیْقِیْ ثُمَّ
قَالَتْ دَخَلَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ بَکْرٍ وَمَعَهٗ سِوَاکٌ یَسْتَنُّ بِهٖ فَنَظَرَ اِلَیْهِ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهٗ اَعْطِنِیْ هٰذَا السِّوَاکَ یَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَاَعْطَانِیْهِ
فَقَضِمْتُهٗ ثُمَّ مَضَغْتُهٗ فَاَعْطَیْتُهٗ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَنَّ
بِهٖ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ اِلٰی صَدْرِیْ

کے اشارہ سے فرمایا ہاں نرم کرو۔ میں نے مسواک کو نرم کیا آپ نے دانتوں پر مسواک پھیری۔ آپ کے آگے پانی کا برتن تھا۔ آپ پانی میں ہاتھ داخل کرتے اور چہرے پر پھیرتے اور فرماتے ”لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ“، موت کی سختی بہت ہے پھر آپ نے دستِ اقدس اٹھایا اور فرمایا اے اللہ ”الرفیق الاعلیٰ“ اور اسی حال میں داعیٔ حق کی اجابت کی اور روح پاک قبض ہوگئی اور دستِ اقدس نیچے مائل ہوگیا۔

۴۱۴۴ — **ترجمہ** : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مرض جس میں وصال فرمایا پوچھتے تھے کل میں کہاں ہوں گا۔ کل میں کہاں ہوں گا۔ آپ کا ارادہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری کا دن تھا۔ ازواج مطہرات نے آپ کو اجازت دے دی کہ آپ جہاں چاہیں قیام فرمائیں آپ عائشہ کے گھر میں رہے حتیٰ کہ انتقال فرما گئے۔ ام المؤمنین عائشہ نے کہا آپ نے اس روز وفات پائی جو میری باری کا دن تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قبض کیا حالانکہ آپ کا سر مبارک میرے سینہ اور بغل کے درمیان تھا اور آپ کے دہن مبارک کا لعاب شریف میرے دہن کے لعاب سے مل گیا پھر ام المؤمنین نے فرمایا میرے پاس عبدالرحمٰن بن ابی بکر آئے جبکہ اُن کے ہاتھ میں مسواک تھی جو وہ دانتوں پر مل

۴۱۴۵ ـــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ وَفِيْ يَوْمِيْ وَبَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ وَكَانَ اَحَدُنَا يُعَوِّذُهٗ بِدُعَاءٍ اِذَا مَرِضَ فَذَهَبْتُ اُعَوِّذُهٗ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ اِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى وَمَرَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

رہے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی طرف دیکھا تو میں نے کہا اے عبدالرحمن یہ مسواک مجھے دو انہوں نے مسواک مجھے دی تو میں نے اس کو پکڑ کر چبایا پھر آپ کو پیش کی تو آپ نے وہ دانتوں پر ملی حالانکہ آپ نے میرے سینہ کے ساتھ ٹیک لگائی ہوئی تھی"

۴۱۴۴ ـــ شرح: یعنی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے عبدالرحمن سے مسواک لے کر چبا کر نرم کی پھر حضور کو پیش کی تو آپ نے اسی طرح مسواک کرنا شروع کی تو جو میرا لعاب دہن مسواک سے ملا ہوا تھا وہ آپ کے لعاب دہن شریف سے مل گیا، یہ ام المؤمنین کی بہت بڑی فضیلت ہے کہ آپ کا لعاب دہن اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب دہن دونوں آپ کے منہ شریف میں جمع ہوگئے۔ اس حدیث سے واضح ہے کہ اس وقت سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین کے سینہ کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے تھے اور ابن سعد نے جابر کے ذریعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حالانکہ آپ نے میرے سینہ سے تکیہ لگایا ہوا تھا اور شعبی نے علی بن حسین رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی آپ کا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے وقت حضرت علی سے تکیہ لگایا ہوا تھا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور میرے بھائی فضل بن عباس نے آپ کو غسل دیا تھا جبکہ میرے والد نے حاضر ہونے سے انکار کرتے ہوئے کہا تھا کہ میں آپ کو اس حالت میں دیکھنے سے شرم کرتا ہوں۔ حاکم نے اکلیل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اسناد کرتے ہوئے کہا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات کے وقت اپنے سینہ سے لگایا ہوا تھا۔ اسی حال میں آپ وفات فرما گئے۔ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

آخری وقت میں علی حضور کے پاس تھے اور اپنا منہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ کے پاس کیا ہوا تھا پھر آپ وفات فرما گئے۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا تو فرمایا

ابْنِ أَبِي بَكْرٍ وَفِي يَدِهِ جَرِيدَةٌ رَطْبَةٌ فَنَظَرَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَظَنَنْتُ أَنَّ لَهُ بِهَا حَاجَةً فَأَخَذْتُهَا فَمَضَغْتُ رَأْسَهَا وَنَفَضْتُهَا فَدَفَعْتُهَا إِلَيْهِ فَاسْتَنَّ بِهَا كَأَحْسَنِ مَا كَانَ مُسْتَنًّا ثُمَّ نَاوَلَنِيهَا فَسَقَطَتْ يَدُهُ أَوْ سَقَطَتْ مِنْ يَدِهِ فَجَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَ رِيقِي وَرِيقِهِ فِي آخِرِ يَوْمٍ مِنَ الدُّنْيَا وَأَوَّلِ يَوْمٍ مِنَ الْآخِرَةِ

میرے حبیب کو بلاؤ میں نے کہا علی بن ابی طالب کو بلاؤ بخدا! آپ کا ارادہ بھی وہی تھا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو اُوپر والا کپڑا اُٹھا کر ان کو کپڑے میں داخل کر لیا اور اُن سے بغلگیر رہے حتیٰ کہ وصال کر گئے اور حضرت علی کا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں تھا۔ لیکن ان احادیث میں تعارض نہیں کیونکہ اوّل تو حاکم اور ابن سعد کی احادیث کے تمام طرق میں شیعہ راوی ہیں نیز احتمال ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آخر وقت میں آپ سے جدا نہ ہوئے ہوں اور ام المؤمنین نے ان کے بعد آپ کو اپنے سینہ کے ساتھ لگایا ہُوا ہو اور اسی حال میں وصال ہو گیا ہو۔‘‘ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۱۴۵۔ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں میری باری میں اور میری ہنسلی اور سینہ کے درمیان وصال فرمایا۔ ہماری عادت تھی کہ جب آپ بیمار ہوتے تو ہم آپ کے لئے دعائیں پڑھ کر شفا طلب کرتے تھے، چنانچہ میں آپ کے لئے شفا کی دعا کرنے لگی تو آپ نے سر مبارک آسمان کی طرف اُٹھایا اور فرمایا: ’’رفیق اعلیٰ میں، رفیق اعلیٰ میں‘‘ (اسی حال میں) عبد الرحمٰن بن ابی بکر پاس سے گزرے جبکہ اُن کے ہاتھ میں کھجور کی سبز شاخ تھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف نگاہِ پاک اُٹھائی تو میں نے خیال کیا کہ آپ مسواک چاہتے ہیں میں نے مسواک پکڑی اور اس کا کنارہ چبایا اور نرم کر کے آپ کے حضور پیش کیا تو آپ نے اس کے ساتھ مسواک کی اور بہت اچھی مسواک کی پھر مجھے دینے لگے تو آپ کا دستِ اقدس نیچے مائل ہو گیا یا مسواک آپ کے دستِ اقدس سے گر پڑی تو اللہ تعالیٰ نے دُنیا کے آخری دن اور آخرت کے پہلے دن میں میرے لعاب دہن اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعابِ دہن شریف کو جمع کر دیا۔ (کئی بار اس کی شرح گزری ہے)

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ

٤١٤٦ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ أَقْبَلَ
عَلَى فَرَسٍ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسُّنْحِ حَتَّى نَزَلَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ
حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ فَتَيَمَّمَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُغَشًّى
بِثَوْبِ حِبَرَةٍ فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَهُ وَبَكَى ثُمَّ قَالَ بِأَبِي
أَنْتَ وَأُمِّي وَاللَّهِ لَا يَجْمَعُ اللَّهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ أَمَّا الْمَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ عَلَيْكَ
فَقَدْ مُتَّهَا قَالَ الزُّهْرِيُّ وَحَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ
خَرَجَ وَعُمَرُ يُكَلِّمُ النَّاسَ فَقَالَ اجْلِسْ يَا عُمَرُ فَأَبَى عُمَرُ أَنْ يَجْلِسَ فَأَقْبَلَ
النَّاسُ إِلَيْهِ وَتَرَكُوا عُمَرَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَمَّا بَعْدُ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا
قَدْ مَاتَ وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى
وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ إِلَى الشَّاكِرِينَ وَقَالَ

٤١٤٦ — ترجمہ : ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے گھوڑے پر سوار اپنے گھر سے
جو سنح میں تھا تشریف لائے اور سواری سے اتر کر مسجد میں داخل ہوئے اور لوگوں سے بات نہ کی حتی کہ
ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد کیا آپ کو یمنی لکیردار چادر
سے ڈھانپا گیا تھا۔ انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور سے کپڑا اٹھایا پھر آپ پر جھکے اور چہرۂ انور
کو بوسہ دیا پھر رو پڑے اور کہا یا نبی اللہ! میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں
جمع نہیں کرے گا۔ بہر حال ایک بار موت جو آپ کے مقدر تھی وہ تو ہو چکی۔ زہری نے کہا مجھے ابوسلمہ نے عبداللہ
ابن عباس سے خبر دی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باہر نکلے جبکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ لوگوں سے گفتگو کر رہے
تھے اور کہا اے عمر بیٹھ جاؤ عمر فاروق نے بیٹھنے سے انکار کیا تو لوگ ابوبکر صدیق کی طرف آگئے اور عمر فاروق

وَاللّٰهِ لَكَاَنَّ النَّاسَ لَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ حَتّٰى تَلَاهَا اَبُوْبَكْرٍ فَتَلَقَّاهَا مِنْهُ النَّاسُ كُلُّهُمْ فَمَا اَسْمَعُ بَشَرًا مِنَ النَّاسِ اِلَّا يَتْلُوْهَا فَاَخْبَرَنِىْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ عُمَرَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ سَمِعْتُ اَبَا بَكْرٍ تَلَاهَا فَعَقِرْتُ حَتّٰى مَا تُقِلُّنِىْ رِجْلَاىَ وَحَتّٰى اَهْوَيْتُ اِلَى الْاَرْضِ حِيْنَ سَمِعْتُهُ تَلَاهَا اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ

کو چھوڑ دیا۔ ابوبکر نے کہا: اَمَّا بَعْدُ! تم میں سے جو کوئی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے ہیں اور تم میں سے جو کوئی اللہ کی عبادت کرتا تھا بے شک اللہ تعالیٰ زندہ ہے اس کو موت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "محمد نہیں مگر اللہ کا رسول ہے" "شاکرین" تک بخدا! گویا کہ لوگ پہلے نہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔ حتیٰ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسے پڑھا اُن سے لوگوں نے یہ آیت سیکھی اور کسی شخص سے نہ سنا گیا مگر وہ یہ آیت تلاوت کرتا تھا۔ مجھے سعید بن مسیب نے خبر دی کہ عمر فاروق نے فرمایا بخدا نہیں تھا وہ مگر یہ کہ میں نے ابوبکر کو اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے سنا تو میں مدہوش ہو گیا۔ حتیٰ کہ میرے قدم مجھے اُٹھا نہیں سکتے تھے حتیٰ کہ میں زمین پر گر گیا جبکہ میں نے ابوبکر کو یہ تلاوت کرتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں۔"

۴۱۴۶ — شرح: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مقام سُنح سے تشریف لائے تھے جو اُن کی بیوی بنت خارجہ کا مسکن تھا اور حضور کی اجازت سے وہاں گئے تھے۔ انھوں نے آتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رُخ کیا اور دو آنکھوں کے درمیان بوسہ دے کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا جو موت آپ کا مقدور تھا وہ آپ نے پا لیا ہے یہ اس لئے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ عنقریب اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اُٹھائے گا اور آپ لوگوں کے ہاتھ پاؤں قطع کریں گے اس لئے ابوبکر صدیق نے کہا دنیا میں آپ کو صرف ایک موت آنی تھی سو وہ آ گئی ہے۔ کرمانی نے ذکر کیا کہ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرآن کریم میں یہ کہیں بھی مذکور نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ آیت کریمہ اسی لئے پڑھی تھی کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں۔

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے تو میں نے آپ پر کپڑا ڈال دیا۔ عمر فاروق اور مغیرہ بن شعبہ دونوں آئے اُنھوں نے اجازت طلب کی میں نے اجازت دے دی۔

میں نے آپ سے پردہ اُٹھایا تو عمر فاروق نے آپ کو دیکھ کر کہا ہائے کپڑا اوڑھنے والے پھر دونوں اُٹھے اور چلے گئے جب دروازہ کے قریب پہنچے تو مغیرہ نے کہا اے عمر آپ وفات پا گئے ہیں۔ عمر فاروق نے کہا جھوٹ بولتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات نہ پائیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ منافقوں کو فناہ کرے گا پھر ابوبکر صدیق آئے تو میں نے آپ سے پردہ اٹھایا انھوں نے آپ کو دیکھ کر کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ " جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات فرما گئے ہیں۔ ابن اسحاق، عبدالرزاق اور طبرانی نے عکرمہ کے طریق سے ذکر کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق سے فرمایا کیا تمہارے پاس آپ کا کوئی عہد اس کے متعلق ہے عمر فاروق نے کہا نہیں عباس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے ہیں۔ آپ نے جنگیں لڑیں، صلحیں کیں، نکاح کئے طلاق بھی دی پھر آپ وفات پا گئے اور تمہیں واضح دلیل پر چھوڑا اس میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی ابوبکر صدیق سے پوری موافقت ہے کہ حضور وفات پا گئے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے روایت کی کہ ابوبکر عمر فاروق کے پاس سے گزرے جبکہ وہ لوگوں سے کہہ رہے تھے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال نہیں ہوا اور جب تک منافقوں کا قلع قمع نہ کرلیں گے آپ وفات نہیں پائیں گے۔ اور منافق خوشیاں منا رہے ہیں اور سر اُٹھا لئے ہیں۔ ابوبکر صدیق نے کہا اے عمر حضور انتقال فرما گئے ہیں کیا قرآن میں نہیں پڑھا: اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ " اور فرمایا " وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ " پھر منبر پر تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد خطبہ دیا۔ اور فرمایا: مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ " یہ سن کر عمر فاروق نے کہا کیا یہ قرآن میں ہے؟ مجھے تو معلوم نہیں کہ اللہ کی کتاب میں ہے عبداللہ ابن عمر نے کہا گویا کہ ہمارے چہروں پر پردے تھے جو اُٹھ گئے اور حقیقتِ حال واضح ہوگئی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حضرت عباس اور مغیرہ بن شعبہ نے موافقت کی کہ آپ وفات پا گئے ہیں۔

" ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کو بوسہ دیا "

حضرت ابن عباس اور ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تو ابوبکر صدیق نے آپ کو بوسہ دیا۔ ہم نے پہلے بھی ذکر کیا ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کے چہرۂ انور سے پردہ اُٹھا کر بوسہ دیا۔ یزید بن بابنوس نے ام المؤمنین سے روایت کی کہ ابوبکر صدیق آپ کے سر مبارک کی طرف سے آئے اور آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ پھر کہا ہائے اللہ کے نبی " صلی اللہ علیہ وسلم " پھر سر اُٹھایا اور آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا پھر کہا ہائے میرے صفی پھر سر اُٹھایا اور پیشانی پر بوسہ دے کر کہا ہائے اللہ کے خلیل " ابن ابی شیبہ نے ابن عمر سے روایت کی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پاک پر اپنا منہ رکھا اور بوسہ دیا اور روتے رہے اور کہا میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان ہوں آپ حیات و ممات میں پاکیزہ ہیں۔ طبرانی نے جابر سے روایت کی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

طبرانی نے سالم بن عتیک سے روایت کی کہ ابوبکر صدیق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو مس کیا تو لوگوں نے کہا اے رسول اللہ کے ساتھی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے ہیں ؟ ابوبکر نے جی ہاں ! " (ماخوذ از فتح الباری)

" لَا يَجْعَلُ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْمَوْتَتَيْنِ "

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پاک پر بوسہ دینے کے بعد کہا اللہ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کرے گا۔ اس کلام سے اس بات کی تردید کی جس نے کہا کہ آپ عنقریب زندہ ہوں گے اور لوگوں کے ہاتھ کاٹیں گے۔ اگر یہ بات صحیح ہو تو لازم آئے گا کہ آپ پر ایک اور موت آئے۔ اس لئے ابوبکر صدیق نے وضاحت کر دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ اکرام اور عظمت دی ہے کہ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کیں جیسے اوروں پر دو موتیں جمع کیں چنانچہ جو لوگ ہزارہا کی تعداد میں اپنے گھروں سے موت کے ڈر سے نکلے تھے۔ ان کو مار کر پھر زندہ کیا اور حضرت عزیز علیہ السلام کو فوت کر کے ایک سو سال بعد زندہ کیا تھا۔ ان لوگوں پر دو موتیں آئیں لیکن اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہیں۔ علامہ قسطلانی نے کہا یہ جواب بہترین جواب ہے۔

داؤدی نے جواب دیا کہ دوسری موت سے مراد قبر کی موت ہے جبکہ قبر میں سوال وجواب کے بعد صاحب قبر مر جاتا ہے۔ ایسی موت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہیں۔ یہ جواب جمہور کے موافق ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام کے عالم برزخ میں حیات کے قائل ہیں۔ اکثر احادیث اور آثار اس پر دلالت کرتے ہیں۔ صاحب تیسیر شیخ دہلوی نے کہا یہ جواب ہمارے نزدیک احسن ہے۔

یہ جواب بھی دیا جاتا ہے کہ موت سے مراد کرب وسختی ہے۔ یعنی اس موت کی سختی کے بعد آپ کو کرب نہ ہوگی۔

بعض نے نہایت ہی عجیب جواب دیا کہ دوسری موت سے مراد شریعت کی موت ہے یعنی اللہ تعالیٰ آپ کی موت اور شریعت کی موت کو جمع نہیں کرے گا۔

(حدیث ۱۱۷۳ کی شرح دیکھیں)

۴۱۴۷ — حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ قَبَّلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِهِ.

۴۱۴۸ — حَدَّثَنَا عَلِيٌّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى وَزَادَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ لَدَدْنَاهُ فِي مَرَضِهِ فَجَعَلَ يُشِيرُ إِلَيْنَا أَنْ لَا تَلُدُّونِي فَقُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ أَلَمْ أَنْهَكُمْ أَنْ تَلُدُّونِي قُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيضِ لِلدَّوَاءِ فَقَالَ لَا يَبْقَى أَحَدٌ فِي الْبَيْتِ إِلَّا لُدَّ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَّا الْعَبَّاسَ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۱۴۷ — ترجمہ : عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے ام المومنین عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کی کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی وفات کے بعد بوسہ دیا۔ (اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ میت کو بوسہ دینا جائز ہے)

۴۱۴۸ — ترجمہ : یحییٰ نے ام المومنین سے روایت میں یہ اضافہ ذکر کیا کہ ام المومنین نے فرمایا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ شریف میں دوائی ڈالی آپ نے ہماری طرف اشارہ کیا کہ میرے منہ میں دوائی نہ ڈالو! ہم نے کہا بیمار آدمی دوائی کو اچھا نہیں سمجھتا۔ جب آپ کو افاقہ ہوا تو فرمایا کیا میں نے تمہیں منہ میں دوائی ڈالنے سے منع نہیں کیا تھا۔ ہم نے کہا ہم نے سمجھا تھا کہ آپ کا منع کرنا ایسا تھا جیسے بیمار منع کیا کرتے ہیں۔ فرمایا اس گھر میں کوئی باقی نہ رہے مگر سب کے منہ میں دوائی ڈالی جائے اور میں دیکھتا ہوں، لیکن عباس کے منہ میں دوائی نہ ڈالی جائے کیونکہ وہ حاضر نہ تھے اس کو ابن ابی الزناد نے ہشام سے انہوں نے اپنے والد عروہ سے انہوں نے ام المومنین عائشہ سے "رضی اللہ عنہم"، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا"

۴۱۴۸ — شرح : یعنی یحییٰ بن سعید قطان نے پہلی روایت پر اضافہ ذکر کیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ علی بن مدینی نے عبد اللہ بن ابی شیبہ کی یحییٰ بن سعید سے روایت

۴۱۴۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَزْهَرُ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْصٰى اِلٰى عَلِيٍّ فَقَالَتْ مَنْ قَالَهُ لَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنِّيْ لَمُسْنِدَتُهُ اِلٰى صَدْرِيْ فَدَعَا بِالطَّسْتِ فَانْخَنَثَ فَمَاتَ وَمَا شَعَرْتُ فَكَيْفَ اَوْصٰى اِلٰى عَلِيٍّ

کرنے میں پہلی حدیث کی موافقت کی ہے اور اس پر ”منہ میں دوائی ڈالنے کا ،، اضافہ ذکر کیا ہے۔ منہ کے ایک کنارے میں دوائی ڈالنے کو لُدّ کہتے ہیں اور جو دوائی حلق میں گرائی جائے اس کو وُجُور کہتے ہیں اور جو ناک میں دوائی ڈالی جائے اس کو سَعُوط کہتے ہیں۔ اس روائت کا حاصل یہ ہے کہ اہل خانہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کرنے کے باوجود آپ کے منہ میں دوائی ڈالی اُنہوں نے یہ خیال کیا تھا کہ جیسے مریض دوائی کو اچھا نہیں سمجھتا شائد آپ بھی اسی لئے منع فرما رہے ہیں۔ اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے افاقہ ہونے کے بعد حکم دیا کہ ان لوگوں نے میرے منع کرنے کے باوجود میرے منہ میں دوائی ڈالی ہے ان سب سے قصاص لیا جائے اور انہیں عقوبت دی جائے کہ اُنہوں نے میرا حکم نہیں مانا اور سب کے منہ میں میرے سامنے دوائی ڈالی جائے جنہوں نے آپ کے منہ میں دوائی ڈالی ظاہر ہے کہ اُن سے قصاص لیا جاتا لیکن جو وہاں حاضر تھے اور وہ منہ میں دوائی ڈالنے میں شریک نہیں تھے۔ اُن سے قصاص لینا اس وجہ سے تھا کہ اُنھوں نے دوسروں کو روکا نہیں تھا۔ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا اِن اہل خانہ میں موجود تھیں اس لئے ان کو بھی لُدّ کیا گیا، حالانکہ وہ روزہ سے تھیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے کوئی مستثنیٰ نہ تھا۔ ابن اسحاق نے مغازی میں ذکر کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ شریف میں دوائی ڈالنے کا حکم دیا تھا اور کہا ہم ضرور آپ کے منہ میں دوائی ڈالیں گے۔ جب آپ کو افاقہ ہوا تو فرمایا میرے ساتھ یہ کس نے کیا ہے؟ اہل خانہ نے کہا یا رسول اللہ! آپ کے چچا نے کیا ہے لیکن یہ منافات نہیں، کیونکہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ آپ کے منہ شریف میں دوائی ڈالنے کا حکم دے کر باہر چلے گئے تھے اور لُدّ کے وقت حاضر نہ تھے اس لئے ان کو لُدّ نہ کیا گیا تھا،، علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوا لینے سے انکار اس لئے کیا تھا کہ وہ آپ کی ذات کریمہ کے موافق نہ تھی، کیونکہ اہل خانہ نے سمجھا تھا کہ آپ کو سینے میں درد ہے۔ اسی لئے انھوں نے اس کے مطابق دوائی تجویز کی تھی حالانکہ ایسا نہ تھا۔

۴۱۴۹ — ترجمہ : اسود نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ذکر کیا گیا کہ نبی کریم

۴۱۵۰ــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ عَنْ طَلْحَةَ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِيْ اَوْفٰى اَوْصَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا فَقُلْتُ كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ اَوْ اُمِرُوْا بِهَا قَالَ اَوْصٰى بِكِتَابِ اللّٰهِ

۴۱۵۱ــ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ قَالَ مَا تَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا اَمَةً اِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ الَّتِيْ كَانَ يَرْكَبُهَا وَسِلَاحَهُ وَاَرْضًا جَعَلَهَا لِابْنِ السَّبِيْلِ صَدَقَةً ــ

صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی ہے (کہ وہ آپ کے جانشین ہوں گے) ام المومنین نے فرمایا یہ کون کہتا ہے؟ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، حالانکہ میں نے آپ کو سینے کے ساتھ ٹیک لگائی ہوئی تھی۔ آپ نے پانی کا تھال منگوا لیا تاکہ اس میں کلی کریں پھر انتقال فرما گئے اور مجھے معلوم تک نہ ہُوا تو علی کو وصیت کیسے کر دی؟ (حدیث ۲۵۵۴ کی شرح دیکھیں)

۴۱۵۰ــ ترجمہ: طلحہ نے کہا میں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت کی ہے۔ انہوں نے کہا نہیں میں نے کہا لوگوں پر وصیت کیونکر فرض کی گئی ہے یا لوگوں کو اس کا حکم دیا گیا ہے۔ انھوں نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب پر عمل کرنے کی وصیت کی۔

۴۱۵۰ــ شرح: قولہ اَوْصٰى بِكِتَابِ اللّٰهِ، یعنی اَمَرَ بِكِتَابِ اللّٰهِ ،، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب پر عمل کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ اس پر وصیت کا اطلاق بطور مشاکلہ ہے۔ لہٰذا وصیت کی نفی اور اثبات میں منافات نہیں۔ یعنی جس وصیت کی نفی کی وہ مال یا امامت و خلافت کی وصیت تھی اور جس کو ثابت کیا وہ اللہ کی کتاب پر عمل کا حکم دیا تھا۔

(حدیث ۲۵۵۳ کی شرح دیکھیں)

۴۱۵۱ــ ترجمہ: عمرو بن حارث نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ دینار نہ درہم نہ غلام اور نہ لونڈی چھوڑی صرف سفید خچر چھوڑا جس پر سواری فرمایا کرتے تھے اور ہتھیار اور کچھ زمین چھوڑی جسے مسافروں کے لئے صدقہ کر دیا تھا،،

۴۱۵۲ــــ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ وَاكَرْبَ اَبَاهُ فَقَالَ لَهَا لَيْسَ عَلٰی اَبِيْكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ فَلَمَّا مَاتَ قَالَتْ يَا اَبَتَاهُ اَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ يَا اَبَتَاهُ مَنْ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَاْوَاهُ يَا اَبَتَاهُ اِلٰی جِبْرِيْلَ نَنْعَاهُ فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَةُ يَا اَنَسُ اَطَابَتْ اَنْفُسُكُمْ اَنْ تَحْثُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ

۴۱۵۱ــــ شرح : عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین جُوَیریہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں۔ حدیث ۲۵۵۲ کی شرح دیکھیں

۴۱۵۲ــــ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخت بیمار ہو گئے اور بیماری سے بے ہوش ہو گئے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہائے میرے والد کو سخت تکلیف ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ! آج کے بعد تمہارے والد پر کوئی تکلیف نہیں ہے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو سیدہ نے فرمایا: اے میرے ابا جان! جس نے اللہ کی دعوت کو قبول کر لیا۔ اے میرے ابا جان! جنت الفردوس آپ کا ٹھکانہ ہے اے میرے والد ہم جبرائیل کو آپ کے وصال کی خبر دیتے ہیں۔ جب آپ کو دفن کیا گیا تو سیدہ نے فرمایا اے انس! کیا تم خوش ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مٹی ڈال رہے ہو!

۴۱۵۲ــــ شرح : سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا روتے ہوئے یہ کلمات فرمانا نوحہ نہیں تھا جو شریعت مطہرہ میں ممنوع ہے کیونکہ نوحہ ممنوع ہے کہ رونے والا میت کے ایسے اوصاف ذکر کرے جو اس میں پائے نہیں جاتے اور ایسے اوصاف میں مبالغہ کرے بلکہ یہ ندبہ ہے جو شریعت میں مباح ہے۔ اس میں وہ جھوٹی باتیں نہیں ہوتیں جو جاہلیت میں لوگ ذکر کیا کرتے تھے۔ قولہ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ الخ لفظ جعل صیغہ ماضی معروف ہے اس کا فاعل ضمیر ھو ہے جو ثقل کی طرف راجع ہے اور لفظ ثقل۔ لما ثقل،، کے ضمن میں ہے یعنی ثقل دلالت تضمن کے اعتبار سے مذکور ہے يَتَغَشَّاهُ،، میں ضمیر مرفوع ثقل مقدر کی طرف راجع ہے عبارت کا معنی یہ ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور سخت بے چینی نے آپ پر غلبہ کر لیا تو آپ پر غشی طاری ہوئی نبی پر غشی آسکتی ہے جنون نہیں آسکتا۔ قولہ واکرب اباہ آہ میں الف ندبہ کے لیے ہے۔ اور ہا سکتہ کی ہے جو

بَابُ اٰخِرُ مَا تَكَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۱۵۳۔ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ يُونُسُ قَالَ الزُّهْرِيُّ

وقف کے لئے لائی جاتی ہے ۔عبارت کا معنی یہ ہے ۔ ہائے میرے والد کو سخت تکلیف ہے ۔جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ آج کے بعد تمہارے والد پر کوئی تکلیف نہیں ہے ۔ اور جب ہم دارِ کرامت پہنچ گئے تو کوئی تکلیف نہیں ہوگی ۔ قولہ مَنْ جَنَّةُ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ مَنْ موصولہ ہے اور جنتُ الفردوس مبتداء اور "ماواہ" خبر ہے ۔ دوسری ترکیب یہ ہے کہ مَنْ جارہ ہے ۔ وہ مجرور سمیت خبر مقدم اور "ماواہ" مبتداء موخر ہے یعنی آپ کا ٹھکانا جنت الفردوس ہے جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف میں صحابہ کرام مٹی گرا رہے تھے تو سیدہ نے حضرت انس سے فرمایا اے انس تمہیں آپ سے اس قدر محبت ہونے کے باوجود آپ پر مٹی ڈالنے میں تم خوش ہو کیا تمہاری جانیں اس کی اجازت دیتی ہیں ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے غایت ادب و احترام کے پیش نظر جواب عرض کرنے میں خاموشی کی لیکن زبانِ حال سے کہا ہمارے دل اس پر خوش نہیں لیکن آپ کے حکم کے مطابق ہم ایسا کرنے میں مجبور ہیں پھر سیدہ رضی اللہ عنہا نے تربت انور سے مٹی لے کر فرمایا :۔

مَاذَا عَلَى مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ اَحْمَدٍ ۔۔۔ اَلَّا يَشُمَّ مَدَى الزَّمَانِ غَوَالِيَا

صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّهَا ۔۔۔ صُبَّتْ عَلَى الْاَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَا

جو شخص سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کی مٹی کو سونگھ لے اس پر لازم ہے کہ اپنی عمر کے زمانہ کے کسی جزو میں غوالی[1] کو نہ سونگھے ۔ میرے اوپر مصائب گر پڑے اگر وہ صاف و شفاف دنوں پر گریں تو وہ اندھیری راتیں ہو جائیں ۔

باب ۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری کلام شریف

۴۱۵۳ ۔۔۔ ترجمہ :۔ زہری نے کہا سعید بن مسیب نے چند لوگوں میں جو اہل علم تھے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، حالانکہ آپ تندرست تھے

[1] غوالی ، کستوری ، عود ، عنبر اور رنیل سے مرکب خاص خوشبو ہے ۔

اَخْبَرَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ فِیْ رِجَالٍ مِّنْ اَہْلِ الْعِلْمِ اَنَّ عَائِشَۃَ قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ وَھُوَ صَحِیْحٌ اَنَّہٗ لَمْ یُقْبَضْ نَبِیٌّ حَتّٰی یَرٰی مَقْعَدَہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ ثُمَّ یُخَیَّرَ فَلَمَّا نَزَلَ بِہٖ وَرَاْسُہٗ عَلٰی فَخِذِیْ غُشِیَ عَلَیْہِ ثُمَّ اَفَاقَ فَاَشْخَصَ بَصَرَہٗ اِلٰی سَقْفِ الْبَیْتِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی فَقُلْتُ اِذًا لَّا یَخْتَارُنَا وَعَرَفْتُ اَنَّہُ الْحَدِیْثُ الَّذِیْ کَانَ یُحَدِّثُنَا وَھُوَ صَحِیْحٌ قَالَتْ وَکَانَتْ اٰخِرَ کَلِمَۃٍ تَکَلَّمَ بِھَا اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی

بَابُ وَفَاۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

۴۱۵۴ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عَنْ یَحْیٰی عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ عَائِشَۃَ وَابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَبِثَ بِمَکَّۃَ عَشْرَ سِنِیْنَ یُنْزَلُ عَلَیْہِ الْقُرْاٰنُ وَبِالْمَدِیْنَۃِ عَشْرًا

کوئی نبی قبض نہیں ہوتا حتی کہ وہ اپنی جگہ جنت میں دیکھ لیتا ہے پھر اسے اختیار دیا جاتا ہے (دنیا میں رہیں یا آخرت کو پسند کریں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات قریب ہوئی جبکہ آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا تو آپ پر غشی طاری ہوگئی پھر افاقہ ہوا تو آپ نے گھر کی چھت کی طرف نظر جما دی پھر فرمایا: اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی" پس میں نے کہا اب ہمیں اختیار نہ کریں گے اور میں نے پہچانا کہ یہ وہی کلام ہے جو ہم سے بیان فرمایا کرتے تھے حالانکہ آپ صحت کی حالت میں تھے۔ ام المؤمنین نے فرمایا: آپ کا آخری کلام جو آپ نے فرمایا تھا وہ یہ تھا اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی" یعنی میں اپنے اعلیٰ رفیق کو اختیار کرتا ہوں (حدیث ۴۱۳۳ کی شرح دیکھیں)

باب ــ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

۴۱۵۴ ــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں دس برس اقامت فرمائی۔

۴۱۵۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلٰثٍ وَّسِتِّيْنَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَّاَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ مِثْلَهُ —

اس حال میں کہ آپ پر قرآن نازل ہوتا رہا اور مدینہ منورہ میں دس سال رہے۔"

۴۱۵۴ — شرح : اگر کوئی یہ سوال پوچھے یہ یقینی بات ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں بعثت کے بعد تیرہ سال مقیم رہے اس کا جواب یہ ہے کہ عرب کے حساب دانوں کی عادت ہے کہ وہ کسور کو شمار نہیں کرتے۔ علامہ کرمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے شعبی سے نقل کیا کہ مراد یہ ہے کہ تین سال وحی منقطع رہی تھی اور فتور وحی کے بعد دس سال مکہ مکرمہ میں مقیم رہے پھر مکہ سے ہجرت فرمائی۔

۴۱۵۵ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی جبکہ آپ کی عمر شریف تریسٹھ برس تھی۔ ابن شہاب نے کہا مجھے سعید بن مسیب سے اس جیسی روایت کی۔

۴۱۵۵ — شرح : جمہور محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف چالیس برس ہوئی تو آپ پر وحی نازل ہوئی اور اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ آپ نے ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں دس برس اقامت فرمائی۔ اس کو یہ لازم ہے کہ آپ بعثت کے بعد مکہ مکرمہ تیرہ برس تشریف فرما رہے۔ لہٰذا آپ کی عمر شریف تریسٹھ برس ہوئی۔ علامہ قسطلانی نے ذکر کیا کہ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف پینسٹھ برس تھی اسے مسلم نے عمار بن ابی عمار کے طریق سے ابن عباس سے ذکر کیا ہے۔

اسی طرح احمد نے یوسف بن مہران کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی بعض علماء نے دونوں مختلف اقوال کو اس طرح متفق کیا کہ جس نے کہا کہ آپ کی عمر شریف پینسٹھ برس تھی۔ انہوں نے سن ولادت اور سن وفات کو شامل کیا ہے۔ پھر کہا لایخفی مافیہ۔ اس میں یہ اشارہ کیا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سن ولادت باسعادت اور سن وفات میں کسر شامل ہیں کیونکہ آپ کی ولادت باسعادت ماہ ربیع الاول میں ہی تھی۔ اور وفات بھی اسی ماہ میں تھی۔

بَابٌ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهٗ مَرْهُوْنَةٌ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ بِثَلٰثِيْنَ صَاعًا

بَابُ بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ

باب

ترجمہ : اسود نے ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی حالانکہ آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس ۳۰ صاع طعام کے عوض مرہون تھی۔

شرح : اس یہودی کو ابو الشحم کہا جاتا تھا۔ بیہقی کی روایت میں بیس صاع مذکور ہیں۔ شیخ ابن حجر نے کہا کہ شائد طعام تیس صاع سے کم ہوگا کسر کو شمار کریں تو تیس صاع ہو جاتے ہیں اور اگر کسر کو شمار نہ کریں تو بیس رہ جاتے ہیں۔ ابن الطلاع نے اقضیہ نبویہ میں ذکر کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مرہونہ زرہ یہودی سے چھڑائی تھی۔ اس سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مومن کی جان اس کے قرض کے عوض معلق رہتی ہے حتیٰ کہ اس کا قرض ادا کیا جائے سے مراد یہ ہے کہ جو شخص صاحب دَین کے پاس اتنی شئی نہ چھوڑے جس سے قرضہ پورا کیا جاسکے۔ یہاں اس حدیث کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے آخری احوال اس طرح تھے

باب سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض وفات میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو امیر بنا کر بھیجنا "

شرح : اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ نے اُسامہ کو وفات سے صرف پہلے ہفتہ کے روز تیار کیا تھا جبکہ آپ کی وفات پیر کے دن ہوئی تھی آپ نے اسامہ کو لشکر کا امیر بنا کر شام کی طرف بھیجا تھا۔ ابن اسحاق نے کہا صفر کے آخر میں جبکہ صرف دو راتیں باقی تھیں۔ بدھ کے روز سرور کائنات

صلی اللہ علیہ وسلم کو درد شروع ہوا اور بخار اور سر درد ہونے لگا۔ جب جمعرات کی صبح ہوئی تو اپنے دست مبارک سے اسامہ کو جھنڈا دیا اور فرمایا اللہ کے نام سے غزوہ کرو اور جو کوئی اللہ کی ذات ستودہ صفات کا انکار کرے اس کو قتل کرو اور جہاں تمہارا والد شہید ہوا تھا وہاں جاؤ میں نے تمہیں اس لشکر کا امیر مقرر کیا ہے۔ حضرت اسامہ ابن زید رضی اللہ عنہ جھنڈا ہاتھ میں لے کر باہر نکلے اور بریدہ بن حصیب اسلمی کو جھنڈا دیا اور جرف میں لشکر جمع ہو گیا مہاجرین اولین اور انصار میں کوئی بھی پیچھے نہ رہا۔ سب اس غزوہ میں شامل ہوئے حتیٰ کہ ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم اسامہ کی قیادت میں غزوہ کے لئے تیار ہوئے۔ بعض لوگوں نے کہا اس بچے کو مہاجرین اولین پر امیر مقرر کیا گیا ہے یہ سُن کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم غصہ سے بھر گئے اور باہر تشریف لائے حالانکہ اپنے سر پر کپڑا باندھا ہوا تھا اور منبر شریف پر جلوہ افروز ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا اے لوگو! مجھے اسامہ کو امیر مقرر کرنے کے متعلق تمہاری باتیں پہنچی ہیں اگر تم نے اسامہ کو امیر مقرر کرنے میں طعن کیا ہے تو اس سے پہلے تم نے اس کے والد کو امیر مقرر کرنے میں طعن کیا تھا۔ خدا کی قسم! وہ امیر بننے کے لائق تھے اور ان کے بعد اس کا بیٹا امیر بننے کے لائق ہے۔ پھر منبر شریف سے اُتر کر گھر تشریف لے گئے۔ یہ گیارہ ہجری کے گیارہ ربیع الاول ہفتہ کے روز کا واقعہ ہے۔ ابن ہشام نے کہا لوگوں نے اسامہ کی امارت میں اس لئے طعن کیا تھا کہ وہ آزاد کردہ غلام کے بیٹے اور عمر میں چھوٹے تھے۔ بعض نے کہا منافقوں نے اسامہ کے متعلق باتیں بنائی تھیں۔ جب اتوار کا دن آیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض اور شدت اختیار کر گیا تو حضرت لشکر سے واپس آ گئے

جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کپڑے میں لپیٹے ہوئے تھے۔ اسامہ نے اپنا سر نیچے کر کے آپ کو بوسہ دیا حالانکہ حضور کلام نہیں کرتے تھے۔ پھر اسامہ لشکر میں چلے گئے پھر پیر کے روز آئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس روز کچھ افاقہ تھا آپ نے اسامہ کو حکم دیا کہ وہ لشکر لے کر کوچ کریں ابھی وہ سواری کی تیاری ہی کر رہے تھے کہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کا قاصد پیغام لے کر آیا اور کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن، اسامہ واپس آ گئے اور ان کے ساتھ عمر فاروق اور ابوعبیدہ بن جراح بھی واپس آ گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ آپ نے ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو پیر کے دن ظہر کے وقت وفات پائی۔ جرف میں مسلمانوں کا لشکر جمع تھا وہ بھی مدینہ منورہ آ گئے اور بریدہ بن حصیب بھی اسامہ کا جھنڈا لے کر مدینہ منورہ آ گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کے دروازہ کے پاس جھنڈا گاڑ دیا۔ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی تو انہوں نے اسامہ کو حکم دیا کہ وہ لشکر لے کر چلے جائیں، چنانچہ اسامہ کی قیادت میں لشکر روانہ ہوا وہ بیس روز چلتے رہے اور غارہ پر حملہ کیا جس نے بھی گردن اٹھائی اس کو قتل کیا اور جس پر قادر ہوئے اسے قید کیا۔ ان کے مکانات کھیتیاں اور کھجوریں جلا دیں۔ اسامہ اپنے والد کے گھوڑے سبحہ پر سوار تھے۔ اور غارہ میں اپنے والد کے قاتل کو قتل کیا۔ پھر غنیمت تقسیم کر کے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اللہ کے فضل سے ایک مسلمان بھی شہید نہ ہوا۔ ابوبکر صدیق مہاجرین کے ساتھ اور اہل مدینہ منورہ

۴۱۵۷ــ حَدَّثَنَا أَبُوعَاصِمٍ الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنِ الْفُضَيْلِ بْنِ سُلَيْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُسَامَةَ فَقَالُوا فِيهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّكُمْ قُلْتُمْ فِي أُسَامَةَ وَإِنَّهُ أَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ

۴۱۵۸ــ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ فَطَعَنَ النَّاسُ فِي إِمَارَتِهِ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنْ تَطْعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُونَ فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلُ وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيقًا لِلْإِمَارَةِ وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ

اُن کے استقبال کے لئے مدینہ منورہ سے باہر تک گئے۔ اُسامہ اپنے والد کے سبحہ پر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور اُن کے آگے بریدہ بن حصیب جھنڈا اُٹھائے ہوئے تھے۔ جب حمص میں ہرقل کو اسامہ کی کامیابی کی خبر پہنچی تو اُس نے بلقاء میں لشکر جمع کرنے شروع کئے پھر وہیں رہا حتیٰ کہ ابوبکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے عہدِ خلافت میں لشکر شام کی طرف روانہ ہوئے (عینی)

۴۱۵۷ــ ترجمہ: سالم نے اپنے والد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسامہ کو امیر مقرر کیا تو لوگوں نے اُن کے متعلق کچھ باتیں کہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اُسامہ کے بارے میں جو باتیں کی ہیں مجھے پہنچی ہیں وہ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے۔ (یعنی جن لوگوں نے ان کی امارت میں طعن کیا ہے۔ اُن سب سے اُسامہ مجھے زیادہ محبوب ہے)

۴۱۵۸ــ ترجمہ: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر تیار کیا اور اس پر اسامہ بن زید کو امیر مقرر کیا بعض لوگوں نے ان کی امارت میں طعن کی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا اگر تم نے اس کی امارت

باب ۴۱۵۸ حَدَّثَنَا اَصْبَغُ قَالَ اَخْبَرَنِی ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِی عَمْرٌو عَنِ ابْنِ اَبِی حَبِیْبٍ عَنْ اَبِی الْخَیْرِ عَنِ الصُّنَابِحِیِّ اَنَّهٗ قَالَ لَهٗ مَتٰی هَاجَرْتَ قَالَ خَرَجْنَا مِنَ الْیَمَنِ مُهَاجِرِیْنَ فَقَدِمْنَا الْجُحْفَةَ فَاَقْبَلَ رَاکِبٌ فَقُلْتُ لَهُ الْخَبَرَ الْخَبَرَ فَقَالَ دَفَنَّا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ خَمْسٍ قُلْتُ هَلْ سَمِعْتَ فِی لَیْلَةِ الْقَدْرِ شَیْئًا قَالَ نَعَمْ اَخْبَرَنِی بِلَالٌ مُؤَذِّنُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ فِی السَّبْعِ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ

میں طعن کرتے ہو تو تم اس سے پہلے ان کے والد کی امارت میں طعن کرتے تھے۔ بخدا! وہ امارت کے لائق تھا۔ وہ مجھے لوگوں سے زیادہ محبوب تھا۔ اس کے بعد یہ اُسامہ مجھے لوگوں سے زیادہ محبوب ہے (جنہوں نے طعن کیا ہے)

۴۱۵۷ — شرح : سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خطبہ فرمایا پھر منبر سے نیچے تشریف لائے اور گھر میں تشریف لے گئے۔ یہ اتوار کا واقعہ ہے۔ نیز گیارہ ہجری کے ربیع الاوّل میں مسلمان آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاجِ اشرف کے تغیر اور بیماری کی شدّت کو دیکھا تو اُسامہ کو خبر دی اُسامہ اس وقت آئے جبکہ آپ کلام نہیں کر سکتے تھے۔ آپ نے دستِ اقدس آسمان کی طرف اُٹھا کر اُسامہ کے چہرے پر رکھا اسامہ نے کہا مجھے معلوم ہُوا کہ آپ نے میرے لئے دُعا کی ہے۔ پھر وہ لشکر میں چلے گئے اور ان کو حکم دیا کہ اب روانہ ہو جائیں۔ لوگ گھوڑوں پر سوار ہوئے ہی تھے کہ اچانک سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی خبر پہنچ گئی۔ اسی وقت اُسامہ واپس آگئے جب لوگ ابوبکر صدیق کی بیعت کر چکے تو اُسامہ کا لشکر تیار کیا اور جو لوگ متعین ہو چکے تھے وہ اُسامہ کے ساتھ کر دیئے۔ واقدی نے کہا یہ لشکر تین ہزار افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں سے سات سو قریش مہاجرین تھے۔ ابن اسحاق نے صحیح روایت کی کہ لشکر تیار کرنے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسامہ سے عمر فاروق کے لئے رخصت طلب کی۔ اُسامہ نے ابوبکر صدیق کی سفارش قبول کرتے ہوئے عمر فاروق کو رخصت دے دی۔ اُسامہ لشکر لے کر روانہ ہو گئے بہت کفار قتل کئے اور بہت قید کئے۔ اُن کے مکانات اور دیگر اشیاء جلا دیں اور مسلمانوں کا بال بیکا نہ ہُوا۔ یہ آخری چھوٹا لشکر تھا جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ کیا تھا اور ابوبکر صدیق کا یہ پہلا لشکر تھا جسے انہوں نے تیار کیا تھا، (قسطلانی)

باب — ۴۱۵۸ — ترجمہ : ابوالخیر صنابحی سے روایت کی کہ اُنھوں نے صنابحی سے کہا تم نے کب ہجرت کی تھی۔ صنابحی نے کہا ہم یمن سے

بَابُ كَمْ غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۴۱۵۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ كَمْ غَزَوْتَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَ عَشْرَةَ قُلْتُ كَمْ غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تِسْعَ عَشْرَةَ

۴۱۶۰ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسَ عَشْرَةَ

ہجرت کرتے ہوئے نکلے اور جُحفہ پہنچے تو ایک سوار آیا میں نے اس سے خبر پوچھی تو اس نے کہا پانچ روز ہوئے ہیں۔ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دفن کر دیا ہے۔ میں نے کہا کیا لیلۃ القدر کے بارے میں تو نے کچھ سُنا ہے اُس نے کہا ہاں سُنا ہے۔ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن بلال نے خبر دی کہ لیلۃ القدر آخری عشرہ کی ساتویں رات ہے۔
(لیلۃ القدر کی بحث کتاب الصوم میں مذکور ہے۔ حدیث ع۱۸۹۱ کی شرح دیکھیں)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے غزوے لڑے

۴۱۵۹ — ترجمہ : ابو اسحاق نے کہا میں نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ کتنے غزوے لڑے ہیں۔ انہوں نے کہا سترہ ۱۷ غزوے لڑے ہیں۔ میں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتنے غزوے لڑے کہا انیس ۱۹ ! (حدیث ع۳۶۹۷ کی شرح دیکھیں)

۴۱۶۰ — ترجمہ : براء رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں پندرہ جہاد کئے ،،

۴۱۶۰ — شرح : سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات کی تعداد میں اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ یعقوب بن سفیان نے اپنے اسناد کے ساتھ مکحول سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھارہ جنگیں لڑیں اور آٹھ میں قتل و غارت کی ان میں سے بدر دوسرا اُحد تیسرا احزاب چوتھا قریظہ پانچواں بئر معونہ چھٹا غزوہ بنی مصطلق جو قبیلہ خزاعہ کی شاخ ہے۔ ساتواں غزوۂ خیبر، آٹھواں غزوہ مکہ نواں حنین اور طائف کے غزوات۔ ابن کثیر نے کہا صحیح یہ ہے کہ غزوہ بیر معونہ اُحد کے بعد لڑا گیا ہے۔ زہری سے

۴۱۶۱ — حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلِ ابْنِ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَیْمٰنَ عَنْ كَهْمَسٍ عَنِ ابْنِ بُرَیْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سِتَّ عَشْرَةَ غَزْوَةً

روائت ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چوبیس[۲۴] غزوے لڑے (طبرانی) عبد بن حمید نے مسند میں روائت کی کہ حضرت جابر نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیس غزوات لڑے ابن اسحاق نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے ستائیس غزوات لڑے ہیں۔ قتادہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام غزوات اور سرایا (چھوٹے غزوے) تنتالیس[۴۳] ہیں ان میں سے چوبیس[۲۴] میں صحابہ کو بھیجتے رہے اور انیس بڑے غزوے ہیں۔ ان میں سے آٹھ میں بنفسِ خود گئے۔ ابن اسحاق نے کہا سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعوث اور سرایا اڑتیس ہیں (عینی و قسطلانی)

۴۱۶۱ — ترجمہ : احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال نے بیان کیا کہ ہمیں معتمر بن ہلال نے کہمس کے ذریعہ ابن بریدہ سے اُنھوں نے اپنے والد سے روائت کی کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں سولہ غزوات لڑے۔

امام احمد بن محمد بن حنبل ابن ہلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مروزی شیبانی امام ہیں جب مرو سے نکلے تھے اس وقت وہ اپنی والدہ کے شکم میں تھے اور بغداد میں ان کا تولد ہوا اور وہیں وفات پائی ان کی قبر مشہور زیارت گاہ ہے وہاں سے لوگ تبرک حاصل کرتے ہیں۔ وہ دنیا کے امام اور اہلسنت کے پیشوا تھے۔ دو سو اکتالیس[۲۴۱] ہجری میں وفات پائی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بریدہ بن حصیب مشہور صحابی اسلمی ہیں۔ رضی اللہ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَاِمَامِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ

كِتَابُ التَّفْسِيرِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اِسْمَانِ مِنَ الرَّحْمَةِ الرَّحِيْمُ وَالرَّاحِمُ
بِمَعْنًى وَّاحِدٍ كَالْعَلِيْمِ وَالْعَالِمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

كِتَابُ التَّفْسِيرِ

تفسیر لغت میں فسر سے مشتق ہے۔ اس کا معنی ہے ""بیان"" قاموس میں بمعنی کشف اور ابانت ذکر کیا ہے۔ اصطلاح میں تفسیر کا معنیٰ مدلولات نظمِ قرآنی کا کشف و وضاحت ہے۔ تفسیر و تاویل میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ ابوعبیدہ نے کہا یہ دونوں ہم معنیٰ ہیں۔ بعض نے کہا تفسیر میں لفظ کی مراد کا بیان ہوتا ہے اور تاویل میں مرادی معنی کا بیان ہوتا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے صحیح میں جو بطریق تعلیق ابن عباس سے تفسیر ذکر کی ہے۔ وہی تعلیقات تفسیر ابن جریر اور ابن حاتم میں ابن عباس سے بطریق موصول مذکور ہیں۔

""بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ"" اس آیت کریمہ میں رحمٰن، رحیم دونوں اسم رحمت سے مشتق ہیں اور لغت میں رحمت کا معنی دل کی نرمی اور مہربانی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی نسبت انعام و احسان مجازی معنی مراد ہے۔ رحمن و رحیم میں فرق مشہور ہے۔ حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ رحمٰن سے جب سوال کیا جائے

بَابُ مَا جَاءَ فِي فَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُمِّيَتْ أُمَّ الْكِتَابِ لِأَنَّهُ يُبْدَأُ بِكِتَابَتِهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَيُبْدَأُ بِقِرَاءَتِهَا فِي الصَّلٰوةِ وَالدِّيْنُ الْجَزَاءُ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَمَا تَدِيْنُ تُدَانُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ بِالدِّيْنِ بِالْحِسَابِ مَدِيْنِيْنَ مُحَاسَبِيْنَ

تو نازل ہوتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ رحمٰن و رحیم دونوں رقیق اسم ہیں۔ ان میں سے ایک دوسرے سے زیادہ رقیق ہے۔ رحمٰن رقیق ہے اور رحیم اپنی مخلوق کو رزق عطاء کر کے مہربانی کرتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ رحمٰن ساری مخلوق کے لئے اور رحیم صرف مومنوں کے لئے ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے رحمٰن الدنیا کیونکہ دنیا میں مومن اور غیر مومن سب ہیں۔ اور رحیم الاخرہ، کیونکہ آخرت میں صرف مومنوں پر ہی ظلِ عاطفت ہوگا، جس سے کفار محروم ہوں گے (بیضاوی وغیرہ) اصل معنی کے اعتبار سے رحیم اور راحم ہم معنی ہیں جیسے علیم اور عالم اصلی معنیٰ کے اعتبار سے ہم معنیٰ ہیں۔ جبکہ اس پر زیادتی کا لحاظ نہ کیا جائے (عینی)

باب ۔ سورۂ فاتحہ اور اس کی فضیلت اور تفسیر

سورۂ فاتحہ کے تیرہ نام ہیں: ع۱ فاتحۃ الکتاب کیونکہ اس کے ساتھ مصاحف اور تعلیم ایسے امور شروع کئے جاتے ہیں اور یہ سب سے پہلے آسمان سے نازل ہوئی تھی۔ ع۲ ام القرآن ع۳ کنز ع۴ وافیہ یہ نام اس لئے ہے کہ یہ رکعت میں تنصیف کی قابل نہیں ع۵ سورۃ الحمد کیونکہ اس کے اوّل میں حمد ہے ع۶ سورۃ الصلوۃ ع۷ سبع مثانی ع۸ شفا اور شافیہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورۂ فاتحہ ہر قسم کے زہر کی شفاء ہے ع۹ کافیہ کیونکہ یہ غیر سے کفایت کرتی ہے ع۱۰ اساس کیونکہ یہ قرآن کریم کی پہلی سورت ہے گویا کہ یہ قرآن کی بنیاد ہے ع۱۱ سورۃ السؤال کیونکہ اس میں انسان اپنے رب سے سوال کرتا ہے۔

ع۱۲ سورۂ شکر کیونکہ اس میں اللہ کی ثناء ہے اور ثناء ہی شکر ہے۔

ع۱۳ سورۃ الدعاء کیونکہ یہ دعاء پر مشتمل ہے اور وہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ہے۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء ربوبیت رحمت، مالکیت، استحقاق عبادت، توفیق خیر، بندوں کی ہدایت، توجہ الی اللہ، اختصاص عبادت، استعانت، طلب رشد، آداب دعاء، صالحین کے حال سے موافقت، گمراہوں سے اجتناب و نفرت، دنیا کی زندگی کا خاتمہ اور روزِ جزاء کا تفصیلاً بیان ہے۔

۴۱۶۲ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدِ بْنِ الْمُعَلّٰى قَالَ كُنْتُ أُصَلِّي فِي الْمَسْجِدِ فَدَعَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمۃ الباب : اس کا نام ام الکتاب اس لئے ہے کہ یہ سالوں سے پہلے لکھی جاتی ہے اور نماز میں اس سے قرأت کی ابتداء ہوتی ہے۔ دین کا معنیٰ ہے جزاء اچھی ہو یا بُری۔ جیسے جزاء دے گا ویسے جزاء دیا جائے گا (جیسا کرے گا ویسا بھرے گا) مجاہد نے کہا بِالدِّيْنِ،، کے معنی ہیں حساب اور مَدِيْنِيْن ،، کے معنی ہیں حساب کئے گئے،،

شرح : یعنی سورۂ فاتحہ کو ام القرآن کہا جاتا ہے کیونکہ اُمّ ولد کا مبدء ہے اس لحاظ سے اس پر اُمّ کا اطلاق ہے کہ یہ قرآن کا مبدء ہے۔ بعض نے کہا یہ قرآن کے معانی لیسے اللہ کی ثناء، امر و نہی پر امتثال، وعدہ، وعید پر مشتمل ہے اس لئے اس کو ام القرآن کہا جاتا ہے۔ کہا گیا ہے اس میں ذات وصفات اور افعال کا ذکر ہے۔ اس طرح بھی کہا جاتا ہے کہ یہ مبدء، معاش اور معاد پر مشتمل ہے اس کو ام القرآن اس لئے کہا جاتا ہے کہ لغت میں اُمّ اصل کو کہتے ہیں اس سورت میں نسخ اور تبدیلی کا احتمال نہیں بلکہ اس کی ساری آیات محکمۃ ہیں لہٰذا یہ اصل ہے۔ قولہ والدین آہ اس سے آیت کریمہ : مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ،، کی طرف اشارہ ہے۔ یہ ابوعبیدہ کا کلام ہے جبکہ اُنھوں نے کہا دین کے معنی جزاء اور حساب ہیں۔ کہا جاتا ہے: كَمَا تَدِيْنُ تُجَازٰى،، یعنی جیسا کرے گا ویسی جزاء دیا جائے گا،، حماسہ میں ہے — دِنَّاهُمْ كَمَا دَانُوْا،، ہم نے ان کو جزاء دی جیسا انھوں نے جزا دی،، مجاہد نے کہا : بِالدِّيْنِ کے معنی ہیں حساب،، اس میں اس آیت کریمہ : اَرَاَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ،، کی تفسیر کی طرف اشارہ ہے۔ عبد بن حمید نے تفسیر میں اس کو منصور، مجاہد کے طریق سے موصول ذکر کیا ہے اور ،، كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُوْنَ بِالدِّيْنِ ،، میں کہا دین کے معنی حساب دین کثیر معانی میں استعمال ہوتا ہے چنانچہ عادت، عمل، حکم، حال، حق، طاعت، قہر، ملت، شریعت، ورع اور سیاست کے معانی میں مستعمل ہے۔ مدینین کے معنی ہیں حساب کئے گئے اس سے اس آیت کریمہ : فَلَوْلَا اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ،، کی طرف اشارہ ہے اور مدینین کی تفسیر محاسبین سے کی ہے،،

۴۱۶۲ ترجمہ : ابوسعید بن مُعلّٰی نے کہا میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا۔ مجھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فَلَمْ اُجِبْهُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ كُنْتُ اُصَلِّيْ فَقَالَ اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ اِسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ ثُمَّ قَالَ لِيْ لَاُعَلِّمَنَّكَ سُوْرَةً هِيَ اَعْظَمُ السُّوَرِ فِي الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ تَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِيْ فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَخْرُجَ قُلْتُ لَهٗ اَلَمْ تَقُلْ لَاُعَلِّمَنَّكَ سُوْرَةً هِيَ اَعْظَمُ سُوْرَةٍ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ هِيَ السَّبْعُ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِيْ اُوْتِيْتُهٗ

نے بلایا تو میں حاضر نہ ہُوا (نماز پڑھنے کے بعد حاضر ہُوا) تو میں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا؟ جب تمہیں اللہ اور اس کا رسُول بلائیں تو فوراً حاضر ہو جاؤ، پھر آپ نے فرمایا کیا میں تجھے ایک سورت نہ بتاؤں؟ جو قرآن کریم کی تمام سورتوں سے عظیم تر ہے۔ پہلے اس کے کہ تو مسجد سے باہر نکلے" پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا جب آپ نے مسجد سے باہر تشریف لے جانے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کیا۔ کیا آپ نے فرمایا نہیں تھا؟ کہ میں تجھے ایک سُورت بتاؤں گا جو قرآن کریم میں عظیم ترین سُورت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ" ہے یہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے دی گئی ہے۔

۴۱۶۲ — شرح : اس حدیث کو امام ترمذی، نسائی اور ابن خزیمہ نے اپنے اپنے اسناد کے ذریعہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب کو بُلایا جو مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہے تھے۔ حاکم نے بھی اپنے اسناد کے ساتھ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بن کعب کو بُلایا جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ حالانکہ صحیح بخاری میں ابوسعید بن معلّی کا واقعہ ذکر کیا ہے۔ امام بیہقی نے کہا دونوں کے حدیثوں کے مخرج مختلف ہیں اور ان کے سیاق بھی مختلف ہیں لہٰذا یہ واقعہ متعدد ہے جو ابوسعید بن معلّی اور ابی بن کعب کے لئے ظہور پذیر ہُوا۔ ابوسعید نے کہا میں مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہا تھا مجھے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بُلایا میں حاضر نہ ہُوا۔ تفسیر انفال میں شعبہ سے روایت کی کہ ابوسعید نے کہا میں حاضرِ خدمت نہ ہُوا اور نماز پڑھ کر حاضر ہُوا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہا، لیکن حاضر نہ ہوئے پھر نماز میں تخفیف کر کے حاضرِ خدمت ہوئے اور کہا "سَلَامٌ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ" آپ نے فرمایا جب میں نے بلایا تھا اس وقت آنے سے تمہیں کس نے منع کیا تھا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا؟ اللہ اور اس کے رسُول کی اجابت کرو ابی بن کعب کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یارسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آئندہ ایسا نہ ہوگا!

کوئی نماز میں ہو اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسے بُلائیں تو حاضر ہو جائے ،،

شیخ ابن حجر عسقلانی نے ذکر کیا کہ ابن تین نے داؤدی سے ذکر کیا اور اس میں کچھ تقدیم و تاخیر کی چنانچہ اَلَمْ یَقُلْ اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ کو ابو سعید بن معلٰی کے قول "میں نماز میں تھا آپ نے فرمایا کیا تم نماز میں تھے؟" سے پہلے ذکر کیا ہے۔ گویا کہ انہوں نے حدیث کا معنی اس طرح بیان کیا کہ جو شخص نماز میں ہو وہ اِس خطاب سے خارج ہے لیکن قاضی عبدالوہاب اور قاضی ابوالولید نے کہا نماز میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجابت فرض ہے اور اجابت نہ کرنے والا گنہگار ہے اور یہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ کسی کو بُلائیں اور وہ نماز پڑھ رہا ہو تو نماز چھوڑ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہو جائے اور اس کی نماز باطل نہ ہوگی۔ شیخ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا داؤدی کا دعویٰ بلا دلیل ہے اور دونوں مالکی قاضیوں نے جو کہا ہے شافعیہ بھی یہی کہتے ہیں۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجابت سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا ابو سعید بن معلٰی نے نماز کی حالت میں اجابت اس لئے نہ کی تھی کہ اُن کا خیال تھا کہ آیت کریمہ میں اس کے مخاطب وہ لوگ ہیں جو نماز سے باہر ہوں۔ لیکن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیاقِ کلام شریف کا مقتضیٰ عام ہے کہ نماز میں ہوں یا اس سے باہر ہوں بہرحال سرکار کی اجابت فرض ہے اور نماز باطل نہیں ہوتی اور واپس آکر پہلی نماز پر باقی نماز ادا کیا جائے گی۔ قولہ تعالیٰ وَلَقَدْ اٰتَیْنٰکَ سُوْرَۃُ الْحَمْدِ یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو سعید سے کہا میں تجھے ایک سورت بتاتا ہوں کہ وہ قرآن کی تمام سورتوں سے عظیم تر ہے۔ ابن بطال مالکی نے کہا ہو سکتا ہے کہ اعظم بمعنی عظیم ہو لہٰذا سورہ فاتحہ کی دوسری سورتوں پہ افضیلت لازم نہیں آتی۔ ابن تین نے کہا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اس کا ثواب دوسری سورتوں سے عظیم تر ہے۔ اس حدیث سے استدلال کیا گیا ہے کہ قرآن کی بعض سورتیں بعض سے افضل ہیں۔ اشعری اور علماء کی ایک جماعت نے اسے منع کیا ہے۔ کیونکہ مفضول افضل سے مرتبہ سے ناقص ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اسماء، صفات اور اس کے کلام میں مطلقاً نقص نہیں ہے لہٰذا قرآن کے بعض کو افضل اور بعض کو مفضول کہنا منع ہے۔ بعض علماء نے اس کا جواب دیا کہ فاتحہ کی افضیلت ثواب اور نفع کے اعتبار سے ہے معنی اور صفت کے لحاظ سے نہیں۔ اگر یہ سوال ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاْتِ بِخَیْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا ،، یعنی اگر ہم کوئی حصۂ قرآن منسوخ کر دیں تو اس سے بہتر یا اس کی مثل لے آتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن بعض بعض سے افضل ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ خیریت منفعت اور لوگوں کے نفع کے اعتبار سے ہے نفس ذات کے لحاظ سے نہیں شیخ دہلوی نے تیسیر القاری میں ذکر کیا یہ بات مخفی نہیں کہ جو لوگ بعض سورتوں کو افضل کہتے ہیں ان کا مقصد بھی یہی ہے کہ اکثریت ثواب

ہیں افضل ہیں او۔ عرف میں مشہور و معروف بھی یہی ہے وہ یہ نہیں کہتے کہ نفس ذات اور اللہ کا کلام اور اس کی صفتِ ذاتیہ ہونے میں بعض افضل ہیں اس کا کوئی عالم دین اور عارف باللہ قائل نہیں۔ لہٰذا اس جواب میں مجیب نے منع کردہ کا اعتراف کر لیا ہے۔ اس کا مآل نزاع لفظی ہے۔ فحول علماء کو نزاع لفظی میں نہیں پڑنا چاہیے
قولہٗ ہی السبع المثانی آہ سورۂ فاتحہ کو سبع اس لئے کہتے ہیں کہ اس کی سات آیات ہیں۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ البتہ احناف نے "انعمت علیہم" کو آیت شمار کیا اور بسم اللہ کو اس کی آیت شمار نہ کیا اور شافعیہ نے بسم اللہ کو فاتحہ کی آیت شمار کیا وہ "انعمت علیہم" کو پوری آیت شمار نہیں کرتے ہیں۔ اس سورت کو مثانی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ ہر رکعت میں بار بار پڑھی جاتی ہے۔ کہا گیا ہے مثانی تثنیہ "سے ماخوذ ہے جس کے معنی تکریر یعنی بار بار ہے" نماز میں سورہ فاتحہ کی قرأت بار بار کی جاتی ہے۔ اس لئے اس کو مثانی کہتے ہیں یا یہ ثناء سے ماخوذ ہے۔ سورۂ فاتحہ بھی اللہ تعالیٰ کی ثناء پر مشتمل ہے اس لئے اس کو مثانی کہتے ہیں۔

علامہ بیضاوی نے کہا سورہ فاتحہ کو مثانی کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ دو بار نازل ہوئی ہے۔ ایک بار مکہ میں نازل ہوئی جبکہ نماز فرض ہوئی اور دوسری بار مدینہ منورہ میں نازل ہوئی جبکہ تحویل قبلہ ہوئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سبع مثانی سات لمبی سورتیں ہیں وہ سورۂ بقرہ، آل عمران، نساء، مائدہ، انعام اعراف اور یونس ہیں۔ شیخ ابن حجر نے کہا اس حدیث کے اسناد میں دو چیزیں قابل غور ہیں ایک یہ کہ غزالی امام رازی اور ان کی اتباع میں بیضاوی نے اس قصہ کی نسبت ابوسعید خدری کی طرف کی ہے اور وہ وہم ہے یہ واقعہ ابوسعید بن معلی کا ہے۔ دوسری یہ ہے کہ واقدی نے اس حدیث کو محمد بن خبیب بن عبد الرحمٰن کے طریق سے اسی اسناد کے ساتھ ذکر کیا اور اسناد میں ابوسعید بن معلی عن ابی بن کعب کا اضافہ کیا، لیکن جو صحیح میں ہے وہ صحیح تر ہے اور واقدی جب کسی روایت میں منفرد ہو تو شدید ضعیف ہے تو جب کسی کی مخالفت کرے تو اس کے ضعف کا کیا عالم ہوگا اور اس کا شیخ بھی مجہول ہے"، علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن حجر کا تعاقب کرتے ہوئے کہا۔ حافظ مزی نے یہ ذکر کیا ہے اور اس میں اس طرح کی کوئی بات نہیں کی تعجب ہے کہ واقدی اس کے امام مشائخ میں سے ہیں۔ واقدی کو اگرچہ بعض نے ضعیف کہا ہے، لیکن دوسرے علماء نے ان کو ثقہ کہا ہے؛ چنانچہ ابراہیم حربی نے نے کہا واقدی مسلمانوں کے امین ہیں۔

مصعب بن زبیر نے کہا واقدی ثقہ مامون ہیں۔ ابوعبید نے ان کی توثیق کی اور ابن مبارک نے ان کی ثناء کی ہے اور علماء بھی واقدی کے ثناء خواں ہیں۔

بَابٌ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ

۴۱۶۳ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِيْنَ فَمَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلٰئِكَةِ غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ

بَابٌ وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا

۴۱۶۴ــ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح قَالَ وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ ابْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ــ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ "

۴۱۶۳ ــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام : غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ " کہے تم آمین کہو پس جس شخص کا قول فرشتوں کے قول کے موافق پڑا اس کے پہلے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے "
(حدیث ۔۔۔۔ کی شرح میں آمین بالجہر کی تفصیل مذکور ہے)

سورۃ البقرہ یعنی جس سورت میں بقرہ کا ذکر ہے ۔ لغت میں سورۃ سور کا واحد ہے ۔ اس کا معنی بنیاد ہے جو زمین سے جدا کی جاتی ہے ۔ قرآن کی سورت بھی دوسری سورت سے جدا کی ہوتی ہے ۔ سورۃ بقرہ مدنی ہے ۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ۔ قشیری نے کہا ایک آیت " وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ إِلَى اللّٰهِ " مکی ہے کیونکہ یہ حجۃ الوداع کے موقعہ پر منیٰ میں نازل ہوئی تھی "

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد " آدم علیہ السلام کو سارے نام سکھا دیئے "

۴۱۶۴ ــ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا

قَالَ يَجْتَمِعُ الْمُؤْمِنُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُوْنَ لَوِاسْتَشْفَعْنَا اِلٰى رَبِّنَا فَيَاْتُوْنَ
اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اَبُوالنَّاسِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَاَسْجَدَ لَكَ مَلٰٓئِكَتَهٗ وَعَلَّمَكَ
اَسْمَآءَ كُلِّ شَيْءٍ فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتّٰى يُرِيْحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هٰذَا فَيَقُوْلُ لَسْتُ
هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ذَنْبَهٗ فَيَسْتَحِيْ اِيْتُوْا نُوْحًا فَاِنَّهٗ اَوَّلُ رَسُوْلٍ بَعَثَهُ اللّٰهُ اِلٰى اَهْلِ
الْاَرْضِ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ سُؤَالَهٗ رَبَّهٗ مَا لَيْسَ لَهٗ بِهٖ عِلْمٌ
فَيَسْتَحِيْ فَيَقُوْلُ اِيْتُوْا خَلِيْلَ الرَّحْمٰنِ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ اِيْتُوْا مُوْسٰى
عَبْدًا كَلَّمَهُ اللّٰهُ وَاَعْطَاهُ التَّوْرٰىةَ فَيَاْتُوْنَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ قَتْلَ
النَّفْسِ بِغَيْرِ نَفْسٍ فَيَسْتَحِيْ مِنْ رَّبِّهٖ فَيَقُوْلُ اِيْتُوْا عِيْسٰى عَبْدَ اللّٰهِ وَرَسُوْلَهٗ
وَكَلِمَةَ اللّٰهِ وَرُوْحَهٗ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَاكُمْ اِيْتُوْا مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا
تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ فَيَاْتُوْنِيْ فَاَنْطَلِقُ حَتّٰى اَسْتَاْذِنَ عَلٰى رَبِّيْ فَيُؤْذَنُ
فَاِذَا رَاَيْتُ رَبِّيْ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدَعُنِيْ مَا شَآءَ ثُمَّ يُقَالُ اِرْفَعْ رَاْسَكَ وَسَلْ
تُعْطَهٗ وَقُلْ تُسْمَعْ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَرْفَعُ رَاْسِيْ فَاَحْمَدُهٗ بِتَحْمِيْدٍ يُعَلِّمُنِيْهِ ثُمَّ

قیامت کے دن تمام مومن جمع ہوں گے اور کہیں گے اگر ہم اللہ تعالیٰ کے حضور کوئی شفاعت کرنے والا لاتے تو بہتر ہوتا۔ وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے۔ آپ سب لوگوں کے باپ ہیں (ہم آپ سے پدرانہ شفقت چاہتے ہیں) اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا اور اپنے فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا اور آپ کو ہر شئی کا نام بتایا۔ آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کریں تاکہ وہ ہمیں ہماری اس جگہ سے آرام دے۔ آدم علیہ السلام فرمائیں گے میں اس مقام کے لائق نہیں (یعنی ان کو اس بات کی خبر نہیں دیں گے کہ وہ کام نہیں کر سکتے) اور اپنا ذنب ذکر کرتے ہوئے حیاء کریں گے (جو انہوں نے شجرہ ممنوعہ سے کھایا تھا) اور فرمائیں گے نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ پہلے رسول ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر بھیجا تھا وہ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے میں اس کام کے لائق نہیں اور اپنے رب سے سوال کئے ہوئے کو یاد کریں گے جس کا

أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُودُ إِلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتُ رَبِّي مِثْلَهُ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحُدُّ لِي حَدًّا فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُودُ الرَّابِعَةَ فَأَقُولُ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ وَوَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ إِلَّا مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ يَعْنِي قَوْلَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ خَالِدِيْنَ فِيْهَا

انہیں علم نہ تھا (وہ قول سوال یہ تھا) اے میرے پروردگار زمین پر کوئی کافر نہ چھوڑ اور شرم کرتے ہوئے فرمائیں گے تم اللہ کے خلیل کے پاس جاؤ! وہ اُن کے پاس جائیں گے تو وہ کہیں گے مَیں اس کے لائق نہیں تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ! وہ اللہ کے خاص بندے ہیں اُن سے اللہ تعالیٰ نے بالمشافہ کلام کیا اور انہیں تورات عطا کی۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے مَیں اس کے اہل نہیں اور جس نفس کو کسی نفس کے بدلہ کے بغیر قتل کیا تھا یاد کریں گے (آپ نے قبطی کو قتل کیا تھا) وہ اپنے رب سے شرم و حیا کریں گے اور کہیں گے تم اللہ کے عبد اور اس کے رسول اور اس کے کلمہ اور روح عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ بھی کہیں گے مَیں اس مقام کے لائق نہیں تم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ! اللہ تعالیٰ نے ان کے پہلے اور پچھلے سب ذنب معاف کر دیئے ہوئے ہیں۔ لوگ میرے پاس آئیں گے مَیں چلوں گا حتی کہ اپنے رب سے اجازت حاصل کروں گا تو مجھے اجازت دی جائے گی۔ جب مَیں اپنے رب کو دیکھوں گا تو مَیں سجدہ میں چلے جاؤں گا جب تک اللہ چاہے گا مجھے سجدہ میں رہنے دے گا۔ پھر کہا جائے گا اپنا سر مبارک اٹھائیے اور سوال کیجئے جو سوال کرتے ہیں وہ آپ کو دیا جائے گا اور بات کریں وہ سنی جائے گی اور شفاعت فرمائیں آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ پس مَیں سر مبارک اٹھاؤں گا اور اللہ کی حمد کروں گا جو حمد مجھے وہ سکھائے گا تم شفاعت کروں گا تو میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی (جو میری شفاعت سے بخشے جائیں گے) پس ان کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر مَیں اللہ کی طرف رجوع کروں گا جب مَیں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا پہلے کی طرح۔ پھر مَیں شفاعت کروں گا تو میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی مَیں ان کو جنت میں داخل کروں گا پھر چوتھی بار اللہ کی طرف رجوع کروں گا اور کہوں گا دوزخ میں کوئی باقی نہیں رہا سوا اُن لوگوں کے جن کو قرآن کریم نے روکا ہے (کافر دوزخ میں رہ جائیں گے) یعنی وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

۴۱۶۴ — شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت صرف "وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ" میں ہے۔ یہ بات غیر مخفی ہے کہ اس جگہ قرآن کریم کی تفسیر مقصود ہے اور اس حدیث میں تفسیر کا قطعاً ذکر نہیں اسماء کل شیئ "کی تفسیر میں چار اقوال ہیں اوّل یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام فرشتوں کے نام بتائے۔ دوسرا قول یہ ہے تمام اجناس جیسے انسان اور ملک تیسرے یہ کہ

بَابٌ قَالَ مُجَاهِدٌ اِلٰى شَيَاطِيْنِهِمْ اَصْحَابِهِمْ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ مُحِيْطٌ بِالْكٰفِرِيْنَ اللّٰهُ جَامِعُهُمْ عَلَى الْخٰشِعِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَقًّا قَالَ مُجَاهِدٌ بِقُوَّةٍ يَعْمَلُ بِمَا فِيْهِ وَقَالَ اَبُو الْعَالِيَةِ مَرَضٌ شَكٌّ صِبْغَةٌ دِيْنٌ وَمَا خَلْفَهَا عِبْرَةٌ لِمَنْ بَقِيَ لَا شِيَةَ فِيْهَا لَا بَيَاضَ وَقَالَ غَيْرُهُ يَسُوْمُوْنَكُمْ يُوْلُوْنَكُمْ الْوَلَايَةُ مَفْتُوْحَةٌ مَصْدَرُ الْوَلَاءِ وَهِيَ الرُّبُوْبِيَّةُ وَاِذَا كُسِرَتِ الْوَاوُ

مخلوقات ارضیہ ایسے چوپائے، پرندے اور حشرات کے نام سکھا دیئے چوتھا قول یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو ان کی ساری اولاد کے نام سکھا دیئے اور نام و معنی ہر دو کی تعلیم دی قولہ فیذکر ذنبہ اہ حضرت آدم علیہ السلام اپنا ذنب ذکر کریں گے وہ شجرہ ممنوعہ سے تناول کرنا ہے۔ عصمت انبیاء میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ قولہ فانہ اول رسول "یعنی اللہ تعالیٰ نے جتنے رسول دنیا میں بھیجے۔ حضرت نوح علیہ السلام ان میں سے پہلے رسول ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلے رسول تو حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ طوفان کے بعد نوح علیہ السلام پہلے رسول ہیں۔ بعض علماء نے کہا حضرت آدم علیہ السلام نبی تھے رسول نہ تھے لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ آدم پہلے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی اولاد کو ڈرانے اور ان کو ہدایت کرنے کے لئے بھیجا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے شفاعت کرنے سے اس لئے انکار کیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تھا کہ زمین پر کوئی کافر باقی نہ رہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ عذر کیا کہ انہوں نے ایک قبطی کو قتل کر دیا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کلمہ اور روح اس لئے کہا کہ وہ کلمہ "کن" سے پیدا ہوئے اور روح اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں روح پھونکی تھی زمخشری نے کہا عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے حکم اور کلمہ کن سے پیدا ہوئے درمیان میں کوئی والد یا نطفہ کا واسطہ نہ تھا۔ وہ روح ہیں۔ کسی ذی روح کے جزو کے بغیر پیدا ہوئے ہیں نطفہ تو زندہ والد سے جدا ہوتا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے موجود ہوئے ہیں یا ان کو روح اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ مردہ آدمی میں پھونک کر اسے زندہ کر دیتے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں ہے کہ لوگ، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے دوزخ سے باہر آئیں گے حالانکہ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا وہ لوگوں کو حسب ارشاد خداوند قدوس لوگوں کو دوزخ سے نکالیں گے اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں منافات نہیں کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے باعث فرشتوں کو حکم ہو گا کہ انہیں دوزخ سے باہر لائیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب — شرح التفسیر : مجاہد نے کہا "شیاطین" سے مراد ان کے ساتھی منافق اور

فَہِیَ الْاِمَارَۃُ وَقَالَ بَعْضُہُمُ الْحُبُوْبُ الَّتِیْ تُوْکَلُ کُلُّہَا فُوْمٌ فَادَّارَأْتُمْ
اِخْتَلَفْتُمْ وَقَالَ قَتَادَۃُ فَبَآءُوْا انْقَلَبُوْا یَسْتَفْتِحُوْنَ یَسْتَنْصِرُوْنَ شَرَوْا
بَاعُوْا رَاعِنَا مِنَ الرُّعُوْنَۃِ اِذَا اَرَادُوْا اَنْ یُّحَمِّقُوْا اِنْسَانًا قَالُوْا رَاعِنَا لَا تَجْزِیْ
لَا تُغْنِیْ اِبْتَلٰی اِخْتَبَرَ خُطُوَاتٌ مِنَ الْخَطْوِ وَالْمَعْنٰی اٰثَارُہٗ

مشرک ہیں۔ اس سے اس آیت کی طرف اشارہ ہے: وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِہِمْ "یعنی جب وہ اپنے رؤساء کی طرف جاتے ہیں۔ شیاطین "شطن" سے مشتق ہے۔ شطن کے معنی ہیں خیر سے دور ہو گیا۔ کہا گیا ہے کہ شاط یشیط "سے مشتق ہے اس کا معنی ہیں جل گیا۔ شیطان کے معنی سرکش جن یا انسان ہیں۔ ہر سرکش کو شیطان کہا جاتا ہے "مُحِیْطٌ بِالْکَافِرِیْنَ" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کافروں کو جمع کرے گا اس سے اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ اَوْ کَصَیِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِیْہِ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ یَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَہُمْ فِیْ اٰذَانِہِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ وَاللّٰہُ مُحِیْطٌ بِالْکَافِرِیْنَ "یعنی جیسے آسمان سے اترتا پانی کہ اس میں اندھیریاں ہیں اور گرج اور چمک اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس رہے ہیں۔ کڑک کے سبب موت کے ڈر سے اور اللہ کافروں کو گھیرے ہوئے ہے" زمخشری نے کہا۔ اللہ تعالیٰ کا کافروں کا احاطہ کرنا مجاز ہے معنی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے باہر نہیں جا سکتے جیسے حقیقۃً محاطہ "جن کا احاطہ کیا گیا"۔ محیط " احاطہ کرنے والے سے باہر نہیں نکل سکتا۔ یعنی کافر اللہ کے عذاب سے نجات نہیں پا سکتے"۔ پس مجاز سے مراد استعارہ تمثیلیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کافروں کے ساتھ معاملہ کو محیط کے حال کے ساتھ تشبیہ دی کہ جیسے محاط بہ محیط سے باہر نہیں نکل سکتا اسی طرح یہ لوگ اللہ کی قدرت سے باہر نہیں جا سکتے اور کسی حال میں اللہ کے عذاب سے چھٹکارہ حاصل نہیں کر سکتے۔

صِبْغَۃَ اللّٰہِ " اس میں یہ اشارہ ہے کہ آیت کریمہ میں "صبغۃ" کی تفسیر دین ہے۔ ہے "یعنی صبغۃ اللہ اللہ کا دین ہے۔ اور فطرت اللہ" سے بھی تفسیر کی جاتی ہے۔ عَلَی الْخَاشِعِیْنَ الخ
اس سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے " وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ وَاِنَّہَا لَکَبِیْرَۃٌ اِلَّا عَلَی الْخَاشِعِیْنَ " اور خاشعین کی تفسیر مجاہد نے حقیقی مومنوں سے کی ہے اس کی تفسیر خائفین اور متواضعین سے بھی کی جاتی ہے۔ مجاہد نے اس آیت کریمہ "خُذُوْا مَآ اٰتَیْنٰکُمْ بِقُوَّۃٍ "، میں قوت کی تفسیر کسی چیز پر عمل کرنے سے کی ہے۔ نیز قوت کا معنی طاعت اور کوشش بھی ہے۔ ابو العالیہ نے کہا: فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ مرض کا معنی شک ہے اور فَجَعَلْنٰہَا نَکَالًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہَا وَمَا خَلْفَہَا "، میں مَا خَلْفَہَا کا معنی پچھلوں کے لئے عبرت ہے۔ یعنی پہلی امتوں میں بعض کا ذلیل بندر بن جانے میں آنے والوں کے لئے عبرت ہے اور ڈرنے والوں

کے لئے نصیحت ہے ۔ زمخشری نے نقل کیا کہ نکال کا معنی سخت عقوبت ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : فَقُلْنَا لَهُمْ کُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِیْنَ ،، کہ ہم نے اُن سے کہا ذلیل بندر ہو جاؤ ! ہم نے اس عقوبت میں پہلے لوگوں اور بعد میں آنے والوں کے لئے عبرت کر دی ہے ۔ لَاشِیَةَ الخ یعنی اس آئت کریمہ " مُسَلَّمَةٌ لَّاشِیَةَ فِیْهَا ،، میں جو بنی اسرائیل کی گائے کے بارے میں شِیَہ ،، ذکر فرمایا اس کا معنی سفیدی ہے یعنی اس گائے میں سفیدی نہیں ہے ۔ زمخشری نے کہا وہ گائے از سرتا پا خالص زرد ہے اس میں لمعہ بھی دوسرا رنگ نہیں ہے ۔ شِیَہ دراصل وَشْیٌ تھا واؤ کو حذف کر کے اس کا بدل تاء لے آئے جیسے عِدَۃٌ ،، دراصل وَعْدٌ تھا واؤ کو حذف کر کے آخر میں تاء زیادہ کر دی گئی ہے ۔

وَقَالَ غَیْرُہٗ الخ یعنی ابوالعالیہ کے غیر نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ یہاں تک مذکورہ الفاظ کی تفسیر ابوالعالیہ نے کی ہے ۔ اس کے بعد کی تفسیر ابوالعالیہ کے غیر نے کی ہے یَسُوْمُوْنَکُمْ ،، اس میں یَسُوْمُوْنَکُمْ سُوْءَ الْعَذَابِ ،، کی طرف اشارہ ہے اور یُوْلُوْنَکُمْ ، یَسُوْمُوْنَ کی تفسیر ہے یعنی تم کو ہمیشہ تکلیف دیتے تھے ۔ اَلْوَلَایَةُ الخ اس سے " هُنَالِكَ الْوَلَایَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ،، کی طرف اشارہ ہے ۔ وَلَایَة کی واؤ اگر مفتوح ہے تو معنی ہر شئی کا مالک اور اس میں تصرف کرنے والا ہے ولی کا معنی بھی یہی ہے ۔ اگر واؤ مکسور ہو تو معنی اِمارت ہے ۔ یہ آئت کریمہ سورہ کہف میں ہے وَقَالَ بَعْضُهُمُ الْحُبُوْبُ الَّتِیْ تُؤْکَلُ الخ ،، اس سے " فَادْعُ لَنَا رَبَّكَ یُخْرِجْ لَنَا مِمَّا تُنْبِتُ الْاَرْضُ مِنْ بَقْلِهَا وَقِثَّائِهَا وَفُوْمِهَا الخ کی طرف اشارہ ہے ۔ بعض سے مراد عطاء اور قتادہ ہیں یعنی جو دانے سارے کھائے جاتے ہیں وہ فوم ہے ۔

ابن عباس ، مجاہد سے روائت ہے کہ فوم گندم کو کہتے ہیں ۔ زمخشری نے کہا بَقْل وہ سبزی ہے جس کو زمین اُگاتے ۔ اس سے مراد اچھی اور تر و تازہ سبزیاں ہیں جو لوگ کھاتے ہیں ۔ ابن مسعود ، طلحہ اور اعمش نے فوم کی جگہ ثُوم ،، پڑھا ہے ۔ قَالَ قَتَادَۃُ ،، فَبَاۗءُوْا الخ یعنی قتادہ نے " فَبَاۗءُوْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ،، کی تفسیر فَانْقَلَبُوْا ،، سے کی ہے ۔ یعنی وہ اللہ کے غضب و قہر سے لوٹے ۔ وَبَاءُوْا ،، کا معنی مستحق بھی ہے یعنی وہ اللہ کے غضب کے مستحق ہو گئے ۔ زجاج نے کہا اَلْبَوْءُ کا معنی برابری ہے ۔ یعنی ان پر اللہ کا غضب مستقر ہو گیا ۔

قَالَ غَیْرُہٗ یَسْتَفْتِحُوْنَ الخ یعنی قتادہ کے غیر نے کہا جو ابو عبیدہ ہیں کہ آئت کریمہ وَکَانُوْا مِنْ قَبْلُ یَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَی الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ،، میں یَسْتَفْتِحُوْنَ بمعنی یَسْتَنْصِرُوْنَ ہے ۔ یعنی وہ مدد طلب کرتے تھے ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روائت میں بمعنی یَسْتَظْهِرُوْنَ ہے یعنی یہودی نبی آخر الزمان کی تشریف آوری کے باعث مشرکوں پر غلبہ کرتے تھے ۔

لَمَّا جَاۗءَهُمْ کِتٰبٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ ،، جب اُن کے پاس اللہ کی طرف سے کتاب یعنی قرآن مجید آیا جو اُن کے پاس کتاب یعنی تورات کی تصدیق کرتا ہے ۔ حالانکہ اس سے پہلے وہ کافروں پر مدد طلب کرتے تھے جب اُن کے پاس وہ شئی آ گئی جسے وہ پہچانتے تھے اور وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم ہے تو اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا ۔ پس کافروں پر اللہ کی لعنت ہے ۔ وَشَرَوْا ،، اس آئت وَلَبِئْسَ مَاشَرَوْا

بَابٌ قَوْلُہٗ تَعَالٰی فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

۴۱۶۵ — حَدَّثَنِیْ عُثْمٰنُ بْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ "

بِہٖ اَنْفُسَھُمْ " میں بَاعُوْا ہے یعنی وہ بہت بُرا ہے جس کے بدل انہوں نے اپنی جانوں کو فروخت کیا "
قولہ رَاعِنَا آہ یعنی اس آیت کریمہ: یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا " میں معنی رعونت ہے۔ جب لوگ یہ چاہتے تھے کہ کسی کو حماقت اور بیوقوفی کی طرف منسوب کریں تو اس کو " رَاعِنَا " کہتے تھے۔ یہ خیال رہے کہ یہودی مجمل کلام کرتے تھے اور اپنا مقصود جو کسی کی تنقیص شان ہوتا تھا چھپا رکھتے تھے اور جس وقت " سَمِعْنَا " کہنا چاہتے رَاعِنَا " کہہ دیتے تھے اور اس کلام میں جو ان کا مقصد حماقت تھا معنی میں خفیہ رکھتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ کہنے سے منع کر دیا اور کافروں کی قول وفعل میں مخالفت کا حکم دیا کہ وہ راعنا نہ کہیں بلکہ صراحۃً " اُنْظُرْنَا " کہیں یعنی لفظ " رَاعِنَا " اگرچہ مراعاۃ سے فعل امر ہے یعنی ہماری رعایت فرمائیں اور ہم پہ نظر کرم رکھیں لیکن یہودی رعونت پر محمول کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان کرتے تھے۔ رعونت کا معنی حماقت ہے اسی سے رَاعِنٌ بمعنی احمق ہے اور اَرْعَنُ " بہت بڑا بیوقوف ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو کافروں کے قول وفعل میں مشابہت کرنے سے منع کر دیا اور فرمایا اے مومنو! تم رَاعِنَا نہ کہو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی قوم کی مشابہت کرے گا وہ انہی میں سے شمار ہوگا "
قرآن کریم کے سیاق سے واضح ہوتا ہے کہ جس کلام میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نقص موہوم ہو اگرچہ قائل کا مقصد یہ ہرگز نہ ہو وہ کلام کرنا بھی حرام ہے اسی لئے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو " راعنا " کہنے سے منع کر دیا گیا تھا۔ الشہاب الثاقب میں ذکر کیا ہے اگر کسی نے کوئی کلام کیا جس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کا وہم ہو کفر ہے۔ واللہ الہادی جل مجدہ الکریم " قولہ تجزی آہ یعنی اس آیت کریمہ
" لَا تَجْزِیْ نَفْسٌ عَنْ نَّفْسٍ شَیْئًا " میں لَا تَجْزِیْ بمعنی لَا تُغْنِیْ " ہے۔ یعنی بے پرواہ نہیں کرے گا۔ ابن ابی حاتم سُدی کے طرق سے ذکر کیا کہ مومن جان کافر جان کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکے گی۔ قولہ خُطُوٰات الخ یعنی اس آیت کریمہ " وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ " میں خُطُوٰات خطو سے ہے اور خطو خطا یخطو کی مصدر بمعنی قدم رکھنا ہے۔ اور اس سے مراد قدموں کے نشانات او رآثار ہیں۔ مقصد یہ ہے کہ شیطان کے پیچھے نہ چلو "
خُطُوٰات جمع قلت ہے اور خُطٰی جمع کثرت ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ کا شریک بناؤ، حالانکہ تم جانتے ہو "
" کہ وہ اپنے مقابل سے پاک ہے "

عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَىُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ اِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيْمٌ قُلْتُ ثُمَّ اَىٌّ قَالَ وَاَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ اَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ اَىٌّ قَالَ اَنْ تُزَانِىَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ

۴۱۶۵ ــــ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا تمہارا کسی کو اللہ کی مثل بنانا" بہت بڑا گناہ ہے " حالانکہ اُس نے تجھے پیدا کیا ہے ۔ میں نے عرض کیا یہ تو بہت بڑا گناہ ہے اس کے بعد بڑا گناہ کیا ہے فرمایا تمہارا اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کرنا کہ وہ تمہارے ساتھ کھانا کھائیں گے ۔ میں نے عرض کیا پھر کیا ؟ آپ نے فرمایا اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرنا۔

۴۱۶۵ ــــ شرح : اس حدیث کی آیت کریمہ سے مناسبت واضح ہے ۔ کسی کو اللہ کا مقابل جاننا ، ناحق قتل کرنا اور زناء کرنا تینوں کبائر ہیں اور اللہ کے شریک کو اس لئے پہلے ذکر کیا کہ یہ بہت بڑا گناہ ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : "بیشک شرک عظیم ظلم ہے "۔

شرک کے بعد قتل فرزند کو ذکر کیا کیونکہ یہ بے گناہ کو قتل کرنا ہے ۔ خصوصاً فرزند کو اس لئے قتل کرنا کہ وہ تمہارے ساتھ کھانا کھائے گا ۔ یہ کمال بخل ، خسّت اللہ تعالیٰ کی رازقیت پر بے اعتمادی کو متضمن ہے ۔ اس کے بعد ہمسایہ کی بیوی سے زناء کو ذکر کیا ، کیونکہ ہمسایہ کا حق یہ ہے کہ اس کی عزت کی حفاظت کی جائے اور اس سے تکلیف دور کی جائے ۔ ان امور کے مقابلہ میں اس کی بیوی سے زنا کرنا بہت بڑا جرم ہے ۔

حلیلہ عورت کو کہتے ہیں کیونکہ اُس نے اپنا نفس شوہر کے لئے حلال کیا ہوتا ہے ۔

اَعْظَمُ کُلّی مُشَکِّک ہے جس کا اپنے افراد پر اطلاق متفاوت ہوتا ہے گویا کہ اعظم گناہ کے تین افراد ہیں ان میں سے بعض افراد دوسرے بعض سے سخت ہیں اور سب سے بڑا اور سخت گناہ اللہ کا شریک بنانا ہے اس لئے اسے آخری دو سے مقدم ذکر کیا ۔

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْمَنُّ صَمْغَةٌ وَّالسَّلْوٰى الطَّيْرُ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ہم نے تم پر بادل کا سایہ کیا اور تم پر منّ وسلویٰ نازل کیا اور کہا ہمارا پاکیزہ رزق کھاؤ اُنھوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔ مجاہد نے کہا "اَلْمَنّ" گوند ہے اور سلوٰی پرندے مجاہد نے کہا منّ صمغہ ہے اور سلوٰی جانور ہے"

شرح : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا منّ۔ بنی اسرائیل کے درختوں پر کوئی شئ اُترتی تھی وہ صبح کو وہاں جاتے اور جس قدر خواہش ہوتی کھاتے تھے۔ عکرمہ نے گاڑھے رُبّ سے تعبیر کی ہے۔ سدی نے کہا وہ ترنجبین ہے۔ ربیع بن انس نے کہا وہ شہد کی طرح کوئی شئ تھی جو اُن پر آسمان سے آتی تھی وہ اس کو پانی سے ملا کر پیا کرتے تھے ابن جریر نے اپنے اسناد کے ساتھ شعبی سے روایت کی کہ تمہارا یہ شہد منّ کا سترھواں جُزو ہے۔ عبدالرحمٰن بن زید ابن اسلم نے کہا وہ شہد ہے۔ اِن اقوال میں منافات نہیں ہے۔ سب قریب المعنیٰ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر بہت بڑا احسان فرمایا کہ ان پر ایسی چیز نازل فرمائی جس کے حصول میں کوئی مشقت نہ تھی۔ اگر وہ تنہا کھائی جاتی تھی تو طعام تھا اگر پانی سے ملائی جاتی تو عمدہ پینے کی چیز ہوتی تھی اگر پانی کے علاوہ کسی اور شئ سے ملایا جاتا تو کھانے کی اور قسم بن جاتی تھی۔ اسی طرح سلوٰی میں مختلف اقوال ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سلوٰی بٹیر کے مشابہ پرندہ ہے جسے بنی اسرائیل کھاتے تھے۔ مجاہد، شعبی، ضحاک، حسن بصری، عکرمہ اور ربیع بن انس رحمہم اللہ نے بھی یہی کہا ہے۔ وہب نے کہا وہ موٹا پرندہ ہے جو کبوتر کی مانند ہے وہ بنی اسرائیل کے پاس آتا وہ اسے پکڑ کر ہفتہ بھر کھاتے رہتے تھے۔ عکرمہ نے کہا وہ چڑیا سے بڑا پرندہ ہے۔ بہر کیف سب مفسّرین کا اتفاق ہے کہ سلوٰی

۴۱۶۶ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَمْرِو ابْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْكَمْأَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَآؤُهَا شِفَآءٌ لِّلْعَيْنِ

پرندہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرمایا یہ ہمارا پاکیزہ رزق ہے ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ یہ کھاؤ اور اللہ کی عبادت کرو لیکن اُنھوں نے اللہ کے حکم کی مخالفت کی اور کفر کیا اور اپنی ہی جانوں پر ظلم کیا اور ان نعمتوں کا انکار کیا "۔ سَلْوٰی لفظ واحد بمعنی جمع ہے۔ خلیل نے کہا واحد سَلْوٰۃ ہے۔ کسائی نے کہا سلوی واحد ہے اور سلاوہ جمع ہے۔

۴۱۶۶ــ ترجمہ : سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کَمْأۃ، مَنّ ہے اس کا پانی آنکھ کے لئے شفاء ہے۔

۴۱۶۶ــ شرح : علامہ عینی نے خطابی سے نقل کیا کہ اُنھوں نے کہا اس حدیث کو باب سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ حدیث میں کماہ سے مراد من کی قسم نہیں جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتی تھی۔ کیونکہ من ترنجبین کی مانند جو ان پر گرتی تھی اور کماۃ زمین سے خود بخود اُگتی ہے اسے اُگایا نہیں جاتا لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ ابن عیینہ نے عبدالملک بن عُمیر کے ذریعہ روایت کی کہ یہ من کی قسم ہے جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتی تھی۔ دارقطنی نے اس کی روایت کی ہے۔ لہٰذا حدیث باب کے مناسب ہے۔ کماۃ جمع اور کم واحد ہے تمر اور تمرہ کے برعکس ہے کیونکہ تمرہ واحد اور تمر جمع ہے۔ سیبویہ سے منقول ہے کہ یہ اسم جمع ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جمع قلت اَکْمُؤٌ بروزن اَفْعُلٌ ہے اور جمع کثرت کَمْاۃٌ ہے۔ اس کا پانی بیمار آنکھ کے لئے بہت مفید ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کَمْأۃ واحد ہے کَمْاتان تثنیہ اور کماۃ جمع ہے۔ عبداللطیف بن یوسف بغدادی نے کہا کماۃ زمین کی جدری ہے۔ اس کو بناتُ الرعد کہا جاتا ہے کیونکہ یہ رعد کی کثرت سے زمین سے بکثرت نکلتی ہے یہ زمین سے کسی طرح نکلتی ہے۔ نرم زمین میں سفید اور نرم ہوتی ہے۔ جنگل میں سیاہ اور سخت نکلتی ہے۔

کمأۃ (کھمب) کے فوائد

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس کے تین یا پانچ یا سات عدد لے کر ان کو نچوڑ کر پانی ایک بوتل میں ڈال لیا۔ ایک لڑکی کی آنکھ میں اس کا سُرمہ ڈالا تو وہ تندرست ہو گئی۔ ابن خالویہ نے کہا اس کو نچوڑ کر اس میں دوائیاں حل کر کے سرمہ بنا لیا جائے۔ ابن عربی نے کہا صحیح بات یہ ہے کہ کسی وقت صرف اس سے نفع حاصل کیا جاتا ہے اور کسی وقت

بَابُ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ رَغَدًا وَّاسِعٌ كَثِيْرٌ

اس کے ساتھ دوائی حل کی جاتی ہے۔ ابن بیطار نے جامع میں ذکر کیا کہ یہ گول ہوتی ہے اس کے پتے نہیں ہوتے اور نہ ہی اس کا پیڑ ہوتا ہے۔ سُرخی مائل ہوتی ہے۔ موسم ربیع میں زمین سے نکلتی ہے۔ یہ کچی بھی کھائی جاتی ہے اس کو پکا کر بھی کھاتے ہیں۔ اس سے جو غذا بنتی ہے وہ کدو کے سالن سے زیادہ سخت ہوتی ہے چونکہ یہ تر سرد ہے اس لئے گرم معدہ کے لئے بہت مفید ہے۔ اس کا پانی آنکھ میں ڈالا جائے تو نظر تیز ہو جاتی ہے یہ آنکھ کے لئے بہترین دوائی ہے۔ اگر اس کے پانی میں اثمد سرمہ حل کیا جائے اور سرمہ آنکھوں میں لگایا جائے تو پلکیں قوی ہو جاتی ہیں اور باصرہ کی قوت زیادہ ہو جاتی ہے اور نزول ماء (موتیا) کا دفاع کرتی ہے۔ اطباء کہتے ہیں یہ کھانے سے نظر تیز ہو جاتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے در اس کا پانی آنکھ کو بیماری سے شفا دیتا (عینی)

باب یاد کریں جب ہم نے کہا بیت المقدس میں داخل ہو جاؤ اور اس میں جو چاہو سیر ہو کر کھاؤ اور سجدہ کرتے ہوئے اس قریہ (بیت المقدس) میں داخل ہو اور یہ کلمہ کہو حِطَّۃٌ یعنی تیری شان گناہ معاف کرنا ہے،، ہم تمہارے گناہ معاف کر دیں گے اور مخلص اور نیک لوگوں کو ہم زیادہ دیتے ہیں۔

رَغَدًا کے معنی ہیں" بہت وسیع "

شرح: یہ قریۃ بیت المقدس ہے۔ بعض نے کہا مملکتِ شام میں ایک گاؤں ہے رَغَدًا،، کے معنی واسع کثیر ہیں۔ بعض نے کہا معیشت میں وسعت ہے۔ کہا گیا ہے اچھی طرح۔ مجاہد نے کہا رغدا وہ ہے جس میں حساب نہ ہو۔ سجدا سے مراد رکوع کی حالت ہے۔ یعنی سر جھکانے ہوئے قریہ میں داخل ہو کیونکہ سجود کے حقیقی معنی کی تقدیر پر چلنا مشکل ہے۔

۴۱۶۷ــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِیٍّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قِیْلَ لِبَنِیْ اِسْرَائِیْلَ اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ حَبَّةٌ فِیْ شَعْرَةٍ قَوْلُهُ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ وَقَالَ عِكْرِمَةُ جَبْرُ وَمِیْكُ وَسَرَافُ عَبْدٌ اِیْلُ اَللّٰهُ ۴۱۶۸ــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِیْرٍ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَیْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

قولہ سَنَزِیْدُ الْمُحْسِنِیْنَ ،، یعنی تم میں سے جو کوئی نیک اور مخلص ہے اس کے لئے یہ کلمہ ثواب میں زیادتی کا سبب ہے اور جو کوئی گنہگار ہے اس کے لئے توبہ اور مغفرت کا موجب ہے۔

۴۱۶۷ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل سے کہا گیا کہ تم سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور حِطَّةٌ ،، کہو وہ اپنے سرینوں پر گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور "لفظ" تبدیل کر دیا اور کہا دانہ جَو میں "

جو کوئی جبرائیل (علیہ السلام) کا دشمن ہے"

عکرمہ نے کہا جَبْر، مِیک اور سَراف کے معنی عبد اور ایل کے معنی اللہ ہے"

یعنی جبرائیل، میکائیل اور اسرافیل کا معنی عبد اللہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس کا نام "ایل" ہو اس کا معنی اللہ ہے۔ یہ عبرانی لفظ ہے۔ طبری نے علی بن حسین رضی اللہ عنہما کے طریق سے ذکر کیا کہ جبرائیل کا نام عبد اللہ ہے، میکائیل کا عُبید اللہ، اسرافیل کا نام عبد الرحمٰن ہے۔ جبرائیل غیر منصرف ہے اس میں منع صرف کا ایک سبب تعریف اور دوسرا عجمہ ہے۔

۴۱۶۸ــ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا عبد اللہ بن سلام نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری کی خبر سنی جبکہ وہ اپنی زمین میں پھل چن رہے تھے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور کہا میں آپ سے تین اشیاء

سَلَامٍ بِقُدُوْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي أَرْضٍ يَخْتَرِفُ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ ثَلٰثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا نَبِيٌّ فَمَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا أَوَّلُ طَعَامِ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَا يَنْزِعُ الْوَلَدَ إِلَى أَبِيْهِ أَوْ إِلَى أُمِّهِ قَالَ أَخْبَرَنِي بِهِنَّ جِبْرَئِيْلُ آنِفًا قَالَ جِبْرَئِيْلُ قَالَ نَعَمْ قَالَ ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُوْدِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَقَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ حُوْتٍ وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الْمَرْأَةِ نَزَعَتْ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ بُهْتٌ وَإِنَّهُمْ إِنْ يَعْلَمُوْا بِإِسْلَامِيْ قَبْلَ أَنْ تَسْأَلَهُمْ يَبْهَتُوْنِيْ فَجَاءَتِ الْيَهُوْدُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللّٰهِ فِيْكُمْ قَالُوْا خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا وَسَيِّدُنَا

متعلق پوچھتا ہوں ان کو صرف نبی ہی جانتے ہیں۔ قیامت کے اشراط میں سے پہلی شرط کیا ہے؟ جنتیوں کا پہلا کھانا کیا ہوگا؟ بچے کو اس کے والد یا والدہ کے مشابہ کونسی چیز کرتی ہے؟ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ابھی ابھی جبرائیل (علیہ السلام) نے خبر دی ہے۔ عبداللہ بن سلام نے کہا جبرائیل نے خبر دی؟ فرمایا ہاں عبداللہ نے کہا فرشتوں میں سے وہ تو یہودیوں کا دشمن ہے۔ آپ نے یہ آیت کریمہ پڑھی۔ جو کوئی جبرائیل کا دشمن ہے۔ جبکہ اس نے قرآن آپ کے قلب پر نازل کیا ہے۔ قیامت کی پہلی شرط آگ ہے جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف جاکر جمع کرے گی۔ اہل جنت کا پہلا طعام مچھلی کے جگر کا ٹکڑا ہوگا اور جب مرد کی منی عورت کی منی پر غلبہ پاجائے تو بچہ والد کے مشابہ ہوتا ہے اور اگر عورت کی منی غالب آجائے تو بچہ والدہ کے مشابہ ہوتا ہے عبداللہ بن سلام نے کہا میں گواہ ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم)! یا رسول اللہ! یہودی بہتان تراش لوگ ہیں۔ اگر آپ نے اُن سے سوال کرنے سے پہلے انہیں میرے ایمان لانے کا علم ہوگیا تو مجھ پر بہتان تراشی کریں گے

وَابْنُ سَيِّدِنَا قَالَ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ سَلَامٍ فَقَالُوا أَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ فَقَالُوا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا قَالَ فَهٰذَا الَّذِي كُنْتُ أَخَافُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اتنے میں یہودی بھی آ گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تم میں عبداللہ بن سلام کیسا شخص ہے۔ یہودیوں نے کہا وہ ہم سے بہتر ہیں اور ہم سے بہتر کے بیٹے ہیں وہ ہمارے سردار ہیں اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں۔ فرمایا مجھے خبر دو اگر عبداللہ بن سلام اسلام قبول کرے تو؟ یہودیوں نے کہا اللہ اس کو اسلام سے پناہ دے۔ اتنے میں عبداللہ بن سلام بھی باہر نکل آئے اور کہا: اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واَنّ محمّداً رّسولُ اللہ! یہودیوں نے کہا یہ تو ہم میں شرارتی ہے اور شرارتی کا بیٹا ہے اور عبداللہ کی تنقیصِ شان کی عبداللہ نے کہا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلّم یہ ہے وہ جس سے میں ڈرتا تھا۔

۴۱۶۸ — شرح: یہودیوں کی حضرت جبرائیل علیہ السلام سے عداوت کا سبب یہ تھا کہ ان کے نبی علیہ السّلام نے انہیں خبر دی کہ بخت نصر بیت المقدس کو خراب کرے گا یہودیوں نے ایک آدمی کو بھیجا کہ اس کو قتل کر دے تو اُس نے اسے کمزور نوجوان پایا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کو قتل کرنے سے منع کر دیا اور اس آدمی سے کہا اگر اللہ تعالیٰ نے تمہاری ہلاکت کا فیصلہ اس کے ہاتھ پر کر دیا ہے تو تُو اس کو ہرگز قتل نہیں کر سکتا اور اگر وہ کوئی اور ہے تو اس کو کس لئے قتل کرتے ہو وہ آدمی اس کو چھوڑ کر چلا گیا۔ اس کے بعد بخت نصر بڑا ہو گیا اور بیت المقدس پر حملہ کر کے اس کو خراب کیا اور یہودیوں کو قتل کر دیا اس لئے یہودی جبرائیل علیہ السّلام کو اچھا نہ جانتے تھے۔ بعض نے یہ سبب بیان کیا ہے کہ یہودیوں نے کہا جبرائیل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کو ہمارے اسرار سے مطلع کرتا ہے۔ بعض نے کچھ اور کہا ہے کہ جبرائیل کو اللہ نے حکم دیا تھا کہ وہ نبوّت یہودیوں میں قائم رکھے تو اس نے ہمارے غیر میں نبوّت کر دی اس لئے وہ جبرائیل سے عداوت رکھتے تھے۔ اس کے بعد سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی کہ جو کوئی جبرائیل کا دشمن ہے اُس نے قرآن آپ کے دل پر نازل کیا ہے۔ یعنی جو کوئی جبرائیل سے دشمنی کرتا ہے وہ تو اللہ کی طرف سے انبیاء علیہ السلام پر وحی لانے میں مامور ہے اور مقرّب فرشتوں میں سے ہے لہٰذا جو کوئی جبرائیل سے عداوت رکھے گا وہ اللہ اور رسُول اور تمام فرشتوں کا دشمن ہے پس اللہ اس کا دشمن ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ آیت پڑھنے والا اس حدیث کا راوی ہے جس نے حدیث کے مضمون کی تائید کے لئے پڑھی ہے۔ کیونکہ یہ

بَابُ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا

آئت کریمہ عبداللہ بن سلام کے واقعہ کے بعد نازل ہوئی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا دیگر شراح حدیث نے کہا بظاہر کلام کا سیاق یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے رد کے لئے یہ آئت کریمہ پڑھی تھی اور یہ ضروری نہیں کہ اس کا نزول اس وقت ہو گویا کہ اُن کی مراد یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ یہ آئت کریمہ عبداللہ بن سلام کے واقعہ سے پہلے نازل ہوئی ہو۔

علامہ بیضاوی نے کہا یہ آئت کریمہ عبداللہ بن صوریا کے بارے میں نازل ہوئی تھی جو فدک کے یہودی علماء سے تھا اُس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا کہ آپ پر وحی کونسا فرشتہ لاتا ہے۔ آپ نے فرمایا جبرائیل وحی لاتا ہے۔ اُس نے کہا وہ تو ہمارا دشمن ہے۔ اس نے ہمارے ساتھ کئی بار دشمنی کی ہے۔

(حدیث ۳۱۱۴، ۴۶۸۷ کی شرح دیکھیں)

باب اگر ہم کوئی آئت منسوخ کر دیں یا اس کو فراموش کرا دیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی لے آتے ہیں"

شرح: اس باب میں اس آئت کریمہ کا ذکر ہے۔ اس آئت کا شان نزول یہ ہے کہ یہودیوں نے نسخ آیات میں طعن کیا اور کہا کیا تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھتے نہیں کہ اپنے صحابہ کو کوئی حکم کرتے ہیں پھر اس سے منع کر دیتے ہیں اور پہلے کے خلاف حکم دیتے ہیں۔ آج کوئی بات کرتے ہیں کل اس سے رجوع کر لیتے ہیں۔ اس وقت یہ آئت کریمہ نازل ہوئی۔ لغت میں نسخ کا معنی کسی چیز سے صورت زائل کر کے کسی دوسری چیز میں اس کو ثابت کرنا ہے جیسے گہرا سایہ سورج کی روشنی زائل کر دیتا ہے۔ نسخ کا معنی نقل بھی ہے اسی سے تناسخ ماخوذ ہے چنانچہ کافر کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد روح کسی دوسرے جسم میں منتقل ہو جاتی ہے۔

اہل لسان اسے دونوں معنوں میں استعمال کرتے ہیں چنانچہ وہ کہتے ہیں: "نَسَخَتِ الرِّيحُ الْاَثَرَ"، ہوا نے اس کا نشان زائل کر دیا نیز کہا جاتا ہے "نَسَخْتُ الْكِتَابَ"، میں نے کتاب نقل کی۔ شریعت مطہرہ کی اصطلاح میں نسخ آئت کی قرآءت کے اجراء کی مدت کی انتہا یا اس سے مستفاد حکم کی انتہاء ہے یا قرارت اور حکم دونوں کی انتہاء پر نسخ کا اطلاق ہے انساء کا معنی دل سے دُور کر دینا۔ کلمۂ ما حرفِ شرط اور فعل ننسخ کا جازم ہے۔ آئت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ جو آیات ہم منسوخ کرتے ہیں یا ان کو فراموش کرا دیتے ہیں۔ تو اس سے

٤١٦٩ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ اَقْرَؤُنَا اُبَيٌّ وَ اَقْضَانَا عَلِيٌّ وَاِنَّا لَنَدَعُ مِنْ قَوْلِ اُبَيٍّ وَ ذَاكَ اَنَّ اُبَيًّا يَقُوْلُ لَا اَدَعُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا ـــــ

بہتر آئت یا لوگوں کے لئے نفع اور ثواب میں بہتر حکم لے آتے ہیں یعنی جو احکام اور آیات ہم نازل کرتے ہیں۔ ان میں لوگوں کی مصلحتیں اور ان کے نفوس کی تکمیل ہوتی ہے۔ یہ زمانوں اور لوگوں کی صلاحیت کے اختلاف سے مختلف ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ ایک چیز ایک زمانہ میں مفید اور دوسرے زمانہ میں مضر ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک شئ بعض لوگوں کے لئے ایک وقت نافع اور دوسرے وقت نافع نہیں ہوتی۔ اس لئے احکام میں تبدیل ہوتی رہی ہے۔ اسی کا نام نسخ ہے (منتخب از شرح)

٤١٦٩ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اُبیّ ابن کعب ہم سب سے بہت بڑے قاری ہیں اور بہت بڑے قاضی علی المرتضیٰ ہیں "رضی اللہ عنہ"، بایں ہمہ ہم اُبیّ کا قول چھوڑتے ہیں کیونکہ اُبیّ کہتے ہیں میں نے جو شئ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی ہے وہ نہیں چھوڑوں گا۔

٤١٦٩ ـــ شرح : یعنی قراءت اور ضبطِ قرآن میں اُبیّ بن کعب زیادہ عالم ہیں اور دین کے احکام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ زیادہ جانتے ہیں لیکن اُبیّ قرآن کریم میں کسی چیز کے منسوخ ہونے کے قائل نہیں ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم اگر کوئی آئت یا حکم منسوخ کردیں تو اس سے بہتر لے آتے ہیں۔ یہ آئت ثبوتِ نسخ پر دلالت کرتی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے یہ قضیہ شرطیہ ہے اور وہ وقوعِ شرط پر دلالت نہیں کرتا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اگرچہ قضیہ شرطیہ ہے اور وہ وقوعِ شرط پر دلالت نہیں کرتا لیکن سیاق وقوعِ شرط پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ یہ آئت کریمہ وقوعِ نسخ اور اس میں کافروں کے طعن کرنے کے بعد نازل ہوئی تھی،، واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ قَوْلِهٖ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحَانَهٗ

۴۱۷۰ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي الْحُسَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ كَذَّبَنِي ابْنُ آدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ وَشَتَمَنِي وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ ذٰلِكَ فَأَمَّا تَكْذِيبُهٗ إِيَّايَ فَيَزْعُمُ أَنِّي لَا أَقْدِرُ أَنْ أُعِيدَهٗ كَمَا كَانَ وَأَمَّا شَتْمُهٗ إِيَّايَ فَقَوْلُهٗ لِي وَلَدٌ فَسُبْحَانِي أَنْ أَتَّخِذَ صَاحِبَةً أَوْ وَلَدًا قَوْلُهٗ وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى مَثَابَةً يَثُوبُونَ يَرْجِعُونَ

باب یہودیوں نے کہا اللہ نے بیٹا بنایا ہے اللہ پاک ہے"

یہ آیت کریمہ یہود و نصاریٰ اور مشرکوں کے ردّ میں نازل ہوئی جبکہ یہودیوں نے کہا عزیر علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے۔ نصاریٰ نے کہا مسیح علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے اور مشرکوں نے کہا فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں

۴۱۷۰ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ابن آدم میری تکذیب کرتا ہے (مجھے جھٹلاتا ہے) یہ تکذیب اس کے لائق نہیں وہ مجھے گالی دیتا ہے مجھے گالی دینا اس کے لائق نہیں۔ ابن آدم کا مجھے جھٹلانا اس طرح ہے کہ وہ وہ میرے متعلق گمان کرتا ہے کہ میں اس کو مارنے کے بعد لوٹا نہیں سکتا جیسا کہ وہ دنیا میں تھا اور اس کا مجھے گالی دینا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے میرا بیٹا ہے میں اس سے پاک ہوں کہ میری بیوی یا بیٹا ہو۔

۴۱۷۱ ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقْتُ اللّٰهَ فِي ثَلَاثٍ اَوْ وَافَقَنِي رَبِّي فِي ثَلٰثٍ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اتَّخَذْتَ مَقَامَ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى وَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ اَمَرْتَ

۴۱۷۰ ـــ شرح : گالی یہ ہے کہ کسی شخص کی حقیر شئی سے وصف کی جائے۔ اور وہ اس میں نقص ظاہر کرے اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹا ثابت کرنا اللہ تعالیٰ کی ذات کو حقیر شئی سے موصوف کرکے اس میں نقص ظاہر کرنا ہے۔ کیونکہ بیٹا والدہ سے پیدا ہوتا ہے جو پہلے حاملہ ہوتی ہے پھر بچہ کو جنم دیتی ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اس کا نکاح ہو اور نر کے اختلاط سے بچہ کی صورت بنتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام سے پاک اور منزّہ ہے اور یہ مذکور تمام اس کے لئے نقص ہیں۔ اسی لئے فرمایا میں بیٹا اور بیوی بنانے سے پاک اور منزہ ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! مقام ابراہیم "علیہ السلام" کو نماز کی جگہ بنالو"

مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس پر سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں کے نشان ہیں۔ مصلّٰی نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔ قولہ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا "مثابہ وہ موضع ہے جس کی طرف بار بار لوٹتے ہیں۔ یہ دراصل مَثْوَبَةٌ تھا۔ واؤ کی حرکت نقل کرکے ثا پر لے گئے پھر ماقبل مفتوح ہونے کے باعث اسے الف سے تبدیل کر دیا یہ اسم مصدر ہے۔ مصدر میمی بھی ہو سکتا ہے۔

یہ اس آیت کریمہ میں ہے : وَاِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً "یعنی حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کے لئے ہم نے بیت اللہ کو مرجع بنایا ہے وہ یہاں سے متفرق ہوتے ہیں پھر اس کی طرف لوٹتے ہیں اور بار بار ایسا ہوتا ہے۔

۴۱۷۱ ـــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے تین چیزوں میں اپنے رب کی موافقت کی یا میرے رب نے تین

أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْحِجَابِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ الْحِجَابِ قَالَ وَبَلَغَنِيْ مُعَاتَبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضَ نِسَائِهٖ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِنَّ قُلْتُ إِنِ انْتَهَيْتُنَّ أَوْ لَيُبَدِّلَنَّ اللّٰهُ رَسُوْلَهٗ خَيْرًا مِّنْكُنَّ حَتّٰى أَتَيْتُ إِحْدٰى نِسَائِهٖ قَالَتْ يَا عُمَرُ أَمَا فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَعِظُ نِسَاءَهٗ حَتّٰى تَعِظَهُنَّ أَنْتَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَسٰى رَبُّهٗٓ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُّبْدِلَهٗٓ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ الْاٰيَةَ وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ سَمِعْتُ أَنَسًا عَنْ عُمَرَ

چیزوں میں میری موافقت کی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ مقام ابراہیم کو مصلیٰ بناتے تو بہت بہتر ہوتا (دوسری بات یہ کہ) میں نے عرض کیا آپکے پاس نیک و بدسب آتے ہیں اگر اُمّہات المؤمنین کو حکم فرمائیں کہ وہ پردہ میں رہیں تو بہتر ہے تو اللہ تعالیٰ نے پردہ کی آیت نازل فرمائی۔ اُنھوں نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض بیویوں کو عتاب کیا ہے" تو میں اُن کے پاس گیا اور اُن سے کہا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرنے سے رک جاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے لئے تم سے بہتر عورتیں بدل دے گا۔ حتیٰ کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیوی کے پاس آیا تو اُنھوں نے کہا اے عمر! کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کو وعظ نہیں فرما سکتے ہیں جو تم نصیحت کرنے آئے ہو تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی عَسٰى رَبُّهٗٓ إِنْ طَلَّقَكُنَّ الخ قریب ہے کہ رسول تمہیں طلاق دے دے تو آپکا رب تم سے بہتر بیویاں ان کو عطا فرمائے۔ ابن مریم نے کہا ہمیں یحییٰ بن ایوب نے خبر دی۔ اُنھوں نے کہا مجھ سے حمید نے بیان کیا کہ میں انس کو حضرت عمر فاروق سے روایت کرتے ہوئے سُنا"

۲۱۷۱ — شرح: جس ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جواب دیا تھا وہ ام سلمہ تھیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ منافقوں کی نمازِ جنازہ سے بھی تو منع کیا تھا اور یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا اور بدر کے قیدیوں کے بارے میں بھی حضرت عمر فاروق کی رائے تھی کہ ان کو قتل کر دیا جائے تو یہ آیت نازل ہوئی: مَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗٓ اَسْرٰى اور تحریم خمر اور دیگر کئی مواقع میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورہ کے مطابق قرآن نازل ہوا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ایک عدد کی تخصیص زائد کی نفی پر دلالت نہیں کرتی۔۔

(حدیث ۳۹۵ کی شرح دیکھیں)

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ الْقَوَاعِدُ أَسَاسُهُ وَاحِدُهَا قَاعِدَةٌ وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ وَاحِدُهَا قَاعِدٌ

۴۱۷۲ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ أَخْبَرَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَمْ تَرَيْ أَنَّ قَوْمَكِ بَنَوُا الْكَعْبَةَ وَاقْتَصَرُوا عَنْ قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا تَرُدُّهَا عَلَى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيمَ قَالَ لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام بیت اللہ کی بنیادیں اُٹھا رہے تھے

تو وہ کہتے تھے اے ہمارے پروردگار ہم سے یہ قبول کر بیشک تُو دُعاء سُننے والا اور جاننے والا ہے!"

شرح : قواعد، قاعدہ کی جمع بمعنی اساس و بنیاد ہے یہاں قواعد سے مراد بیت اللہ کی اساس بنیاد ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اس سے پہلے بیت اللہ کی بنیاد موجود تھی۔ نیز قاعدہ وہ عورتیں ہیں جو حیض سے ناامید ہو چکی ہوں اس کا واحد قاعدٌ ہے یا وہ عورتیں ہیں جو بڑھاپے کے سبب شوہروں سے ناامید ہو چکی ہوں۔ یہ لفظ اس حالت میں عورت کے ساتھ مختص ہے اس لئے واحد میں تاء نہیں لاتے جیسے حائض عورت کے ساتھ مختص اس لئے تاءِ تانیث سے خالی ہے۔ اس حال کے علاوہ واحد قاعدہ ہوگا!

۴۱۷۲ **ترجمہ** : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بِالْكُفْرِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ اسْتِلَامَ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ إِلَّا أَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلٰى قَوَاعِدِ إِبْرَاهِيْمَ

بَابٌ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا

۱۴۷۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمٰنُ بْنُ عُمَرَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيٰى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتٰبِ يَقْرَءُوْنَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوْا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ الْاٰيَةَ

سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! کیا تم نے دیکھا نہیں کہ تمہاری قوم نے کعبہ کی تعمیر کی اور ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں سے اس کو چھوٹا کر دیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ بیت اللہ کو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر نہیں بنائیں گے۔ آپ نے فرمایا اگر تمہاری قوم کے کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا" تو میں اس کو ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر بنا دیتا"، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا یقیناً ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے

کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی گمان نہیں کیا کہ آپ نے دونوں رکنوں کو بوسہ ترک کیا ہو جو حجر کے متصل ہیں (یعنی میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو بوسہ نہ کرنے کا سبب نہیں جانتا) مگر یہ کہ بیت اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر مکمل نہیں ہوا۔

(اس حدیث کی مکمل تشریح تفہیم البخاری حصہ دوم کے صفحہ ۶۱۴ پر دیکھیں)

باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم کہو ہم ایمان لے آئے اللہ پر اور اس پر جو ہم پر نازل ہوا "

بَابُ قَوْلِهٖ سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

۴۱۷۳ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اہل کتاب تورات عبرانی میں پڑھتے اور مسلمانوں کے لئے اس کی تفسیر عربی میں کرتے تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ ہی ان کی تکذیب کرو ،، اور کہو اللہ پر ایمان لائے اور جو کچھ ہماری طرف نازل کیا گیا اس پر بھی ایمان لائے ،،

۴۱۷۳ — شرح : اس حدیث سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ مشکل اُمور میں توقف ضروری اور واجب ہے۔ ایسے مشکل امور میں ان کی صحت یا بطلان کا فیصلہ نہیں کرنا چاہیئے اور نہ ہی ان کی تحلیل و تحریم میں کوئی قدم آگے بڑھانا چاہیئے حالانکہ ہمیں حکم ملا ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل شدہ کتب پر ایمان لائیں اور ہمیں یہ راہ نہیں ملتی کہ وہ ان کتب سے جو بیان کرتے ہیں ان کی صحت و سقم کو معلوم کریں۔ لہٰذا ان میں توقف کریں نہ تو ان کی تصدیق کریں تاکہ ان کی تحریفات میں شریک نہ ہو جائیں اور نہ ہی ان کی تکذیب کریں کیونکہ ممکن ہے کہ وہ صحیح ہو اور ہم اس کی تکذیب کر کے ان باتوں کے منکر ہو جائیں جن پر ایمان لانے میں ہم مامور ہیں۔ اسی لئے علماء سلف نے مشکل امور میں توقف کیا ہے۔ اس میں کلام معلق رکھا جیسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا دو بہنوں لونڈیوں کو ایک ساتھ رکھنا جائز ہے ؟ اُنھوں نے جواب دیا کہ ایک آیت اسے جائز کہتی ہے دوسری حرام کرتی ہے اور جیسا کہ عبداللہ بن عمر سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے ہر پیر کے روز روزہ سے رہنے کی نذر مانی اتفاق سے اس دن عید ہو گئی تو کیا نذر پوری کرے یا کیا کرے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ وفاءِ نذر کا حکم فرماتا ہے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ یہ مذہب تقویٰ پر مبنی ہے۔ اگر دوسرے علماء نے اجتہاد کر کے ایک مذہب کو دوسرے پر ترجیح دی ہے تو ہر شخص جو اچھی نیت کرتا ہے اور صلاح کا قصد کرتا ہے وہ اس پر مشکور ہے (کرمانی)

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! عنقریب بیوقوف لوگ کہیں گے مسلمانوں کو ان کے قبلہ سے کس نے پھیر دیا ہے آپ فرما دیں مشرق و مغرب اللہ کے ہیں وہ جسے چاہے سیدھی راہ دکھاتا ہے

۱۷۴ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ سَمِعَ زُهَيْرًا عَنْ اَبِیْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی اِلٰی بَیْتِ الْمُقَدَّسِ سِتَّةَ عَشَرَ اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ یُعْجِبُهٗ اَنْ تَكُوْنَ قِبْلَتُهٗ قِبَلَ الْبَیْتِ وَاَنَّهٗ صَلّٰی اَوْ صَلَّاهَا صَلٰوةَ الْعَصْرِ وَصَلّٰی مَعَهٗ قَوْمٌ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِّمَّنْ كَانَ صَلّٰی مَعَهٗ فَمَرَّ عَلٰی اَهْلِ الْمَسْجِدِ وَهُمْ

تفسیر سُفَهَاءُ ،، سَفِیْنہ کی جمع بمعنی خفیف العقل ہے۔ اس سے یہودی مراد ہیں وہ کعبہ کی طرف متوجہ ہونے کو پسند نہ کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے احکام میں نسخ کے معتقد نہیں تھے۔ کہا گیا ہے اس سے منافق مراد ہیں۔ یہ بدبخت لوگ یہودیوں کو مسلمانوں پر طعن کی ترغیب دلاتے تھے۔ بعض نے کہا اس سے مشرکین مکہ مراد ہیں جبکہ انہوں نے سُنا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کعبہ کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ پہلے اپنے آباؤ اجداد کے قبلہ سے منحرف ہو گئے تھے۔ اب اس کی طرف رجوع کر لیا ہے۔ بجذا وہ اپنے آباء کا دین بھی پسند کریں گے ان کے رد میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ ساری روئے زمین اللہ تعالیٰ کی ہے وہ جیسے چاہے اس میں تصرف کرے اور جو حکم چاہے نافذ کرے۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا کہا گیا ہے مشرق سے مراد کعبہ ہے۔ کیونکہ مدینہ منورہ میں نماز پڑھنے والا جب کعبہ کی طرف متوجہ ہو تو اس کا منہ مشرق کی طرف ہوتا ہے اور مغرب سے مراد بیت المقدس ہے کیونکہ مدینہ منورہ میں نماز پڑھنے والا جب بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو تو اس کا منہ مغرب کی طرف ہوتا ہے۔

صاحب تیسیر القاری نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا یہ تفسیر عجیب ہے کیونکہ یہ بات مسلم الثبوت ہے کہ کعبہ شریف مدینہ منورہ سے جنوب کی سمت میں ہے اور بیت المقدس شمال کی جانب ہے۔ اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بول و براز کرنے والے کو فرمایا کعبہ کی طرف قضائے حاجت کے وقت منہ اور پشت نہ کرو بلکہ مشرق اور مغرب کی طرف منہ کیا کرو۔ اس صورت میں قبلہ کی طرف نہ منہ ہوگا اور نہ پشت ہوگی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ بیت المقدس مشرق اور مغرب کی جہت میں واقع نہیں ہے۔

۱۷۴ـــ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس کی جانب متوجہ ہو کر سولہ یا سترہ ماہ نماز پڑھی۔ اور آپ کو پسند یہ تھا کہ آپ کا قبلہ کعبہ ہو۔ آپ نے عصر کی نماز پڑھی اور آپ کے ساتھ لوگوں نے بھی عصر کی نماز پڑھی تو ایک آدمی جس نے آپکے ساتھ عصر کی نماز پڑھی تھی نکلا۔ وہ ایک مسجد والوں سے گزرا حالانکہ وہ رکوع میں تھے۔ اس نے کہا میں اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھی ہے وہ لوگ اسی حالت میں بیت اللہ

رَاكِعُوْنَ قَالَ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ مَكَّةَ فَدَارُوْا كَمَا هُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ وَكَانَ الَّذِيْ مَاتَ عَلَى الْقِبْلَةِ قَبْلَ اَنْ تُحَوَّلَ قِبَلَ الْبَيْتِ رِجَالٌ قُتِلُوْا لَمْ نَدْرِ مَا نَقُوْلُ فِيْهِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

بَابُ قَوْلِهٖ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا

۴۱۷۵ — حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ وَّاَبُوْ اُسَامَةَ وَاللَّفْظُ لِجَرِيْرٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ وَقَالَ اَبُوْ اُسَامَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْعٰى نُوْحٌ

کی طرف پھر گئے اور بیت اللہ کی طرف پھرنے سے قبل قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھنے والے جو لوگ فوت ہو گئے تھے وہ وہی لوگ تھے جو قتل ہو گئے تھے۔ ہمیں کچھ نہ معلوم ہوا کہ ہم ان کے بارے میں کیا کہیں " تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل کی اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان ضائع نہیں کریگا بیشک وہ مومنوں کے لئے مہربان ہے۔

۴۱۷۴ — شرح : یہ شخص عبداللہ بن عباد بن نہیک انصاری تھا جس نے مدینہ منورہ کی مسجد بنی سلمہ میں نماز پڑھنے والوں کو تحویل قبلہ کی خبر دی تھی جبکہ وہ عصر کی نماز پڑھ رہے تھے حالانکہ وہ شخص سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عصر کی نماز پڑھ کر آیا تھا اور حضرت عبداللہ بن عمر اور انس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے یہ دوسرے دن صبح کی نماز مسجد قباء میں پڑھ رہے تھے۔ چنانچہ احادیث میں اس کی تصریح موجود ہے۔ حدیث ۳۹ کی شرح میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ رہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان اور گواہ

۴۱۷۵ — ترجمہ : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَا رَبِّ فَيَقُوْلُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُوْلُ
نَعَمْ فَيُقَالُ لِاُمَّتِهٖ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ مَا اَتَانَا مِنْ نَّذِيْرٍ فَيَقُوْلُ مَنْ يَّشْهَدُ لَكَ
فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَّاُمَّتُهٗ فَيَشْهَدُوْنَ اَنَّهٗ قَدْ بَلَّغَ وَيَكُوْنُ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا
فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ جَلَّ ذِكْرُهٗ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى
النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا وَالْوَسَطُ الْعَدْلُ

فرمایا قیامت کے دن نوح (علیہ السلام)، کو بلایا جائے گا تو وہ کہیں گے اے میرے پروردگار تیری خدمت میں کھڑا ہوں اور بار بار مدد کا طلب گار ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم نے میرے احکام لوگوں کو پہنچائے ہیں؟ نوح (علیہ السلام) کہیں گے جی ہاں! میں نے تبلیغ کی ہے، پھر اُن کی اُمت سے کہا جائے گا کیا نوح نے میرے احکام تم تک پہنچائے ہیں؟ وہ کہیں گے ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا پیغمبر نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ نوح سے فرمائے گا تمہارا کون گواہ ہے وہ کہیں گے میرا گواہ "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم "اور ان کی امت ہے پس وہ گواہی دیں گے کہ نوح علیہ السلام نے اللہ کے احکام اپنی امت تک پہنچائے ہیں اور محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) تم پر گواہ ہوں گے (تمہاری تصدیق کریں گے) پس اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا اشارہ اسی آیت کی طرف ہے۔ "وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا الخ"، وسط بمعنی عدل ہے!

۴۱۷۵ — شرح: ابن کثیر نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے تمہارا قبلہ ابراہیم علیہ السلام کے قبلہ کی طرف کر دیا ہے اور تمہارے لئے یہ قبلہ پسند کیا ہے جو بیت المقدس سے بہتر ہے تاکہ تمہیں ہر شئی میں بہترین امت کہیے اور قیامت میں تم لوگوں پر گواہ ہو کیونکہ تمام اُمتیں تمہارے فضائل اور محاسن کی معترف ہیں۔ ابن جریر نے کہا وسط، بمعنی عدل اور بہتر ہے۔ علامہ عینی نے کہا میری رائے یہ ہے کہ عدل بمعنی میانہ ہے جو دو حدوں کے درمیان ہو۔ جیسے وسط الدار، مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کی وسط سے تعریف کی ہے۔ کیونکہ یہ دین میں متوسط ہیں نہ ان میں غلو ہے جیسا نصاریٰ نے غلو کیا تھا اور نہ اس میں تقصیر ہے جیسے یہودیوں نے اپنے دین میں کیا تھا۔ زمخشری نے وسط کی تفسیر خیار سے کی ہے کیونکہ اطرف میں خلل اور نقص بہت جلد راہ پاتے ہیں اور اوساط محفوظ ہوتے ہیں، شاہ عبد العزیز رحمت اللہ علیہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی کا ایک معنی یہ بھی ذکر کیا ہے کہ آپ نور نبوت سے لوگوں کے دین کی حقیقت جانتے اور ان کے اقوال سنتے ہیں اور احوال دیکھتے ہیں تفسیر روح البیان میں اسماعیل حقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس کی تفسیر یہی کی ہے۔ یہ تفسیر قرین قیاس بھی ہے کیونکہ شاہد وہ ہوتا ہے جو موقعہ پر

باب قولہ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ۭ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَي الَّذِيْنَ ھَدَى اللّٰهُ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

پر حاضر ہو؛ چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک مکتوب میں ذکر کیا۔ مذاہب میں بکثرت اختلاف ہونے کے باوجود اس مسئلہ میں کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم شائبہ مجاز کے بغیر اپنی امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں اور اشعۃ اللمعات کے باب التشہد میں ذکر کیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم در ذوات مصلیان حاضر و موجود است" اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ "لِتَكُوْنُوْا شُهَدَاۗءَ عَلَي النَّاسِ" میں امت کو لوگوں پر گواہ کیا ہے تو کیا یہ امت بھی حاضر و ناظر ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ امت کی گواہی شہادت علی الشہادت کے معنی میں ہے اور شاہد کے لئے حاضر ہونا ضروری ہے جس کو وہ گواہ بنائے اس کے لئے موقعہ پر حاضر ہونا ضروری نہیں"

(تفہیم البخاری حصہ پنجم کے صفحہ ۱۴۲ پر مطالعہ فرمائیں)

باب - اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اے محبوب تم پہلے جس قبلہ پر تھے ہم نے وہ اس لئے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون رسول کی پیروی کرتا ہے۔ اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے اور بے شک یہ بھاری تھی مگر اُن پر جنہیں اللہ نے ہدایت دی اور اللہ کی شان نہیں کہ تمہارا ایمان اکارت کرے بے شک اللہ آدمیوں پر بہت مہربان مہر والا ہے"

تفسیر: یعنی جس قبلہ کی طرف آپ مکہ مکرمہ میں متوجہ ہوتے تھے اور وہ کعبہ مکرمہ ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ کو حکم ملا کہ یہودیوں کی تالیف فرمائیں اور بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو کر نماز ادا کریں؛ چنانچہ سولہ یا سترہ ماہ آپ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے رہے۔ چونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش یہ تھی کہ آپ کا قبلہ کعبہ ہو اس لئے آپ کی خواہش کے مطابق تحویل قبلہ ہوئی اور کعبہ قبلہ قرار پایا یا قبلہ سے مراد صخرۂ بیت المقدس ہے۔ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں بھی بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھتے تھے اور

۴۱۷۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَنَ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بَيْنَا النَّاسُ يُصَلُّونَ الصُّبْحَ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ إِذْ جَاءَ جَاءٍ فَقَالَ أَنْزَلَ اللهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرْآنًا أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوهَا فَتَوَجَّهُوا إِلَى الْكَعْبَةِ

بَابٌ قَوْلُهُ قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَاءِ إِلَى عَمَّا تَعْمَلُونَ

کعبہ درمیان کرلیتے تھے۔ اس تقدیر پر معنیٰ یہ ہوگا! ہم نے اس قبلہ کو منسوخ نہیں کیا مگر اس لئے الخ اور پہلی تقدیر پر معنیٰ یہ ہے۔ ہم نے کعبہ کو قبلہ کا ناسخ اس لئے کیا ہے کہ لوگوں کا امتحان لیں تاکہ یہ معلوم ہوجائے کہ کعبہ کو قبلہ اختیار کرنے میں ہمارے رسول کی پیروی کون کرتا ہے اور کون اس سے منہ پھیرتا ہے۔ یعنی کون مرتد ہوتا ہے۔ یقیناً یہ قبلہ لوگوں پہ بہت گراں تھا لیکن جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں اور وہ تحویلِ قبلہ کو حق جانتے ہوئے اس کی متابعت کرتے ہیں ان پہ ہرگز گراں نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ قبلہ کو منسوخ کرکے لوگوں کی نمازیں ضائع نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ لوگوں پہ بہت مہربان ہے ان کے اعمال ضائع نہیں کرتا ہے۔

۴۱۷۶ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک وقت لوگ مسجد قباء میں نماز ادا کررہے تھے۔ اچانک کوئی آنے والا آیا (عباد بن بشر) اور کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل کیا ہے کہ کعبہ کی طرف منہ کرلیں۔ اُنہوں نے ادھر منہ کرلئے۔

(حدیث ۳۹ کی شرح دیکھیں)

باب — ارشادِ باری تعالیٰ ہم بار بار تمہارے رُخِ انور کو آسمان کی طرف اُٹھتا دیکھ رہے ہیں الخ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ آپ کا قبلہ کعبہ کی جانب ہو جو ابراہیم علیہ السلام کا قبلہ تھا اور مدفن قبلوں سے پہلا قبلہ تھا اس لئے آپ وحی کے منتظر رہتے اور ہر وقت آسمان کی طرف دیکھتے رہتے تھے تو آپ کو ہم پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔ ابھی اپنا مُنہ پھیر دو مسجد حرام کی طرف اور اے مسلمانو!

۴۱۷۷ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ يَبْقَ مِمَّنْ صَلَّى الْقِبْلَتَيْنِ غَيْرِي

بَابُ قَوْلِهٖ وَلَئِنْ اَتَيْتَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ بِكُلِّ اٰيَةٍ مَّا تَبِعُوْا قِبْلَتَكَ اِلٰى قَوْلِهٖ اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ

۴۱۷۸ ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بَيْنَمَا النَّاسُ فِي الصُّبْحِ بِقُبَاءٍ جَاءَهُمْ رَجُلٌ

تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اس طرف کرو ،، مسجد حرام کعبہ مکرمہ پر مشتمل ہے اس لئے مسجد حرام کی طرف منہ کرنا فرمایا شطر دراصل دُوری کے معنی میں ہے چنانچہ کہتے ہیں : اٰنہٗ شَطَنَ ،، یعنی اپنے گھر سے جُدا ہو گیا جانب اور سمت کے لئے استعارہ کیا گیا ہے۔

۴۱۷۷ ـ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے اُنھوں نے کہا جنہوں نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے۔ ان میں سے میرے سوا کوئی باقی نہیں رہا۔

۴۱۷۷ ـ شرح : قبلتین بیت المقدس اور کعبہ مکرمہ ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنی عمر کے آخر میں کہا تھا شائد ان کی مراد یہ ہے کہ جن مہاجرین اولین سابقین نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے۔ اُن میں سے آخر میں انس بصرہ میں فوت ہوئے تھے۔ البتہ یہ مسلم امر ہے کہ بہت سے لوگ جو دیہات میں رہتے تھے وہ انس کے بعد فوت ہوئے تھے لیکن وہ مہاجرین اولین میں سے نہیں ،،

باب اور اگر تم ان کتابیوں کے پاس نشانی لے کر آؤ وہ تمہارے قبلہ کی پیروی نہ کریں گے ،،

اور تم نہ اُن کے قبلہ کی پیروی کرو اور وہ آپس میں بھی ایک دوسرے کے قبلہ کے تابع نہیں ،،

۴۱۷۸ ـ ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روائت ہے اُنہوں نے کہا ایک وقت لوگ مسجد

فَقَالَ اِنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اُنْزِلَ عَلَیْہِ اللَّیْلَۃَ قُرْاٰنٌ وَاُمِرَ اَنْ یَسْتَقْبِلَ الْکَعْبَۃَ اَلَا فَاسْتَقْبِلُوْھَا وَکَانَ وَجْہُ النَّاسِ اِلَی الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا بِوُجُوْھِھِمْ اِلَی الْکَعْبَۃِ

بَابُ قَوْلِہٖ اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ وَاِنَّ فَرِیْقًا مِّنْھُمْ لَیَکْتُمُوْنَ الْحَقَّ اِلٰی قَوْلِہٖ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ

قباء میں صبح کی نماز میں تھے کہ اُن کے پاس ایک شخص آیا اور کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آج رات قرآن نازل ہُوا اور آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ نماز میں کعبہ کی طرف منہ کریں لہٰذا آگاہ ہوجاؤ اور کعبہ کی طرف منہ کرلو - لوگوں کے چہرے شام کی طرف تھے۔ انھوں نے اپنے چہرے کعبہ کی طرف پھیر لئے -

(یہ حدیث ابھی ابھی گزری ہے)

باب جن کو ہم نے کتاب دی ہے وہ حضور کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں

یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تورات و انجیل میں مذکور صفات کے باعث یہود و نصاریٰ آپ کو ایسا جانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور آپ کی نبوت و رسالت میں انہیں ذرہ بھر شک نہیں اور وہ قطعی طور پر جانتے ہیں کہ آپ نبی آخر الزمان ہیں۔ بایں ہمہ اُن کا انکار صرف شقاوتِ ذاتی اور عنادِ نفسانی کے باعث ہے۔ پروردگارِ عالم نے آپ کی معرفت کو ان کے بیٹوں کی معرفت سے تشبیہ دی باپوں کو ذکر نہیں کیا کیونکہ باپ کی ابوّت کا علم سماعی ہے لوگوں سے سُن کر باپ کو باپ کہتے ہیں اور بیٹے کا علم عیانی ہے۔ لڑکیوں کو ذکر نہیں کیا کیونکہ لڑکے زیادہ معروف اور مشہور ہوتے ہیں اور انہیں والد کی صحبت لازمی ہوتی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے واحدی سے نقل کیا یہ آیت کریمہ عبد اللہ بن سلام اور اُن کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہُوئی جو اہلِ کتاب تھے اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تھے کہ وہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی صفات کو اپنی کتابوں میں ایسے جانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ عبد اللہ بن سلام نے کہا میں اس بات کا گواہ ہوں کہ محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً اللہ کے رسُول ہیں۔ میں اپنے بیٹے کے لئے ایسی گواہی نہیں دے

۴۱۷۹ــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ إِذْ جَآءَهُمْ اٰتٍ فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْاٰنٌ وَقَدْ أُمِرَ اَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا إِلَى الْكَعْبَةِ

بَابٌ وَلِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ اَيْنَمَا تَكُوْنُوْا يَاْتِ بِكُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

۴۱۸۰ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيٰنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ صَرَفَهٗ نَحْوَ الْقِبْلَةِ

سکتا کیونکہ ہمیں کیا معلوم کہ ہماری بیویوں نے کیا کچھ کیا ہے۔ حضرت عمر فاروق نے فرمایا اللہ نے تجھے اچھی توفیق دی ہے، لیکن بعض اہلِ کتاب علماء آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات اور استقبالِ قبلہ کو جو اپنی کتابوں میں دیکھتے ہیں چھپاتے ہیں اور انہیں علم ہے کہ کعبہ آخری قبلہ ہے حق یہی ہے جو اللہ کی طرف سے ہے تمہیں اس میں شک نہیں کرنا چاہیئے۔ اس آئت کریمہ میں خطاب تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے لیکن مراد اُمت ہے "

۴۱۷۹ــ ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہ عنہما سے روائت ہے کہ ایک وقت لوگ مسجد قباء میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ اُن کے پاس کوئی شخص آیا اور کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہ آج رات قرآن نازل ہوا آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ نماز میں کعبہ کی طرف منہ کریں تم کعبہ کی طرف منہ کرلو حالانکہ ان کے منہ شام کی طرف تھے وہ کعبہ کی طرف گھوم گئے (یہ حدیث ابھی گزری ہے)

باب ــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہر ایک کے لئے قبلہ ہے

جس کی طرف وہ منہ کرتا ہے۔ تم نیک کاموں میں جلدی کرو! تم جہاں کہیں ہوگے اللہ تم کو جمع کرے گا وہ ہر چاہے پر قادر ہے "

بَابُ قَوْلِهٖ تعالیٰ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَاِنَّهٗ لَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ شَطْرَهٗ تِلْقَاؤُهٗ

۴۱۸۱۔ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ بَيْنَا النَّاسُ فِي الصُّبْحِ بِقُبَاءٍ اِذْ جَاءَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ اُنْزِلَ اللَّيْلَةَ قُرْاٰنٌ فَاُمِرَ اَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَاسْتَدَارُوْا كَهَيْئَتِهِمْ فَتَوَجَّهُوْا اِلَى الْكَعْبَةِ وَكَانَ وَجْهُ النَّاسِ اِلَى الشَّامِ

یعنی ہر اہل دین کا مخصوص قبلہ ہے جس کی طرف وہ منہ پھیرتا ہے تم کعبہ کی طرف متوجہ ہو اور کافروں کی باتوں سے اعراض کرو کیونکہ قیامت کے دن اللہ ان کو جزاء دے گا تم اس کو عاجز نہیں کر سکتے "وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔"

۴۱۸۰ — ترجمہ : ابو اسحاق نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت المقدس کی طرف سولہ یا سترہ ماہ نماز پڑھی پھر آپ نے رُخ انور قبلہ کی طرف پھیر لیا۔

باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور جہاں سے آؤ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو!

اور وہ ضرور تمہارے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے غافل نہیں۔ شطر بمعنی طرف ہے "

۴۱۸۱ — ترجمہ : عبداللہ بن دینار نے کہا میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ایک وقت لوگ مسجد قباء میں صبح کی نماز ادا کر رہے تھے کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہا آج رات قرآن نازل ہوا ہے اور کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے تم اپنے منہ کعبہ کی طرف کر لو وہ اسی حال میں گھوم گئے اور کعبہ کی طرف متوجہ ہوئے حالانکہ لوگوں کے چہرے شام کی طرف تھے

بَابُ قَوْلِهٖ تعالیٰ وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ اِلٰى قَوْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ

۴۱۸۲ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَمَا النَّاسُ فِيْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ بِقُبَآءٍ اِذْ جَآءَهُمْ اٰتٍ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ وَقَدْ اُمِرَ اَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبِلُوْهَا وَكَانَتْ وُجُوْهُهُمْ اِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوْا اِلَى الْقِبْلَةِ ـــــ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جہاں سے آؤ اپنا منہ مسجد حرام کی طرف کرو (لعلکم تھتدون تک)

۴۱۸۲ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ایک وقت لوگ مسجد قباء میں صبح کی نماز ادا کر رہے تھے کہ اُن کے پاس ایک شخص آیا اور کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آج رات قرآن نازل ہُوا ہے اور آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ منہ کعبہ کی طرف کریں تم اپنے منہ کعبہ کی طرف کر لو حالانکہ ان کے منہ شام کی طرف تھے وہ قبلہ کی طرف گھوم گئے ''

۴۱۸۲ — شرح : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کا یہ تیسرا طریقہ ہے۔ اس حدیث کو تین بار ذکر کرنے میں تاکید مقصود ہے۔ کیونکہ یہ اسلام میں پہلا ناسخ ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذکر کیا ہے۔

امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس کے تین احوال ہیں۔ پہلا اس شخص کے لئے جو کعبہ کو دیکھ رہا ہو۔ دُوسرا اس کے لئے جو مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے اس سے غائب ہو تیسرا اُس کے لئے جو دوسرے شہروں میں رہتا ہو۔ قرطبی نے کہا پہلا مکہ والے کے لئے دوسرا دوسرے شہروں میں رہنے والے کے لئے اور تیسرا جو سفر میں ہو ''

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ شَعَائِرُ عَلَامَاتٌ وَاحِدُهَا شَعِيْرَةٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلصَّفْوَانُ الْحَجَرُ وَيُقَالُ الْحِجَارَةُ الْمُلْسُ الَّتِيْ لَا تُنْبِتُ شَيْئًا وَالْوَاحِدَةُ صَفْوَانَةٌ بِمَعْنَى الصَّفَا وَالصَّفَا لِلْجَمِيْعِ ۴۱۸۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيْثُ السِّنِّ اَرَاَيْتِ قَوْلَ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بیشک صفا اور مروہ اللہ کے نشانوں

سے ہیں تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے،،

شعائر نشانات ہیں اس کا واحد شعیرہ ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا صفوان پتھر ہے کہا جاتا ہے وہ صاف پتھر ہے جو کچھ نہ اگائے اس کا واحد صفوانہ ہے جس طرح صفا یہ بھی جمع ہے اس کا مفرد صفاۃ ہے۔

شرح : اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ لوگ کہتے تھے صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرنا جاہلیت کی رسم ہے۔ نیز بعض انصار کہتے تھے ہمیں کعبہ کا طواف کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ صفا اور مروہ کے طواف کا حکم نہیں دیا گیا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

ابو عبیدہ بن اثیر نے کہا حج کے شعائر اعمال اور مناسک ہیں جو حج کے موقعہ پر کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ عرفات میں وقوف، طواف، صفا مروہ کے درمیان سعی، رمی اور نحر و ذبح وغیرہ "

۴۱۸۳ — ترجمہ : ہشام بن عروہ نے اپنے والد عروہ سے روایت کی کہ عروہ نے کہا میں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اور میں اس روز نوجوان تھا کہ اللہ کے اس کلام کی تشریح بیان کریں : اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ

بِهِمَا اِنَّمَا اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِي الْاَنْصَارِ كَانُوْا يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ وَكَانَتْ مَنَاةُ حَذْوَ قُدَيْدٍ وَكَانُوْا يَتَحَرَّجُوْنَ اَنْ يَّطُوْفُوْا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا جَاءَ الْاِسْلَامُ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا

شَعَائِرِ اللّٰهِ الخ صفا اور مروہ اللہ کے نشانات سے ہیں جس نے بیت اللہ کا حج کیا یا عمرہ کیا اس پر حرج نہیں کہ ان دونوں کا طواف کرے میں کسی پر گناہ نہیں دیکھتا کہ ان دونوں کا طواف نہ کرے ۔ ام المومنین نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں اگر ایسا ہی ہوتا جو تم نے کہا ہے تو آیت کریمہ اس طرح ہوتی : لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا ،، (یعنی يَطَّوَّفَ سے پہلے حرف نفی ہوتا) یہ تو انصار کے بارے میں نازل ہوئی (اسلام قبول کرنے سے پہلے) وہ منات بت کے نام پر احرام باندھا کرتے تھے (اور منات قدید کے محاذی (سامنے) تھا وہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کو برا جانتے تھے ۔جب اسلام آیا تو انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی : اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ،،

۴۱۸۳ — شرح : صفا مسجد حرام کے دروازے کے پاس اونچی جگہ ہے وہ جبل ابو قبیس کی ناک ہے ۔ اس پر بصورت مرد ایک بت تھا جس کو اساف بن عمرو کہا جاتا تھا اور مروہ پر بصورت عورت بت تھا اس کو نائلہ بنت ذئب کہا جاتا تھا اس کو نائلہ بنت سہیل بھی کہا جاتا ہے لوگوں کا خیال تھا کہ ان دونوں نے کعبہ میں زناء کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو مسخ کر دیا اور ان کو صفا اور مروہ پر رکھ دیا گیا تاکہ لوگ ان سے عبرت حاصل کریں جب زمانہ طویل گزر گیا تو ان کی عبادت شروع ہو گئی ۔ جب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ فتح کیا تو ان کو پاش پاش کر دیا ۔ مقاتل کی تفسیر میں ہے صفا پر بت اساف تھا اور مروہ پر نائلہ کو رکھا تھا ۔ کافر ان کا طواف کرنا برا سمجھتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی : اِنَّ الصَّفَا ۔ فضائل مکہ میں ہے جب ان دونوں اساف اور نائلہ نے زنا کیا تو اللہ تعالیٰ نے کعبہ میں فجور کرنے والوں کو ذرہ بھر مہلت نہ دی اور ان کو مسخ کر دیا پھر انہیں صفا مروہ کی طرف نکال دیا گیا جب عمرو بن لحی کا وقت آیا تو اس نے ان کو کعبہ کی طرف نقل کر دیا اور زمزم کے پاس نصب کر دیا پھر ان کا طواف کرنے لگے ۔

مَرْوَةٌ ،، یہ بھی سنگریزوں کا چھوٹا ڈھیر ہے اس کی جمع قلت مَرْوَات اور جمع کثرت مَرْوٌ ہے جیسے تمرۃ و تمرٌ ہے ۔ زمخشری نے کہا صفا ، مروہ دو پہاڑوں کے عَلَم ہیں ۔ کہا گیا ہے صفا کو اس لئے صفا کہتے ہیں کہ

۴۱۸۴ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَاصِمِ ابْنِ سُلَیْمٰنَ سَأَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ كُنَّا نُرٰی اَنَّهُمَا مِنَ الْجَاهِلِیَّةِ فَلَمَّا كَانَ الْاِسْلَامُ اَمْسَكْنَا عَنْهُمَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ اِلٰی قَوْلِهٖ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا

بَابُ قَوْلِهٖ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا اَضْدَادًا وَاحِدُهَا نِدٌّ

۴۱۸۵ــ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِیْقٍ عَنْ

اس پر حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام بیٹھے تھے اور مروہ کا یہ نام اس لئے ہے کہ اس پر مائی حوّا علیہا السلام تشریف فرما ہوئی تھیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ صفا اور مروہ کے درمیان "مسعیٰ" میں بت تھے لوگوں نے حضور سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "یہ پلید ہمارے مسعیٰ میں پڑے ہیں ہم ان سے نفرت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ ان کے درمیان سعی کرنے میں حرج نہیں پھر ان کو وہاں سے باہر نکال پھینکا اسی طرح کعبہ مکرمہ کے گرداگرد بتوں سے کیا گیا تھا قدید" مدینہ منورہ کو جاتے مکہ کے قریب ایک جگہ ہے (حدیث ۱۵۲۱ کی شرح دیکھیں)

۴۱۸۴ــ ترجمہ : عاصم بن سلیمان نے کہا میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے صفا اور مروہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا ہم ان کو جاہلیت کی رسم خیال کرتے تھے جب اسلام آیا تو ان سے رک گئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی : اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ الآیۃ۔

باب ــ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بعض لوگ اللہ کے سوا شریک بناتے ہیں

اَنْدَادًا ند کی جمع ہے اس کا معنی ہے مقابل، شریک "۔

عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَةً وَّقُلْتُ أُخْرٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَدْعُو مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ وَقُلْتُ أَنَا مَنْ مَاتَ وَهُوَ لَا يَدْعُو لِلّٰهِ نِدًّا دَخَلَ الْجَنَّةَ

بَابٌ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ إِلٰى قَوْلِهِ عَذَابٌ أَلِيْمٌ عُفِيَ تُرِكَ

۴۱۸۵ — ترجمہ : عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کلمہ فرمایا اور میں نے دوسرا کلمہ کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی مر جائے حالانکہ وہ اللہ کا شریک بناتا تھا وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور میں نے کہا جو مر جائے اور اللہ کا شریک نہ بنائے وہ جنت میں داخل ہوگا ،، (حدیث ۱۱۶۹ کی شرح دیکھیں)

اسماء رجال ،،عبدان ،، عبداللہ بن مروزی کا لقب ہے ۔ ابو حمزہ کا نام محمد بن میمون ہے اعمش سلیمان ہے ،شقیق ابو وائل بن سلمہ اور عبداللہ ابن مسعود ہے رضی اللہ عنہم
اُنھوں نے یہ اس طرح سمجھا کہ جنت اور دوزخ کے درمیان واسطہ نہیں اور سبب کے انتفاء سے مسبب کا انتفاء ہوتا ہے لہٰذا اگر اللہ کا شریک بنانے سے دوزخ میں جائے گا تو اس کا شریک نہ بنانے والا جنت میں جائے گا۔

باب ۲ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو! تم پر مقتولین کے بارے میں قصاص فرض کیا گیا ہے“

آزاد کے بدلے آزاد”عذاب الیم ،، تک عفی کا معنی ہے ترک عُفِیَ معاف کیا گیا ،،

اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ اوس اور خزرج دو قبیلے تھے ان میں سے ایک قبیلہ دوسرے سے قوت تعداد مال و شرف میں زیادہ تھا اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ اپنے غلام کے بدلے دوسرے قبیلہ کے آزاد کو اور عورت کے بدلے مرد کو اور ایک کے بدلے دو کو قتل کرے گا زمانۂ جاہلیت میں لوگ اس قسم کی تعدی کے

عادی تھے۔ عہدِ اسلام میں یہ معاملہ حضورِ سیدِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہُوا تو یہ آیت کریمہ نازل ہُوئی اور عدل و مساوات کا حکم دیا گیا اور اس پہ وہ لوگ راضی ہوئے۔ قرآن کریم میں قصاص کا مسئلہ کئی آیتوں میں بیان ہُوا ہے اس آیت میں قصاص و عفو دونوں کا مسئلہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے احسان کا بیان ہے کہ اُس نے اپنے بندوں کو قصاص و عفو میں مختار کیا چاہیں قصاص لیں چاہیں عفو یعنی معاف کریں۔ آیت کے اول میں قصاص کے وجوب کا بیان ہے۔ اس آیت سے ہر قاتل بالعمد پہ قصاص کا وجوب ثابت ہے خواہ اُس نے آزاد کو قتل کیا ہو یا غلام کو مسلمان کو یا کافر کو مرد کو یا عورت کو قتل کیا ہو کیونکہ قتلیٰ قتیل کی جمع ہے مذکور ہے جو سب امور کو شامل ہے ہاں جس کو دلیل شرعی خاص کرے وہ مخصوص ہو جائے گا اور جو قتل کرے گا وہی قتل کیا جائے گا خواہ آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت اور اہلِ جاہلیت کا یہ طریقہ سراسر ظلم ہے جو اُن میں رائج تھا کہ آزادوں میں لڑائی ہوتی تو وہ ایک کے بدلے دو کو قتل کرتے غلاموں میں ہوتی تو بجائے غلام کے آزاد کو مارتے عورتوں میں ہوتی تو عورت کے بدلے مرد کو قتل کرتے اور مخصوص قاتل کے قتل پہ اکتفا نہ کرتے قرآن میں اس کو منع فرمایا گیا (منتخب از تفاسیر)

آزاد شخص کو غلام کے بدلے قتل کرنے میں اہلِ علم کے مختلف مذاہب ہیں۔ احناف کہتے ہیں آزاد شخص کو غلام کے بدلے قتل کیا جائے گا۔ سفیان ثوری، ابن ابی لیلیٰ، داؤد کا یہی مذہب ہے حضرت علی بن ابی طالب عبداللہ بن مسعود سعید بن مسیب، ابراہیم نخعیؒ و قتادہ اور حکم سے اسی طرح مروی ہے۔ ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ الایۃ یعنی نفس کو نفس کے بدلے قتل کیا جائے اور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اَلْمُسْلِمُوْنَ تَتَکَافَأُ دِمَائُهُمْ ،، تمام مسلمانوں کے خون آزاد ہوں یا غلام مرد ہوں یا عورتیں برابر ہیں عمر بن عبدالعزیز حسن بصری عطاء اور عکرمہ سے روایت ہے کہ آزاد کو غلام کے بدلے قتل نہ کیا جائے گا۔ امام شافعی اور مالک کا بھی یہی مذہب ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ الایۃ یعنی آزاد کو آزاد کے بدلے قتل کیا جائے احناف اس آیت کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ آیت منسوخ ہے اور اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ اس کا ناسخ ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد : کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْقِصَاصُ ،، واحدی نے کہا لغت میں قصاص کا معنیٰ مماثلت اور مساوات ہے اور مراد الکلام میں عدل و انصاف ہے یہ اللہ کا حکم ہے جو ازل اور لایزال میں ہمیشہ باقی ہے لہٰذا اس میں نسخ و تبدیل غیر متصور ہے۔ نیز اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ الایۃ کا مدلول یہ نہیں کہ آزاد کو غلام کے بدلے اور غلام کو آزاد کے بدلے اسی طرح عورت کو مرد کے بدلے اور مرد کو عورت کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا کیونکہ ان احکام سے خاموشی اور سکوت کیا گیا ہے اور مفہوم مخالف کا ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب میں اعتبار نہیں اور جو حضرات مفہوم مخالف کے قائل ہیں اُن کے نزدیک بھی یہاں مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں کیونکہ اُن کے نزدیک مفہوم کا اعتبار وہاں ہوتا ہے جہاں حکم کے اختصاص کے سوا اور کوئی مقصد نہ ہو اور یہاں مقصد یہ ہے کہ ایک قبیلہ کو دُوسرے قبیلہ پہ فوقیت نہیں ہے دونوں فریق برابر ہیں۔ علامہ قسطلانی نے کہا امام مالک اور شافعی کے مذہب کی دلیل یہ حدیث ہے کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آزاد کو غلام کے بدلے قتل نہ کیا جائے احناف اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ سورۂ مائدہ کی

۴۱۸۶ ــ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ كَانَ فِي بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ الْقِصَاصُ وَلَمْ تَكُنْ فِيْهِمُ الدِّيَةُ فَقَالَ اللّٰهُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْاُنْثٰى بِالْاُنْثٰى فَمَنْ عُفِيَ لَهٗ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَالْعَفْوُ اَنْ يَّقْبَلَ الدِّيَةَ فِي الْعَمْدِ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ يَتَّبِعُ بِالْمَعْرُوْفِ وَيُؤَدِّيْ بِاِحْسَانٍ ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ

آئت نفس کو نفس کے بدلے قتل کیا جائے نے بقرہ کی اس آئت کو منسوخ کر دیا۔ لہٰذا حر اور عبد کے درمیان اسی طرح مرد و زن کے درمیان قصاص ثابت ہے۔ شیخ نور الحق دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ شافعیہ اور مالکیہ کا مسلک یہ ہے کہ آزاد کو غلام کے بدلے قتل نہ کیا جائے خواہ قاتل کا اپنا غلام ہو یا کسی اور کا غلام ہو اس کی سند یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ ایک شخص نے اپنے غلام کو قتل کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کوڑے مارے اور ایک سال کے لئے اس کو جلا وطن کر دیا اور غلام کو قتل کرنے کے سبب اس کو قتل نہ کیا نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ سنت یہ ہے کہ مسلمان کو ذمی کے بدلے اور آزاد کو غلام کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔ نیز شافعیہ نے کہا ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے آزاد کو غلام کے بدلے قتل نہ کیا اور صحابہ کی موجودگی میں یہ فیصلہ دیا جس کا کسی نے انکار نہ کیا۔ لیکن یہ تمام دلائل کمزور ہیں۔ اول یہ کہ مدعیٰ مطلق غلام ہے اور پہلی روائت مخصوص ہے کیونکہ اس میں یہ ہے کہ مالک نے اپنے غلام کو قتل کر دیا تھا۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا قصاص نہ لیا حنفیہ بھی یہی کہتے ہیں کہ مالک کو اپنا غلام قتل کرنے کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روائت کے وہ روائت متعارض ہے جو حنفیہ حضرت علی سے روائت کرتے ہیں جو ہم نے ابھی ابھی ذکر کی ہے۔ واللہ و رسولہ اعلم!

۴۱۸۶ ــ ترجمہ: مجاہد نے کہا میں نے ابن عباس کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ بنی اسرائیل میں صرف قصاص تھا۔ ان میں دیت (خون بہا) نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو فرمایا تم پر قتل میں قصاص واجب کیا گیا ہے کہ آزاد کو آزاد کے بدلے اور غلام کو غلام کے بدلے اور عورت کو عورت کے بدلے قتل کیا جائے جس کے لئے اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی ہوئی تو بھلائی سے تقاضا ہو اور اچھی طرح ادا ہو۔ عفو یہ ہے کہ قتل عمد میں دیت قبول کرے۔ یہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارا بوجھ ہلکا

وَرَحْمَةٌ مِمَّا كُتِبَ عَلَىٰ مَنْ قَبْلَكُمْ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهٗ عَذَابٌ اَلِيْمٌ

قَتْلٌ بَعْدَ قُبُوْلِ الدِّيَةِ

۴۱۸۷ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ اَنَّ اَنَسًا حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ

۴۱۸۸ — حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بَكْرٍ السَّهْمِيَّ قَالَ حَدَّثَنَا

کرنا ہے اور تم پر رحمت ہے اس کے بعد جو زیادتی کرے اس کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اعتداء دیت قبول کرنے کے بعد قاتل کو قتل کرنا ہے۔

۴۱۸۶ — شرح : یعنی عفو یہ ہے کہ قتل عمد میں دیت قبول کرے مطلق عفو مراد نہیں بلکہ مراد دیت قبول کرنا عفوِ قتل ہے۔ اس تقدیر پر اتباع بالمعروف اور اداء الیہ باحسان کی تفسیر کی ہے یعنی مقتول کے ولی کو چاہیئے کہ معروف کے درپے ہو اور تعنّت و شدت نہ کرے اور قاتل دیت ادا کرنے میں بھلائی کرے اور تاخیر نہ کرے اور دیت کی مشروعیت میں اللہ کی طرف سے تخفیف ہے کیونکہ پہلے لوگوں پر جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم تھی صرف قصاص واجب تھا اور عیسیٰ علیہ السلام کی قوم پر صرف دیت واجب تھی۔ اور قصاص و دیت کے درمیان اختیار میں تخفیف اور رحمت ہے۔ دیت تو رحمت کے معنی میں واضح ہے اور قصاص کی مشروعیت بھی رحمت ہے کیونکہ جب قاتل کو معلوم ہوگا کہ اگر اس نے قتل کیا تو اس کو قصاصاً قتل کیا جائے گا تو وہ قتل کرنے سے رُک جائے گا اور ظالم بھی قتل کی جرأت نہ کرے گا اور اس سخت گناہ میں گرفتار نہ ہوگا۔

۴۱۸۷ — ترجمہ : حُمید نے بیان کیا کہ انس رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا حکم اور مکتوب قصاص ہے۔

۴۱۸۷ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ دیت بھی اللہ کا حکم ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ قتل عمد میں اللہ کا حکم قصاص ہے اور دیت مقتول کے ولی یا وارث کے اختیار کرنے سے لازم ہوتی ہے اگر وہ چاہے تو قصاص معاف کر دے اور دیت لے لے ورنہ قصاص تو بہر کیف اللہ کا حکم ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی ثلاثیات سے یہ ساتویں حدیث ہے۔

۴۱۸۸ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی پھوپھی رُبَیِّع نے ایک نوجوان لڑکی کا دانت توڑ دیا تو ربیع کی قوم نے لڑکی کے وارثوں سے عفو طلب کیا۔ انہوں نے انکار کر دیا پھر انہوں نے دیت پیش کی انہوں نے اس کا بھی انکار کر دیا۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور قصاص کے سوا ہر شئی کا انکار کیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ الرُّبَيِّعَ عَمَّتَهُ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ فَطَلَبُوْا اِلَيْهَا الْعَفْوَ فَاَبَوْا فَعَرَضُوْا الْاَرْشَ فَاَبَوْا فَاَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَوْا اِلَّا الْقِصَاصَ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُكْسَرُ ثَنِيَّةُ الرُّبَيِّعِ لَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَنَسُ كِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ فَرَضِيَ الْقَوْمُ فَعَفَوْا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ

بَابُ قَوْلِهٖ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ

نے قصاص کا حکم جاری کر دیا۔ انس بن نضر نے کہا یا رسول اللہ کیا اب ربیع کا دانت توڑ دیا جائے گا؟ خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا اور ربیع کا دانت قصاصًا نہیں توڑا جائے گا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس اللہ کا حکم اور اس کا مکتوب قصاص ہے۔ اس سے خلاصی نہیں ہوسکتی ہے۔ لڑکی کے وارث راضی ہوگئے اور انہوں نے قصاص معاف کر دیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں اگر وہ اللہ کے کسی فعل پر قسم کھائیں تو اللہ ان کو حانث نہیں کرتا اور وہی کر دیتا ہے جو وہ کہیں،، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا انکار کیوں کیا۔ اور دانت توڑنے سے انکار کر دیا۔ اس کا جواب یہ ہے۔ حضرت انس بن نضر کا مقصد آپ کے حکم کا انکار نہ تھا بلکہ اس کا مقصد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت تھی۔ بعض علماء نے کہا حضرت انس بن نضر نے بذریعہ الہام انہیں خبر دی کہ ربیع کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ اس حدیث سے انس بن ربیع کی کرامت ظاہر ہوتی ہے

باب ۔ اے ایمان والو تم پر رمضان کے روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے کہ تم متقی ہو جاؤ ،،

۴۱۸۹ـــ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ عَاشُوْرَاءُ يَصُومُهُ أَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ قَالَ مَنْ شَآءَ صَامَهُ وَمَنْ شَاءَ لَمْ يَصُمْهُ

۴۱۹۰ـــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ عَاشُوْرَاءُ يُصَامُ قَبْلَ رَمَضَانَ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ قَالَ مَنْ شَآءَ صَامَ وَمَنْ شَآءَ أَفْطَرَ

۴۱۹۱ـــ حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ إِسْرَائِيْلَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ دَخَلَ عَلَيْهِ الْأَشْعَثُ وَهُوَ يَطْعَمُ فَقَالَ الْيَوْمَ عَاشُوْرَآءُ فَقَالَ كَانَ يُصَامُ قَبْلَ أَنْ يُّنْزَلَ رَمَضَانُ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ تُرِكَ فَادْنُ فَكُلْ

تفسیر : اس آیت کریمہ میں اگلے لوگوں کے روزوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ نسفی نے کہا اس تشبیہ میں علماء نے کلام کیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ یہ تشبیہ اصل وجوب میں ہے وجوب کی مقدار میں تشبیہ نہیں۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایام بیض ہر ماہ میں "۱۳-۱۴-۱۵" کے روزے فرض تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر عاشوراء کا روزہ فرض تھا۔ اس طرح ہر امت پر روزہ فرض تھا۔ یہ تشبیہ من کل وجوہ نہیں ہے۔ جمہور علماء اسی طرح کہتے ہیں۔ ضحاک نے کہا حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں روزہ مشروع تھا۔ نسفی نے تفسیر میں ذکر کیا بعض علماء نے کہا یہ تشبیہ اصل صوم اور اس کی مقدار اور وقت میں ہے۔ اگلے لوگوں پر رمضان کے روزے فرض تھے لیکن انھوں نے ان کی تعداد میں اضافہ کر لیا اور گرمی سے معتدل موسم کی طرف نقل کر لئے۔

۴۱۸۹ـــ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا قریش جاہلیت میں عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے۔ جب رمضان مبارک نازل ہوا تو آپ نے فرمایا جو چاہے یہ روزہ رکھے جو چاہے نہ رکھے (حدیث ۱۸۶۸ کی شرح دیکھیں)

۴۱۹۲ — حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ یَوْمُ عَاشُوْرَآءَ تَصُوْمُهٗ قُرَیْشٌ فِی الْجَاهِلِیَّةِ وَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَصُوْمُهٗ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ صَامَهٗ وَاَمَرَ بِصِیَامِهٖ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ کَانَ رَمَضَانُ الْفَرِیْضَةَ وَتُرِكَ عَاشُوْرَآءُ

۴۱۹۰ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رمضان مبارک سے پہلے عاشوراء کا روزہ رکھا جاتا تھا۔ جب رمضان مبارک کے روزوں کی فرضیت نازل ہوئی تو فرمایا جو کوئی چاہے روزہ رکھے اور جو کوئی چاہے افطار کرے (حدیث ۱۸۷۸ کی شرح دیکھیں)

۴۱۹۱ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُن کے پاس اشعث بن قیس کندی آئے جبکہ وہ کھانا کھا رہے تھے اشعث نے کہا آج عاشوراء کا دن ہے۔ عبداللہ ابن مسعود نے کہا رمضان مبارک کے نزول سے قبل عاشوراء کا روزہ رکھا جاتا تھا۔ جب رمضان مبارک نازل ہوا تو عاشوراء کا روزہ ترک کر دیا گیا، آپ قریب آئیں اور کھائیں۔

(ان احادیث کی باب سے مناسبت "فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ" میں ہے)

"اشعث بن قیس کندی"

اشعث بن قیس بن معدی کرب بن معاویہ بن جبلہ کندی دس ہجری میں کندہ کے وفد میں مدینہ منورہ آیا جبکہ وہ اُن کا رئیس تھا۔ ابن اسحاق نے زہری سے روایت کی کہ کندہ سے ساٹھ سواروں میں آیا اور اسلام قبول کیا جاہلیت میں کندہ کے لوگوں کا رئیس تھا اور اسلام قبول کرنے کے بعد ان میں صاحب وجاہت تھا لیکن سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مرتد ہو گیا تھا پھر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مسلمان ہو گیا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے کے چالیس روز بعد چالیس ہجری کو کوفہ میں فوت ہو گیا۔

۴۱۹۲ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انھوں نے فرمایا: جاہلیت میں قریش عاشوراء کا روزہ رکھا کرتے تھے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس دن روزہ رکھتے تھے۔ جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے یہ روزہ رکھا اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا لیکن جب رمضان مبارک کے روزے فرض ہوئے تو عاشوراء کا روزہ چھوڑ دیا گیا پس جو چاہے اس دن روزہ رکھے جو چاہے نہ رکھے (حدیث ۱۸۷۸ کی شرح دیکھیں)

بَابٌ قَوْلُهٗ تعالیٰ أَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا أَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَأَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ وَقَالَ عَطَآءٌ يُفْطِرُ مِنَ الْمَرَضِ كُلِّهٖ كَمَا قَالَ اللّٰهُ وَقَالَ الْحَسَنُ وَإِبْرَاهِيْمُ فِي الْمُرْضِعِ وَالْحَامِلِ إِذَا خَافَتَا عَلٰى أَنْفُسِهِمَا أَوْ وَلَدِهِمَا تُفْطِرَانِ ثُمَّ تَقْضِيَانِ وَأَمَّا الشَّيْخُ الْكَبِيْرُ إِذَا لَمْ يُطِقِ الصِّيَامَ فَقَدْ أَطْعَمَ أَنَسٌ بَعْدَ مَا كَبِرَ عَامًا أَوْ عَامَيْنِ كُلَّ يَوْمٍ مِسْكِيْنًا خُبْزًا وَلَحْمًا وَأَفْطَرَ قِرَاءَةُ الْعَامَّةِ يُطِيْقُوْنَهٗ وَهُوَ أَكْثَرُ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! گنتی کے دن ہیں تو تم میں جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں ،،

اور جنہیں اس کی طاقت نہ ہو وہ بدلہ دیں ایک مسکین کا کھانا پھر جو اپنی طرف سے نیکی زیادہ کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو عطأ

نے کہا ہر مرض سے افطار کرے جس میں مبتلا ہو حسن بصری ، ابراہیم نخعی اور مجاہد نے دودھ پلانے والی عورت اور حاملہ عورت کے بارے میں کہا جب اُن کو اپنی ہلاکت یا بچے کی ہلاکت کا خوف ہو تو وہ روزہ افطار کر دیں پھر قضا کر لیں اور بہت بوڑھا شخص جو روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھے وہ افطار کرے اور فدیہ دے ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب بہت بوڑھے ہو گئے تو ایک یا دو سال ہر روز مسکین کو کھانا کھلایا اور روزے افطار کرتے رہے ۔ اکثر لوگ یُطِیْقُوْنَہٗ ،، پڑھتے ہیں ۔ یعنی جو طاقت نہیں رکھتے ۔

تفسیر : أَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ منصوب ہے اس کا فعل ناصب محذوف دراصل : صُوْمُوْا أَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ ،، یعنی گنتی کے دنوں میں روزے رکھو ۔ علامہ زمخشری نے کہا أَيَّامًا کا ناصب صیام ہے جیسے نَوَيْتُ الْخُرُوْجَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ ،، صاحب اللباب نے کہا جائز ہے کہ أَيَّامًا ،، کا ناصب الصیام ہو جبکہ كَمَا كُتِبَ کو حال بنایا جائے ۔ زجاج نے کہا زیادہ اچھا یہ ہے کہ أَيَّامًا ،،

۴۱۹۳ــ حَدَّثَنِی اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَاءٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطَوَّقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَيْسَتْ بِمَنْسُوْخَةٍ هُوَ لِلشَّيْخِ الْكَبِيْرِ وَالْمَرْأَةِ الْكَبِيْرَةِ لَا يَسْتَطِيْعَانِ اَنْ يَصُوْمَا فَلْيُطْعِمَانِ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِيْنًا

میں عامل الصیام ہو گویا کہ معنی یہ ہے: كُتِبَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَصُوْمُوْا اَيَّامًا مَعْدُوْدَاتٍ ،، تم پر فرض ہے کہ گنتی کے دنوں میں روزے رکھو،، اور اگر سفر کے سبب روزے ترک ہو جائیں یا بیماری کے باعث روزے نہ رکھ سکے تو رمضان گزر جانے کے بعد اتنی گنتی کے روزے پورے کرلے اور جو لوگ روزہ کی طاقت رکھتے ہوئے کسی عذر کے بغیر افطار کردیں تو ان پر فدیہ واجب ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو نصف صاع گندم دے اگر گندم میسر نہ ہو تو جو وغیرہ سے ایک صاع دے۔ یہ حال شروع اسلام میں تھا جبکہ روزے فرض ہوئے تھے اور لوگوں کو روزے رکھنے کی عادت نہ تھی اور وہ شدت محسوس کرتے تھے تو انہیں افطار اور فدیہ میں رخصت دی گئی پھر یہ حکم منسوخ ہو گیا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ،، یعنی تم میں سے جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے۔ اگر يُطِيْقُوْنَهٗ ،، تھا تو معنی واضح ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے يُطَوَّقُوْنَهٗ پڑھا ہے ان سے يَتَطَوَّقُوْنَهٗ ،، بھی مروی ہے یعنی جو لوگ روزہ تکلف سے رکھتے ہیں لیکن ان میں روزہ رکھنے کی طاقت نہیں اور وہ بہت بوڑھے مرد یا بوڑھی عورتیں ہیں تو ان کا حکم یہ ہے کہ وہ روزے افطار کریں اور مسکین کو فدیہ دیں اور فدیہ کی مقدار سے زیادہ دے وہ اس کے لئے بہت بہتر ہے۔ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ بہت بوڑھے ہو گئے جبکہ ان کی عمر ایک سو دس برس ہو گئی تو وہ روزہ نہ رکھ سکتے تھے ہر روز مسکین کو فدیہ دیتے تھے۔"

۴۱۹۳ــ ترجمہ: عمرو بن دینار نے عطاء سے روایت کی کہ انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا کہ وہ پڑھتے تھے: عَلَى الَّذِيْنَ يُطَوَّقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ ،، ابن عباس نے کہا یہ آیت منسوخ نہیں اور "اَلَّذِيْنَ ،، سے مراد بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے وہ ہر دن کی جگہ مسکین کو کھانا کھلائیں۔

۴۱۹۳ــ شرح: قولہ قال ابن عباس الخ اس میں یہ اشارہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کے نسخ کے قائل نہیں ان کا یہ قول جمہور کے خلاف ہے اور سلمہ کی حدیث جو عنقریب آرہی ہے سے واضح ہوتا ہے کہ یہ منسوخ ہے۔ کلام کا حاصل یہ ہے کہ صحیح مقیم کے

بَابُ قَوْلِهٖ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

۴۱۹۴ـــ حَدَّثَنَا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَرَاَ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ قَالَ هِيَ مَنْسُوْخَةٌ

حق میں نسخ ثابت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ان پر روزے واجب ہیں چنانچہ قرآن کریم میں ہے: "تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے"، اور شیخ فانی جو بہت بوڑھا ہو چکا ہو اور روزہ رکھنے کی اس میں استطاعت نہ ہو وہ افطار کرے گا اس پر قضا نہیں، لیکن جب وہ افطار کرے اور مسکین کو کھانا کھلا سکتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ ہر روزہ کی جگہ مسکین کو کھانا کھلائے یہی قول صحیح ہے اکثر علماء بھی یہی کہتے ہیں کہ اس پر روزہ کا فدیہ واجب ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی "یُطَوَّقُوْنَ" کی قرأت کے مطابق یہی تفسیر کی ہے۔ امام بخاری کا بھی یہی مختار ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ایک قول یہ ہے کہ شیخ فانی بچہ کی طرح ہے۔ اس پر بہر کیف فدیہ واجب نہیں، لیکن صحیح یہ ہے جو ہم نے بیان کیا ہے (ملخص از نووی)

باب ـ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! "تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے"

یعنی جو کوئی شخص اس ماہ میں حاضر مقیم ہو، مسافر نہ ہو وہ روزہ رکھے اور افطار نہ کرے۔ زمخشری نے کہا: "الشہر" ظرف منصوب ہے مفعول بہ نہیں۔

۴۱۹۴ـــ ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے پڑھا: فِدْيَةٌ طَعَامِ مَسَاكِيْنَ"، انہوں نے کہا یہ منسوخ ہے۔

۴۱۹۴ـــ شرح: یعنی فدیہ مضاف طعام مضاف الیہ اور مساکین جمع ہے یہ نافع کی قرأت ہے۔ ان کے علاوہ دوسرے قراء فدیۃٌ پر تنوین پڑھتے ہیں اور مسکین منصوب ہے۔ قولہ ھِیَ منسوخۃ یعنی یہ آیت "عَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ" منسوخ ہے۔ اس کا بیان گزرا ہے ابن منذر نے کہا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد! "اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ" یعنی روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر یہ آیت شیخ کبیر کے متعلق ہو جس میں روزہ رکھنے کی طاقت نہیں تو اس کو یہ کہنا "تمہارا روزہ رکھنا بہتر ہے" حالانکہ وہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا، غیر مناسب ہے (عینی)

۴۱۹۵ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ مُضَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلٰى سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ كَانَ مَنْ اَرَادَ اَنْ يُفْطِرَ وَيَفْتَدِيَ حَتّٰى نَزَلَتِ الْاٰيَةُ الَّتِيْ بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ مَاتَ بُكَيْرٌ قَبْلَ يَزِيْدَ

۴۱۹۵ـ ا ـ حَدَّثَنَا اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطَوَّقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ يَقُوْلُ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُحَمَّلُوْنَهُ قَالَ هُوَ الشَّيْخُ الْكَبِيْرُ الَّذِيْ لَا يُطِيْقُ الصَّوْمَ اُمِرَ اَنْ يُطْعِمَ كُلَّ يَوْمٍ مِسْكِيْنًا قَالَ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا يَقُوْلُ وَمَنْ زَادَ وَاَطْعَمَ اَكْثَرَ مِنْ مِسْكِيْنٍ فَهُوَ خَيْرٌ

۴۱۹۵ـ ترجمہ: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ يُطِيْقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ" جو کوئی روزہ افطار کرنا چاہتا وہ فدیہ ادا کرتا حتی کہ اس کے بعد آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اس نے اس کو منسوخ کر دیا۔ امام بخاری نے کہا بُکیر یزید سے پہلے فوت ہو گئے تھے۔

۴۱۹۵ـ شرح: اس میں یہ بات واضح ہے کہ نسخ کا دعویٰ صحیح ہے۔ بُکیر بن عبداللہ اشج جو یزید بن ابی عُبید سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے شیخ یزید سے پہلے وفات پا گئے تھے، چنانچہ بُکیر ایک سو بیس ہجری میں یا اس سے پہلے یا کچھ بعد فوت ہوئے جبکہ یزید ایک سو چھیالیس یا سنتالیس ہجری میں فوت ہوئے۔

۴۱۹۵ـ ا ـ ترجمہ: مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ وہ وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطَوَّقُوْنَ پڑھتے تھے اور اس کی تفسیر یہ کرتے تھے وَعَلَى الَّذِيْنَ يُحَمَّلُوْنَهُ کہ وہ بوڑھا شخص جو روزہ کی طاقت نہ رکھے۔ اس کو حکم دیا گیا کہ ہر دن ایک مسکین کو کھانا دے اور مَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا کی تفسیر یہ کی کہ جو زیادہ دے اور ایک مسکین سے زیادہ کو کھانا کھلائے تو بہتر ہے۔

بَاب قوله أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ عَلِمَ اللّٰهُ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا تمہارے لئے حلال ہُوا

وہ تمہاری لباس ہیں اور تم اُن کے لباس ہو اور اللہ نے جانا کہ تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے ،، تو اُس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرمایا تو اب اُن سے صحبت کرو اور طلب کرو جو اللہ نے تمہارے نصیب میں لکھا ہے ،،

تفسیر : رفث دراصل قباحت پر دلالت کرنے کے معنی میں ہے۔ اور یہ جماع سے کنایہ ہے۔ کیونکہ اباحت سے پہلے اسے قبیح جانا جاتا تھا۔ اس آئت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ پہلے افطار کے بعد سے عشاء کی نماز پڑھنے یا سونے تک کھانا، پینا اور بیوی سے جماع کرنا حلال تھا۔ جب عشاء کی نماز پڑھ لیتے یا اس سے پہلے سو جاتے اور افطار نہ کرتے تو دوسری رات تک اُن پر کھانا، پینا اور بیوی سے جماع کرنا حرام تھا۔ پھر بعض لوگوں نے عشاء کے بعد کھا پی لیا۔ اُن میں سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد

اپنی بیوی سے جماع کر لیا۔ جب غسل کر لیا تو رونے لگے اور اپنے نفس پر ملامت کرتے ہوئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا واقعہ آپ سے عرض کیا اور دُوسرے لوگوں نے بھی عشاء کے بعد کھانے پینے کا اعتراف کیا تو اللہ تعالیٰ نے رخصت نازل فرمائی اور پہلا حکم اُٹھا لیا گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے مشقت دفع کر دی قولہ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ الخ یہ استیناف ہے۔ جب مرد و عورت ایک دُوسرے سے ہمکنار ہوتے ہیں اور آپس میں بغل گیر ہوتے ہیں اور اُن میں سے ہر ایک بغلگیر ہونے میں دوسرے پر مشتمل ہوتا ہے جیسے لباس آدمی پر مشتمل ہے۔ اس اعتبار سے ایک کو دُوسرے کا لباس ہونے سے تشبیہ دی۔

۴۱۹۶ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ ح
وَحَدَّثَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ عُثْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْسُفَ
عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ قَالَ لَمَّا نَزَلَ صَوْمُ رَمَضَانَ كَانُوْا
لَا يَقْرَبُوْنَ النِّسَآءَ رَمَضَانَ كُلَّهٗ وَكَانَ رِجَالٌ يَخُوْنُوْنَ اَنْفُسَهُمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ
عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ الْاٰيَةَ

بَابُ قَوْلِهٖ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا

یعنی رخصت کا سبب یہ ہے کہ مرد و زن ایک دوسرے سے پورا اختلاط رکھتے ہیں اور اس سے منع کرنے میں بہت حرج اور مشقت تھی اس لئے رمضان کی راتوں میں عورتوں سے جماع کی رخصت دی گئی اور کھانا پینا بھی مباح کیا گیا۔ قولہ فَالْاٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ الخ یعنی اب اپنی بیویوں سے اس وقت مباشرت کرو جس وقت تمہیں اس سے منع کیا گیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے جو اولاد یا جماع تمہارے مقدر میں رکھا ہے طلب کرو یہ امر اباحت کے لئے ہے۔

۴۱۹۶ — ترجمہ : ابو اسحاق نے کہا میں نے براء بن عازب سے سنا جب رمضان کے روزے نازل ہوئے تو لوگ سارا رمضان اپنی بیویوں کے قریب نہ جاتے تھے اور بعض لوگ چھپ کر جماع کر لیتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: "اللہ نے جانا تم اپنی جانوں کو خیانت میں ڈالتے تھے تو اس نے تمہاری توبہ قبول کی اور تمہیں معاف فرما دیا "

۴۱۹۶ — شرح : اس حدیث میں صرف جماع کا ذکر ہے حالانکہ اس آیت کے نزول کے بعد کھانے پینے کی ممانعت ختم کر دی گئی ہے نیز امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث ۱۷۹۶ میں براء بن عازب کی حدیث میں جو ذکر کیا ہے اس میں کھانا، پینا اور جماع تمام مذکور ہیں۔ لہٰذا ان میں مخالفت ظاہر ہے۔ نیز اس حدیث میں نماز اور سونے کے بعد ممانعت کا ذکر ہے اور اس حدیث میں مطلق منع معلوم ہوتا ہے یہ بھی مخالفت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث آیت کریمہ کے سیاق کے موافق ہے اور اکثر احادیث عدم فرق پر دلالت کرتی ہیں۔ لہٰذا کانوا لا یقربون النساء الخ غالب پر محمول ہے اور کھانے پینے سے نقض صوم جماع پر قیاس کیا گیا اسی طرح احادیث میں اتفاق واضح ہے۔ (حدیث ۱۷۹۶ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور کھاؤ اور پیو

حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی اللَّیْلِ وَلَا تُبَاشِرُوْھُنَّ وَ اَنْتُمْ عَاکِفُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ اِلٰی قَوْلِہٖ یَتَّقُوْنَ اَلْعَاکِفُ الْمُقِیْمُ

۴۱۹۷ ـــ حَدَّثَنَا مُوْسٰی بْنُ اِسْمٰعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْعَوَانَۃَ عَنْ حُصَیْنٍ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ عَدِیٍّ قَالَ اَخَذَ عَدِیٌّ عِقَالًا اَبْیَضَ وَعِقَالًا اَسْوَدَ حَتّٰی کَانَ بَعْضُ اللَّیْلِ نَظَرَ فَلَمْ یَسْتَبِیْنَا فَلَمَّا اَصْبَحَ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

یہاں تک کے تمہارے لئے ظاہر ہو جائے سپیدی کا ڈورا سیاہی کے ڈورے سے پو پھٹ کر پھر رات آنے تک روزے پورے کرو اور عورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ جب تم مسجد میں اعتکاف سے ہو یہ اللہ کی حدیں ہیں ان کے پاس نہ جاؤ اللہ یوں ہی بیان کرتا ہے لوگوں سے اپنی آئتیں کہ کہیں انہیں پرہیزگاری ملے۔ لغت میں عاکف کا معنیٰ مقیم ہے۔

تفسیر : رات کو سیاہ ڈورے سے اور صبح صادق کو سفید ڈورے سے تشبیہ دی معنیٰ یہ ہیں کہ تمہارے لئے کھانا پینا رمضان کی راتوں میں مغرب سے صبح صادق تک مباح فرمایا گیا ہے۔ صبح صادق تک اجازت دینے میں اشارہ ہے کہ جنابت روزے کے منافی نہیں جس شخص کو بحالت جنابت صبح ہوئی وہ غسل کرے اس کا روزہ جائز ہے (تفسیر احمدی) آئت کریمہ میں سفید ڈورے کا بیان صبح صادق ہے اور اس پر اکتفا کرتے ہوئے سیاہ ڈورے کا بیان ذکر نہیں کیا اور وہ "مِنَ اللَّیْلِ" ہے

۴۱۹۷ ـــ ترجمہ : شعبی نے عدی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ عدی نے ایک سفید ڈورا اور دوسرا سیاہ ڈورا پکڑا۔ جب کچھ رات گزری تو دیکھا تو کوئی ڈورا ظاہر نہ ہوا جب صبح ہوئی تو عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)"، میں نے اپنے سرہانے کے نیچے ڈورے رکھے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تمہارا سرہانہ تو بہت بڑا ہے۔ کہ سفید ڈورا اور سیاہ ڈورا تمہارے سرہانے کے نیچے آگئے ہیں"

۴۱۹۷ ـــ شرح : یعنی آئت کریمہ میں دو ڈورے مشرق و مغرب ہیں۔ اگر یہ دونوں تمہارے

جَعَلْتُ تَحْتَ وِسَادَتِي قَالَ إِنَّ وِسَادَتَكَ إِذًا لَعَرِيضٌ إِنْ كَانَ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ
وَالْأَسْوَدُ تَحْتَ وِسَادَتِكَ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ
مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْخَيْطُ
الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ أَهُمَا الْخَيْطَانِ قَالَ إِنَّكَ لَعَرِيضُ الْقَفَا إِنْ أَبْصَرْتَ
الْخَيْطَيْنِ ثُمَّ قَالَ لَا بَلْ هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ

۴۱۹۹ ــ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ
قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أُنْزِلَتْ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى
يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ وَلَمْ تُنْزَلْ مِنَ الْفَجْرِ وَكَانَ
رِجَالٌ إِذَا أَرَادُوا الصَّوْمَ رَبَطَ أَحَدُهُمْ فِي رِجْلَيْهِ الْخَيْطَ الْأَبْيَضَ وَالْخَيْطَ
الْأَسْوَدَ وَلَا يَزَالُ يَأْكُلُ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُ رُؤْيَتُهُمَا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ بَعْدَهُ مِنَ الْفَجْرِ
فَعَلِمُوا أَنَّمَا يَعْنِي اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

سرہانے کے نیچے سما گئے ہیں تو اس سے بڑی کوئی چیز نہ ہوگی!

۴۱۹۸ ــ ترجمہ: شعبی نے عدی بن حاتم سے روایت کی کہ انہوں نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم سفید اور سیاہ خیط سے کیا مراد ہے کیا یہ دو ڈورے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری قفا (پشت) بہت بڑی ہے اگر تو نے دو ڈورے سمجھ لئے ہیں پھر فرمایا نہیں یہ رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔

۴۱۹۹ ــ ترجمہ: سہل بن سعد نے کہا یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کھاتے پیتے رہو حتی کہ تمہارے لئے سفید ڈورا سیاہ ڈورے سے ظاہر ہو جائے کہا پہلے "من الفجر" نازل نہیں ہوا تھا اور لوگ جب روزہ رکھنے کا ارادہ کرتے تو بعض اپنے دونوں پاؤں سے سفید اور سیاہ ڈورے باندھ لیتے اور ان میں فرق ظاہر ہونے تک کھاتے پیتے رہتے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد "من الفجر" نازل فرمایا اب لوگوں کو معلوم ہوا کہ مراد یہ ہے کہ رات دن سے ظاہر ہو جائے۔ (حدیث ۱۶۹۸-۹۷ کی شرح دیکھیں)

بَابُ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

۴۲۰۰ — حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْرَائِيْلَ عَنْ اَبِىْ اِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ كَانُوْا اِذَا اَحْرَمُوْا فِى الْجَاهِلِيَّةِ اَتَوُا الْبَيْتَ مِنْ ظَهْرِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَأْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور یہ کچھ بھلائی نہیں کہ گھروں میں چھپت توڑ کر آؤ! ہاں بھلائی تو

پرہیزگاری ہے۔ اور گھروں میں دروازوں سے آؤ اور اللہ سے ڈرتے رہو اس امید پر کہ فلاح پاؤ!"

تفسیر: اس آیت کریمہ کے نزول کے سبب میں محدثین کے مختلف اقوال ہیں۔ ابوداؤد طیالسی نے شعبہ، ابواسحاق کے ذریعہ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انصار جب سفر سے واپس آتے تو اپنے گھر کے دروازے کی طرف سے گھر میں داخل نہ ہوتے تھے۔ اس لئے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی حسن بصری نے کہا جاہلیت کے لوگوں میں سے جب کوئی سفر کا ارادہ کرتا یا سفر کے ارادہ سے اپنے گھر سے باہر نکلتا پھر باہر نکلنے کے بعد اگر ارادہ ملتوی ہو جاتا اور اقامت کا ارادہ کرتے ہوئے سفر ترک کر دیتا تو اپنے گھر کے دروازے کی طرف سے گھر میں داخل نہ ہوتا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ عطاء بن ابی رباح نے کہا۔ اہل یثرب جب اپنی عید سے واپس آتے تو اپنے گھروں میں ان کی چھپت سے داخل ہوتے اور اس کو نیکی شمار کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ نیکی نہیں بلکہ وہ شخص ہے جو اللہ سے ڈرے (عینی) (اب مدینہ منورہ کو یثرب کہنا منع ہے)

۴۲۰۰ — ترجمہ: براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جاہلیت کے لوگ جب احرام باندھتے تو گھروں میں چھپت کی طرف سے آتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ

بَابُ قَوْلِهٖ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ

۴۲۰۱ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَتَاهُ رَجُلَانِ فِيْ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَا اِنَّ النَّاسَ ضُيِّعُوْا وَاَنْتَ ابْنُ عُمَرَ وَصَاحِبُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَخْرُجَ فَقَالَ يَمْنَعُنِيْ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ دَمَ اَخِيْ قَالَا اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ فَقَاتِلُوْهُمْ

آیت نازل فرمائی "یہ کچھ بھلائی نہیں کہ گھروں میں پچھیت توڑ کر آؤ بھلائی تو پرہیزگاری ہے اور گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ!

۴۲۰۰ ـ شرح: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قریش کو حُمس کہا جاتا تھا وہ احرام کی حالت میں اپنے گھروں میں دروازوں سے داخل نہ ہوتے تھے اور انصار اور دیگر عرب بحالتِ احرام دروازوں سے گھروں میں داخل ہوتے تھے۔ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں تھے کہ آپ اس کے دروازے سے نکلے اور آپ کے ساتھ قطبہ بن عامر انصاری بھی نکلا تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! قطبہ بن عامر فاجر آدمی ہے۔ اور وہ آپ کے ساتھ دروازہ سے نکلا ہے آپ نے اسے فرمایا تو نے کس لئے کیا ہے؟ اس نے کہا جو کچھ میں نے آپ کو کرتے دیکھا میں نے بھی وہی کیا فرمایا میں تو احمس ہوں اس نے کہا میرا دین بھی آپ کا دین ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ حُمس بضم الحاء وسکون المیم اَحمس کی جمع ہے۔ وہ قریش، کنانہ اور جدیلہ قیس ہیں ان کو حُمس اس لئے کہتے ہیں کہ انھوں نے اپنے دین میں بہت شدت اختیار کی تھی۔ حماسہ کا معنی بہادری ہے وہ مزدلفہ میں ٹھہرتے تھے۔ عرفات میں نہ جاتے تھے اور کہا کرتے تھے ہم اللہ والے ہیں اللہ کے ہمسائے ہیں ہم حرم سے باہر نہیں نکلیں گے اور بحالتِ احرام وہ اپنے گھروں میں دروازوں سے داخل نہ ہوتے تھے" (عینی)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اُن سے لڑو یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہے" اور ایک اللہ کی پوجا ہو پھر اگر وہ باز آئیں تو زیادتی نہیں مگر ظالموں پر"

حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَقَالَ قَاتَلْنَا هُمْ حَتّٰى لَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ وَكَانَ الدِّيْنُ
لِلّٰهِ فَاَنْتُمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تُقَاتِلُوْا حَتّٰى تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِغَيْرِ اللّٰهِ
وَزَادَ عُثْمٰنُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ فُلَانٌ وَحَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ
عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو الْمَعَافِرِيِّ اَنَّ بُكَيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَهٗ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ رَجُلًا
اَتَى ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا حَمَلَكَ عَلٰى اَنْ تَحُجَّ عَامًا وَتَعْتَمِرَ عَامًا
وَتَتْرُكَ الْجِهَادَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْتَ مَا رَغَّبَ اللّٰهُ فِيْهِ قَالَ يَا ابْنَ اَخِىْ بُنِىَ
الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ اِيْمَانٍ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالصَّلٰوةِ الْخَمْسِ وَصِيَامِ رَمَضَانَ
وَاَدَاءِ الزَّكٰوةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ قَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَلَا تَسْمَعُ مَا ذَكَرَ اللّٰهُ فِىْ
كِتَابِهٖ وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا اِلٰى اَمْرِ اللّٰهِ
وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ قَالَ فَعَلْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْاِسْلَامُ قَلِيْلًا فَكَانَ الرَّجُلُ يُفْتَنُ فِىْ دِيْنِهٖ اِمَّا قَتَلُوْهُ

۴۲۰۱ — ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فتنہ ابن زبیر میں اُن کے پاس دو آدمی آئے اور کہا جو کچھ لوگوں نے کیا ہے (آپ دیکھ رہے ہیں) آپ عمر فاروق کے بیٹے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں۔ آپ کو باہر جانے سے کون سی چیز مانع ہے (کہ باہر آکر ان کی مدافعت کریں)، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا مجھے یہ چیز منع کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان کے بھائی کا خون حرام کیا ہے۔ انہوں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا؟ کہ ظالموں سے جنگ کرو حتی کہ فتنہ نہ رہے۔ ابن عمر نے کہا ہم نے جنگیں لڑیں حتی کہ فتنہ اور شرک نہ رہا اور دین اللہ کا رہ گیا اور تم ارادہ کرتے ہو کہ جنگ کرو اور فتنہ برپا ہو اور دین غیر خدا کے لئے ہو جائے۔ عثمان بن صالح نے ابن وہب سے (محمد بن بشار کی روایت پر) اضافہ کیا انہوں نے کہا مجھے فلاں اور حیوہ بن شریح نے بکر بن عمرو معافری سے خبر دی کہ بکیر بن عبداللہ نے اُن کو نافع سے خبر دی کہ ایک شخص

وَ اَمَّا بَعْدُ بُوْهُ حَتّٰی کَثُرَ الْاِسْلَامُ فَلَمْ تَکُنْ فِتْنَةٌ قَالَ فَمَا قَوْلُكَ فِیْ عَلِیٍّ وَّ عُثْمٰنَ فَقَالَ اَمَّا عُثْمٰنُ فَكَانَ اللّٰهُ عَفَا عَنْهُ وَ اَمَّا اَنْتُمْ فَکَرِهْتُمْ اَنْ یَّعْفُوَ عَنْهُ وَ اَمَّا عَلِیٌّ فَابْنُ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ خَتَنُهٗ وَ اَشَارَ بِیَدِهٖ فَقَالَ هٰذَا بَیْتُهٗ حَیْثُ تَرَوْنَ

عبداللہ بن عمر کے پاس آیا اور کہا اے ابا عبدالرحمن کیا وجہ ہے کہ آپ ایک سال حج کرتے ہیں اور ایک سال عمرہ کرتے ہیں۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد ترک کرتے ہو، حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جہاد میں کس قدر رغبت دلائی ہے۔ ابن عمر نے کہا اے میرے بھتیجے اسلام کی بنیاد پانچ اشیاء پر ہے۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، پانچ نمازیں، رمضان کے روزے، زکوٰۃ ادا کرنا اور بیت اللہ کا حج (یعنی یہ پانچ امور ضروریاتِ دین ہیں) اس نے کہا اے ابا عبدالرحمن کیا آپ نے سنا نہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو۔ اگر ان میں سے ایک دوسرے پر بلا وجہ سرکشی کرے تو سرکشی کرنے والے گروہ سے جنگ کرو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف رجوع کرے اور ظالموں سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ نہ رہے۔ ابن عمر نے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں یہ کیا جبکہ اسلام قلیل تھا اور آدمی اپنے دین میں مبتلا کیا جاتا تھا۔ کافر اس کو قتل کرتے یا سخت عذاب کرتے تھے حتیٰ کہ اسلام غالب ہو گیا اور فتنہ نہ رہا۔ اس آدمی نے کہا اے ابن عمر علی اور عثمان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ ابن عمر نے کہا عثمان کو اللہ نے معاف کر دیا اور تم ان کو معاف کرنے سے خوش نہیں ہو اور علی بن ابی طالب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چچا کے بیٹے اور آپ کے داماد ہیں اور اپنے ہاتھ سے ان کی طرف اشارہ کیا اور کہا وہ جو دیکھ رہے ہو ان کا گھر ہے۔"

فتنہ ابن زبیر

۷۳ہجری کے اواخر میں حجاج بن یوسف نے عبداللہ بن زبیر کا محاصرہ کیا تھا حجاج کو عبدالملک بن مروان نے عبداللہ بن زبیر سے جنگ کرنے بھیجا تھا۔ اس سال کے آخر میں حضرت عبداللہ بن زبیر شہید ہو گئے تھے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ۷۴ ہجری کے اوائل میں وفات پائی!

۴۲۰۱ — شرح : فلاں سے مراد عبداللہ بن لہیعہ ہے وہ مصر کے قاضی رہے ہیں۔ ۱۹۴ ہجری میں فوت ہوئے۔ امام بیہقی نے کہا محدثین نے ان کے ضعف پر اتفاق کیا ہے اور جس روائت میں وہ منفرد ہوں۔ اس روائت سے استدلال نہیں کرتے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس دو آدمی علاء بن عرار اور حبان آئے اور کہا ایک روائت میں "صَنَعُوْا" کا بدل "ضُیِّعُوْا" ہے یعنی لوگ ہلاک ہو رہے ہیں اور آپ خاموش بیٹھے ہیں۔ عبداللہ بن عمر نے خاموشی اور کنارہ کشی کا جواب یہ دیا کہ مسلمانوں

بَابُ قَوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ اَلتَّهْلُکَةُ وَالْهَلَاكُ وَاحِدٌ

کا ناحق خون بہانا حرام ہے۔ قولہ تَتْرُكُ الْجِهَادَ آه اس جہاد سے مراد جہاد حقیقی نہیں جو کافروں سے کیا جاتا ہے بلکہ اس قتال سے مراد ثواب اور اصلاح حق میں کوشش کرنا ہے۔ قولہ اِمَّا تَقْتُلُوْهُ وَاِمَّا یُعَذِّبُوْهُ ،، سیاق عبارت عَذَّبُوْهُ ،، ہے لیکن صیغہ مضارع اس لئے استعمال کیا کہ کافر مسلمانوں کو عذاب کرتے رہتے تھے اور یہ عذاب مستمر تھا بخلاف قتل کے وہ تو ایک بار ہی ہوتا ہے۔ قولہ فَمَا قَوْلُكَ سے الخ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھنے والا یہ شخص خارجی تھا جو علی و عثمان سے دشمنی رکھتا تھا اور ان کو خطاء کی طرف منسوب کرتا تھا۔ حضرت علی کو اس لئے مطعون کرتا تھا کہ انہوں نے حکم مقرر کیا تھا۔ یہ مشہور واقعہ ہے اور عثمان غنی کو اس لئے کہ وہ اُحد میں کافروں سے جنگ میں بھاگ گئے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر نے دونوں کے بارے میں غلط فہمی کو اس طرح دُور فرمایا کہ عثمان غنی کو اللہ نے معاف کر دیا ہے لیکن تم اس سے خوش نہیں ہو اور علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور آپ سے بہت قریب ہیں۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنی جانیں ہلاکت میں نہ ڈالو! اور لوگوں سے نیکی کرو! اللہ تعالیٰ نیکوکار لوگوں کو دوست رکھتا ہے،، تہلکہ اور ھلاک بیک معنی ہیں ،،

تفسیر : اس آیۂ کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ انصار صدقات و خیرات بہت کرتے تھے۔ ایک سال قحط پڑا تو خیرات کرنے سے رُک گئے اور اپنے اموال روک لئے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی حسن بصری نے کہا اس آیت کریمہ میں تہلکہ سے مراد بخل ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تہلکہ سے مراد اللہ کا عذاب ہے۔ التَّهْلُكَةُ والهلاک ،، مصدر نادر ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے۔ هلك الشئ يهلك هلاكا وهلكا وتهلكة اسم مصدر هُلك ہے۔ زمخشری نے کہا ہو سکتا ہے کہ تہلکہ اصل میں تہلِکہ بکسر اللام ہو جیسے تجربہ بکسر الراء کسرہ کا بدل ضمہ لگا یا گیا جیسے الجوار کو الجوار پڑھا جاتا ہے۔ اس کا مورد خاص اور حکم عام ہے،،

۴۲۰۲ ـ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمٰنَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ وَأَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ قَالَ نَزَلَتْ فِي النَّفَقَةِ

بَابُ قَوْلِهِ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِنْ رَأْسِهِ

۴۲۰۳ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَصْبَهَانِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَعْقِلٍ قَالَ قَعَدْتُ إِلَى كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ فِي هٰذَا الْمَسْجِدِ يَعْنِي مَسْجِدَ الْكُوفَةِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ فِدْيَةٍ مِنْ صِيَامٍ فَقَالَ حُمِلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْقَمْلُ يَتَنَاثَرُ عَلَى وَجْهِي فَقَالَ مَا كُنْتُ أُرَى أَنَّ الْجَهْدَ بَلَغَ بِكَ هٰذَا أَمَا تَجِدُ شَاةً قُلْتُ لَا قَالَ صُمْ ثَلٰثَةَ أَيَّامٍ أَوْ أَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِينَ

۴۲۰۲ — ترجمہ : حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ أَنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الخ یہ آئت کریمہ اللہ کی راہ میں صدقات و خیرات کے بارے میں نازل ہوئی۔

احسان کا معنی اخلاص ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو"

"اس پر فدیہ واجب ہے وہ روزہ، صدقہ یا بکری ہے"

اس آئت کا شان نزول حدیث میں مذکور ہے"

۴۲۰۳ — ترجمہ : عبداللہ بن معقل نے کہا میں اس مسجد یعنی مسجد کوفہ میں کعب بن عُجرہ کے پاس بیٹھا تھا میں نے اُن سے فدیہ صیام کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا مجھے ایک جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لے گئے حالانکہ جوئیں میرے چہرے پر گر رہی تھیں۔ آپ نے فرمایا

لِكُلِّ مِسْكِيْنٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ طَعَامٍ وَاحْلِقْ رَاسَكَ فَنَزَلَتْ فِيَّ خَاصَّةً وَهِيَ لَكُمْ عَامَّةً

بَابُ قَوْلِهٖ فَمَنْ تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ

۴۲۰۴ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عِمْرَانَ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ رَجَاءٍ عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ قَالَ اُنْزِلَتْ اٰيَةُ الْمُتْعَةِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَفَعَلْنَاهَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُنْزَلْ قُرْاٰنٌ يُحَرِّمُهٗ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهَا حَتّٰى مَاتَ قَالَ رَجُلٌ بِرَاْيِهٖ مَا شَاءَ

میرا یہ خیال نہ تھا کہ تمہاری تکلیف اس حد تک پہنچ گئی ہوگی۔ کیا تم بکری نہیں پاتے (جو فدیہ دو) میں نے کہا نہیں فرمایا: تین دن روزے رکھو یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ ہر مسکین کو گندم نصف صاع دو اور سر کا حلق کر دو! یہ آیت میرے لئے خاص ہے اور تمہارے لئے عام ہے۔ (حدیث ۱۶۹۸ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو حج سے عمرہ ملانے کا فائدہ اٹھائے

تفسیر: کہا گیا ہے آیت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ جو کوئی عمرہ کرنے کے بعد احرام کی حالت میں ممنوع اشیاء کے مباح ہو جانے سے نفع اٹھائے یا پہلے عمرہ کا احرام باندھے اور عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد حج کا احرام باندھے یہ خاص متمتع ہے جو فقہاء ذکر کرتے ہیں۔ اور عام متمتع دونوں قسموں کو شامل ہے۔

۴۲۰۴ ـ ترجمہ: عمران بن حصین نے کہا قرآن پاک میں تمتع کی آیت نازل ہوئی تو ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تمتع کیا اور قرآن میں کوئی آیت نازل نہ ہوئی جو اس کو حرام کرتی اور نہ ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا حتی کہ آپ وصال فرما گئے ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا کہا۔

۴۲۰۴ ـ شرح: عمران بن حصین کا مقصد مذکور آدمی کی رائے اور اجتہاد کا انکار ہے

بَابُ قَوْلِهِ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ

۴۲۰۵ــ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ عُكَاظُ وَمَجَنَّةُ وَذُو الْمَجَازِ اَسْوَاقَ الْجَاهِلِيَّةِ فَتَاَثَّمُوْا اَنْ يَّتَّجِرُوْا فِي الْمَوَاسِمِ فَنَزَلَتْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ فِيْ مَوَاسِمِ الْحَجِّ

اس آدمی سے مُراد حضرت عمر فاروق ہیں رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ وہ تمتع سے منع کرتے تھے وہ کہتے تھے اِنْ تَاْخُذْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَاْمُرُ بِالتَّمَامِ "، یعنی اگر ہم اللہ کی کتاب کو دیکھیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: حج اور عمرہ پُورا کرو "۔ چنانچہ اللہ فرماتا ہے: وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ "، یعنی جب حج کا احرام باندھو تو حج کو تام کرو! اسی طرح عمرہ ہے یعنی درمیان میں عمرہ کا احرام نہ لاؤ "، دراصل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تمتع کو حرام نہیں کہتے تھے۔ حدیث ۱۴۶۵ کی شرح دیکھیں۔ بعض نے کہا اس آدمی سے مراد حضرت عثمان غنی ہیں رضی اللہ عنہ لیکن یہ بات واضح ہے کہ ان کی بھی مراد وہی تھی جو حضرت عمر فاروق کہتے تھے۔ حج نو ہجری میں فرض ہُوا تھا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم پر کچھ گناہ نہیں کہ اپنے رب کا فضل تلاش کرو!

تفسیر: اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ بعض مسلمانوں نے خیال کیا کہ راہِ حج میں جس نے تجارت کی یا اونٹ کرایہ پر چلائے اس کا حج ہی کیا؟ اس پر یہ آیت نازل ہُوئی یعنی اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ حج کے دنوں میں اللہ سے رزق کی زیادتی تجارت کے ذریعہ طلب کرو! اور مِنْ رَّبِّكُمْ "، میں یہ اشارہ ہے کہ رزق کی زیادتی طلب کرنے میں تجارت مقصود نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی رازقیت مطلوب ہے۔

۴۲۰۵ــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا عُکاظ، مَجَنّہ اور ذوالمجاز جاہلیت کی منڈیاں ہیں (ایامِ حج میں ان میں تجارت کرتے تھے) اور اسلام کے بعد ان منڈیوں میں ایامِ حج میں تجارت کو گناہ سمجھنے لگے تو یہ آیت کریمہ نازل ہُوئی۔"

(حدیث ۱۶۵۶ کی شرح دیکھیں)

بَابُ قَوْلِهِ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ

۴۲۰۶۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ كَانَتْ قُرَيْشٌ وَمَنْ دَانَ دِينَهَا يَقِفُونَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَكَانُوا يُسَمَّوْنَ الْحُمْسَ وَكَانَ سَائِرُ الْعَرَبِ يَقِفُونَ بِعَرَفَاتٍ فَلَمَّا جَاءَ الْإِسْلَامُ أَمَرَ اللهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَأْتِيَ عَرَفَاتٍ ثُمَّ يَقِفُ بِهَا ثُمَّ يُفِيضُ مِنْهَا فَذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! پھر اے قریشیو تم بھی وہیں سے پلٹو جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں

تفسیر: یعنی اللہ تعالیٰ نے عرفات میں ٹھہرنے والے کو حکم دیا کہ وہ مزدلفہ کی طرف پلٹے تاکہ مشعرِ حرام کے پاس اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے اور اسے حکم دیا کہ اس کا وقوف عام لوگوں کے ساتھ ہو جہاں وہ ٹھہرتے ہیں لیکن قریش حرم سے باہر نہیں نکلتے تھے اور جبل کے قریب حرم کے ایک طرف ٹھہرتے تھے اور کہتے تھے ہم اللہ کے ہمسائے ہیں اور اس شہر کے رہنے والے ہیں وہ اس سے باہر نہیں نکلیں گے اور مزدلفہ میں ہی ٹھہرے رہتے تھے جبکہ دوسرے لوگ عرفات میں وقوف کرتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمہارا پلٹنا وہاں سے ہو جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں اور مزدلفہ میں ہی نہ ٹھہرے رہو!

۴۲۰۶ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ قریش اور جو لوگ ان کے دین پر تھے وہ مزدلفہ میں وقوف کرتے تھے اور ان کو حُمس کہا جاتا تھا اور دوسرے عرب لوگ عرفات میں وقوف کرتے تھے۔ جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ آپ عرفات میں تشریف لے جائیں اور وہاں وقوف کریں پھر وہاں سے پلٹیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر اے قریشیو تم بھی وہیں سے پلٹو جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں۔

۴۲۰۶ — شرح: خطابی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ جو قبائل قریش کے دین پر تھے

۴۲۰۷ــــ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ يَطُوفُ الرَّجُلُ بِالْبَيْتِ مَا كَانَ حَلَالًا حَتَّى يُهِلَّ بِالْحَجِّ فَإِذَا رَكِبَ إِلَى عَرَفَةَ فَمَنْ تَيَسَّرَ لَهُ هَدِيَّةٌ مِنَ الْإِبِلِ أَوِ الْبَقَرِ أَوِ الْغَنَمِ مَا تَيَسَّرَ لَهُ مِنْ ذَلِكَ أَيَّ ذَلِكَ شَاءَ غَيْرَ إِنْ لَمْ يَتَيَسَّرْ لَهُ فَعَلَيْهِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَذَلِكَ قَبْلَ يَوْمِ عَرَفَةَ فَإِنْ كَانَ آخِرُ يَوْمٍ مِنَ الْأَيَّامِ الثَّلَاثَةِ يَوْمَ عَرَفَةَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيَنْطَلِقْ حَتَّى يَقِفَ بِعَرَفَاتٍ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى أَنْ يَكُونَ الظَّلَامُ ثُمَّ لِيَدْفَعُوا مِنْ عَرَفَاتٍ إِذَا أَفَاضُوا مِنْهَا حَتَّى يَبْلُغُوا جَمْعًا الَّذِي يُتَبَرَّرُ بِهِ ثُمَّ لِيَذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا وَأَكْثِرُوا التَّكْبِيرَ وَالتَّهْلِيلَ قَبْلَ أَنْ تُصْبِحُوا ثُمَّ أَفِيضُوا فَإِنَّ النَّاسَ كَانُوا يُفِيضُونَ وَقَالَ اللَّهُ ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ حَتَّى تَرْمُوا الْجَمْرَةَ

وہ بنو عامر بن صعصعہ، ثقیف اور خزاعہ تھے۔ جب وہ احرام باندھتے تھے تو گھی اور پنیر تناول نہیں کرتے تھے اور نہ ہی اپنے گھروں کے دروازوں سے داخل ہوتے تھے۔ ان کو حمس کہا جاتا تھا کیونکہ وہ اپنے دین میں بہت سخت اور مضبوط تھے بعض نے کہا "ناس" سے مراد حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور بعض ابراہیم ہر لیتے ہیں

۴۲۰۷ــــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو شخص عمرہ کر کے حلال ہو جائے تو بیت اللہ کا طواف کرتا ہے حتی کہ حج کا احرام باندھ کر عرفات کی طرف جائے اور حج کے بعد جو جانور اونٹ، گائے یا بکری میں سے میسر ہو قربانی کرے سوا اس کے کہ جسے جانور میسر نہ ہو وہ حج کے دنوں میں تین روزے رکھے اور وہ عرفہ کے دن سے پہلے ہیں اور اگر ان تین دنوں کا آخری دن عرفہ کا روز آجائے تو کچھ حرج نہیں عرفات میں جا کر عصر کے وقت سے اندھیرا ہونے تک ٹھہرے پھر سب کے ساتھ عرفات سے نکلے اور مزدلفہ پہنچے جہاں رات بسر کرتے ہیں۔ پھر صبح تک بکثرت اللہ کا

بَابُ قَوْلِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

۴۲۰۸ـــ حَدَّثَنَا اَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ

ذکر کریں اور تکبیر و تہلیل کثرت سے کریں پھر مزدلفہ سے پلٹ آئیں (منیٰ میں آجائیں) جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے: ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ " پھر پلٹو جہاں سے لوگ پلٹتے ہیں اور اللہ سے معافی مانگو یقیناً اللہ بخشنے والا رحیم ہے۔ پھر شیطان کو کنکریاں مارو "، یعنی رمی جمار تک تکبیر و تہلیل کرتا رہے "

۴۲۰۷ـــ شرح: یعنی جب تک مکہ مکرمہ میں مقیم رہے یا مکہ میں داخل ہو کر عمرہ کیا تھا پھر اس سے حلال ہو گیا تو حج کا احرام باندھنے تک طواف کرتا رہے۔ قولہ ذلک قبل یوم عرفہ "، یہ ابن عباس کی تقلید ہے جبکہ قرآن کریم میں عرفہ سے قبل کی قید نہیں۔ قولہ من صلوٰۃ العصر آہ "، یعنی نماز عصر کے بعد جبکہ وہ ظہر کے ساتھ جمع کر کے پڑھتے ہیں۔ واضح ہے کہ یہ زوال شمس کے بعد ہی ہے۔ اس وقت سے اندھیرا ہونے تک عرفات میں وقوف کرے۔

باب اور کوئی یوں کہتا ہے کہ اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی دے "

اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا

شانِ نزول: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اعراب موقف میں آتے اور کہتے اے اللہ! یہ سال بارش، خوشحالی اور کثیر منافع والا کر اور آخرت کے متعلق کچھ بھی نہ کہتے تھے اُن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ بعض لوگ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور اس کے لئے آخرت میں کچھ حصّہ نہیں پھر اُن کے بعد اور لوگ آتے اور کہتے اے ہمارے رب ہمیں دُنیا میں بھلائی دے اور ہمیں آخرت میں بھلائی دے اور ہمیں عذاب دوزخ سے بچا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ سَرِيْعُ الْحِسَابِ "، انہیں کو اُن کی کمائی سے بھاگ ہے۔ اور اللہ جلد حساب کرنے والا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے

عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

بَابُ قَوْلِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ وَقَالَ عَطَاءٌ اَلنَّسْلُ الْحَيَوَانُ

۴۲۱۰ــ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ تَرْفَعُهٗ قَالَ اَبْغَضُ الرِّجَالِ اِلَى اللّٰهِ الْاَلَدُّ الْخَصِمُ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ حَدَّثَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سے روایت ہے کہ دُنیا میں حسنہ نیک عورت ہے اور آخرت میں جنت اور عذاب نار بُری عورت ہے (عینی)

۴۲۰۹ــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اے ہمارے رب ہمیں دُنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھلائی اور ہمیں عذابِ دوزخ سے بچا "

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور وہ سب سے بڑا جھگڑالو ہے"

اور عطاء نے کہا نسل بمعنی حیوان "

یہ آیت کریمہ اخنس بن شریق کے بارے میں نازل ہوئی ہے وہ شخص شیریں گفتار تھا جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتا تو نہایت ہی نرم لہجہ میں کلام کرتا اور یہ دعویٰ کرتا کہ وہ حضور کا محب ہے اور اپنے دل کی بات پر اللہ کو گواہ بناتا اور قسمیں کھاتا اور کہتا اللہ گواہ ہے کہ میرے دل میں آپ کی اور اسلام کی محبت ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ سخت جھگڑالو ہے اور مسلمانوں کا دشمن ہے۔ اَلَدّ اسم تفضیل لَدُود، بمعنی شدید الخصومت ہے،، کہا گیا ہے خصام خصم کی جمع بمعنی سخت خصومت ہے۔

۴۲۱۰ــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوع حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں سے اللہ کو مبغوض آدمی وہ ہے جو سب سے بڑا جھگڑالو ہے" (حدیث ۲۲۹۴ کی شرح دیکھیں) قولہ قال عبد اللہ الخ اس سے مقصود یہ ہے کہ اس میں ام المؤمنین عائشہ

بَابُ قَوْلِهٖ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَاءُ وَالضَّرَّاءُ اِلٰى قَرِيْبٌ

۴۱۱۱ - حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِىْ مُلَيْكَةَ يَقُوْلُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَتّٰى اِذَا اسْتَيْئَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا خَفِيْفَةً ذَهَبَ بِهَا هُنَاكَ وَتَلَا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ فَلَقِيْتُ عُرْوَةَ

رضی اللہ عنہا نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں تصریح فرمائی ہے۔

باب کیا اس گمان میں ہو کہ جنّت میں چلے جاؤ گے اور ابھی تم پر اگلوں کی سی روداد نہ آئی ،،

پہنچی انہیں سختی اور شدت اور ہلا ہلا ڈالے گئے یہاں تک کہ کہہ اٹھا رسول اور اس کے ساتھ کے ایمان والے کب آئے گی۔ اللہ کی مدد سن لو بے شک اللہ کی مدد قریب ہے"

تفسیر : قتادہ نے کہا یہ آیت کریمہ یوم احزاب میں نازل ہوئی جبکہ اس دن سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کو سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ بعض مفسرین نے کہا یوم اُحد میں نازل ہوئی۔ بعض نے کہا یہ آیت مہاجرین کو تسلی دینے اور ان کو مطمئن کرنے کے لئے نازل ہوئی جبکہ انھوں نے اپنا وطن اور اپنے مال مشرکوں کے ہاتھوں میں چھوڑے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا کو اختیار کیا قولہ حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ آہ حتیٰ غایت کے لئے ہے یعنی ان کو سخت مشقت پہنچی حتیٰ کہ انھوں نے اللہ کی مدد میں تاخیر پائی کہا اللہ کی مدد کب آئے گی ؛ مقاتل نے کہا یہ رسول یہاں دیسع علیہ السلام ہیں ان کا نام شعیا ہے اور جو لوگ ایمان لائے وہ حزقیا بادشاہ اور اس کے ساتھ والے مومن ہیں جو لڑائی میں حاضر ہوئے۔ کلبی نے کہا یہ ہر رسول کے متعلق ہے جو اپنی امت کی طرف مبعوث ہوا ہے۔ ضحاک نے کہا رسول سے مراد جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

ابْنَ الزُّبَيْرِ فَذَكَرْتُ لَهُ ذٰلِكَ فَقَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ مَعَاذَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا وَعَدَ اللّٰهُ رَسُولَهُ مِنْ شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا عَلِمَ أَنَّهُ كَائِنٌ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ وَلٰكِنْ لَمْ يَزَلِ الْبَلَاءُ بِالرُّسُلِ حَتّٰى خَافُوا أَنْ يَكُونَ مَنْ مَعَهُمْ يُكَذِّبُوهُمْ فَكَانَتْ تَقْرَؤُهَا فَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوا مُثَقَّلَةً

قرطبی نے کہا نزول آیت کریمہ کی بھی اسی پر دلالت ہے۔ اکثر علماء کہتے ہیں آخر آیت تک یہ کلام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کا قول ہے۔ یعنی ان کو سخت تکلیف اور مشقت پہنچی حتیٰ کہ انھوں نے اللہ کی مدد کو بہت مؤخر سمجھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا سن لو اللہ کی مدد بہت قریب ہے۔ رسول کا یہ قول مدد کے حصول میں جلدی پر مبنی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ رسول کو حصول مدد میں شک وشبہ تھا۔ بعض علماء نے کہا اس کلام میں تقدیم وتاخیر ہے۔ دراصل عبارت اس طرح ہے۔ مومنوں نے کہا اللہ کی مدد کب آئے گی اور رسول نے فرمایا سن لو اللہ کی مدد بہت قریب ہے۔ رسول کو عظیم منصب کے باعث مقدم ذکر کیا ہے۔

۴۲۱۱ — ترجمہ : ابن جریج نے کہا میں نے ابن ابی ملیکہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب رسول نا امید ہوگئے اور انہوں نے گمان کیا کہ ان سے جھوٹ بولا گیا ہے (اللہ نے ان سے جھوٹ بولا ہے کہ کافروں کے خلاف مدد آرہی ہے اور کُذِبُوْا خفیف پڑھا) ابن ابی ملیکہ نے کہا ابن عباس اس آیت کریمہ کو اس آیت کے مفہوم کی طرف لے گئے جو سورۂ بقرہ میں ہے اور پڑھا حتیٰ کہ رسول اور ان پر ایمان والوں نے کہا اللہ کی مدد کب آئے گی خبردار اللہ کی مدد قریب ہے۔ ابن ابی ملیکہ نے کہا میں نے عروہ سے ملاقات کی اور ان سے ابن عباس کا کلام ذکر کیا تو عروہ نے کہا ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا معاذ اللہ (رسول اللہ کے متعلق ایسا گمان نہیں کر سکتے) اللہ نے اپنے رسول سے جو بھی وعدہ کیا اسکا انہیں یقین ہوتا تھا کہ ان کی وفات سے پہلے یہ ضرور پورا ہوگا لیکن رسول ہمیشہ مصائب میں مبتلا رہے حتیٰ کہ انہوں نے یہ خوف کیا کہ جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ ان کی تکذیب کریں گے۔ اس لئے ام المومنین رضی اللہ عنہا یہ آیت اس طرح پڑھتی تھیں ،، وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوْا وہ كُذِّبُوْا کو بتشدید الذال پڑھتی تھیں،،

۴۲۱۱ — شرح : اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، اس آیت کریمہ میں : وَظَنُّوْا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا ، بتخفیف الذال ماضی مجہول ہے۔ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اس سے پہلے بھی رسولوں کی مدد میں تاخیر ہوتی رہی ہے۔ حتیٰ کہ جب وہ فتح ونصرت سے نا امید ہوئے اور انہوں نے گمان کیا کہ ان سے جھوٹ بولا گیا ہے یعنی کافروں کے خلاف ان کی مدد کرنے میں جھوٹ بولا گیا ہے۔ ابن ابی ملیکہ نے کہا ابن عباس اس آیت کریمہ کو سورۂ بقرہ کی

کے مفہوم کی طرف لے گئے اور دونوں آئتوں کو ایک ہی سمجھ کر کہا کہ مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ ،، میں استفہام مدد کی تاخیر میں ہے اور دونوں آئتوں کا مفہوم نا امیدی کے بعد مدد آ جانے میں مناسب ہے۔ ابن ابی ملیکہ نے عروہ سے ملاقات کے وقت ابن عباس کا کلام ذکر کیا تو انہوں نے کہا ام المؤمنین نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے مفہوم سے پناہ دے کہ رسول اپنے خدا کے وعدہ کو جھوٹا کہیں (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے جو بھی وعدہ کیا رسول کو یہ یقین تھا کہ ان کی موت سے پہلے اللہ اسے ضرور پورا کرے گا۔ ام المؤمنین نے کہا اس آئت کا مفہوم یہ ہے کہ رسول ہمیشہ مصائب میں مبتلا رہے حتیٰ کہ ان کو یہ خوف لاحق ہوا کہ ان پر ایمان والے لوگ جو ایمان میں مضبوط نہ تھے کہیں گے کہ رسول نے جھوٹ بولا ہے۔ وہ اس آئت کریمہ وَ ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِّبُوْا ،، کو بتشدید الزال پڑھتی تھیں ،، علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا : کذبوا ،، بالتشدید نافع اور ابن کثیر کی قرأت ہے اور بالتخفیف عاصم ، حمزہ اور کسائی کی قراءت ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر پر کیوں تنقید کی حالانکہ تخفیف کی قرأت میں بھی اس معنی کا احتمال ہے کہ کہا جائے کہ رسولوں نے خوف کیا کہ ان پر ایمان لانے والے ان کو جھٹلا دیں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ابن عباس کی تفسیر پر ام المؤمنین نے اس اعتبار سے تنقید کی کہ ابن عباس کی مراد یہ تھی کہ رسولوں نے گمان کیا تھا کہ وہ من عند اللہ مکذب ہیں لوگوں کی طرف سے مکذب نہیں اس کا قرینہ سورۂ بقرہ کی آئت کریمہ سے تائید حاصل کرنا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اگر یہی مفہوم ہے جو ام المؤمنین نے فرمایا تو کہا جاتا رسولوں نے یقین کیا کہ ان کی تکذیب کی گئی ہے ؟ کیونکہ لوگوں کا رسولوں کی تکذیب کرنا یقینی تھا اس کا جواب یہ ہے کہ رسولوں کے مومن اُتباع کی تکذیب ظنی تھی یقینی تکذیب ان لوگوں کی تھی جو ان پر ایمان نہ لائے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابن عباس کے کلام کی توجیہہ کیا ہو سکتی ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ زمخشری نے کشاف میں ابن عباس سے روائت کی کہ رسولوں نے اس وقت گمان کیا جبکہ وہ کمزور اور مغلوب ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو ان سے نصرت کا وعدہ کیا تھا اس کا خلاف ہو گیا ہے۔ جبکہ وہ بشر تھے اور یہ آئت پڑھی : وَ زُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ ،، اگر یہ مفہوم صحیح ہے تو اُن کی ظن سے مُراد نفس کے خطرات ہیں جو قلب پر وارد ہوتے ہیں اور بشر کی طبیعت میں داخل ہیں اور وہ ظن جس کی ایک جانب دوسری جانب پر راجح ہوتی ہے وہ تو کسی امتی کے لئے جائز نہیں رسولوں سے یہ کیسے متصور ہو سکتا ہے۔ علامہ خطابی نے کہا اگر یہ کہا جائے کہ ابن عباس کے مذہب کی کیا توجیہہ ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ابن عباس کا مذہب یہ ہے کہ رسولوں کے لئے جائز نہیں کہ اللہ کی طرف سے جو وحی ان پر نازل ہو وہ اس کی تکذیب کریں لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ مصائب کے زیادہ ہو جانے اور وعدہ کی ایفاء میں تاخیر ہو جانے سے یہ وہم کر لیں کہ ان کے پاس جو وحی آیا تھا وہ ان کا اپنا گمان تھا اور انہوں نے وحی کی تلقی میں غلط گمان کر لیا۔ لہٰذا اس فعل کی بنیاد اُن کے نفس ہیں۔ وحی نہیں اور کذب سے مراد غلط ہے۔ حقیقتِ کذب مراد نہیں جیسے کہا جاتا ہے ،، كَذَبَتْكَ نَفْسُكَ ،، الحاصل جو شک و شبہ عارض ہوا وہ وسائط کے اعتبار سے تھا جو وحی کے مقدمات ہیں۔ انتہیٰ

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ وَقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ الْاٰيَةَ ۴۱۱۲ ـ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا قَرَأَ الْقُرْاٰنَ لَمْ يَتَكَلَّمْ حَتّٰی يَفْرُغَ مِنْهُ فَاَخَذْتُ عَلَيْهِ يَوْمًا فَقَرَأَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ حَتّٰی انْتَهٰی اِلٰی مَكَانٍ قَالَ تَدْرِيْ فِيْمَا اُنْزِلَتْ قُلْتُ لَا قَالَ نَزَلَتْ فِيْ كَذَا وَكَذَا ثُمَّ مَضٰی وَعَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ فَأْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ قَالَ يَاْتِيْهَا فِيْ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰی بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں تو آؤ اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو!

اور اپنے بھلے کا کام پہلے کرو! اور اللہ سے ڈرتے رہو اور جان رکھو کہ تمہیں اس سے ملنا ہے"

تفسیر: یعنی عورتیں تمہارے لئے کھیتی کی جگہیں ہیں عورتوں کو کھیتی کی جگہ سے تشبیہ دی کیونکہ اُن کے رحموں میں نطفے ڈالے جاتے ہیں جن سے نسل بڑھتی ہے۔ آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ چند انصار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے سوال عرض کیا تو آپ نے فرمایا تم ہر حال میں عورتوں کے پاس جاسکتے ہو لیکن یہ شرط ہے کہ جماع آگے کی طرف ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں ہلاک ہو گیا آپ نے فرمایا تمہیں کس نے ہلاک کیا عرض کیا گزشتہ رات میں نے اپنی سواری پھیر لی آپ نے انہیں کچھ جواب نہ دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ تمہاری

۴۲۱۳ — حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَیْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنِ ابْنِ الْمُنْکَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا قَالَ کَانَتِ الْیَهُوْدُ تَقُوْلُ اِذَا جَامَعَهَا مِنْ وَّرَآئِهَا جَاءَ الْوَلَدُ اَحْوَلَ فَنَزَلَتْ نِسَآؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ فَاْتُوْا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ

عورتیں تمہارے لئے کھیتی ہیں تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ! آگے کی طرف سے یا پیچھے کی طرف سے اُن سے جماع کرو لیکن حیض کی حالت اور پیٹھ سے احتیاط کرو!

۴۲۱۲ — ترجمہ : نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب قرآن پڑھتے تو اس سے فارغ ہونے تک کوئی بات نہ کرتے تھے۔ ایک دن میں نے ان کے قرآن کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا تو اُنھوں نے (از بر) سورۂ بقرہ پڑھنا شروع کی یہاں تک کہ ایک جگہ پہنچے یعنی (نِسَآؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ تک پہنچے) اُنھوں نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ یہ آیت کس چیز کے متعلق نازل ہوئی میں نے کہا میں نہیں جانتا۔ اُنھوں نے کہا اس میں نازل ہوئی پھر پڑھنا شروع کیا اور عبدالصمد سے روایت ہے کہ مجھے میرے والد نے خبر دی اُنھوں نے کہا مجھ سے ایوب نے نافع کے ذریعہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا کہ اُنھوں نے فَاْتُوْا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ " کے بارے میں کہا کہ مرد عورت کی پیٹھ میں جماع کرتا اس کی محمد بن یحییٰ بن سعید نے اپنے والد سے اُنھوں نے عبیداللہ اور نافع کے ذریعہ عبداللہ بن عمر سے روایت کی "

۴۲۱۲ — شرح : قولہ کذا وکذا " اس سے مراد یہ ہے کہ عورتوں کی پیٹھوں میں جماع نہ کرو۔ مقام حرث میں جماع کرو اور ابن عباس نے کہا حرث بچے کے پیدا ہونے کی جگہ ہے۔ سدی نے کہا حرث کھیتی ہے جہاں زراعت کی جاتی ہے۔ دبر کو کھیتی نہیں کہا گیا قولہ یاتیھا فی مجرور محذوف ہے۔ ای فی موضع الحرث یعنی عورت کی فرج میں جماع کرے اگرچہ پیچھے کی طرف سے ہو لیکن دُبر سے بچے امام ابوحنیفہ اور جمہور اہلسنت نے کہا عورت کی دبر میں جماع حرام ہے اور عبداللہ بن عمر سے روایت کا بھی مفہوم یہ ہے کہ دبر کی طرف سے فرج میں جماع کرے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ عورت کی دبر میں وطی کرنے والے کو نظر کرم سے نہیں دیکھے گا (کرمانی، قسطلانی)

۴۲۱۳ — ترجمہ : ابن منکدر سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ یہودی کہتے تھے جب کوئی اپنی بیوی سے پچھلی طرف سے جماع کرے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے۔ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تم اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ!

۴۲۱۳ — شرح : یعنی یہودی عورت کو اوندھے منہ لٹا کر پچھلی طرف سے فرج میں جماع

کرنے کو کہتے تھے کہ اس طرح جماع کرنے سے بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کا رد کیا کہ تم جس طرح جماع کر سکتے ہو بشرطیکہ صمام واحد سے ہو یعنی مقام حرث میں جماع کرو، چنانچہ امام طحاوی نے زہری اور ابن منکدر کے ذریعہ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک یہودی نے کہا جب کوئی اپنی بیوی سے اوندھے منہ لٹا کر جماع کرے تو بچہ بھینگا پیدا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کے رد میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی کہ تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں تم جس طرح چاہو اپنی کھیتی میں آؤ سیدھی لٹا کر یا اوندھے منہ لٹا کر ان سے جماع کرو، جبکہ صمام واحد یعنی فرج میں جماع ہو۔ مسلم نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔ تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ بیوی کی دبر میں وطئ کرنا حرام ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسے شخص کو تعزیر لگائی جائے جبکہ صاحبین اس کو زنا کہتے ہیں۔ علماءِ احناف کہتے ہیں آدمی ہو یا غیر آدمی کی دُبر میں وطئ کرنا حرام ہے۔

عورت کی دبر میں وطئ کرنا حرام ہے "

اہل تشیع نے اس کریمہ : نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ ،، سے استدلال کیا کہ بیوی کی دُبر میں وطئ کرنا جائز ہے۔ حرام نہیں وہ کہتے ہیں ,, لفظ أَنَّىٰ ,, بمعنی أَيْنَ ہے۔ یعنی جس مقام سے چاہو عورتوں سے جماع کرو۔ اس میں دبر بھی داخل ہے۔ اہل سنت وجماعت اس فعل کو حرام کہتے ہیں وہ اس آیت کی تفسیر میں دلائل ذکر کرتے ہیں کہ لفظ ,, أَنَّىٰ ,, ,, این ,, اور ,, کیف ,, میں مشترک ہے علماء نحو نے اس کی تصریح کی ہے اور لفظ مشترک کو قرینہ کے بغیر خاص معنیٰ میں استعمال کرنا بالاتفاق باطل ہے۔ اس مقام میں اللہ تعالیٰ نے عورت کو زراعت کے ساتھ اور مرد کے نطفہ کو دانے سے تشبیہ دی ہے یہ واضح قرینہ ہے کہ عورت کی فرج میں نطفہ ڈال کر اولاد کی امید کرنا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت کا مؤرد بھی یہی معنی ہے کہ ,, انی ,, بمعنی کیف ہے۔ ابن عمر کی حدیث کا سیاق بھی یہی ہے کہ اس بُرے اور گندے فعل کے پیش نظر یہ آیت نازل ہوئی کہ تم کھیتی میں آؤ گندی جگہ نہ آؤ اور ابن عمر کی روایت ,, اُنْزِلَتْ فِی ,, میں مجرور محذوف ہے اور وہ ,, حرث ,, ہے۔ یعنی ابن عمر کی روایت کا مفہوم یہ ہے کہ عورت کے مقام حرث میں وطئ کرے اور وہ فرج ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے یہی تصریح کی ہے۔ صحیح بخاری میں ابن عمر کی حدیث آیت کے شانِ نزول میں مبہم ہے اور جابر کی حدیث اس میں صریح ہے لہٰذا یہ جابر کی حدیث کے معارض نہیں اور ,, اسحاق بن راہویہ کی حدیث صحیح حدیث کے متعارض نہیں ہو سکتی کیونکہ معارضہ اس وقت ممکن ہوتا ہے جبکہ دونوں روایات ایسے ائمہ حدیث سے منقول ہوں جن کی علمی حیثیت اور ان کی تصحیح پر محدثین نے اعتماد کیا ہو۔ اور ظاہر ہے کہ اسحاق بن راہویہ کی روایت مؤرخین سے منقول ہے۔ یہ بخاری اور مسلم کی روایات کا معارضہ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ بخاری حدیث کے امام ہیں اور احادیث کی تصحیح جو بخاری نے کی ہے اور کسی کو میسر نہیں ،،

بَابُ قَوْلِهِ وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَّنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ

۴۲۱۴ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُوْعَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ كَانَتْ لِيْ أُخْتٌ تُخْطَبُ إِلَيَّ قَالَ أَبُوْعَبْدِ اللهِ وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ حَدَّثَنِيْ مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوْمَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ أُخْتَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا فَتَرَكَهَا حَتّٰى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَخَطَبَهَا فَأَبٰى مَعْقِلٌ فَنَزَلَتْ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ أَنْ يَّنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد "جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی عدت پوری ہو جائے تو عورتوں کے والیو انہیں روکو اس سے کہ اپنے شوہروں سے نکاح کریں"

تفسیر: اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ معقل بن یسار مزنی کی بہن کا نکاح عاصم بن عدی کے ساتھ ہوا تھا۔ انھوں نے طلاق دی اور عدت گزرنے کے بعد پھر عاصم نے درخواست کی تو معقل بن یسار مانع ہوئے تو ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

۴۲۱۴ـ ترجمہ: معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا انھوں نے کہا میری بہن تھی اس کے متعلق مجھے منگنی کے پیغام بھیجے۔ یونس نے حسن بصری سے روایت کی معقل بن یسار کی بہن کو اس کے شوہر نے طلاق دے دی اور اس کو چھوڑے رکھا یہاں تک کہ اس کی عدت گزر گئی تو اس

بَابُ قَوْلِهِ وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا اِلٰى بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ يَعْفُوْنَ يَهَبْنَ

نے منگنی کا پیغام بھیجا معقل نے انکار کر دیا۔ تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی "تم عورتوں کو اپنے شوہروں سے نکاح کرنے سے منع نہ کرو"

۴۲۱۴ — شرح: صحیح یہ ہے کہ یہ آئت کریمہ معقل بن یسار کے بارے میں نازل ہوئی۔ آئت میں عورت کے اولیاء مخاطب ہیں۔ زمخشری نے کہا اس کے مخاطب وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کو طلاق دے دیتے ہیں اور ان کی عدت گزرنے کے بعد ان کو نکاح کرنے سے ظلماً منع کرتے ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آئت کریمہ اس شخص کے متعلق نازل ہوئی جو اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دے پھر اس کی عدت گزر جائے پھر اس کا خیال ہو کہ اس سے نکاح کرے یا عدت میں رجوع کرے اور عورت کی خواہش بھی یہی ہو لیکن اس کے اولیاء مانع واقع ہوں تو اللہ تعالیٰ نے ان کو منع کرنے سے روک دیا۔ معقل بن یسار کی اس بہن کا نام جمیلہ بنت یسار تھا۔ ابو اسحاق ہمدانی کی روائت میں فاطمہ بنت یسار ہے جبکہ ابن فتحون نے جُمل اور محمد منذری نے لیل ذکر کیا ہے (عینی)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور تم میں جو مریں اور بیبیاں چھوڑیں وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو روکے رکھیں"

تو جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو اے والیو! تم پر مواخذہ نہیں اس کام میں جو عورتیں اپنے معاملہ میں موافق شرع کریں اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔ یَعْفُوْنَ کے معنی ہیں ہبہ کر دیں"

اس آئت کے مخاطب مسلمان ہیں کفار مخاطب نہیں کیونکہ وہ ایمان کے بعد احکام سے مکلّف ہیں۔ یہ حکم اُن عورتوں کے لئے ہے جن کے شوہر فوت ہو جائیں اور وہ حاملہ نہ ہوں۔ حاملہ عورتوں کے خاوند فوت ہو جائیں تو ان کی مدت وضع حمل ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا شوہر فوت ہونے کے بعد اگر مدت حمل کم ہے اور چار ماہ دس دن زیادہ ہیں تو چار ماہ دس دن عدت پوری کرے اور اگر چار ماہ دس دن کم مدت ہے اور وضع حمل کی مدت اس سے

۴۲۱۵ ـ حَدَّثَنِي أُمَيَّةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حَبِيبٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ قُلْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا قَالَ قَدْ نَسَخَتْهَا الْآيَةُ الْأُخْرَى فَلِمَ تَكْتُبُهَا أَوْ تَدَعُهَا قَالَ يَا ابْنَ أَخِي لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْهُ مِنْ مَكَانِهِ

زیادہ ہے تو وضع حمل کی عدت پوری ہوگی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا سورۂ بقرہ کی اس آیت سے سورۂ طلاق میں مذکور حاملہ عورتیں مستثنیٰ ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ أُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ،، حاملہ عورتیں وضع حمل کریں تو ان کی عدت ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح منکوحہ لونڈی کا شوہر فوت ہو جائے تو وہ دو مہینے اور پانچ دن عدت پوری کرے بعض ظاہریہ کہ حرائر اور آماء کی عدت میں فرق نہیں کرتے۔ راغب نے کہا چار ماہ دس دن عدت مقرر کرنے میں حکمت یہ ہے کہ اطباء کہتے ہیں اکثر بچہ اگر مذکر ہو تو تین ماہ بعد حرکت کرنے لگتا ہے اگر مؤنث ہو تو چار ماہ بعد حرکت کرتی ہے۔ اس لئے مُتَوَفّٰى عَنْهَا زَوْجُهَا ،، کی عدت چار ماہ مقرر کی اور دس دن کا اضافہ مزید ظہور کے لئے کیا دس کے عدد کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ تمام اعداد سے اکمل اور اشرف ہے۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے تلامذہ اور سفیان ثوری کہتے ہیں جب ام ولدہ کا شوہر فوت ہو جائے تو وہ تین حیض عدت پوری کرے حضرت علی، عبداللہ بن مسعود، عطاء اور ابراہیم نخعی بھی یہی کہتے ہیں جبکہ امام مالک، شافعی اور مشہور روایت کے مطابق امام احمد کہتے ہیں ام ولدہ کی عدت ایک حیض ہے۔ قولہ يَعْفُونَ ،، اس سے اس کریمہ: وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ وَقَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ إِلَّا أَنْ يَعْفُونَ أَوْ يَعْفُوَ الَّذِي بِيَدِهِ عُقْدَةُ النِّكَاحِ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر يَعْفُونَ کی يَهَبْنَ سے تفسیر کی آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں اور اگر تم نے عورتوں کو بے چھوئے طلاق دے دی اور ان کے لئے کچھ مہر مقرر کر چکے تھے تو جتنا ٹھہرا تھا اس کا آدھا واجب ہے مگر یہ کہ عورتیں کچھ چھوڑ دیں یا وہ زیادہ دے جس کے ہاتھ میں نکاح کی گرہ ہے،،

۴۲۱۵ ـــ ترجمہ: ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے انہوں نے کہا ابن زبیر نے کہا میں نے عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے کہا (جس وقت انہوں نے قرآن جمع کیا تھا) اور تم میں جو مریں اور بیبیاں چھوڑیں وہ اپنی عورتوں کے لئے وصیت کر جائیں سال بھر نان نفقہ دینے کی بے نکالے پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس کا مؤاخذہ نہیں جو انہوں نے اپنے معاملہ میں مناسب طور پر کیا۔ اور اللہ غالب حکمت والا ہے ،، ابن زبیر نے کہا اس آیت مذکورہ کو دوسری آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔ آپ اس کو قرآن میں کیوں لکھ رہے ہیں یا اس کو (منسوخ کو) قرآن میں کیوں چھوڑ رہے ہیں۔ عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا اے

۴۲۱۶ — حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا شِبْلٌ عَنْ اِبْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا قَالَ كَانَتْ هٰذِهِ الْعِدَّةُ تَعْتَدُّ عِنْدَ أَهْلِ زَوْجِهَا وَاجِبٌ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ أَزْوَاجًا وَّصِيَّةً لِّأَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا إِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوفٍ قَالَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهَا تَمَامَ السَّنَةِ سَبْعَةَ أَشْهُرٍ وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَصِيَّةً إِنْ شَاءَتْ سَكَنَتْ فِي وَصِيَّتِهَا وَإِنْ

میرے بھتیجے میں قرآن میں سے کوئی شئی اس کی جگہ سے تبدیل نہیں کروں گا۔

۴۲۱۵ — شرح : ابتدائے اسلام میں بیوہ کی عدت ایک سال تھی اور ایک سال کامل وہ شوہر کے یہاں رہ کر نان نفقہ پانے کی مستحق ہوتی تھی۔ پھر ایک سال کی عدت : یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا ،، سے منسوخ ہوئی جس میں بیوہ کی عدت چار ماہ دس دن مقرر فرمائی گئی اور سال بھر کا نفقہ آیت میراث سے منسوخ ہوا جس میں عورت کا حصہ شوہر کے ترکہ سے مقرر کیا گیا لہٰذا اب وصیت کا حکم باقی نہ رہا۔ اس کی حکمت یہ ہے کہ عرب کے لوگ اپنے مورث کی بیوہ کا نکلنا یا غیر سے نکاح کرنا بالکل گوارا ہی نہ کرتے تھے اور اس کو عار سمجھتے تھے اس لئے اگر ایک دم چار ماہ دس روز کی عدت مقرر کی جاتی تو یہ ان پر بہت شاق ہوتی لہٰذا بتدریج انہیں راہ پر لایا گیا۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ عبداللہ بن زبیر نے حضرت عثمان کو قرآن جمع کرتے وقت کہا کہ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا نے مذکورآیت کو منسوخ کر دیا ہے تو آپ نے منسوخ آیت کو قرآن میں کیوں لکھا ہے اس کو قرآن میں داخل نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ میں قرآن میں کسی آیت کو اس کے مقام سے ہٹانا نہیں چاہتا ہوں۔ اگرچہ وہ منسوخ ہو ،، واللہ ورسولہ اعلم!

۴۲۱۶ — ترجمہ : ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کی کہ فَالَّذِیْنَ یُتَوَفَّوْنَ مِنْکُمْ وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا " (جو لوگ تم میں مریں اور بیبیاں چھوڑیں) مجاہد نے کہا یہ عدت تھی جسے اس کا اپنے شوہر کے گھر والوں کے پاس پورا کرنا واجب تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت "جو لوگ تم میں مریں اور بیبیاں چھوڑ جائیں وہ اپنی عورتوں کے لئے وصیت کر جائیں سال بھر نان نفقہ دینے کی بے نکالے پھر اگر وہ خود نکل جائیں تو تم پر اس کا مواخذہ نہیں جو انھوں نے اپنے معاملہ میں مناسب طور

شَاءَتْ خَرَجَتْ وَهُوَ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى غَيْرَ إِخْرَاجٍ فَإِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فَالْعِدَّةُ كَمَا هِيَ وَاجِبٌ عَلَيْهَا زَعَمَ ذٰلِكَ عَنْ مُجَاهِدٍ وَقَالَ عَطَاءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَسَخَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عِدَّتَهَا عِنْدَ أَهْلِهَا فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ لِقَوْلِ اللّٰهِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ وَقَالَ عَطَاءٌ إِنْ شَاءَتْ اعْتَدَّتْ عِنْدَ أَهْلِهِ وَسَكَنَتْ فِي وَصِيَّتِهَا وَإِنْ شَاءَتْ خَرَجَتْ لِقَوْلِ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ قَالَ عَطَاءٌ ثُمَّ جَاءَ الْمِيرَاثُ فَنَسَخَ السُّكْنٰى فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ وَلَا سُكْنٰى لَهَا وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ بِهٰذَا وَعَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَسَخَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عِدَّتَهَا فِي أَهْلِهَا فَتَعْتَدُّ حَيْثُ شَاءَتْ لِقَوْلِ اللّٰهِ غَيْرَ إِخْرَاجٍ نَحْوَهُ

کیا" پس عدت جو مقرر ہے اس پر واجب ہے (چار ماہ دس دن) ابن ابی نجیح نے یہ مجاہد سے ذکر کیا ہے۔ عطاء بن ابی رباح نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس آیت نے شوہر کے گھر میں عورت کی عدت کو منسوخ کر دیا۔ پس وہ جہاں چاہے عدت پوری کرے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: غَیْرَ اِخْرَاجٍ" کا یہی معنی ہے۔ عطاء بن ابی رباح نے کہا اگر عورت چاہے تو اہلِ خانہ کے گھر عدت پوری کرے اور وصیت میں سکونت کرے اور اگر چاہے تو نکل جائے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم پر کچھ حرج نہیں جو وہ کریں"، عطاء نے کہا پھر میراث کی آیت نازل ہوئی تو اس کی سکونت منسوخ ہو گئی پس وہ جہاں چاہے عدت پوری کرے اور اس کے لئے سکونت نہیں ہے۔ محمد بن یوسف نے ورقاء اور ابن ابی نجیح کی طرق سے مجاہد سے یہ حدیث روایت کی اور ابن ابی نجیح نے عطاء کے ذریعہ ابن عباس سے روایت کی کہ اس آیت نے شوہر کے گھر میں عورت کی عدت منسوخ کر دی۔ پس وہ جہاں چاہے عدت پوری کرے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: غَیْرَ اِخْرَاجٍ۔

۴۲۱۶ — شرح: عرب میں یہ رسم تھی کہ بیوہ عورت عدت کا ایک سال گزارتی

۴۲۱۷۔ حَدَّثَنِیْ حِبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰہِ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ قَالَ جَلَسْتُ اِلٰی مَجْلِسٍ فِیْہِ عُظْمٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَفِیْھِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِیْ لَیْلٰی فَذَکَرْتُ حَدِیْثَ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُتْبَۃَ فِیْ شَاْنِ سُبَیْعَۃَ بِنْتِ الْحٰرِثِ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَلٰکِنَّ عَمَّہٗ کَانَ لَا یَقُوْلُ ذٰلِکَ فَقُلْتُ اِنِّیْ لَجَرِیْءٌ اِنْ کَذَبْتُ عَلٰی رَجُلٍ فِیْ جَانِبِ الْکُوْفَۃِ وَرَفَعَ صَوْتَہٗ قَالَ ثُمَّ

پُرانے کپڑے پہنتی اور زینت ترک کر دیتی تھی اور شوہر کے گھر میں رہتی۔ شوہر کے اولیاء اس کا خرچہ برداشت کرتے تھے۔ ابتدائے اسلام میں اسی رسم پر عمل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور چار ماہ دس روز عدت مقرر ہوئی۔ مجاہد کا خیال یہ ہے کہ پہلی آیت میں مذکورہ عورت کی عدت پورا سال ہے اور وصیت کے لحاظ سے چاہے تو وصیت قبول کرے اور شوہر کے گھر میں عدت پوری کرے اور اگر چاہے تو صرف چار ماہ دس روز پر اکتفاء کرے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجاہد کے نزدیک یہ آیت: وَیَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا وَّصِیَّۃً لِّاَزْوَاجِھِمْ ،، منسوخ نہیں ہے اور اکثر علماء اسے منسوخ قرار دیتے ہیں اور یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِھِنَّ اَرْبَعَۃَ اَشْھُرٍ وَّعَشْرًا ،، اس کی ناسخ ہے قولہ غَیْرَ اِخْرَاجٍ آہ ،، یہ ترکیب میں ازواج سے حال واقع ہے یعنی عورتوں کو نہ نکالا جائے۔ الحاصل جو لوگ بیویاں چھوڑ کر مر جاتے ہیں ان پر حق یہ ہے کہ موت کے آثار شروع ہونے سے پہلے وصیت کریں کہ اُن کی وفات کے بعد ان کی بیویاں پورا سال اُن کے گھر میں رہیں اور اُن کے ترکہ سے خرچ لیتی رہیں اور گھروں سے باہر نہ نکلیں۔ ابتدائے اسلام میں بھی اسی طرح تھا۔ پھر چار ماہ دس روز کی آیت نے اس کو منسوخ کر دیا اور شوہر کے ترکہ سے عورت کی وراثت نے نفقہ منسوخ کر دیا یہ جمہور کا مسلک ہے۔ مجاہد اس کے خلاف ہیں قولہ قال عطاء اِنْ شَاءَتْ الخ یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کلام کی تفسیر ہے۔ قولہ وَعَنْ محمد بن یوسف الخ اس میں دو وجہیں ہیں ایک تو یہ کہ یہ اسحاق کی روایت میں داخل کی گئی ہے دوسرے یہ کہ بخاری نے اسے اپنے شیخ محمد بن یوسف سے معلق ذکر کیا ہے۔ اور قولہ عن ابن ابی نجیح میں یہی دو وجہیں محتمل ہیں، لیکن دوسری وجہ زیادہ واضح ہے۔ الحاصل ابن ابی نجیح نے صرف مجاہد سے موقوف روایت کی ہے۔ جو صرف مجاہد پر موقوف ہے نیز ابن ابی نجیح نے عطاء کے ذریعہ ابن عباس سے روایت کی ہے اور نحوہٗ سے مجاہد کی روایت کی طرف اشارہ ہے

۴۲۱۷۔ ترجمہ: محمد بن سیرین نے کہا میں ایک مجلس میں بیٹھا تھا جس میں انصار کے سردار بیٹھے تھے۔ اُن میں عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ بھی تھے۔ میں نے عبداللہ بن عتبہ کی حدیث ذکر کی جو سُبَیْعَہ بنت حارث کے متعلق تھی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے کہا عبداللہ بن عتبہ کا چچا عبداللہ

خَرَجْتُ فَلَقِيتُ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ أَوْ مَالِكَ بْنَ عَوْفٍ قُلْتُ كَيْفَ كَانَ قَوْلُ ابْنِ مَسْعُودٍ فِي الْمُتَوَفَّى عَنْهَا زَوْجُهَا وَهِيَ حَامِلٌ فَقَالَ قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ أَتَجْعَلُونَ عَلَيْهَا التَّغْلِيظَ وَلَا تَجْعَلُونَ لَهَا الرُّخْصَةَ لَنَزَلَتْ سُورَةُ النِّسَاءِ الْقُصْرَى بَعْدَ الطُّولَى وَقَالَ أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ لَقِيتُ أَبَا عَطِيَّةَ مَالِكَ بْنَ عَامِرٍ

ابن مسعود تو یہ نہیں کہتے (جو تم نے کہا ہے) میں نے بلند آواز کے ساتھ عبدالرحمٰن سے کہا اگر میں نے جھوٹ بولا ہے تو میں نے اس شخص پہ افتراء باندھا ہے جو کوفہ میں بیٹھا ہے۔ محمد ابن سیرین نے کہا پھر میں کوفہ میں آیا اور مالک بن عامر یا مالک بن عوف سے ملاقات کی میں نے کہا جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے، حالانکہ وہ حاملہ ہو اس کے متعلق عبداللہ بن مسعود کیا کہتے ہیں۔ مالک بن عامر نے کہا عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں تم ایسی عورت پر بہت سختی کرتے ہو اور اس کو رخصت نہیں دیتے ہو۔ سورۂ نساء قُصریٰ طُولیٰ کے بعد نازل ہوئی۔ ایوب نے محمد بن سیرین سے روایت کی کہ میں نے ابوعطیہ مالک بن عامر سے ملاقات کی ہے۔

۴۲۱۷ — شرح : حدیث شریف کی تقریر اس طرح ہے کہ انصار کے بزرگوں کی محفل میں سُبَیعہ بنت حارث کا تذکرہ ہونے لگا، کیونکہ ان کا شوہر سعد بن خولہ مکہ مکرمہ میں فوت ہو گیا تھا جبکہ وہ حاملہ تھیں۔ شوہر کی وفات کے چند روز بعد انھوں نے وضع حمل کیا تو ابوالسنابل نے انہیں منگنی کا پیغام بھیجا تو سُبیعہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی تو آپ نے فرمایا تم نکاح کر سکتی ہو۔ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے کہا عبداللہ بن مسعود جو عبداللہ بن عتبہ کے چچا ہیں وہ تو یہ نہیں کہتے جو تم کہہ رہے ہو۔ عبداللہ بن عتبہ عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں کوفہ میں مقیم تھے اور وہیں فوت ہوئے تھے محمد بن سیرین کوفہ میں آئے اور مالک بن عامر سے ملاقات کی اور کہا بیوہ حاملہ عورت کی عدت کے بارے میں عبداللہ بن مسعود کیا کہتے ہیں۔ مالک بن عامر نے کہا عبداللہ بن مسعود ایسی عورت کے متعلق کہتے ہیں کہ تم لوگ اس پر سختی کرتے ہو اور آسانی نہیں کرتے ہو یقیناً چھوٹی سورۂ نساء اور وہ سورۂ طلاق ہے۔ اس میں بیوہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے اور یہ سورت طویل سورۂ نساء جس میں بیوہ عورت کی عدت چار ماہ دس روز ہے کے بعد نازل ہوئی ہے۔ لہٰذا اتنی قدر طویل سورۂ نساء سے مستثنیٰ ہے یعنی بیوہ حاملہ کے بعد غیر حاملہ بیوہ عورت کی عدت چار ماہ دس دن ہے جبکہ بیوہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے اور قال ایوب آہ سے مقصد یہ ہے کہ محمد بن سیرین کی ملاقات مالک بن عامر سے ہوئی تھی انہوں نے اس میں شک نہیں کیا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ قَوْلِهٖ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلوٰةِ الْوُسْطٰی

۴۲۱۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ هِشَامٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَبَسُوْنَا عَنْ صَلوٰةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ مَلَأَ اللّٰهُ قُبُوْرَهُمْ وَبُيُوْتَهُمْ اَوْ اَجْوَافَهُمْ شَكَّ يَحْيٰى نَارًا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! نگہبانی کرو سب نمازوں کی اور بیچ کی نماز کی!"

تفسیر: اس آیت کریمہ میں نماز درمیانہ کی حفاظت کا حکم فرمایا لیکن اس کی تعیین نہ فرمائی اس میں مختلف اقوال ہیں: سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں درمیانہ نماز کی تعیین میں کافی اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ اکثر نے عصر کی نماز کو درمیانہ نماز کہا ہے۔ بعض نے توقف کیا ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا اکثر روایات کے مطابق یہ عصر ہے بعض نے فجر کی نماز اور بعض نے ظہر کی نماز کو وسطیٰ کہا ہے۔ بعض نے کہا یہ مغرب کی نماز ہے اور اس کو وسطیٰ اس لئے کہا گیا ہے کہ رکعات کے عدد میں یہ نہ زیادہ ہے اور نہ کم ہے۔ کیونکہ رکعات کے عدد چار ہیں یا دو اور یہ چار اور دو کے درمیان ہے اس کی تین رکعتیں ہیں! لیکن غزوہ خندق کی حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ وسطیٰ عصر کی نماز ہے۔ بخاری کی روایت کہ مشرکوں نے ہمیں نمازِ وسطیٰ سے روک رکھا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا اور عصر کی نماز کا وقت نکل گیا مسلم میں عصر کے وقت کی تصریح مذکور ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ ۴۲۱۸—۴۲۱۹: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے روز فرمایا مشرکوں نے ہمیں درمیانہ نماز سے روکا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا اللہ ان کی قبریں اور پیٹ آگ سے

بَابُ قَولِه وَقُومُوا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ مُطِيعِيْنَ

۴۲۲۰ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ اَبِي خَالِدٍ عَنِ الْحٰرِثِ بْنِ شُبَيْلٍ عَنْ اَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلٰوةِ يُكَلِّمُ اَحَدُنَا اَخَاهُ فِي حَاجَتِهٖ حَتّٰى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُومُوا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ فَاُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ ،،

بھر دے گا ۔ یحییٰ نے نار میں شک کیا ہے ۔

۴۲۱۸ ـــ شرح : صلوۃ الوسطیٰ میں موصوف کی اضافت صفت کی طرف ہے جیسے جانب الغربی میں ہے کوئی اس کو جائز کہتے ہیں ۔ قولہ حَبَسُوْنَا ،، یعنی مشرکوں نے ہم کو اپنے وقت میں نماز ادا کرنے سے منع کیا ۔ جمہورِ علماء نے کہا یہ عصر کی نماز ہے ۔ عبداللہ بن مسعود ، ابوہریرہ یہی کہتے ہیں ۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی مذہب ہے ۔ امام احمد کا قول بھی یہی ہے اور اعاظم شافعیہ بھی کہتے ہیں کہ یہ عصر کی نماز ہے ۔ امام نووی نے کہا اکثر صحابہ کرام بھی یہی کہتے ہیں ۔ ماوردی نے کہا جمہور تابعین عظام کا بھی یہی مختار ہے ۔ ابن عبدالبر نے کہا اکثر محدثین کا بھی یہی قول ہے اور مالکیہ سے ابن حبیب ، ابن عربی اور ابن عطیہ کا بھی یہی قول ہے ۔ حافظ دمیاطی نے اس نماز میں سترہ اقوال ذکر کئے ہیں ۔ حدیث ۳۸۵ کی شرح دیکھیں ،

باب ـ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اور کھڑے ہو ، اللہ کے حضور ادب سے "

تفسیر : قَانِتِیْنَ کی تفسیر ابن عباس اور عبداللہ بن مسعود نے مُطِیْعِیْنَ (تابعدار) سے کی ہے بعض نے عابدین ،، سے تفسیر کی ہے ۔ بعض نے " ذاکرین " کہا ہے ، بعض نے کہا قیام کی حالت میں دعا کرنے والے بعض نے کہا عبودیت کا اقرار کرنے والے مجاہد نے کہا قنوت ، رکوع ، سجود ، طولِ قیام میں بصر کو نیچا رکھنا ۔

۴۲۲۰ ـــ ترجمہ : زید بن ارقم نے کہا ہم نماز میں کلام کیا کرتے تھے ۔ بوقت ضرورت ہم ایک دوسرے سے بات کر لیا کرتے تھے ۔ حتیٰ کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی :

"نمازوں کی حفاظت کرو خصوصاً درمیانی نماز کی اور اللہ کے حضور با ادب کھڑے ہو تو ہمیں نماز میں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا حدیث ۱۱۳۱ کی شرح دیکھیں ۔

بَابُ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ فَإِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا أَوْ رُكْبَانًا فَإِذَآ أَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُونُوْا تَعْلَمُوْنَ

وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ كُرْسِيُّهٗ عِلْمُهٗ يُقَالُ بَسْطَةً زِيَادَةً وَفَضْلًا أَفْرِغْ أَنْزِلْ يَؤُدُهٗ يُثْقِلُهٗ آدَنِيْ أَثْقَلَنِيْ وَالْآدُ وَالْأَيْدُ الْقُوَّةُ فَبُهِتَ ذَهَبَتْ حُجَّتُهٗ خَاوِيَةٌ لَا أَنِيْسَ فِيْهَا عُرُوْشُهَا أَبْنِيَتُهَا السِّنَةُ النُّعَاسُ نُنْشِزُهَا نُخْرِجُهَا إِعْصَارٌ رِيْحٌ عَاصِفٌ تَهُبُّ مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَآءِ كَعَمُوْدٍ فِيْهِ نَارٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ صَلْدًا لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَقَالَ عِكْرِمَةُ وَابِلٌ مَطَرٌ شَدِيْدٌ اَلطَّلُّ النَّدٰى وَهٰذَا مَثَلُ عَمَلِ الْمُؤْمِنِ يَتَسَنَّهْ يَتَغَيَّرْ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! پھر اگر خوف میں ہو تو پیادہ یا سوار جیسے بن پڑے پھر جب اطمینان سے ہو تو اللہ کی یاد کرو جیسا اُس نے سکھایا جو تم نہ جانتے تھے،، رجال یعنی قیام اور راجل یعنی قائم ہے

تفسیر: یہ آیت کریمہ سورۂ نسار کی آیت کے بعد نازل ہوئی جس میں نماز خوف کی تعلیم دی ہے اور اس جگہ سخت خوف ہے اور نماز با جماعت نہیں۔ یعنی ہر طرح جو بھی طریقہ میسر ہو نماز پڑھو! خندق کے روز سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اس آیت کے نزول سے قبل تھی۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ قرآنی ترتیب کے لحاظ سے بعض کلمات جو آیات میں واقع ہیں جس ترتیب سے اپنے شیوخ سے بتدریج سُنے تفسیر کرتے ہیں۔ امام نے رجال کی تفسیر قیاماً سے کی اور راجل کی قائم سے تفسیر کی اور مفرد کو ذکر نہیں کیا۔ جبکہ رجال راجل کی جمع ہے۔ جیسے قیام قائم کی جمع ہے۔ آیت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ جب شدید خوف ہو تو پیادہ یا سوار جیسے ممکن ہو نماز پڑھو اور تمہارا خوف زائل ہو جائے تو جیسے اللہ تعالیٰ نے تمہیں تعلیم دی ہے اللہ کا ذکر و! تم یہ نہیں جانتے تھے۔
اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایمان کی توفیق دی تو اللہ کا ذکر و شکر کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں جہاد کرو،

ابن جُبیر نے کہا: کُرْسِیُّہٗ ،،بمعنی عِلْمُہٗ ،، ہے یعنی آسمان اور زمین اللہ تعالیٰ کے علم میں داخل ہیں

۴۲۲۱ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا سُئِلَ عَنْ صَلٰوةِ الْخَوْفِ قَالَ يَتَقَدَّمُ الْإِمَامُ وَطَائِفَةٌ مِنَ النَّاسِ فَيُصَلِّي بِهِمُ الْإِمَامُ رَكْعَةً وَتَكُونُ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْعَدُوِّ لَمْ يُصَلُّوا فَإِذَا صَلَّى الَّذِينَ مَعَهُ رَكْعَةً اِسْتَأْخَرُوا مَكَانَ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا وَلَا يُسَلِّمُونَ وَيَتَقَدَّمُ الَّذِينَ لَمْ يُصَلُّوا فَيُصَلُّونَ مَعَهُ رَكْعَةً ثُمَّ يَنْصَرِفُ الْإِمَامُ وَقَدْ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَيَقُومُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ فَيُصَلُّونَ

کہا جاتا ہے: بَسْطَةٌ نِيَادَةٌ وَفَضْلًا، یعنی بسطہ بمعنی زیادہ اور افضل ہے۔ أَفْرِغْ، بمعنی أَنْزِلْ، وَلَا يَؤُدُهُ بمعنی لَا يُثْقِلُهُ ہے۔ اس پر بوجھ نہیں آدَنِي بمعنی أَثْقَلَنِي ہے اور آدْ اور أَيْدٌ بمعنی قوت ہے۔ اَلسِّنَةُ، بمعنی نُعاس ہے یعنی اونگھ، يَتَسَنَّهْ بمعنی يَتَغَيَّرْ ہے۔ یعنی متغیر نہیں۔ فَبُهِتَ ذَهَبَتْ حُجَّتُهُ، یعنی اس کی حجت اور دلیل زائل ہوگئی۔ خَاوِيَةٌ بمعنی لَا أَنِيسَ فِيهَا، یعنی اس میں کوئی ہمدرد نہیں۔ عُرُوشُهَا بمعنی أَبْنِيَتُهَا، یعنی اس کی بنیادیں۔ نُنْشِزُهَا، بمعنی نُخْرِجُهَا یعنی اُس کو اُٹھاتے ہیں۔ إِعْصَارٌ، بمعنی رِيحٌ عَاصِفٌ تَهُبُّ مِنَ الْأَرْضِ إِلَى السَّمَاءِ، یعنی سخت تیز ہوا جو زمین سے آسمان کی طرف جاتی ہے۔ كَعَمُودٍ فِيهِ نَارٌ، ستون کی طرح جس میں آگ ہے۔ ابن عباس نے کہا صَلْدًا بمعنی لَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ یعنی اس پر کوئی شئ نہیں۔ عکرمہ نے کہا وَابِلٌ بمعنی مَطَرٌ شَدِيدٌ، ہے یعنی سخت بارش۔ اَلطَّلُّ، بمعنی النَّدِيُّ، یعنی اوس وَهٰذَا مَثَلُ الْمُؤْمِنِ، یہ طل مومن کے عمل کی تشبیہ ہے یعنی جو کچھ عکرمہ نے ذکر کیا ہے۔ مومن کے عمل کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ کے حضور زیادہ ہوتا رہتا ہے جبکہ اس میں اخلاص ہو اور اگر اس میں ریاکاری آجائے تو تباہ و برباد ہوجاتا ہے۔

۴۲۲۱ ـ ترجمہ: نافع سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے جب صلوۃ خوف کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ امام اور لوگوں کا ایک گروہ آگے بڑھے ان کو امام ایک رکعت پڑھائے اُن میں سے دوسرا گروہ ان کے اور دشمن کے درمیان کھڑا رہے اور نماز نہ پڑھے اور جو لوگ امام کے ساتھ ہوں جب وہ ایک رکعت پڑھ لیں وہ ان لوگوں کی جگہ چلے جائیں جنہوں نے نماز نہیں پڑھی اور یہ سلام نہ پھیریں اور جنہوں نے نماز نہیں پڑھی وہ آگے آجائیں وہ امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھیں پھر امام سلام پھیر دے کیونکہ وہ دو رکعتیں پڑھ چکا ہے۔ پھر دونوں گروہوں میں سے ہر ایک گروہ کھڑا ہو اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد ایک

لِاَنفُسِہِم رَکعَۃً بَعدَ اَن یَنصَرِفَ الاِمَامُ فَیَکُونُ کُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الطَّائِفَتَینِ قَد صَلّٰی رَکعَتَینِ فَاِن کَانَ خَوفٌ ھُوَ اَشَدُّ مِن ذٰلِکَ صَلُّوا رِجَالًا قِیَامًا عَلٰی اَقدَامِھِم اَو رُکبَانًا مُستَقبِلِی القِبلَۃِ اَو غَیرَ مُستَقبِلِیھَا قَالَ مَالِکٌ قَالَ نَافِعٌ لَا اُرٰی عَبدَ اللّٰہِ بنَ عُمَرَ ذَکَرَ ذٰلِکَ اِلَّا عَن رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ

بَابُ قَولِہٖ وَالَّذِینَ یُتَوَفَّونَ مِنکُم وَیَذَرُونَ اَزوَاجًا

۴۲۲۲ — حَدَّثَنَا عَبدُ اللّٰہِ بنُ اَبِی الاَسوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَیدُ بنُ الاَسوَدِ وَیَزِیدُ بنُ زُرَیعٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبِیبُ بنُ الشَّھِیدِ عَنِ ابنِ اَبِی مُلَیکَۃَ قَالَ قَالَ ابنُ الزُّبَیرِ قُلتُ لِعُثمٰنَ ھٰذِہِ الاٰیَۃُ الَّتِی فِی البَقَرَۃِ وَالَّذِینَ یُتَوَفَّونَ مِنکُم وَیَذَرُونَ اَزوَاجًا اِلٰی قَولِہٖ غَیرَ اِخرَاجٍ قَد نَسَخَتھَا الاُخرٰی فَلِمَ تَکتُبُھَا قَالَ تَدَعُھَا یَا ابنَ اَخِی لَا اُغَیِّرُ شَیئًا مِنہُ مِن مَکَانِہٖ قَالَ حُمَیدٌ اَو نَحوَ ھٰذَا

ایک رکعت پڑھیں پس اس طرح دونوں گروہوں میں سے ہر ایک گروہ کی دو، دو رکعتیں پوری ہو جاتی ہیں۔ اگر خوف اس سے زیادہ ہو جائے تو وہ کھڑے ہو کر پیادے اور سوار نماز پڑھیں قبلہ کی طرف منہ کریں یا نہ کریں۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا نافع نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اسی نماز کی یہ کیفیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے روایت کی ہے۔

(علامہ قسطلانی نے کہا نمازِ خوف کی اس کیفیت کو حنفیہ نے اختیار کیا ہے حدیث ۹۰۱ – ۹۰۲ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور تم میں جو مریں اور بیبیاں چھوڑ جائیں وہ اپنی عورتوں کے لئے وصیت کر جائیں

۴۲۲۲ — ترجمہ: ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبداللہ بن زبیر نے کہا میں نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا اس آیت کو جو سورۂ بقرہ میں ہے: وَالَّذِینَ یُتَوَفَّونَ مِنکُم وَیَذَرُونَ اَزوَاجًا، غَیرَ اِخرَاجٍ

بَابُ قَوْلِهٖ وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى

۴۲۲۳ ـ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ وَسَعِيْدٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْنُ اَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنْ اِبْرَاهِيْمَ اِذْ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ فَصُرْهُنَّ قَطِّعْهُنَّ

تک دوسری آئت نے منسوخ کر دیا ہے۔ آپ نے اسے کیوں لکھا ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اے میرے بھتیجے میں اس کو ثابت رکھوں گا اور قرآن کریم کی کسی آئت کو اپنی جگہ سے تبدیل نہیں کروں گا۔ حُمیدؒ نے کہا یا اس طرح کچھ کہا تھا۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور جب عرض کی ابراہیم نے اے رب میرے مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا فَصُرْهُنَّ بمعنی قَطِّعْهُنَّ ہے"

تفسیر: حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ ارادہ کیا تھا کہ بدیہی علم سے نظری علم حاصل کریں کیونکہ ادلّہ کے استحکام سے دل مطمئن ہوتے ہیں اور بصیرت میں اضافہ ہوتا ہے اور یقین بڑھتا ہے۔ نیز جب نمرود سے کہا میرا رب زندہ کرتا اور مارتا ہے تو یہ خیال فرمایا کہ علم الیقین سے عین الیقین تک ارتقاء فرمائیں اور اس کا مشاہدہ کریں اس لئے عرض کیا اے رب میرے مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا! قولہ فَصُرْهُنَّ سے "فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ" کی طرف اشارہ کیا ہے قَطِّعْهُنَّ سے اس کی تفسیر کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی چار پرندے لو اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے کرو۔ یہ ابن عباس اور عکرمہ کی تفسیر ہے۔ عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ "ان کو مضبوط باندھ لو جب مضبوط باندھا تو ان کو ذبح کیا۔ کہا گیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ ان کو اپنے پاس ملالیں۔ ابن عباس نے فَصِرَّهُنَّ کا صاد مضموم و مکسور اور راء کو مشدد پڑھا ہے صَرَّ يَصِرُّ سے ہے یعنی جمع کیا

ترجمہ ۴۲۲۳ ـ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم ابراہیم کی نسبت شک کے زیادہ لائق ہیں جبکہ

بَابُ قَوْلِهٖ اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ اِلٰى قَوْلِهٖ تَتَفَكَّرُوْنَ

۴۲۲۴ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِيْ مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَالَ ح وَسَمِعْتُ اَخَاهُ اَبَا بَكْرِ بْنَ اَبِيْ مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ قَالَ عُمَرُ يَوْمًا لِاَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَ تَرَوْنَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ قَالُوْا اللّٰهُ اَعْلَمُ فَغَضِبَ عُمَرُ فَقَالَ قُوْلُوْا نَعْلَمُ اَوْ لَا نَعْلَمُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْ نَفْسِيْ مِنْهَا شَيْءٌ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَ عُمَرُ يَا ابْنَ اَخِيْ قُلْ وَلَا تَحْقِرْ نَفْسَكَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ضُرِبَتْ مَثَلًا لِعَمَلٍ قَالَ عُمَرُ اَيُّ عَمَلٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِعَمَلٍ قَالَ عُمَرُ لِرَجُلٍ غَنِيٍّ يَعْمَلُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ بَعَثَ اللّٰهُ لَهُ الشَّيْطَانَ فَعَمِلَ بِالْمَعَاصِيْ حَتّٰى اَغْرَقَ اَعْمَالَهٗ

اُنھوں نے کہا اے میرے رب مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تمہیں یقین نہیں ہے عرض کیا کیوں نہیں (مجھے یقین ہے) میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آ جائے"۔

(اس حدیث کی پوری شرح حدیث ۳۱۵۶ کے تحت دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کیا تم میں کوئی اسے پسند رکھے گا کہ اس کے پاس ایک باغ ہو کھجوروں اور انگوروں کا

جس کے نیچے ندیاں بہتیں اس کے لئے اس میں سے ہر قسم کے پھلوں سے ہے اور اسے بڑھاپا آیا اور اس کے ناتواں بچے ہیں تو آیا اس پر ایک بگولا جس میں آگ تھی تو جل گیا ایسا ہی بیان کرتا ہے اللہ تم سے اپنی آیتیں کہ کہیں تم دھیان لگاؤ!"

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ لَا یَسْأَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا یُقَالُ اَلْحَفَ عَلَیَّ وَاَلَحَّ عَلَیَّ وَاَحْفَلَنِیْ بِالْمَسْاَلَةِ فَیُحْفِکُمْ یُجْهِدْکُمْ

۴۲۲۴ — ترجمہ : عُبَید بن عُمیر سے روائت ہے کہ ایک دن عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے فرمایا تم اس آئت کریمہ کا شانِ نزول کیا جانتے ہو؟ اَیَوَدُّ اَحَدُکُمْ الآیة انہوں نے کہا اللہ زیادہ جانتا ہے۔ عمر فاروق غصہ سے بھر گئے اور کہا یوں کہو ہم جانتے ہیں یا کہو ہم نہیں جانتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اے امیر المؤمنین! اس کے متعلق میرے دل میں خیال آیا ہے۔ عمر فاروق نے فرمایا اے میرے بھتیجے کہو (کیا جانتے ہو) اور اپنے آپ کو حقیر خیال نہ کرو۔ ابن عباس نے کہا یہ عمل کی مثال بیان کی گئی ہے۔ عمر فاروق نے کونسا عمل؟ ابن عباس نے کہا بس عمل کی۔ پھر عمر فاروق نے خود فرمایا یہ ایک امیر آدمی کی مثال ہے جو اللہ کی طاعت میں عمل کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کے پاس شیطان بھیجتا ہے۔ تو وہ بُرے عمل کرنے لگتا ہے حتی کہ اس کے سارے نیک اعمال تباہ کر دیتا ہے۔

۴۲۲۴ — شرح : اس حدیث سے مُعتزلہ نے استدلال کیا کہ کبائر کے ارتکاب سے اعمال صالحہ باطل ہو جاتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ معتزلہ کا استدلال اس وقت تام ہے جبکہ عمل معاصی سے مراد کبائر ہوں اور اعمال صالحہ سے وہ اعمال مراد ہوں جو گناہ کے ارتکاب سے پہلے کئے ہوں اور اعزاق بمعنی حبط ہو، لیکن حدیث اس معنی میں منصوص نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ مراد کفر اور اعمال کا فران مراد ہو اور کفر بالاتفاق اعمال صالحہ کو تباہ کر دیتا ہے۔ اگر تسلیم بھی کر لیں تو ہم کہتے ہیں اعزاقِ اعمال کا معنی اعمال صالحہ کی توفیق نہ پانا ہے یا مراد یہ ہے کہ معاصی اور کبائر کے ارتکاب اور شیطان کے تسلُّط کے سبب کبائر میں منہمک ہو جانے کی نحوست سے اعمال صالحہ کم ہونے لگتے ہیں، چنانچہ بکثرت دیکھنے میں آیا ہے کہ معاصی کے مرتکب لوگوں کا یہی حال ہے کہ ان پر شیطان کے تسلط سے ان میں نیک عمل کا فقدان پایا جاتا ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد!
لوگوں سے سوال نہیں کرتے
کہ گڑگڑانا پڑے!"

۴۲۲۵ — حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي شَرِيكُ بْنُ أَبِي نَمِرٍ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِي عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيَّ قَالَا سَمِعْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْمِسْكِينُ الَّذِي تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلَا اللُّقْمَةُ وَلَا اللُّقْمَتَانِ إِنَّمَا الْمِسْكِينُ الَّذِي يَتَعَفَّفُ وَاقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ يَعْنِي قَوْلَهُ لَا يَسْأَلُونَ النَّاسَ إِلْحَافًا

کہا جاتا ہے اَلْحَفَ عَلَیَّ وَاَلَحَّ عَلَیَّ وَاَحْفَانِی بِالْمَسْئَلَةِ "یعنی مجھ سے گڑگڑا کر سوال کیا یہ تینوں افعال ہم معنیٰ ہیں اور سورۂ مائدہ میں "فَیُحْفِکُمْ بمعنی یُجْهِدُ" ہے سوال میں مبالغہ اور کوشش کرتا ہے۔

تفسیر: یہ آئت کریمہ فقراء مہاجرین جن کو اہل صفہ کہتے ہیں کی شان میں نازل ہوئی یہ چار سو افراد تھے جو مسجد کے صُفّہ میں رہا کرتے تھے۔ ان کا گھر بار نہ تھا۔ وہ شب و روز عبادت، طاعت، حفظ قرآن اور ضبطِ احادیث میں مشغول رہتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی انہی لوگوں میں سے تھے۔ اُن کا کہنا ہے میں ایک دن بھوک کے باعث زمین پر بیہوش پڑا تھا اور لوگ میرے پاس سے گزرتے اور مجھے دیوانہ سمجھ کر مجھ پر پاؤں رکھ کر گزر جاتے تھے۔ میں دیوانہ نہ تھا صرف بھوک کی شدّت کے سبب بے تاب تھا اور چلنے پھرنے سے مجبور تھا اور زمین پر لیٹ جاتا تھا۔

۴۲۲۵ — ترجمہ: شریک بن ابی نمر نے بیان کیا کہ عطاء بن یسار اور عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ انصاری نے کہا ہم نے ابوہریرہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین وہ نہیں جس کو ایک اور دو کھجور اور لقمہ اور دو لقمے در بدر پھرائیں (جو ایک دو لقموں کے لئے در بدر پھرتا ہے) مسکین وہ شخص ہے جو مانگنے سے احتیاط کرے اگر چاہتے ہو تو یہ آئت کریمہ پڑھو "لَا یَسْأَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا"

۴۲۲۵ — شرح: شیخ دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تیسیر القاری میں ذکر کیا کہ اس حدیث میں مطلق سوال کی نفی ہے اور آئت کریمہ میں سوال کے مبالغہ کی نفی ہے۔ ابوکبشہ نے کہا یہ اس وقت ہے جبکہ دونوں میں ملازمہ ہو اور ایک کی نفی سے دوسرے کی نفی ہو جاتی ہو لیکن یہاں ایسا نہیں ہے

بَابُ قَوْلِ اللهِ وَاَحَلَّ اللهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا الْمَسُّ الْجُنُوْنُ

۴۲۲۶ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتِ الْاٰيَاتُ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِى الرِّبٰوا وَقَرَأَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِى الْخَمْرِ

بَابُ قَوْلِهٖ يَمْحَقُ اللهُ الرِّبٰوا قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللهِ يُذْهِبُهٗ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ نے بیع حلال کی اور سود کو حرام کیا"

تفسیر : اس آیت کریمہ میں کافروں کے اعتقاد کا رد ہے وہ کہتے تھے۔ انما البیع مثل الربٰو بیع اور سود ایک ہی ہیں اور مس سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا: "یتخبطہ الشیطان من المس" پھر مس کی تفسیر جنون سے کی۔ یعنی جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے۔ وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو۔ یہ اس لئے کہ ان لوگوں نے کہا کہ بیع بھی تو سود ہی کے مانند ہے اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود

۴۲۲۶ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب سورۂ بقرہ کی آخری آیات نازل ہوئیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف اور مسجد شریف ان آیات کی تلاوت کی اور شراب کی تجارت کو حرام فرمایا"

(تفہیم البخاری حصہ سوم میں ملاحظہ فرمائیں اور حدیث ۴۲۸ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور ہلاک کرتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے خیرات کو"

۴۲۲۷ — حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمٰنَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الضُّحٰى يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ لَمَّا اُنْزِلَتِ الْاٰيَاتُ الْاَوَاخِرُ مِنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَاهُنَّ عَلَيْهِمْ فِى الْمَسْجِدِ فَحَرَّمَ التِّجَارَةَ فِى الْخَمْرِ

بَابُ قَوْلِهٖ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاعْلَمُوْا ؎

۴۲۲۷ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب سورۂ بقرہ کی آخری آیات نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باھر تشریف لائے اور مسجد شریف میں ان آیات کی تلاوت کی اور شراب کی تجارت کو حرام فرمایا۔

باب ؎ — اللہ تعالیٰ ؎ کا ارشاد اگر تم نے نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کا یقین کر لو!

یہ باب اس آئت کریمہ کے بارے میں ہے۔ اس سے پہلے یہ ہے : فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ " ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ مد فَاْذَنُوْا "بمعنی فَاعْلَمُوْا "، اذن سے مشتق ہے چنانچہ کہا جاتا ہے۔ اَذِنَ بِالشَّیْءِ اِذَا عَلِمَ بِهَا "، جب کسی شئ کا علم آئے تو کہتے ہیں اَذِنَ بِالشَّیْءِ "، ایک قراءت میں فَآذِنُوْا "مد کے ساتھ بمعنی فَاعْلَمُوْا بِهَا غَيْرَكُمْ "، اَذَنُ "بمعنی استماع سے مشتق ہے یعنی سُن لو! سعید بن جُبیر سے روائت ہے قیامت کے دن سود خوروں سے کہا جائے گا اپنے ہتھیار پکڑ لو یہ سخت تہدید و وعید ہے۔ ابن ابی حاتم نے اپنے اسناد کے ساتھ حسن بصری اور ابن سیرین سے روائت کی کہ سود خوروں کو اللہ کی طرف سے حرب کی تہدید واقع ہوئی ہے۔ اگر امام عادل ہو تو سود خوروں سے توبہ کرا لے کہ آئندہ یہ کام نہ کریں اگر توبہ کریں تو بہتر ورنہ ان کو قتل کر دے۔ (تیسیر القاری وعینی)

۴۲۲۸۔ حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ اَبِی الضُّحٰی عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتِ الْاٰیَاتُ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ قَرَأَهُنَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَیْهِمْ فِی الْمَسْجِدِ وَحَرَّمَ التِّجَارَةَ فِی الْخَمْرِ

بَابُ قَوْلِهٖ وَاِنْ كَانَ ذُوْعُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ اِلٰی مَیْسَرَةٍ وَاَنْ تَصَدَّقُوْا خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

۴۲۲۸۔ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب سورۂ بقرہ کی آخری آیات نازل ہوئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسجد میں پڑھا اور شراب کی تجارت حرام کر دی (حدیث ۴۴۸ کی شرح دیکھیں)

باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اگر قرضدار تنگی والا ہے تو اسے مہلت دو آسانی تک"

اور قرض اس پر بالکل چھوڑ دینا تمہارے لئے اور بھلا ہے۔ اگر جانو"

اس آیت کریمہ کو سود کے باب میں اس لئے ذکر کیا کہ اس کا سود سے تعلق ہے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ معمولی مناسبت سے بھی بعض الفاظ کی تفسیر کر دیتے ہیں۔ واحدی نے نقل کیا کہ بنی عمرو نے بنی مغیرہ سے کہا کہ اصل مال لاؤ! انھوں نے جواب دیا آج کل ہم تنگ دست ہیں ہمیں مہلت دو حتی کہ ہماری کھجوریں پک جائیں انہوں نے مہلت نہ دی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ابن عباس اور قاضی شریح نے کہا سودی کاروبار میں تاخیر ضروری ہے۔ علماء نے کہا یہ آیت کریمہ جاہلیت کے معمول کی ناسخ ہے جاہلیت میں یہ طریقہ تھا کہ جس شخص پر قرض ہو اور وہ ادا نہ کر سکے تو اس کو فروخت کر دیتے تھے اگرچہ وہ آزاد ہوتا۔ کہا جاتا ہے کہ ابتدائے اسلام میں بھی ایسا کرتے تھے پھر منسوخ ہو گیا لیث بن سعد نے کہا مقروض کو اجیر بنا دیا جائے اور اس کی اجرت سے قرض وصول کر لیا جائے زہری اور عمر بن عبدالعزیز بھی اسی طرح کہتے تھے۔

وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا أُنْزِلَتِ الْآيَاتُ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَهُنَّ عَلَيْنَا ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ

بَابُ قَوْلِهِ وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللّٰهِ

۴۲۳۰ ـ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اٰخِرُ اٰيَةٍ نَزَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰيَةُ الرِّبٰوا

۴۲۲۹ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب سورۂ بقرہ کی آخری آیات نازل ہوئیں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور ہم پر یہ آیات پڑھیں پھر شراب کی تجارت حرام کردی۔

باب ـ اس دن سے ڈرو جس دن اللہ کی طرف پھروگے ،، (قیامت یا موت کا دن)

۴۲۳۰ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ آخری آئت کریمہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی وہ آئت ربٰو ہے

۴۲۳۰ ـــ شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت اس طرح ہے کہ آئت ربٰو میں جو تحذیر و تہدید واقع ہے وہ سود خور کو بھی شامل ہے۔ اس لئے جب یہ آئت نازل ہوئی تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس آئت کو آئت ربوا اور آئت دین کے درمیان رکھو آئت دین کا عطف آئت ربٰو ہے اور اس کے ساتھ مربوط ہے ۔ قرآن کریم کی آیات میں سے کون سی آئت آخر میں نازل ہوئی ۔ اس میں مختلف اقوال ہیں۔ ضحاک نے کہا ایک روائت کے مطابق ابن عباس سے بھی یہی منقول ہے ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہا سے دونوں روایات میں تطبیق اس طرح ہے کہ ربٰو کے بارے میں سب سے آخر میں یہ آئت نازل ہوئی ۔ بعض علماء نے کہا سب سے آخر "وَيَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ ،، نازل ہوئی ۔ ابی بن کعب نے کہا سب سے آخر لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ نازل ہوئی۔ ان اقوال میں تطابق اس طرح ہے ہر ایک نے اپنی دانست کے مطابق خبر دی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

۴۲۳۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا النُّفَیْلِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْكِیْنٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ مَرْوَانَ الْاَصْفَرِ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ عُمَرَ اَنَّهَا قَدْ نُسِخَتْ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْۤ اَنْفُسِكُمْ الْاٰیَةَ

مواہب میں سب سے آخر میں آیت یَسْتَفْتُوْنَكَ نازل ہوئی اور احکام میں آیت ربوٰ آخر میں نازل ہوئی۔

باب اور اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے جی میں ہے یا چھپاؤ اللہ تم سے اس کا حساب لے گا

تو جسے چاہے گا بخشے گا اور جسے چاہے، سزا دے گا اور اللہ ہر شئی پر قادر ہے،،

تفسیر: یہ آیت کریمہ کتمانِ شہادت (گواہی چھپانا) کے بارے میں نازل ہوئی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں ایسے اعمال کی تکلیف دی گئی ہے جو ہماری طاقت میں ہیں اور وہ نماز، روزے، جہاد اور صدقات ہیں اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے ہم میں اس کی طاقت نہیں کیونکہ خواطرِ قلوب ہمارے بس میں نہیں بلکہ تم یہ کہو ہم نے سنا اور اطاعت کی ہم تیری مغفرت چاہتے ہیں اور ہم نے تیری طرف پھر کر آنا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا،، اللہ ہر جان کو اس کی طاقت کے مطابق تکلیف دیتا ہے۔ اس آیت کریمہ نے مذکورہ آیت کو منسوخ کر دیا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت سے ان کے خیالات سے درگزر کیا ہے جب تک ان خیالات پر عمل نہ کریں یا انہیں زبان پر نہ لائیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آیت منسوخ نہیں کیونکہ یہ خبر ہے اور اخبار ناسخ و منسوخ نہیں ہوتیں لیکن تحقیق یہ ہے کہ اخبار بیشتر احکام کو متضمن ہوتی ہیں۔ لہٰذا وہ ناسخ و منسوخ ہو سکتی ہیں اور جو محض خبر ہو اور حکم کو متضمن نہ ہو جیسے بعض اخبار پہلی امتوں کے اطوار و افعال کی حکایت کرتی ہیں۔ وہ ناسخ و منسوخ نہیں ہوتیں۔ ابن ابی حازم کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اپنے بندوں کو جمع کرے گا اور ان سے فرمائے گا میں تمہیں ایسی چیز کی خبر دیتا ہوں جو تم نے کی ہے اس پر فرشتے مطلع نہیں اور انہوں نے اعمالنا

بَابُ قَوْلِهِ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِصْرًا عَهْدًا وَيُقَالُ غُفْرَانَكَ مَغْفِرَتَكَ فَاغْفِرْ لَنَا

میں داخل نہیں کی وہ تمہارے خیالات ہیں پھر مومنوں کو خبر دے گا اور انہیں بخشے گا اور گنہ گاروں کو ان کی تکذیب کے سبب پکڑے گا اور عذاب دے گا : يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ کا یہی معنی ہے۔

۴۲۳۱ ترجمہ : مروان اصغر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روائت کی اور وہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ انھوں نے کہا یہ آئت کریمہ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ الخ منسوخ ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ،، نے اس کو منسوخ کر دیا ہے (کیونکہ یہ خبر ہے جو حکم کو متضمن ہے کما مر)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! رسُول ایمان لایا اس پر جو اُس کے رب کے پاس سے اُس پر اُترا ،،

ابن عباس نے کہا اِصْرًا بمعنی عہد ہے کہا جاتا ہے۔ غُفْرَانَكَ اور مَغْفِرَتَكَ کے ایک ہی معنی ہیں یعنی مغفرت ،،

تفسیر : اس باب میں اس آئت کریمہ کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دی اور فرمایا رسُول پر جو نازل ہُوا وہ اس پر ایمان لائے اور اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِاللّٰهِ آہ اس لئے نہیں فرمایا کہ رسُول کے حق میں کفر ممتنع اور محال ہے اور دیگر مومنوں کے حق میں محال نہیں اور كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ ،، سب سے خبر دی دراصل عبارت یہ ہے : وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلُّهُمْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ الخ لَا نُفَرِّقُ ،، یعنی ہم سب رسُولوں پر ایمان لائے یہودیوں کی طرح نہیں کہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور عیسیٰ سے کفر کیا یا نصاریٰ کی طرح کہ عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور موسیٰ علیہ السلام سے کفر کیا اسی طرح یہودیوں نے کہا کہ جبرائیل ہمارا دشمن ہے اور میکائیل اچھا ہے بلکہ ہم کسی امتیاز کے بغیر سب پر ایمان لائے : غُفْرَانَكَ ،، یعنی تیری بخشش چاہتے ہیں تیرے ساتھ کفر نہیں کرتے۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا آہ نفس کا اطلاق فرشتہ، جن اور انسان پر ہوتا ہے۔ وُسْعَهَا ،، سے مراد جو انسان کی وسعت میں ہو اس کی طاقت سے باہر نہ ہو عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا الخ وہ یہودی

۴۲۳۲ ـ حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّآءِ عَنْ مَرْوَانَ الْاَصْفَرِ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَحْسِبُہُ ابْنَ عُمَرَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْہُ قَالَ نَسَخَتْھَا الْاٰیَۃُ الَّتِیْ بَعْدَھَا سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرَانَ

ہیں کہ اُن پر سخت ترین احکام نازل ہوئے تھے جو اُن پر بہت شاق تھے ؛ چنانچہ ایک دن میں پچاس نمازیں ادا کرنا۔ مال کا چوتھا حصہ زکواۃ دینا، کپڑے پر نجاست لگ جائے تو اتنا کاٹ ڈالنا اگر کوئی چھپ چھپا کر گناہ کرتا تو صبح اس کے دروازے پر لکھا ہوتا۔ اس قسم کے اثقال و اغلال ان پر واجب تھے۔ وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَۃَ لَنَا آہ یعنی ہم پر وہ عائد نہ کر جو ہماری طاقت سے باہر ہیں۔ اس میں سات اقوال ہیں ع۱ جو اعمال شاقہ ہوں اور طاقت سے باہر ہوں ع۲ عذاب ع۳ خیالات اور وسوسے ع۴ غُلمہ یعنی شہوت کا غلبہ کیونکہ یہ بسا اوقات جہنم کی طرف لے جاتا ہے ع۵ محبت،، ایک دفعہ ذوالنون مصری نے محبت میں کلام کیا تو ان کی مجلس وعظ میں گیارہ آدمی فوت ہو گئے،، ع۶ شماتۃِ اعداد،، یعنی دشمنوں کا خوش ہونا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا : لَا تُشْمِتْ بِیَ الْاَعْدَآءَ،، میرے دشمنوں کو خوش نہ کر ع۷ فرقت اور قطع رحمی۔ وَاعْفُ عَنَّا،، ہم سے درگزر کر اور ہمارے عیبوں پر پردہ ڈال اور ہمیں گناہوں کی توفیق نہ دے تو ہمارا ناصر ہے جو لوگ تیرے دین کے منکر ہیں اور تیری توحید کے معتقد نہیں اور تیرا شریک بناتے ہیں ان پر ہماری مدد کر۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اِصْرًا کی تفسیر عہد یعنی میثاق سے کی ہے جو ہماری طاقت سے باہر ہے۔ زمخشری نے ،، اِصْر،، کی تفسیر بھاری گٹھے کی ہے جو اٹھائی نہ جا سکے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روائت بھی ہے۔ لَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا یعنی ہم کو بندر اور خنزیر مسخ نہ کر یا وہ گناہ جس سے توبہ نصیب نہ ہو اور نہ اس کا کفارہ ہو سکے۔

۴۲۳۲ — ترجمہ : خالد حذاء نے مروان اصفر سے انہوں نے ایک شخص سے روائت کی جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں میرا خیال ہے کہ وہ عبداللہ بن عمر ہیں رضی اللہ عنہما۔ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْہُ،، کے متعلق کہا کہ اس کے بعد والی آئت نے اس کو منسوخ کر دیا ہے!

سُورۂ اٰلِ عمران

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تُقَاةً وَتَقِيَّةً وَاحِدَةٌ صِرٌّ بَرْدٌ شَفَا حُفْرَةٍ مِثْلُ شَفَا الرَّكِيَّةِ وَهُوَ حَرْفُهَا تُبَوِّئُ تَتَّخِذُ مُعَسْكَرًا وَالْمُسَوَّمُ الَّذِي لَهُ سِيمَاءٌ بِعَلَامَةٍ أَوْ بِصُوفَةٍ أَوْ مَا كَانَ رِبِّيُّونَ الْجَمِيعُ وَالْوَاحِدُ رِبِّيٌّ تَحُسُّونَهُمْ تَسْتَأْصِلُونَهُمْ قَتْلًا غُزًّا وَاحِدُهَا غَازٍ سَنَكْتُبُ سَنَحْفَظُ نُزُلًا ثَوَابًا وَيَجُوزُ وَمُنْزَلٌ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ كَقَوْلِكَ أَنْزَلْتُهُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَالْخَيْلُ الْمُسَوَّمَةُ الْمُطَهَّمَةُ الْحِسَانُ وَقَالَ ابْنُ جُبَيْرٍ وَحَصُورًا لَا يَأْتِي النِّسَاءَ وَقَالَ عِكْرِمَةُ مِنْ فَوْرِهِمْ مِنْ غَضَبِهِمْ يَوْمَ بَدْرٍ وَقَالَ مُجَاهِدٌ يُخْرِجُ الْحَيَّ النُّطْفَةُ تَخْرُجُ مَيِّتَةً وَيُخْرِجُ مِنْهَا الْحَيَّ الْإِبْكَارُ أَوَّلُ الْفَجْرِ وَالْعَشِيُّ مَيْلُ الشَّمْسِ أُرَاهُ إِلَى أَنْ تَغْرُبَ

تُقَاةٌ وَتَقِيَّةٌ وَاحِدٌ اس سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا:

لَا يَتَّخِذُ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَالِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً	مومن کافروں کو اپنا دوست نہ بنا لیں مسلمانوں کے سوا اور جو ایسا کرے گا اسے اللہ سے کچھ علاقہ نہ رہا مگر یہ کہ تم اُن سے کچھ ڈرو!

پھر تُقَاة کی تفسیر تقیۃ سے کی اور کہا یہ دونوں ایک ہی شئ ہیں اور یہ دونوں مصدر ہم معنی ہیں۔ کہا جاتا ہے تقی یتقی تاء کا اصل واو ہے وقایۃ سے ہے چونکہ اس میں تا بکثرت مستعمل ہے اس لئے وہم ہوتا ہے کہ تا اصل کلمہ میں داخل ہے۔

قولہ صِرٌّ بَرْدٌ الخ اس سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا: مَثَلُ مَا يُنْفِقُونَ فِي هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيحٍ فِيهَا صِرٌّ أَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوا» کہاوت اس کی جو اس دُنیا کی زندگی میں خرچ کرتے ہیں اس ہوا کی سی ہے جس میں پالا ہو وہ ایک ایسی قوم کی کھیتی پہ پڑی جو اپنا ہی بُرا کرتے تھے۔ پھر صِرٌّ کی بَرْدٌ سے تفسیر کی اس کا معنیٰ ہے سخت سرد ہوا۔ اسی طرح صَرْصَر کا معنی بھی ٹھنڈی ہوا ہے۔

قولہ شَفَا حُفْرَةٍ الخ اس سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا

وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا	تم ایک غار دوزخ کے کنارے پر تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا دیا۔

پھر اس کی شفا الرکیۃ سے تفسیر کی اور وہ کنوئیں کا منڈیر ہے۔ زمخشری نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ تم کفر کے باعث دوزخ کی آگ میں واقع ہونے کے لئے کنارے پر کھڑے تھے تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام کی توفیق دے کر اس سے بچا لیا۔

قولہ تبوئ الخ اس سے آئت کی طرف اشارہ کیا۔

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ لِلْقِتَالِ	اور یاد کرو اے محبوب جب تم صبح کو اپنے دولت خانہ سے باہر تشریف لائے مسلمانوں کو لڑائی کے مورچے پر قائم کرتے۔

پھر تتخذ معسکرا ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی لشکرگاہ بنا رہے تھے ،، قولہ المسوم الذی لہ سیماء لعلامۃ او بصوفۃ او بما کان ،، سے اس آئت کریمہ کی طرف اشارہ کیا۔

يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ آلَافٍ مِنَ الْمَلَائِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ،،	تمہارا پروردگار پانچ ہزار فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا جو نشان والے ہیں ،،

پھر مسوم کی الذی لہ سیما الخ سے تفسیر کی۔ علامہ زمخشری نے کہا خیل مسومہ نشان والے گھوڑے سومہ کے معنی علامت ہیں یعنی تمہارا پروردگار تمہاری مدد پانچ ہزار فرشتوں سے کرے گا جو نشان والے ہیں اور خاص علامت کے سبب ممتاز ہیں کہ ان کے گھوڑوں کی گردنوں پر پشم باندھا ہوا ہے یا ان گھوڑوں کا خاص رنگ ہے۔ ایک روائت میں ہے کہ تمام گھوڑے ،، ابلق ،، تھے (مختلف رنگ والے) نیز دوسری آئت کریمہ میں ،، وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ ،، مذکور ہے اور مسوم وہ گھوڑا ہے جس کی خاص نشانی ہے اور وہ پیشانی اور پاؤں سفید ہوتے ہیں یا اس کی گردن پر پشم باندھا ہوتا ہے یا جو بھی علامت ہو۔

قولہ ربیون ،، اس سے اس آئت کریمہ کی طرف اشارہ کیا ہے

وَكَاَيِّنْ مِنْ نَبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ	اور کتنے ہی نبیوں نے جہاد کیا ان کے ساتھ بہت خدا والے تھے ،،

ربیون جمع ہے اور واحد ربی ہے۔ جمع اور واحد بمعنی ربیون ہے۔ ربی کی راء پر تینوں حرکات پڑھی جاتی ہیں۔ یعنی اللہ والے بہت لوگوں نے نبی کے ساتھ مل کر جہاد کیا۔ ابن عباس، مجاہد، عکرمہ، سعید بن جبیر، حسن، قتادہ، سدی، ربیع اور عطاء خراسانی نے کہا ربیون بمعنی جموع کثیرہ ہے یعنی بہت جماعتیں عبدالرزاق نے معمر کے ذریعہ حسن سے روائت کی کہ ربیون کثیر علماء ہیں۔ نیز صابر علماء جو ابرار اور اتقیاء بھی ربیون ہیں ،،

ابن جریر نے بعض بصری علماء نحو سے روائت کی ربیین وہ لوگ ہیں جو اسکی عبادت کرتے ہیں۔

قولہ تحسونھم سے اس آئت کی طرف اشارہ کیا ،، اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ،، پھر اس کی تستاصلونھم سے تفسیر کی یعنی تم ان کو تیزی سے قتل کرتے تھے۔ قولہ غزا آہ اس سے ؛ وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِی الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا ،، کی طرف اشارہ کیا اور غاز سے اس کی تفسیر کی یعنی غزی غاز کی جمع ہے۔ علامہ عینی نے کہا اس کو اہل تفسیر کی اصطلاح میں تفسیر نہیں کہا جاتا۔ غائت ما فی الباب یہ ہے کہ غزی غاز کی جمع ہے۔ غاز قاض کی طرح ہے یہ دراصل غازی تھا۔ اس میں قاض کا اعلال کیا گیا ،، قولہ سنکتب ما قالوا

اس سے لَقَدْ سَمِعَ اللّٰہُ قَوْلَ الَّذِیْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰہَ فَقِیْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِیَآءُ سَنَکْتُبُ مَا قَالُوْا ،، کی طرف اشارہ کیا پھر سَنَحْفَظُ سے سَنَکْتُبُ کی تفسیر کی یعنی جو وہ کہتے ہیں اس کو ہم فرشتوں کے دفاتر میں لکھ رہے ہیں ،، اور کتابت کی تفسیر حفظ کے ساتھ تفسیر باللازم ہے ۔کیونکہ کتابت حفظ کو مستلزم ہے ۔

قولہ نُزُلاً ،، لٰکِنِ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا رَبَّھُمْ لَھُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر نُزُلاً کی ثواب سے تفسیر کی مفسرین نے اس کی تفسیر ضیافت سے کی ہے ۔یعنی جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لئے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہیں ۔ہمیشہ ان میں رہیں اللہ کی طرف کی مہمانی اور جو اللہ کے پاس ہے وہ نیکوں کے لئے سب سے بھلا ہے

قولہ حَصُوْرًا سے اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکَ بِیَحْیٰی مُصَدِّقًا بِکَلِمَۃٍ مِّنَ اللّٰہِ وَسَیِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر حَصُوْرًا کی لَا یَاْتِی النِّسَاءَ سے تفسیر کی سعید بن جبیر نے کہا حصور کا معنیٰ ہے جو عورتوں کے پاس نہ جائے ۔ابوبکر ہذلی ،حسن بصری ،سعید بن جبیر ،عطاء اور ابو الشعثاء نے کہا سید وہ ہے جو اپنے غصہ پر غالب ہو اور حَصُوْر وہ ہے جو عورتوں سے جماع نہ کرے دراصل ،،حَصَر،، کا معنیٰ حبس اور منع ہے اور جو شخص عورتوں کے پاس نہ جائے وہ یا تو طبعی طور پر قادر نہ ہوگا ۔جبکہ وہ نامرد ہو یا وہ اپنے نفس سے مجاہدہ کرنے کے باعث عورتوں کے پاس نہ جائے گا یہاں دوسرا معنی مراد ہے پس آیت کریمہ کا معنیٰ یہ ہے :
بے شک اللہ آپ کو مژدہ دیتا ہے ۔یحییٰ کا جو اللہ کی طرف کے ایک کلمہ کی تصدیق کرے گا اور سردار اور ہمیشہ کے لئے عورتوں سے بچنے والا اور نبی ہمارے خاصوں میں سے ،،

قولہ قَالَ عِکْرِمَۃُ مِنْ فَوْرِھِمْ الخ اس سے ،، بَلٰٓی اِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا وَیَاْتُوْکُمْ مِّنْ فَوْرِھِمْ ھٰذَا ،، کی طرف اشارہ کیا پھر : مِنْ غَضَبِھِمْ یَوْمَ بَدْرٍ ،، سے اس کی تفسیر کی ۔یعنی ہاں کیوں نہیں اگر تم صبر اور تقویٰ کرو اور کافر اسی دم تم پر آپڑیں تو تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیجے گا ،، وَقَالَ مُجَاھِدٌ یُخْرِجُ الْحَیَّ آہ اس سے : وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ ،، کی طرف اشارہ کیا ہے ۔پھر اس کی تفسیر یہ کی کہ نطفہ اس حالت میں نکلتا ہے کہ وہ مردا ہے اور اس مرد سے زندہ نکلتا ہے ۔ابن کثیر نے اس کی تفسیر یہ کی ہے کہ دانہ کھیتی سے نکلتا ہے اور کھیتی دانہ سے نکلتی ہے ۔کھجور کا درخت گٹھلی سے اور گٹھلی کھجور کے درخت سے نکلتی ہے مومن کافر سے اور کافر مومن سے نکلتا ہے ۔مرغ انڈے اور انڈا مرغی سے نکلتا ہے ۔

قولہ اَلْاِبْکَارُ اَوَّلُ الْفَجْرِ آہ سے وَاذْکُرْ رَّبَّکَ کَثِیْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِیِّ وَالْاِبْکَارِ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر ابکار کی تفسیر اول فجر سے اور عشی کی تفسیر یہ کی کہ سورج مائل ہو جائے یہاں تک کہ وہ غروب ہو جائے زمخشری نے کہا سورج کے زائل ہونے سے غروب شمس تک عشی کا اطلاق ہوتا ہے اور طلوع فجر سے چاشت کے وقت تک ابکار کا اطلاق ہوتا ہے ۔

بَابٌ مِنْهُ اٰيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ اَلْحَلَالُ وَالْحَرَامُ وَاُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ يُصَدِّقُ بَعْضُهٗ بَعْضًا كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَمَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفَاسِقِيْنَ وَكَقَوْلِهٖ جَلَّ ذِكْرُهٗ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ وَكَقَوْلِهٖ وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى زَيْغٌ شَكٌّ اِبْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ الْمُشْتَبِهَاتِ وَالرَّاسِخُوْنَ يَعْلَمُوْنَ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ

قولہ مِنْہُ آیَاتٌ مُحْکَمَاتٌ الخ مجاہد نے کہا محکمات سے مراد حلال وحرام کی آیات ہیں اور متشابہات سے مراد وہ آیات ہیں جو ایک دوسرے کے مشابہ ہوں (ایک کا معنی دوسرے معنی کے موافق ہو مخالف نہ ہو) چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اللہ اس کتاب کے سبب گمراہ نہیں کرتا مگر فاسقوں کو" نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ غضب اور رسوائی ان لوگوں پر کرتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم نہیں مانتے ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں اور علم میں راسخ ہیں اللہ ان کی ہدایت زیادہ کرتا ہے۔ زیغ "بمعنی شک ہے اِبْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ" فتنہ طلب کرنے کے لئے "، فتنہ بمعنی مشتبہات ہے۔ اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا: فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ " یعنی جن لوگوں کے دلوں میں شک وضلالت ہے۔ وہ ایسی چیز کی پیروی کرتے ہیں جو مشتبہ ہے اور اس کو عقائد باطلہ پر محمول کرتے ہیں۔ وَالرَّاسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ "یعنی جو علم اور عمل میں راسخ ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اس کا مقصد اہل علم کا امتحان وابتلاء ہے۔ جو بمقتضائے عقل ان میں غور وخوض کرنے کے بعد کہیں کہ متشابہات میں اللہ کی مراد پر ہمارا ایمان ہے" اور آیات محکمہ اور متشابہ اللہ جل وعلا کی طرف سے ہیں۔

شرح: علامہ زمخشری نے کہا محکمات وہ ہیں جن کی عبارت احتمال اور اشتباہ سے محفوظ ہو یہ اصل کتاب ہیں اور متشابہات وہ ہیں جن میں احتمال واشتباہ ہو۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا علماء اصول کی اصطلاح میں محکم وہ ہے جو نص اور ظاہر میں مشترک ہو اور متشابہ وہ ہے جو مجمل اور مؤول میں مشترک ہو۔ علامہ خطابی نے کہا محکم وہ ہے جس کے ظاہر بیان سے اس کا مقصود معلوم ہو جائے اور اس کے وضوح ادلہ سے اس کا باطنی معنی سمجھ آجائے۔ اور متشابہ وہ ہے جس کا معنی لفظ سے واضح نہ ہو اور نہ ہی تلاوت سے اس کا حکم معلوم ہو اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ جب اس کو محکم کی طرف رد کرکے اس کا اعتبار کیا جائے تو اس کا معنی معلوم ہو جائے دوسری قسم یہ کہ اس کی حقیقت کی راہ معلوم نہ ہو اہل زیغ اس کی پیروی کرتے ہیں اور باطل تاویل کر لیتے ہیں اور حقیقت پر آشنا نہ ہونے کے باعث شبہات کا شکار ہو کر فتنہ میں پڑ جاتے ہیں۔ جیسے تقدیر پر ایمان

لانے میں اختلاف واقع ہُوا ہے۔ بعض علماء نے کہا محکم وہ ہے جس کی دلالت واضح ہو اور متشابہ وہ ہے جو نظر و فکر کا محتاج ہو بعض نے کہا محکم وہ ہے جو منسوخ نہ ہو متشابہ وہ ہے جو منسوخ ہو جائے۔ کہا گیا ہے محکم حلال و حرام کی آیات ہیں اور متشابہ صفات و قدر کی آیات ہیں۔ بعض نے کہا محکمُ احکام کی آیات ہیں اور متشابہ حروفِ مُقطعہ ہیں۔

قولہ یصدق آہ یہ متشابہ کی تفسیر ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ، اس میں یہ اشارہ ہے کہ فاسقوں یعنی گمراہوں کی گمراہی اس لئے ہے کہ وہ لوگوں کو فتنہ میں ڈالنے کے لئے متشابہات کی پیروی اس اعتبار سے کرتے ہیں جو محکم کے مطابق نہ ہو۔ اس سے ان کی مراد لوگوں کو گمراہ کرنا ہے۔ قولہ يَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ،، اس میں پہلی آئت کے مضمون کی تصدیق ہے۔ کہا گیا ہے رِجْس کا معنی سختی ہے۔ نیز کہا گیا ہے کہ گناہ ہے کہا گیا ہے عقل و فہم سے بے شعور ہیں ان کے لئے فیصلہ یہ ہے کہ وہ ناپاک ہیں پلید ہیں۔ علامہ زمخشری نے رجس سے مراد خذلان و رُسوائی لیا ہے یہ بھی عذاب ہی ہے۔

قولہ کَقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا الخ یعنی راسخ فی العلم وہ لوگ ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو مزید ہدایت دی ہے۔

قولہ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ ،، اس سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرف اشارہ کیا ہے۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ الخ

یعنی جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اشتباہ والی کے پیچھے پڑتے ہیں گمراہی چاہنے اور اس کا پہلو ڈھونڈنے کو اور اس کا ٹھیک پہلو اللہ ہی کو معلوم ہے۔

علامہ زمخشری نے کہا یہ لوگ بدعتی ہیں جو قرآن مجید کے متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں وہ گمراہ بے دین لوگ ہیں اور حق سے بہت دُور ہیں اور متشابہات کے پیچھے پڑ کر قرآن کریم کا ہر ممکن تحریف کرتے ہیں اور انہیں اپنے فاسد مقاصد پر محمول کرتے ہیں (اَعَاذَنَا اللہُ مِنْھُم)

یہ لوگ اس طرح جسارت کر کے لوگوں کو دین حق سے پھیر کر فتنہ میں ڈالتے ہیں ،، اور راسخ فی العلم جو اس کی تاویل جانتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہمارا متشابہات پر ایمان ہے ہر متشابہ اور محکم اللہ کی طرف سے ہے۔

۴۲۳۳ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس آئت کریمہ کی تلاوت فرمائی : هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اُولُوا الْاَلْبَابِ تک ،، اُم المؤمنین نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو قرآن کریم کے متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں تو (جانو) یہ وہی لوگ ہیں جن کا نام اللہ تعالیٰ نے "اہل زیغ" رکھا ہے۔ اِن لوگوں سے بچتے رہو!

۴۲۳۳ شرح : اس حدیث کی تشریح ابھی ہوئی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حدیث میں مذکور بدعتی لوگ خارجی ہیں جو سب سے پہلے دینِ اسلام میں

۴۲۲۳ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ التُّسْتَرِيُّ عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْقٰسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ اٰيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتَابِ وَاُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ اِلٰى قَوْلِهٖ اُولُوا الْاَلْبَابِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ سَمَّى اللّٰهُ فَاحْذَرُوْهُمْ وَاِنِّيْٓ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

پیدا ہوئے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں انہیں غلبہ حاصل ہوا اور انہوں نے ان سے جنگ کی اور ان کی قوت کا خاتمہ کیا پھر ان کے مختلف چھوٹے بڑے قبیلے بن گئے اور .... ان کے افکار اور خواہشات میں اختلاف ہوا اور وہ انتشار کا شکار ہوگئے۔ پھر قدریوں کا چشمہ پھوٹا پھر معتزلے اور پھر جہمیہ ظاہر ہوئے جو اللہ کی صفات کے منکر تھے اسی طرح مختلف فرقے بنتے گئے یہ سب اہل بدعت سے شمار ہوتے ہیں۔ انہی کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ یہ امت تہتر (۷۳) فرقوں میں بٹ جائے گی جو ایک فرقے کے سوا سب دوزخی ہوں گے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ناجی فرقہ کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس پہ میں عمل کرتا ہوں اور میرے صحابہ عمل کرتے ہیں وہی حق راہ ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! میں اسے اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ راندھے ہوئے شیطان سے ‘‘

حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ ماجدہ جو عمران کی بیوی ہے کا نام حنہ بنت فاقوذ

۴۲۳۴ـــ حَدَّثَنِی عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ إِلَّا وَالشَّیْطَانُ یَمَسُّهُ حِیْنَ یُوْلَدُ فَیَسْتَهِلُّ صَارِخًا مِنْ مَسِّ الشَّیْطَانِ إِیَّاهُ إِلَّا مَرْیَمَ وَابْنَهَا ثُمَّ یَقُوْلُ أَبُوْ هُرَیْرَةَ وَاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ وَإِنِّیْ أُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بَابُ قَوْلِهٖ إِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا أُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ لَا خَیْرَ أَلِیْمٌ مُؤْلِمٌ مُوْجِعٌ مِنَ الْأَلَمِ وَهُوَ فِیْ مَوْضِعِ مُفْعِلٍ

ہے۔ اُنہوں نے اپنی اولاد کے لئے دعاء فرمائی جو اللہ تعالیٰ نے قبول کی جیسا کہ حدیث میں مذکور ہے۔

۴۲۳۴ ـــ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا مگر شیطان اس کو چھوتا ہے جبکہ وہ پیدا ہو اور اس کو شیطان کے چھونے سے وہ بلند آواز سے روتا ہے۔ مگر مریم اور اُن کے بیٹے (عیسیٰ علیہ السلام) ان کو شیطان نے نہیں چھوا) پھر ابو ہریرہ کہتے تھے اگر چاہتے ہو تو یہ آیت کریمہ پڑھو ! وَإِنِّیْ أُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ،، یعنی اور میں اسے اور اس کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتی ہوں راندہ ہوئے شیطان سے ،،

(حدیث ع ۳۰۷۱ اور حدیث ع ۳۲۱۲ کی شروح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! بے شک جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے قلیل دام لیتے ہیں ،،

آخرت میں اُن کا کچھ حصہ نہیں اور اللہ نہ اُن سے بات کرے گا نہ ان کی طرف نظر فرمائے گا قیامت کے دن اور نہ انہیں پاک کرے گا اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ یعنی آخرت میں ان کے لئے کوئی بھلائی نہیں۔ اَلِیْمٌ ،، کا معنی تکلیف دینے والا جیسے مُؤْلِمٌ ،، کا معنی ہے دکھ دینے والا یہ اَلَمٌ سے ہے اور مُفْعِلٌ کے معنی میں ہے ،،

(یعنی اَلِیْمٌ فَعِیْلٌ بمعنی مُفْعِلٌ ہے)

۴۲۳۵ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِيَمِينِ صَبْرٍ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَأَنْزَلَ اللهُ تَصْدِيقَ ذٰلِكَ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ قَالَ فَدَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ وَقَالَ مَا يُحَدِّثُكُمْ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قُلْنَا كَذَا وَكَذَا قَالَ فِيَّ أُنْزِلَتْ كَانَتْ لِي بِئْرٌ فِي أَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِي قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيِّنَتُكَ أَوْ يَمِينُهُ قُلْتُ إِذًا يَحْلِفُ يَا رَسُولَ اللهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِينِ صَبْرٍ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ لَقِيَ اللهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ

۴۲۳۵ ـ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی لوگوں کا مال روکنے کی غرض سے قسم کھاتا ہے تاکہ اس کے ساتھ مسلمان آدمی کا مال قطع کرلے وہ اللہ سے ملاقات کرے گا حالانکہ وہ اس پر سخت غضبناک ہوگا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی : "إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ الآية" ابو وائل نے کہا اشعث بن قیس آئے اور کہا تم سے ابو عبدالرحمٰن (عبداللہ بن مسعود) کیا بیان کرتے ہیں؟ ہم نے کہا ایسا ایسا بیان کیا ہے۔ اشعث نے کہا یہ میری شان میں نازل ہوئی۔ میرے چچا کے بیٹے کی زمین میں میرا کنواں تھا (جس کا اس نے انکار کر دیا تھا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہ لاؤ یا وہ قسم کھائے گا میں نے کہا یا رسول اللہ اس وقت تو وہ قسم کھا جائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کسی کا مال روکنے کے لئے قسم کھائی جس کے ساتھ وہ مسلمان آدمی کا مال قطع کرتا ہے حالانکہ وہ اس میں جھوٹا ہے وہ اللہ سے ملاقات کرے گا حالانکہ وہ اس پر سخت غضبناک ہوگا!

(حدیث ۲۲۰۳ کی شرح دیکھیں)

۴۲۳۶ــــ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ هُوَ ابْنُ اَبِي هَاشِمٍ سَمِعَ هُشَيْمًا قَالَ اَخْبَرَنَا الْعَوَّامُ ابْنُ حَوْشَبٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي اَوْفٰى اَنَّ رَجُلًا اَقَامَ سِلْعَةً فِي السُّوقِ فَحَلَفَ بِهَا لَقَدْ اُعْطِيَ بِهَا مَا لَمْ يُعْطِهِ لِيُوقِعَ فِيهَا رَجُلًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَنَزَلَتْ اِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ

۴۲۳۷ــــ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِي مُلَيْكَةَ اَنَّ امْرَاَتَيْنِ كَانَتَا تَخْرُزَانِ فِي الْبَيْتِ اَوْ فِي الْحُجْرَةِ فَخَرَجَتْ اِحْدَاهُمَا وَقَدْ اُنْفِذَ بِاِشْفًا فِي كَفِّهَا فَادَّعَتْ عَلَى الْاُخْرٰى فَرُفِعَ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ

۴۲۳۶ــــ ترجمہ : عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی بازار میں کوئی چیز لایا۔ اور قسم کھائی کہ اس سامان کے بدلے میں اس کو وہ چیز دی جاتی تھی جو نہیں دی گئی تاکہ اس میں کسی مسلمان آدمی کو واقع کرے۔ پھر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی : اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ الآیۃ

۴۲۳۶ــــ شرح : یعنی مذکور شخص سامان فروخت کرنے میں جھوٹی قسم کھاتا ہے کہ اس کو اتنی قیمت دی جاتی تھی حالانکہ وہ اس میں جھوٹا ہے کوئی بھی اس کو زیادہ قیمت نہ دیتا تھا۔ وہ صرف جھوٹ بول کر لوگوں کو دھوکہ میں ڈال کر سامان کی قیمت زیادہ وصول کرنا چاہتا ہے۔ ایسے شخص سے اللہ ناراض ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ پہلی حدیث سے واضح ہے کہ مذکورہ آیت کریمہ کنوئیں کے حق میں نازل ہوئی تھی اور اس حدیث سے ظاہر ہے کہ بازار میں لگائے گئے سامان کے حق میں نازل ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ عبداللہ بن اوفیٰ کو اسی وقت پہنچی تھی۔ اس لئے انھوں نے گمان کیا کہ اسی سامان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ چونکہ یہ دونوں ایک وقت میں واقع ہوئے تھے اور ابو وائل کو کنوئیں کے واقع کے بعد یہ آیت پہنچی تھی اس لئے انھوں نے یہ سمجھا کہ یہ آیت اسی واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے (حدیث ۱۹۶۰ کی شرح دیکھیں)

يُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَذَهَبَ دِمَاءُ قَوْمٍ وَأَمْوَالُهُمْ ذَكِّرُوهَا بِاللّٰهِ وَاقْرَءُوا عَلَيْهَا إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللّٰهِ فَذَكَّرُوهَا فَاعْتَرَفَتْ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَمِينُ عَلَى الْمُدَّعَى عَلَيْهِ

۴۲۲۷ — ترجمہ : ابن ابی مُلیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو عورتیں گھر یا حجرہ میں موزے سیا کرتی تھیں ان میں سے ایک عورت باہر آئی حالانکہ اس کے ہاتھ میں سُوا چبھو دیا گیا تھا اُس نے دوسری عورت پر دعویٰ کر دیا کہ اس نے سوا چبھویا ہے۔ وہ یہ معاملہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس لے گئے۔ ابن عباس نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر محض دعویٰ کی بنا پر لوگوں کو مدعیٰ دے دیا جائے تو وہ لوگوں کے خون اور اَموال لے اڑیں گے۔ اس عورت کو اللہ کی قسم یاد کراؤ اور اس کے پاس یہ آیت کریمہ پڑھو (اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ الآیۃ اس کے بعد دوسری عورت نے اقرار کر لیا اور قسم نہ کھائی) ابن عباس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدعیٰ علیہ پر قسم آتی ہے۔

۴۲۲۷ — شرح : یعنی جب مدعی کے پاس دلیل نہ ہوں اور وہ گواہ پیش نہ کر سکے تو مدعیٰ علیہ پر قسم عائد ہوتی ہے۔ اگر وہ قسم کھا جائے تو بری الذمہ ہوگا ورنہ اسے مُدعی کا دعویٰ ادا کرنا ہوگا۔ اگر مدعی کے پاس بیّنہ (دلیل) نہ ہو اور مدعیٰ علیہ مُدعی سے قسم لینا چاہے تو یہ جائز نہیں کیونکہ قسم مدعیٰ علیہ پر ہی ضروری ہے۔ اگر وہ انکار کرے تو مُدعی کا دعویٰ اس پر لازم ہے۔ ابن عباس کے کلام کا یہی معنیٰ ہے۔ اس حدیث میں فِیْ بَیْتٍ اَوْ فِی الْحُجْرَۃِ " میں راوی نے شک کیا ہے۔ ابن اثیر نے کہا حُجرہ جگہ ہے۔ صاحب مطالع نے کہا حجرہ وہ جگہ ہے جو پتھروں سے گھری ہوئی ہو۔ جوہری نے کہا حُجرہ اونٹوں کا باڑہ ہے۔ اسی سے مکان کا حجرہ ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے : اِحْتَجَرْتُ حُجْرَۃً " یعنی میں نے حجرہ بنایا۔ اکثر علماء نے فِیْ بَیْتٍ وَّحُجْرَۃٍ " واؤ سے پڑھا ہے۔ اس تقدیر پر کلام میں شک نہ ہوگا۔ ابن حجر نے اس کی تصویب کی ہے اور اصیلی نے "او" سے روایت کیا ہے۔ اس کو ابن حجر نے خطاء کہا ہے اور اس کا سبب یہ بیان کیا کہ حدیث کے سیاق میں کچھ عبارت محذوف ہے جسے ابن سکن نے اپنی روایت میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے کہا : فِیْ بَیْتٍ فِی الْحُجْرَۃِ حُدَّاثٌ یعنی دو عورتیں گھر میں موزے سی رہی تھیں۔ اور حجرہ میں لوگ باتیں کرتے تھے فی الحجرہ " خبر مقدم اور حُدَّاثٌ " مبتدا مؤخر محذوف ہے۔ مبتداء کے حذف سے اشکال پیدا ہُوا ہے۔ اس لئے راوی نے واؤ کو ترک کر کے "او" سے روایت کی۔ تاکہ اشکال پیدا نہ ہو کیونکہ ایک ہی وقت میں دو عورتوں کا بیت اور حجرہ میں موجود ہونا محال ہے۔ اس استحالہ سے فرار کرتے ہوئے "او" سے روایت کی۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا تعاقب کرتے ہوئے کہا کہ مبتداء کے حذف کی کوئی دلیل نہیں اور دو عورتوں کا ایک ہی وقت میں بیت اور

ہ حجرہ میں موجود ہونا محال نہیں کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ حجرہ بیت سے علیحدہ ایک طرف ہو بلکہ بیت کے اندر بھی حجرہ ہو سکتا ہے فلا اشکال

بَابُ قُلْ يٰاَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ سَوَآءٍ قَصْدًا

۴۲۳۸ـــ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ هِشَامٍ عَنْ مَعْمَرٍ ح وَحَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ سُفْيٰنَ مِنْ فِيْهِ اِلٰى فِیَّ قَالَ انْطَلَقْتُ فِی الْمُدَّةِ الَّتِیْ كَانَتْ بَيْنِیْ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَبَيْنَا اَنَا بِالشَّامِ اِذْ جِیْءَ بِكِتَابٍ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى هِرَقْلَ قَالَ وَكَانَ دِحْيَةُ الْكَلْبِیُّ جَاءَ بِهٖ فَدَفَعَهٗ اِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى فَدَفَعَهٗ عَظِيْمُ بُصْرٰى اِلٰى هِرَقْلَ قَالَ فَقَالَ هِرَقْلُ هَلْ هٰهُنَا اَحَدٌ مِنْ قَوْمِ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ فَدُعِيْتُ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! تم فرماؤ - اے کتابیو ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے " یہ کہ نہ عبادت کریں مگر خدا کی اور اس کا شریک کسی کو نہ کریں ۔ سواءٌ کی تفسیر قصد ہے (عدل)

۴۲۳۸ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ مجھے ابوسفیان نے خبر دی جبکہ اُس کا منہ میرے منہ کی طرف تھا (بالمشافہ) اُنھوں نے کہا جس زمانہ میں میرے درمیان اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صلح تھی اس زمانہ میں میں ملکِ شام میں تھا۔ اس زمانہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ ملک شام کے والی ہرقل کے پاس لایا گیا ابوسفیان نے کہا اس کو دحیہ کلبی لایا تھا۔ اُس نے وہ عظیم بُصریٰ کو دیا اور عظیم بُصریٰ نے وہ ہرقل کو پہنچا دیا۔ ابوسفیان نے کہا ہرقل نے کہا کیا یہاں کوئی شخص اس آدمی کی قوم سے ہے جو گمان کرتا ہے

فِي نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَدَخَلْنَا عَلَى هِرَقْلَ فَأُجْلِسْنَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ أَيُّكُمْ أَقْرَبُ
نَسَبًا مِنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَقَالَ أَبُو سُفْيٰنَ فَقُلْتُ أَنَا فَأَجْلَسُونِي
بَيْنَ يَدَيْهِ أَجْلَسُوا أَصْحَابِي خَلْفِي ثُمَّ دَعَا بِتَرْجُمَانِهِ فَقَالَ قُلْ لَهُمْ إِنِّي
سَائِلٌ هٰذَا عَنْ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ فَإِنْ كَذَبَنِي فَكَذِّبُوهُ
قَالَ أَبُو سُفْيٰنَ وَايْمُ اللهِ لَوْلَا أَنْ يُؤْثِرُوا عَلَيَّ الْكَذِبَ لَكَذَبْتُ ثُمَّ قَالَ
لِتَرْجُمَانِهِ سَلْهُ كَيْفَ حَسَبُهُ فِيكُمْ قَالَ قُلْتُ هُوَ فِينَا ذُو حَسَبٍ قَالَ فَهَلْ
كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ بِالْكَذِبِ قَبْلَ
أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ أَيَتَّبِعُهُ أَشْرَافُ النَّاسِ أَمْ ضُعَفَاؤُهُمْ قَالَ
قُلْتُ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ قَالَ يَزِيدُونَ أَوْ يَنْقُصُونَ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ يَزِيدُونَ
قَالَ هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَنْ دِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ سَخْطَةً لَهُ قَالَ قُلْتُ لَا
قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوهُ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ إِيَّاهُ قَالَ قُلْتُ يَكُونُ
الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ سِجَالًا يُصِيبُ مِنَّا وَنُصِيبُ مِنْهُ قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ قَالَ

کہ وہ نبی ہے ۔حاضرین نے کہا جی ہاں! ہے ۔ ابوسفیان نے کہا قریش کے چند آدمیوں میں جو میرے ساتھ تھے
مجھے بلایا گیا۔ ہم ہرقل کے پاس گئے تو اُس نے ہمیں اپنے سامنے بٹھایا اور کہا تم میں سے اس شخص جو کہتا ہے کہ
وہ نبی ہے کے نسب میں زیادہ قریب کون ہے ؟ ابوسفیان نے کہا میں نے کہا میں ہوں اُنہوں نے مجھے اپنے
سامنے بٹھایا اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بٹھایا پھر اُس نے اپنے ترجمان سے کہا اس (ابوسفیان) سے
پوچھو تم میں اس (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کا نسب کیسا ہے ؟ ابوسفیان نے کہا میں نے کہا وہ ہم میں عالی نسب
ہے۔ ہرقل نے کہا کیا اس کے باپ دادوں میں کوئی بادشاہ تھا۔ ابوسفیان نے کہا میں نے کہا نہیں ہرقل نے کہا کیا
اس کے یہ کہنے سے پہلے تم اس کو جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے ؟ میں نے کہا نہیں ہرقل نے کہا رئیس اس کی
تابعداری کرتے ہیں یا کمزور لوگ اس کی پیروی کرتے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا میں نے کہا بلکہ کمزور لوگ اس کی

قُلْتُ لَا وَنَحْنُ مِنْهُ فِي هٰذِهِ الْمُدَّةِ لَا نَدْرِي مَا هُوَ صَانِعٌ فِيهَا قَالَ وَاللّٰهِ مَا
أَمْكَنَنِي مِنْ كَلِمَةٍ أُدْخِلُ فِيهَا شَيْئًا غَيْرَ هٰذِهِ قَالَ فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ
أَحَدٌ قَبْلَهُ قُلْتُ لَا ثُمَّ قَالَ لِلتُّرْجُمَانِهِ قُلْ لَهُ إِنِّي سَأَلْتُكَ عَنْ حَسَبِهِ فِيكُمْ فَزَعَمْتَ
أَنَّهُ فِيكُمْ ذُو حَسَبٍ وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْعَثُ فِي أَحْسَابِ قَوْمِهَا وَسَأَلْتُكَ
هَلْ كَانَ فِي آبَائِهِ مَلِكٌ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ مِنْ آبَائِهِ مَلِكٌ
قُلْتُ رَجُلٌ يَطْلُبُ مُلْكَ آبَائِهِ وَسَأَلْتُكَ عَنْ أَتْبَاعِهِ أَضُعَفَاؤُهُمْ أَمْ أَشْرَافُهُمْ
فَقُلْتَ بَلْ ضُعَفَاؤُهُمْ وَهُمْ أَتْبَاعُ الرُّسُلِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُونَهُ
بِالْكَذِبِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ مَا قَالَ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ لِيَدَعَ
الْكَذِبَ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ يَذْهَبُ فَيَكْذِبُ عَلَى اللّٰهِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَرْتَدُّ أَحَدٌ
مِنْهُمْ عَنْ دِينِهِ بَعْدَ أَنْ يَدْخُلَ فِيهِ سَخْطَةً لَهُ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا وَكَذٰلِكَ الْإِيمَانُ

پیروی کرتے ہیں ہرقل نے کہا کیا وہ زیادہ ہوتے جاتے ہیں یا کم ہوتے ہیں؟ ابوسفیان نے کہا میں نے کہا بلکہ زیادہ ہوتے جاتے ہیں

....

.... ہرقل نے کہا کیا اُن میں سے کوئی شخص ان کے دین میں داخل ہونے کے بعد ان کے دین سے ناراض ہو کر پھر جاتا ہے؟ میں نے کہا نہیں ہرقل نے کہا کیا تم نے اس سے جنگ لڑی ہے؟ ابوسفیان نے کہا میں نے کہا جی ہاں! اُس نے کہا کیا تمہاری جنگ اس کے ساتھ کیسی رہی ہے؟ میں نے کہا ہمارے اور اُن کے درمیان لڑائی ڈول کی شل رہی ہے۔ کبھی وہ ہم سے اور کبھی ہم اُن سے لیتے رہتے ہیں۔ ہرقل نے کہا کیا وہ غدر کرتا ہے (عہد شکنی) میں نے کہا نہیں۔ اور ہم اُن سے ایسی مدت میں ہیں معلوم نہیں وہ اس مدت میں کیا کریں۔ ابوسفیان نے کہا اس کلمہ کے سوا کسی کلمہ نے مجھے قادر نہ کیا کہ اس میں کوئی شئ داخل کروں ہرقل نے کہا کیا اُس سے پہلے کسی نے ایسا کلام (دعویٰ نبوت) کیا ہے۔ میں نے کہا نہیں۔ پھر ہرقل نے اپنے ترجمان (مُعبّر) سے کہا میں نے تم سے اس کے حسب نسب سے پوچھا تو تم نے کہا وہ تم میں عالی نسب ہے رسول ایسے ہی مبعوث ہوتے ہیں وہ بہترین صاحب نسب ہوتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا کہ اس کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ ہوا ہے تم نے کہا نہیں پس میں نے

إِذَا خَالَطَ بَشَاشَةَ الْقُلُوبِ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَزِيدُونَ أَوْ يَنْقُصُونَ فَزَعَمْتَ
أَنَّهُمْ يَزِيدُونَ وَكَذَٰلِكَ الْإِيمَانُ حَتَّىٰ يَتِمَّ وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَاتَلْتُمُوهُ فَزَعَمْتَ
أَنَّكُمْ قَاتَلْتُمُوهُ فَيَكُونُ الْحَرْبُ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سِجَالًا يَنَالُ مِنْكُمْ وَتَنَالُونَ
مِنْهُ وَكَذَٰلِكَ الرُّسُلُ تُبْتَلَىٰ ثُمَّ تَكُونُ لَهَا الْعَاقِبَةُ وَسَأَلْتُكَ هَلْ يَغْدِرُ
فَزَعَمْتَ أَنَّهُ لَا يَغْدِرُ وَكَذَٰلِكَ الرُّسُلُ لَا تَغْدِرُ وَسَأَلْتُكَ هَلْ قَالَ
أَحَدٌ هَٰذَا الْقَوْلَ قَبْلَهُ فَزَعَمْتَ أَنْ لَا فَقُلْتُ لَوْ كَانَ قَالَ هَٰذَا الْقَوْلَ
أَحَدٌ قَبْلَهُ قُلْتُ رَجُلٌ ائْتَمَّ بِقَوْلٍ قِيلَ قَبْلَهُ قَالَ ثُمَّ قَالَ بِمَا يَأْمُرُكُمْ قَالَ
قَالَ قُلْتُ يَأْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَالصِّلَةِ وَالْعَفَافِ قَالَ إِنْ يَكُ مَا
تَقُولُ فِيهِ حَقًّا فَإِنَّهُ نَبِيٌّ وَقَدْ كُنْتُ أَعْلَمُ أَنَّهُ خَارِجٌ وَلَمْ أَكُ أَظُنُّهُ مِنْكُمْ
وَلَوْ أَنِّي أَعْلَمُ أَنِّي أَخْلُصُ إِلَيْهِ لَأَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ وَلَوْ كُنْتُ عِنْدَهُ لَغَسَلْتُ

کہا اگر اس کے آباؤ اجداد میں کوئی بادشاہ ہوتا تو میں کہتا یہ کوئی آدمی ہے جو اپنے باپ دادوں کا چھنا ہوا ملک تلاش کرتا ہے میں نے تم سے پوچھا کیا ان کے یہ کہنے سے پہلے تم اس کو جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے؟ تم نے کہا نہیں تو میں نے خیال کر جو شخص لوگوں پر جھوٹ کہنا چھوڑ دے وہ اللہ پر کبھی جھوٹ نہ بولے گا۔ میں نے تم سے پوچھا کیا ان میں سے کوئی شخص اُن کے دین میں داخل ہونے کے بعد اُن کے دین سے ناراض ہو کر پھر جاتا ہے؟ تو تم نے کہا نہیں۔ ایمان کا یہی حال ہے جبکہ اس کی وضاحت دلوں میں مل جائے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا ان کے پیروکار زیادہ ہوتے جاتے ہیں یا کم ہوتے ہیں تو تم نے کہا وہ بڑھتے جاتے ہیں ایمان کا یہی حال ہے حتی کہ مکمل ہو جائے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا تم نے اُن سے لڑائی کی ہے تو تم نے کہا کہ تم نے اس سے لڑائی کی ہے اور لڑائی تمہارے درمیان اور ان کے درمیان ڈول رہی کبھی وہ تم سے اور کبھی تم ان سے لیتے ہیں رسول ایسے ہی ہوتے ہیں وہ جنگ و جدال میں مبتلا کیے جاتے ہیں پھر آخر میں ان کی فتح ہوتی ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا وہ عہد شکنی کرتے ہیں؟ تم نے کہا وہ غدر نہیں کرتے رسول ایسے ہی ہوتے ہیں وہ عہد شکنی نہیں کرتے۔ میں نے تم سے پوچھا کیا ان سے پہلے کسی نے ایسا کلام (دعویٰ نبوت) کیا ہے؟ تم نے کہا نہیں۔

عَنْ قَدَمَیْہِ وَلَیَبْلُغَنَّ مُلْکُہٗ مَا تَحْتَ قَدَمَیَّ قَالَ ثُمَّ دَعَا بِکِتَابِ رَسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَہٗ فَاِذَا فِیْہِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنْ
مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰہِ اِلٰی ھِرَقْلَ عَظِیْمِ الرُّوْمِ سَلٰمٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی
اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اَدْعُوْکَ بِدِعَایَۃِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ وَاَسْلِمْ یُؤْتِکَ اللّٰہُ
اَجْرَکَ مَرَّتَیْنِ فَاِنْ تَوَلَّیْتَ فَاِنَّ عَلَیْکَ اِثْمَ الْاَرِیْسِیِّیْنَ وَیَا اَھْلَ الْکِتَابِ
تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ اِلٰی قَوْلِہٖ وَاشْھَدُوْا
بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ

میں نے کہا اگر یہ کلام کسی نے اُن سے پہلے کیا ہوتا تو میں کہتا یہ آدمی ایسے قول کی اقتداء کرتا ہے جو اس سے پہلے کہا گیا ہے۔ ابوسفیان نے کہا ہرقل نے کہا وہ تمہیں کیا حکم کرتا ہے۔ میں نے کہا وہ ہمیں نماز اللہ کی عبادت، زکوٰۃ، صلہ رحمی اور پاکدامنی کا حکم دیتا ہے۔ ہرقل نے کہا جو کچھ تو نے کہا ہے اگر یہ حق تو وہ یقیناً نبی ہیں۔ میں جانتا تھا کہ نبی آخر الزمان آنے والا ہے لیکن میرا یہ گمان نہ تھا کہ وہ تم سے ہوں گے۔ اگر میں یہ جانتا کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہو سکوں گا تو ان کی ملاقات کو ضرور پسند کرتا اور اگر میں اُن کے پاس ہوتا تو ان کے قدم دھوتا۔ یقیناً اُن کا مُلک میرے قدموں تک پہنچے گا۔ ابوسفیان نے کہا پھر اُس نے آپ کا والا نامہ منگوایا اور اس کو پڑھا اس میں یہ تحریر تھا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اللہ کے عبد اور اس کے رسُول کی طرف سے یہ خط روم کے حاکم ہرقل کی طرف ہے ہدایت کی اتباع کرنے والے پر سلام ہو اس کے بعد جان لو میں تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں مسلمان ہو جاؤ سلامتی میں رہو گے اللہ تمہیں دوگنا ثواب دے گا اور اگر تم اسلام سے پھر گئے تو تمہاری رعایا کا گناہ تم پر ہو گا! اے کتابیو! ایسے کلمے کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے یہ کہ عبادت نہ کریں مگر خدا کی اور اس کا شریک کسی کو نہ

فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِرَأَةِ الْكِتَابِ اِرْتَفَعَتِ الْاَصْوَاتُ عِنْدَہٗ وَكَثُرَ اللَّغَطُ وَاُمِرْنَا فَاُخْرِجْنَا قَالَ فَقُلْتُ لِاَصْحَابِيْ حِيْنَ خَرَجْنَا لَقَدْ اَمِرَ اَمْرُ ابْنِ اَبِيْ كَبْشَةَ اَنَّہٗ لَيَخَافُہٗ مَلِكُ بَنِي الْاَصْفَرِ فَمَا زِلْتُ مُوْقِنًا بِاَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ سَيَظْهَرُ حَتّٰى اَدْخَلَ اللّٰہُ عَلَيَّ الْاِسْلَامَ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَدَعَا هِرَقْلُ عُظَمَاءَ الرُّوْمِ فَجَمَعَهُمْ فِيْ دَارٍ لَہٗ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الرُّوْمِ هَلْ لَكُمْ فِي الْفَلَاحِ وَالرُّشْدِ اٰخِرَ الْاَبَدِ اَنْ يَثْبُتَ لَكُمْ مُلْكُكُمْ قَالَ فَحَاصُوْا حَيْصَةَ حُمُرِ الْوَحْشِ اِلَى الْاَبْوَابِ فَوَجَدُوْهَا قَدْ غُلِّقَتْ فَقَالَ عَلَيَّ بِهِمْ فَدَعَا بِهِمْ فَقَالَ اِنِّيْ اِنَّمَا اخْتَبَرْتُ شِدَّتَكُمْ عَلٰى دِيْنِكُمْ فَقَدْ رَاَيْتُ مِنْكُمُ الَّذِيْ اَحْبَبْتُ فَسَجَدُوْا لَہٗ وَرَضُوْا عَنْہٗ

کریں اور ہم میں کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنائے اللہ کے سوا۔ پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔"

جب وہ نامہ پڑھ کر فارغ ہوا تو اس کے پاس آوازیں بلند ہونے لگیں اور لوگوں کی گفتگو بکثرت ہونے لگی تو ہمیں حکم دیا گیا پس ہم کو باہر نکال دیا گیا۔ ابوسفیان نے کہا میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا ابوکبشہ کے بیٹے کا معاملہ مضبوط تر ہو گیا ہے اس سے روم کے بادشاہ خوفزدہ ہیں۔ اس کے بعد میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امر کا یقین کرتا رہا کہ وہ غالب ہوگا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اسلام میں داخل کر دیا۔ زہری نے کہا ہرقل نے روم کے سرداروں کو بلایا اور ان کو اپنے مکان میں جمع کیا اور کہا اے رومیو! کیا تمہیں فلاح و رشد میں رغبت ہے کہ تم ہمیشہ سلامتی میں رہو اور تمہارا ملک ثابت رہے (تو اسلام قبول کر لو) راوی نے کہا وہ لوگ دروازوں کی طرف ایسے دوڑے جیسے وحشی گدھے دوڑتے ہیں لیکن انہوں نے دروازے بند پائے۔ ہرقل نے کہا میری طرف آؤ اور ان کو اپنے پاس بلایا اور کہا میں نے تمہارے دین میں تمہاری قوت اور مضبوطی کا امتحان لیا ہے میں نے تم میں وہی دیکھا ہے جو میں چاہتا تھا (یہ سن کر) تمام نے ہرقل کو سجدہ کیا اور اس سے راضی ہو گئے۔

۴۲۳۸ — **شرح**: یہ حدیث باب بدءالوحی کے آخر میں گزری ہے ان دونوں روایات کے الفاظ میں تقدیم و تاخیر اور تغیر ہے۔ اس حدیث کی تشریح ہم نے

حدیث علے کی شرح میں مفصل تحریر کی ہے ، لیکن بقدرِ ضرورت بعض مقامات کی تشریح ضروری محسوس کرتے ہوئے سپردِ قلم کرتے ہیں۔ اس حدیث کی ابتداء میں ابن عباس نے کہا مجھے ابوسفیان نے خبر دی جبکہ اس کا منہ میرے منہ کی طرف تھا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ وہ کہتے ان کا منہ میرے کان کی طرف تھا ، کیونکہ سماعت کان سے ہوتی ہے منہ سے نہیں ہوتی اس کا جواب یہ ہے کہ اس عبارت میں یہ اشارہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما تحقیق سماعت اس اعتبار سے کر رہے تھے کہ اگر جواب کی ضرورت محسوس ہوتی تو فوراً ذکر کرتے۔

قولہ ثُمَّ دَعَا تُرْجُمَانَہٗ آہ بضم التاء والجیم " ترجمان اسے کہتے ہیں جو ایک لغت کی تعبیر دوسری لغت سے کرے۔ قولہ بل ضعفاءھم آہ یعنی کمزور لوگ آپ کی پیروی کرتے ہیں اشراف یعنی قوم کے اکابر نے پیروی نہیں کی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ہرقل کے سوالات سے پہلے خلفاء راشدین اور دیگر مہاجرین وانصار جو قوم میں بزرگ ترین شمار میں آپ کی پیروی کر کے تابع فرمان ہو چکے تھے تو قوم کے اشراف یعنی اکابر نے پیروی نہیں کی کا مفہوم کیا ہے ؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اکابر سے مراد متکبر ہیں یعنی متکبر قریش نے آپ کی پیروی نہیں کی اور حضرات خلفاء راشدین اور کبرائے مہاجرین و انصار اہل تکبر و نخوت نہیں لہٰذا اس میں منافات نہیں۔ یہ جواب بھی ہوسکتا ہے کہ اس وقت ابوسفیان کو اسلام سے دشمنی تھی۔ اس نے قوم کے اکابر حضرات کو جنہوں نے اپنے آباء کا دین ترک کر دیا تھا۔ قوم کے اشراف واکابر میں شمار نہ کیا تھا۔ ابن حجر نے شرح میں ذکر کیا کہ مراد اکثر اور اغلب ہیں یعنی جب اکثر واغلب ضعفاء اور فقراء تھے۔ بطورِ تغلیب سب کو فقراء کی صف میں شمار کیا اور کہا صرف فقراء اور کمزور لوگ پیروی کرتے ہیں۔

قولہ فھل قاتلتموہ ، یعنی کیا تم نے اُن سے جنگ لڑی ہے۔ ہرقل نے یہ کیوں نہ کہا کہ فَھَلْ قَاتَلَکُمْ کہ انھوں نے تم سے جنگ کی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہرقل جانتا تھا کہ پیغمبر اپنی قوم سے جنگ نہیں لڑا کرتے ہیں یہاں بھی حال کچھ ایسا ہی تھا کہ کفار مکہ ہر وقت اور ہمیشہ آپ کو اذیت پہنچانے اور آزار و جنگ کے درپے رہتے تھے اور آپ کو قتل کرنے کا مصمم تہیہ کئے ہوئے تھے حتیٰ کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور مشرکوں سے جنگ لڑی۔

قولہ تُبْعَثُ فِیْ اَحْسَابِ قَوْمِھَا ، یعنی انبیاء کرام علیہم السلام حسب و نسب میں افضل مبعوث ہوتے ہیں۔ اس جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہرقل پہلے نبیوں کے حالات اور پہلی کتب خوب جانتا تھا اُس نے یہ کلام بطور تاکید و تقریر ذکر کیا تھا اور اُس نے اس ضمن میں اس کی مجلس میں موجود منکران قریش اور دیگر حاضرین کو خبردار کیا کہ جن کے متعلق یہ استفسار کیا جا رہا ہے۔ وہ انبیاء کی صف میں شمار ہیں۔

قولہ فَقُلْتُ الخ یعنی میں نے اپنے دل میں کہا۔ حدیثِ نفس یعنی دل کی بات پر قول کا اطلاق کیا

قولہ کذالک الایمان الخ یعنی ایمان کا یہی حال ہے کہ جس وقت اس کی شرینی دلوں میں مل جائے تو پھر نکلتی نہیں ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر چند لوگ مرتد ہوگئے تو اس لئے کہ ان کے صمیم قلب میں ایمان نہیں آیا تھا۔

بَابُ قَوْلِهٖ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ اِلٰى بِهٖ عَلِيْمٌ

۴۲۳۹ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَكْثَرَ اَنْصَارِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ نَخْلًا وَكَانَ اَحَبَّ اَمْوَالِهٖ اِلَيْهِ بَيْرُحَاءُ وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ

اور اس کی خبریں دلوں میں نہ پہنچی تھی۔ اسی اعتبار سے ابوسفیان نے ان کو ذکر نہیں کیا۔

قولہ فقرءہ آہ پھر ہرقل نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ پڑھا۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہرقل نے خود پڑھا تھا اور سیاق کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ عربی دان نہ تھا اس لئے درمیان میں ترجمان لایا گیا تھا لیکن ممکن ہے بادشاہی کے غرور پر اُس نے خود کلام کرنا اچھا نہ جانا تھا اور ہو سکتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ ترجمان نے ہی پڑھا تھا لیکن ہرقل کی طرف مجازاً نسبت کر دی ہے۔ کیونکہ اس کے حکم سے ترجمان نے پڑھا تھا۔

قولہ من محمد رسول اللہ آہ باب بدء الوحی کی حدیث ۵ میں یوں ہے من محمد عبد اللہ و رسولہ" مذکور ہے اس میں یہ نکتہ ہے کہ عبد اللہ کہنے میں اس طرف اشارہ کیا کہ نصاریٰ کا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہنا باطل اعتقاد ہے اور صفتِ عبودیت رسولوں کی اعلیٰ صفت ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا: "سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ" علماء نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں صفتِ عبودیت اتم اور اعلیٰ ہے۔ واللہ تعالیٰ و رسولہ اعلیٰ اعلم۔

چوتھا پارہ

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو!

۴۲۳۹ — ترجمہ: اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے روایت ہے کہ انہوں نے انس بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ابوطلحہ مدینہ منورہ میں انصار میں سب سے زیادہ مال دار تھے۔ ان کے پاس کھجوروں کے باغات تھے انہیں اپنے تمام مالوں میں بیرحاء زیادہ محبوب تھا جو مسجد نبوی کے سامنے تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

فَلَمَّا اُنْزِلَتْ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ قَامَ اَبُوْطَلْحَةَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَاِنَّ اَحَبَّ اَمْوَالِىْ اِلَىَّ بَيْرُحَاءُ وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِّلّٰهِ اَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَضَعْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَائِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَائِحٌ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَاِنِّىْ اَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا فِى الْاَقْرَبِيْنَ قَالَ اَبُوْطَلْحَةَ اَفْعَلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَسَمَهَا اَبُوْطَلْحَةَ فِىْ اَقَارِبِهٖ وَفِىْ بَنِىْ عَمِّهٖ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ

۴۲۴۰ — حَدَّثَنِىْ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ مَالٌ رَائِحٌ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِىُّ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ فَجَعَلَهَا لِحَسَّانٍ وَّاُبَيٍّ وَاَنَا اَقْرَبُ اِلَيْهِ وَلَمْ يَجْعَلْ لِىْ مِنْهَا شَيْئًا

اس میں تشریف لے جایا کرتے اور اس کا پاکیزہ پانی پیا کرتے تھے۔ جب یہ آیت کریمہ "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" نازل ہوئی تو ابوطلحہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے "تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو"۔ مجھے اپنے سب مالوں میں بیرحاء زیادہ محبوب ہے اور وہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے۔ اللہ کے حضور اس کے ثواب اور ذخیرہ کی اُمید کرتا ہوں۔ یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس کو رکھ لیں جہاں مناسب خیال فرمائیں اس کو خرچ کریں انس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واہ واہ شاباش یہ تو مفید مال ہے۔ بڑی آمدنی کا مال ہے۔ جو تو نے کہا ہے میں نے سنا ہے میں مناسب یہ سمجھتا ہوں کہ اس کو رشتہ داروں میں تقسیم کرو! ابوطلحہ نے کہا یارسول اللہ! میں ایسا ہی کروں گا، چنانچہ ابوطلحہ نے اپنے رشتہ داروں اور چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔ عبداللہ بن یوسف اور روح بن عبادہ نے کہا: "ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ"، یعنی یہ مال جانے والا ہے۔ (پس خیر اور صدقہ میں اس کا جانا بہتر ہے)

(اس حدیث کی تشریح حدیث ع ۱۳۷۸ کی شرح میں دیکھیں۔ "جلد ثانی")

بَابُ قَوْلِهٖ قُلْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ

۴۲۴۱ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْضَمْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ الْيَهُوْدَ جَآءُوْا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ مِّنْهُمْ وَامْرَاَةٍ زَنَيَا فَقَالَ لَهُمْ كَيْفَ تَفْعَلُوْنَ بِمَنْ زَنٰى مِنْكُمْ قَالُوْا نُحَمِّمُهُمَا وَنَضْرِبُهُمَا فَقَالَ لَا تَجِدُوْنَ فِي التَّوْرٰةِ الرَّجْمَ فَقَالُوْا لَا نَجِدُ فِيْهَا شَيْئًا فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ كَذَبْتُمْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرٰةِ فَاتْلُوْهَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ فَوَضَعَ مِدْرَاسُهَا الَّذِيْ يُدَرِّسُهَا مِنْهُمْ كَفَّهٗ عَلٰى اٰيَةِ الرَّجْمِ فَطَفِقَ يَقْرَاُ مَا دُوْنَ يَدِهٖ وَمَا وَرَآءَهَا وَلَا يَقْرَاُ اٰيَةَ الرَّجْمِ

۴۲۴۰ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوطلحہ نے اپنے مال حسان بن ثابت اور ابی بن کعب میں تقسیم کیا حالانکہ میں اُن سے بہت قریبی تھا مجھے اس سے کچھ نہ دیا۔

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے حبیب فرما دو! (اے یہودیو) تورات لاؤ اور اسے پڑھو اگر تم سچے ہو،،

شرح : اس سے پہلے یہ آیت کریمہ ہے "كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ،، یعنی تمام مطعومات بنی اسرائیل کیلئے حلال تھے مگر جو یعقوب علیہ السلام نے اپنے لئے حرام کیا پہلے اس کے کہ تورات نازل ہو ،، حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سخت مرض لاحق ہوا تو انہوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ انہیں شفا دے گا تو وہ اپنا محبوب طعام اونٹ کا گوشت اور اونٹوں کا دودھ تھا نہ کھائیں گے جب یہودیوں نے اس کا انکار کیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "قُلْ فَأْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ،، مفسرین نے تو اس آیت کا شان نزول

۴۲۴۱ — ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

فَنَزَعَ يَدَهٗ عَنْ اٰيَةِ الرَّجْمِ فَقَالَ مَا هٰذِهٖ فَلَمَّا رَاَوْا ذٰلِكَ قَالُوْا هِيَ اٰيَةُ الرَّجْمِ فَاَمَرَ بِهِمَا فَرُجِمَا قَرِيْبًا مِّنْ حَيْثُ مَوْضِعُ الْجَنَائِزِ عِنْدَ الْمَسْجِدِ فَرَاَيْتُ صَاحِبَهَا يَحْنِيْ عَلَيْهَا يَقِيْهَا الْحِجَارَةَ

کے پاس ایک مرد اور ایک عورت کو لے کر آئے جنہوں نے زنا کیا تھا۔ آپ نے اُن سے فرمایا تم میں سے جو کوئی زنا کرے اس کے ساتھ تم کیا سلوک کرتے ہو یہودیوں نے کہا ہم اُن کے منہ کالے کرتے ہیں اور ان کو مارتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم تورات میں رجم نہیں پاتے انہوں نے کہا ہم تورات میں کچھ نہیں پاتے (تورات میں رجم نہیں) عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو تورات لاؤ اگر تم سچے ہو (وہ تورات لائے اور پڑھا) تو اُن کے عالم نے جو ان کو تورات کا درس دیا کرتا تھا، اپنا ہاتھ رجم کی آیت پر رکھ دیا۔ اور اِدھر اُدھر سے پڑھنا شروع کر دیا اور آیتِ رجم کو نہ پڑھتا تھا عبداللہ بن سلام نے آیت رجم سے اس یہودی عالم کا ہاتھ کھینچا اور کہا یہ کیا ہے؟ جب یہودیوں نے دیکھا تو انہوں نے کہا یہ آیت رجم ہے۔ پھر اُن دونوں زانیوں کے متعلق حکم دیا گیا تو ان کو جنازگاہ کے قریب مسجد کے پاس رجم کیا گیا۔ میں نے عورت کے ساتھی کو دیکھا کہ وہ اس عورت پر مائل ہوتا تھا اس کو پتھروں سے بچاتا تھا۔

۴۲۴۱ — شرح : اس حدیث کا مفصل بیان یہ ہے کہ دو مرد و زن نے زنا کیا تو لوگ ان کا حکم دریافت کرنے کے لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ نے تورات میں مذکور حکم سے استفسار فرمایا تو اس میں ان کی سزا رجم پائی اور جنازگاہ کی مسجد کے قریب ان کو سنگسار کیا گیا۔ اب کلام اس بات میں ہے کہ یہ مرد اور عورت کون تھے؟ علماء نے کہا یہ دونوں یہودی نہ تھے بلکہ اہل فدک اور خیبر کے حربی تھے جنہوں نے اس وقت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے محاربت کی تھی۔ اگر وہ ذمی ہوتے تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہ پوچھتے کہ تمہاری کتاب میں اس کا حکم کیا ہے بلکہ جس طرح مسلمانوں سے نہیں پوچھا جاتا اُن سے بھی نہ پوچھتے اور رجم کر دیتے، کیونکہ ذمیوں پر ہمارے احکام عائد ہوتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حربیوں کو سنگسار کرنا جائز ہے۔ نیز اس حکم سے یہ معلوم ہوا کہ اُن کا آپس میں نکاح صحیح اور معتبر ہے بعض علماء نے کہا کہ ان کو ذمی نہ کہنا صحیح نہیں وہ یقیناً ذمی تھے اور حربی کو سنگسار کرنا جائز نہیں چنانچہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس وقت کا واقعہ ہے جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تھے۔ نیز اگر وہ حربی ہوتے تو وہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کیوں آتے اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم کیوں تسلیم کرتے اس مقام میں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا اُن سے زنا کا حکم دریافت کرنا محض ان کو الزام دینے کے لئے تھا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ تورات میں رجم کا حکم مذکور ہے۔ نیز آپ یہ بھی جانتے تھے کہ اس مسئلہ

بَابٌ قَوْلُهٗ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ

کے متعلق تورات میں تحریف نہیں کی گئی ہے۔ اگرچہ پوچھنا اس کے علم پر موقوف نہ تھا۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا اس سنگسار شدہ عورت کا نام بُسرہ تھا جس یہودی نے رجم کی آئت کو ہاتھ سے چھپانے کی کوشش کی تھی وہ یہودی عالم عبداللہ بن صوریا تھا۔ ابوداؤد کی روائت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دو آدمی ایسے لاؤ جو تم میں بہت بڑے عالم ہوں وہ صوریا کے دو بیٹے عبداللہ بن صوریا اور کنانہ بن صوریا کو لائے۔ جبکہ یہودیوں کے بقایا علماء میں سے عبداللہ بن صوریا سب سے بڑے عالم تھے۔ سہیلی نے کہا وہ مسلمان ہوگیا تھا۔ ابوداؤد کی روائت میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت قائم ہونے کے بعد رجم کیا تھا۔ خطابی نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کے نزول کے بعد رجم کیا تھا اور تورات سے اُن پر حجت قائم کرنا حجت واضح کرنے کے اور اللہ کا حکم ظاہر کرنے کے لئے تھا جس کو وہ چھپاتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو سنگسار کرتے وقت اس کو گڑھے میں کھڑا کرنا ضروری نہیں کیونکہ اگر گڑھا کھودا جاتا تو زانی مزنیہ کو بچانے کے لئے اس پر نہ جھکتا لیکن صحیح مسلم میں بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ غامدیہ کے لئے اس کے سینہ تک گڑھا کھودا گیا تھا بعض علماء کہتے ہیں کہ جس کا زنا شہادت سے ثابت ہو اس کے لئے گڑھا بنایا جائے اور جو زنا کا اقرار کرے اس کے لئے نہیں۔

باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "تم بہتر امت ہو جو لوگوں کے لئے ظاہر کئے گئے ہو"

تفسیر: یعنی تم اللہ کے علم میں یا لوح محفوظ میں یا پہلی امتوں میں بہتر امت ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہجرت کی تھی طبری نے سند صحیح کے ساتھ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روائت کی کہ فرمایا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو فرماتا: اَنْتُمْ خَيْرُ اُمَّةٍ "تم بہتر امت ہو۔ اگر یہ کہتا تو ہم سب بہتر ہوتے لیکن یہ صحابہ کرام اور اُن جیسے لوگوں کے ساتھ مختص ہے کہ وہ اور جنہوں نے اُن جیسے کام کئے وہ بہتر امت ہیں۔ واحدی نے ذکر کیا کہ یہودی علماء نے جن میں ابن صوریا بھی شامل ہے۔ عبداللہ بن سلام اور اُن کے ساتھیوں کو اس لئے اذیت پہنچائی کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا تو یہ آئت نازل ہوئی۔ مقاتل نے کہا یہ آئت کریمہ اُبی بن کعب، معاذ، عبداللہ بن مسعود اور حذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم کے بارے میں نازل ہوئی۔ جبکہ مالک بن صیف اور وہب بن یہودا دونوں یہودیوں نے مسلمانوں سے کہا ہمارا دین اسلام سے بہتر ہے۔ اور ہم تم سے بہتر ہیں تو یہ آئت نازل ہوئی"۔ بعض علماء نے کہا یہ خطاب صحابہ کرام سے ہے اور وہ ساری امت کو شامل ہے۔ آئت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ تم بہتر امت ہو جو لوگوں کو نفع پہنچاتے ہو۔ اسی لئے فرمایا

۴۲۴۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ لِلنَّاسِ تَأْتُونَ بِهِمْ فِي السَّلَاسِلِ فِي أَعْنَاقِهِمْ حَتَّى يَدْخُلُوا فِي الْإِسْلَامِ

بَابُ قَوْلِهِ إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا

تم امر بالمعروف کرتے ہو اور منکر امور سے روکتے ہو اس خیریت میں یہی شرط ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۲۴۲ — ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: "کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ"، تم ان کو لاتے ہو جبکہ زنجیریں اُن کی گردنوں میں ہیں حتی کہ وہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

۴۲۴۲ — شرح: یعنی دین اسلام جو دینی اور دنیاوی تمام سعادتمندیوں کے حصول کا سبب ہے تم لوگوں کو اس طرف لاتے ہو۔ ابوحازم نے کہا لوگوں کو نفع دینے والا وہ شخص ہے جو قیدی کو زنجیروں میں جکڑ کر دارِ اسلام میں لائے تاکہ وہ مسلمان ہو جائے یہ اس لئے خیر ہے کہ کافر اس کے سبب مشرف باسلام ہُوا اور اس کے لئے دنیاوی اور اخروی سعادتیں حاصل ہوئیں۔
علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا زرکشی وغیرہ کا یہ کہنا کہ کہا گیا ہے یہ تفسیر صحیح نہیں اور نہ ہی اس کو مسند میں داخل کرنے کا کوئی مقصد ہے کیونکہ اس کو مرفوع ذکر نہیں کیا۔ صحیح نہیں بلکہ زرکشی کا یہ کہنا بے ادبی ہے۔ حالانکہ کسی اور اسناد کے ساتھ کتاب الجہاد کے آخر حدیث ۲۸۰۸ میں مرفوع ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے بہت راضی ہوتا ہے جو جنت میں زنجیروں میں داخل ہوں گے۔ یعنی جن قیدیوں کو مسلمان رسیوں سے باندھ کر دارِ اسلام میں لائیں اس کے بعد وہ مسلمان ہو جائیں اور ان کی اندرونی بیرونی صلاحیت واضح ہو جائے تو وہ جنتی ہیں۔ حدیث ۲۸۰۸ کی شرح دیکھیں"

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب تم میں سے دو گروہوں نے بزدل ہو جانے کا ارادہ کر لیا"

تفسیر: یہ دو گروہ انصار کے دو قبیلے بنوسلمہ خزرجی اور بنوحارثہ اوسی ہیں وہ جنگ اُحد میں لشکر کے دونوں طرف تھے۔

۴۲۴۳ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ قَالَ عَمْرٌو سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ فِيْنَا نَزَلَتْ إِذْ هَمَّتْ طَّائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا قَالَ نَحْنُ الطَّائِفَتَانِ بَنُوْ حَارِثَةَ وَبَنُوْ سَلِمَةَ وَمَا نُحِبُّ وَقَالَ سُفْيٰنُ مَرَّةً وَمَا يَسُرُّنِيْ أَنَّهَا لَمْ تُنْزَلْ لِقَوْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا

بَابُ قَوْلِهٖ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ اُحد میں ایک ہزار مجاہدین کو لے کر میدان جنگ میں آئے جبکہ کفار تین ہزار تھے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اگر وہ صبر کریں گے تو فتح یقیناً تمہاری ہوگی، لیکن عبداللہ بن ابی بن سلول رئیس المنافقین ایک تہائی آدمی لے کر علیحدہ ہوگیا اور کہنے لگا اے لوگو ہم اپنی جانوں اور اولاد کو کیوں ہلاک کرتے ہیں۔ عمرو بن حزم انصاری نے اُن سے کہا کیا تم اللہ کے نبی کو چھوڑ کر اپنی جانوں کی حفاظت کرتے ہو میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ اس طرح نہ کرو عبداللہ نے کہا اگر ہم لڑنا جانتے تو ضرور تمہاری پیروی کرتے ان دو قبیلوں نے عبداللہ کی اتباع کرنے کا قصد کر لیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بچا لیا اور وہ عبداللہ کی پیروی سے رُک گئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ میں شریک رہے

۴۲۴۳ — **ترجمہ** : عمرو نے کہا میں نے جابر بن عبداللہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ ہمارے بارے میں یہ آیت کریمہ : إِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ أَنْ تَفْشَلَا نازل ہوئی جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا وہ ہمارے دو گروہ بنو حارثہ اور بنو سلمہ تھے۔ ہم اس سے محبت نہیں کرتے ایک دفعہ سفیان نے کہا ہمیں یہ خوشی نہیں کہ یہ آیت نازل نہ ہوتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اللہ ان دونوں گروہوں کا مددگار ہے۔ (حدیث ۳۷۹۵ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! یہ بات تمہارے ہاتھ نہیں "

تفسیر : یعنی میرے بندوں میں آپ کا حکم نہیں مگر وہی جس کا میں ان کے بارے میں آپ کو حکم دوں یعنی ایجاد و اعدام صرف میری شان ہے۔ آپ پر صرف ابلاغ ہے اور ہم پر حساب ہے اس آیت کریمہ کو عدم شفاعت پر محمول کرنا اور یہ کہنا کہ آپ سے کچھ نفع نہیں ضلال مبین اور خسران عظیم

۴۲۴۴ـــ حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمٌ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَةِ مِنَ الْفَجْرِ يَقُولُ اللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا بَعْدَ مَا يَقُولُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ إِلٰى قَوْلِهِ فَإِنَّهُمْ ظٰلِمُونَ رَوَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ

۴۲۴۵ـــ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ

ہے اور یہ آیت کریمہ : مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحٰى " اس کی واضح دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم اور کلام اللہ تعالیٰ کے ایماء سے ہے ۔ یعنی ذاتی اختیار صرف اللہ کا ہے اور رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا اختیار " باذن اللہ " ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا " تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرماؤ وہ اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں " یعنی جب تک آپ کے فیصلے کو دل سے نہ مان لیں مسلمان نہیں ہوسکتے ۔ صحیح بخاری میں ہے ۔ يَقْضِي اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا يَشَاءُ اللہ جل وعلا اپنے نبی کی زبان پر جو چاہے فیصلہ کرتا ہے اس سے واضح ہے کہ حکم اور فیصلہ صرف اللہ کا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ترجمان ہیں ۔ فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے کیا اچھا کہا ہے ؎

جو وہاں سے یہیں آکے ہو ؛ جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں ۔ اسی حدیث کا ترجمہ ہے ۔

۴۲۴۴ ترجمہ : سالم نے اپنے والد سے روایت کی کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جب آپ نے فجر کی دوسری رکعت میں سر مبارک رکوع سے اٹھایا تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہنے کے بعد فرمایا اے اللہ ! فلاں، فلاں اور فلاں پر لعنت کر تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ : لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ " نازل فرمائی ! اس حدیث کی اسحاق بن راشد نے

اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّدْعُوَ عَلٰی اَحَدٍ اَوْیَدْعُوَ لِاَحَدٍ قَنَتَ بَعْدَ الرُّکُوْعِ فَرُبَّمَا قَالَ اِذْ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِیْدَ بْنَ الْوَلِیْدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَیَّاشَ ابْنَ اَبِیْ رَبِیْعَةَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَکَ عَلٰی مُضَرَ وَاجْعَلْهَا سِنِیْنَ کَسِنِیْ یُوْسُفَ یَجْهَرُ بِذٰلِکَ وَکَانَ یَقُوْلُ فِیْ بَعْضِ صَلٰوتِهٖ فِیْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا لِاَحْیَاءٍ مِّنَ الْعَرَبِ حَتّٰی اَنْزَلَ اللّٰهُ لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ الْاٰیَةَ

نے زہری سے روائت کی۔" (حدیث ۳۸۱۰ کی شرح دیکھیں)

۴۲۴۵ ترجمہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی پر بد دعاء کا ارادہ فرماتے یا کسی کے لئے دعاء فرماتے تو رکوع کے بعد قنوت پڑھتے بسا اوقات جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ - اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہتے تو فرماتے اے اللہ! ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے۔ اے اللہ اپنا عذاب قبیلہ مُضر پر سخت کر دے اور ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانہ سی قحط سالی ڈال دے اور بعض نماز فجر کی نماز میں عرب قبائل کے لئے فرماتے "اے اللہ فلاں اور فلاں پر لعنت فرما حتی کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ نازل فرمائی (حدیث ۳۸۱۰ کی شرح دیکھیں)

اسماءِ رجال: ۱۔ موسیٰ بن اسماعیل منقری بصری تبوذکی معروف ہیں ۲۔ ابراہیم بن سعد ابن ابراہیم بن سعد بن عبدالرحمٰن بن عوف ہیں ۳۔ ابن شہاب محمد بن مسلم زہری ہیں

ولید بن ولید

ولید بن ولید بن مغیرہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بھائی ہیں۔ وہ مشرکوں کے ساتھ بدر میں قیدی بنالئے گئے تھے۔ انہوں نے اپنا فدیہ ادا کر کے رہائی پائی پھر مسلمان ہو گئے اور مکہ والوں نے ان کو محبوس کر لیا پھر انہوں نے اور سلمہ بن ہشام اور عیاش بن ابی ربیعہ نے آپس میں معاہدہ کیا اور مشرکوں سے بھاگ نکلے جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے بھاگ آنے کی خبر پہنچی تو آپ نے ان کے لئے دعاء فرمائی۔ ولید سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں ہی وفات پا گئے تھے ۲۔ سلمہ بن ہشام بن مغیرہ وہ ولید کے چچا کے بیٹے اور ابوجہل کے بھائی ہیں۔ یہ اسلام

بَابُ قَوْلِهٖ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ وَهُوَ تَانِيْثُ اٰخِرِكُمْ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ فَتْحًا اَوْ شَهَادَةً

۴۲۴۶ ــــ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ جَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّجَّالَةِ يَوْمَ اُحُدٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جُبَيْرٍ فَاَقْبَلُوْا مُنْهَزِمِيْنَ فَذَاكَ اِذْ يَدْعُوْهُمُ الرَّسُوْلُ فِيْٓ اُخْرٰهُمْ وَلَمْ يَبْقَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا

میں پہلے مسلمانوں میں سے ہیں چودہ ہجری کو جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں شام میں شہید ہوئے ع۳ عیاش بن ابی ربیعہ عمرو بن مغیرہ ہے یہ بھی ولید کے چچا کے بیٹے ہیں اور اسلام میں پہلے مسلمانوں میں سے ہیں۔ ابو جہل نے ان کو دھوکہ دیا تو وہ مکہ مکرمہ واپس چلے گئے پھر وہاں محبوس کر لئے گئے۔ پھر وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مکہ مکرمہ سے بھاگ گئے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت تک بقیدِ حیات رہے اور پندرہ ہجری میں فوت ہو گئے ،،

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور رسول کریم "علیہ التحیۃ والتسلیم" تمہیں تمہاری پچھلی جماعت میں پکار رہے تھے

اُخریٰ آخر کی تانیث ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تم دو بھلائیوں میں سے ایک کا انتظار کرو وہ فتح یا شہادت ہے۔

تفسیر : جنگِ اُحد میں بعض لوگوں کی ہزیمت کے وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓی اَحَدٍ ،، یعنی جس وقت تم منہ اُٹھائے چلے جاتے تھے اور کسی کی طرف مڑ کر نہ دیکھتے تھے اور دوسری جماعت میں ہمارے رسول تمہیں پکار رہے تھے اور فرماتے تھے اے اللہ کے بندو میری طرف آؤ میں اللہ کا رسول ہوں جو واپس آئے گا اس کے لئے جنت ہے تو تمہیں غم کا بدلہ غم دیا ، کیونکہ تم نے ہمارے رسول کو اُن سے جُدا ہو کر غمناک کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

بَابُ قَوْلِہٖ اَمَنَۃً نُّعَاسًا

۴۲۴۷ــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ ابْنُ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُوْ یَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَیْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عَنْ قَتَادَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ اَنَّ اَبَا طَلْحَۃَ قَالَ غَشِیَنَا النُّعَاسُ وَنَحْنُ فِیْ مَصَافِّنَا یَوْمَ اُحُدٍ قَالَ فَجَعَلَ سَیْفِیْ یَسْقُطُ مِنْ یَدِیْ وَاٰخُذُہٗ وَیَسْقُطُ وَاٰخُذُہٗ

سے روایت ہے کہ ایک غم ہزیمت کے سبب تھا جبکہ کافروں نے کہا "محمد صلی اللہ علیہ وسلم" قتل ہو گئے ہیں اور دوسرا غم کفار کے غلبہ کے باعث تھا اور معافی اس لئے سُنائی کہ جو ہاتھ سے گیا اور جو مصیبت پہنچی اس کا رنج نہ کرو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا دو بھلائیوں میں سے ایک بھلائی فتح ہے جو قرآن میں مذکور ہے اور دوسری شہادت ہے۔

۴۲۴۶ــ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کی جنگ میں پیادوں پر عبداللہ بن جبیر کو مقرر کیا وہ شکست خوردہ دوڑ کر آئے اسی بتے فرمایا جبکہ ہمارے رسول تمہیں دُوسری جماعت میں پکار رہے تھے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بارہ مردوں کے سوا کوئی باقی نہ رہا تھا۔ (حدیث ۳۸۰۹ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد!

"تم پر امن یعنی اُونگھ نازل فرمائی!"

۴۲۴۷ــ ترجمہ : قتادہ سے روایت ہے ہم سے انس بن مالک نے بیان کیا کہ ابوطلحہ نے کہا ہم کو اونگھ نے ڈھانپ لیا حالانکہ ہم غزوۂ اُحد کے دن جنگ کی صف میں تھے۔ ابوطلحہ نے کہا میری تلوار میرے ہاتھ سے گرجاتی تھی میں اس کو پکڑتا تھا وہ گرجاتی تھی پھر میں اس کو پکڑتا تھا۔

۴۲۴۷ــ شرح : مصافّ مصفّ کی جمع بمعنی مُوقف ہے۔ یہ حال اہل یقین کا تھا وہ کسی خوف کے بغیر تلواریں پکڑے ہوئے سو جاتے تھے کیونکہ انہیں یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسُول کی مدد کرے گا اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو پُورا کرے گا۔ ابن ابی حاتم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ صفِ قتال میں نیند کا آنا اللہ کی طرف سے اور نماز میں

بَابُ قَوْلِهِ اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ اَلْقَرْحُ اَلْجِرَاحُ اِسْتَجَابُوْا اَجَابُوْا یَسْتَجِیْبُ یُجِیْبُ

بَابٌ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمُ الْاٰیَةَ

شیطان کی طرف سے ہے۔ امام بیہقی نے یونس بن محمد کے طریق سے شیبان سے روایت کی کہ دوسرا منافقوں کا گروہ تھا ان کو صرف اپنی جانوں کی فکر تھی وہ بزدل اور مرعوب ہوگئے اور رسوائے زمانہ ہوئے انھوں نے اللہ کے حق میں جاہلیت کا جھوٹا گمان کیا یہ وہ لوگ تھے جنہیں اللہ کے بارے میں شک وشبہ تھا۔ ان کا منتہائے حیات استراحت دنیاوی اور عیش وعشرت تھا۔ ان کو نیند اس لئے نہ آئی تھی کہ وہ اپنی جانوں کی فکر میں تھے انہیں اطمینان اور سکون حاصل نہ ہُوا کیونکہ یہ روحانی امر ہے جو منافقوں سے غیر متعلق ہے۔

(حدیث ۳۸۰۹ کے بعد باب کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ جو اللہ و رسُول کے بُلانے پر حاضر ہُوئے بعد اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکا تھا اُن کے نیکو کاروں کے لئے بڑا ثواب ہے"

قرح کا معنی زخم ہے۔ اِسْتَجَابُوْا اور اَجَابُوْا کے ایک ہی معنی ہیں یعنی حکم سُنا اور مانا"۔ **تفسیر**: اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ جنگِ اُحُد سے فارغ ہونے کے بعد جب ابوسفیان مع اپنے ہمراہیوں کے مقام روحاء میں پہنچے تو انہیں افسوس ہُوا کہ وہ واپس کیوں آگئے۔ مسلمانوں کا بالکل خاتمہ ہی کیوں نہ کر دیا یہ خیال کر کے انہوں نے پھر واپس ہونے کا ارادہ کیا۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوسفیان کے تعاقب کے لئے اپنی روانگی کا اعلان فرما دیا۔ صحابہ کی ایک جماعت جن کی تعداد ستر تھی اور جو جنگِ احد کے زخموں سے چُور ہو رہے تھے حضور کے اعلان پر حاضر ہوگئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس جماعت کو لے کر ابوسفیان کے تعاقب میں روانہ ہوگئے۔ جب حضور مقام حمراء الاسد پہنچے جو

۴۲۴۸ـــ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ أُرَاهُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ قَالَهَا إِبْرَاهِيمُ حِينَ أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالُوا إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ

مدینہ منورہ سے آٹھ میل دُور ہے تو وہاں معلوم ہُوا کہ مشرکین مرعوب اور خوف زدہ ہوکر بھاگ گئے ہیں تو یہ آئت کریمہ نازل ہُوئی۔ اس باب کے مطابق بخاری کو اس کی شرط کے مطابق حدیث نہیں ملی اس لئے اس میں کوئی حدیث ذکر نہیں کی۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! لوگ تمہارے لئے جمع ہُوئے

پُوری آئت کا ترجمہ یہ ہے کہ وہ جن سے لوگوں نے کہا تمہارے لئے لوگ جمع ہُوئے ہیں تو اُن سے ڈرو تو اِن کا ایمان اور زیادہ ہُوا اور بولے اللہ ہم کو کافی ہے اور کیا اچھا کارساز ہے ،،

پہلے "ناس،، سے مراد نعیم بن مسعود اشجعی ہے۔ کہا گیا ہے کہ وہ منافق لوگ مراد ہیں اور دوسرے "الناس" سے مراد ابوسفیان اور اس کے ساتھی ہیں۔ ابو نعیم اس کے بعد مسلمان ہوگیا تھا۔ نعیم بن مسعود اشجعی مراد لینے کی تقدیر پر اس پر جمع کا اطلاق اس طرح ہے کہ محاورہ ہے "فلان یرکب الخیل ویلبس البُرُوْدَ" یعنی فلاں گھوڑوں پر سوار ہوتا ہے اور چادریں پہنتا ہے حالانکہ اس کا ایک ہی گھوڑا ہے جس پر سوار ہوتا ہے اور ایک ہی چادر ہے جو پہنتا ہے قولہ زَادَهُمْ إِيمَانًا ،، فعل "زَادَ" کا فاعل ضمیر غائب ہے اس کا مرجع دلالت تضمنی کے اعتبار سے "فَاخْشَوْهُمْ ،، کے ضمن میں مذکور ہے یعنی زَادَ ذَالِكَ التَّخْوِيفُ إِيمَانَهُمْ ،، اس تخویف نے ان کا ایمان زیادہ کیا۔

۴۲۴۸ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روائت ہے کہ حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ابراہیم علیہ السلام نے کہا جس وقت انہیں آگ میں ڈالا گیا تھا۔ اور سرورِ کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہی پڑھا تھا جب لوگوں نے کہا کہ لوگ تمہارے لئے جمع ہوئے ہیں اُن سے ڈرو تو

۴۲۴۹ ۔ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِیْلُ عَنْ اَبِیْ حَصِیْنٍ عَنْ اَبِی الضُّحٰی عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ اٰخِرُ قَوْلِ اِبْرَاهِیْمَ حِیْنَ اُلْقِیَ فِی النَّارِ حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ

بَابُ قَوْلِهٖ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ اَلْاٰیَةَ سَیُطَوَّقُوْنَ کَقَوْلِكَ طَوَّقْتُهٗ بِطَوْقٍ

ان کا ایمان اور زیادہ ہُوا اور انہوں نے کہا اللہ ہم کو کافی ہے اور کیا اچھا کارساز ہے ۔

۴۲۴۸ — شرح : مجاہد نے "اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ" کی تفسیر میں ذکر کیا کہ ابوسفیان نے اُحد کے دن کہا اب ہماری جنگ بدر میں ہوگی جہاں تم نے ہمارے ساتھی قتل کئے تھے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم حسبِ وعدہ بدر کے میدان میں تشریف لے گئے لیکن ابوسفیان مرعوب ہوگیا اور بدر میں نہ پہنچا۔ بعض مفسرین نے کہا یہ حمراء الاسد میں کہا تھا۔ تفسیر طبری میں ہے ابوسفیان کے پاس سے عبدالقیس کا قافلہ گزرا تو اُن سے ابوسفیان نے کہا جب تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم "کے پاس جاؤ تو انہیں خبر دو کہ ہم اُن سے لڑنے آرہے ہیں جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا: حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ "

۴۲۴۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حضرت ابراہیم کو جب آگ میں ڈالا گیا تھا تو اُن کا آخری قول یہ تھا حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ "

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اور جو بخل کرتے ہیں اُس چیز میں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی "

ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے بُرا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت میں ان کے گلے کا طوق ہوگا !

تفسیر : واحدی نے کہا مفسرین نے اس میں اتفاق کیا ہے کہ یہ آیت کریمہ مانعین زکوٰۃ کے بارے

۴۲۵۰ ـــ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ مُنِیْرٍ سَمِعَ اَبَا النَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَھُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَلَمْ یُؤَدِّ زَکٰوتَہٗ مُثِّلَ لَہٗ مَالُہٗ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَہٗ زَبِیْبَتَانِ یُطَوَّقُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَأْخُذُ بِلِھْزِمَتَیْہِ یَعْنِیْ شِدْقَیْہِ یَقُوْلُ اَنَا مَالُکَ اَنَا کَنْزُکَ ثُمَّ تَلَا ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَۃِ

میں نازل ہوئی۔ عطیہ عوفی نے ابن عباس سے روایت کی کہ یہ آیت کریمہ یہودی علماء کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت، حلیہ شریف اور نبوت کو چھپایا "بخل سے مراد علم کا کتمان ہے جو انہیں اللہ نے عطا کیا ہے۔ ابو عبداللہ بن نقیب کی تفسیر میں ہے کہ یہ آیت کریمہ جہاد میں خرچہ کرنے میں بخل کرنے والوں کے متعلق نازل ہوئی جبکہ اس میں نفقہ ضروری ہو۔ کہا گیا ہے محتاج عیال اور ذوالارحام کے نفقہ میں نازل ہوئی۔

قولہ سَیُطَوَّقُوْنَ آہ اس کا حاصل معنی یہ ہے کہ جو دنیا میں بخل کیا تھا وہ قیامت کے دن طوق بنایا جائیگا اور ان کے گلے میں ڈالا جائے گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جو انہوں نے بخل کیا ہے۔ اس کو وہ قیامت کے دن اُٹھائے ہوئے ہوں گے۔ ابو مالک عبدی نے کہا جو وہ بخل کرتے تھے ان کے لئے گنجا سانپ آگ سے نکالا جائے گا۔ پھر انہیں طوق پہنایا جائے گا۔ ابن مسعود سے روایت ہے کہ بہت بڑا سانپ بنایا جائے گا جو ان کے سر پہ لپٹا ہوگا قولہ کقولك طوقتہ۔ یعنی جو وہ بخل کرتے تھے۔ وہ ان کے گلوں میں کئی سانپ ہو جائیں گے اور وہ گلوں میں طوق ڈالے پھریں گے۔

۴۲۵۰ ـــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو اللہ مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اس کا مال اس کے لئے گنجا سانپ بنا دیا جائے گا۔ جس کی آنکھوں پر سیاہ نشان ہوں گے۔ قیامت کے دن وہ اس کی گردن کا طوق بنا دیا جائے گا اور وہ منہ کے دونوں کناروں سے اس کو پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی : لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ الآیۃ

(حدیث ۱۳۲۴ کی شرح دیکھیں)

بَابُ قَوْلِهٖ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا

۴۲۵۱ ـ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ ابْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ عَلٰى قَطِيْفَةٍ فَدَكِيَّةٍ وَّاَرْدَفَ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ وَّرَآءَهٗ يَعُوْدُ سَعْدَ ابْنَ عُبَادَةَ فِيْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ قَالَ حَتّٰى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ يُّسْلِمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ فَاِذَا فِي الْمَجْلِسِ اَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَعَبَدَةِ الْاَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ

باب تم ان لوگوں سے جنہیں کتاب دی گئی تم سے پہلے اور ان لوگوں سے جنہوں نے اللہ کا شریک بنایا بہت اذیت کی باتیں سنو گے "

تفسیر : اس آیت کریمہ سے پہلے یہ ہے کہ تمہارے اموال اور تمہاری جانوں سے تمہارا امتحان لیا جائے گا۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ کعب بن اشرف یہودی شاعر تھا اور اپنی شقاوت و بدبختی کے باعث سرورِ کون ومکان اور شاہِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتا تھا اور مشرکوں کو آپ سے عداوت کی ترغیب دلایا کرتا تھا۔ جب سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور مسلمانوں، مشرکوں اور یہودیوں میں اختلاط ہوا تو وہ مسلمانوں کو سخت آزار دینے لگے تو اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان کی طعن وتشنیع پر صبر کریں،، عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اس سے مراد اللہ کو آزار دینا ہے یہودی اللہ کو اس طرح اذیت دیتے تھے کہ اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں اور وہ کہتے تھے اللہ کا ہاتھ مغلولہ ( )

وَالْمُسْلِمِينَ وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ
الدَّابَّةِ خَمَّرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ ثُمَّ قَالَ لَا تُغَبِّرُوا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللّٰهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ
الْقُرْآنَ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُولَ أَيُّهَا الْمَرْءُ إِنَّهُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُولُ
إِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِنَا بِهِ فِي مَجَالِسِنَا ارْجِعْ إِلَى رَحْلِكَ فَمَنْ جَاءَكَ
فَاقْصُصْ عَلَيْهِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَاغْشَنَا بِهِ
فِي مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ وَالْيَهُودُ
حَتَّى كَادُوا يَتَثَاوَرُونَ فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ

ہے۔ اس طرح کی ہذیات بکتے تھے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

۴۲۵۱ — ترجمہ : ابن شہاب زہری نے کہا کہ اُن کو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہوئے جس پر فدک کی موٹی چادر پڑی ہوئی تھی اور اپنے پیچھے اُسامہ بن زید کو بٹھایا تھا اس حال میں کہ آپ قبیلہ بنی حارث بن خزرج میں سعد بن عبادہ کی بیمار پرسی کرنا چاہتے تھے۔ اسامہ نے کہا آپ ایک مجلس کے پاس سے گزرے جس میں عبداللہ بن ابی بن سلول مشہور منافق تھا۔ عبداللہ بن ابی کے اسلام ظاہر کرنے سے پہلے کا یہ واقعہ ہے اتفاقاً اس مجلس میں ملے جلے لوگ مسلمان، مشرک، بت پرست اور یہودی تھے۔ اس مجلس میں عبداللہ بن رواحہ (مداح رسول) بھی تھے۔ جب گدھے کے چلنے سے غبار نے مجلس کو ڈھانپا تو عبداللہ بن اُبی نے اپنی چادر سے اپنی ناک کو ڈھانپ لیا پھر کہا ہم پر غبار نہ اُڑاؤ! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں کو سلام فرمایا (بحیثیت مسلمانان) پھر آپ ٹھہر گئے اور سواری سے اُترے اور ان کو اسلام کی دعوت دی اور اُن پر قرآن پڑھا عبداللہ بن اُبی بن سلول نے کہا جو آپ کہتے ہیں اس سے اچھی کوئی چیز نہیں اگر یہ حق ہے تو ہمیں اس مجلس میں اذیت نہ پہنچاؤ، اپنے گھر جاؤ اور جو کوئی تمہارے پاس آئے اس سے یہ بیان کرو۔ عبداللہ بن رواحہ نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہماری مجلسوں میں آپ ضرور تشریف فرما ہوں ہم اسے پسند کرتے ہیں۔ (یہ سن کر) مسلمانوں، بت پرستوں، مشرکوں اور یہودیوں نے ایک دوسرے کو گالیاں دیں حتی کہ قریب تھا

حَتّٰی سَکَنُوْا ثُمَّ رَکِبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَابَّتَہٗ فَسَارَ حَتّٰی دَخَلَ عَلٰی سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ فَقَالَ لَہٗ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا سَعْدُ اَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ اَبُوْ حُبَابٍ یُرِیْدُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ اُبَیٍّ قَالَ کَذَا وَکَذَا قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَۃَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اعْفُ عَنْہُ وَاصْفَحْ عَنْہُ فَوَالَّذِیْ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتَابَ لَقَدْ جَاءَ اللّٰہُ بِالْحَقِّ الَّذِیْ نَزَّلَ عَلَیْکَ لَقَدِ اصْطَلَحَ اَھْلُ ھٰذِہِ الْبُحَیْرَۃِ عَلٰی اَنْ یُتَوِّجُوْہُ فَیُعَصِّبُوْنَہٗ بِالْعِصَابَۃِ فَلَمَّا اَبَی اللّٰہُ ذٰلِکَ بِالْحَقِّ الَّذِیْ اَعْطَاکَ اللّٰہُ شَرِقَ بِذٰلِکَ فَذٰلِکَ فَعَلَ بِہٖ مَا رَاَیْتَ فَعَفَا عَنْہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُہٗ یَعْفُوْنَ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ وَ اَھْلِ الْکِتَابِ کَمَا اَمَرَھُمُ اللّٰہُ وَیَصْبِرُوْنَ عَلَی الْاَذٰی قَالَ اللّٰہُ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا اَذًی کَثِیْرًا الْاٰیَۃَ

کہ ان میں ہاتھا پائی ہو جائے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ان کو خاموش کراتے رہے حتیٰ کہ وہ چپ ہو گئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پر سوار ہو کر تشریف لے گئے اور سعد بن عبادہ کے پاس پہنچے اور فرمایا اے سعد! تم نے سنا نہیں کہ ابو حُباب نے کیا کہا ہے آپ کی مراد عبد اللہ بن اُبی تھا۔ سعد بن عبادہ نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس کو معاف فرمائیں اور درگزر فرمائیں (وہ حاسد نفس پرست ہے) اُس ذات کی قسم جس نے آپ پر قرآن نازل فرمایا ہے۔ اللہ کی طرف سے حق آیا جو اللہ نے آپ پر نازل فرمایا (رسالت) اب حال یہ ہے اس شہر والوں نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ اس کے سر پر تاج رکھیں اور اس کو اپنا رئیس اور سردار بنائیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے حق کے سبب جو آپ کو عطا فرمایا ہے اس کی ریاست کا انکار کیا اس کے باعث حسد کیا اس سبب سے اُس نے یہ بُری بات کی جو آپ نے دیکھا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو معاف کر دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مشرکوں اور اہل کتاب کی آزار کن باتیں معاف فرما دیا کرتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم فرمایا ہے اور وہ ان کی اذیتوں پر صبر کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا اَذًی کَثِیْرًا " تم اہل کتاب

وَقَالَ اللّٰهُ وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ إِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ إِلَى اٰخِرِ الْاٰيَةِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَأَوَّلُ فِي الْعَفْوِ مَا أَمَرَهُ اللّٰهُ بِهٖ حَتّٰى أَذِنَ اللّٰهُ فِيْهِمْ فَلَمَّا غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَدْرًا فَقَتَلَ اللّٰهُ بِهٖ صَنَادِيْدَ كُفَّارِ قُرَيْشٍ قَالَ ابْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ وَمَنْ مَّعَهٗ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَعَبَدَةِ الْأَوْثَانِ هٰذَا أَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ فَبَايِعُوا الرَّسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَسْلَمُوْا

سے جنہیں کتاب دی گئی تم سے پہلے اور ان لوگوں سے جنہوں نے اللہ کا شریک بنایا بہت اذیت کی باتیں سنو گے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا : وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ إِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ أَنْفُسِهِمْ (اور بہت کتابیوں نے چاہا کاش تمہیں ایمان کے بعد کفر کی طرف پھیر دیں اپنے دلوں کی جلن سے۔ بعد اس کے کہ حق ان پر خوب ظاہر ہو چکا ہے) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کی تکلیف کے معاف کرنے میں اسی طرف میلان کرتے تھے جس کا اللہ نے آپ کو حکم فرمایا ہے (صبر) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں آپ کو اجازت دی (جنگ) جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر لڑا اور اللہ تعالیٰ نے کفار قریش کے سرداروں کو قتل کیا تو عبداللہ بن اُبَی بن سلول اور اس کے ساتھی مشرکوں اور بت پرستوں نے کہا یہ امر (اسلام) غالب آگیا ہے۔ اب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر لو پس وہ بظاہر مسلمان ہو گئے۔

۴۲۵۱ — شرح : قطیفۃ ،، موٹی چادر ہے اور فدکیۃ ،، اس کی صفت ہے یہ فدک کی طرف منسوب ہے۔ فدک مدینہ منورہ سے دو یا تین مرحلے مقام ہے۔

عبداللہ بن اُبَی بن سلول مشہور منافق ہے۔ اُبَی عبداللہ کا باپ اور سلول اس کی ماں ہے۔ اس لئے لفظ ابن مرفوع عبداللہ کی صفت ہے اور سلول سے پہلے ابن بھی مرفوع عبداللہ کی صفت ہے۔ قولہ وَالْمُسْلِمِيْنَ ،، یہ لفظ مکرر ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا بعض نسخوں میں یہ پہلے اور بعض میں آخر میں ہے۔ یہاں کاتب نے دونوں کو جمع کر دیا ہے۔ بعض علماء نے دوسرے کو حذف کرنا بہتر سمجھا ہے تاکہ مسلمانوں کا ذکر مقدم ہو۔ اس مجلس میں موجود لوگوں کو آپ نے سلام فرمایا حالانکہ وہاں مسلمان اور مشرک بت پرست اور یہودی بھی تھے۔ کیونکہ آپ نے سلام فرمانے میں مسلمانوں کی نیت کی تھی۔ ابوالحباب عبداللہ کی کنیت ہے یہ کنیت شہرت کے لئے ہے۔ اکرام کے لئے نہیں۔ قولہ البحیرہ ،، سے مراد شہر ہے۔ یہ بحرہ کی تصغیر ہے بحرہ کے معنی زمین اور شہر میں اور بحار بستیوں کو

بَابٌ قَوْلُهٗ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا

۴۲۵۲ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ اَبِیْ مَرْیَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ زَیْدُ بْنُ اَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ

کہتے ہیں۔ بعض مفسرین نے کہا اس آیت کریمہ : ظَھَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ" میں بر و بحر سے مراد دیہات اور شہر ہیں۔ طبری نے کہا جس گاؤں میں جاری نہر ہو عرب اس کو بحرہ کہتے ہیں۔ قولہ عَلٰی اَنْ یُّتَوِّجُوْہُ الخ یعنی عبداللہ کو اپنا رئیس اور سردار بنالیں رؤساء کی یہ عادت تھی کہ وہ اپنے سروں پر عمامہ کی طرح کپڑے رکھتے جو ان کی پہچان ہوتی تھی۔ قولہ شَرِقَ الخ یعنی غصّ عبداللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت حسد رکھتا تھا یہی اس کے نفاق کا باعث تھا۔ محاورہ ہے جب کسی کے حلق میں کوئی شئ پھنس جائے اور روٹی یا پانی کے گزرنے سے مانع ہو تو کہا جاتا ہے۔ غَصَّ الرَّجُلُ عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین نے صرف حسد کے سبب گستاخانہ باتیں کی تھیں۔ سعد بن عبادہ کی سفارش پر آپ نے اس کو معاف کر دیا تھا، کیونکہ اس وقت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو جنگ کرنے کی اجازت نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ کا مومنوں سے ارشاد فرمانا کہ تم مشرکوں اور یہودیوں سے بہت اذیت پاؤ گے لہٰذا صبر کرو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد آجائے یہ جنگِ بدر سے پہلے کا حال ہے۔ یہ آیت کریمہ نازل کرکے مومنوں کی تسلی دی ہے۔ اور فرمایا صبر و تقویٰ کو دامن سے نہ چھوڑو اور ان لوگوں کی اذیتیں برداشت کرتے رہو اور اُن سے درگزر کرتے رہو حتیٰ کہ اُن سے جنگ کرنے اور عفو ترک کرنے کا حکم نازل ہو۔ لیکن اس سے یہ مُراد نہیں کہ اُن سے عفو بالکل ترک کر دیا جائے بلکہ مراد یہ ہے کہ ایک وقت کے لئے ترک کیا جائے کیونکہ احادیث اور تاریخ میں یہ مشہور ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر مشرکوں اور یہودیوں پر احسان فرمایا اور کئی منافقوں سے درگزر فرمایا تھا۔

اس حدیث میں مشرکوں کے بعد یہودیوں کو ذکر کیا حالانکہ یہودی بھی حضرت عزیر علیہ السلام کو خُدا جانتے تھے لہٰذا وہ بھی مشرک تھے لیکن وہ اس کی پوجا نہیں کرتے تھے۔ لہٰذا مشرکوں سے مراد بت پرست مُشرک ہیں اور مشرکوں کے بعد بُت پرستوں کو ذکر کرنا خاص کا عام پر عطف ہے۔ کیونکہ مشرک یہودیوں اور بُت پرستوں دونوں کو شامل ہے۔

صَنَادِید صِنْدِید کی جمع ہے کسی قوم کے بڑے سردار کو صندید کہا جاتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فاضل کا مفضول کی عیادت کرنا اچھا کام ہے اور بزرگوں کو گدھے کی سواری سے نفرت نہیں کرنی چاہیئے اور تواضع کرنی چاہیئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سیدُ المتواضعین گدھے پر سوار ہو کر بیمار پُرسی کو جا سکتے ہیں۔

رِجَالاً مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْغَزْوِ وَتَخَلَّفُوْا عَنْهُ وَفَرِحُوْا بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَذَرُوْا اِلَيْهِ وَحَلَفُوْا وَاَحَبُّوْا اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَنَزَلَتْ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ الْاٰيَةَ

باب
اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ہرگز نہ سمجھنا انہیں جو خوش ہوتے ہیں اپنے کئے پر اور چاہتے ہیں کہ بے کئے اُن کی تعریف ہو ایسوں کو ہرگز عذاب سے دُور نہ جاننا اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے ،،

تفسیر : اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ یہود لوگوں کو دھوکہ دینے اور گناہ کرنے پر خوش ہوتے تھے اور باوجود نادان ہونے کے یہ پسند کرتے تھے کہ انہیں عالم کہا جائے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود پسندی بُری چیز ہے اور جھوٹی بات پر خوش ہونے سے عذاب ہوگا!

۴۲۵۲ ___ **ترجمہ** : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو منافق تھے جب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کے لئے باہر نکلے تو وہ آپ سے پیچھے رہ گئے (آپ کے ہمراہ نہ نکلے) اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے رہنے میں خوش ہُوئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اُنھوں نے آپ سے معذرتیں کیں اور قسمیں کھائیں اور اس بات کو پسند کیا کہ ان کی ایسی چیز کے سبب تعریف کی جائے جو اُنھوں نے نہیں کی تو یہ آیت کریمہ نازل ہُوئی۔ لَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ الاية۔

۴۲۵۲ ___ **شرح** : ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اس آیت کا شانِ نزول یہ ذکر کیا ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آیت اہلِ کتاب کے بارے میں نازل ہُوئی جیسا کہ بعد والی حدیث میں مذکور ہے۔ قرطبی نے کہا یہ آیت دونوں فریقوں کے بارے میں نازل ہُوئی امام فراء نے کہا یہودیوں نے کہا ہم پہلے اہلِ کتاب ہیں اور پہلے نماز پڑھنے والے اور تابعدار ہیں۔ باایں ہمہ وہ شرک کا ثابت

۴۲۵۳ — حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَیْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَةَ اَنَّ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ مَرْوَانَ قَالَ لِبَوَّابِهٖ اذْهَبْ یَا رَافِعُ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْ لَئِنْ کَانَ کُلُّ امْرِئٍ فَرِحَ بِمَا اُوْتِیَ وَاَحَبَّ اَنْ یُّحْمَدَ بِمَا لَمْ یَفْعَلْ مُعَذَّبًا لَیُعَذَّبَنَّ اَجْمَعُوْنَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَمَا لَکُمْ وَلِهٰذِهٖ اِنَّمَا دَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَهُوْدًا فَسَاَلَهُمْ عَنْ شَیْءٍ فَکَتَمُوْهُ اِیَّاهُ وَاَخْبَرُوْهُ بِغَیْرِهٖ فَاَرَوْهُ اَنْ قَدِ اسْتَحْمَدُوْا اِلَیْهِ بِمَا اَخْبَرُوْهُ عَنْهُ فِیْمَا سَاَلَهُمْ وَفَرِحُوْا بِمَا اُوْتُوْا مِنْ کِتْمَانِهِمْ ثُمَّ قَرَاَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ کَذٰلِکَ حَتّٰی قَوْلِهٖ یَفْرَحُوْنَ بِمَا اَتَوْا وَیُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا تَابَعَهٗ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ

صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاتے تھے اور یہ پسند کرتے تھے کہ اُن کے نہ کئے پر ان کی تعریف کی جائے اس لئے یہ آیت ان کے متعلق نازل ہوئی لیکن لفظ کی عمومیت ہر اس شخص کو شامل ہے جو اچھا کام کرے اور اس کی وجہ سے فخر سے خوشی کا اظہار کرے اور یہ پسند کرے کہ اس کے نہ کئے پر لوگ اس کی تعریف کریں"

۴۲۵۳ — ترجمہ : ابن ابی مُلیکہ سے روایت ہے کہ علقمہ بن ابی وقاص نے اُن سے بیان کیا کہ مروان نے اپنے خادم سے کہا اے ابا رافع ابن عباس کے پاس جاؤ اور اُن سے کہو اگر ہر انسان اس کو دی ہوئی شئی پر خوش ہو اور وہ یہ پسند کرے کہ بغیر کسی عمل کے کئے ہوئے اس کی تعریف کی جائے آخرت میں وہ معذب ہو تو ہم سب کو عذاب دیا جائے گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تمہیں اس آیت سے کیا تعلق ہے (یہ تمہاری شان میں نہیں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو بلایا اور اُن سے ایک چیز پوچھی تو انھوں نے اس کو چھپایا اور کسی اور شئی کی خبر دی اور انھوں نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ظاہر کیا کہ جو آپ نے اُن سے پوچھا تھا اس کی آپ کو خبر دینے میں اُن کی آپ کے پاس تعریف کی گئی" اور وہ اس چیز سے خوش ہوئے جو اُن کو مسئول چھپانے پر عطا کیا گیا۔ پھر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت تلاوت فرمائی : وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ سے لَاتَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ تک عبدالرزاق نے ابن جُریج سے روایت کرنے میں ہشام کی متابعت کی!

۴۲۵۴ — حَدَّثَنَا ابْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ مُلَيْكَةَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ مَرْوَانَ بِهٰذَا

بَابُ قَوْلِهِ إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْآيَةَ

۴۲۵۳ — شرح : مذکورہ آیت کریمہ کے نزول کی یہ دوسری وجہ ہے۔ اس آیت کریمہ کا مَورِد اگرچہ خاص ہے، لیکن یہ مفہوم کے اعتبار سے عام ہے اور اُن لوگوں کو شامل ہے جن کو کوئی اچھی چیز اور دنیاوی نعمت عطاء کی گئی تو فخر اور غرور کے باعث خوش ہوتے ہیں اور وہ یہ پسند کرتے ہیں کہ اُن کے نہ کئے پر ان کی تعریف کی جائے،،

بعض محدثین نے اس حدیث کی صحت میں توقف کیا ہے۔ چنانچہ اسماعیلی جو ممتاز محدث ہیں نے کہا اللہ تعالیٰ بخاری پر رحم کرے کہ صحیح بخاری میں یہ حدیث ذکر کی حالانکہ ابن جریج کے بارے میں کافی اختلاف واقع ہے۔ اس حدیث کا مرجع مروان کا دربان ہے اور وہ مجہول الحال ہے۔

۴۲۵۴ — ترجمہ : حجاج نے ابن جریج سے روایت کی کہ مجھے ابن ابی مُلیکہ نے حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف سے خبر دی کہ انہوں نے کہا کہ مروان نے اس حدیث کو بیان کیا،، (اس کا مقصد یہ ہے کہ مذکورہ حدیث دوسرے طریق سے بھی منقول ہے)

باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بیشک آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے میں الخ

تفسیر : اس آیت کا تتمہ یہ ہے : وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ یعنی بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے،، اور وہ جانتے ہیں کہ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ثابت ہے اور چلنے والے کواکب، دریا، پہاڑ، جنگلات، مختلف ذائقہ والے پھل دار درخت، مختلف قسم کے رنگ وغیرہ، رات اور دن کا ایک دوسرے کا تعاقب کرنا اور ان کا چھوٹا بڑا ہونا یہ تمام اللہ تعالیٰ کے وجود اور اس کی وحدانیت اور صفات کاملہ علم و قدرت کے دلائل ہیں جن کو دیکھ کر انسان یہ کہنے میں مجبور ہو جاتا ہے۔ اے اللہ کریم تونے یہ کارخانہ باطل پیدا نہیں فرمایا لہٰذا ہم تیری ذات ستودہ صفات

۴۲۵۵ ـــ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ نَمِرٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ فَتَحَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ اَهْلِهٖ سَاعَةً ثُمَّ رَقَدَ فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْاٰخِرُ قَعَدَ فَنَظَرَ اِلَى السَّمَآءِ فَقَالَ اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيَاتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ثُمَّ قَامَ فَتَوَضَّأَ وَاسْتَنَّ فَصَلّٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ اَذَّنَ بِلَالٌ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ

پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ باب کے عنوان کے بعد امام نے حدیث ذکر کی جس میں یہ آیت کریمہ مذکور ہے۔

۴۲۵۵ ـــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے اپنی خالہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رات گزاری۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجۂ محترمہ سے کچھ وقت باتیں کیں پھر سو گئے۔ جب تہائی شب رہ گئی تو اُٹھ بیٹھے اور آسمان کی طرف نظر اُٹھا کر فرمایا: اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيَاتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ "پھر آپ اُٹھے اور وضوء اور مسواک کی اور گیارہ رکعتیں نماز تہجد پڑھی پھر کچھ دیر بعد بلال نے اذان کہی تو آپ نے فجر کی دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر باہر تشریف لائے اور صبح کی نماز پڑھی!

۴۲۵۵ ـــ شرح: اس حدیث کی شرح حدیث ۱۳۸ کے تحت دیکھیں۔ طبرانی نے اپنے اسناد کے ساتھ سعید بن جبیر کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ قریش یہودیوں کے پاس آئے اور اُن سے کہا موسیٰ "علیہ السلام" تمہارے پاس کیا معجزہ لائے اُنہوں نے کہا عصاء اور ید بیضاء، پھر وہ نصاریٰ کے پاس گئے اور اُن سے کہا عیسیٰ "علیہ السلام" کیسے تھے؟ اُنہوں نے کہا وہ بہروں اور کوڑھوں کو شفا دیتے اور مُردوں کو زندہ کرتے تھے۔ پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے اللہ سے دُعاء کریں کہ صفا پہاڑی کو سونا بنا دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے دُعاء کی تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جو حدیث میں مذکور ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا نزولِ آیت کی یہ وجہ مشکل ہے کیونکہ یہ آیت کریمہ مدنیہ ہے اور لوگوں کا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنا کہ صفا پہاڑی سونا بنا دے مکی ہے"

بَابُ قَوْلِهٖ اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

۴۲۵۶ـ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَھْدِیٍّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ مَخْرَمَۃَ بْنِ سُلَیْمٰنَ عَنْ کُرَیْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِیْ مَیْمُوْنَۃَ فَقُلْتُ لَاَنْظُرَنَّ اِلٰی صَلٰوۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَطُرِحَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وِسَادَۃٌ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ طُوْلِھَا فَجَعَلَ یَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْھِہٖ ثُمَّ قَرَاَ الْاٰیَاتِ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ اٰلِ عِمْرَانَ حَتّٰی خَتَمَ ثُمَّ اَتٰی شَنًّا مُعَلَّقًا فَاَخَذَہٗ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ قَامَ یُصَلِّیْ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ اِلٰی جَنْبِہٖ فَوَضَعَ یَدَہٗ عَلٰی رَاْسِیْ ثُمَّ اَخَذَ بِاُذُنِیْ فَجَعَلَ یَفْتِلُھَا ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ اَوْتَرَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمان اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں

۴۲۵۶ـــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے اپنی خالہ ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں رات گذاری اور میں نے دل میں کہا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز دیکھوں گا (کہ رات کس طرح نماز ادا کرتے ہیں) تو میمونہ رضی اللہ عنہا نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سرہانہ بچھا دیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے طول کی جانب سو گئے حتیٰ کہ آدھی رات گذر گئی تو آپ بیدار ہوئے اور اپنے چہرۂ انور سے نیند کو پونچھنے لگے (چہرہ مبارک کو ملا) پھر سورۂ آل عمران

باب قَوْلِهٖ رَبَّنَا اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ

۴۲۵۷ ـ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنُ بْنُ عِیْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَیْمٰنَ عَنْ كُرَیْبٍ مَوْلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ بَاتَ عِنْدَ مَیْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهِیَ خَالَتُهٗ فَاضْطَجَعْتُ فِیْ عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلُهٗ فِیْ طُوْلِهَا فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی انْتَصَفَ اللَّیْلُ اَوْ قَبْلَهٗ بِقَلِیْلٍ اَوْ بَعْدَهٗ بِقَلِیْلٍ ثُمَّ اسْتَیْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

کی آخری دس آیات پڑھیں پھر لٹکے ہوئے پرانے مشکیزہ کے پاس تشریف لائے اور اس سے پانی لے کر وضو کیا پھر آپ نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی تو میں بھی اُٹھا اور جیسے آپ نے کیا تھا میں نے بھی کیا (وضوء کیا) پھر میں آیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو کی جانب کھڑا ہو گیا آپ نے اپنا دستِ اقدس میرے سر پر رکھا پھر میرا کان پکڑا اور محبت سے کان کو ملا پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو پھر دو پھر دو پھر دو ...... اور پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر وتر پڑھے پھر آپ نے ایک رکعت ملا کر وتر بنایا (حدیث ۱۳۸ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ربّ ہمارے بے شک جسے تو دوزخ میں لے جائے اسے ضرور تو نے رسوائی دی اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں "

۴۲۵۷ ــ ترجمہ: عبداللہ بن عباس کے مَولیٰ (آزاد کردہ) سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عباس نے اُن سے بیان کیا کہ اُنہوں نے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر رات بسر کی اور وہ اُن کی خالہ ہیں۔ ابن عباس نے کہا میں سرہانہ کے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهٖ بِيَدَيْهِ ثُمَّ قَرَأَ الْعَشْرَ
الْاٰيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ اِلٰى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا
فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ اِلٰى
جَنْبِهٖ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَاْسِيْ وَاَخَذَ
بِاُذُنِي الْيُمْنٰى يَفْتِلُهَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ
ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى جَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ
فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ

بَابٌ قَوْلُهٗ رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ الْاٰيَةَ

عرض کی طرف لیٹ گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بیوی اس کے طول میں آرام فرما ہوئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے حتی کہ آدھی رات ہوئی یا اس سے کچھ پہلے یا کچھ بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور چہرۂ انور سے نیند کو دُور کیا۔ سورۂ آلِ عمران کی آخری دس آیات تلاوت فرمائیں پھر ایک لٹکے ہوئے مشکیزہ کی طرف گئے اور اس سے بہت اچھا وضو فرمایا پھر کھڑے ہوئے اس حال میں کہ نماز ادا فرما رہے تھے۔ میں نے بھی وہی کیا جو آپ نے کیا تھا۔ پھر میں آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور اپنے ہاتھ مبارک سے میرا کان پکڑا اس حال میں کہ اس کو مروڑ رہے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ میرے سر پر رکھا اور اپنے ہاتھ مبارک سے میرا کان پکڑا اس حال میں کہ اس کو مروڑ رہے تھے اور آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر دو پھر دو پھر دو پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر نمازِ وتر پڑھی پھر پہلو پر لیٹ گئے حتی کہ مؤذن آیا آپ اُٹھے اور دو رکعتیں ہلکی سی پڑھیں۔ پھر گھر سے باہر تشریف لائے اور صبح کی نماز پڑھائی (حدیث ۱۲۹۰ کی شرح دیکھیں نیز تفہیم البخاری حصہ دوم ص ۱۲۳ کا مطالعہ کریں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے رب ہمارے ہم نے ایک منادی (سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم) کو سنا کہ ایمان کیلئے نداء فرماتا ہے"

۴۲۵۸ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ سُلَيْمٰنَ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ بَاتَ عِنْدَ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهُ قَالَ فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلُهُ فِي طُوْلِهَا فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ اَوْ قَبْلَهُ بِقَلِيْلٍ اَوْ بَعْدَهُ بِقَلِيْلٍ اِسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَنَامِهِ فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَجْهِهِ بِيَدِهِ ثُمَّ قَرَاَ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ الْخَوَاتِيْمَ مِنْ سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ اِلٰى شَنٍّ مُعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّاَ مِنْهَا فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهُ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّيْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ فَصَنَعْتُ مِثْلَ مَا صَنَعَ ثُمَّ ذَهَبْتُ فَقُمْتُ اِلٰى جَنْبِهِ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَاْسِيْ وَاَخَذَ بِاُذُنِي الْيُمْنٰى يَفْتِلُهَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ

۴۲۵۸ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ کریبؒ سے روائت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اُن سے بیان کیا کہ انہوں نے ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ ابن عباس کی خالہ ہیں کے گھر میں رات بسر کی۔ ابن عباس نے کہا وہ سرہانہ کے عرض کی جانب لیٹ گئے جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی بیوی میمونہ رضی اللہ عنہا اس کے طول کی جانب آرام فرما ہوئے۔ جب آدھی رات گزر گئی یا اس سے تھوڑا سا پہلے یا اس کے تھوڑا سا بعد تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور بیٹھ گئے جبکہ اپنے ہاتھ مبارک سے چہرۂ انور سے نیند دُور کر رہے تھے۔ پھر سورۂ آل عمران کی آخری دس آئتیں پڑھیں اور مشکیزہ کے پاس گئے اور اس کے پانی سے وضو فرمایا اور بہت اچھا وضو کیا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں اُٹھا اور میں نے وہی کیا جو آپ نے کیا تھا پھر میں آپ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ مبارک میرے سر پہ رکھا اور (بطور شفقت) میرے کان کو پکڑ کر اسے مروڑا اور دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں پھر دو رکعتیں

ثُمَّ اَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰی جَآءَهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰی رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ

سُوْرَةُ النِّسَآءِ

پھر دو رکعتیں نماز پڑھی پھر وتر پڑھے پھر لیٹ گئے حتیٰ کہ آپ کے پاس مؤذن آیا تو آپ اُٹھے اور ہلکی سی دو رکعتیں پڑھیں پھر گھر سے باہر تشریف لائے اور صبح کی نماز پڑھائی "، (حدیث ۱۳۸ کی شرح دیکھیں)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُورۂ نساء ۴

حضرت ابن عباس، عبداللہ بن زبیر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یہ سورت مدینہ منورہ میں نازل ہوئی جمہور بھی یہی کہتے ہیں۔ مگر ایک آیت کریمہ اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا "، اللہ تمہیں حکم فرماتا ہے کہ لوگوں کی امانتیں اُن کے حوالہ کرو! عثمان بن ابی طلحہ کے بارے میں سال فتح مکہ میں نازل ہوئی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا يَسْتَنْكِفُ یعنی يَسْتَكْبِرُ ہے اور اس آیت کریمہ: وَمَنْ يَسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ "، میں يَسْتَكْبِرُ يَسْتَنْكِفُ کا عطف بیان ہے۔ امام بیضاوی نے کہا اِستکبار استنکاف ہے اس لئے یہ اُس کا عطف بیان ہے زجاج نحوی نے کہا استنکاف نکف بمعنی انفتح یعنی حق سے سرکشی کرنا۔ قِيَامًا۔ اس میں اس آیت کریمہ لَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيَامًا "، پھر اس کی قِوَامُكُمْ مِنْ مَعَايِشِكُمْ سے تفسیر کی۔ یعنی قیام وہ ہے جس کے ساتھ لوگ اپنی معیشت قائم کرتے ہیں۔ قِوَام بھی اسی طرح ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد لَهُنَّ سَبِيْلًا یعنی ثیب (شادی شدہ) کو سنگسار اور کنوارے کو کوڑے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی طرف اشارہ کیا فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ يَجْعَلَ لَهُنَّ سَبِيْلًا "، ابتداءِ اسلام میں تھا کہ جب کوئی عورت زناء کرتی اور شرعاً اس کا زنا ثابت ہوجاتا تو اس کو گھر میں بند کیا جاتا تھا وہ مرنے تک وہاں سے باہر نہ نکل سکتی تھی اور اَوْ يَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِيْلًا "، نے اس کو منسوخ کردیا اور ثیب کے لئے رجم اور کنوارے کے لئے کوڑوں کا حکم مستقر ہُوا۔ طبرانی نے ابن عباس سے روایت کی کہ جب سورۂ نساء نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورۂ نساء کے بعد

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَسْتَنْكِفُ يَسْتَكْبِرُ قِوَامًا قِوَامُكُمْ مِنْ مَعَايِشِكُمْ لَهُنَّ سَبِيلًا يَعْنِي الرَّجْمَ لِلثَّيِّبِ وَالْجَلْدَ لِلْبِكْرِ وَقَالَ غَيْرُهُ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ يَعْنِي اِثْنَتَيْنِ وَثَلَاثًا وَأَرْبَعًا وَلَا تُجَاوِزُ الْعَرَبُ رُبَاعَ

بَابٌ وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ

حبس ختم ہوگیا۔ اور لَهُنَّ سَبِيلًا ،، کی تفسیر یہ کی کہ ثیّب کے لئے رجم اور کنوارے کے لئے کوڑے ہیں پس سَبِیل سے مراد رجم اور کوڑے ہیں اور موت تک حبس منسوخ ہوگیا۔ صحاح میں عبداللہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ سے لو اللہ تعالیٰ نے اُن کے لئے راہ نکال دی ہے وہ یہ کہ جب کنوارہ زناء کرے اور دلیل یا اقرار سے اس کا زناء ثابت ہوجائے تو اس کو سو کوڑے مارو اور سیاست کے طور پر بعض احوال میں ایک سال کے لئے جلاوطنی بھی فرمائی اور ثیّب کے لئے رجم اور سیاستہً بعض احوال میں کوڑے بھی لگائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا : مَثْنٰى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ ،، عرب رُباع سے آگے نہیں بڑھتے ہیں۔ پھر مثنیٰ کی اثنتین سے ثلاث کی ثلاثا اور رُباعَ کی اربعًا سے تفسیر کی اور ان کے معانی مکرر ہیں۔ یعنی مثنیٰ کا معنیٰ دو دو ہے اور شہرت کے باعث صرف اثنتین ذکر کیا ہے۔ والباقی۔ علیٰ ہذا القیاس۔ اس کی پوری تفصیل شرح جامی میں عدل کی بحث میں دیکھیں۔

باب اگر تمہیں یہ ڈر ہو کہ تم یتیم عورتوں میں انصاف نہ کرسکو گے

اس آیت کریمہ کا معنیٰ یہ ہے کہ جب تم میں سے کسی کی کفالت اور پرورش میں یتیمہ ہو اور اسے یہ خوف ہو کہ وہ اس کو مہر مثل نہ دے سکے گا تو اس کے سوا کسی اور عورت سے نکاح کرلے کیونکہ اس کے سوا عورتیں بہت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر تنگی نہیں کی۔ آیت میں مذکور یتیمہ اگرچہ بالغہ ہے لیکن

۴۲۵۹ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلًا کَانَتْ لَهٗ یَتِیْمَةٌ فَنَکَحَهَا وَکَانَ لَهَا عَذْقٌ وَکَانَ یُمْسِکُهَا عَلَیْهِ وَلَمْ یَکُنْ لَهَا مِنْ نَفْسِهٖ شَیْءٌ فَنَزَلَتْ فِیْهِ وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی اَحْسِبُهٗ قَالَ کَانَتْ شَرِیْکَتَهٗ فِیْ ذٰلِکَ الْعَذْقِ وَفِیْ مَالِهٖ ۴۲۶۰ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیْزِ

زمانہ ماضی کے اعتبار سے اس کو یتیمہ کہا گیا ہے۔ درحقیقت وہ یتیمہ نہیں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا یُتْمَ بَعْدَ الْبُلُوْغِ "بلوغ کے بعد یتم ختم ہوجاتا ہے۔

۴۲۵۹ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کے پاس یتیم لڑکی تھی اس نے اس سے نکاح کر لیا۔ اس لڑکی کے کھجور کے درخت تھے۔ اس وجہ سے اس نے لڑکی کو اپنے پاس رکھا ہوا تھا اور اس کو اپنے مال سے مہر وغیرہ نہ دیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی الآیۃ میرا خیال ہے کہ وہ لڑکی کھجور کے باغ اور اس کے مال میں اس کی شریک تھی۔

۴۲۵۹ — شرح: طبری نے عکرمہ سے روایت کی کہ مذکور مرد قبیلہ قریش سے تھا اس کے پاس متعدد عورتیں تھیں اور یتیم لڑکیاں بھی تھیں اس نے انہیں کا مال ہضم کرنے کے لئے اس سے نکاح کر لیا تھا۔

اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی: قولہ اَحْسِبُهٗ یعنی ہشام نے کہا میرا گمان ہے کہ عروہ نے کہا کہ وہ لڑکی اس کے مال اور باغ میں شریک تھی"۔

۴۲۶۰ — ترجمہ: ابن شہاب زہری سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا مجھے عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ انہوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے اس قول۔ وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّا تُقْسِطُوْا الآیۃ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: اے میری ہمشیرہ کے بیٹے یہ یتیم عورت ہے جو اپنے ولی اور مربی کی پرورش میں ہوتی تھی اور اس کے مال میں شریک ہوتی تھی اسے اس عورت کی خوبصورتی اور مال پسند آتا تو وہ اس کا ولی مہر میں انصاف کئے بغیر اس کے ساتھ نکاح کر لیتا اور وہ اس کو وہ مہر نہ دیتا جو اس کے علاوہ دوسرے لوگ اس کو مہر دیتے

اُبُن عَبۡدِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنَا اِبۡرَاهِیۡمُ بۡنُ سَعۡدٍ عَنۡ صَالِحِ بۡنِ کَیۡسَانَ عَنِ ابۡنِ
شِهَابٍ قَالَ اَخۡبَرَنِیۡ عُرۡوَةُ بۡنُ الزُّبَیۡرِ اَنَّهٗ سَاَلَ عَائِشَةَ عَنۡ قَوۡلِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ
اِنۡ خِفۡتُمۡ اَلَّا تُقۡسِطُوۡا فِی الۡیَتٰمٰی فَقَالَتۡ یَا ابۡنَ اُخۡتِیۡ هٰذِهِ الۡیَتِیۡمَةُ تَکُوۡنُ
فِیۡ حَجۡرِ وَلِیِّهَا تُشۡرِکُهٗ فِیۡ مَالِهٖ وَیُعۡجِبُهٗ مَالُهَا وَجَمَالُهَا فَیُرِیۡدُ وَلِیُّهَا اَنۡ یَتَزَوَّجَهَا
بِغَیۡرِ اَنۡ یُقۡسِطَ فِیۡ صَدَاقِهَا فَیُعۡطِیۡهَا مِثۡلَ مَا یُعۡطِیۡهَا غَیۡرُهٗ فَنُهُوۡا عَنۡ اَنۡ یَنۡکِحُوۡهُنَّ
اِلَّآ اَنۡ یُقۡسِطُوۡا لَهُنَّ اَعۡلٰی سُنَّتِهِنَّ فِی الصَّدَاقِ فَاُمِرُوۡا اَنۡ یَنۡکِحُوۡا مَا طَابَ
لَهُمۡ مِنَ النِّسَآءِ سِوَاهُنَّ قَالَ عُرۡوَةُ قَالَتۡ عَائِشَةُ وَاِنَّ النَّاسَ اسۡتَفۡتَوۡا
رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ بَعۡدَ هٰذِهِ الۡاٰیَةِ فَاَنۡزَلَ اللّٰہُ وَیَسۡتَفۡتُوۡنَکَ
فِی النِّسَآءِ قَالَتۡ عَائِشَةُ وَقَوۡلُ اللّٰہِ فِیۡ اٰیَةٍ اُخۡرٰی وَتَرۡغَبُوۡنَ اَنۡ تَنۡکِحُوۡهُنَّ
رَغۡبَةُ اَحَدِکُمۡ عَنۡ یَتِیۡمَتِهٖ حِیۡنَ تَکُوۡنُ قَلِیۡلَةَ الۡمَالِ وَالۡجَمَالِ قَالَتۡ فَنُهُوۡا
اَنۡ یَنۡکِحُوۡا عَنۡ مَنۡ رَغِبُوۡا فِیۡ مَالِهٖ وَجَمَالِهٖ فِیۡ یَتَامَی النِّسَآءِ اِلَّا بِالۡقِسۡطِ
مِنۡ اَجۡلِ رَغۡبَتِهِمۡ عَنۡهُنَّ اِذَا کُنَّ قَلِیۡلَاتِ الۡمَالِ وَالۡجَمَالِ

تھے۔ اس لئے انہیں ان کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کر دیا مگر یہ اُن کے مہر میں انصاف کریں اور ان کو پورا مہر ادا کریں اور انہیں حکم ملا کہ ان کے سوا اور عورتیں جو بھی انہیں خوش لگیں ان کے ساتھ نکاح کریں۔ عروہ نے کہا ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے نزول کے بعد سوال عرض کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ یَسۡتَفۡتُوۡنَکَ فِی النِّسَآءِ نازل فرمائی۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا دوسری آیت کریمہ وَتَرۡغَبُوۡنَ اَنۡ تَنۡکِحُوۡهُنَّ الخ سے مراد وہ عورتیں ہیں جو مال میں اور حسن وجمال میں کم ہیں اور تم ان میں رغبت نہیں کرتے تو پھر مال اور حسن وجمال والی عورت کے ساتھ بھی تم نکاح نہیں کر سکتے ہو حتیٰ کہ تم مال اور ان کے مہر وغیرہ میں انصاف کرو کیونکہ جب ان کے پاس مال کم ہو اور وہ خوبصورت بھی نہ ہوں تو تم ان سے اعراض کرتے ہو۔

بَابُ قَوْلِهٖ وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ فَإِذَا دَفَعْتُمْ إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ فَأَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ الْآيَةَ وَبِدَارًا مُبَادَرَةً أَعْتَدْنَا أَعْدَدْنَا أَفْعَلْنَا مِنَ الْعَتَادِ

۴۲۶۰۔ شرح : حدیث کا حاصل یہ ہے کہ یتیمہ لڑکی جب مال دار نہ ہوتی اور نہ خوبصورت ہوتی تو لوگ اس کے ساتھ نکاح کرنے سے اعراض کرتے تھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ان کو مالدار اور خوبصورت عورتوں کے ساتھ بھی نکاح کرنے سے منع کیا گیا کیونکہ جب وہ مالدار اور خوبصورت نہ ہوں تو وہ ان میں رغبت نہیں کرتے تھے حالانکہ عدل و انصاف کا مقتضیٰ یہ ہے کہ غنیہ جمیلہ عورت کے نکاح اور فقیرہ ذمیمہ کے نکاح میں مساوات ہونی چاہئیے۔ جاہلیت کے زمانہ میں جب کسی شخص کے پاس کوئی یتیمہ لڑکی ہوتی تو وہ اس پر اپنا کپڑا ڈال دیتا پھر کوئی شخص اس سے نکاح نہیں کر سکتا تھا اگر وہ خوبصورت ہوتی تو اس کے ساتھ نکاح کر لیتا اور مزے سے اس کا مال کھاتا تھا۔ اور اگر وہ ذمیمہ یعنی خوبصورت نہ ہوتی تو لوگوں کو اس کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کرتا حتی کہ وہ مرجاتی اور اس کے مرنے کے بعد اس کا وارث ہو جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس کو حرام کیا اور ایسا کرنے سے منع فرمایا۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ولی جس عورت کی پرورش کرتا ہو اس سے خود نکاح کر سکتا ہے اور بلوغ سے پہلے یتیمہ کا نکاح کرنا جائز ہے، کیونکہ بلوغ کے بعد یُتم ختم ہو جاتا ہے۔

باب۔ جو حاجتمند ہو وہ بقدر مناسب کھائے

پھر جب تم اُن کے مال انہیں سپرد کر دو تو ان پر گواہ کر لو اور اللہ کافی ہے حساب لینے کو

تفسیر یعنی جو شخص مالدار ہو اور یتیم کے مال سے مستغنی ہو تو وہ اس کے مال سے کچھ نہ کھائے شعبی نے کہا یتیم کا مال غنی کے لئے مردار اور خون کی مثل ہے اور جو کوئی حاجتمند ہو وہ بقدر ضرورت کھا سکتا ہے۔ ابوجعفر نحاس نے کہا علماء کی ایک جماعت نے یتیم کے وصی کو اس کے مال سے کچھ لینے سے منع کیا ہے۔ ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا غالبًا یہ آیت منسوخ ہے اور یہ آیت کریمہ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ،، اس کی ناسخ ہے۔ لہٰذا کسی کے لئے جائز نہیں کہ یتیم کے مال سے کچھ کھائے جبکہ وہ اس کے ساتھ مقیم ہو اور اگر یتیم کے لئے سفر کرے تو بقدر ضرورت اس کے

۴۲۶۱ـــ حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ نُمَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَمَنْ کَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ وَمَنْ کَانَ فَقِیْرًا فَلْیَاْکُلْ بِالْمَعْرُوْفِ اَنَّهَا نَزَلَتْ فِیْ مَالِ الْیَتِیْمِ اِذَا کَانَ فَقِیْرًا اَنَّہٗ یَاْکُلُ مِنْہُ مَکَانَ قِیَامِہٖ عَلَیْہِ بِمَعْرُوْفٍ

بَابٌ قَوْلُہٗ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَۃَ اُولُوا الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسَاکِیْنُ الْاٰیَۃَ

مال سے کھا سکتا ہے اور اس کے مال سے ذخیرہ نہیں کر سکتا۔ امام ابوحنیفہ اور محمد رضی اللہ عنہما یہی فرماتے ہیں۔
قولہ بِدَارًا ،، اس میں اس آیت کریمہ وَلَا تَاْکُلُوْهَا اِسْرَافًا وَّبِدَارًا اَنْ یَّکْبَرُوْا ،، کی طرف اشارہ کیا پھر مبادرۃً سے اس کی تفسیر کی یعنی یتیموں کے مال ضرورت کے بغیر فضول خرچی کرتے ہوئے جلدی جلدی ان کے بالغ ہونے سے پہلے پہلے نہ کھاجاؤ!
قولہ اَعْتَدْنَا اس سے اُولٰٓئِکَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور اَعْدَدْنَا ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی اَعْتَدْنَا اور اَعْدَدْنَا ،، کے معنی واحد ہیں۔ اس لئے کہا : اَفْعَلْنَا عَتَادٌ سے ہے۔

۴۲۶۱ــــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ کلام مَنْ کَانَ غَنِیًّا فَلْیَسْتَعْفِفْ وَمَنْ کَانَ فَقِیْرًا فَلْیَاْکُلْ بِالْمَعْرُوْفِ یتیم کے مال کے بارے میں نازل ہوا کہ جب وہ حاجتمند ہو تو وہ یتیم کے مال سے یتیم کی دیکھ بھال کے مطابق کھا سکتا ہے۔

باب جب بانٹتے وقت رشتہ دار اور یتیم اور مسکین آجائیں تو اس میں سے انہیں بھی کچھ دو اور ان سے اچھی بات کہو۔

تفسیر : یعنی جب میت کا ترکہ تقسیم کرتے وقت میت کے قریبی غریب لوگ حاضر ہوں جو وارث نہ ہوں اور یتامی اور مساکین بھی وہاں آجائیں تو ترکہ سے ان کو بھی کچھ دو۔ کیونکہ اُن کے دل بھی کچھ لینے کی خواہش رکھتے ہیں اور جب وہ دیکھیں گے کہ فلاں وہ لے گیا فلاں یہ لے گیا اور وہ ناامید کھڑے ہیں ان کو کچھ نہیں دیا جاتا تو وہ کبیدہ خاطر ہوں گے

۴۲۶۲ـــ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ الْاَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيٰنَ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنُ قَالَ هِيَ مُحْكَمَةٌ وَّلَيْسَتْ بِمَنْسُوْخَةٍ تَابَعَهٗ سَعِيْدٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

بَابُ قَوْلِهٖ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ

۴۲۶۳ـــ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ مُنْكَدِرٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ عَادَنِيْ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ فِيْ بَنِيْ سَلِمَةَ مَاشِيَيْنِ فَوَجَدَنِيْ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اَعْقِلُ فَدَعَا بِمَاءٍ فَتَوَضَّاَ مِنْهُ ثُمَّ رَشَّ عَلَيَّ فَاَفَقْتُ فَقُلْتُ مَا تَاْمُرُنِيْ اَنْ اَصْنَعَ فِيْ مَالِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَنَزَلَتْ يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ اَوْلَادِكُمْ

اس لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ بطور نیکی انہیں بھی کچھ دے دیا جائے تاکہ وہ مطمئن ہو جائیں اور شکستہ دل نہ ہوں اور انہیں اچھی بات کہو وہ یہ کہ اُن سے اچھا وعدہ کرو اور ان کے لئے دعا کرو اور کھانا کپڑا دینے کے بعد ان کو دینی تعلیم دو۔

۴۲۶۲ـــ ترجمہ : عکرمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ یہ آیت کریمہ وَاِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولِى الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنُ محکمہ ہے منسوخ نہیں۔ عکرمہ کی سعید نے ابن عباس سے روایت کرنے میں موافقت کی۔

۴۲۶۲ـــ شرح : ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کریمہ کو منسوخ نہیں کہتے ہیں۔ بعض علماء نے کہا میراث کی آیت نے اس کو منسوخ کر دیا۔ حضرات ائمہ کرام یہی کہتے ہیں (حدیث ۲۵۷۱ کی شرح دیکھیں)

باب "اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں"

(وصیت سے مراد میراث کی تقسیم ہے)

۴۲۶۳ — ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قبیلہ بنی سلمہ میں میری عیادت کی جبکہ وہ چلتے ہوئے آئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بیہوش پایا میں کچھ نہ سمجھتا تھا آپ نے پانی منگوایا اور اس سے وضوء فرمایا پھر میرے اوپر پانی سے چھڑکاؤ کیا تو مجھے ہوش آگئی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم "میرے مال کے بارے میں آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں جو اس میں کروں تو یہ آیت کریمہ : "يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ" نازل ہوئی

۴۲۶۳ — شرح : زمانۂ جاہلیت میں لوگ ساری میراث مردوں کو دیتے اور عورتوں کو محروم رکھتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اصل میراث میں دونوں کو مساوی قرار دیا اور دونوں قسموں میں یہ تفاوت رکھا کہ مرد کو عورت سے دوگنا حصہ دیا۔ کیونکہ مرد خرچہ وغیرہ اور دیگر مصارف کا متحمل ہوتا ہے۔ بنو سلمہ جابر کی قوم ہے جو قبیلہ خزرج کی ایک شاخ ہے۔ دمیاطی نے کہا یہ آیت کریمہ جابر کے حق میں نازل نہیں ہوئی۔ یہ راوی کا وہم ہے۔ جابر کے بارے میں کلالہ کی آیت کریمہ نازل ہوئی تھی چنانچہ شعبہ اور ثوری نے بھی ابن منکدر سے یہ روایت کی ہے۔ اس کی تائید اس کے بعض طرق کرتے ہیں کہ جابر نے دربارِ رسالت میں عرض کیا حضور میں کلالہ ہوں میرا کوئی وارث نہیں۔ کلالہ وہ ہے جس کے ماں باپ اور اولاد نہ ہو۔ اس وقت جابر کی اولاد نہ تھی اور نہ ہی اس کے والدین تھے۔ ان کے بارے میں یہ آیت کریمہ "يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ" نازل ہوئی۔ ترمذی کی روایت میں ہے کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا سعد بن ربیعہ کی بیوہ سعد کی دو لڑکیاں لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عرض کیا یہ سعد کی دو لڑکیاں ہیں۔ وہ غزوۂ اُحد میں شہید ہو گیا ہے ان کے چچا نے سعد کا سارا مال اپنے قبضہ کر لیا ہے اور ان کے لئے کچھ نہیں چھوڑا ان کا نکاح مال کے بغیر کیسے ہوگا؟ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس بارے میں اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے اور آیت میراث نازل ہوئی "، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے چچا کو پیغام بھیجا کہ سعد کی دونوں لڑکیوں کو دو تہائی ترکہ دو اور ان کی والدہ کو آٹھواں حصہ دو اور باقی تمہارا ہے (عینی، قسطلانی)

بَابُ قَوْلِهٖ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ

۴۲۶۴ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ وَرْقَاءَ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ فَنَسَخَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ مَا اَحَبَّ فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ وَجَعَلَ لِلْاَبَوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسَ وَالثُّلُثَ وَجَعَلَ لِلْمَرْاَةِ الثُّمُنَ وَالرُّبُعَ وَلِلزَّوْجِ الشَّطْرَ وَالرُّبُعَ

باب ـ تمہارے لئے نصف مال ہے جو تمہاری بیویوں نے چھوڑا

۴۲۶۴ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ابتداء اسلام میں ترکہ کا سارا مال لڑکے کے لئے ہوتا تھا اور والدین کے لئے وصیت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے جو چاہا منسوخ کر دیا۔ اور مرد کے لئے دو عورتوں کے حصہ کے برابر کیا اور والدین میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ اور تہائی کیا بیوی کے لئے آٹھواں اور چوتھا حصہ کیا جبکہ شوہر کے لئے نصف اور ایک چوتھائی کیا۔

۴۲۶۴ ـ شرح : یعنی جب میت کی اولاد نہ ہو تو شوہر کو نصف اور اگر اولاد ہو تو ترکہ کا چوتھا حصہ ملتا ہے۔ اور اگر شوہر فوت ہو جائے تو اگر اس کی اولاد ہو تو بیوہ کو آٹھواں حصہ اور اولاد نہ ہو تو چوتھا حصہ ملے گا۔ اگر میت کی اولاد ہو تو والدین میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ورنہ تیسرا حصہ ملے گا (کتاب الوصایا میں حدیث ۲۵۶۰ کی شرح دیکھیں)

باب ـ تمہارے لئے حلال نہیں کہ تم عورتوں کے جبراً وارث بن جاؤ!

بَابُ قَوْلِهٖ لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا الاٰية

وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لَا تَقْهَرُوْهُنَّ حُوْبًا اِثْمًا تَعُوْلُوْ تَمِيْلُوْا نِحْلَةً فَالنِّحْلَةُ الْمَهْرُ

۴۲۶۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا اَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الشَّيْبَانِيُّ وَذَكَرَهٗ اَبُو الْحَسَنِ السُّوَآئِيُّ وَلَا اَظُنُّهٗ ذَكَرَهٗ اِلَّا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ قَالَ كَانُوْا اِذَا مَاتَ الرَّجُلُ كَانَ اَوْلِيَاؤُهٗ اَحَقَّ بِامْرَاَتِهٖ اِنْ شَآءَ بَعْضُهُمْ تَزَوَّجَهَا وَاِنْ شَآءُوْا زَوَّجُوْهَا وَاِنْ شَآءُوْا لَمْ يُزَوِّجُوْهَا فَهُمْ اَحَقُّ بِهَا مِنْ اَهْلِهَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ ذٰلِكَ

ابن عباس سے منقول ہے لا تَعْضُلُوْهُنَّ" کے معنی ہیں اُن پر جبر و زبردستی مت کرو۔ حُوْبًا کا معنی گناہ کبیرہ ہے۔ تَعُوْلُوْا کے معنی ایک طرف جھک جانا نِحْلَۃً کے معنی ہیں مہر۔

پوری آیت یہ ہے: "يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا" اے ایمان والو! تمہیں حلال نہیں کہ عورتوں کے زبردستی وارث بن جاؤ اور عورتوں کو روکو نہیں اس نیت سے کہ جو مہر ان کو دیا تھا اس میں سے کچھ لے لو مگر اس صورت میں کہ صریح بے حیائی کا کام کریں اور ان سے اچھا برتاؤ کرو پھر اگر وہ تمہیں پسند نہ آئیں تو قریب ہے کہ کوئی چیز تمہیں ناپسند ہو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھے"

بَابُ قَوْلِهٖ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْاَقْرَبُوْنَ الاٰيَةَ مَوَالِيَ اَوْلِيَاءَ وَرَثَةً عَاقَدَتْ هُوَ مَوْلَى الْيَمِيْنِ وَهُوَ الْحَلِيْفُ وَالْمَوْلٰى اَيْضًا ابْنُ الْعَمِّ وَالْمَوْلَى الْمُنْعِمُ الْمُعْتِقُ وَالْمَوْلَى الْمُعْتَقُ وَالْمَوْلَى الْمَلِيْكُ وَالْمَوْلٰى مَوْلًى فِي الدِّيْنِ

۴۲۶۵ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے شیبانی نے کہا اور ابوالحسن السوائی نے اسے ذکر کیا اور میرا خیال ہے کہ اس نے ابن عباس ہی سے ذکر کیا ہے کہ یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَکُمْ الاٰیۃ انہوں نے کہا جاہلیت کے زمانہ میں جب کوئی آدمی مرجاتا تو اس کے ولی اس کی بیوی کے زیادہ حقدار ہوتے تھے۔ اُن میں سے بعض اگر چاہتے تو خود اس سے نکاح کر لیتے اور اگر چاہتے تو کسی اور سے اس کا نکاح کر دیتے اور اگر چاہتے تو اس کا نکاح کسی سے نہ کرنے دیتے۔ وہ دوسرے لوگوں سے اس کے زیادہ حق دار ہوتے تھے۔ تو اس بارے میں یہ آئت کریمہ نازل ہوئی۔ (اور اس رسم سے ان کو منع کر دیا)

۴۲۶۵ — شرح: "نحلۃ" کی تفسیر مہر سے کی ابوذر کی روائت میں ہے فَالنِّحْلَۃُ الْمَھْرُ اس میں کئی وجوہ ہیں۔ قریب تر وجہ یہ ہے کہ نحلۃ" وہ شئی ہے جو کسی عوض کے بغیر دیں لیکن ابن ابی حاتم اور طبری نے ابن عباس سے اس آئت کریمہ کی تفسیر میں نحلۃ کی تفسیر مہر سے کی ہے اور مقاتل، قتادہ اور ابن جریج نے کہا نحلۃ" مقرر فریضہ ہے۔ ابن درید نے کہا عرب کے کلام میں نحلۃ" واجب کو کہتے ہیں چنانچہ تو کہے گا: لَا یَنْکِحُھَا اِلَّا بِشَیْءٍ وَاجِبٍ لَھَا"، اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو مناسب نہیں کہ کسی عورت سے نکاح کرے مگر واجب مہر کے عوض اور مہر کا نام کذب مناسب نہیں۔ قولہ صَدُقَاتِھِنَّ آہ صَدُقَۃ بفتح الصاد اور بضم الدال ہے اس کی جمع صَدُقَات بفتح الصاد اور بضم الدال ہے۔ اگر بفتح الصاد والدال ہو تو اس کا معنی خیرات ہے۔ قولہ وَلَا اَظُنُّہٗ" اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ شیبانی کی روائت کے دو طریق ہیں۔ ان میں سے ایک موصول ہے جو عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس سے ہے اور دوسرا طریق وہ ہے جس کا وصل مشکوک ہے۔ اور وہ ابوالحسن السوائی کے ذریعہ ابن عباس سے ہے رضی اللہ عنہما (عینی) واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

باب اور ہم نے سب کے لئے ، مال کے مستحق بنا دیئے ہیں ،،

جو کچھ چھوڑ جائیں ماں باپ اور قرابت والے اور وہ جن سے تمہارا حلف بندھ چکا ۔ انہیں ان کا حصّہ دو بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے ،،

تفسیر : موالی کی تفسیر اولیاء ورثہ سے کی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی "موالی" کی تفسیر ورثہ سے کی ہے ۔ علامہ زمخشری نے کہا والدین اور اقارب جو مال ترکہ چھوڑ جائیں ۔ ہم نے اس کے لئے موالی اور وارث بنا دیئے ہیں وہ مال کے وارث ہیں اور اس کو اپنے قبضہ کرتے ہیں ۔ ایک روایت میں ابن عباس سے منقول ہے کہ موالی عصبات ہیں قولہ : وَالَّذِیْنَ عَاقَدَتْ اَیْمَانُکُمْ ،، یہ مبتداء ہے جو شرط کے معنی کو متضمن ہے اس کی خبر پہ فاء داخل ہے اور فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ اس کی خبر ہے ۔ ابن کثیر نے کہا جن سے تم نے عقدِ حلف کیا ہے ان کو میراث سے ان کا حصہ دو جو تم نے وعدہ کیا ہے ۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ کوئی مجہول النسب دُوسرے سے یہ کہے کہ تو میرا مَوْلیٰ ہے میں مر جاؤں تو تو میرا وارث ہوگا اور میں کوئی جنایت کروں تو تجھے دیت دینا ہوگی ۔ دُوسرا کہے میں نے قبول کیا اس صورت میں یہ عقد صحیح ہو جاتا ہے اور قبول کرنے والا وارث بن جاتا ہے اور دیت بھی اس پر آجاتی ہے اور دوسرا بھی اسی طرح سے مجہول النسب سے ایسا ہی کہے اور وہ بھی قبول کرے تو اُن میں سے ہر ایک دوسرے کا وارث اور اس کی دیت کا ذمہ وار ہوگا یہ عقد ثابت ہے ۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے قائل ہیں ۔ علامہ کرمانی نے کہا : اَوْلِيَاءَ وَرَثَةً ،، دونوں منصرب ہیں مولیٰ کی تفسیر میں اور اولیاء موالی بھی مذکور ہیں اس میں اضافت بیانیہ ہے جیسے "شجر الاراک ،، میں اضافت بیانیہ ہے کہ اراک شجر کا بیان ہے یعنی میت کے اولیاء جو اس کی میراث کے وارث ہیں اور اس کو اپنے قبضہ میں کرتے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو قرابت کے باعث ولی ہیں اور وہ والدین اور اقارب ہیں دوسرے ولی بالموالات اور عقدِ ولاء ہیں اور وہ لوگ ہیں جنہوں نے عقد بالحلف کیا ہو ۔ چچا کے بیٹے کو بھی مولیٰ کہا جاتا ہے اور مولی بمعنی مُنعِم آزاد کرنے والا ہے اور مَوْلیٰ مُعتَق جس کو آزاد کیا گیا ہو ۔ مَوْلیٰ بمعنی مالک بھی ہے ۔ مولیٰ بمعنی دین میں بزرگ بھی آتا ہے ۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے مولیٰ کے چھ معانی ذکر کئے ہیں ۔ چند معانی اور بھی ہیں ۔ چنانچہ مُحِبّ ، ہمسایہ ، ناصر ، صہر ، تابع اور مساوی مقابل پر بھی مولیٰ کا اطلاق ہوتا ہے ۔ عقدِ حلف ابتداء اسلام میں تھا ۔ اس آیت کریمہ نے اس کو منسوخ کر دیا ۔

۴۲۶۶ ـــ حَدَّثَنِي الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ إِدْرِيسَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ قَالَ وَرَثَةً وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ كَانَ الْمُهَاجِرُونَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَرِثُ الْمُهَاجِرِيُّ الْأَنْصَارِيَّ دُونَ ذَوِي رَحِمِهِ لِلْأُخُوَّةِ الَّتِي آخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَهُمْ فَلَمَّا نَزَلَتْ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ نُسِخَتْ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنَ النَّصْرِ وَالرِّفَادَةِ وَالنَّصِيحَةِ وَقَدْ ذَهَبَ الْمِيرَاثُ وَيُوصِي لَهُ سَمِعَ أَبُو أُسَامَةَ إِدْرِيسَ وَسَمِعَ إِدْرِيسُ طَلْحَةَ

بَابُ قَوْلِهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ يَعْنِي زِنَةَ ذَرَّةٍ

۴۲۶۶ ـــ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موالی کی تفسیر میں یہ روایت ہے کہ موالی بمعنی ورثہ ہیں اور وَالَّذِينَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ کی تفسیر میں کہا کہ جب مہاجرین مدینہ منورہ میں آئے تو مہاجر انصاری کا وارث بنتا تھا اس کے قریبی وارث نہ بنتے تھے۔ یہ اس بھائی چارہ کے سبب تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے درمیان بھائی چارہ بنایا تھا۔ جب یہ آیت کریمہ وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ ،، نازل ہوئی تو بھائی چارہ کی میراث کو منسوخ کر دیا۔ پھر کہا جنہوں نے قسموں کے ساتھ عہد باندھے ہوں وہ مدد کریں اور عطایا دیں اور ایک دوسرے سے بھلائی کریں ان کے لئے میراث نہیں رہی۔ وہ بھائیوں کے لئے وصیت کریں۔ ابو اسامہ نے ادریس سے سُنا اور ادریس نے طلحہ سے سُنا ہے۔

(اس میں یہ اشارہ ہے کہ یہ حدیث معنعنہ ہے اور ہر ایک کا دوسرے سے سماع ثابت ہے)

(حدیث ۲۱۲۹ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک اللہ ایک ذرہ بھر ظلم نہیں کرتا ،،

۴۲۶۷ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ أُنَاسًا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ هَلْ تُضَارُّونَ فِي

تفسیر مثقال ذرہ کی تفسیر زنتہ ذرہ سے کی اور مثقال کی تفسیر وزن سے کی جاتی ہے۔ زجاج سے منقول ہے کہ مثقال کا وزن مفعال ہے۔ یہ ثقل سے مشتق ہے۔ ابو منصور جوالقی نے کہا لوگ کہتے ہیں۔ مثقال دینار کا وزن ہے، لیکن ایسا نہیں ہے ہر شئ کا مثقال اس کا وزن ہے ہر وزن کو مثقال کہتے ہیں اگرچہ ہزار دینار ہو۔ ذرہ ذر کا واحد ہے اور چھوٹی سی سرخ چیونٹی کو ذرہ کہتے ہیں۔ ثعلب سے ذرہ کے متعلق پوچھا گیا تو اُنہوں نے کہا سو چیونٹی کا وزن ایک دانہ ہوتا ہے۔ ابن اثیر نے کسی سے نقل کرتے ہوئے کہا ذرہ کا کچھ وزن نہیں اس سے مراد وہ ہے جو سُورج کی شعاع میں باریک سی شئ دیکھی جاتی ہے بعض حساب دانوں نے کہا جَو کا وزن حبہ (دانہ) اور حبہ کا وزن چار ذرے ہے۔ اور ذرہ کا وزن چار تِل ہیں اور تِل کا وزن شمسی چار خردلے ہیں اور خردلہ کا وزن نخالہ کے چار ورق ہیں اور نخالہ کے ورق کا وزن چار ذرات ہیں اس سے معلوم ہُوا کہ ذرہ چار ضرب چار اس ضرب کے حساب سے حبہ کے ایک ہزار بیس ذرات بنتے ہیں ثعلبی نے کہا کہ یزید بن ہارون نے کہا لوگ کہتے ہیں ذرہ کا وزن نہیں چنانچہ حکائت ذکر کی جاتی ہے کہ ایک آدمی نے روٹی رکھی تو اس پر اتنے ذرات آگئے کہ انہوں نے روٹی کو ڈھانپ لیا پھر اس کا وزن کیا تو روٹی کی مقدار سے کچھ بھی وزن زیادہ نہ ہُوا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ انھوں نے اپنا ہاتھ مٹی میں داخل کیا پھر نکال کر اس میں پھونک ماری اور فرمایا ان میں سے ہر ایک ذرہ ہے۔ قتادہ سے روائت ہے اُنہوں نے کہا بعض علماء کہتے تھے۔ میری نیکیاں ایک ذرہ کی مقدار زیادہ ہو جائیں تو وہ مجھے ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہے۔ ابن مسعود نے مرفوع حدیث ذکر کی کہ اے اللہ! تیرے بندے کے لئے صرف ایک ذرہ وزن باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس ذرہ کو اس کے لئے بڑھاؤ اور اس کو جنت میں داخل کرو! (عینی، تیسیر القاری)

۴۲۶۷ ـــ ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ پاک میں لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا ہم قیامت کے روز اپنے رب کو دیکھیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! کیا دوپہر کے وقت سُورج کی روشنی

رُؤْيَةِ الشَّمْسِ بِالظَّهِيْرَةِ ضَوْءٌ لَيْسَ فِيْهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا قَالَ فَهَلْ تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ضَوْءٌ لَيْسَ فِيْهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا كَمَا تُضَارُّوْنَ فِيْ رُؤْيَةِ اَحَدِهِمَا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ يَتَّبِعُ كُلُّ اُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ فَلَا يَبْقٰى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ غَيْرَ اللّٰهِ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْاَنْصَابِ اِلَّا يَتَسَاقَطُوْنَ فِي النَّارِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ اِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ بَرٌّ وَّ فَاجِرٌ وَ غُبَّرَاتُ اَهْلِ الْكِتَابِ فَتُدْعَى الْيَهُوْدُ فَيُقَالُ لَهُمْ مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَعْبُدُ عُزَيْرَ ابْنَ اللّٰهِ فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَّلَا وَلَدٍ فَمَاذَا تَبْغُوْنَ قَالُوْا عَطِشْنَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا فَيُشَارُ اَلَا تَرِدُوْنَ فَيُحْشَرُوْنَ اِلَى النَّارِ كَاَنَّهَا سَرَابٌ يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيَتَسَاقَطُوْنَ فِي النَّارِ ثُمَّ تُدْعَى النَّصَارٰى فَيُقَالُ لَهُمْ مَنْ كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيْحَ ابْنَ اللّٰهِ

کی سخت حرارت جس میں بادل نہ ہو سورج کو دیکھنے میں تمہیں ضرر دیتی ہے؟ اُنھوں نے کہا نہیں۔ فرمایا کیا چودھویں رات کا چاند دیکھنے میں روشنی جس میں بادل نہ ہو تمہیں ضرر دیتی ہے انہوں نے کہا نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں قیامت کے دن اللہ کو دیکھنے میں کچھ ضرر یا مزاحمت نہ ہوگی جیسے سورج اور چاند کو دیکھنے کوئی ضرر یا مزاحمت نہیں ہوتی۔ جب قیامت کا دن ہوگا منادی آواز دے گا ہر گروہ اس کی پیروی کرے جس کی وہ عبادت کرتے تھے تو اللہ کے سوا جن بتوں اور پتھروں کی عبادت کیجاتی تھی سب دوزخ میں گر جائیں گے۔ یہاں تک کہ وہی باقی رہ جائیں گے جو صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ وہ نیک ہوں یا فاجر ہوں اور بچے کھچے اہل کتاب باقی رہ جائیں گے۔ پھر یہودیوں کو بلایا جائے گا اور اُن سے کہا جائے گا تم کس کی عبادت کرتے تھے وہ کہیں گے ہم اللہ کے بیٹے حضرت عزیز علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے۔ اُن سے کہا جائے گا تم جھوٹ بولتے ہو اللہ کی کوئی بیوی اور اولاد نہیں ہے۔ بتاؤ تم کیا چاہتے ہو۔ اُنھوں نے کہا اے ہمارے پروردگار ہم پیاسے ہیں ہمیں پانی پلا تو اس طرف اشارہ کیا جائے گا کہ کیا تم وہاں نہیں جاتے۔

فَيُقَالُ لَهُمْ كَذَبْتُمْ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَّلَا وَلَدٍ فَيُقَالُ لَهُمْ مَا تَبْغُوْنَ فَكَذٰلِكَ مِثْلَ الْاَوَّلِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ اِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ اَوْ فَاجِرٍ اَتَاهُمْ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ فِيْ اَدْنٰى صُوْرَةٍ مِنَ الَّتِيْ رَاَوْهُ فِيْهَا فَيُقَالُ مَاذَا تَنْتَظِرُوْنَ يَتْبَعُ كُلُّ اُمَّةٍ مَا كَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوْا فَارَقْنَا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا عَلٰى اَفْقَرِ مَا كُنَّا اِلَيْهِمْ وَلَمْ نُصَاحِبْهُمْ وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ رَبَّنَا الَّذِيْ كُنَّا نَعْبُدُ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ لَا نُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا

اور وہ تمام آگ میں جمع کئے جائیں گے گویا کہ وہ چمکتی ہوئی ریت کا میدان ہے (آگ سراب کی صورت میں ظاہر ہوگی تاکہ پیاس کے باعث اس طرف جائیں) جو ایک دوسری کو توڑتی ہوگی اور وہ آگ میں گر جائیں گے۔ پھر نصاریٰ کو بلایا جائے گا اور اُن سے کہا جائے گا تم کس کی عبادت کرتے تھے اُنھوں نے کہا ہم اللہ کے بیٹے مسیح علیہ السلام کی عبادت کرتے تھے۔ اُن سے کہا جائے گا تم جھوٹ بولتے ہو اللہ کی کوئی بیوی اور بیٹا نہیں اُن سے کہا جائے گا تم کیا طلب کرتے ہو پس اسی طرح پہلی قسم یہودیوں کی طرح کیا جائے گا۔ حتی کہ وہ ہی باقی رہ جائیں گے جو نیک و بد اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ ان کے پاس اللہ اس شان میں ظاہر ہوگا جو اس کی شان کے بہت قریب ہوگی جس شان میں انہوں نے پہلی مرتبہ دیکھا تھا۔ اُن سے کہا جائے گا تم کس کا انتظار کرتے ہو ہر گروہ اس کی پیروی کر چکا ہے جس کی وہ عبادت کرتا تھا وہ کہیں گے ہم دُنیا میں لوگوں سے ایسی حالت میں جُدا ہوئے کہ ہم ان کے بہت محتاج تھے اور ہم نے (عقائد اور اعمال میں) اُن سے مصاحبت نہیں کی اور ہم اپنے رب کا انتظار کر رہے ہیں جس کی ہم عبادت کرتے تھے۔ اللہ فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں۔ وہ کہیں گے ہم اللہ کا کسی کو شریک نہیں بناتے ہیں یہ کلمہ دو بار کہیں گے۔

۷۲۶۷ — شرح ، هَلْ تُضَارُّوْنَ آہ یہ لفظ دو بار مذکور ہے۔ دونوں مقامات میں اس کو چند وجوہ پر ذکر کیا گیا ہے۔ اول یہ کہ تُضَارُّوْنَ بضم التاء وتخفیف الراء ضیر سے بمعنی ضرر ہے اس تقدیر پر معنی یہ ہوگا کیا تم کو اس کے دیکھنے میں ضرر لاحق ہوتی ہے؟ دوسری وجہ یہ کہ تَضَارُّوْنَ بفتح التاء وتشدید الضاد والراء ضرر سے مشتق ہے۔ اس تقدیر پر معنیٰ یہ ہوگا کیا تم اپنے غیر کو رؤیت کی حالت میں مزاحمت اور مخالفت کے سبب ضرر پہنچاتے ہو یا اس کے مخفی رہنے کے سبب ایسا کرتے ہو جیسے ماہ کی پہلی رات کے چاند میں کرتے ہیں۔ خطابی نے کہا تَضَارُّوْنَ اصل تتضارون تھا یعنی کیا

تمہیں اس کی رویت کے وقت مزاحمت ہوتی ہے حتی کہ تمہیں ضرور لاحق ہو ایک تاء کو حذف کر دیا گیا ہے ۔
تیسری وجہ یہ کہ یہ لفظ تَضَامُّوْنَ ہے ۔ بتشدید المیم اور تا وضاد مفتوح ہیں ۔
چوتھی وجہ یہ کہ تُضَامُوْن بضم التاء وتخفیف المیم ضیم سے بمعنی تعب و مشقت ہے ۔ آخری دونوں وجہیں دوسری حدیث میں ہیں ۔
قولہ ضَوْءٌ آہ اگر مجرور ہو تو ماقبل سے بدل واقع ہوگا ۔ یہ دونوں جگہ مرفوع و مجرور ہے ۔ یہ تشبیہ صرف وضاحت اور زوال شک و مشقت اور زوالِ اختلاف میں ہے ۔ مقابلہ ، جہت اور دوسرے امور میں نہیں جو عادۃً رؤیت کے وقت ہوتے ہیں ۔ پس یہ حقیقی رؤیت ہے لیکن ہم اس کی کیفیت سے ناواقف ہیں اور اس کی معرفت کی حقیقت اللہ کے علم کے حوالہ کرتے ہیں ۔
قَوْلُہٗ اَصْنَامٌ آہ صنم کی جمع ہے ۔ ابن اثیر نے کہا صنم وہ ہے جس کو اللہ کے سوا الٰہ اعتقاد کیا جائے ۔ بعض نے کہا صنم وہ ہے جس کا جسم یا صورت ہو اگر اس کا جسم یا صورت نہیں تو وہ وثن ہے اور انصاب ، نُصُب کی جمع ہے وہ پتھر ہیں جن کو جاہلیت میں نصب کرتے تھے اور اس کو بُت سمجھ کر اس کی عبادت کرتے تھے بعض نے کہا نُصُب پتھر ہے جس کو نصب کر کے اس پر جانور ذبح کرتے تھے تو وہ خون سے سُرخ ہو جاتا تھا ۔ غُبَّرَات ، غبر کی جمع ہے اور غبر غابر کی جمع ہے ۔ اس کا معنی ہے پیچھے اہلِ کتاب جو شئی باقی رہے اس کو بھی غابر کہتے ہیں ۔ ماضی کے معنی میں مستعمل ہے ۔
قَوْلُہٗ اَدْنٰی صُوْرَۃٍ آہ علامہ خطابی نے کہا صورت بمعنی صفت ہے ، چنانچہ کہا جاتا ہے اس امر کی صورت یہ ہے یعنی صفت یہ ہے ۔ مشاکلت اور مجانست کے طور پر صفت پر صورت کا اطلاق کیا گیا ہے ۔
اللہ تعالیٰ کا آنا بمعنی ظہور ہے ۔ یہ مجازی معنیٰ ہے ۔ کہا گیا ہے ۔ لوگوں کا اللہ کو دیکھنے پر اتیان کا اطلاق کیا ہے کیونکہ عادت ہے کہ جو کوئی غیر سے غائب ہو جائے تو اس کے آئے بغیر اس کو دیکھنا ممکن نہیں ۔ یہاں بھی رُویت کی اتیان سے مجازاً تعبیر کی گئی ہے ۔ کہا گیا ہے ۔ اتیان سے مراد فرشتوں کا آنا ہے ۔ قاضی عیاض نے اس کو پسند کیا ہے جبکہ صاحب التیسیر نے اس کو منظور فیہ کہا ہے ۔
قولہ علیٰ اَفْقَرِ مَا كُنَّا اِلَيْهِمْ آہ یعنی ہم نے دُنیا میں ان کی پیروی نہیں کی حالانکہ ہم ان کے بہت محتاج تھے ۔ تو اس دن تو بطریق اولیٰ ان کی پیروی نہیں کریں گے ، قیامت میں لوگوں کا یہ کہنا کہ ہم اللہ کا کسی کو شریک نہیں بنائیں گے حالانکہ قیامت کے دن انسان مکلف نہ ہوگا یہ محض استلذاذ اور افتخار کے طور پر ہے ۔ اور اس نعمت کی یاد ہے جو دنیا میں انہیں حاصل ہوئی تھی ۔
(قسطلانی ، عینی ، تیسیر القاری ، کرمانی)

بَابُ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا الاٰيَةَ اَلْمُخْتَالُ وَالْخَتَّالُ وَاحِدٌ نَطْمِسُ نُسَوِّيْهَا حَتّٰى تَعُوْدَ كَاَقْفَائِهِمْ طَمَسَ الْكِتَابَ مَحَاهُ سَعِيْرًا وُقُوْدًا

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تو کیسی ہوگی جب ہم ہر اُمت سے ایک گواہ لائیں!

اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ ونگہبان بنا کر لائیں!

اس آیت کریمہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن خطرات اور اس کے احوال کی سختی اور شدت کی خبر دی ہے۔ پس قیامت کے دن کیسا حال ہوگا جبکہ ہر امت سے گواہ لایا جائے گا اور انبیاء کرام علیہم السلام امتوں پر گواہ ہوں گے۔ زمخشری نے کہا یہ کافر یہودی اور ان کے علاوہ دوسرے کافر کیا کریں گے جبکہ ہم ہر امت سے گواہ لائیں گے اور وہ اُن کے نبی ہوں گے وہ ان پر ان کے افعال کی گواہی دیں گے "هٰٓؤُلَآءِ" کے مشارٌ الیہ میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ وہ کون لوگ ہیں۔ علامہ زمخشری نے کہا وہ نبیوں کی تکذیب کرنے والے ہیں۔ مقاتل نے کہا وہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے کافر ہیں۔ ابن نقیب کی تفسیر میں ہے وہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت ہے۔ لہٰذا اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ آپ اُن پر گواہی دیں گے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت کے لئے گواہی دیں گے اور علیٰ بمعنی اللام ہے بعض نے کہا اس سے مراد کافروں کی جماعت ہے بعض نے یہود ونصاریٰ مراد لئے ہیں۔ بعض نے کہا وہ کفار قریش ہیں اور جو گواہی دیں گے اس میں چار اقوال ہیں اوّل یہ کہ آپ یہ گواہی دیں گے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو تبلیغ کی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود، ابن جریج، سدی اور مقاتل نے یہی کہا ہے۔

دوسرا یہ کہ ابو العالیہ نے کہا آپ لوگوں کے ایمان کی گواہی دیں گے۔

تیسرا قول مجاہد اور قتادہ کا ہے کہ آپ لوگوں کے اعمال کی گواہی دیں گے۔

چوتھا قول زجاج کا ہے کہ آپ ان پر اور ان کے لئے بھی گواہی دیں گے۔ واللہ ورسولہ اعلم (عینی)

"اَلْمُخْتَالُ وَالْخَتَّالُ وَاحِدٌ" اس سے اس کریمہ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مختال متکبر ہے۔ زمخشری

۴۲۶۸ _ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُلَيْمٰنَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ يَحْيٰى بَعْضُ الْحَدِيْثِ عَنْ عَمْرِو ابْنِ مُرَّةَ قَالَ قَالَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ عَلَيَّ قُلْتُ اَقْرَءُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ قَالَ فَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِيْ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِ سُوْرَةَ النِّسَآءِ حَتّٰى بَلَغْتُ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا قَالَ اَمْسِكْ فَاِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ

نے کہا مختال متجبر جاہل ہے جو اپنے اقارب اور ساتھیوں کا احترام کرنے سے تکبر کرے۔ خال کا معنی متکبر ہے کیونکہ خال بمعنی خائل ہے اور وہ متکبر ہے۔ بعض نسخوں میں ہے اَلْمُخْتَالُ وَالْخَتَالُ وَاحِدٌ اس میں نظر ہے کیونکہ ختل دھوکہ ہے وہ تکبر کے معنی کے مناسب نہیں (کرمانی) شیخ دہلوی رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ ختال کے بہت معانی ہیں تقریباً بیس معانی ذکر کئے جاتے ہیں اُن میں سے ایک معنی متکبر بھی ذکر کیا ہے۔ لہٰذا مختال اور ختال بمعنی واحد ہیں۔ مختال و متکبر وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو بہت بڑی صورت میں ظاہر کرے اور یہ ختال کے ایک معنی کے مناسب ہے

نَطْمِسَ وُجُوْهًا نُسَوِّيْهَا حَتّٰى تَعُوْدَ كَاَقْفَائِهِمْ طَمَسَ الْكِتَابَ مَحَاهُ

اس سے اس آیت کریمہ: مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی "نُسَوِّيْهَا" سے تفسیر کی۔ یعنی ہم چہروں کو برابر کردیں گے حتیٰ کہ وہ ان کی پشتوں جیسے ہو جائیں گے چنانچہ کہا جاتا ہے طَمَسَ الْكِتَابَ اس کو مٹا دیا۔ طبری نے قتادہ سے روایت کی کہ چہرے پشتوں میں چلے جائیں گے۔ قتادہ سے ایک یہ روایت بھی ہے کہ ہونٹ، آنکھیں اور آبرو جاتے رہیں گے اور چہرے اقفاء ہو جائیں گے یعنی صاف ہوں گے ابی بن کعب نے کہا یہ ایک تمثیل ہے۔ یہ مراد نہیں ان کی حقیقت ایسی محسوس ہوگی

سَعِيْرًا وُقُوْدًا

اس سے اس آیت کریمہ "وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا"، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی وقود سے تفسیر کی۔ ابو عبیدہ نے اسی طرح تفسیر کی ہے۔

۴۲۶۸ — ترجمہ: عبیدہ نے عبداللہ سے روایت کی یحییٰ نے کہا بعض حدیث عمرو بن مرہ

بَابُ قَوْلِهٖ وَاِنْ كُنْتُمْ مَرْضٰى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ صَعِيْدًا وَجْهَ الْاَرْضِ وَقَالَ جَابِرٌ كَانَتِ الطَّوَاغِيْتُ الَّتِيْ يَتَحَاكَمُوْنَ اِلَيْهَا فِيْ جُهَيْنَةَ وَاحِدٌ وَفِيْ اَسْلَمَ وَاحِدٌ وَفِيْ كُلِّ حَيٍّ وَاحِدٌ كُهَّانٌ يَنْزِلُ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ وَقَالَ عُمَرُ الْجِبْتُ السِّحْرُ وَالطَّاغُوْتُ الشَّيْطَانُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ الْجِبْتُ بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ الشَّيْطَانُ وَالطَّاغُوْتُ اَلْكَاهِنُ

سے مروی ہے اُنھوں نے کہا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ! میں نے عرض کیا کیا میں آپ کو پڑھ کر سناؤں حالانکہ آپ پر قرآن نازل ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں یہ پسند کرتا ہوں کہ قرآن اپنے غیر سے سنوں میں نے سورۂ نساء پڑھی حتیٰ کہ میں اس آیت کریمہ: فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۱ء تک پہنچا آپ نے فرمایا ٹھہر جاؤ میں کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کی آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں۔

۴۲۶۸ — شرح: علامہ کرمانی نے کہا کہ یحییٰ کے اس قول کو حدیث کی تقویت کے لئے ذکر کیا ہے۔ ورنہ عمرو کا اسناد مقطوع ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے فضائل قرآن میں مکمل اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ محمد بن یوسف نے عمرو بن حفص سے انہوں نے مسدد سے اُنھوں نے یحییٰ قطان سے اُنھوں نے سفیان سے اُنھوں نے سلیمان اعمش سے اُنھوں نے ابراہیم سے اُنھوں نے عبیدہ سے اُنھوں نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی رضی اللہ عنہم کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے غیر سے سُننا پسند کرتا ہوں کیونکہ اس صورت میں تفکر، تدبر اور تفہم زیادہ ہوتا ہے۔ نیز محبوب کا کلام اور اس کے اچھے اوصاف دوسرے سے سُننے میں ذوق اور لذت زیادہ ہوتی ہے۔ ابن جوزی نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو بہانے کا سبب یہ تھا کہ شہادت پر حکم نافذ ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کمال رحمت کے باعث شفاعت کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس لئے افراط و تفریط کرنے والوں کے حال پر گریہ زاری فرمائی۔ یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ یہ وجہ تقصیر کرنے والے مسلمانوں پر گواہی کے ارادہ کی تقدیر پر درست ہے۔ بعض علماء نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رونا اور گریہ کرنا قیامت کے سخت احوال کے باعث تھا اور نبیوں کو امت پر گواہ لانے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبیوں کے صدق پر شہادت کے سبب تھا۔ یہ وجہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ آپ کا رونا فرح و سرور کے باعث تھا کیونکہ آپ کی امت مرحومہ کی گواہی سے لوگ نجات پائیں گے اس

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے کے غیر سے قرآن پاک سُننے میں تدبر اور تفہم زیادہ ہوتا ہے جو خود پڑھنے سے نہیں ہوتا۔ اس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ واللہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اگر تم بیمار رہو یا سفر میں یا تم میں سے کوئی قضائے حاجت سے آئے

یا تم نے عورتوں کو چھُوا اور پانی نہ پایا تو پاک مٹی سے تیمّم کرو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو "

صَعِیْدًا وَجہَ الْاَرْضِ "

اس سے اس آئت کریمہ فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا "کی طرف اشارہ ہے پھر صعید کی تفسیر وجہ الارض سے کی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جن کاہنوں کے پاس لوگ اپنے مقدمات لے جایا کرتے تھے۔ وہ ایک قبیلہ جہینہ میں تھا۔ ایک قبیلہ اسلم میں تھا۔ ہر قبیلہ میں کاہن ہوتے جن کے پاس شیطان آیا کرتے تھے۔ اس آئت کریمہ سے امام نے یُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْا اِلَى الطَّاغُوْتِ" کی طرف اشارہ کیا ہے۔ طواغیت طاغوت کی جمع ہے۔ یہ دراصل طغیوت تھا۔ یاء کو غین پر مقدم کیا گیا تو طیغوت ہُوا پھر یاء کو الف سے بدل دیا کیونکہ یاء متحرک اور اس کا ماقبل مفتوح ہے۔ تو طاغوت ہُوا اسی لئے جوہری نے کہا طاغوت اگرچہ لاہوت کے وزن پر ہے، لیکن یہ مقلوب ہے طغی سے ماخوذ ہے اور لاہوت غیر مقلوب ہے، کیونکہ یہ لاہ سے ہے۔ کاہن کو طاغوت کہتے ہیں۔ شیطان بھی طاغوت ہے ہر گمراہ سردار کو بھی طاغوت کہتے ہیں۔ ہر قبیلہ میں کاہن تھے جن کے پاس شیطان آتے تھے اور انہیں خبریں دیتے تھے کاہن وہ ہوتا ہے جو کائنات میں آنے والے حالات کی خبریں لیتے ہیں اور معرفتِ اسرار کا دعویٰ کرتے ہیں۔

قَالَ عُمَرُ الْجِبْتُ اَلسِّحْرُ وَالطَّاغُوْتُ اَلشَّيْطَانُ آه

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جبت کے معنی جادو کے ہیں اور طاغوت کا معنی شیطان ہے۔ عکرمہ نے کہا حبشی زبان میں جبت کا معنی شیطان ہے اور طاغوت کاہن ہے۔ عکرمہ کی تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر عربی لفظ بھی قرآن مجید میں واقع ہیں اُن کو مُعرب کہا جاتا ہے چنانچہ اسماء اعلام عجمی جیسے ابراہیم قرآن میں واقع ہیں لہٰذا انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء قرآن میں واقع ہونے سے کوئی مانع نہیں ہے بعض علماء

۴۲۴۹ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ هَلَكَتْ قِلَادَةٌ لِاَسْمَاءَ فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَلَبِهَا رِجَالًا فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ وَلَيْسُوْا عَلٰى وُضُوْءٍ وَّلَمْ يَجِدُوْا مَآءً فَصَلَّوْا وَهُمْ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ التَّيَمُّمَ

بَابُ قَوْلِهٖ وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ ذَوِى الْاَمْرِ

نے کہا قرآن کریم میں ستائیس کلمات غیر عربی واقع ہیں چنانچہ طٰہٰ، تورات، تُبّع، روم، طوبیٰ، سجّیل کافور، زنجبیل، مشکات، سرادق، استبرق، سُندس، طور، قرطیس، ربانیّوں، غسّاق، ورد قسطاس، قسورہ، الیم، ناشئہ، کفلین، مقالید، فردوس اور تنور یہ سب غیر عربی ہیں جو قرآن کریم میں مُعرّب واقع ہیں (عینی)

۴۲۶۹ ـــ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اسماء کا ہار گم ہوگیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تلاش کرنے کے لئے چند آدمی بھیجے اور نماز کا وقت ہوگیا حالانکہ وہاں پانی نہ تھا اور لوگوں نے پانی نہ پایا تو انہوں نے بغیر وضوء نماز پڑھ لی اور اللہ تعالیٰ نے تیمم کی سنت نازل فرمائی

۴۲۶۹ ـــ شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سفر میں اپنی ہمشیرہ اسماء کا ہار عاریۃً لیا تھا جو راستہ میں گم ہوگیا جہاں پانی نہ تھا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں رُک گئے۔ اس کی تفصیل حدیث ۳۳۱ ج ۱ کی شرح میں دیکھیں۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور اُن کا جو تم میں حکومت والے ہیں

تفسیر : اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے امیر کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔ اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ

۴۲۷۰ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ اَخْبَرَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ قَالَ نَزَلَتْ فِي عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَدِيٍّ اِذْ بَعَثَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ

بَابٌ قَوْلُهُ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ۴۲۷۱ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا

کہ مسلم امراء اور حکام کی اطاعت واجب ہے جب تک وہ حق کے موافق رہیں اور اگر حق کے خلاف حکم کریں تو ان کی اطاعت نہیں۔ حدیث شریف میں ہے "لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ" ، اللہ کی نافرمانی میں طاعت نہیں۔ امام نے ذوی الامر کی تفسیر اولی الامر سے کی ہے اور اولی الامر صاحب حکم ہیں۔

۴۲۷۰ ـ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ "اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ" ، یہ آیت کریمہ عبداللہ بن حذافہ بن قیس ابن عدی کے بارے میں نازل ہوئی جبکہ ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چھوٹے لشکر میں بھیجا تھا۔ وہ لوگوں کا امتحان لینے کے لئے غصہ سے بھر گئے کہ آیا میری اطاعت کرتے ہیں یا نہیں عبداللہ ابن حذافہ نے آگ جلائی اور اپنے ساتھیوں سے کہا اس آگ میں چھلانگیں مارو اکثر نے انکار کر دیا۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچی تو فرمایا اگر وہ آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک آگ میں رہتے اللہ کی نافرمانی میں امیر کی طاعت واجب نہیں ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہونگے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں ،،

مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ خَاصَمَ الزُّبَيْرُ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ فِي شَرِيْجٍ مِنَ الْحَرَّةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَاءَ اِلٰى جَارِكَ فَقَالَ الْاَنْصَارِيُّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ كَانَ ابْنَ عَمَّتِكَ فَتَلَوَّنَ وَجْهُهٗ ثُمَّ قَالَ اِسْقِ يَا زُبَيْرُ ثُمَّ احْبِسِ الْمَاءَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَى الْجَدْرِ ثُمَّ اَرْسِلِ الْمَاءَ اِلٰى جَارِكَ وَاسْتَوْعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ حَقَّهٗ فِيْ صَرِيْحِ الْحُكْمِ حِيْنَ اَحْفَظَهُ الْاَنْصَارِيُّ كَانَ اَشَارَ عَلَيْهِمَا بِاَمْرٍ لَهُمَا فِيْهِ سَعَةٌ قَالَ الزُّبَيْرُ فَمَا اَحْسِبُ هٰذِهِ الْاٰيَاتِ اِلَّا نَزَلَتْ فِيْ ذٰلِكَ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ

تفسیر اللہ تعالیٰ نے اپنی ذاتِ کریمہ مقدسہ کی قسم کھائی کہ کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا حتیٰ کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام امور میں حاکم مانے اور جو آپ حکم فرمائیں وہی حق ہے جس کی ظاہر اور باطن میں پیروی فرض ہے (عینی)

آیت کریمہ میں فاء قسم پر داخل ہے اور لا زائدہ ہے قسم کی تاکید کرتا ہے۔ جیسے لا اُقسم میں لاء قسم کی تاکید کے لئے زائدہ ہے۔

۴۲۷۱ — **ترجمہ**: عروہ سے روایت ہے کہ زُبیر نے حَرّہ کی نہر میں ایک انصاری سے جھگڑا کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے زبیر تم زمین سیراب کر لو! پھر اپنے ہمسایہ کے لئے پانی چھوڑ دو! انصاری نے کہا یا رسولَ اللہ! یہ آپ کی پھوپھی کا لڑکا ہے یہ سُن کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کا رنگ بدل گیا۔ پھر فرمایا اے زُبیر! خوب سیراب کرو پھر اسے روکو! حتیٰ کہ دیواروں تک پہنچ جائے۔ پھر اپنے ہمسایہ کے لئے پانی چھوڑو! اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر کا حق ظاہر حکم میں پُورا دیا جبکہ انصاری نے آپ کو غصہ میں ڈالا تھا۔ حالانکہ آپ نے اُن دونوں کو وہ مشورہ دیا تھا جس میں دونوں کے لئے گنجائش تھی۔ زُبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں یہی خیال

بَابُ قَوْلِهٖ فَأُولٰئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ مِنَ النَّبِيِّيْنَ

۴۲۷۲ ــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ حَدَّثَنَا

کرتا ہوں کہ یہ آیت کریمہ اس فیصلہ میں نازل ہوئی فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ،، (حدیث ع ۲۲۰۵/۳ ج کی شرح دیکھیں)

باب تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا اور وہ لوگ انبیاء کرام علیہ السلام ہیں

اس آیت کریمہ کا اوّل یہ ہے وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَأُولٰئِكَ الخ یعنی جو اللہ اور رسُول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا اور وہ لوگ انبیاء کرام علیہم السلام ہیں الخ
اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے۔ کہ ایک شخص سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے آپ سے بہت محبت ہے اور آپ مجھے میری جان اور اولاد سے زیادہ محبوب ہیں۔ میں گھر میں ہوتا ہوں تو آپ کو ہی یاد کرتا رہتا ہوں۔ جب تک میں آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوں اور آپ کو دیکھ نہ لوں مجھے صبر نہیں آتا۔ آپ کے جمال اور چہرۂ جہاں آراء دیکھ کر دل کو قرار آتا ہے اور جس وقت میں موت یاد کرتا ہوں تو میں جانتا ہوں کہ آپ فردوس اعلیٰ میں نبیوں کے ساتھ ہوں گے اور میں جس بہشت میں ہوں گا، مجھے ڈر ہے کہ میں آپ کو نہ دیکھ سکوں گا۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب نہ دیا یہاں تک کہ جبریل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ بعض تفاسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا آزاد کردہ موالی ثوبان تھے اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ محبت تھی ایک دن اس کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اس کے چہرہ کا رنگ متغیر ہے۔ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بہت غمگین رہتا ہے۔ فرمایا اے ثوبان تمہارا رنگ متغیر کیوں ہے۔ عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کوئی تکلیف ا۔ رنج نہیں صرف رنج یہ ہے کہ میں بہشت میں جاؤں اور آپکو نہ دیکھوں الخ

۴۲۷۲ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ کوئی نبی بیمار نہیں ہوتا مگر اسے دُنیا اور آخرت میں اختیار دیا جاتا ہے (کہ دُنیا میں رہنا چاہتے ہیں یا آخرت کو پسند کرتے ہیں) جس مرض میں آپ نے

اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرَضُ اِلَّا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَكَانَ فِيْ شَكْوَاهُ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ اَخَذَتْهُ بُحَّةٌ شَدِيْدَةٌ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ فَعَلِمْتُ اَنَّهُ خُيِّرَ

بَابُ قَوْلِهٖ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ اِلَى الظَّالِمِ اَهْلُهَا

۴۲۷۳ — حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ اَنَا وَاُمِّيْ مِنَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ

وفات پائی آپ کو حلق میں خشونت اور آواز میں سختی نے پکڑا تو میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصَّالِحِيْنَ ،، ان کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا اور وانبیاء صدیقین شہداء اور صالحین ہیں۔ تو میں نے معلوم کیا آپ کو (دنیا اور آخرت) میں اختیار دیا گیا ہے (آپ نے آخرت اختیار کرلی ہے)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور تمہیں کیا ہوا کہ نہ لڑو اللہ کی راہ میں

اور کمزور مردوں اور عورتوں اور بچوں کے واسطے یہ دعاء کررہے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اس بستی سے نکال جس کے لوگ ظالم ہیں ،،

۴۲۷۳ — ترجمہ: عبید اللہ نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں اور میری والدہ اُن کمزور لوگوں میں سے تھے جو مکہ مکرمہ سے نجات اور خلاصی نہیں پا سکتے تھے۔

۴۲۷۴ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ تَلَا إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ قَالَ كُنْتُ أَنَا وَأُمِّي مِمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ حَصِرَتْ ضَاقَتْ تَلْوُوا أَلْسِنَتَكُمْ بِالشَّهَادَةِ وَقَالَ غَيْرُهُ الْمُرَاغَمُ الْمُهَاجَرُ رَاغَمْتُ هَاجَرْتُ قَوْمِي مَوْقُوتًا مُوَقَّتًا وَقْتَهُ عَلَيْهِمْ

۴۲۷۳ — شرح : حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی والدہ کا نام لبابہ بنت حارث ہے جو میمونہ ام المؤمنین کی ہمشیرہ ہیں وہ قدیم الاسلام ہیں۔ سیدہ خدیجہ کبریٰ کے بعد وہ پہلی خاتون ہیں جو مشرف باسلام ہوئیں۔ ابن عباس بچوں میں شامل تھے اور مرد بہت تھے۔ ابوجہل کا بھائی، ولید بن ولید اور ان کے سوا بہت لوگ کفار مکہ کی قید و بند میں تھے۔ یہ بعید نہیں کہ عباس بھی مردوں میں داخل ہوں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے پہلے ایمان لے آئے تھے۔ اسی لئے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غزوہ میں فرمایا تھا کہ اگر عباس مقابلہ کے لئے آئیں تو انہیں قتل نہ کیا جائے کیونکہ وہ مجبوراً جنگ میں دھکیلے گئے ہیں۔

۴۲۷۴ — ترجمہ : ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آیت کریمہ تلاوت کی اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ ،، حضور نے کہا میں اور میری والدہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے معذور رکھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ دو تفسیریں مذکور ہیں۔ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ ،، ان کے سینے تنگ پڑ گئے اور تَلْوُوْا اَلْسِنَتَكُمْ بِالشَّهَادَةِ ،، اس سے اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے۔ وَاِنْ تَلْوُوْا اَوْ تُعْرِضُوْا ،، یعنی مراد یہ ہے شہادت ادا کرنے میں زبانیں مروڑتے ہو۔ ابن عباس کے غیر نے کہا : اَلْمُرَاغَمُ بمعنی مہاجر ہے۔ رَاغَمْتُ هَاجَرْتُ قَوْمِيْ مَوْقُوْتًا ،، اللہ نے ان پر وقت مقرر کیا ،،

۴۲۷۴ — شرح : قولہ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ آہ یعنی ان کے سینے تنگ ہو گئے یہ مبتدأ محذوف کی خبر ہے۔ اصل میں اس طرح ہے اَوْ جَاءُوْكُمْ وَهُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ ،، ابن ابی حاتم نے مجاہد کے طریق سے روایت کی کہ یہ آیت کریمہ ہلال بن عویمر اسلمی کے بارے میں نازل ہوئی۔ ہلال اور مسلمانوں کے درمیان عہد تھا اس کی قوم کے لوگوں نے اس کا قصد کیا تو اس نے مسلمانوں سے جھگڑا کرنا مکروہ جانا اور اپنی قوم سے بھی لڑنا جھگڑنا اچھا نہ جانا۔ ابن کثیر نے اس آیت کریمہ کی

بابُ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَدَّدَهُمْ فِئَةٌ جَمَاعَةٌ

تفسیر میں ذکر کیا کہ یہ لوگ قتال کے حکم سے مستثنیٰ ہیں اور وہ وہ لوگ ہیں جو صفتِ قتال میں آتے ہیں حالانکہ ان کے سینے لڑنے سے تنگ ہیں اور تم سے لڑائی کرنے کو بُرا جانتے ہیں اور نہ ہی وہ تمہارے ساتھ مل کر اُن سے لڑنا چاہتے ہیں بلکہ وہ نہ تو تمہارے فائدہ میں ہیں اور نہ نقصان میں ہیں۔

قَوْلُهٗ قَالَ غَيْرُهٗ اَلْمُرَاغَمُ اَلْمُهَاجَرُ آه

یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ کے غیر نے کہا اس سے اس آئت کریمہ کی طرف اشارہ کیا: وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرَاغَمًا كَثِيْرًا وَّ سَعَةً ابن عباس رضی اللہ عنہ کے غیر سے مراد ابوعُبَیدہ ہیں۔ انھوں نے کہا مراغم اور مہاجر ایک شی ہے چنانچہ کہا جاتا ہے: هَاجَرْتُ قَوْمِيْ وَرَاغَمْتُ قَوْمِيْ "۔ ابوعبیدہ نے اس آئت کریمہ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا "کی تفسیر میں ذکر کیا کہ مَوْقُوْتًا کا معنیٰ ہے اللہ تعالیٰ نے ان پر وقت مقرر کیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ موقوت بمعنی مفروض ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تو تمہیں کیا ہُوا کہ منافقین کے بارے میں دو فریق ہو گئے "

اور اللہ نے انہیں اوندھا کر دیا ان کے کوتکوں کے سبب

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ نے ان کو متفرق کر دیا اور ان کی جمعیت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ قتادہ نے کہا ان کو ہلاک کر دیا۔

تفسیر اس آئت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ منافقین کی ایک جماعت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں ساتھ جانے سے رُک گئی تھی۔ ان کے بارے میں صحابہ کرام کے دو فرقے ہو گئے۔ ایک فرقہ قتل پر مُصر تھا اور ایک اُن کے قتل سے انکار کرتا تھا۔ اس معاملہ میں یہ آئت نازل ہُوئی۔ علامہ زمخشری نے کہا: فِئَتَيْنِ" منصوب حال ہے جیسے: مَا لَكَ قَائِمًا" میں قائما منصوب حال ہے قَوْلُهٗ فِئَةٌ" آہ اس سے یہ اشارہ کیا کہ مذکورہ آئت کریمہ میں فِئَتَيْنِ فِئَةٌ کا تثنیہ ہے۔

۴۲۷۵ ـــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِیٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ فَمَا لَکُمْ فِی الْمُنٰفِقِیْنَ فِئَتَیْنِ رَجَعَ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ اُحُدٍ وَکَانَ النَّاسُ فِیْھِمْ فِرْقَتَیْنِ فَرِیْقٌ یَّقُوْلُ اُقْتُلْھُمْ وَ

فِئَۃ بمعنی جماعت ہے۔ اس طرح قرآن کریم میں جہاں بھی لفظ " فِئَۃٌ " آیا ہے اس کا معنی جماعت ہے۔ جیسے کَمْ مِّنْ فِئَۃٍ قَلِیْلَۃٍ غَلَبَتْ فِئَۃً کَثِیْرَۃً اور اللہ کا ارشاد : فِئَۃٌ تُقَاتِلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ " ان منافقوں سے مراد عبداللہ بن اُبی بن سلول کی جماعت ہے۔ جنہوں نے غزوۂ اُحد میں نفاق ظاہر کیا اور ان کی بھاری اکثریت میدان جنگ سے بھاگ نکلی۔ مسلمانوں کی جماعت نے اس نفاق پر تکفیر نہ کی تو ان کے عتاب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ بعض مفسرین کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ منافقوں کی ایک جماعت نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب کی اور کہا ان کو مدینہ منورہ کی آب و ہوا موافق نہیں انہیں جنگل میں اقامت کرنے کی اجازت دی جائے جب وہ مدینہ منورہ سے باہر نکل گئے تو وہ آہستہ آہستہ مشرکوں سے جا ملے ان منافقوں کے بارے میں مسلمانوں میں اختلاف ہوا کہ یہ منافق کافر ہیں یا مسلمان ہیں۔ عَوفی نے ابن عباس سے روایت کی کہ یہ آیت کریمہ ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے مکہ مکرمہ میں اقامت اختیار کر لی تھی۔ بظاہر وہ کلمۂ اسلام پڑھتے تھے۔ لیکن وہ اندرون خانہ مشرکوں کو تقویت دیتے تھے۔ ایک دفعہ وہ مکہ مکرمہ سے باہر آئے اور کہنے لگے اگر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام ہمارے سامنے آ جائیں تو ان سے ہمیں کچھ خطرہ نہیں۔ مسلمانوں کی ایک جماعت نے ان کے خلاف سخت مدیہ اختیار کیا اور ان کو قتل کرنے کا مشورہ دیا جبکہ مسلمانوں کی دوسری جماعت نے کہا ان لوگوں نے کلمۂ اسلام پڑھا ہے۔ اس لئے وہ اپنے گھروں سے باہر نکلے ہیں ان کو قتل کرنا جائز نہیں۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی فرقہ کو منع نہ کیا اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

۴۲۷۵ ـــ ترجمہ : زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے یہ آیت کریمہ : " فَمَا لَکُمْ فِی الْمُنٰفِقِیْنَ فِئَتَیْنِ " تلاوت کی اور اس کا شانِ نزول ذکر کیا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں میں سے بعض لوگ جنگ اُحد سے لوٹ آئے۔ ان کے بارے میں مسلمان دو گروہوں میں بٹ گئے۔ ایک فریق نے کہا ان کو قتل کر دیں جبکہ دوسرے فریق نے کہا ایسا نہ کریں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی فَمَا لَکُمْ فِی الْمُنٰفِقِیْنَ الخ اور فرمایا یہ طیبہ ہے یہ ناپاکی اور خبث کو اس طرح دور کرتا ہے جیسے

وَفَرِيقٌ يَقُولُ لَا فَنَزَلَتْ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَقَالَ اِنَّهَا طَيْبَةُ تَنْفِي الْخَبَثَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ

بَابُ قَوْلِهٖ وَاِذَا جَاءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ

اَفْشَوْهُ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ يَسْتَخْرِجُوْنَهٗ حَسِيْبًا كَافِيًا اِلَّا اِنَاثًا الْمَوَاتَ حَجَرًا اَوْ مَدَرًا وَمَا اَشْبَهَهٗ مَرِيْدًا مُتَمَرِّدًا فَلَيُبَتِّكُنَّ بَتَّكَهٗ قَطَعَهٗ قِيْلًا وَقَوْلًا وَاحِدٌ طَبَعَ خَتَمَ

آگ چاندی سے زنگار دُور کرتی ہے۔

۴۲۷۵ — شرح : بعض روایات میں لوہا مذکور ہے۔ بعض روایات میں دونوں مذکور ہیں یعنی یہ منافق ذلیل وخوار لوگ ہیں ان کو قتل کرنے میں کوئی فائدہ نہیں محمد بن اسحاق صاحب مغازی نے ذکر کیا کہ غزوۂ اُحد میں عبداللہ بن اُبَی بن سلول تین سو ساتھیوں سمیت اُحد سے واپس آگیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف سات سو مسلمان صحابہ باقی رہ گئے تھے۔

(حدیث ۱۶۶۵ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب اُن کے پاس امن وسلامتی یا خوف کی خبر آجاتی ہے تو اس کو فاش کر دیتے ہیں

تفسیر : وَ اِذَا جَاءَهُمْ آہ یہ کمزور مسلمان ہیں جن کو احوال میں مہارت حاصل نہیں اور نہ ہی وہ اُمور کا استنباط کر سکتے ہیں جب ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چھوٹے چھوٹے لشکروں کی امن وسلامتی یا خوف وہراس کی خبر پہنچتی ہے تو اس کا چرچا کر بیٹھتے ہیں جو فساد کا موجب ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی فتح کی شہرت سے کفار میں جوش پیدا ہوتا ہے اور شکست کی خبر سے مسلمانوں کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے۔ اگر وہ یہ خبر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابر صحابہ جو صاحب رائے اور صاحب بصیرت ہیں کی طرف رد کرتے تو ضرور اُن سے اس کی حقیقت جان لیتے جو بعد میں کاوش کرتے ہیں، کیونکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم لڑائی کے جملہ امور اور اس کی فریب کاری کو خوب جانتے ہیں۔ پھر امام بخاری نے "اَذَاعُوْا" کی تفسیر "اَفْشَوْا" سے کی یعنی اظہار کر دیتے ہیں۔ اس

بَابٌ قَوْلُهٗ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهٗ جَهَنَّمُ

آیت کریمہ میں جوازِ قیاس کی دلیل ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ایک علم تو وہ ہے جو بہ نص قرآن و حدیث حاصل ہو اور ایک علم وہ ہے جو قرآن و حدیث سے استنباط اور قیاس کے ذریعہ حاصل ہو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اُمورِ دینیہ میں ہر شخص کو دخل دینا جائز نہیں جو اہل ہو اس کو تفویض کرنا چاہیئے۔

قولہ یَسْتَنْبِطُوْنَهٗ ،، اس کے معنی ہیں یَسْتَخْرِجُوْنَهٗ ،، یہ استنباط سے ماخوذ ہے چنانچہ کہا جاتا ہے: اِسْتَنْبَطَ مِنَ الْبِئْرِ اِذَا اِسْتَخْرَجَهٗ قولہ حَسِيْبًا اس سے اس آیت کریمہ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ،، کی طرف اشارہ ہے۔ پھر اِنَاثًا کی تفسیر مَوَات سے کی اور موات سے مراد حجر (پتھر) یا کچی مٹی مراد ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس سے لات و عُزّٰی اور منات بُت مراد ہیں۔ مشرک کہتے تھے۔ یہ بُت اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ حسن بصری نے کہا عرب میں ہر قبیلہ کا علیحدہ بُت ہوتا تھا جس کی وہ پُوجا کیا کرتے تھے۔ قولہ مَرِيْدًا اس میں اس آیت کریمہ: اِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطَانًا مَّرِيْدًا کی طرف اشارہ کیا اور مَرِيْدًا کی تفسیر متمرد سرکش سے کی۔ قولہ فَلَيُبَتِّكُنَّ آہ اس میں اس آیت کریمہ: فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْاَنْعَامِ ،، کی طرف اشارہ ہے پھر بَتَّكَهٗ کی تفسیر قَطَعَهٗ سے کی۔ مشرک اپنے جانوروں کے کان اپنے بتوں کے لئے کاٹ ڈالتے تھے قولہ قِيْلًا وَّ قَوْلًا وَاحِدٌ اس میں مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ،، کی طرف اشارہ ہے۔ قیل اور قول دونوں مصدر ہم معنی ہیں۔ قِیل دراصل قول تھا واو قاف مکسور کے بعد واقع ہے اس لئے اس کو یاء سے تبدیل کر دیا قولہ طَبَعَ آہ اس سے طَبَعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ کی طرف اشارہ ہے اور طَبَعَ کی تفسیر خَتَمَ سے کی۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو مومن کو جان بوجھ کر قتل کرے اس کی سزا جہنم ہے

تفسیر: قولہ مَنْ يَّقْتُلْ مبتدا، متعمدًا حال فجزاؤہٗ جہنم خبر ہے چونکہ مبتداء موصول شرط کو متضمن ہوتا ہے اس لئے اس کی خبر پر فاء آئی ہے۔ یعنی يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا حَالَ كَوْنِهٖ مُتَعَمِّدًا الْجَزَاءُ هٗ جَهَنَّمُ ،، جو کسی مومن کو اس حال میں قتل کرے کہ وہ قصدًا قتل کرتا ہے تو اس کی سزا دوزخ ہے۔

اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مقیس بن صُبابہ لیثی نے اپنے بھائی ہشام ابن صُبابہ کو قبیلہ بنی نجار میں مقتول پایا جبکہ وہ مسلمان تھا مقیس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا

۴۲۷٦ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اَیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُغِیْرَةُ ابْنُ النُّعْمَانِ قَالَ سَمِعْتُ سَعِیْدَ بْنَ جُبَیْرٍ قَالَ اِخْتَلَفَ فِیْهَا اَهْلُ الْکُوْفَةِ فَرَحَلْتُ فِیْهَا اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ فَسَاَلْتُهٗ عَنْهَا فَقَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ هِیَ اٰخِرُ مَا نَزَلَ وَمَا نَسَخَهَا شَیْءٌ

اور واقعہ عرض کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ قبیلہ بنی فہر سے ایک شخص کو بنی نجار کے پاس بھیجا کہ اُن سے کہے کہ قاتل معلوم ہے تو اس کو مقتول کے بھائی کے حوالے کر دیں تاکہ وہ اس کا قصاص لے اور اگر قاتل کا علم نہ ہو تو اس کو دیت دیں انہوں نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سر آنکھوں پر ہم تسلیم کرتے ہیں ہمیں قاتل کا تو علم نہیں ہے ہم مقتول کی دیت ادا کر دیتے ہیں اور مقتول کے وارث کو سو اونٹ ادا کر دیئے۔ شیطان نے مقیس کے دل میں وسوسہ ڈالا تو اس نے فہری کو قتل کر دیا اور کافر ہو کر مکہ چلا گیا تو اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ پھر جب مکہ فتح ہوا تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون لغو قرار دیا تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے اس کو بازار میں قتل کر دیا۔ یہ واقعہ واحدی نے کلبی اور ابو صالح کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا ہے۔ اس میں اور وجوہ بھی ذکر کی جاتی ہیں۔

۴۲۷٦ — ترجمہ: مغیرہ بن نعمان نے کہا میں نے سعید بن جبیر سے سنا کہ انھوں نے کہا اس آیت میں علماء کوفہ کی مختلف آراء ہیں میں ابن عباس کے پاس گیا اور اس آیت کے حکم کے متعلق اُن سے پوچھا تو ابن عباس نے فرمایا۔ یہ آیت کریمہ: وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا نازل ہوئی۔ یہ آخری آیت کریمہ نازل ہوئی کسی نے اس کو منسوخ نہیں کیا۔

۴۲۷٦ — شرح: اس آیت کریمہ میں مختلف اقوال ہیں: ع۱ ابن عباس، زید بن ثابت عبد اللہ بن عمر، ابو ہریرہ، ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن، عُبید بن عمیر، حسن بصری اور ضحاک نے کہا یہ آیت کریمہ محکمہ ہے۔ قصداً مومن کو قتل کرنے والے کی توبہ قبول نہیں۔

ع۲ علماء کی بہت بڑی جماعت نے کہا عمداً مومن کے قاتل کی توبہ قبول ہے۔ ایک روایت کے مطابق ابن عمر، ابن عباس اور زید بن ثابت سے بھی اسی طرح مذکور ہے۔

ع۳ فقہاء کرام ابو حنیفہ اور ان کے تلامذہ رضی اللہ عنہم نے کہا اس کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے وہ توبہ قبول کرے یا نہ کرے۔ امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہ بھی یہی کہتے ہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے۔

ع۴ ابو مجلز لاحق بن حمید نے کہا اس آیت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ اگر اس کو سزا دے تو یہی ہے جو

آئت میں مذکور ہے۔ عاصم بن ابی النجوُد نے ابن جُبیر کے ذریعہ ابن عباس سے روائت کی کہ اگر اللہ اس کو جزاء دے تو اس کی یہی سزا ہے ؛ چنانچہ ابن سیرین نے ابو ہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روائت کی کہ آپ نے اِس آئت کریمہ کے متعلق فرمایا اگر اللہ اس کو جزاء دے تو اس کی یہی سزا ہے۔
ابو عبداللہ مُوصلی حنبلی نے اپنی تصنیف ناسخ ومنسوخ میں ذکر کیا کہ علماء کی کثیر تعداد نے ذکر کیا کہ سورۂ نسا کی یہ آئت منسوخ ہے۔ پھر اس کے ناسخ میں بھی اختلافِ رائے پایا جاتا ہے۔ بعض علماء نے کہا سورۂ فرقان کی آئت کریمہ : اِلَّا مَنۡ تَابَ اس کی ناسخ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو شرک، زنا اور قتل کے بعد ذکر کیا ہے۔ اکثر علماء نے کہا اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد : اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَكَ بِهٖ وَیَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِكَ لِمَنۡ یَّشَآءُ ،، یعنی اللہ تعالیٰ کافر کو نہیں بخشے گا اس کے سوا جسے چاہے بخش دے سے منسوخ ہے پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہا کی روائت میں بھی اختلافِ رائے ہے۔ چنانچہ اُن سے ایک روائت یہ ہے کہ یہ آئتِ کریمہ مشرکوں کے بارے میں نازل ہوئی اور ایک روائت ہے کہ اس کو سُورۂ نساء کی آئت نے منسوخ کر دیا ہے۔ ابوالحسن بن حصار نے ناسخ ومنسوخ میں ذکر کیا کہ یہ دونوں آیات ایک حکم پر وارد نہیں کیونکہ فرقان کی آئت کافروں کے متعلق نازل ہوئی اور سُورۂ نساء کی آئت مومنوں کے بارے میں نازل ہوئی لہٰذا ان میں تعارض نہیں۔ یا سورۂ نساء کی آئت کریمہ اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی جو مومن کو اس عقیدہ سے قتل کرے کہ مومن کو قتل کرنا جائز اور حلال ہے اور وہ قصداً تکذیب کرتا ہے اس کی تکذیب ابلیس کی تکذیب جیسی ہے اسی لئے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس کی توبہ قبول نہیں جیسے ابلیس کو توبہ نصیب نہیں عالم ... اس آئت کا حکم مشکل نہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے واضح بیان فرمایا ہے اور خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ مشرک کو نہیں بخشے گا اس کے علاوہ جسے چاہے معاف کر دے ،،

جن حضرات نے اس آئت کریمہ کو مُحکم کہا ہے۔ وہ اس کے احکام کے سبب میں مختلف رائے رکھتے ہیں۔ چنانچہ عکرمہ نے کہا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ قاتل جو مومن کے قاتل کو جائز اور حلال خیال کرے وہ خلود فی النار کا مستحق ہے۔ کیونکہ اس نے مومن کے قتل کو حلال جانا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں یہ آئت منسوخ نہیں اس کا حکم باقی ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن عباس نے کہا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ یہ آئت کریمہ نازل ہوئی اور اس کو کسی نے منسوخ نہیں کیا حتیٰ کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور اس کے بعد کوئی دلیل نازل نہیں ہوئی ۔

ثعلبی نے کہا کہ خوارج اور معتزلہ کا مذہب یہ ہے کہ جب مومن مومن کو قتل کرے تو یہ وعید اس کو لاحق ہوگی۔ مرجئہ نے کہا یہ آئت کریمہ مومن کے حق میں نازل ہوئی جو مومن کو قتل کرے اور وعید اس کے لئے ثابت ہے لیکن جب وہ توبہ کرے اور گناہ کی معافی مانگے تو اللہ اس وعید میں اس کو داخل نہیں کرے گا۔ بعض نے کہا جو بھی مومن مومن کو قتل کرے وہ دوزخ میں داخل ہوگا لیکن اس میں ہمیشہ نہ

بَابُ قَوْلِهِ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ اَلْقٰى اِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا اَلسَّلْمُ وَالسَّلَمُ وَالسَّلَامُ وَاحِدٌ

۴۲۷۷ — حَدَّثَنِیْ عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیٰنُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ اَلْقٰى اِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَانَ رَجُلٌ فِیْ غُنَيْمَةٍ لَهُ فَلَحِقَهُ الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَتَلُوْهُ وَاَخَذُوا غُنَيْمَتَهُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِیْ ذٰلِكَ اِلٰى قَوْلِهِ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا تِلْكَ الْغُنَيْمَةُ قَالَ قَرَاَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلسَّلَامَ

رہے گا شفاعت کرنے والوں کی شفاعت سے دوزخ سے نکلے گا علماءِ احناف کا مسلک یہ ہے کہ جب مومن مومن کو قتل کرے تو وہ اس فعل سے کافر نہیں ہوتا اور نہ ہی ایمان سے باہر ہوتا ہے جبکہ اس کے قتل کا مستحل نہ ہو اگر مومن کے قتل کو حلال جانے تو کافر ہو جائے گا (عینی)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو کوئی تمہیں سلام کہے اس کو یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں ہے اور اَلسِّلْمُ، وَالسَّلْمُ اور السَّلَامُ ہم معنی ہیں اور وہ سلامتی ہے "

۴۲۷۷ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں بیان کیا کہ ایک آدمی اپنی بکریوں میں تھا اس کو مسلمان ملے تو اس نے کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ "مسلمانوں نے اس کو قتل کیا اور اس کی بکریاں لے آئے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیتِ کریمہ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا" تک نازل فرمائی " اور دنیاوی زندگی کا سامان یہ چند بکریاں ہیں۔ ابن عباس نے "اَلسَّلَامَ" پڑھا ہے۔

۴۲۷۷ — شرح : السلام کا معنی استسلام یعنی تابعداری " ہے۔ کہا گیا ہے کہ وہ اسلام ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ السلام تسلیم ہے جو مسلمانوں اور

بَابُ لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ

۴۲۷۸ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ سَهْلُ بْنُ سَعْدِ السَّاعِدِيُّ اَنَّهٗ رَاٰى مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ فِى الْمَسْجِدِ فَاَقْبَلْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ اِلٰى جَنْبِهٖ فَاَخْبَرَنَا اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْلٰى عَلَيْهِ لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَجَآءَهٗ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَهُوَ يُمِلُّهَا

مومنوں کا آپس میں تحیہ اور سلام ہے ،، غُنَيْمَةٌ ،، غَنَم کی تصغیر ہے ! کیونکہ غنم مؤنث جنس کے لئے وضع کیا گیا ہے اس کا اطلاق مذکر و مؤنث پر ہوتا ہے۔ تصغیر میں تاء لاتے ہیں کیونکہ اسم جمع جس کا واحد اس لفظ سے نہ ہو جب آدمیوں کے غیر میں مستعمل ہو تو اس کے لئے تانیث لازم ہے۔ اس حدیث کا واقعہ یہ ہے کہ ایک قبیلہ بنی سلیم کا ایک آدمی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محفل سے گزرا اس کے ساتھ اس کی بکریاں تھیں اُس نے حضرات صحابہ کرام کو سلام کہا تو انھوں نے کہا اس نے سلام جان بچانے کے لئے کہا ہے۔ صحابہ کرام اس کو قتل کر کے اس کی بکریاں ہانک کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

باب گھروں میں بیٹھنے والے مسلمان اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے برابر نہیں ہیں

۴۲۷۸ — ترجمہ : سہل بن سعد ساعدی سے روایت ہے کہ انہوں نے مروان بن حکم کو مسجد میں بیٹھا ہوا دیکھا تو میں اس کے پہلو میں بیٹھ گیا۔ اُس نے ہم سے

عَلَيَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَوْ أَسْتَطِيعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ وَكَانَ أَعْمٰى فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُولِهِ وَفَخِذُهُ عَلٰى فَخِذِي فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتّٰى خِفْتُ أَنْ تَرُضَّ فَخِذِي ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ

۴۲۷۹ ـ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتِ الْآيَةُ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًا فَكَتَبَهَا فَجَاءَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَشَكَا ضَرَارَتَهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ

بیان کیا کہ زید بن ثابت نے ان کو خبر دی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو یہ آیت کریمہ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ،، لکھوائی ۔ اتنے میں عبداللہ ابن ام مکتوم آگئے اور کہا یا رسُول اللہ ! صلی اللہ علیہ وسلّم بخدا اگر میں جہاد کی طاقت رکھتا تو ضرور جہاد کرتا حالانکہ وہ نابینا تھے تو اللہ تعالیٰ نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم پر وحی نازل فرمایا اس حال میں کہ آپ کی ران میری ران پر تھی وہ بہت بھاری ہوگئی حتیٰ کہ مجھے ڈر ہُوا کہ میری ران ٹوٹ جائے گی ۔ پھر آپ سے بوجھ علیحدہ ہُوا تو اللہ تعالیٰ نے غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ ،، نازل فرمائی (یعنی اہلِ ضرر اور بیمار لوگوں کے ماسوا ۔

۴۲۷۸ ـــ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ نے کہا اس حدیث میں صحابی نے تابعی سے روایت کی ہے ، کیونکہ سہل صحابی ہے اور مروان بن حکم تابعی ہے ۔ امام ترمذی نے کہا مروان بن حکم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے سماعت نہیں کی اور نہ ہی آپ کو دیکھا ہے کیونکہ مروان اپنے والد حکم کے ساتھ بچپن ہی میں طائف چلا گیا تھا ۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ یہ امر مسلّم الثبوت ہے کہ جب مروان نے خلافت کا مطالبہ کیا تو لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ذکر کیا تو مروان نے کہا عبداللہ مجھ سے زیادہ فقیہہ نہیں ۔ البتہ مجھ سے معمّر ضرور ہے اور وہ صحابی ہیں ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مروان نے اپنی عدم صحابیت کا اعتراف کیا تھا ۔ اس حدیث سے یہ واضح ہے کہ جب عبداللہ بن ام مکتوم آئے تھے تو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم یہ آیت لکھوا رہے تھے ۔ عبداللہ بن ام مکتوم کے والد کا نام زائدہ ہے ۔ اور ام مکتوم ان کی والدہ ہے اُن کا نام عاتکہ ہے (حدیث ۲۶۳۶ کی شرح دیکھیں)

۴۲۷۹ ـــ ترجمہ : حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہُوئی

۴۲۸۰ ــــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَخَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَنَا ضَرِيرٌ فَنَزَلَتْ مَكَانَهَا لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ ــــ

لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ " تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید کو بلایا۔ زید نے اس کو لکھا اتنے میں ابن ام مکتوم بھی آگئے اور اپنی ضرارت کی شکایت کی پھر اللہ تعالیٰ نے غَيْرَ أُولِي الضَّرَرِ، نازل فرمائی (حدیث ۲۶۳۶ کی شرح دیکھیں)

۴۲۸۰ ــــ ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا جب یہ آیت لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرَ أُولِي الضَّرَرِ، نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فلاں شخص کو بلاؤ۔ وہ آیا اور اس کے پاس دوات اور تختی یا چوڑہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لکھو: لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ،، اس حال میں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ابن ام مکتوم تھے انھوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ضریر البصر (نابینا) ہوں تو یہ آیت اسی جگہ نازل ہوئی: لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرَ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللهِ "

۴۲۸۰ ــــ شرح : علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا پہلی حدیث ۴۲۷۸ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن ام مکتوم آیت کریمہ لکھوانے کے وقت آیا تھا دوسری حدیث ۴۲۷۹ سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت کریمہ لکھوانے کے بعد آیا تھا تیسری حدیث ۴۲۸۰ سے ظاہر ہے کہ ابن ام مکتوم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا پھر جواب دیا کہ ان میں منافات نہیں کیونکہ "کتب" کا معنی یہ ہے کہ بعض آیت لکھی تھی اور وہ مثلاً لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ،، ہے اور قولہ فجاءَ سے مراد حقیقی معنی ہے یا مراد یہ ہے کہ وہ آیا اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھ گیا یا بالعکس ہے یا مجازی معنی یعنی تکلم مراد ہے۔ یعنی اس نے کلام کیا اور بحث میں داخل ہو گیا اس حالت میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ابن تین نے ما حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور چلے بھی گئے اور

۴۲۸۱ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ ح قَالَ وَحَدَّثَنِيْ اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الْكَرِيْمِ اَنَّ مِقْسَمًا مَوْلٰى عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْحَارِثِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَنْ بَدْرٍ وَالْخَارِجُوْنَ اِلٰى بَدْرٍ

ابھی تک قلم خشک نہ ہُوا تھا یہ سارا وقت لکھنے میں شمار ہوتا ہے۔ لہٰذا تینوں حدیثوں میں موافقت واضح ہے۔

۴۲۸۱ — ترجمہ: ابن جُریج نے کہا مجھے عبدالکریم نے خبر دی کہ عبداللہ بن حارث کے مَولیٰ مقسم نے انہیں خبر دی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اُن کو خبر دی کہ جنگِ بدر میں شریک ہونے والے اور جنگِ بدر میں جانے والے ایسے مومنوں کی شان میں یہ آیت کریمہ: لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ الخ نازل ہوئی۔

۴۲۸۱ — شرح: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جنگِ بدر میں شریک ہونے والے اور معذور لوگوں کے سوا بدر میں شریک نہ ہونے والے ایک جیسے نہیں ہیں۔ عبداللہ بن جحش اور عبداللہ بن ام مکتوم دونوں نے عرض کیا یا رسُول اللہ! ہم دونوں نابینا ہیں۔ کیا ہمارے لئے رخصت ہوسکتی ہے؟ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَفَضَّلَ الْمُجَاهِدَ عَلَى الْقَاعِدِيْنَ دَرَجَةً ،، جہاد میں شریک نہ ہونے والے وہ لوگ جو معذور نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے قاعدین پر مجاہد کو اجرِ عظیم سے سرفراز فرمایا اور اُن پر فضیلت دی اور جو معذور رہیں وہ اس اجرِ عظیم اور فضیلت میں مجاہدوں کے برابر ہیں۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ ایک سفرِ جہاد میں تھے کہ مدینہ منورہ میں ایسے لوگ موجود ہیں جو تمہارے ساتھ ہر وادی اور گھاٹی میں برابر کے شریک ہیں لیکن ان کو عذر نے روک رکھا ہے۔ وہ اُولی الضَّرَر ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

(حدیث ۲۶۳۶ کی شرح دیکھیں)

بَابُ قَوْلِهٖ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا اَلْاٰیَةَ

باب ارشاد باری تعالیٰ وہ لوگ جن کی جان فرشتے نکالتے ہیں اس حال میں کہ وہ اپنے اُوپر ظلم کرتے تھے اُن سے فرشتے کہتے ہیں تم کاہے میں تھے کہتے کہ ہم زمین میں کمزور تھے۔ کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین کشادہ نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے"

شانِ نزول: اس آئت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ چند لوگوں نے کلمۂ اسلام زبان سے ادا کیا مگر جن پر ہجرت فرض تھی۔ اس وقت ہجرت نہ کی اور جب مشرکین جنگِ بدر میں مسلمانوں کے مقابلہ میں گئے تو یہ لوگ ان کے ساتھ ہوئے اور کفار کے ساتھ ہی مارے گئے ان کے حق میں یہ آئت نازل ہوئی اور بتایا گیا کہ کفار کے ساتھ ہونا اور فرض ہجرت ترک کرنا اپنی جان پر ظلم کرنا ہے۔ مقاتل نے کہا یہ چند لوگ تھے جو مکہ مکرمہ میں مسلمان ہوئے تھے وہ ولید بن ولید بن مغیرہ قیس بن ولید بن مغیرہ، ابوقیس بن فاکہ بن مغیرہ، ولید بن عتبہ بن ربیعہ، عمرو بن اُمیّہ ابن سفیان بن اُمیّہ بن عبدشمس اور علاء بن امیہ بن خلف ہیں وہ مکہ میں ہی مقیم رہے اور ہجرت نہ کی اور مشرکوں کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلہ میں جنگِ بدر میں آئے۔ جب وہ بدر میں مارے گئے تو ان کو ملک الموت نے کہا تم کہاں تھے انہوں نے کہا ہم کمزور تھے اور مکہ کی سرزمین میں مقہور تھے اور ایمان کے اظہار پر قادر نہ تھے۔ ملک الموت نے کہا کیا اللہ کی زمین (مدینہ منورہ) کشادہ زمین نہ تھی۔ وہاں ہجرت کر جاتے،، اس آئت کریمہ میں ،، ملائکہ ،، سے مراد ملک الموت ہے۔ اس کے چھ مددگار فرشتے ہیں ان میں سے تین مومنوں کی روحیں قبض کرنے میں مددگار ہیں اور تین کفار کی ارواح قبض کرنے میں۔ ثعلبی نے کہا یہاں ملائکہ سے مراد صرف ملک الموت ہے۔ کیونکہ یہ مجمل ہے۔ اس میں دونوں احتمال موجود ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ملک الموت ہی تنہا مراد ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس کے ساتھ اور فرشتے بھی ہوں مجمل کو مفسر پر محمول کیا اور وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: قُلْ یَتَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ،، اور تعظیم

۴۲۸۲ ــــ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِئُ قَالَ حَدَّثَنَا حَيْوَةُ وَغَيْرُهُ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُو الْأَسْوَدِ قَالَ قُطِعَ عَلَى أَهْلِ الْمَدِينَةِ بَعْثٌ فَاكْتُتِبْتُ فِيهِ فَلَقِيتُ عِكْرِمَةَ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَأَخْبَرْتُهُ فَنَهَانِي عَنْ ذٰلِكَ أَشَدَّ النَّهْيِ ثُمَّ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ نَاسًا مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا مَعَ الْمُشْرِكِينَ يُكَثِّرُونَ سَوَادَ الْمُشْرِكِينَ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي السَّهْمُ يُرْمٰى بِهِ فَيُصِيبُ أَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهُ أَوْ يُضْرَبُ فَيُقْتَلُ فَأَنْزَلَ اللهُ إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ الْآيَةَ رَوَاهُ اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ

کے لئے جمع لایا گیا ہے جیسے اِنَّا نَحْنُ نُحْیِیْ وَنُمِیْتُ " حالانکہ اللہ تعالیٰ واحد ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۲۸۲ ــــ ترجمہ : ابو اسود محمد بن عبدالرحمٰن نے کہا۔ اہلِ مدینہ کا ایک لشکر تیار کیا گیا اس لشکر میں میرا نام بھی لکھا گیا۔ میں ابن عباس کے مولیٰ عِکرمہ سے ملا اور میں نے انہیں خبر دی (کہ میرا نام اس لشکر میں لکھا گیا ہے) تو انھوں نے مجھے اس سے سخت منع کیا پھر عکرمہ نے کہا مجھے ابنِ عباس نے خبر دی کہ چند مسلمان مشرکوں کے ساتھ ہوکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں مشرکوں کی تعداد زیادہ ظاہر کرتے تھے کوئی تیر آتا اور اُن میں سے کسی کو لگتا تو اسے قتل کر دیتا یا اس کو تلوار ماری جاتی تو وہ قتل ہو جاتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ : اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ظَالِمِیْ اَنْفُسِھِمْ الْاٰیَۃ نازل کی اس کو لیث نے ابو الاسود سے روایت کیا ہے۔

۴۲۸۲ ــــ شرح : جس لشکر میں ابو الاسود محمد بن عبدالرحمٰن کا نام لکھا گیا تھا وہ حضرت عبداللہ بن زبیر کے عہدِ خلافت میں اہلِ شام کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے نکالا گیا تھا عِکرمہ کا ابو الاسود کو لشکر میں جانے سے روکنے کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو مشرکوں کی تعداد زیادہ بڑھاتے تھے۔ حالانکہ وہ دل سے لڑنے کا ارادہ نہ رکھتے تھے اے ابا الاسود تیرا حال بھی یہی ہے کہ جو لشکر شام میں بھیجا جا رہا ہے تو ان کی تعداد زیادہ کرے گا اور تو دل سے یہ نہیں چاہتا کہ اہلِ شام سے لڑے کیونکہ یہ جنگ فی سبیل اللہ نہیں ہے۔ پس اس آیت کریمہ کے نزول کا سبب ایک یہ بھی ہے۔

بَابُ قَوْلُهُ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا

۴۲۸۳ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ قَالَ كَانَتْ أُمِّي مِمَّنْ عَذَرَ اللهُ بَابُ فَعَسَى اللهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ وَكَانَ اللهُ عَفُوًّا غَفُورًا

باب ـ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! مگر کمزور مرد، عورتیں اور بچے جو کسی بہانہ سے نکلنے پر قادر نہیں اور نہ ہی وہ راستہ جانتے ہیں

تفسیر: یہ مذکور زجر اور وعید سے استثناء ہے۔ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا، یعنی مذکور لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔ مگر کمزور مرد، عورتیں اور بچے جو مکہ سے نکلنے پر قادر نہیں اور نہ ہی وہ راہ جانتے ہیں وہ مشرکوں کے پنجہ سے خلاصی نہیں پاتے اور اگر وہ نکلنے پر قادر بھی ہو جائیں تو ان کو راستہ کی پہچان نہیں جس پر وہ چل سکیں۔ اس لئے ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے معذور جانا اور مذکور وعید سے انہیں مستثنیٰ کر دیا۔

۴۲۸۳ ـ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ کی تفسیر میں کہا میری والدہ اُن لوگوں میں سے تھیں جن کو اللہ تعالیٰ نے معذور جانا ہے۔

شرح: اور وہ مذکور استثناء میں داخل ہیں۔ ابن عباس کی والدہ کا نام لبابہ بنت حارث ہے۔ ان کی کنیت ام فضل ہے۔

باب ـ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! قریب ہے کہ اللہ ان لوگوں کو معاف کر دے اور اللہ معاف کرنے والا بخشنے والا ہے

۴۲۸۴ـ حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعِشَاءَ اِذْ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ ثُمَّ قَالَ قَبْلَ اَنْ يَسْجُدَ اَللّٰهُمَّ نَجِّ عَيَّاشَ بْنَ اَبِيْ رَبِيْعَةَ اَللّٰهُمَّ نَجِّ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اَللّٰهُمَّ نَجِّ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اَللّٰهُمَّ نَجِّ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰى مُضَرَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ

تفسیر : فَاُولٰئِكَ سے ان لوگوں کی طرف اشارہ ہے جنہوں نے اسلام قبول کیا لیکن انھوں نے ہجرت میں سستی کی۔ اللہ تعالیٰ نے اِن کے ترکِ ہجرت سے درگزر کی۔ اللہ کے کلام میں "عَسٰی"، تحقیق کے لئے ہے۔ ابن جوزی کی تفسیر میں ہے کہ مجاہد نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو مسلمان ہوئے اور اسلام پر ثابت قدم رہے اور مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے میں عُجلت نہ کی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کا عذر قبول کیا اور انہیں معاف کر دیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔

۴۲۸۴ــ ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ نے "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ"، فرمایا پھر سجدہ کرنے سے پہلے فرمایا : اے اللہ عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے اے اللہ سلمہ بن ہشام کو نجات دے اے اللہ ولید بن ولید کو نجات دے اے اللہ کمزور مومنوں کو نجات دے اے اللہ! قبیلہ مضر پر سختی کر اے اللہ! اُن پر یوسف کے زمانہ سا قحط نازل فرما! (حدیث ع۹۵۷ کی شرح دیکھیں)

۴۲۸۴ــ شرح : وَطْأَتَكَ اَلْوَطْأُ، تہس نہس کرنا۔ سختی کرنا۔ یعنی اے اللہ تیری وطأہ قحط کی صورت ہو جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں قحط سالی ہوئی تھی۔ قولہ اِجْعَلْهَا آہ ھا ضمیر کا مرجع وطأۃ ہے۔ قولہ سَنَةٌ "سنہ کا اصل سَنْهَةٌ بروزن جَبْهَةٌ معنی قحط سالی ہے۔ اس کا لام کلمہ حذف کر کے اس کی حرکت نون کی طرف نقل کی سَنَةٌ ہوا بعض کہتے ہیں۔ اس کا اصل سنوۃ ہے۔ واؤ کو حذف کر دیا گیا ہے۔ اس کی جمع سنہات ہے۔ جب جمع صحیح کریں تو سین کلمہ کو کسرہ دیتے ہیں تو سِنُوْن اور سِنِیْن کہتے ہیں۔ بعض رفعی، نصبی اور جرّی تینوں میں سنون کہتے ہیں اور اعراب آخری نون پر ظاہر کرتے ہیں۔ اضافت کے وقت پہلی تقدیر پر نون ساقط ہوگا دوسری

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَلَا جُنَاحَ عَلَیْکُمْ اِنْ کَانَ بِکُمْ اَذًی مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ کُنْتُمْ مَّرْضٰی اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَکُمْ

۴۲۸۵ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ اَبُو الْحَسَنِ قَالَ اَخْبَرَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ یَعْلٰی عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنْ کَانَ بِکُمْ اَذًی مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ کُنْتُمْ مَّرْضٰی قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ کَانَ جَرِیْحًا

پر ہیں چنانچہ کہا سِنِیْ ذُیْدٍ، سِنِیْنَ ذُیْدٍا،، حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں کمزور مسلمانوں کی نجات کے لئے دُعاء فرمائی اور قبیلہ مُضر کے کفار کے لئے قحط سالی کی دُعاء فرمائی کہ اے اللہ اپنا مؤاخذہ اور عذاب وَطْأَۃ یوسف علیہ السلام کے زمانہ کے سالوں کی طرح قحط سالی کر دے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں سات برس سخت قحط سالی رہی تھی چنانچہ آپ کی دُعاء سے ایسا ہی ہُوا اور لوگ سخت قحط سالی کا شکار ہو گئے ۔، واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم !

باب ـ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اور تم پر مضائقہ نہیں اگر تمہیں مینہ کے سبب تکلیف ہو یا بیمار ہو ،، کہ اپنے ہتھیار کھول رکھو اور اپنی پناہ لئے رہو ،،

تفسیر : اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ قبیلہ بنی نجار کے لوگوں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا کہ یا رسُول اللہ ! ہم زمین میں سفر کرتے ہیں تو سفر کی حالت میں نماز کیسے پڑھیں۔ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ کذا ذکرہ ابن جریر باسنادہٖ عن علی رضی اللہ عنہ ،، پھر اس کی تفصیل بیان کی کہ جب آپ اُن میں تشریف فرما ہوں۔ اور نماز قائم کرنے کا ارادہ ہو تو قصر کر کے پڑھو ! اور تمہیں کچھ گناہ نہیں اگر مینہ کے سبب یا کسی بیماری میں مبتلا ہو جاؤ تو ہتھیاروں کو اتار دو کیونکہ ان کے اُٹھانے میں دشواری ہوتی ہے اور لوگوں کو احتیاط کا حکم دیا تاکہ وہ غافل نہ ہو جائیں کہ ان کی غفلت سے دشمن فائدہ اُٹھالے"

بَابُ قَوْلِهٖ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِى النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ وَمَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِى الْكِتَابِ فِىْ يَتَامَى النِّسَآءِ "

۴۲۸۶ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِى النِّسَآءِ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ اِلٰى قَوْلِهٖ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ قَالَتْ عَائِشَةُ هُوَ الرَّجُلُ تَكُوْنُ عِنْدَهُ الْيَتِيْمَةُ هُوَ وَلِيُّهَا وَوَارِثُهَا فَاَشْرَكَتْهُ فِىْ مَالِهٖ حَتّٰى فِى الْعَذْقِ فَيَرْغَبُ اَنْ يَنْكِحَهَا وَيَكْرَهُ اَنْ يُزَوِّجَهَا رَجُلًا فَيَشْرَكُهُ فِىْ مَالِهٖ بِمَا شَرِكَتْهُ فَيَعْضُلُهَا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ

۴۲۸۵ ـ ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ آئت کریمہ پڑھی اور کہا عبد الرحمٰن بن عوف زخمی تھے ان کے حق میں یہ آئت نازل ہوئی جبکہ وہ زخمی تھے۔

باب ـ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! یہ لوگ آپ سے عورتوں کی میراث کے حق میں فتویٰ طلب کرتے ہیں"

آپ فرما دیجیئے عورتوں کی وراثت میں اللہ تمہیں حکم دیتا ہے اور جو چیز تم پر قرآن میں یتیم عورتوں کے بارے میں تلاوت کی جاتی ہے "

تفسیر: عرب عورتوں اور بچوں کو وارث نہیں بناتے تھے۔ اس لئے عورتوں کے متعلق میراث کے بارے میں سوال عرض کیا گیا۔ قولہ وَمَا يُتْلٰى اس سے مراد اس آئت سے پہلے کی آئت ہے اور وہ یہ ہے وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِى الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ

۴۲۸۶ ـ ترجمہ: عروہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ یہ آئت کریمہ

بَابُ قَوْلِهٖ وَاِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ شِقَاقٌ تَفَاسُدٌ وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ هَوَاهُ فِي الشَّيْءِ يَحْرِصُ كَالْمُعَلَّقَةِ لَاهِيَ اَيِّمٌ وَلَا ذَاتُ زَوْجٍ نُشُوْزًا الْبُغْضُ

۴۲۸۷ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنَا

يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاءِ سے تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ تک کی تفسیر میں انہوں نے فرمایا کہ کسی آدمی کے پاس کوئی یتیم لڑکی ہوتی اور وہ شرعًا اس لڑکی کا ولی و وارث ہوتا۔ اور وہ اس کو اپنے مال حتیٰ کہ کھجوروں میں شریک کر لیتی وہ اس سے نکاح کی رغبت کرتا اور کسی آدمی سے اس کے نکاح کو اچھا نہ سمجھتا کہ وہ یتیمہ کے شریک ہونے کے باعث اس کے مال میں شریک ہو جائے گا اس لئے وہ اس لڑکی کو کسی اور آدمی سے نکاح کرنے سے منع کرتا تھا تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی۔

۴۲۸۶ — شرح: ابن ابی حاتم نے سُدی کے طریق سے روائت کی کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے چچا کی بیٹی کے منہ پر کچھ داغ تھے اور وہ اپنے والد کے مال کی وارث ہونے کے باعث مال دار تھی۔ جابر اس کے ساتھ نکاح کرنے سے ناخوش تھے اور نہ ہی کسی اور سے نکاح کر دینے سے خوش تھے کیونکہ ان کو ڈر تھا کہ اس کا شوہر سارا مال لے جائے گا۔ انہوں نے اس کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی۔ (حدیث ۴۲۶۰ کی شرح دیکھیں)

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے نشوز یا اعراض کا ڈر محسوس کرے

تفسیر: قولہ نشوزًا "اس کا معنیٰ یہ ہے کہ شوہر بیوی سے نفرت کرتا ہے اور اس کو نان نفقہ کچھ نہیں دیتا اور بیوی خاوند جیسی محبت بھی نہیں کرتا بلکہ اس کو سب وشتم اور مار پیٹ سے اذیت پہنچاتا ہے یا اس سے اعراض کا ڈر ہو کہ وہ بیوی سے گفتگو کم کرتا ہے اور نہ ہی کوئی اُنس کی بات کرتا ہے۔ کیونکہ وہ زیادہ عمر کی ہے یا بد خلق ہے یا خوبصورت نہیں یا وہ کانی ہے وغیرہ وغیرہ تو وہ آپس میں صلح کی کوشش کریں یہ اچھی چیز ہے۔ جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ام المومنین سودہ

هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ وَاِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا قَالَتِ الرَّجُلُ تَكُوْنُ عِنْدَهُ الْمَرْاَةُ لَيْسَ بِمُسْتَكْثِرٍ مِنْهَا يُرِيْدُ اَنْ يُفَارِقَهَا فَتَقُوْلُ اَجْعَلُكَ مِنْ شَاْنِيْ فِيْ حِلٍّ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ ذٰلِكَ

رضی اللہ عنہا نے صلح کی تھی جبکہ انہیں یہ ڈر لاحق ہُوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اُن سے مفارقت کرلیں گے اور یہ بھی جانا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے غایت درجہ کی محبت ہے تو اپنی باری عائشہ کو دے کر صلح کرلی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے صلح فراق سے بہتر ہے نشوز کا معنی بغض ہے۔

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد: وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ

اور دل لالچ کے پھندے میں ہیں۔ پھر اس کی تفسیر کی کہ کہا جاتا ہے "هَوَاهُ فِي الشَّيْءِ" اس پر حرص کرتا ہے۔ شُحّ کے معنی حرص کے ساتھ بخل کرنا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ شح کے معنی زیادہ حرص کرنے کے ہیں قولہ کَالْمُعَلَّقَةِ اس میں اللہ تعالیٰ کے اس کلام "فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ" کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تفسیر کی کہ یہ ...... وہ عورت ہے جو نہ بیوہ اور نہ خاوند رکھتی ہو۔

۴۲۸۷ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے وَاِنِ امْرَءَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا "کی تفسیر میں کہا کسی آدمی کے پاس عورت ہوتی وہ اس سے محبت نہ کرتا اور اس کو علیحدہ کر دینے کا ارادہ کرتا تو عورت کہتی میں تجھے اپنی طرف سے نان و نفقہ معاف کرتی ہوں۔ تو اس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔"

۴۲۸۷ — شرح: یعنی کبھی ایسا ہوتا کہ کوئی شخص اپنی بیوی سے نہ محبت کرتا اور نہ ہی اس کو معاشرہ میں کچھ اہمیت دیتا اور اس کے ساتھ میل ملاپ سے کراہت کرتا اور اسے اپنی زوجیت سے علیحدہ کر دینے کا ارادہ کرتا تو وہ کہتی جو میرے متعلق تجھ پر احکام مثلاً نان و نفقہ، پوشاک اور مہر وغیرہ واجب ہیں وہ معاف کرتی ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا کو یہ خطرہ لاحق ہُوا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس کو طلاق دے دیں گے تو دربار رسالت میں عرض کیا یا رسول اللہ، "آپ مجھے طلاق نہ دیں میں اپنی باری عائشہ کو ہبہ کرتی ہوں۔ آپ نے اُن کی عرضداشت کو قبول کیا اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ابوالعباس محمد بن عبدالرحمٰن دغولی نے اپنے معجم کی ابتداء میں محمد بن یحییٰ

بَابُ قَولِهٖ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَسْفَلِ النَّارِ نَفَقًا سَرَبًا

کے طریق سے قاسم بن ابی بردہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سودہ بنت زمعہ کو طلاق بھیجی جب طلاق ان کے پاس آئی تو وہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی راہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں بیٹھ گئیں۔ جب آپ کو دیکھا تو عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس ذات ستودہ صفات کا واسطہ ڈال کر آپ سے سوال عرض کرتی ہوں جس نے آپ پر اپنی کتاب نازل فرمائی ہے اور آپ کو ساری مخلوق پر فضیلت دیکر منتخب فرمایا ہے۔ آپ میری طرف رجوع فرمائیں میں بوڑھی ہوچکی ہوں مجھے مردوں کی حاجت نہیں میں چاہتی ہوں کہ قیامت کے دن آپ کی بیویوں میں اٹھائی جاؤں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے رجوع فرمالیا۔ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے اپنی باری دن اور رات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبہ کے لئے کردی

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! منافق جہنم کے نچلے طبقہ میں ہونگے

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا دَرَکِ اَسْفَل دوزخ کا نچلہ طبقہ ہے“

تفسیر: منافقوں کے غلیظ کفر کی سزا قیامت میں یہ ہوگی کہ وہ دوزخ کے نچلے حصہ میں ہوں گے جو دوزخ کا سخت طبقہ ہے اور جہنم اُن پر سخت غیظ و غضب برسائے گی۔ جہنم کے کئی طبقات ہیں جیسے جنت کے کئی درجات ہیں۔

دوزخ کے سات طبقات ایک دوسرے کے اُوپر نیچے ہیں۔ دوزخ کے نچلے طبقہ کو ہاویہ کہا جاتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہا نے کہا دَرَکِ اَسْفَل دوزخ کا نچلہ طبقہ ہے۔ دوزخی لوہے کے صندوقوں میں بند کئے جائیں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ آگ کے تابوت ہوں گے جن میں دوزخی بند کئے جائیں گے۔ اسرائیل سے روایت ہے کہ دَرَکِ اَسْفَل مکانات ہیں جن کے دروازے ہیں جو دوزخیوں پر بند کئے جائیں گے پھر اُن کے نیچے اور اوپر آگ جلائی جائے گی!

قولہ نَفَقًا الخ اس سے سورۂ انعام کی اس آیت کریمہ: اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِیَ نَفَقًا“ کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے معنی ہیں سرنگ (جو زمین کے نیچے راہ بنائی جاتی ہے) امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے منافق کے لفظ کی مناسبت سے ”نَفَقًا“ کو ذکر کیا ہے۔ کیونکہ منافق نفق سے مشتق ہے۔ نفق بمعنی سوراخ ہے۔ چوہا زمین میں دو سوراخ بناتا ہے۔ ایک سوراخ سے داخل ہوتا ہے دوسرے سوراخ سے باہر نکلتا ہے۔

۴۲۸۸ـــ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ قَالَ كُنَّا فِي حَلْقَةِ عَبْدِ اللهِ فَجَاءَ حُذَيْفَةُ حَتَّى قَامَ عَلَيْنَا فَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ أُنْزِلَ النِّفَاقُ عَلَى قَوْمٍ خَيْرٍ مِّنْكُمْ قَالَ الْأَسْوَدُ سُبْحَانَ اللهِ إِنَّ اللهَ يَقُولُ إِنَّ الْمُنٰفِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ فَتَبَسَّمَ عَبْدُ اللهِ وَجَلَسَ حُذَيْفَةُ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ فَقَامَ عَبْدُ اللهِ فَتَفَرَّقَ أَصْحَابُهُ فَرَمَانِي بِالْحَصَا فَأَتَيْتُهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ عَجِبْتُ مِنْ ضَحِكِهِ وَقَدْ عَرَفَ مَا قُلْتُ لَقَدْ أُنْزِلَ النِّفَاقُ عَلَى قَوْمٍ كَانُوا خَيْرًا مِّنْكُمْ ثُمَّ تَابُوا فَتَابَ اللهُ عَلَيْهِمْ

منافقوں کے بھی دو حال ہیں۔ ایک مسلمانوں کے ساتھ کہ ہم "ہمارے" ساتھی ہیں دُوسرے کافروں کے ساتھ کہ ہم تو مسلمانوں کو مذاق اور تمسخر کرتے ہیں۔ عملی منافق بھی ایسا ہی ہے کہ اس کے دل میں کچھ ہوتا ہے اور افعال جوارح سے کچھ اور کرتا ہے۔ لہٰذا کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہ کہنا کہ امام بخاری نے منافقوں کا استحقاق بیان کیا ہے بعید نہیں ہے۔

۴۲۸۸ـــ ترجمہ : ابراہیم نخعیؒ نے اپنے خالو اسود بن یزید نخعیؒ سے روایت کی کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے معتقدین کے حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ آئے اور ہمارے پاس کھڑے ہو گئے اور سلام کہنے کے بعد کہا کہ ایک قوم پر نفاق نازل ہُوا جو تم سے بہتر ہیں۔ اسود نے کہا سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے منافق دوزخ کے نچلے طبقہ میں ہوں گے (وہ بہترین لوگ کیسے ہو سکتے ہیں) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے تبسّم کیا اور حذیفہ مسجد کے ایک کونہ میں بیٹھ گئے۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اُٹھے اور اُن کے ساتھی اُٹھ کر چلے گئے۔ اسود نے کہا مجھے حذیفہ نے کنکری ماری تو میں اُن کے پاس چلا آیا۔ حذیفہ نے کہا مجھے عبداللہ کے تبسّم سے تعجب لاحق ہُوا، حالانکہ جو کچھ میں نے کہا ہے وہ اسے جانتے ہیں۔ یقیناً نفاق ایسے لوگوں پر نازل ہُوا جو تم سے بہتر تھے پھر انہوں نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف رجوع کیا اور ان کی توبہ قبول کی۔

۴۲۸۸ـــ شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مُرتد اور زندیق کی توبہ قبول ہے

بَابُ قَوْلِهٖ اِنَّآ اَوْحَیْنَآ اِلَیْكَ اِلٰی قَوْلِهٖ وَیُوْنُسَ وَھٰرُوْنَ وَسُلَیْمَانَ

جمہور علماء کا یہی مسلک ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میرے پاس زندیق کو لائیں اور میں اس پر توبہ پیش کروں اگر وہ توبہ کرے تو میں اس کی توبہ قبول کروں گا۔ چنانچہ یہ آیت کریمہ : اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاَصْلَحُوْا وَاعْتَصَمُوْا بِاللّٰہِ وَاَخْلَصُوْا دِیْنَھُمْ لِلّٰہِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ ،، زندیق کی توبہ کی صحت پر دلالت کرتی ہے۔ معلوم ہوا کہ زندیق کی توبہ صحیح اور مقبول ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک زمانہ میں بعض لوگ اسلام کا اقرار کرنے کے بعد مرتد ہوگئے اور مرض نفاق میں مبتلا ہوگئے اور وہ بہتر لوگ تھے کیونکہ وہ صحابہ کے طبقہ میں تھے اور صحابہ کا طبقہ تابعین کے طبقہ سے بہتر ہے لیکن اُن کے مرتد ہوجانے اور منافق بن جانے کے باعث اُن سے خیریت جاتی رہی اُن میں سے بعض تائب ہوئے تو خیریت کی طرف لوٹ آئے اِس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ قلوب پر مختلف احوال وارد ہوتے ہیں اسی لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلَی الْاِیْمَانِ ،، کیونکہ اللہ تعالیٰ مُقَلِّبُ القلوب ہے۔ اور وہ اللہ کی قدرت کی انگلیوں کے درمیان ہیں وہ جیسے چاہے ان کو پھیرتا ہے۔ ابن تینؒ نے کہا گویا کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ایمان کے نکل جانے سے ڈرایا ہے کیونکہ اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہے۔ یہ بات بھی ذہن نشین ہو کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی صحابی مرتد نہیں ہوا۔ البتہ طبقہ نبوت وصحابیت میں اعراب مسلمان ہوئے لیکن انہیں شرف صحبت حاصل نہ ہوا تھا ان کو صحابی نہیں کہا جاتا اُن میں سے بعض لوگ مرتد ہوئے تھے یا سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بعض یہودی کسی سازش کی اساس پر بظاہر مسلمان ہوئے اور پھر مرتد ہوگئے اُن میں سے کاتب وحی یہودی تھا جو مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہوا تھا اور زمین نے اس کو اپنے اندر جگہ نہ دی تھی۔ مسیلمہ کذّاب کے ساتھ ملنے والے بھی اعراب ہی تھے جن کو پہلے ذکر کیا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے محبوب ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے وحی نوح اور اس کے بعد پیغمبروں کو بھیجی،

اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کے بیٹوں اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کو وحی کی اور ہم نے داؤد کو زبور عطا فرمائی ،،۔

۴۲۸۹ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَقُولَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى

۴۲۹۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْ يُونُسَ بْنِ مَتَّى فَقَدْ كَذَبَ

تفسیر: یہود و نصاریٰ نے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اُن کے لئے آسمان سے یکبارگی کتاب نازل کی جائے تو وہ آپ کی نبوّت پر ایمان لائیں گے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اُن پر حجّت قائم کی گئی کہ حضرت موسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے سوا بکثرت انبیاء ہیں جن میں سے گیارہ کے اسمائے شریفہ اس آیت میں بیان فرمائے گئے ہیں۔ اہلِ کتاب ان سب کی نبوّت کو ملتے ہیں۔ ان سب حضرات میں سے کسی پر یکبارگی کتاب نازل نہیں ہوئی تو جب اس وجہ سے ان کی نبوّت تسلیم کرنے میں اہلِ کتاب کو کچھ پس و پیش نہ ہُوا تو سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کو تسلیم کرنے میں کونسی رکاوٹ ہے۔ اور مقصود رسولوں کے بھیجنے سے خَلق کی ہدایت اور ان کو اللہ تعالیٰ کی توحید و معرفت کا درس دینا اور ایمان کی تکمیل اور طریق عبادت کی تعلیم ہے کتاب کے متفرق طور پر نازل ہونے سے یہ مقصد بروجہ اتم حاصل ہوتا ہے کہ تھوڑا تھوڑا بآسانی دل نشین ہوتا چلا جاتا ہے۔ اس حکمت کو نہ سمجھنا اور اعتراض کرنا کمال حماقت اور زوال سعادت ہے۔ حضرت نوح علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو دوسرے نبیوں سے پہلے اس لئے ذکر کیا کہ وہ اولوالعزم انبیاء کرام علیہم السّلام سے پہلے نبی ہیں۔ تفہیم البخاری کی ابتداء میں بدء الوحی میں اس کی تفصیل مذکور

۴۲۸۹ — ترجمہ: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ کہے میں یونس بن متّیٰ سے بہتر ہوں۔

۴۲۸۹ — شرح: متّیٰ حضرت یونس علیہ السّلام کے والد ماجد ہیں۔ یعنی حضرت یونس علیہ السّلام نے بے صبری کا اظہار کرتے ہوئے اپنے آپ کو دریا میں ڈال دیا اور کچھ مدت مچھلی کے پیٹ میں رہے۔ حضرت یونس علیہ السلام کا یہ حال دیکھ کر کوئی شخص انبیاء کرام ہو یا غیر انبیاء کرام سے ہو اپنے آپ کو یونس بن متّیٰ سے بہتر نہ جانے۔ غیر نبی تو بہر کیف نبی سے بہتر نہیں ہو سکتا چونکہ اس صورت میں حضرت یونس

بَابُ قَوْلِهٖ يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ

اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗٓ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَآ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ وَالْكَلَالَةُ مَنْ لَمْ يَرِثْهُ اَبٌ اَوِ ابْنٌ وَهُوَ مَصْدَرٌ مِنْ تَكَلَّلَهُ النَّسَبُ

ابن متی علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ کے قرب میں پیش ہونا ہے اور ان کے مرتبے میں ذرہ بھر نقص پیدا نہیں ہوا۔ (اس کی پوری تفصیل احادیث ۲۲۵۱، ۳۱۶۹ اور ۳۱۹۸ کی شرح میں دیکھیں)

۴۲۹۰ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کہا میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔ اُس نے جھوٹ بولا۔

(مذکور بالا احادیث کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے محبوب تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں

تم فرمادو کہ اللہ تمہیں کلالہ میں فتویٰ دیتا ہے۔ اگر کسی مرد کا انتقال ہو۔ جو بے اولاد ہو اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں اس کی بہن کا آدھا ہے اور مرد اپنی بہن کا وارث ہوگا اگر بہن کے اولاد نہ ہو۔ پھر اگر دو بہنیں ہوں تو ترکہ میں ان کا دو تہائی ہے اور اگر بھائی بہن ہوں مرد بھی عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے۔ کلالہ وہ ہے جس کا باپ یا بیٹا وارث نہ ہو وہ تکللہ النسب کی مصدر ہے ''

شرح : کلالہ اکلیل سے مشتق ہے۔ کیونکہ اکلیل سر کا جوانب و اطراف سے احاطہ کرتا ہے اسفل اور اعلیٰ خالی ہوتا ہے۔ کلالہ کو بھی جوانب سے انساب نے احاطہ کیا ہوتا ہے اس لئے اسے کلالہ کہتے ہیں کہ اس کی اولاد اور ماں باپ نہیں ہوتے البتہ بہن بھائی ہوتے ہیں۔ بعض علماء نے کہا یہ کل یکل " سے مشتق ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کلت الرحم اِذَا تَبَاعَدَتْ وَطَالَ انتسابها اس سے کل فی مشیہ'' ہے جبکہ بعد مسافت کے باعث دور رہ گیا ہو۔ لفظ کلالہ کے معنی میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں بمعنی فریضہ ہے

۴۲۹۱ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ اِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَآءَ قَالَ اٰخِرُ سُوْرَةٍ نَزَلَتْ بَرَآءَةٌ وَاٰخِرُ اٰيَةٍ نَزَلَتْ يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُوْرَةُ الْمَائِدَةِ

لعض کہتے ہیں اس کا معنی چچا کے بیٹے ہیں۔ بعض بمعنی عصبہ کہتے ہیں اگرچہ بہت دور ہو (عینی)

۴۲۹۱ — ترجمہ : ابو اسحاق نے کہا میں نے براء بن عازب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ قرآن کریم کی آخری سورت جو نازل ہوئی ہے وہ سورۂ براءت ہے اور آخری آیت کریمہ : یَسْتَفْتُوْنَکَ ،، نازل ہوئی۔

۴۲۹۱ — شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ آخری آیت جو نازل ہوئی وہ آیت ربو ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ احکام ربا میں سب سے آخر میں یہ آیت نازل ہوئی یعنی ہر ایک کے آخر ہونے کی وجہ مختلف ہے۔ لہٰذا تضاد نہیں۔ قولہ تَکَلَّلَهُ النَّسَبُ یعنی نسب نے اس کو ایک طرف ڈال دیا۔ چونکہ باپ اصل میں ایک طرف ہے۔ اور بیٹا دوسری طرف ہے۔ یہ ان میں سے کوئی طرف نہیں رکھتا گویا کہ وہ نسب سے باہر نکال دیا گیا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ مائدہ

مائدہ بروزن فاعلہ بمعنی مفعولہ جیسے عِیْشَةٌ رَاضِیَةٌ میں راضیہ بمعنی مرضیہ ہے۔ مائدہ اُسے کہتے ہیں جس پر طعام رکھا جاتا ہے۔ اگر اس پر طعام نہ ہو تو اس کو مائدہ نہیں کہتے اس کو خوان کہا جاتا ہے۔ عطاء بن ابی مسلم نے کہا سورۂ مائدہ پہلے نازل ہوئی اس کے بعد سورہ توبہ نازل ہوئی۔ ابو عبیدہ نے محمد بن کعب قرظی سے روایت ذکر کی سورۂ مائدہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر حجۃ الوداع میں نازل ہوئی جبکہ آپ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان

اونٹنی پہ سوار تھے۔ اور آپ اونٹنی سے اُتر کر زمین پر تشریف لے آئے۔ سخاوی نے کہا علماء کی ایک جماعت نے کہا سورۃ مائدہ میں کوئی آیت منسوخ نہیں ہے۔ کیونکہ یہ سب سے آخر نازل ہوئی۔ بعض نے کہا اس میں چند آیات منسوخ ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

قولہ حُرُمٌ "وَاحِدُ هَا حَرَامٌ" ، یعنی حُرُمٌ کا واحد حرام ہے۔ اس میں اس آیت کریمہ: غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرُمٌ "، کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی تم احرام کی حالت میں شکار نہ کرو "،

بَابٌ فَبِمَا نَقْضِهِمْ بِنَقْضِهِمْ "،

بِنَقْضِهِمْ " فَبِمَا نَقْضِهِمْ "، کی تفسیر ہے اس میں یہ اشارہ ہے کہ مَا زائدہ ہے یہ طویل آیت کا حصہ ہے۔ آیت کریمہ یہ ہے تو اُن کی کیسی بدعہدیوں پر ہم نے انہیں لعنت کی اور اُن کے دل سخت کر دیئے "، اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اِن لوگوں کے حال کی خبر دی ہے کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد و پیمان کر کے پھر اس کو توڑ دیا اور عہد کی خلاف ورزی کی ہم نے ان کو حق سے دُور کر دیا اور رُشد و ہدایت اُن سے روک لی اور ان کے دل سخت کر دیئے اور ان کی قساوت کی وجہ سے انہیں کوئی نصیحت نفع نہیں دیتی "،

قولہ الَّتِي كَتَبَ اللّٰهُ جَعَلَ اللّٰهُ "،

اس میں اس آیت کریمہ: أُدْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ "، کی طرف اشارہ کیا۔ اور جَعَلَ اللّٰهُ "، سے اس کی تفسیر کی۔ یعنی پاک زمین (بیت المقدس) جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے کر دی ہے۔ علامہ زمخشری نے کہا کَتَبَ اللّٰهُ "، کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں تمہارے مقسوم میں کر دیا کہ وہ تمہارے لئے ہے۔ اور اَرْضِ مُقَدَّسَہ، بیت المقدس یا اریحا یا فلسطین یا دمشق یا شام ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام لبنان کے پہاڑ پر چڑھے تو آپ سے کہا گیا نظر اُٹھائیں جہاں تک آپ کی نظر پہنچے کی وہ مقدس ہے اور آپ کے بعد آپ کی اولاد کی وراثت ہے (عینی)

قولہ تَبُوءُ تَحْمِلُ "، اس میں حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے ہابیل اور قابیل کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے جبکہ ہابیل نے اس سے کہا" إِنِّي أُرِيدُ أَنْ تَبُوءَ بِإِثْمِي وَإِثْمِكَ "، پھر تَبُوءُ "کی تَحْمِلُ "، سے تفسیر کی یعنی میں تو یہ چاہتا ہوں کہ مجھ کو قتل کرنے کا گناہ اور تیرا گناہ دونوں کو تو اٹھائے اور یہ دونوں گناہ تیرے ہی پلہ پڑے تو تو دوزخی ہو جائے۔ ابن عباس، قتادہ اور مجاہد نے یہی تفسیر کی ہے۔

قولہ دَائِرَةٌ "، اس میں اس آیت کریمہ" يَقُولُونَ نَخْشَى أَنْ تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ "، کی طرف اشارہ کیا پھر دَوْلَةٌ "، سے اس کی تفسیر کی سدی نے بھی یہی تفسیر کی ہے۔ یعنی وہ کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ ہم پر کوئی گردش آ جائے جیسا کہ عبداللہ بن ابی منافق نے کہا۔

قولہ قَالَ غَیْرُہٗ اَلْاِغْرَاءُ التَّسْلِیْطُ ،، اس میں اس آئت کریمہ ،، فَاَغْرَیْنَا بَیْنَھُمُ الْعَدَاوَۃَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ،، کی طرف اشارہ کیاہے پھر اِغْرَاء کی تسلیط سے تفسیر کی یعنی مفسرین نے بمعنی ،، اَلْقَیْنَا ،، کہاہے ۔ یہ تفسیر صریح نص کے موافق ہے ۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے : وَاَلْقَیْنَا بَیْنَھُمُ الْعَدَاوَۃَ وَ الْبَغْضَاءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ،، علامہ زمخشری نے ،، اَغْرَیْنَا ،، کی تفسیر ،، اَلْصَقْنَا وَاَلْزَمْنَا ،، سے کی ہے قولہ قَالَ غَیْرُہٗ ،، سے ضمیر غائب کا مرجع معلوم نہیں کیا ہے ؟ کیونکہ اس سے پہلے کسی مفسر کا ذکر نہیں شراح بخاری نے اس میں تکلفات کئے ہیں ۔ بعض نے اِس کو ناسخِ کتاب کا تصرف کہاہے ۔ صحیح یہ ہے کہ یہ بخاری کی عبارت نہیں اسی لئے بعض نسخوں میں یہ موجود نہیں ۔

قولہ اُجُوْرَھُنَّ ،، اس میں اس آئت کریمہ : اِذَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ پھر اُجُوْرَھُنَّ ،، کی تفسیر ،، مُھُوْرَھُنَّ ،، سے کی ابن عباس نے یہی تفسیر کی ہے یعنی جب تم انہیں اُن کے مہر دو ، قید میں لاتے ہوئے (نکاح کرکے) یہ ناجائز طریقہ پر مستی نکالنے سے بے دھڑک زنا کرنا اور آشنا بنانے سے پوشیدہ زنا مراد ہے ۔ ،، وَلَا مُتَّخِذِیْ اَخْدَانٍ ،، سے اس طرف اشارہ ہے ۔

قَوْلُہٗ اَلْمُھَیْمِنُ الخ اس میں اس آئت کریمہ : وَمُھَیْمِنًا عَلَیْہِ ،، کی طرف اشارہ ہے ۔ پھر اس کی اَمِیْن ،، سے تفسیر کی ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ،، اَلْمُھَیْمِنُ ،، امین ہے ۔ قرآن ہر کتاب پر امین ہے جو اس سے پہلے نازل ہوئی ۔ مُھَیْمِنٌ ، ھَیْمَنَ ۔ یُھَیْمِنُ سے مشتق ہے ۔ بمعنی حفیظ و رقیب ہے ۔ کہا جاتاہے ھَیْمَنَ فُلَانٌ عَلٰی فُلَانٍ ،، جبکہ وہ اس کا نگہبان ہوگیا ۔

قَوْلُہٗ قَالَ سُفْیَانُ الخ یعنی سفیان نے کہا ۔ قرآن کریم میں میرے نزدیک اس آئت کریمہ : لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ حَتّٰی تُقِیْمُوا التَّوْرٰاۃَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ ،، سے سخت ترین کوئی آئت نہیں یعنی تم کچھ بھی نہیں ہو جب تک نہ قائم کرو توریت اور انجیل کو اور جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اُترا

،، یہ آئت کریمہ اس لئے زیادہ سخت ہے کہ اس میں تورات و انجیل کے احکام کے علم اور اس پر عمل کی تکلیف دی گئی ہے ۔ اس آئت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ مالک بن ضیف اور یہودی علماء کی ایک جماعت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا آپ یہ نہیں کہتے ہیں کہ آپ ابراہیم علیہ السلام کی ملت پر ہیں ؟ اور تورات پر ایمان رکھتے ہیں ؟ آپ یہ گواہی دیتے ہیں کہ تورات حق ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : کیوں نہیں جو تم نے کہاہے صحیح ہے لیکن تم نے تورات میں سے وہ امور حذف کر دیئے اور ان کو مخفی رکھا جن کو بیان کرنے کا تمہیں حکم دیا گیاہے ۔ جو کچھ تم نے تحریف کر رکھی ہے میں اس سے بریٔ الذمہ ہوں ۔ یہودی علماء نے کہا ہم تو اس پر قائم رہیں گے جو ہمارے ہاتھوں میں حق اور ہدایت ہے اور آپ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ ہی آپ کے لائے احکام پر ایمان لاتے ہیں اس وقت یہ آئت کریمہ نازل ہوئی کہ

جب تک تم تورات و انجیل اور قرآن کے احکام پر قائم نہ رہو گے تم کچھ بھی نہیں ہو۔

قولہ مَنْ اَحْيَاهَا آہ اس میں اس آیت کریمہ : وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْيَى النَّاسَ جَمِيْعًا۔ کی طرف اشارہ کیا اور مَنْ حَرَّمَ آہ سے اس کی تفسیر کی یعنی جس نے شرعی حق کے سوا لوگوں کے قتل کو حرام جانا اُس نے اس سے سب لوگوں کو زندہ کیا۔

قولہٗ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا الخ اس میں اس آیت کریمہ : لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر شِرْعَۃً کی تفسیر سبیل (راہ) اور منہاج کی تفسیر سنت سے کی۔ تفسیر میں لف نشر مرتب ہے۔ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ یہ لف نشر غیر مرتب ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں، کیونکہ موصول روایات سے یہی ظاہر ہے کہ لف نشر مرتب ہے۔

ابن کثیر نے کہا نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عطاء خراسانی سے شرعۃ و منہاجا کی تفسیر سنت اور سبیل منقول ہے، لیکن اول زیادہ مناسب ہے۔ کیونکہ شرعۃ کا معنی شریعہ ہے وہ یہ ہے جس سے کسی شئی کی طرف ابتداء کی جائے چنانچہ کہا جاتا ہے " شَرَعَ فِيْ كَذَا " یعنی ابتداء کی۔ شریعہ بھی یہی ہے وہ یہ ہے کہ جس سے پانی کی طرف ابتداء کی جائے۔ اور " منہاج " واضح آسان راہ ہے۔ اور " شرعۃ و منہاج کی تفسیر سبیل اور سنۃ عکس کی صورت میں زیادہ مناسب ہے۔

فَاِنْ عُثِرَ ظَهَرَ "

اس میں اس آیت کریمہ : فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓى اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا " کی طرف اشارہ کیا۔ پھر عُثِرَ کی ظَهَرَ " سے تفسیر کی یعنی اگر وصیت کے گواہوں سے یہ ظاہر ہو جائے کہ انہوں نے خیانت کی ہے اور گناہ کے سزاوار ہوئے ہیں تو اُن کی جگہ دو اور کھڑے ہوں ان میں سے کہ اس گناہ یعنی جھوٹی گواہی نے ان کا حق لے کر ان کو نقصان پہنچایا ہے اور وصیت سے زیادہ قریب ہوں تو اللہ کی قسم کھائیں کہ ہماری گواہی زیادہ ٹھیک ہے اُن دو کی گواہی سے اور ہم حد سے نہیں بڑھے ایسا ہو تو ہم ظالموں میں ہوں گے۔

قولہ اَلْاَوْلَيٰنِ آہ اس میں اس آیت کریمہ : مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ " کی طرف اشارہ کیا ہے۔ پھر اس بات کی وضاحت کی کہ " اَوْلَيٰنِ "، اَوْلیٰ " کا تثنیہ اِسْتَحَقَّ کا فاعل ہونے کے باعث مرفوع ہے۔

باب قوله اليوم اكملت لكم دينكم

۴۲۹۲۔ حدثنا محمد بن بشار قال ثنا عبد الرحمن قال ثنا سفين عن قيس عن طارق بن شهاب قالت اليهود لعمر انكم تقرؤن اية لو نزلت فينا لاتخذناها عيدا فقال عمر اني لاعلم حيث انزلت و اين رسول الله صلى الله عليه وسلم حين انزلت يوم عرفة وانا والله بعرفة قال سفين واشك كان يوم الجمعة ام لا اليوم اكملت لكم دينكم

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا"

مفسرین نے کہا یہ آئت کریمہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جو اس امت مرحومہ کو عنائت فرمائی۔ جبکہ ان کے لئے ان کا دین مکمل کر دیا۔ اس کے بعد وہ کسی دوسرے دین کے محتاج نہیں اور نہ ہی کسی اور نبی کی ضرورت باقی رہتی ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مبعوث فرمایا اور آپ کی بعثت تمام انسانوں اور جنوں کے لئے ہے۔ پس حلال وہ ہے جو اللہ نے حلال کیا حرام وہ ہے جو اللہ نے حرام کیا اور دین وہ ہے جو اللہ نے مشروع کیا جو بھی اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے وہ حق اور واجب الصدق ہے اس میں نہ تو کذب کا احتمال و امکان ہے اور نہ ہی اس کا خلاف ممکن ہے۔ ابن عباس نے کہا دین سے مراد اسلام ہے اور "یوم" سے مراد یوم عرفہ ہے۔ سُدی نے کہا یہ آئت کریمہ عرفہ کے روز نازل ہوئی۔ اس کے بعد کوئی حلال و حرام نازل نہیں ہوا۔ ابن جریج اور دیگر علماء نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ کے دن کے بعد اکیاسی (۸۱) روز دُنیا میں تشریف رکھنے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور تشریف لے گئے (عینی)

۴۲۹۲۔ ترجمہ: طارق بن شہاب سے روائت ہے کہ یہودیوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا تم ایک آئت پڑھتے ہو اگر وہ آئت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس کے نزول کو عید مناتے عمر فاروق نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ یہ آیت کب اور کہاں نازل ہوئی اور جب نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تھے۔ جس روز یہ آئت نازل ہوئی۔ عرفہ کا دن تھا خدا کی قسم ہم عرفہ میں تھے۔ سفیان نے کہا مجھے شک ہے کہ وہ جمعہ کا دن تھا یا نہیں۔ وہ آیت : اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ ،، ہے۔

۴۲۹۲ — شرح : ترمذی میں ہے کہ یہ آئت کریمہ جس روز نازل ہوئی۔ عرفہ کا دن تھا اتفاقاً وہ جمعہ کا دن تھا گویا کہ اس دن دو عیدیں ہوئیں۔ کتاب الایمان حدیث ۴۴ میں گزرا ہے کہ جس روز یہ آئت نازل ہوئی وہ جمعہ کا دن تھا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہودی کو جواب دیا کہ جس روز یہ آئت نازل ہوئی وہ جمعہ کا دن تھا اور یہ دن ہماری عید کا دن ہے۔ بحمد اللہ عرفہ اور جمعہ دونوں عید کے دن ہیں۔ چنانچہ علامہ کرمانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آئت کا نزول عرفہ کے دن تھا اور یہ بات مشہور ہے کہ عرفہ کے بعد جو دن ہے وہ مسلمانوں کی عید ہے گویا کہ ہم نے جانا کہ یہ دن اس بات کا مستحق ہے کہ اس میں عبادت کی جائے تو ہم نے اس کو عید منایا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جس روز یہ آئت نازل ہوئی وہ عرفہ کا دن تھا اس دن کو عید کیوں نہیں بنایا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات مسلّم الثبوت ہے کہ یہ آئت کریمہ عصر کے بعد نازل ہوئی اور عید شروع دن میں ہوتی ہے۔ اس لئے دوسرے دن کی صبح کو عید بنایا اسی لئے فقہاء کرام کہتے ہیں کہ دن کو چاند کی رُؤیت آنے والی رات کا ہوتا ہے لیکن یوم عرفہ کی تنصیص اس تکلف سے مستغنی کرتی ہے۔ کیونکہ عید عَود سے مشتق ہے۔ اس کو عید اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ ہر سال لوٹ کر آتی ہے۔ نیز علامہ زمخشری نے کہا عید کا معنی لوٹنے والا سرور ہے۔ پس معنی یہ ہے کہ جس دن کی تعظیم مشروع ہو اس کا نام عید ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جس روز اللہ کی نعمت نازل ہو وہ دن عید کا دن ہے۔ اور یہ بات مسلم ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔

چنانچہ ارشاد خداوندی ہے : اَلَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ،، اس کی تفسیر میں بخاری کی حدیث ۳۹۷۷ باب قتل ابی جہل لعنۃ اللہ علیہ ،، میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ جن لوگوں نے اللہ کی نعمت کو تبدیل کیا وہ کفارِ قریش تھے اور عمرو بن دینار نے کہا وہ قریش ہیں اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی نعمت ہیں۔ لہٰذا جس روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ وہ دن اللہ تعالیٰ کی نعمت کے نزول کا دن ہے اور اس دن میں عید منانا بقول سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ مستحسن ہے۔ اہل اسلام اس دن کو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعبیر کرتے ہیں جو مستحسن طریقہ ہے۔ اس کی پوری تفصیل تفہیم البخاری حصہ اوّل کے صفحہ ۱۸۱ حدیث ۴۴ کی شرح میں دیکھیں)

بَابُ قَوْلِهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَخْمَصَةٌ مَجَاعَةٌ ،، اس میں اس آئت کریمہ ،، فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ،، پھر مخمصہ کی تفسیر مجاعہ سے کی یعنی جو بھوک پیاس کی شدت میں لاچار ہو یوں کہ گناہ کی طرف نہ جھکے تو یقیناً اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اس میں یہ لحاظ ضروری ہے کہ ضرورت سے زیادہ نہ کھائے اور ضرورت اسی قدر کھانے سے رفع ہو جاتی ہے جس سے خطرۂ جان جاتا رہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا تَيَمَّمُوْا
تَعَمَّدُوْا آمِّيْنَ عَامِدِيْنَ اَمَّمْتُ وَتَيَمَّمْتُ وَاحِدٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ
لَمَسْتُمْ وَتَمَسُّوْهُنَّ وَاللَّاتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ وَالْاِفْضَاءُ النِّكَاحُ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کرو!

اس میں اس آیت کریمہ: اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا " کی طرف اشارہ کیا پھر تَيَمَّمُوْا کی تَعَمَّدُوْا سے تفسیر کی۔ یعنی اگر تم بیمار یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی قضاء حاجت کی جگہ سے آئے یا بیویوں سے جماع کرو اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کرو اور تَيَمَّمُوْا کا معنی ہے قصد کرو۔ چنانچہ " آمِّيْنَ " بمعنی عامدین ہے اور اَمَّمْتُ اور تَيَمَّمْتُ ہم معنیٰ ہیں۔

قولہ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ آہ یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا " لٰمَسْتُمْ اور تَمَسُّوْهُنَّ جو قرآن کریم میں ہے فَاِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَاللَّاتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ "، کہ جن عورتوں سے تم نے جماع کیا ہے۔ اور " اَلْاِفْضَاءُ "، نکاح ہے یعنی یہ چہار کلمات لمس، مس، دخول اور افضاء بمعنی وطیٔ اور جماع ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ عورت کو ہاتھ کے ساتھ چھونے سے وضوء جاتا رہتا ہے۔ انھوں نے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اس چھونے کو ناقض وضوء نہیں کہتے ہیں اور امام شافعی کے استدلال کا جواب یہ ہے کہ اس جگہ لمس جماع کے معنی میں ہے۔ جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بطریق تعلیق ذکر کیا ہے۔ احکام القرآن میں بطریق موصول مجاہد کے ذریعہ ابن عباس سے روایت ہے کہ اس آیت کریمہ میں " اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ "، بمعنی جماع ہے۔ ابن منذر نے محمد بن علی، سعید ابوعوانہ، ابو بشر کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ لمس، مس اور مباشرت بمعنی جماع ہے۔ ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ابی بن کعب، مجاہد، حسن، طاؤس، عبید بن عمیر، سعید بن جبیر، شعبی اور قتادہ سے روایت کی کہ یہ تینوں الفاظ لمس، مس اور مباشرت بمعنی جماع ہیں (عینی)

۴۲۹۳ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجۂ محترمہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

۴۲۹۳ — حَدَّثَنَا اِسْمٰعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ الْقٰسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَآءِ اَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِّيْ فَاَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهٖ وَاَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ فَاَتَى النَّاسُ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ فَقَالُوْا اَلَا

نے فرمایا کہ ہم ایک سفر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلے حتیٰ کہ جب ہم بیداء یا ذات الجیش میں تھے تو میرا ہار گم ہو گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش میں ٹھہر گئے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ ٹھہر گئے۔ حالانکہ وہاں پانی نہ تھا اور نہ ہی اُن کے پاس پانی تھا۔ لوگ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کیا آپ دیکھتے نہیں جو ام المومنین عائشہ نے کیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لوگوں سمیت ٹھہرا رکھا ہے۔ حالانکہ وہاں کوئی پانی نہیں اور نہ ہی اُن کے پاس پانی ہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک میری ران پر رکھ کر سو رہے تھے۔ ابوبکر نے کہا تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کو روک رکھا ہے۔ حالانکہ یہاں پانی نہیں اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی ہے۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا مجھے ابوبکر صدیق نے سخت عتاب کیا اور جو کچھ اللہ نے چاہا اُنہوں نے مجھے کہا اور اپنے ہاتھ سے میرے پہلو میں کونچنا شروع کیا اور مجھے حرکت کرنے سے کوئی شئے مانع نہ تھی مگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میری ران پر آرام فرمانا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت بیدار ہوئے اور پانی وغیرہ نہ تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی۔ اُسید بن حضیر نے کہا اے آلِ ابی بکر یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم اونٹ کو اٹھایا جس پر میں سوار تھی تو ہار اس کے نیچے تھا۔ (حدیث ۳۲۹ کی شرح میں اس کی پوری تفصیل ہے)

۴۲۹۴ — ترجمہ: ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ بیداء مقام میں میرا ہار گر گیا۔ اور ہم مدینہ منورہ میں داخل ہونے والے تھے (مدینہ منورہ کا قصد کیا ہوا تھا) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو بٹھایا اور اس سے اُترے اور میری گود میں سر مبارک رکھا اور سو گئے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور میرے سینے پر سخت ہاتھ مارا اور فرمایا تو نے

نَرَى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
بِالنَّاسِ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ قَالَتْ عَائِشَةُ فَعَاتَبَنِي أَبُوبَكْرٍ
وَقَالَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ وَجَعَلَ يَطْعُنُنِي بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي وَلَا يَمْنَعُنِي
مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فَخِذِي فَقَامَ
رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ فَأَنْزَلَ اللهُ آيَةَ
التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوا فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ
أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَإِذَا الْعِقْدُ تَحْتَهُ

لوگوں کو ہار کی وجہ سے روک رکھا ہے (ام المؤمنین نے کہا) پس میری موت تھی کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں تھے اور ابو بکر نے مجھے سخت درد پہنچائی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے حالانکہ صبح ہو چکی تھی۔ پانی تلاش کیا وہ نہ ملا تو یہ آئت کریمہ یٰاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَی الصَّلٰوۃِ الآیۃ اسید بن حضیر نے کہا اے اولادِ ابی بکر! اللہ تعالیٰ نے تم میں مسلمانوں کے لئے برکت رکھی ہے۔ تم تو لوگوں کے لئے خالص برکت ہو۔

۴۲۹۴ — **شرح**: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ آئت کریمہ وضوء کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور ہار کی گمشدگی کا واقعہ اس کا سبب کیسے ہو سکتا ہے

اس کا جواب یہ ہے کہ بعید نہیں کہ دو آیات کے نزول کا سبب ایک ہی ہو، لیکن اس جواب میں کچھ تامل ہے کہ مسلمان اس واقعہ سے پہلے ہی وضوء کیا کرتے تھے اور انہیں وضوء کا علم تھا اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آئت کریمہ کے نزول سے وضوء کا علم ہوا تھا۔ بہتر جواب یہ ہے کہ نظم قرآن میں تیمم کی آئت وضوء کی آئت سے منضم تھی (ملی ہوئی تھی) اور دونوں کا مجموعہ ایک آئت ہو گئی تھی تو آئت کریمہ کے پہلے جزء کے ذکر سے مراد وہی آئت ہے اور وہی جز تیمم پہ دلالت کرتا ہے۔ اور الاٰیۃ ،، سے مراد پوری آئت ہے جو وضوء اور تیمم دونوں کو شامل ہے (تیسیر القاری)

اس حدیث سے بعض علماء نے استدلال کیا کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم پر تہجد کی نماز واجب نہ تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ جب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی سے اترے تھے نماز پڑھلی ہوگی پھر سوئے ہوں گے لیکن یہ جواب کمزور ہے۔ کیونکہ تہجد کی نماز سونے کے بعد ادا کی جاتی ہے لہٰذا اصح جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اترنے سے پہلے اونٹنی پر سو گئے ہوں گے پھر اتر کر نماز ادا کر لی ہوگی، کیونکہ نیند سے آپ کا وضو ناقض نہیں ہوتا۔ واللہ اعلم

۴۲۹۴ــــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَمْرٌو اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقٰسِمِ حَدَّثَهٗ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَقَطَتْ قِلَادَةٌ لِّي بِالْبَيْدَآءِ وَنَحْنُ دَاخِلُوْنَ الْمَدِيْنَةَ فَاَنَاخَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَلَ فَثَنَى رَاْسَهٗ فِي حَجْرِي رَاقِدًا اَقْبَلَ اَبُوْبَكْرٍ فَلَكَزَنِي لَكْزَةً شَدِيْدَةً وَقَالَ حَبَسْتِ النَّاسَ فِي قِلَادَةٍ فَبِي الْمَوْتُ لِمَكَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَوْجَعَنِي ثُمَّ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَيْقَظَ وَحَضَرَتِ الصُّبْحُ فَالْتُمِسَ الْمَاءُ فَلَمْ يُوْجَدْ فَنَزَلَتْ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ الْاٰيَةَ فَقَالَ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ لَقَدْ بَارَكَ اللّٰهُ لِلنَّاسِ فِيْكُمْ يَا اٰلَ اَبِي بَكْرٍ مَا اَنْتُمْ اِلَّا بَرَكَةٌ لَّهُمْ

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم اور تمہارا رب جائیے اور اُن سے لڑو ہم یہاں بیٹھتے ہیں ''

یہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم کا کلام ہے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ جہاد کرو اور بیت المقدس میں داخل ہو جاؤ! وہ تمہارے جدّ امجد یعقوب علیہ السلام کی ملک میں تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مد لے میری قوم مقدس زمین میں داخل ہو جاؤ! وہ اللہ نے تمہارے لئے لکھ دی ہے۔ انھوں نے جواب دیا وہاں سخت ترین لوگ ہیں ہم تو وہاں نہیں جائیں گے تم اور تمہارا رب جائیے ہم یہاں بیٹھتے ہیں۔ ابن ابی حاتم نے اپنے اسناد کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی!

۴۲۹۵ ـ حَدَّثَنَا اَبُوْنُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ مُخَارِقٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ قَالَ شَهِدْتُ مِنَ الْمِقْدَادِ ح وَحَدَّثَنِیْ حَمْدَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوالنَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنَا

جس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم ارض مقدسہ میں آئے تو اس میں ایک شہر دیکھا جس میں ظالم اور جابر لوگ رہائش پذیر تھے تو اُنھوں نے بارہ آدمی منتخب کرکے اس شہر میں بھیجے کہ ان لوگوں کے احوال کی حقیقت سے ہمیں خبردار کریں۔ ان ظالم جبار قوم کے ایک آدمی نے ان کو پکڑ کر اپنی چادر میں لپیٹ لیا اور ان کو شہر میں لے آیا پھر اپنی قوم میں اعلان کیا وہ جمع ہوگئے پھر اُن سے کہا ان لوگوں کو موسیٰ علیہ السلام کے پاس بھیج دو تاکہ یہ ان کو بتائیں کہ ہماری قوت کس قدر ہے۔ اس شہر کا نام اریحا ہے۔ اُن سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس خبر اور واقعہ کو صیغۂ راز میں رکھو لیکن دو آدمیوں یوشع اور کالب کے سوا سب نے راز افشاء کر دیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ بارہ آدمیوں میں سے دو آدمی جابر قوم کے ایک باغ میں داخل ہوئے تو باغ کے مالک نے ان کو پکڑ کر اپنی آستین میں چھپالیا۔ مقاتل کی تفسیر میں ہے اریحا کے متعلق ایک ہزار گاؤں تھے۔ جب یہ نقباء وہاں گئے تو عوج بن عنق ان کے پاس آیا تو ان کے سامان سمیت ان کو اُٹھا کر اپنے بادشاہ کے آگے رکھ دیا۔ اس بادشاہ کا نام مانوس بن ششوره تھا جب اُس نے ان کو دیکھا تو ان کو قتل کرنے کا حکم دیا تو اس کی بیوی نے کہا ان مسکینوں کو معاف کردو اور چھوڑ دو! یہ واپس چلے جائیں اور جس راستہ سے آئے تھے اس راستہ سے واپس نہ جائیں کوئی اور راہ اختیار کریں بادشاہ نے ان کو رہا کر دیا۔ انہوں نے قوم جبابرہ کے باغ سے ایک انگور لیا اور اس کو دو مردوں کے درمیان ایک عمود پر رکھا تو وہ اس کو اُٹھانے سے عاجز ہوگئے اور ایک جانور پر دو انار رکھے تو وہ جانور ان کو اُٹھا کر چلنے سے عاجز ہوگیا۔ یہ بارہ آدمی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئے اور ان کا حال بیان کیا اور یہ بھی ذکر کیا کہ اُن میں سے ہر ایک آدمی ساڑھے سات گز لمبا ہے۔ اور وہ قوم عاد کے بچے کھچے آدمی تھے ان کو عمالیق کہا جاتا تھا۔ مجاہد سے روایت ہے کہ ان کے انگور کے دانے کو پانچ یا چار آدمی اُٹھاتے تھے۔ ابوطلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ انہوں نے انہیں انگور کا ایک دانہ دیا جو ایک مرد کے لئے کافی تھا۔ ارضِ مقدسہ سے مراد دمشق، فلسطین اور اردن کا کچھ علاقہ ہے۔ قتادہ نے کہا یہ زمین سارا شام ہے۔ سہیلی نے کہا یہ بیت المقدس ہے اور اس کا گرد و نواح ہے۔ سفیان ثوری نے اپنے اسناد کے ذریعہ ابن عباس سے روایت کی کہ ارضِ مقدسہ طور اور اس کا گرد و نواح ہے۔ (عینی و تیسیر القاری)

۴۲۹۵ ـــ ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اُنھوں نے کہا مقداد نے

الْاَشْجَعِیُّ عَنْ سُفْیٰنَ عَنْ مُخَارِقٍ عَنْ طَارِقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ الْمِقْدَادُ یَوْمَ بَدْرٍ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَا نَقُوْلُ لَكَ كَمَا قَالَتْ بَنُوْ اِسْرَآئِیْلَ لِمُوْسٰی اِذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قَاعِدُوْنَ وَلٰكِنِ امْضِ وَنَحْنُ مَعَكَ فَكَاَنَّهٗ سُرِّیَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرَوَاهُ وَكِیْعٌ عَنْ سُفْیٰنَ عَنْ مُخَارِقٍ عَنْ طَارِقٍ اَنَّ الْمِقْدَادَ قَالَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ قَوْلِهٖ اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اِلٰی قَوْلِهٖ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ اَلْمُحَارَبَةُ لِلّٰهِ اَلْكُفْرُ بِهٖ

بدر کے روز کہا یا رسولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! ہم آپ سے یہ نہ کہیں گے جیسے بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا کہ تم اور تمہارا رب جائے اور جنگ کرو ہم یہاں بیٹھتے ہیں، لیکن آپ چلیں ہم آپ کے ساتھ ہیں یہ سن کر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام خدشات زائل ہو گئے اور آپ بہت خوش ہوئے۔ وکیع نے سفیان، مخارق کے ذریعے طارق سے روایت کی کہ مقداد نے کہا یہ کلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔"

۴۲۹۵ — شرح : یعنی حدیث میں مذکور کلام بدر کے روز مقداد نے کہا کہ یا رسولَ اللہ! ہم بہرحال آپ کے ساتھ رہیں گے۔ بعض روایات میں ہے کہ سعد بن معاذ نے بھی یہ کہا تھا لہٰذا ہو سکتا ہے کہ مقداد اور سعد دونوں نے کہا ہو۔ واللہ و رسولہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں،"

ان کا بدلہ یہی ہے کہ گن گن کر قتل کیے جائیں یا سولی دیئے جائیں یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا زمین سے دور کر دیئے جائیں"

۴۲۹۶ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَلْمَانُ اَبُوْرَجَاءٍ مَوْلٰی اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ اَنَّهٗ کَانَ جَالِسًا خَلْفَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِیْزِ فَذَکَرُوْا وَذَکَرُوْا فَقَالُوْا وَقَالُوْا قَدْ اَقَادَتْ بِهَا الْخُلَفَآءُ فَالْتَفَتَ اِلٰی اَبِیْ قِلَابَةَ وَهُوَ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَقَالَ مَا تَقُوْلُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ زَيْدٍ اَوْ قَالَ مَا تَقُوْلُ يَا اَبَا قِلَابَةَ قُلْتُ مَا

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس آئتِ کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ اہلِ کتاب سے بعض لوگوں نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا پھر اسے توڑ کر زمین میں فتنہ و فساد شروع کر دیا۔ ان کے بارے میں یہ آئت نازل ہوئی۔ ثعلبی نے کلبی سے روائت کی کہ یہ آئت کریمہ بنی ہلال کے حق میں نازل ہوئی۔

ابوبرزہ اسلمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد کیا تھا کہ وہ آپ کے خلاف کسی کی مدد نہیں کرے گا اور اس کے پاس جو مسلمان آئے اس کو امن دے گا۔ ایک دفعہ وہ بنی کنانہ کے چند لوگ جو اسلام کے خواہشمند تھے۔ ابوبرزہ کی قوم کے مسلمانوں کے پاس سے گزرے جبکہ اس روز ابوبرزہ وہاں موجود نہ تھے۔ انہوں نے ان کے مال چھین لئے اور ان کو قتل کر دیا تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی: امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے: یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه،، کی تفسیر اللہ کے ساتھ کفر سے کی یعنی انہوں نے اسلام کے بعد کفر کیا۔

۴۲۹۶ — ترجمہ: ابوقلابہ سے روائت ہے عمر بن عبدالعزیز ابوقلابہ کی طرف متوجہ ہوئے جبکہ وہ اُن کے پس پشت بیٹھے ہوئے تھے اور کہا اے عبداللہ ابن زید یا اے ابا قلابہ تم کیا کہتے ہو (راوی نے شک کیا ہے) میں نے کہا میں کوئی نفس نہیں جانتا کہ اس کو قتل کرنا جائز ہو سوائے اس شخص کے جو شادی شدہ ہونے کے باوجود زنا کرے یا کسی نفس کو قصاص کے بغیر قتل کرے یا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے اور مرتد ہو جائے عنبسہ بن سعید اموی نے کہا ہم سے انس نے ایسا ایسا بیان کیا (قصہ قسامت اور واقعہ عرنیین) انس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوگ آئے اور آپ سے گفتگو کی اور کہا ہمیں اس زمین (مدینہ منورہ) کی آب و ہوا موافق نہیں آئی۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہمارے اونٹ ہیں باہر چرنے جاتے ہیں اُن میں جاؤ اور ان کے دودھ اور پیشاب پیئو (انہوں نے دودھ اور) اور تندرست ہو گئے اور چرواہے پر حملہ کیا اور اس کو

عَلِمْتُ نَفْسًا حَلَّ قَتْلُهَا فِي الْإِسْلَامِ إِلَّا رَجُلٌ زَنَا بَعْدَ إِحْصَانٍ أَوْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ حَارَبَ اللهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَنْبَسَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ بِكَذَا وَكَذَا قُلْتُ إِيَّايَ حَدَّثَ أَنَسٌ قَالَ قَدِمَ قَوْمٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمُوهُ فَقَالُوا قَدِ اسْتَوْخَمْنَا هٰذِهِ الْأَرْضَ فَقَالَ هٰذِهِ نَعَمٌ لَنَا تَخْرُجُ فَاخْرُجُوا فِيهَا فَاشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَخَرَجُوا فِيهَا فَشَرِبُوا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا وَاسْتَصَحُّوا وَمَالُوا عَلَى الرَّاعِي فَقَتَلُوهُ وَاطَّرَدُوا النَّعَمَ فَمَا يُسْتَبْطَأُ مِنْ هٰؤُلَاءِ قَتَلُوا النَّفْسَ وَحَارَبُوا اللهَ وَرَسُولَهُ وَخَوَّفُوا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سُبْحَانَ اللهِ فَقُلْتُ تَتَّهِمُنِي قَالَ حَدَّثَنَا بِهٰذَا أَنَسٌ قَالَ وَقَالَ يَا أَهْلَ كَذَا إِنَّكُمْ لَنْ تَزَالُوا بِخَيْرٍ مَا أُبْقِيَ هٰذَا فِيكُمْ وَمِثْلُ هٰذَا

قتل کر کے اونٹوں کو ہانک کر لے گئے ان لوگوں سے تاخیر کرنے والی کون سی شئ تھی (ان لوگوں کے قتل کرنے میں کیا تامل ہو سکتا ہے) انھوں نے ایک آدمی کو قتل کیا اور اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی (اور اپنی طاقت اور غلبہ ظاہر کر کے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈرایا عنبسہ نے کہا سبحان اللہ میں نے کہا (ابو قلابہ) کیا تم مجھے جھوٹ کی تہمت لگاتے ہو۔ ابو قلابہ نے کہا انس نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی۔ راوی نے کہا عنبسہ نے کہا اے شام میں رہنے والو تم ہمیشہ بہتر رہو گے جب تک اللہ تعالیٰ نے تم میں اس آدمی کو باقی رکھا یا اس جیسا کوئی آدمی (ابو قلابہ جیسا آدمی تم میں باقی ہے ہمیشہ خیر و عافیت سے رہو گے)

۴۲۹۶ — شرح : حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ ایک دن لوگوں کے پاس باہر تشریف لائے اور تختِ خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور ابو قلابہ عبد اللہ بن زید ان کے پیچھے بیٹھ گئے۔ آپ نے لوگوں کو مجلس میں آنے کی عام اجازت دی جب لوگ آئے تو عمر بن عبد العزیز نے اُن سے کہا قسامت میں تمہارا کیا خیال ہے۔ لوگوں نے کہا قسامت میں قصاص لینا حق ہے۔ خلفاء راشدین نے قسامت میں قصاص کا حکم کیا ہے۔ عمر بن عبد العزیز نے ابو قلابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا تمہارا کیا خیال ہے؟ ابو قلابہ

بَابُ قَولِهٖ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ

نے کہا میں نے کہا اے امیرالمؤمنین آپ کے پاس افواج کے سربراہ اور عرب کے سردار موجود ہیں آپ مجھے بتائیں اگر اِن حضرات میں سے پچاس آدمی دمشق رہنے والے کسی شادی شدہ شخص پر گواہی دیں کہ اُس نے زناء کیا ہے؛ ،لیکن اس کو زنا کرتے نہیں دیکھا کیا آپ اس شخص کو رجم کریں گے؟ عمر بن عبدالعزیز نے کہا ہرگز نہیں (ابوقلابہ) میں نے کہا اگر ان حضرات میں سے پچاس آدمی حمص میں رہنے والے ایک آدمی پر گواہی دیں کہ اُس نے چوری کی ہے کیا آپ اس کا ہاتھ قطع کریں گے فرمایا نہیں (ابوقلابہ) میں نے کہا اللہ کی قسم جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف تین شخصوں کو قتل کیا ہے ایک وہ شخص جو تیز دھار آلہ سے کسی کو عمداً قتل کرے اس کو قصاصًا قتل کیا جائے گا۔ دُوسرا وہ شادی شدہ آدمی جو زناء کرے اس کو رجم کیا جائے گا۔ تیسرا وہ شخص جو اللہ اور اس کے رسُول سے محاربت کرے اور مرتد ہو جائے۔ لوگوں نے کہا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ بیان نہیں کیا؟ کہ عکل قبیلہ کے چند آدمی آئے اور مدینہ منورہ کی آب و ہوا کے ناموافق آنے کے باعث بیمار ہو گئے انہیں صدقہ کے اونٹوں کا دودھ اور اُن کا پیشاب پینے کا حکم دیا۔ اُنھوں نے چرواہے کو قتل کیا اور اونٹ بھگا کر لے گئے ان کو گرفتار کر کے قتل کیا تھا، کیونکہ یہ مرتد ہونے کے باعث قتل کے مستوجب تھے۔

قولہ فقالوا وقالوا آہ پہلے فقالوا کا مقولہ محذوف ہے اور دوسرے قالوا کا مقولہ قَدْ اَقَادَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ ہے

بابٌ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور زخموں میں بدلا ہے"

پوری آیت کریمہ یہ ہے: وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ "یعنی ہم نے تورات میں اُن پر واجب کیا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں میں بدلا ہے" یہ تخصیص کے بعد تعمیم ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے "عین" اور اس کے امثال ذکر کرنے کے بعد فرمایا؛ فَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ ہر جرح میں قصاص وہاں ثابت ہوتا ہے جہاں قصاص ممکن ہو جیسے ہونٹ، آلہ تناسل اور ہاتھ وغیرہ ان کے علاوہ ہڈی توڑ دینے یا پیٹ میں زخم کر دینے میں ارش ہے۔ قصاص "قَصَّ الْاَثَرَ" سے ماخوذ ہے گویا کہ جس پر جنایت کا حکم کیا گیا ہے اس کی تلاش کی جاتی ہے تاکہ اس کو قتل کیا جائے"

۴۲۹۷ ـــ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ اَخْبَرَنَا الْفَزَارِیُّ عَنْ حُمَیْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَسَرَتِ الرُّبَیِّعُ وَهِیَ عَمَّةُ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ثَنِیَّةَ جَارِیَةٍ مِنَ الْاَنْصَارِ فَطَلَبَ الْقَوْمُ الْقِصَاصَ فَاَتَوُا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَمُّ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ لَا وَاللّٰهِ لَا تُکْسَرُ ثَنِیَّتُهَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا اَنَسُ کِتَابُ اللّٰهِ الْقِصَاصُ فَرَضِیَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوا الْاَرْشَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ

بَابُ یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ

۴۲۹۷ ـــ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ اُنھوں نے کہا انس بن مالک کی پھوپھی ربیع بنت نضر نے انصار کی ایک لڑکی کے سامنے والے دو دانت توڑ دیئے لوگوں نے بدلے کا مطالبہ کیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے (تاکہ قصاص کا مطالبہ کریں) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم دیا تو انس بن نضر نے کہا یا رسول اللہ بخدا ایسا ہرگز نہ ہوگا اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس اللہ کی کتاب میں قصاص ہے (اس سے خلاصی نہیں) پس لوگ خوش ہوگئے اور انہوں نے ارش کو قبول کر لیا۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بندوں میں سے بعض ایسے بندے ہیں اگر وہ اللہ کے فعل پر قسم کھائیں تو اللہ ایسا ہی کر دیتا ہے جس پر قسم کھائی "

۴۲۹۷ ـــ شرح : قولہ قبلوا الارش آہ ابن اثیر نے کہا فیصلوں میں مشروع ارش کو وہ ہے کہ خریدار جب مبیعہ میں عیب پر مطلع ہو تو بقدر نقصان خریدار بائع سے لیتا ہے۔ زخموں اور جنایات کی ارش بھی اسی طرح ہے کیونکہ وہ بھی پیدا شدہ نقصان کو پورا کرتی ہے (حدیث کی تفصیل حدیث ع ۲۵۲۲ کی شرح میں دیکھیں)

باب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اے رسول پہنچا دو جو کچھ تمہیں تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوا "

۴۲۹۸ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا مِمَّا اُنْزِلَ عَلَيْهِ فَقَدْ كَذَبَ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ يَآ اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ الْاٰيَةَ

ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آیت کریمہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں غدیر خم کے روز نازل ہوئی۔ مقاتل نے کہا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو اسلام کی دعوت دی اور اس میں خوب مبالغہ کیا تو یہودیوں نے استہزاء کرنا شروع کیا اور کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا ہم تمہیں ایسا مانیں جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ "علیہ السلام" کو مانا ہے۔ یہ سن کر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دین اسلام کی طرف بلانے کی رغبت دلائی کہ ان کا آپ کو جھٹلانا اور استہزاء کرنا دعوت اسلام سے روکتا نہیں۔ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین نے کہا اس آیت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ اے رسول علی بن ابی طالب کی فضیلت میں جو کچھ تمہیں تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوا ہے اسے لوگوں تک پہنچا دو جب یہ آیت نازل ہوئی تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: "مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ"، پوری آیت کریمہ یہ ہے: "يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَ"، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفار نے بے شمار اذیتیں پہنچائیں چنانچہ ارشاد فرمایا کسی پیغمبر کو اتنی اذیت نہیں پہنچی جس قدر مجھے اذیت پہنچائی گئی۔ غزوۂ اُحد میں آپ کے چہرے جہاں آرا پر زخم پہنچایا گیا اور سامنے والے دانت زخمی ہوئے۔ طائف میں آپ کو سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ عقبہ بن ابی معیط نے آپ کو سخت پریشان کیا۔ ابولہب اور اس کی بیوی درپے آزار رہے۔ اس طرح آپ کو بے شمار مصائب اور آلام پہنچے اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت "وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ" سے مراد قتل سے محفوظ کرنا ہے (عینی، تیسیر القاری)

۴۲۹۸ — ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جس نے یہ خبر دی کہ "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آپ پر نازل ہوا ہے اس میں سے کوئی شئی چھپا رکھی ہے۔ اس نے یقیناً جھوٹ بولا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے رسول پہنچا دو جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوا۔

بَابُ قَوْلِهِ لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَیْمَانِکُمْ

۴۲۹۹ـ حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ سَلَمَۃَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِکُ بْنُ سُعَیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ھِشَامٌ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ اُنْزِلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَیْمَانِکُمْ فِیْ قَوْلِ الرَّجُلِ لَا وَاللّٰہِ وَبَلٰی وَاللّٰہِ

۴۳۰۰ـ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ ھِشَامٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ اَبَاھَا کَانَ لَا یَحْنَثُ فِیْ یَمِیْنٍ حَتّٰی اَنْزَلَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ تمہیں تمہاری لغو قسموں پر نہیں پکڑے گا "

لغو قسم یہ ہے کہ لا واللہ، بلیٰ واللہ کہے۔ اور لغو کا معنیٰ گناہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری قسموں پر کفارہ ادا کرنے کے بعد مؤاخذہ نہیں کرے گا۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یمین لغو وہ ہے کہ عادۃً بغیر قصد قسم کھائے جیسے کہے لا واللہ، بلیٰ واللہ۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کوئی شخص اپنے گمان اور یقین کے مطابق قسم کھائے کہ ایسا ہوا ہے لیکن واقع میں اس کا خلاف ہو۔
اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ جب یہ آیت کریمہ: لَا تُحَرِّمُوْا مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے اس کو حرام نہ کرو " نازل ہوئی تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ہم اپنی قسموں کا کیا کریں یعنی عادۃً وہ قسمیں کھاتے رہتے ہیں۔ ان کا حکم کیا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی کہ ایسی قسموں میں گناہ نہیں۔ دوسری قسم "غموس" ہے یہ زمانہ ماضی میں جھوٹی بات پر عمداً قسم کھانا ہے اس میں گناہ ہے"

۴۲۹۹ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہ آیت کریمہ لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَیْمَانِکُمْ " اس آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جو اپنی عادت سے مجبور ہو کر بغیر قصد قسم کھائے جیسے لا واللہ، بلیٰ واللہ

۴۳۰۰ـــ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اُن کے والد ماجد کسی قسم میں حانث نہ ہوتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کا

أَنْزَلَ اللّٰهُ كَفَّارَةَ الْيَمِيْنِ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ لَا أَرٰى يَمِيْنًا أُرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا قَبِلْتُ رُخْصَةَ اللّٰهِ وَفَعَلْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ

بَابُ قَوْلِهٖ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ

کا کفارہ نازل فرمایا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں کوئی قسم نہیں کھاتا ہوں اور اس کا غیر اس سے بہتر ہو تو اللہ کی رخصت قبول کرتا ہوں اور جو بہتر ہوتا ہے وہ کرتا ہوں "

۴۲۰۰ — شرح : ابن تین نے کہا اس حدیث سے پہلی حدیث یمین لغوی کی تفسیر ہے اور یہ حدیث عقد یمین کی تفسیر ہے۔ علامہ قسطلانی نے کہا ابن حبان نے حدیث اس طرح ذکر کی ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب قسم کھاتے تو حانث نہ ہوتے تھے، لیکن بخاری میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قسم مذکور ہے اور جو بخاری میں ہے وہی صحیح ہے۔ علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں اسی طرح ذکر کیا ہے۔ ثعلبی نے اس آیت کی تفسیر میں ذکر کیا کہ یہ حدیث ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ انہوں نے قسم کھائی تھی کہ وہ مسطح کو خرچہ نہیں دیں گے، کیونکہ وہ ان لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان باندھا تھا۔

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو اللہ نے جو پاک چیزیں تمہارے لئے حلال کی ہیں ان کو حرام نہ کرو!

اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ بعض حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا ہم اپنے آلاتِ تناسل قطع کرتے ہیں اور دنیاوی شہوات ترک کرتے ہیں اور رہبانوں کی طرح زمین میں پھرتے ہیں۔ یہ خبر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے ان کو پیغام بھیجا اور اُن سے یہ ذکر کیا تو انہوں نے اقرار کیا کہ ہم نے اس طرح کہا ہے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں روزے رکھتا ہوں، افطار بھی کرتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں سوتا بھی ہوں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں جو میری سنت پر چلے وہ میرے طریقہ پر ہے اور جو کوئی میری سُنت پر نہ چلے وہ میرے طریقہ پر نہیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، بعض تفاسیر میں اس کے علاوہ اور اسباب بھی ذکر کئے ہیں اُن میں سے ایک سبب یہ ہے کہ ایک آدمی جناب رسول اللہ

۴۳۰۱ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ إِسْمٰعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَغْزُو مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ مَعَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا أَلَا نَخْتَصِي فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ فَرَخَّصَ لَنَا بَعْدَ ذٰلِكَ أَنْ نَتَزَوَّجَ الْمَرْأَةَ بِالثَّوْبِ ثُمَّ قَرَأَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحَرِّمُوا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ —

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور عرض کیا یا رسُول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں جس وقت گوشت کھاتا ہوں۔ مجھے عورتوں کی خواہش مجبور کرتی ہے اس لئے میں نے اپنے لئے گوشت حرام کر دیا ہے۔ تو یہ آئت کریمہ نازل ہوئی۔

۴۳۰۱ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہم جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ جہاد کرتے تھے۔ اس حال میں کہ ہمارے ساتھ بیویاں نہ ہوتی تھیں ہم نے خیال کیا کہ ہم خصی نہ ہو جائیں؟ آپ نے ہمیں خصی ہونے سے منع کر دیا۔ پھر اس کے بعد ہمیں رخصت دی کہ ہم ایک کپڑے کے عوض کسی عورت سے نکاح کر لیں (نکاح متعہ کر لیں) پھر عبداللہ بن مسعود نے یہ آئت کریمہ پڑھی۔ اے ایمان والو! اللہ نے جو پاک چیزیں تمہارے لئے حلال کی ہیں ان کو حرام نہ کرو،،

۴۳۰۱ — شرح : امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ متعہ کی اباحت کے معتقد تھے۔ جیسے ابن عباس رضی اللہ عنہما نکاح متعہ کے قائل تھے۔ لیکن ان دونوں حضرات کو متعہ کے نسخ کا علم نہ تھا۔ قاضی عیاض نے کہا حضرات صحابہ کرام کی ایک جماعت نے نکاح متعہ کی روائت کی ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مسلم نے صحیح میں ابن مسعود، ابن عباس، جابر، سلمہ بن اکوع اور سبرہ بن جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ روائت ذکر کی ہے۔ لیکن اُن کی احادیث میں کہیں بھی یہ مذکور نہیں کہ نکاح متعہ حضر کے وقت مباح تھا۔ البتہ غزوات کے سفر میں یہ اباحت ثابت ہے۔ شدید ضرورت اور بیویوں کے ساتھ نہ ہونے کے باعث اباحت ثابت تھی۔ جبکہ وہ شہر سخت گرم تھے اور بیویوں سے صبر کرنا مشکل تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے متعہ کی اباحت اوّل اسلام میں تھی جیسے مجبور شخص کے لئے مُردار کھانا مباح ہے۔ اس کے بعد متعہ منسوخ ہو گیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی مروی ہے۔ چنانچہ اُنھوں نے کہا میرا عقیدہ یہ ہے کہ متعہ کی رخصت ابتداءِ اسلام میں تھی۔ اس کے بعد صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ متعہ منسوخ ہے۔ اس کی حرمت پر اجماع ہے۔ کوئی بھی اس اجماع کے مخالف نہیں۔ مگر جاہل لوگ جو منسوخ احادیث سے استدلال کرتے

بَابُ قَوْلِہٖ اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطَانِ وَ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلْاَزْلَامُ اَلْقِدَاحُ یَقْتَسِمُوْنَ بِھَا فِی الْاُمُوْرِ النُّصُبُ اَنْصَابٌ یَذْبَحُوْنَ عَلَیْھَا وَقَالَ غَیْرُہٗ اَلزَّلَمُ اَلْقِدْحُ لَا رِیْشَ لَہٗ وَھُوَ وَاحِدُ الْاَزْلَامِ وَالْاِسْتِقْسَامُ یُجِیْلُ الْقِدَاحَ فَاِنْ نَھَتْہُ انْتَھٰی وَاِنْ اَمَرَتْہُ فَعَلَ مَا تَاْمُرُہٗ وَقَدْ اَعْلَمُوْا الْقِدَاحَ اَعْلَامًا بِضُرُوْبٍ یَسْتَقْسِمُوْنَ بِھَا وَفَعَلْتُ مِنْہُ قَسَمْتُ وَالْقُسُوْمُ اَلْمَصْدَرُ

ہیں اور قرآن کریم کی اس آیت کریمہ: "فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِہٖ مِنْھُنَّ فَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ" سے استدلال کرتے ہیں کہ ابن مسعود کی روایت میں "مِنْھُنَّ اِلٰی اَجَلٍ" ہے لیکن یہ قراءت شاذ ہے۔ اس سے استدلال درست نہیں۔ لہٰذا متعہ کی اباحت نہ قرآن سے اور نہ حدیث سے ثابت ہے۔ اور حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کی طرف اباحتِ متعہ کی نسبت کرنا صحیح نہیں۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! شراب اور جوا اور بُت اور تیران فال ناپاک ہی ہیں شیطانی کام

تفسیر ابن ابی حاتم نے اپنے اسناد کے ساتھ جعفر بن محمد سے روایت کی اور وہ اپنے والد محمد سے وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ شطرنج جوا ہے نیز ابن ابی حاتم نے کہا لیث، عطاء، مجاہد اور طاؤس نے کہا کہ ہر شئی جو قمار ہے وہ میسر میں داخل ہے حتیٰ کہ بچوں کا اخروٹوں سے کھیلنا بھی اس میں داخل ہے۔ ابن کثیر نے تفسیر میں ذکر کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا شطرنج نرد سے بدتر ہے۔ امام ابوحنیفہ، مالک اور احمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا شطرنج کھیلنا حرام ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ اسے مکروہ کہتے ہیں۔ اگر مستحب امور جیسے سلام کا جواب دینا اور نمازوں کے اوقات میں تاخیر نہ ہو تو مباح ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جب شطرنج نرد سے بدتر ہے تو ذرا خیال کریں کہ نرد کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے کہ جس نے نرد کھیلا اس نے اللہ تعالیٰ اور

اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اسے امام مالک نے مؤطا میں امام احمد نے مسند میں ابو داؤد اور ابن ماجہ نے اپنے سنن میں ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور مسلم نے بریدہ بن حصیبن اسلمی سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نردشیر کھیلا گویا کہ اس نے اپنے ہاتھ خنزیر کے گوشت سے رنگے۔

قولہ قال ابن عباس آہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا "ازلام" تیر ہیں جن کے ساتھ وہ اپنے کاموں میں قسمت طلب کرتے تھے کہ تقدیر میں کیا لکھا ہے۔ قداح وہ تیر ہیں کہ ایک پر یہ لکھا ہوتا تھا کہ کام کرو اور دوسرے پر یہ لکھا ہوتا کہ یہ کام نہ کرو اور کسی کو مہمل چھوڑا ہوتا ان کو ترکش میں ڈال کر رکھتے تھے اور فال نکالنے کے وقت کوئی ایک تیر پکڑ کر نکالتے اگر اس پر لکھا ہوتا کہ یہ کام کرو تو کرتے
اگر یہ لکھا ہوتا کہ یہ کام نہ کرو تو نہ کرتے تھے۔ اگر خالی تیر نکلتا تو دوبارہ مشق کرتے تھے۔

قولہ والنصب آہ انصاب ہیں انصاب نصب کی جمع ہے اور نصب مفرد ہے اس کی جمع بھی انصاب ہے۔ یہ بت ہیں جن پر وہ جانور ذبح کیا کرتے تھے۔ ابن اثیر نے کہا نصب پتھر ہے جس کو گاڑ کر اس پر جانور ذبح کرتے تھے۔ اور وہ خون سے سرخ ہو جاتا تھا۔

قولہ قال غیرہ آہ "یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غیر نے کہا زلم تیر ہے جس کا پر نہیں ہوتا۔ زلم کی جمع ازلام" ہے۔

قولہ والاستقسام آہ "یہ ابن عباس کے قول کی تفسیر ہے جو انہوں نے کہا تھا کہ ازلام تیر ہیں جن کے ساتھ وہ اپنے کاموں میں قسمت طلب کرتے تھے کہ تقدیر میں کیا لکھا ہے۔ استقسام کا معنی ہے تیروں کو پھیرنا اگر وہ منع کر دیں تو کام نہ کرتے تھے اگر حکم کرتے تو کام کرتے تھے۔ انہوں نے تیروں پر مختلف نشان لگائے ہوئے تھے۔ بعض پر لکھا ہوتا تھا۔ میرے رب نے مجھے حکم کیا ہے کہ کام کرو جبکہ دوسرے پر یہ لکھا ہوتا تھا کہ میرے رب نے مجھے منع کیا ہے کہ کام نہ کرو۔ اس طرح وہ تقسیم امور کرتے تھے۔ استقسام سے ثلاثی مجرد قسمت اور مصدر قسوم ہے۔

قولہ و فعلت منہ آہ " اس میں یہ اشارہ ہے کہ جو کوئی اپنی ذات کے متعلق لفظ استقسام سے خبر دینا چاہے تو وہ قسمت کہتا۔

قولہ و القسوم المصدر آہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ ثلاثی مجرد کی مصدر قسوم ہے۔

۴۳۰۲ ـ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ وَإِنَّ بِالْمَدِينَةِ يَوْمَئِذٍ لَخَمْسَةَ أَشْرِبَةٍ مَا فِيهَا شَرَابُ الْعِنَبِ ۴۳۰۳ ـ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ مَا كَانَ لَنَا خَمْرٌ غَيْرُ فَضِيخِكُمْ هٰذَا الَّذِي تُسَمُّونَهُ الْفَضِيخَ فَإِنِّي لَقَائِمٌ أَسْقِي أَبَا طَلْحَةَ وَفُلَانًا وَفُلَانًا إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ وَهَلْ بَلَغَكُمُ الْخَبَرُ فَقَالُوا وَمَا ذَاكَ قَالَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قَالُوا أَهْرِقْ هٰذِهِ الْقِلَالَ يَا أَنَسُ قَالَ فَمَا سَأَلُوا عَنْهَا وَلَا رَاجَعُوهَا بَعْدَ خَبَرِ الرَّجُلِ ـ

۴۳۰۲ ـ ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا شراب کی حرمت نازل ہوئی اور مدینہ منورہ "زادہا اللہ شرفہا اللہ تعالیٰ" میں اُس وقت پانچ شرابیں تھیں اُن میں انگور کا شراب نہ تھا۔

۴۳۰۲ ـ شرح : شراب کی پانچ قسمیں کھجور، شہد، جو، گندم اور جوار کے شراب ہیں تحریم کی آیت سے یہی پانچ اقسام شراب حرام ہوئے انگور کا شراب ان پانچ اقسام میں داخل نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ امام احمد کی روایت میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا انگور کا شراب بھی ان میں داخل ہے۔ نیز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شراب، کھجور اور انگور سے ہے (مسلم) ابو یعلی موصلی نے روایت کی کہ شراب حرام کیا گیا اور وہ انگور، کھجور، گندم، جو اور جوار سے بنایا جاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان روایات میں تعارض نہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک راوی نے وہی روایت کیا جو کچھ اسے معلوم تھا۔ نیز عدد کا مفہوم دوسرے عدد کے مخالف نہیں ہوتا۔ اس میں جمہور کا مسلک یہ ہے کہ صحیح یہ ہے کہ عدد کا مفہوم حجت نہیں اور ابو ہریرہ کی حدیث ان دو درختوں میں حصر پر دلالت نہیں کرتی کیونکہ حصر وہاں ہوتا ہے جہاں مبتداء اور خبر دونوں معرفہ ہیں جیسے اَللّٰہُ رَبُّنَا، "اللہ ہی ہمارا رب ہے"۔

۴۳۰۳ ـ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا فضیخ کے سوا (تحریم کی آیت کے نزول کے وقت) ہما

۴۳۰۴ — حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ اَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ صَبَّحَ اُنَاسٌ غَدَاةَ اُحُدٍ الْخَمْرَ فَقُتِلُوْا مِنْ يَوْمِهِمْ جَمِيْعًا شُهَدَآءَ وَذٰلِكَ قَبْلَ تَحْرِيْمِهَا

۴۳۰۵ — حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ حَدَّثَنَا عِيْسٰى وَابْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ اَبِيْ حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ عَلٰى مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَمَّا بَعْدُ اَيُّهَا النَّاسُ اَنَّهٗ نَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ مِنَ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْعَسَلِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ — وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ —

ہمارے پاس کوئی شراب نہ تھا جن کو تم فضیخ کہتے ہو میں ابوطلحہ، فلاں اور فلاں کو یہ شراب پلا رہا تھا کہ ایک شخص آیا اور کہا شراب حرام ہو گیا ہے۔ لوگوں نے کہا اے انس ان مٹکوں کو زمین پر گرا دو! پھر لوگوں نے شراب کے متعلق نہ پوچھا اور نہ ہی اس آدمی کی خبر کے بعد شراب پینے کی طرف رجوع کیا،،

۴۳۰۴ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا لوگوں نے جنگِ اُحُد کی صبح کو شراب پیا اور اسی روز وہ شہید ہو گئے۔ یہ شراب کی تحریم سے پہلے کا واقعہ ہے۔

۴۳۰۳ - ۴۳۰۴ — شرح : فضیخ وہ شراب ہے جو بُسر کھجور سے بنائی جائے اور اس کو آگ نے مَس نہ کیا ہو۔ یہ فَضخٌ سے مشتق ہے اس کا معنی کسر ہے۔ ابراہیم حربی نے کہا بُسر کھجور کے ٹکڑے کر کے اُن میں پانی ڈالا جاتا ہے پھر اسی حال پر اسے چھوڑ دیا جاتا ہے حتی کہ وہ جوش مارنے لگتا ہے۔ اس کو فضیخ کہتے ہیں (بُسر کچی خشک کھجور ہے) اس حدیث میں شراب پینے والوں کے نام ذکر نہیں کئے۔ کتاب الاشربہ میں انس بن مالک کی حدیث ہے کہ میں ابوعبیدہ، ابوطلحہ اور اُبی بن کعب کو فضیخ شراب پلا رہا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خبرِ واحد پر عمل کرنا جائز ہے اور تحریم سے پہلے شراب پینا مباح تھا۔ حدیث ع۴۳۰۴ سے معلوم ہوتا ہے کہ شراب کی تحریم غزوۂ اُحد کے بعد تین ہجری کے شوال میں نازل ہوئی۔ (حدیث ع۲۶۲۰ کی شرح دیکھیں)

۴۳۰۵ — ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو

بَابٌ قَوْلُهُ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا اِلٰى قَوْلِهٖ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

۴۳۰۶ ـ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ الْخَمْرَ الَّتِيْ اُهْرِيْقَتِ الْفَضِيْخُ وَزَادَنِيْ مُحَمَّدٌ عَنْ اَبِي النُّعْمَانِ قَالَ كُنْتُ سَاقِيَ الْقَوْمِ فِيْ مَنْزِلِ اَبِيْ طَلْحَةَ فَنَزَلَ تَحْرِيْمُ الْخَمْرِ فَاَمَرَ مُنَادِيًا فَنَادٰى فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ فَاخْرُجْ

منبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ کہتے ہوئے سُنا۔ اما بعد! اے لوگو شراب کی تحریم نازل ہوئی جبکہ یہ پانچ چیزوں انگور، کھجور، شہد، گندم اور جو سے بنائی جاتی تھی۔ اور خمر وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے (عقل کو زائل کردے)

۴۳۰۵ ـ شرح: قولہ وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ، یعنی خمر (شراب) وہ ہے جو عقل کو ڈھانپ لے۔ یہ اپنے عموم کے اعتبار سے ہر اس شیٔ کو شامل ہے جو عقل کو زائل کر دے۔ وہ خشک یا تر انگور سے یا دوسری اشیاء مذکورہ سے بنایا جائے یا دیگر اشیاء جیسے حشیش، خشخاس کے دودھ وغیرہ سے بنایا جائے۔ یہ بنائے ہوئے اشربہ جب مُسکِر ہوں تو حرام ہیں۔ دراصل انگور کے سوا باقی تمام انواع نبیذ کہلاتے ہیں وہ اس وقت حرام ہیں جب نشہ دیں اگر مسکِر نہ ہوں تو حرام نہیں۔

باب ۷ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اُن پر کچھ گناہ نہیں جو کچھ اُنھوں نے چکھا جبکہ ڈریں اور نیک رہیں"

۴۳۰۶ ـ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شراب زمین پر بہادی گئی تھی۔ اس کا نام فضیخ تھا (بخاری نے کہا) محمد نے ابو النعمان سے زیادہ روایت بیان کی کہ انس نے کہا میں ابوطلحہ کے گھر میں لوگوں کو شراب پلا رہا تھا تو شراب کی تحریم نازل ہوئی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مُنادی کو حکم دیا تو اُس نے ندا دی۔ ابوطلحہ نے کہا اے انس باہر نکلو اور دیکھو یہ آواز کیسی ہے۔ میں باہر گیا اور معلوم کیا تو میں نے کہا یہ جناب

فَانْظُرْ مَا هٰذَا الصَّوْتُ قَالَ فَخَرَجْتُ فَقُلْتُ هٰذَا مُنَادٍ يُنَادِي اَلَا اِنَّ الْخَمْرَ قَدْ حُرِّمَتْ فَقَالَ لِي اِذْهَبْ فَاَهْرِقْهَا قَالَ فَجَرَتْ فِي سِكَكِ الْمَدِيْنَةِ قَالَ وَكَانَتْ خَمْرُهُمْ يَوْمَئِذٍ الْفَضِيْخَ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ قُتِلَ قَوْمٌ وَهِيَ فِي بُطُوْنِهِمْ قَالَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منادی ہے جو ندا دے رہا ہے کہ خبردار شراب کو حرام کر دیا گیا ہے۔ مجھے ابوطلحہ نے کہا اے انس جاؤ اور شراب کو زمین پر بہا دو۔ انس نے کہا مدینہ منورہ کی گلیوں میں شراب بہہ رہا تھا انس نے کہا اس روز لوگوں کا شراب فضیخ تھا۔ بعض لوگ شہید ہو گئے حالانکہ شراب ان کے پیٹوں میں تھا انس نے کہا پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی!

۴۳۰۶

شرح : فاضل دہلوی شیخ نورالحق محدث دہلوی نے تیسیر القاری میں ذکر کیا یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ شیخ اجل محقق عبدالحق دہلوی نے شرح مشکوٰۃ میں اس مسئلہ کی تحقیق ذکر کرتے ہوئے کہا کہ قاموس میں مذکور ہے کہ خمر وہ ہے جو انگور کے نچوڑ یا دوسری اشیاء سے بنائی جائے اور وہ نشہ دے اس خمر کو عموم پر محمول کرنا صحیح ہے، کیونکہ خمر کو جب حرام کیا گیا تھا اس وقت مدینہ منورہ میں انگور کا نچوڑ نہ تھا اور عرب صرف بسر اور خشک کھجور سے خمر بناتے تھے کیونکہ وہ بھی عقل کو ڈھانپ لیتا ہے اور نشہ دیتا ہے اور عقل کو زائل کر دیتا ہے۔ اور گفتار و رفتار میں خلل پیدا کرتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس امر کی تصریح ہے کہ ان پانچ چیز اشربہ یا ان کے سوا جو شربت مُسکر ہو وہ خمر ہے، کیونکہ حضرت عمر فاروق کی حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں : وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ ،، خمر وہ ہے جو عقل زائل کر دے۔ اس میں ان پانچ کو ذکر کرنے کے بعد عموم کی طرف اشارہ ہے کہ ان کے سوا اور بھی کوئی شربت وغیرہ مُسکر ہو تو وہ خمر ہے اور ہر مسکر حرام ہے۔ اور جو زیادہ مقدار میں نشہ دے وہ تھوڑا بھی حرام ہے۔ صحاح اور سنن کی کثیر احادیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ نے اس باب میں بہت بڑی کتاب تصنیف کی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ صحیح احادیث کے موافق ہونے کے ساتھ ساتھ لوگوں کو زجر کرنے اور ان کو اس کے مفاسد اور ناپاک ام الخبائث کے ارتکاب سے روکنے کے لئے زیادہ مناسب ہے اور یہ لغت میں قیاس نہیں ہے کہ انگور کے نچوڑ کے علاوہ دوسرے اشربہ پر بعلاقہ سکر اور خمر کا اطلاق کیا جائے۔ قاموس اور احادیث صحیحہ سے واضح ہوتا ہے کہ خمر کا اطلاق امور کثیرہ پر ہوتا تھا۔

بَابُ قَوْلِهٖ لَا تَسْأَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ

حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ خمر صرف انگور کا نچوڑ ہے جبکہ وہ سخت جوش مار کر رُک جائے۔ اہلِ لغت کے نزدیک یہی معنی معروف ہے اور وہ اس کے غیر پر خمر کا اطلاق نہیں کرتے اور فرماتے ہیں یہ خمر حرام ہے۔ اگرچہ قلیل ہو یا کثیر مسکر ہو یا نہ ،، اس کے علاوہ دوسرے اشربہ اگر مسکر ہوں تو حرام ہیں ورنہ نہیں اور وہ نجس عین نہیں ہیں اور نہ ہی ان میں سے قلیل حرام ہے۔ اور اگر کوئی ان کو حلال اعتقاد کرے تو کافر نہ ہوگا کیونکہ انکی حرمت اجتہادی ظنی ہے قطعی نہیں اگر نشہ دے تو حدّ واجب ہے بخلاف عصیر انگور کے وہ باالتفاق روایات غلیظ نجس ہے اس کو حلال جاننے والا کافر ہے۔ اس کا ایک قطرہ بھی پینے سے حدّ واجب ہے ،،

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اس قول سے باطل فاسق لوگ گڑ سے تیار کردہ شراب جو اس علاقہ میں مشہور ہے اور انگوری شراب سے زیادہ مسکر ہے کو مباح کہتے ہیں اور اس کو پی کر بیہوش ہوجاتے ہیں اور مفتیان مداہن دنیا پرست امام کے مذہب کی تقریر کرتے ہیں اور دوسرے ائمہ کرام کے حکم سے اغماض کرتے ہیں جبکہ امام مالک، شافعی، احمد، ابو یوسف اور محمد رحمہم اللہ تعالیٰ تمام مسکرات کو حرام کہتے ہیں۔ جمہور سلف و خلف بھی یہی کہتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کے مطابق جواب یہ ہے کہ اس زمانہ میں اہلِ لغت صرف انگور کے نچوڑ کو ہی خمر کہتے تھے اور جو صاحب قاموس نے کہا ہے وہ اس کے بعد استعمال عرفی یا مجازی ہے۔ امام صاحب کے نزدیک مذکور تمام احادیث صحیح نہیں ہیں اور صحت کی تقدیر پر ان کی عموم پر دلالت سے واضح ہوتا ہے کہ ان اشربہ کو قیاس سے خمر کہا گیا ہے اور سکر کو اس کی علت قرار دیا گیا ہے۔ حقیقۃً یہ خمر نہیں ہیں ،،

(حدیث ۲۳۰۱ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اے ایمان والو ! ایسی باتیں نہ پوچھو جو تم پر ظاہر کی جائیں تو تمہیں بُری لگیں ،،۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو زجر فرماتا ہے اور انہیں ایسی چیزوں کے متعلق سوال کرنے سے منع کرتا ہے جن کے پوچھنے میں کچھ فائدہ نہیں اور اُن کو کریدنا بے فائدہ ہے کیونکہ اگر ان کو ظاہر کر دیا جائے تو بسا اوقات اُن کے سُننے پر انسان بیزار ہوجاتا ہے اور سُننا پسند نہیں کرتا جیسا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

۴۳۰۷ ــــ حَدَّثَنَا مُنْذِرُ بْنُ الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجَارُوْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُوْسَى بْنِ اَنَسٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَا سَمِعْتُ مِثْلَهَا قَطُّ قَالَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا قَالَ فَغَطّٰى اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُجُوْهَهُمْ لَهُمْ حَنِيْنٌ فَقَالَ رَجُلٌ مَنْ اَبِيْ قَالَ فُلَانٌ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ لَا تَسْاَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ رَوَاهُ النَّضْرُ وَرَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ عَنْ شُعْبَةَ

نے فرمایا! تم میں سے کوئی شخص مجھے کسی کی کوئی بات نہ پہنچائے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے پاس آؤں تو سلیمُ الصدر ہوں''

علامہ قسطلانی نے کہا آیت کا معنی یہ ہے کہ جب تک سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں آپ سے سوال پوچھنے کے سبب ایسے امور واجب ہوجائیں گے جو تمہیں مشقت میں ڈالیں گے اور ان میں تقصیر کرنے کے باعث تم شدتِ عذاب کے مستوجب ہوگے''

۴۳۰۷ ــــ ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اُس جیسا خطبہ میں نے کبھی نہیں سُنا۔ آپ نے فرمایا جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم اس کو جانتے تو بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے۔ انس نے کہا اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چہرے ڈھانپ لیے اور ان کے رونے کی آواز آنے لگی۔ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ! میرا باپ کون ہے فرمایا تیرا باپ فلاں شخص ہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ الْاٰيَة اس کو نضر اور روح بن عبادہ نے شعبہ سے روایت کیا ہے''

۴۳۰۷ ــــ شرح : بعض تفاسیر میں اس آیت کریمہ کے نزول میں چھ اقوال ہیں اُن میں سے ایک قول یہ ہے کہ بہت سے لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بکثرت سوال کئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غصہ کی حالت میں خطبہ دیا اور فرمایا مجھ سے پوچھو! بخدا تم جو کچھ مجھ سے پوچھوگے جب تک میں اس مقام میں ہوں تمہارے سوالات کے جواب دوں گا۔ پوچھو کیا پوچھتے ہو؟ ایک آدمی نے کہا میرا باپ کون ہے فرمایا تمہارا باپ فلاں ہے۔ دوسرے آدمی نے پوچھا قیامت کے دن کہاں ہوں گا؟ فرمایا

٤٣٠٨ـ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْجُوَيْرِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ قَوْمٌ يَسْأَلُونَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتِهْزَاءً فَيَقُولُ الرَّجُلُ مَنْ أَبِي وَيَقُولُ الرَّجُلُ تَضِلُّ نَاقَتُهُ أَيْنَ نَاقَتِي فَأَنْزَلَ اللهُ فِيهِمْ هٰذِهِ الْآيَةَ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الْآيَةِ كُلِّهَا

دوزخ میں ہوگے۔ یہ سن کر حضرت عمر فاروق اُٹھے اور تجدید ایمان کرتے ہوئے کہا ہم اللہ کے رب ہونے، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے اور اسلام کے دین ہونے قرآن کریم کے امام ہونے سے راضی ہوئے گویا انھوں نے استغفار کی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غضب کم ہوا (تیسیر القاری)

ابن جریر نے قتادہ کے ذریعہ انس سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے سوالات کئے اور ان میں مبالغہ کیا تو آپ منبر شریف پر تشریف لائے اور فرمایا آج جس شئی سے متعلق تم پوچھو گے میں اسے بیان کروں گا پوچھو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہت خائف ہوئے۔ میں نے دائیں بائیں لوگوں کو دیکھا وہ چہرے ڈھانپے ہوئے رو رہے تھے۔ ایک آدمی کھڑا ہوا جس کے باپ میں لوگ شک کرتے تھے۔ اور اس کو غیر باپ کی طرف منسوب کرتے تھے اُس نے کہا یا نبی اللہ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا الحدیث،، قسطلانی،، (حدیث ۹۰ کی شرح دیکھیں)

٤٣٠٨ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا بعض لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے استہزاء کے طور پر سوال کرتے تھے کوئی آدمی کہتا میرا باپ کون ہے اور کوئی آدمی پوچھتا اس کی اونٹنی گم ہوگئی ہے۔ میری اونٹنی کہاں ہے؟ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی

٤٣٠٨ — شرح: ابو البختری نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب یہ آیت کریمہ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ نازل ہوئی تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہر سال حج ہے آپ خاموش رہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ تفسیر ابن ابی حاتم میں سعید بن جبیرؓ سے روایت ہے کہ لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بحیرہ، سائبہ، وصیلہ کے متعلق پوچھا مقسم نے کہا جو پہلی امتوں نے اپنے نبیوں سے آیات کے متعلق سوال کیا تھا ان وجوہ میں موافقت اس طرح ہے کہ یہ آیت کریمہ کثرتِ مسائل کے سبب نازل ہوئی بعض استہزاء، بعض امتحان کے طور پر بعض تعنت اور عناد کے طور پر سوال کرتے تھے۔

بَابُ قَوْلِهِ مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيرَةٍ وَّلَا سَائِبَةٍ وَّلَا وَصِيلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ يَقُولُ قَالَ اللّٰهُ وَإِذْ هٰهُنَا صِلَةٌ اَلْمَائِدَةُ اَصْلُهَا مَفْعُولَةٌ كَعِيشَةٍ رَاضِيَةٍ وَتَطْلِيقَةٍ بَائِنَةٍ وَالْمَعْنٰى مِيدَ بِهَا صَاحِبُهَا مِنْ خَيْرٍ يُقَالُ مَادَنِي يَمِيدُنِي وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مُتَوَفِّيكَ مُمِيتُكَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ نے مقرر نہیں کیا ہے کان چِرا ہُوا اور نہ بجار اور نہ وصیلہ اور نہ حامی"

تفسیر : زمانہ جاہلیت میں کفار کا یہ دستور تھا کہ جو اونٹنی پانچ مرتبہ بچے جنتی اور آخر مرتبہ اس کے نر ہوتا اس کا کان چیر دیتے پھر نہ اُس پر سواری کرتے نہ اس کو ذبح کرتے نہ پانی اور چارے پر سے ہنکاتے اس کو بحیرہ کہتے اور جب سفر پیش ہوتا یا کوئی بیمار ہوتا تو یہ نذر کرتے کہ اگر میں سفر سے بخیریت واپس آؤں یا بیماری سے تندرست ہو جاؤں تو میری اونٹنی سائبہ (بجار) ہے اور اس سے بھی نفع اُٹھانا بحیرہ کی طرح حرام جانتے اور اس کو چھوڑ دیتے اور بکری جب سات مرتبہ بچے جن چکتی تو اگر ساتواں بچہ نر ہوتا تو اس کو مرد کھاتے اور اگر مادہ ہوتا تو بکریوں میں چھوڑ دیتے اور ایسے ہی اگر نر مادہ دونوں ہوتے اور کہتے یہ اپنے بھائی سے مل گئی اس کو وصیلہ کہتے اور جب نر اونٹ سے دس گیابہ حاصل ہو جاتے تو اس کو چھوڑ دیتے نہ اس پر سواری کرتے نہ اس سے کام لیتے اس کو چارے پانی سے روکتے اس کو حامی کہتے (مدارک)

بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے کہ بحیرہ وہ ہے جس کا دودھ بتوں کے لئے روکتے تھے کوئی اس جانور کا دودھ نہ دوہتا اور سائبہ وہ جس کو اپنے بتوں کے لئے چھوڑتے کوئی اس سے کام نہ لیتا یہ رسمیں زمانہ جاہلیت سے ابتدائے عہد اسلام تک چلی آرہی تھیں اس آیت میں اس کو باطل کیا گیا ہے (کنز الایمان)

قولہ وَإِذْ قَالَ اللّٰهُ آہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ اس آیت کریمہ : إِذْ قَالَ اللّٰهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ میں لفظ قال بمعنی یقول ہے۔ "ماضی بمعنی مضارع"، کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت میں یہ فرمائے گا اور یہ بھی اشارہ ہے کہ یہاں کلمہ "إِذْ" زائدہ ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا کیونکہ إِذْ ماضی کے لئے ہے اور یہاں اس سے مراد مستقبل ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا مفسرین میں یہاں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ قتادہ نے کہا اللہ تعالیٰ اپنے رسول عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قیامت میں نصاریٰ کو زجر و توبیخ کے لئے فرمائے گا۔

سدی نے کہا یہ خطاب اور جواب دنیا میں ہے ۔ جریر نے اس کو صواب کہا ہے ۔ یہ خطاب اس وقت تھا جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اُٹھایا تھا ۔

قولہ اَلْمَائِدَۃ آہ ،، اس میں یہ اشارہ ہے کہ اس آیت کریمہ : اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّكَ اَنْ یُّنَزِّلَ عَلَیْنَا مَائِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ ،، میں لفظ مائدہ جو اسم فاعل ہے بمعنی اسم مفعول ہے یعنی مائدہ بمعنی مَمْیُوْدَۃ ہے ۔ کیونکہ مَادَ دراصل مَیَدَ یا متحرک ما قبل مفتوح الف سے بدلی تو مَادَ ہُوا اور یہاں مَمْیُوْدَۃ مفعول مؤنث ہے ۔ یا کی حرکت نقل کرکے ما قبل کو دی ۔ واؤ کو حذف کر دیا تو مَمِیْدَۃ ہُوا ۔ جیسے مَبِیْعَۃ ہے کہ دراصل مَبْیُوْعٌ تھا ۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا عِیْشَۃ رَاضِیَۃ ،، سے تشبیہ دینا صحیح ہے کیونکہ لفظ ،، رَاضِیَۃ ،، اگرچہ بظاہر فاعلہ کے وزن پر ہے ۔ لیکن یہ بمعنی ،، مَرْضِیَّۃ ،، ہے ۔ کیونکہ راضیہ کا عیشہ کی وصف بننا صحیح نہیں کیونکہ صاحب عیشہ راضی ہوتا ہے مطول میں اس کی تفصیل مذکور ہے ۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا تطلیقہ بائنہ ،، سے تشبیہ دینا صحیح نہیں کیونکہ یہاں لفظ بائنہ اپنے اصل پر بمعنی قاطعہ ہے ۔ کیونکہ تطلیقہ بائنہ عقد کا حکم قطع کر دیتی ہے ۔ اسی لئے طلاق بائنہ دینے والا شخص رجوع نہیں کر سکتا اور مطلقہ کی رضا تجدید نکاح کا محتاج ہوتا ہے انتہٰی

قولہ وَالْمَعْنٰی آہ یعنی مائدہ کا لغوی معنیٰ ،، مِیْدَ بِهَا صَاحِبُهَا ،، ہے اور یہ مَادَ یَمِیْدُ سے مشتق ہے ۔ جیسے بَاعَ یَبِیْعُ سے مبیعہ یعنی صاحب بلدہ کو نیکی دی گئی ۔

قولہ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ آہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول میں اس آیت کریمہ ،، یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ ،، کی طرف اشارہ ہے ۔

علامہ کرمانی نے کہا یہ آیت کریمہ سورۂ آلِ عمران میں ہے ۔ مناسب یہ تھا کہ اسے وہاں ذکر کرتے لیکن اس آیت کریمہ : فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ ،، کی مناسبت سے یہاں ذکر کیا کیونکہ ان دونوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ہے ۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مناسبت کو بعید خیال کیا ہے ۔

صاحب تیسیر نے کہا یہ آیت سورۂ آل عمران میں ہے مناسب یہ تھا کہ وہاں ذکر کرتے لیکن بھول کر ذکر نہ کیا جب یہ آیت کریمہ ذکر کی تو وہ آیت بھی یاد آ گئی کیونکہ ان دونوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ہے ۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ بکثرت ایسا کرتے ہیں کہ کسی آیت کے لفظ کی مناسبت سے جو دوسری جگہ ہو اس کی تفسیر کر دیتے ہیں ،،

۴۳۰۹ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمٰعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ الْبَحِيرَةُ الَّتِي يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيتِ فَلَا يَحْلُبُهَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ وَالسَّائِبَةُ الَّتِي كَانُوا يُسَيِّبُونَهَا لِآلِهَتِهِمْ لَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ قَالَ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ كَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السَّوَائِبَ وَالْوَصِيلَةُ النَّاقَةُ الْبِكْرُ تُبَكِّرُ فِي أَوَّلِ نِتَاجِ الْإِبِلِ ثُمَّ تُثَنِّي بَعْدُ بِأُنْثَى وَكَانُوا يُسَيِّبُونَهَا لِطَوَاغِيتِهِمْ إِنْ وَصَلَتْ إِحْدَاهُمَا بِالْأُخْرَى لَيْسَ بَيْنَهُمَا ذَكَرٌ وَالْحَامُ فَحْلُ الْإِبِلِ يَضْرِبُ الضِّرَابَ الْمَعْدُودَ فَإِذَا قَضَى ضِرَابَهُ وَدَعُوهُ لِلطَّوَاغِيتِ وَأَعْفَوْهُ مِنَ الْحَمْلِ فَلَمْ يُحْمَلْ عَلَيْهِ شَيْءٌ وَسَمَّوْهُ الْحَامِيَ وَقَالَ لِي أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدًا قَالَ يُخْبِرُهُ بِهٰذَا قَالَ وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ وَرَوَاهُ ابْنُ الْهَادِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـــــ

۴۳۰۹ــ ترجمہ: سعید بن مسیب نے کہا: "بحیرہ" وہ اونٹنی ہے جس کا دودھ بتوں کے لئے روکا جائے۔ لوگوں میں سے کوئی شخص اس کو نہ دوہتا تھا "سائبہ" وہ ہے جس کو بتوں کے لئے نذر مان کر چھوڑ دیتے تھے اس پر کوئی شئے نہ اٹھائی جاتی تھی۔ ابوہریرہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا وہ دوزخ میں اپنی انتڑیاں کھینچ رہا تھا وہ پہلا شخص ہے جس نے جانور بتوں کے نام پر چھوڑے تھے "وصیلہ" وہ اونٹنی باکرہ ہے جو پہلی مرتبہ مادہ جنے پھر اس کے بعد دوسری بار مادہ جنے۔ کفار اس اونٹنی کو اپنے بتوں کے لئے چھوڑ دیتے

۴۳۱۰ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ یَعْقُوْبَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الْکِرْمَانِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَسَّانُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا یُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ جَهَنَّمَ یَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا وَرَاَیْتُ عَمْرًا یَجُرُّ قُصْبَهٗ وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ سَیَّبَ السَّوَائِبَ

تھے اگر وہ ایک مادہ دوسری مادہ سے موصول ہوتی اور اُن کے درمیان نر نہ ہوتا ”حام“، وہ نر اونٹ ہے جو اونٹنی پر چند بار گیا بھ کرتا ہے جب وہ گیا بھ پُورے کرلیتا تو اس کو بتوں کے لئے چھوڑ دیتے اور اس پر بوجھ لادنے سے باز رہتے اور کوئی شئ اس پر نہ لادی جاتی وہ اس کا نام حامی رکھتے تھے۔ امام بخاری نے کہا مجھے ابوالیمان نے خبر دی اُنھوں نے کہا انہیں شعیب نے زہری سے خبر دی اُنھوں نے کہا میں نے سعید کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ وہ زہری سے یہ بیان کرتے تھے۔ سعید نے کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح سُنا۔ اس کو ابن ہاد نے ابن شہاب اور سعید کے ذریعہ ابوہریرہ سے روائت کی کہ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سُنی ہے۔

۴۳۱۰ ـــ ترجمہ: عروہ سے روائت ہے انہوں نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے دوزخ کو دیکھا کہ اس کی بعض آگ بعض کو کھا رہی تھی میں نے عمرو کو دیکھا وہ اپنی انتڑیاں کھینچ رہا تھا اور وہ پہلا شخص ہے جس نے اونٹنیوں کو بتوں کے لئے چھوڑا تھا۔

۴۳۰۹ - ۴۳۱۰ ـــ شرح: بحیرہ میں متعدد اقوال ہیں جو ہم نے باب کے ذیل میں ذکر کئے ہیں۔ ابوعبیدہ نے سائبہ کی یہ تعریف کی ہے کہ جو بھی جانور بتوں کی نذر کیا جائے اس میں اونٹ کی تخصیص نہیں۔ محمد بن اسحاق نے کہا سائبہ وہ اونٹنی ہے جو دس بچے جنے اور وہ تمام مادہ ہوں۔ اِن کے درمیان کوئی نر نہ ہو اس کو بتوں کے لئے نذر کرتے تھے اور اس پر سواری نہ کرتے تھے اور مہمانوں کے سوا اس کا دودھ بھی نہ دوہتے تھے۔ قصبہ کی جمع اقصاب یعنی انتڑیاں ہیں

عمرو بن عامر خزاعی

وہ عمرو بن لحی بن قمعہ ہے قبیلہ خزاعہ کے سرداروں میں سے ہے۔ یہ سردار جرہم کے بعد بیت اللہ کے متولی مقرر ہوئے تھے۔ عمرو پہلا شخص ہے جس نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دین بدلا

بَابٌ قَوْلُهُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝

۱۱ ۴۳ — حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ ابْنُ النُّعْمَانِ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ مَحْشُورُونَ إِلَى اللَّهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا ثُمَّ قَالَ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ ثُمَّ قَالَ أَلَا وَإِنَّ أَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسَىٰ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ أَلَا وَإِنَّهُ يُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُصَيْحَابِي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ

اور بتوں کو حجاز میں داخل کیا اور چرواہوں کو ان کی عبادت کی ترغیب دلائی اور جاہلیت کے رسوم ان میں جاری کیے"

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور میں اُن پر مطلع تھا جب تک اُن میں رہا۔ پھر جب تُو نے

مجھے اٹھالیا تو تُو ہی اُن پر نگاہ رکھتا تھا، اور ہر چیز تیرے سامنے حاضر ہے"

یہ آیت کریمہ اور اس سے پہلے آیات سے آخر سورت تک اللہ تعالیٰ اپنے نبی عیسیٰ علیہ السلام سے مخاطب ہے اور جن لوگوں نے ان کو اور ان کی والدہ مریم علیہا السلام کو اللہ تعالیٰ کے سوا معبود بنا لیا تھا اُن کے سامنے حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ فرمائے گا اور سارے لوگوں کے سامنے نصاریٰ کو زجر و تہدید کرے گا اسی طرح قتادہ نے کہا ہے (تیسیر القاری وعینی)

۴۳۱۱ — ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ

فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ فَيُقَالُ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰٓى اَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ

بَابُ قَوْلِهٖ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

۴۳۱۲ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُغِيْرَةُ ابْنُ النُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ وَاِنَّ نَاسًا يُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِیْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ اِلٰى قَوْلِهِ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

دیا اور فرمایا اے لوگو! تم اللہ تعالیٰ کے حضور برہنہ پاؤں، ننگے بدن اور بغیر ختنہ کے اُٹھائے جاؤ گے پھر فرمایا! جس طرح ہم نے ابتداءً تم کو پیدا کیا دوبارہ اسی طرح لوٹائیں گے یہ ہمارا وعدہ ہے۔ ہم اسے ضرور پورا کریں گے پھر فرمایا سُن لو! قیامت کے دن سب سے پہلے جس کو لباس پہنایا جائے گا وہ ابراہیم علیہ السلام ہیں اور میرے چند اصحاب کو بائیں جانب سے لے جایا جائے گا تو میں کہوں گا اے میرے ربّ یہ میرے اصحاب ہیں کہا جائے گا آپ نہیں جانتے انہوں نے آپ کے بعد کیا پیدا کیا تھا تو میں کہوں گا جیسے عبد صالح عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا میں ان پر مطلع تھا جب تک میں اُن میں رہا پھر جب تو نے مجھے اُٹھا لیا تو تو ہی اُن پر نگاہ رکھتا تھا اور ہر چیز تیرے سامنے حاضر ہے کہا جائے گا جب تم اُن سے جُدا ہوئے تھے۔ یہ لوگ اپنی ایڑیوں کے بل اسلام سے مرتد ہو گئے تھے (اس حدیث کی شرح حدیث ۳۱۳۲ کے تحت دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اگر تو اُن کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو معاف کر دے تو تو غالب اور حکمت والا ہے

سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِتْنَتُهُمْ مَعْذِرَتُهُمْ مَعْرُوْشَاتٍ مَا يُعْرَشُ مِنَ الْكَرْمِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ اَهْلَ مَكَّةَ حَمُوْلَةً مَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا وَلَلَبَسْنَا لَشَبَّهْنَا

۴۳۱۲ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اُٹھائے جاؤ گے اور بعض لوگوں کو دوزخ کی طرف پکڑا جائیگا تو میں کہوں گا جیسے عبد صالح عیسٰی علیہ السلام نے کہا تھا اور میں اُن پر مطلع تھا جب تک میں اُن میں رہا۔ حدیث ۳۱۴۳ کی شرح دیکھیں

سورۂ انعام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

ابن منذر نے اپنے اسناد کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ یہ سورت مکہ مکرمہ میں رات کے وقت نازل ہوئی اس حال میں کہ ستر ہزار فرشتے تسبیح پڑھتے ہوئے اس کے ہمراہ آئے تھے ابن عباس مجاہد اور عطاء سے روایت ہے کہ تین آیات کے سوا یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی اور تین آیات قُلْ تَعَالَوْا سے تَتَّقُوْنَ تک، اور یہ دو آیات مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ الخ مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں بعض روایات میں : قُلْ تَعَالَوْا الاٰیۃ مکی ہے۔ قتادہ نے کہا وہ دو آئتیں یہ ہیں ایک وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ، اور دوسری آیت : هُوَ الَّذِیْ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ ،، ابن عربی نے کہا " قُلْ لَّا اَجِدُ عرفہ کے روز مکہ میں نازل ہوئی۔ خافقی نے ذکر کیا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا سورۂ انعام کو ملکوت اللہ میں اور ایک روایت کے مطابق تورات میں مرضیۃ کہا جاتا ہے۔ میں نے یہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ کتاب فائق کے لفظ رائق میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سورۂ انعام پڑھی اور پڑھتے وقت کسی سے بات نہ کی اس کے سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں کیونکہ یہ دفعۃً نازل ہوئی ہے اور اس کے ساتھ فرشتوں کی جماعت تسبیح پڑھتی ہوئی نازل ہوئی جن کی آواز سے زمین گونج اٹھی تھی تیسیر القاری اور عینی

قولہ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ مَعْذِرَتُهُمْ ،، اس میں اس کریمہ : يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا اَيْنَ شُرَكَآؤُكُمُ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّا اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ کی طرف اشارہ کیا ، پھر مَعْذِرَتُهُمْ ،، سے اس کی تفسیر کی قتادہ نے فِتْنَتُهُمْ

يَنْأَوْنَ يَتَبَاعَدُوْنَ تُبْسَلُ تُفْضَحُ أُبْسِلُوْا فُضِحُوْا بَاسِطُوْٓا أَيْدِيْهِمُ الْبَسْطُ
اَلضَّرْبُ اِسْتَكْثَرْتُمْ أَضْلَلْتُمْ كَثِيْرًا ذَرَأَ مِنَ الْحَرْثِ جَعَلُوْا لِلّٰهِ مِنْ ثِمَارِهِمْ
وَمَالِهِمْ نَصِيْبًا وَلِلشَّيْطَانِ وَالْأَوْثَانِ نَصِيْبًا أَمَّا اشْتَمَلَتْ يَعْنِيْ هَلْ تَشْتَمِلُ
اِلَّا عَلٰى ذَكَرٍ أَوْ أُنْثٰى فَلِمَ تُحَرِّمُوْنَ بَعْضًا وَتُحِلُّوْنَ بَعْضًا مَسْفُوْحًا مُهْرَاقًا

کی تفسیر مَقَالَتُهُمْ ،، سے کی ہے۔ ضحاک نے ابن عباس سے حُجَّتُهُمْ ،، سے تفسیر کی ہے۔

قولہ مَعْرُوْشَاتٍ الخ اس میں اس آیت کریمہ : هُوَ الَّذِیْ أَنْشَأَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ کی طرف اشارہ کیا یعنی اور وہی ہے جس نے پیدا کئے باغ کچھ زمین پر چھتے ہوئے اور کچھ بے چھتے پھر معروشات کی تفسیر کی کہ وہ باغ جن پر انگور کے درخت اور اس کے غیر نے چھت کی ہوئی ہے۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ معروشات وہ باغ ہیں جو لوگ لگاتے ہیں اور غیر معروشات جو جنگلوں اور پہاڑوں میں ہوتے ہیں۔

قولہ حَمُوْلَةً الخ اس میں اس آیت کریمہ : وَمِنَ الْأَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّفَرْشًا ،، کی طرف اشارہ کیا ہے اور مویشی میں سے کچھ بوجھ اُٹھانے والے ہیں اور کچھ زمین پر بچھے ہوئے۔ پھر حمولۃ کی تفسیر کی جن پر بوجھ لادا جائے۔ یعنی چوپائے دو قسم کے ہوتے ہیں کچھ بڑے جو لادنے کے کام آتے ہیں کچھ چھوٹے جیسے بکری وغیرہ کے جو اس قابل نہیں ان میں سے جو اللہ نے حلال کئے انہیں کھاؤ اور اہل جاہلیت کی طرح اللہ کی حلال فرمائی ہوئی چیزوں کو حرام نہ ٹھہراؤ ،، فرش یعنی بکری ہے۔ قولہ لَلَبَسْنَا شَبَّهْنَا ،، اس میں اس آیت کریمہ ،، لَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَّا يَلْبِسُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور اُن پر وہی شبہ رکھتے جس میں اب پڑے ہیں۔ پھر لَبَسْنَا کی شَبَّهْنَا سے تفسیر کی ،، یعنی لَبَس بفتح اللام بمعنی التباس واشتباہ ہے۔ اس کا باب ضَرَبَ يَضْرِبُ ہے یعنی لَبَسَ يَلْبِسُ اور اگر اس کا باب عَلِمَ يَعْلَمُ ہو تو لبس ثوب یعنی کپڑا پہننے کے معنی میں آتا ہے۔

قولہ يَنْأَوْنَ آہ اس میں اس آیت کریمہ ،، وَهُمْ يَنْهَوْنَ عَنْهُ وَيَنْأَوْنَ عَنْهُ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ کافر لوگوں کو اتباعِ حق سے منع کرتے ہیں اور خود اس سے دُور رہتے ہیں ،، پھر يَنْأَوْنَ کی تفسیر يَتَبَاعَدُوْنَ سے کی یعنی دُور رہتے ہیں۔

قولہ تُبْسَلُ الخ اس میں اس آیت کریمہ : وَذَكِّرْ بِهٖ أَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ،، کی طرف اشارہ کیا قرآن سے نصیحت دو کہ کہیں کوئی جان اپنے کئے پر پکڑی نہ جائے، پھر تُبْسَلُ کی تُفْضَحُ سے تفسیر کی ،، أُبْسِلُوْا بمعنی أُفْضِحُوْا ہے۔ ابن عباس، مجاہد، عکرمہ، حسن بصری اور سُدی نے یہی تفسیر کی ہے۔ قتادہ نے ،، حبس ،، کے ساتھ، ابن زید نے ،، مؤاخذ ،، کے ساتھ اور کلبی نے جزاء کے ساتھ تفسیر کی ہے۔ یعنی لوگوں کو قرآن

سے نصیحت دو اور ان کو اللہ کی نعمت اور قیامت میں عذاب الیم سے ڈراؤ کہ کہیں کوئی جان اپنے کئے پر پکڑی نہ جائے ،، قولہ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْهِمْ آہ اس میں اس آیت کریمہ : وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَیْدِیْهِمْ ،، کی طرف اشارہ کیا ہے یعنی کبھی تم دیکھو جس وقت ظالم موت کی سختی میں ہوں اور فرشتے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہوں کہ نکالو اپنی جانیں آج تمہیں خواری کا عذاب دیا جائے گا تو عظیم امر دیکھو گے ،، امام نے بَسْط کی تفسیر ضرب سے کی۔ اس تفسیر کی کوئی وجہ نہیں۔ امام قسطلانی نے ذکر کیا کہ بَسْط ضرب کو مستلزم ہے؛ چنانچہ آیت کریمہ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَیَّ یَدَكَ لِتَقْتُلَنِیْ مَآ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْكَ ،، میں بَسْط بمعنی ضرب ہے۔ یعنی فرشتے ضرب وشدت سے ہاتھ پھیلائے ہیں ،،

قولہ اِسْتَكْثَرْتُمْ الخ اس میں اس آیت کریمہ : یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ قَدِ اسْتَكْثَرْتُمْ مِّنَ الْاِنْسِ کی طرف اشارہ کیا۔ اور اَضْلَلْتُمْ كَثِیْرًا سے اس کی تفسیر کی ہے۔ یعنی تم نے انسانوں میں سے بہتوں کو گمراہ کیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہی تفسیر کی ہے۔

قولہ ذَرَءَ مِنَ الْحَرْثِ ،، اس میں اس آیت کریمہ : وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِیْبًا کی طرف اشارہ کیا ہے اور ،، جَعَلُوْا الخ ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی مشرکوں نے زراعت، باغات اور اپنے مالوں میں اللہ کے لئے کچھ حصہ رکھا اور کچھ شیطان اور بتوں کے لئے حصہ رکھا۔ ابن منذر نے اپنے اسناد کے ساتھ ابن عباس سے یہی تفسیر روایت کی ہے۔ ابن ابی حاتم نے بھی ابن عباس سے روایت کی ہے اور کچھ اضافہ بھی ذکر کیا ہے وہ یہ کہ اگر پھل وغیرہ جو انہوں نے اللہ کا حصہ رکھا تھا سے کچھ پھل گر پڑتے تو اس کو شیطان کا حصہ کر دیتے تھے اور اسے اٹھاتے نہ تھے اور اگر پھل وغیرہ جو انھوں نے شیطان کا حصہ بنا رکھا تھا سے کچھ گر جاتا تھا تو اس کو اٹھا کر شیطان کے حصہ میں ڈال دیتے تھے۔

قولہ اَمَّا اشْتَمَلَتْ الخ اس میں اس آیت کریمہ : قُلْ آٰلذَّكَرَیْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ کی طرف اشارہ کیا پھر هَلْ تَشْتَمِلُ الخ سے اس کی تفسیر کی یعنی ارحام نر یا مادہ پر مشتمل ہوتے ہیں اور مشرک چارپایوں کی بعض جنسیں مردوں اور عورتوں کے لئے حرام کرتے مردوں پر حرام نہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کا رد فرماتا ہے کہ جو تم نے حرام کیا ہے اس کا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے یا تم اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کہتے ہو۔ فراء نے کہا جو جانور سائبہ، بحیرہ، وصیلہ اور حام وغیرہ تم نے حرام کئے ہیں ان کو نر کی حیثیت سے حرام کیا ہے یا مادہ کے لحاظ سے حرام کیا ہے۔ اگر نر کے اعتبار سے حرام کیا ہے تو ہر نر کو حرام کہنا ہوگا اور اگر مادہ کے اعتبار سے کیا ہے تو ہر مادہ کو حرام کہنا ہوگا اور اگر یہ کہیں کہ جو رحم میں ہے وہ حرام ہے تو تمام جانوروں کو حرام کہنا ہوگا کیونکہ رحم نر اور مادہ دونوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ لہٰذا نر اور مادہ سب حرام ہوں گے۔

قولہ اَكِنَّةً الخ اس میں اس آیت کریمہ : اَكِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ ،، اس سے پہلے ہے ،، وَمِنْهُمْ

فَاَصْدَفَ اَعْرَضَ اُبْلِسُوْا اُوْیِسُوْا اُبْسِلُوْا اُسْلِمُوْا سَرْمَدًا دَائِمًا اِسْتَهْوَتْہُ اَضَلَّتْہُ تَمْتَرُوْنَ تَشُکُّوْنَ وَقْرٌ صَمَمٌ وَاَمَّا الْوِقْرُ فَاِنَّہُ الْحِمْلُ اَسَاطِیْرُ وَاحِدُھَا اُسْطُوْرَۃٌ وَاِسْطَارَۃٌ وَھِیَ التُّرَّھَاتُ اَلْبَاسَاءُ مِنَ

مَنْ یَّسْتَمِعُ اِلَیْکَ وَجَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِھِمْ اَکِنَّۃً اَنْ یَّفْقَھُوْہُ وَفِیْٓ اٰذَانِھِمْ وَقْرًا " پھر کہا اَکِنَّۃ " کا واحد کِنَان ہے۔ جیسے اَعِنَّۃ " کا واحد عنان اور اَسِنَّۃ کا واحد سِنَان ہے اَکِنَّۃ کے معنی ہیں۔ پردے یعنی ہم نے اِن کے دلوں پر پردے ڈالے ہیں وہ قرآن نہیں سمجھتے اور اُن کے کانوں میں سیسہ بھرا ہے۔ وہ سماعت نافعہ نہیں کرتے ہیں۔

قولہ مَسْفُوْحًا آہ اس میں اس آیت کریمہ قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُہٗٓ اِلَّآ اَنْ یَّکُوْنَ دَمًا مَّسْفُوْحًا " کی طرف اشارہ کیا اور مَسْفُوح کی مُہراق سے تفسیر کی ہے

قولہ صَدَفَ الخ اس میں اس آیت کریمہ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَصَدَفَ عَنْھَا " کی طرف اشارہ کیا یعنی اس سے زیادہ ظالم کون جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے اور اُن سے مُنہ پھیرے۔ سدی نے کہا صَدَفَ عَنْ اِتِّبَاعِ آیَاتِ اللہ " یعنی لوگوں کو آیات کی اتباع سے پھیرے۔

قولہ اُبْلِسُوْا الخ اس کی تفسیر اُوْیِسُوْا " سے کی اور اس میں: فَاِذَا ھُمْ مُّبْلِسُوْنَ " کے معنی کی طرف اشارہ کیا " یعنی یہاں تک کہ جب خوش ہوئے اس پر جو انہیں ملا تو ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا اب وہ غمناک نادم رہ گئے۔ فراد نے کہا مُبْلِس " بدبخت ناامید ہے۔ اُوْیِسُوْا " ماضی مجہول ہے۔ قولہ اُبْسِلُوْا " بتقدیم السین علی اللام کی تفسیر اُسْلِمُوْا سے کی یعنی وہ ہلاکت کے سپرد کئے گئے

قولہ سَرْمَدًا " بمعنی دائم ہے۔ یہ سورۂ قصص کا لفظ ہے۔ یہاں اس کی کچھ مناسبت نہیں۔

قولہ اِسْتَھْوَتْہُ " اس میں اس آیت کریمہ " کَالَّذِی اسْتَھْوَتْہُ الشَّیَاطِیْنُ " کی طرف اشارہ ہے یعنی اس شخص کی طرح جس کو شیطانوں نے گمراہ کر دیا "

قولہ تَمْتَرُوْنَ " بمعنی تَشُکُّوْنَ ہے۔ یعنی تم شک کرتے ہو۔

قولہ وَقْرٌ الخ اس میں اس آیت کریمہ وَفِیْٓ اٰذَانِھِمْ وَقْرٌ " کی طرف اشارہ ہے۔ پھر اس کی تفسیر صمم سے کی اور وِقر بکسر الواؤ بمعنی بوجھ ہے۔

قولہ فَاِنَّہٗ اَسَاطِیْرُ آہ اس میں اس آیت کریمہ " اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ " کی طرف اشارہ ہے اور کہا کہ اَساطِیر کا واحد اُسْطُوْرہ ہے۔ اِسْطَارہ بکسر الہمزہ بھی اس کا واحد ہے۔ پھر اس کی تفسیر کی کہ یہ تُرہات یعنی

اباطیل میں (جھوٹی باتیں قصے کہانیاں) تُرہات، تُرّہہ کی جمع ہے۔ ابن اثیر نے کہا بڑے راستہ سے نکلنے والے چھوٹے رستوں کو ترہات کہا جاتا ہے۔ اصمعی نے کہا ترہات چھوٹے راستے ہیں۔ یہ لفظ فارسی معرّب ہے۔ اباطیل کے لئے مستعار ہے۔ (عینی)

قولہ اَلْبَاسَآءُ الخ اس میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔ فَاَخَذْنٰاهُمْ بِالْبَاْسَآءِ، بأس سے مشتق ہے۔ اس کے معنی ہیں، شدّت، عذاب کہا گیا ہے اس کے معنی قتال کے ہیں۔ ممکن ہے کہ بُؤس بمعنی ضرر سے مشتق ہو کہا گیا ہے۔ اس کا معنی فقر اور بدحالی ہے۔

قولہ جَهْرَةً الخ اس میں اس آیت کریمہ: قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ اَتٰاكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ بَغْتَةً اَوْ جَهْرَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ، کی طرف اشارہ کیا پھر جَهْرَةً، کی تفسیر معائنہ سے کی اور بَغْتَةً، اچانک کے معنی میں ہے۔

قولہ اَلصُّوَرُ الخ اس میں اس آیت کریمہ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ، کی طرف اشارہ کیا۔ صُوَرٌ صورت کی جمع ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے سُوْرَت اس کی جمع سُوَر، ہے۔ قاموس میں ہے صُوْرَت بمعنی شکل ہے اس کی جمع صُوْر بسکون الواؤ ہے۔ بعض مفسرین نے کہا اس آیت کریمہ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ، میں صور سے مراد صورت کی جمع ہے۔ یعنی جاشت کے وقت جسموں میں رُوح پھونکی جائے گی۔ صحیح یہ ہے کہ صور سے مراد قرن ہے جس میں اسرافیل علیہ السلام پھونکیں گے۔

حدیث شریف میں عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ صور کیا شئ ہے۔ آپ نے فرمایا وہ قرن ہے جس میں پھونکا جائے گا اس میں اسرافیل علیہ السلام دوبار پھونکیں گے تو حضرت آدم علیہ السلام سے اس وقت تک تمام محشر میں جمع ہوں گے۔

قولہ مَلَكُوْتَ الخ، اس میں اس آیت کریمہ وَكَذٰلِكَ نُرِيْ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، پھر ملکوت کی مُلْكٌ سے تفسیر کی جیسے رَهَبُوْت، اس مقالہ رَهَبُوْتٌ خَيْرٌ مِّنْ رَّحَمُوْت، میں ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ مَلَكُوْت اور رَهَبُوْت، ہم وزن ہیں، کہا جاتا ہے تُرْهَبُ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تُرْحَمَ، یعنی تجھے ڈرانا رحم کرنے سے بہتر ہے۔ مفسرین نے کہا: مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ کا معنی ہے مَلَكَ كُلَّ شَيْءٍ، یعنی اللہ ہر شئ کا مالک ہے اور جیسے چاہے اس میں تصرف کرتا ہے۔ اس کی تفسیر میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اَلْمَلَكُوْت، عالم غیب ہے جیسے مُلک عالم شہادت ہے۔ قولہ جَنَّ الخ اس میں اس آیت کریمہ فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ الَّيْلُ، کی طرف اشارہ کیا پھر لفظ اَظْلَمَ سے اس کی تفسیر کی۔ یہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واقعہ ہے۔

قولہ تَعَالٰى الخ اس میں اس آیت کریمہ: سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ، کی طرف اشارہ ہے اور علا، اس کی تفسیر ہے۔ مستخرج ابو نعیم میں ہے۔ تَعَالَى اللّٰهُ، عَلَا اللّٰهُ اور سُبْحَانَ اللّٰهِ، کی تفسیر یہ

اَلْبَأْسِ وَتَكُوْنُ مِنَ الْبُؤْسِ جَهْرَةً مُعَايَنَةً اَلصُّوْرُ جَمَاعَةُ صُوْرَةٍ كَقَوْلِهٖ سُوْرَةٌ وَّسُوَرٌ مَلَكُوْتٌ مِثْلُ رَهَبُوْتٍ خَيْرٌ مِّنْ رَحَمُوْتٍ وَتَقُوْلُ تُرْهَبُ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تُرْحَمَ جَنَّ اَظْلَمَ يُقَالُ عَلَى اللّٰهِ حُسْبَانُهٗ اَىْ حِسَابُهٗ وَيُقَالُ حُسْبَانًا مَرَامِىَ وَرُجُوْمًا لِلشَّيَاطِيْنِ مُسْتَقَرٌّ فِى الصُّلْبِ وَمُسْتَوْدَعٌ فِى الرَّحِمِ اَلْقِنْوُ الْعِذْقُ وَالْاِثْنَانِ قِنْوَانٌ وَالْجَمَاعَةُ اَيْضًا قِنْوَانٌ مِثْلُ صِنْوٍ وَصِنْوَانٌ

ہے کہ خداوند قدوس شرکاء سے پاک ہے جو جاہلوں کا عقیدہ ہے۔

قولہ اِنْ تَعْدِلْ الخ اس میں اس آیت کریمہ: وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا، کی طرف اشارہ کیا پھر تُقْسِطُ، سے تَعْدِلْ کی تفسیر کی اور تَعْدِلْ کی ضمیر کا مرجع نفس کافرہ ہے جو پہلے مذکور ہے یعنی اگر اپنے عوض سارے بدلے دے تو اس سے نہ لئے جائیں اور قیامت کے دن اس سے قبول نہ کیا جائے گا کیونکہ توبہ موت سے پہلے دنیاوی زندگی میں نفع دیتی ہے۔

قولہ عَلَى اللّٰهِ حُسْبَانُهٗ الخ اس میں "وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا"، کی طرف اشارہ کیا ہے اور حساب سے اس کی تفسیر کی حُسْبَان حساب کی جمع ہے یعنی سورج اور چاند حساب سے جاری ہیں اس میں کچھ تغیر و تبدل نہیں ہے

قولہ یُقَالُ الخ حُسْبَانًا مَرَامِیَ آہ یعنی شیطانوں کے لئے تیر اور رُجُوم ہیں۔

قولہ مُسْتَقَرٌّ آہ اس میں اس آیت کریمہ "وَهُوَ الَّذِیْٓ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ فَمُسْتَقَرٌّ وَّمُسْتَوْدَعٌ"، کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی مراد یہ ہے کہ باپ کی صلب میں مستقر اور ماں کے رحم میں مستودع "امانت"، ہے۔ کثیر صحابہ کرام اور تابعین عظام نے یہی تفسیر کی ہے۔ عبداللہ بن مسعود نے اس کی یہ تفسیر کی ہے کہ دنیا میں مستقر اور مرنے کے بعد زمین میں مستودع ہے۔

قولہ اَلْقِنْوُ آہ یعنی اللہ تعالیٰ کے کلام: وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ، میں قنو بمعنی عِذْق بکسر العین وسکون الذال بمعنی کھجور کا خوشہ اور بفتح العین کھجور کا درخت ہے دو کو قنوان کہتے ہیں اور جمع بھی قنوان ہے۔ تثنیہ اور جمع کا ایک ہی وزن ہے۔ جیسے "صِنْوٌ وَّصِنْوَان" ہے۔ صنو درخت کی شاخ ہے جو ایک بیج سے نکلتی ہے۔ دو شاخوں کو صنوان کہتے ہیں اور جمع بھی صنوان ہے۔

باب قوله وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها الا هو

۴۳۱۳ — حدثنا عبد العزيز بن عبد الله قال حدثنا ابراهيم بن سعد عن ابن شهاب عن سالم بن عبد الله عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال مفاتح الغيب خمس ان الله عنده علم الساعة وينزل الغيث ويعلم ما في الارحام وما تدري نفس ماذا تكسب غدا وما تدري نفس بای ارض تموت ان الله عليم خبير

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ کے پاس غیب کے خزانے ہیں انہیں وہی جانتا ہے''

مَفَاتِح مِفتح کی جمع ہے یہ اسم آلہ ہے اس کا معنیٰ کنجی ہے یعنی غیب کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں اگر مَفَاتِیح پڑھا جائے تو یہ مِفتاح کی جمع ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ مَفَاتِح مَفتح بفتح المیم کی جمع ہے یعنی فتح کی جگہ اسی کے پاس ہے۔ علامہ زمخشری نے کہا اللہ تعالیٰ نے استعارہ کے طور پر غیب کی کنجیاں ذکر فرمائی ہیں کیونکہ مقفل خزانوں تک اقفال کی کنجیوں کے بغیر نہیں پہنچ سکتے جن کو کنجیوں کا علم ہو اور ان کے ساتھ اقفال کھولنا جانتا ہو وہ خزانوں تک پہنچ جاتا ہے۔ چونکہ غیب کی کنجیاں اللہ کے پاس ہیں لہٰذا وہی مغیبات کا عالم ہے کوئی دوسرا اس تک نہیں پہنچ سکتا جیسے خزانے کی کنجی جس کے پاس ہو اور وہ کنجی کے ساتھ قفل کھولنا جانتا ہو وہ خزانے تک پہنچ جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیب کا عالم بالذات صرف اللہ تعالیٰ ہے مگر وہ غیب کی چابیوں میں سے کسی مخلوق کو عطاء کرے تو یہ اس کا فضل وکرم ہے۔ وہ بھی اللہ کی عطاء سے غیب جاننے لگتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبرائیل علیہ السلام زمین کے خزانوں کی کنجیاں ایک جانور پر لاد کر لائے اور میرے سپرد کر دیں'' ثعلبی نے کہا غیب کی مفاتح زمین کے خزانے ہیں۔ جوزی نے کہا غیب کے مفاتح رزق، بارش اور ثواب و عتاب ہیں جو انسانوں سے غائب ہیں۔ کہا گیا ہے مفاتح غیب کے سعادت و شقاوت ہے۔ واللہ اعلم!

۴۳۱۳ — ترجمہ : سالم بن عبد اللہ نے اپنے والد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت

بَابُ قَوْلُهٗ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰۤى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ الاٰية يَلْبِسَكُمْ يُخْلِطَكُمْ مِنَ الْاِلْتِبَاسِ يَلْبِسُوْا يُخْلِطُوْا شِيَعًا فِرَقًا

کی کہ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غیب کے مفاتح پانچ ہیں: اللہ کے پاس قیامت اور نزول بارش کا علم ہے۔ عورتوں کے ارحام میں جو کچھ ہے وہی جانتا ہے۔ کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کسب کرے گا اور کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں فوت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جاننے والا خبر دینے والا ہے"۔ (حدیث ع ۴۷ اور ع ۹۸۶ کی شرح دیکھیں)

باب ۴ اللہ تعالیٰ کا ارشاد! "تم فرماؤ وہ قادر ہے کہ تم پر عذاب بھیجے"

تمہارے اُوپر سے یا تمہارے پاؤں کے تلے سے یا تمہیں بھڑا دے مختلف گروہ کرکے اور ایک کو دُوسرے کی سختی چکھائے"

یعنی اے حبیب آپ لوگوں کو فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ تم پر اُوپر سے عذاب نازل کرے جیسے لوط علیہ السلام کی قوم پر آسمانوں سے پتھر پھینکے گئے اور ان کو پتھروں سے ہلاک کر دیا گیا یا اُوپر سے پانی برسائے جیسے نوح علیہ السلام کی قوم کو طوفان سے غرق کر دیا گیا یا جیسے اصحاب فیل کو پتھروں سے ہلاک کیا گیا یا تمہیں نیچے سے عذاب دے جیسے قارون کو زمین میں دھنسا دیا گیا اور آلِ فرعون کو پانی میں غرق کر دیا گیا تھا۔ ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ تمہارے اکابر اور سلاطین جو تمہارے اوپر ہیں سے تمہیں عذاب دے یا اصاغر اور تمہارے غلاموں اور عامۃ الناس سے تمہیں عذاب دے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اُوپر سے بارش روک لے اور زمین سے نباتات نہ اُگنے پائیں یہ تمام اقسام عذاب ہیں"، یا تمہیں مختلف گروہ کرکے بھڑا دے۔

حدیث شریف میں ہے کہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی اور ایک کے سوا باقی تمام دوزخ میں جائیں گے۔

۴۳۱۴ — حَدَّثَنَا اَبُوالنُّعْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ قَالَ اَوْمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ قَالَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا اَهْوَنُ اَوْقَالَ هٰذَا اَيْسَرُ

بَابُ قَوْلِهٖ وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ

۴۳۱۴ — ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ نے کہا جب یہ آیت کریمہ : قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ ، نازل ہوئی تم فرماؤ وہ قادر ہے تمہارے اوپر سے تم پر عذاب بھیجے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ ، میں تیری ذات کے ذریعہ پناہ چاہتا ہوں ۔ اَوْمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ یا تمہارے نیچے سے تو فرمایا : اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ ، میں تیری ذات کے ذریعہ پناہ چاہتا ہوں : اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ یا تمہیں بھڑا دے مختلف گروہ کرکے اور ایک کو دوسرے کی سختی چکھائے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ہلکا اور آسان ہے ۔

۴۳۱۴ — شرح : قولہ یذیق آہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا یعنی تم میں سے بعض کو بعض سے بھڑا دے اور وہ ایک دوسرے پر سختی کریں یا قتل کریں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پہلے دو سے آسان ہے کیونکہ لوگوں کے فتنے اور عذاب اللہ کے عذاب سے آسان ہیں اسی لئے یہ اُمت مرحومہ فتنوں میں مبتلا رہی ہے ۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اُنھوں نے اپنے ایمان میں کسی ناحق کی آمیزش نہ کی ،،

۴۳۱۵ـ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِی عَدِیٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَیْمٰنَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ قَالَ اَصْحَابُهُ وَاَیُّنَا لَمْ یَظْلِمْ فَنَزَلَتْ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ

بَابُ قَوْلِهٖ وَیُوْنُسَ وَلُوْطًا وَّكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَی الْعٰلَمِیْنَ

۴۳۱۶ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِی الْعَالِیَةِ قَالَ حَدَّثَنِیْ ابْنُ عَمِّ نَبِیِّكُمْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْنِیْ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا یَنْبَغِیْ لِعَبْدٍ اَنْ یَقُوْلَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ یُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰی ۔

اس میں اس آیت کریمہ : اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ " کی طرف اشارہ کیا ۔ یعنی وہ جو ایمان لائے اور اپنے ایمان میں کسی ناحق کی آمیزش نہ کی انہی کے لئے امان ہے اور وہ وہی راہ پر ہیں ۔

۴۳۱۵ـ ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جب یہ آیت کریمہ : وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ " نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے عرض کیا ہم میں سے کس نے ظلم نہیں کیا ؟ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ شرک عظیم ظلم ہے ۔

(حدیث ۳۱ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ! اور یونس اور لوط کو اور ہم نے ہر ایک کو اس کے وقت میں سب پر فضیلت دی "

۴۳۱۶ـ ترجمہ : ابوالعالیہ نے کہا مجھے تمہارے نبی کے چچا کے بیٹے یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہما

۴۳۱۷ — حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ اَبِیْ اِیَاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ ثَنَا سَعْدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا يَنْبَغِیْ لِعَبْدٍ اَنْ يَقُوْلَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰی

بَابُ قَوْلِهٖ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ

نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خبر دی کہ آپ نے فرمایا کسی بندے کو یہ لائق نہیں کہ وہ کہے میں یونس بن متیٰ سے بہتر ہوں۔ (حدیث ع۳۱۹۸ کی شرح دیکھیں)

۴۳۱۷ — ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بندے کو یہ لائق نہیں کہ وہ کہے میں یونس بن متیٰ سے بہتر ہوں (حدیث ع۳۱۹۸ کی شرح دیکھیں)

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی تو تم انہیں کی راہ چلو —"

یعنی پہلی آیت کریمہ میں جو انبیاء کرام مذکور ہیں ان کو اللہ نے ہدایت کی پس آپ ان کی ہدایت کی اقتداء کریں۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام توحید اور اصول دین میں متفق ہیں اور سب کی ہدایت ایک ہی ہے اور نبیوں کی ہدایت سے مراد تبلیغ رسالت اور منکروں کی اذیت پر صبر کرنا ہے۔ یہ تمام انبیاء کرام کی راہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے نبیوں کی اقتداء کا حکم دیا ہے۔ اس سے لازم آتا ہے کہ دوسرے انبیاء آپ سے افضل ہیں کیونکہ مقتدیٰ مقتدی سے افضل ہوتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آیت کریمہ میں ان کی اقتداء کا حکم نہیں بلکہ ان کی ہدایت کی اقتداء کا حکم ہے۔ اور نفس توحید و رسالت کی تبلیغ میں سب انبیاء مساوی ہیں۔ ایک دوسرے سے فضیلت درجات میں ہے۔ اس میں سرور کائنات تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تِلْكَ الرُّسُلُ

۴۳۱۸ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَخْبَرَنَا هِشَامٌ اَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ اَخْبَرَهُمْ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ الْاَحْوَلُ اَنَّ مُجَاهِدًا اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَأَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ اَفِيْ صٓ سَجْدَةٌ فَقَالَ نَعَمْ ثُمَّ تَلَا وَوَهَبْنَا اِلٰى قَوْلِهٖ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ ثُمَّ قَالَ هُوَ مِنْهُمْ زَادَ يَزِيْدُ ابْنُ هٰرُوْنَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ وَسَهْلُ بْنُ يُوْسُفَ عَنِ الْعَوَّامِ عَنْ مُجَاهِدٍ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ نَبِيُّكُمْ مِمَّنْ اُمِرَ اَنْ يَقْتَدِيَ بِهِمْ

فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ،، یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دُوسرے پر افضل کیا اُن میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہیں جسے سب پر درجوں بلند کیا۔ تمام امت کا اس پر اجماع ہے کہ وہ حضور پُرنور سیّد الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ آپ کو بدرجاتِ کثیرہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر افضل کیا اور آپ کو بے شمار خصوصیات سے مختص فرمایا اور وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ آپ ہی کی شان ہے اور ،، وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا ،، آپ ہی کا رفیع مقام ہے۔ نیز فرمایا: لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ،، یہ آپ ہی کا عظیم منصب ہے ،، حدیث شریف میں ہے ،، اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلَائِقِ كَافَّةً (مسلم شریف) نیز فرمایا: خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ پس آپ ہی خاتم فصل رسالت ہیں قیامت تک آپ ہی کا مہتاب نبوت درخشاں ہے اور آپ ہی کا آفتاب رسالت ازہارِ ولایت کو تر و تازگی دے رہا ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

۴۳۱۸ — ترجمہ: مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا سورۂ صٓ میں سجدہ ہے؟ ابن عباس نے کہا جی ہاں سجدہ ہے۔ پھر ابن عباس نے یہ آئت کریمہ تلاوت کی ،، وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ سے فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ تک پھر کہا داؤد علیہ السلام اُن میں سے ہیں۔ عوام نے مجاہد سے روائت کی کہ میں نے ابن عباس سے اس اقتداء کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُن میں سے ہیں جنہیں حکم دیا گیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کی اقتداء کریں۔

۴۳۱۸ — شرح: خداوند قدوس نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ انبیاء کی اقتداء کریں۔ انہوں نے سجدہ کیا تو آپ نے بھی سجدہ کیا صلی اللہ علیہ وسلم علامہ زمخشری نے کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کے شرائع جب تک منسوخ نہ ہوں ہمارے لئے مشروع ہیں۔

بَابُ قَوْلِهٖ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا كُلَّ ذِيْ ظُفُرٍ وَمِنَ الْبَقَرِ وَالْغَنَمِ حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهُمَا الْاٰيَة

وَقَالَ غَيْرُهٗ هَادُوْا صَارُوْا يَهُوْدًا وَاَمَّا قَوْلُهٗ تَعَالٰى هُدْنَا تُبْنَا هَائِدٌ تَائِبٌ **۴۳۱۹** — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ قَالَ عَطَآءٌ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ لَمَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهَا جَمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَاَكَلُوْهَا وَقَالَ اَبُوْ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ كَتَبَ اِلَىَّ عَطَآءٌ سَمِعْتُ جَابِرًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُدْنَا تُبْنَا هَائِدٌ تَائِبٌ

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور یہودیوں پر ہم نے حرام کیا ہر ناخن والا جانور اور گائے اور بکری کی چربی اُن پر حرام کی

تفسیر: اس چربی سے وہ چربی مراد ہے جو گوشت کے ساتھ جمی ہوئی ہو اور نہ ہڈیوں کے ساتھ ہو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذی ظُفر کی تفسیم کی کہ وہ اُونٹ اور شتر مرغ ہے۔ بعض نے کہا ذی ظفر وہ حیوان ہے جس کی انگلی ہو جیسے درندے اور پرندے ہیں بعض نے کہا یہ وہ حیوان ہیں جن کا پنجہ ہے اس کو مجازاً ظفر کہا ہے۔ قولہٗ الحوَایا ، اس کی تفسیر مبعر سے کی گوبر کی جگہ۔ ابن عباس کے غیر نے کہا ھَادُوْا ، کے معنی ہیں یہودی ہوگئے اور ھُدْنَا ، بمعنی تُبْنَا ہے ہم تائب ہوئے۔ ہائد بمعنی تائب ہے۔

۴۳۱۹ — **ترجمہ :** جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ اللہ تعالیٰ یہودیوں کو ہلاک

بَابُ قَوْلِهِ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ

۴۳۲۰ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا شَيْءٌ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ وَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ قُلْتُ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَرَفَعَهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ وَكِيلٌ حَفِيظٌ وَمُحِيطٌ بِهِ قُبُلًا جَمْعُ قَبِيلٍ وَالْمَعْنَى أَنَّهُ ضُرُوبٌ لِلْعَذَابِ كُلُّ ضَرْبٍ مِنْهَا قَبِيلٌ زُخْرُفَ كُلُّ شَيْءٍ حَسَّنْتَهُ وَوَشَّيْتَهُ وَهُوَ بَاطِلٌ فَهُوَ زُخْرُفٌ وَحَرْثٌ حِجْرٌ حَرَامٌ وَكُلُّ مَمْنُوعٍ فَهُوَ حِجْرٌ مَحْجُورٌ وَالْحِجْرُ كُلُّ بِنَاءٍ بَنَيْتَهُ وَيُقَالُ لِلْأُنْثَى مِنَ الْخَيْلِ حِجْرٌ وَيُقَالُ لِلْعَقْلِ حِجْرٌ وَحِجًى وَأَمَّا الْحِجْرُ فَمَوْضِعُ ثَمُودَ وَمَا حَجَّرْتَ عَلَيْهِ مِنَ الْأَرْضِ فَهُوَ حِجْرٌ وَمِنْهُ سُمِّيَ حَطِيمُ الْبَيْتِ حِجْرًا كَأَنَّهُ مُشْتَقٌّ مِنْ مَحْطُومٍ مِثْلَ قَتِيلٍ مِنْ مَقْتُولٍ فَأَمَّا حَجْرُ الْيَمَامَةِ فَهُوَ مَنْزِلٌ

کرے جب اللہ تعالیٰ نے اُن پر گائے بکری کی چربی حرام کی تو اُنھوں نے ان کی چربیوں کو پگھلایا پھر انہیں فروخت کیا اور ان کی قیمت کھائی۔ عبدالحمید نے کہا مجھے یزید نے خبر دی کہ مجھے عطاء نے خط لکھا کہ میں نے جابر سے سُنا کہ اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکور حدیث کی مانند سُنا۔ (حدیث ۲۰۹۶ کی شرح)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور بیحیایوں کے قریب نہ جاؤ جو اُن میں سے ظاہر ہیں اور جو چھپی ہیں"

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ ابن عباس، حسن بصری اور سدی نے کہا لوگ علانیۃً زنا کو برا جانتے تھے اور چھپ کر کر لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں بےحیائیوں سے منع کر دیا۔ ضحاک نے کہا علانیہ شراب اور خفیہ زنا ہے۔ ماوردی نے کہا ظاہر افعال جوارح اور باطن اعتقادِ قلب ہے۔ کہا گیا ہے جو بھی بےحیائی ظاہر ہو یا باطن ہو

۴۳۲۰ — ترجمہ : عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی غیور نہیں۔ اسی لئے ظاہر اور چھپی ہوئی بےحیائیوں کو حرام کیا اور اللہ سے زیادہ کسی کو مدح پسند نہیں۔ اسی لئے اپنی ذات کی خود مدح کی ہے۔ عمرو نے کہا میں نے ابو وائل سے کہا تم نے یہ عبداللہ بن مسعود سے سنا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں میں نے عبداللہ سے سنا ہے۔ میں نے کہا انھوں نے اس حدیث کو مرفوع ذکر کیا ہے۔

۴۳۲۰ — شرح : قولہ اَغْيَرُ آہ غیرت کا معنی حمیت اور شرم ہے۔ آدمی عورت پر غیرت کرتا ہے۔ یعنی غیر محرم لوگوں کے اس کو دیکھنے سے شرم کرتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت یہ ہے کہ اس نے معاصی اور گناہوں سے منع کیا ہے کہ کوئی بھی ان کے قریب نہ جائے؛ چنانچہ حدیث شریف میں ہے "اللہ کی غیرت یہ ہے کہ مومن وہ کام کرے جو اللہ نے اس پر حرام کیا ہے۔ غیور کی ضد دیوث ہے۔ وہ بیوی کے پاس اجنبی لوگ آنے سے شرم و حیا نہیں کرتا۔ اور نہ ہی عورت کو پردہ میں محفوظ کرتا ہے۔

قولہ وکیل حفیظ آہ "اس میں اس کریمہ: وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ" کی طرف اشارہ کیا، پھر لفظ وکیل کی تفسیر حفیظ اور محیط سے کی یعنی وہ ہر شئ کا نگہبان اور اس کا احاطہ کرنے والا ہے۔

قولہ قُبُلاً آہ اس میں اس آیت کریمہ: "وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا" کی طرف اشارہ کیا پھر کہا قُبُلاً قبیل کی جمع ہے۔ اس کی فوج سے بھی تفسیر کی گئی ہے یعنی ہر شئ ان کے سامنے اٹھالائے اس کا معنی یہ ہے کہ عذاب کئی قسم کا ہے ہر قسم فوج فوج ہے

قولہ زُخْرُفَ الْقَوْلِ آہ یعنی ہر شئے جس کو اچھا سمجھے اور اس کو مزین کرے۔ حالانکہ وہ باطل ہے۔ وہ زُخرف ہے۔ دراصل زخرف کا معنی تزیین ہے۔ اسی لئے سونے کو زُخرف کہتے ہیں جو شئ اس طریقہ پر مستعمل ہو اس کو مُزخرف کہتے ہیں۔

قولہ حَرْثٌ حِجْرٌ کے معنی حرام کے ہیں۔ ہر ممنوع شئ کو حجر بمعنی محجور کہتے ہیں تو جو عمارت بنائے وہ حجر ہے۔ مادہ گھوڑی حجر ہے عقل کو حجر اور حجی کہتے ہیں۔ بہر حال حجر قوم ثمود کا مقام ہے۔ علاقہ ممنوعہ کو بھی حجر کہا جاتا ہے۔ بیت اللہ کے حطیم کو بھی "حجر" کہا جاتا ہے۔ حطیم بمعنی محطوم کے ہیں اور اس سے مشتق ہے جیسے قتیل مقتول کے معنی میں ہے اور اس سے مشتق ہے۔ اور حجر الیمامہ ایک مقام یا منزل ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ هَلُمَّ شُهَدَآءَ كُمْ لُغَةُ أَهْلِ الْحِجَازِ
هَلُمَّ لِلْوَاحِدِ وَالْاِثْنَيْنِ وَالْجَمِيْعِ
بَابُ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا

۴۳۲۱ حَدَّثَنَا مُوسٰى بْنُ اِسْمٰعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْزُرْعَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْهُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَاِذَا رَاٰهَا النَّاسُ اٰمَنَ مَنْ عَلَيْهَا فَذَاكَ حِيْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! لاؤ اپنے گواہ

اس میں اس آیت کریمہ قُلْ هَلُمَّ شُهَدَآءَكُمُ الَّذِيْنَ يَشْهَدُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ هٰذَا ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی اے حبیب آپ فرمادیں لاؤ اپنے گواہ جو گواہی دیں کہ اللہ نے اسے حرام کیا ہے ،، یعنی جو تم نے حرام کیا ہے اور اس میں اللہ پہ بہتان باندھا ہے اپنے گواہوں کو لاؤ کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ نے اسے حرام کیا ہے ،، لفظ هَلُمَّ ،، مبتداء اور قولہ لُغَةُ اَهْلِ الْحِجَازِ ،، اس کی خبر ہے اور هَلُمَّ واحد اثنین اور جمع کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہ اہل حجاز کی لغت ہے اور نجدی واحد مذکر کے لئے هَلُمَّ اور واحد مؤنث کے لئے هَلُمِّي تثنیہ کے لئے هَلُمَّا اور جمع مذکر کے لئے هَلُمُّوْا اور جمع مؤنث کے لئے هَلْمُمْنَ کہتے ہیں۔ اہل حجاز کی لغت کے مطابق یہ اسم فعل ہے بمعنی امر ہے اور اہل نجد کی لغت میں فعل ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کسی جان کو ایمان لانا کام نہ دے گا ،،

اس میں اس آیت کریمہ : يَوْمَ يَاْتِيْ بَعْضُ اٰيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ ،، یعنی اگر اس دن کا فر ایمان لائے گا تو قبول نہ ہوگا جبکہ نشانی آنے سے پہلے ایمان نہ لایا تھا۔ معنی یہ ہیں کہ نشانی آنے سے پہلے جو ایمان نہ لائے نشانی کے بعد اس کا ایمان قبول نہیں

۴۳۲۲ — حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَاِذَا طَلَعَتْ وَرَاٰهَا النَّاسُ اٰمَنُوْا اَجْمَعُوْنَ وَذٰلِكَ حِیْنَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا ثُمَّ قَرَأَ الْاٰیَةَ —

اسی طرح جو نشانی سے پہلے توبہ نہ کرے بعد نشانی کے اس کی توبہ قبول نہیں لیکن جو ایمان دار پہلے سے نیک عمل کرتے ہوں گے نشانی کے بعد بھی ان کے عمل مقبول ہوں گے۔

۴۳۲۱ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت قائم نہ ہوگی حتٰی کہ سورج اپنے مغرب سے طلوع کرے گا جب لوگ اس کو دیکھیں گے تو جو لوگ زمین پر ہوں گے وہ ایمان لائیں گے۔ یہ وہ وقت ہے کہ کسی جان کو اس کا ایمان لانا کام نہ دیگا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا تھا۔"

۴۳۲۱ — شرح : سورج کے مغرب سے طلوع کرنے کی علامت یہ ہے جو ابن مردویہ نے اپنے اسناد کے ساتھ حذیفہ بن یمان سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کی علامت کیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ رات بہت لمبی ہوگی حتی کہ دو راتوں کے برابر ہوگی جو لوگ اس رات میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ وہ بیدار ہوں گے اور عمل کریں گے جیسے اس سے پہلے عمل کیا کرتے تھے۔ پھر سو جائیں گے پھر بیدار ہوں گے اور نمازیں پڑھیں گے پھر سو جائیں گے پھر اٹھیں گے یہ ان کا جنون رہے گا اور رات بہت لمبی ہوگی! لوگ گھبرائیں گے اور صبح نہ ہوگی وہ اسی انتظار میں ہوں گے کہ سورج اپنے مستقر سے طلوع کرے لیکن وہ اچانک مغرب سے طلوع کرے گا جب لوگ اس کو دیکھیں گے تو ایمان لائیں گے ان کو یہ ایمان کام نہ دے گا مسلم شریف میں ہے تین اشیاء ہیں جب وہ ظاہر ہوں گی تو کسی نفس کو اس کا ایمان لانا کام نہ دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا تھا۔ ایک مغرب سے سورج کا طلوع کرنا۔ دوسری دجال کا نکلنا اور تیسری چیز دابۃ الارض ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۴۲۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ سورج اپنے مغرب سے طلوع کرے گا جب طلوع کرے گا اور لوگ اس کو دیکھیں گے تو سب ایمان لائیں گے اور یہ وہ وقت ہے جس میں کسی نفس کو اس کا ایمان لانا کام نہ دے گا پھر یہ آیت کریمہ پڑھی !''

قیامت کی علامات

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا۔ مسلم شریف میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قیامت کی علامات میں سے پہلی علامت سورج کا مغرب سے طلوع کرنا۔ دوسری علامت دابۃ الارض کا ظاہر ہونا ہے دوسری علامت پہلی علامت کے بعد متصل ظاہر ہوگی۔ نعیم بن حماد نے اپنے اسناد کے ساتھ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کی کہ پانچ علامات ہیں۔ معلوم نہیں ان میں سے پہلی علامت کون سی ہے ؟ اور کون سی علامت ظاہر ہوگی تو کسی نفس کو ایمان لانا مفید نہ ہوگا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہوگا !

(۱) سورج کا مغرب سے طلوع کرنا (۲) دجال (۳) یاجوج و ماجوج (۴) دخان اور (۵) دابہ جو بھی علامت پہلے ظاہر ہوگی کسی نفس کو اس وقت ایمان لانا مفید نہ ہوگا۔ کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے دجال ظاہر ہوگا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لامحالہ دجال ظاہر ہوگا اگر اس سے پہلے سورج نے مغرب سے طلوع کیا تو کسی نفس کو ایمان لانا مفید نہ ہوگا۔ لہذا یہودیوں کا عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایمان لانا مفید نہ ہوگا اگر ایمان نے ان کو نفع نہ دیا تو ان کے اسلام قبول کرنے سے دین ایک نہ ہوگا اور جب عیسیٰ علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے مومن فوت ہو جائیں گے تو لوگ حیران اور بے ہوش باقی رہ جائیں گے ان میں اکثر کفر و گمراہی کی طرف لوٹ جائیں گے اور ریچھ کھیے مسلمانوں پر کافر غلبہ کر لیں گے۔ اس وقت سورج مغرب سے طلوع کرے گا۔ اس وقت قرآن کریم اٹھا لیا جائے گا پھر حبشی کعبہ مشرفہ میں آئیں گے اور اس کو شہید کریں گے پھر دابۃ الارض نکلے گا پھر دھواں پھیل جائے گا پھر تیز تند ہوا چلے گی جو کافروں کو سمندر میں پھینک دے گی۔ پھر آگ لوگوں کو محشر میں جمع کریگی پھر آسمان سے سخت خطرناک چیخ ظاہر ہوگی۔ کہا گیا ہے کہ لوگ زمین میں دھنس جائیں گے۔ ابن خالویہ نے اپنے امالی میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث ذکر کی کہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کے بعد ایک سو بیس (۱۲۰) برس لوگ باقی رہیں گے نعیم بن حماد نے اس کو موقوف ذکر کیا ہے۔ اس طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مرفوع ذکر کیا ہے۔ نعیم بن حماد نے حماد بن سلمہ بن زید کی حدیث عریان بن ہیثم سے روایت کی کہ انہوں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا۔ انھوں نے کہا قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ

سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَرِيَاشًا الْمَالُ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ فِي الدُّعَاءِ وَفِيْ غَيْرِهٖ عَفَوْا كَثُرُوْا وَكَثُرَتْ اَمْوَالُهُمْ اَلْفَتَّاحُ الْقَاضِيْ اِفْتَحْ بَيْنَنَا

عرب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور خروج دجال کے بعد ایک سو بیس برس بتوں کی پوجا کریں گے جیسے ان کے آباؤ اجداد کرتے تھے۔ ابن لہیعہ کے اسناد سے ہے کہ سورج اور چاند شام کے وقت آسمان کی ایک منزل میں جمع ہو جائیں گے اور دن بیس برس کا ہوگا۔ وہب سے روایت ہے طلوع شمس دسویں علامت ہے جو سب علامات کے آخر میں ظاہر ہوگی پھر ہر دودھ پلانے والی عورت اپنے بچے سے غافل ہو جائیگی ابن لہیعہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مرفوع روایت ہے کہ لوگ یاجوج وماجوج کے خروج کے بعد تھوڑا عرصہ ہی ٹھہریں گے کہ مغرب سے سورج طلوع کرے گا اور ابلیس سجدہ میں گر جائے گا اور اپنے مددگار شیاطین سے کہے گا۔ سورج نے مغرب سے طلوع کیا ہے یہ وقت معلوم ہے۔ آج کے بعد کوئی عمل کام نہیں آئے گا اور شیاطین زمین میں ظاہر ہو جائیں گے حتیٰ کہ مرد کہے گا یہ میرا قرین ہے جو مجھے گمراہ کرتا تھا اللہ کی حمد ہے کہ اس نے اسے رسوا کیا اور مجھے اس سے راحت دی اور ابلیس ملعون سجدہ میں گر کر روتا رہے گا حتیٰ کہ دابۃ الارض نکلے گا وہ اسے قتل کرے گا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ طلوع شمس کے وقت ایمان کام نہ آنے کا اس میں کیا حکمت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں پر گھبراہٹ کا اس قدر غلبہ ہوگا کہ نفسانی خواہشات ختم ہو جائیں گی اور بدنی قوتیں مضمحل ہو جائیں گی اور بدنوں کی ایسی حالت ہو جائیگی جیسی موت کے وقت کی حالت ہوتی ہے کیونکہ معاصی کے دواعی منقطع ہو جائیں گے۔ اس حالت میں جو کوئی توبہ کرے گا وہ ایسی ہوگی جو غرغرہ کے وقت توبہ کرتا ہے گویا کہ اس وقت لوگ جنت یا دوزخ میں اپنے مقامات کا مشاہدہ کرتے ہوں گے۔ اس وقت ایمان لانا ان کو نفع نہ دے گا کیونکہ لوگ ایمان بالغیب کے مکلف ہیں۔ مشاہدہ کے وقت ایمان کام نہ آئے گا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے میں کیا حکمت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں منجمین ملاحدہ کے عقیدہ کا رد ہے چونکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمرود سے فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق سے طلوع کرتا ہے تو اسے مغرب سے طلوع کر دے لیکن ان ملاحدہ نے اس کا انکار کیا اور یہ دعویٰ کیا کہ ایسا

منقول من نفس پوسف .. انتہی

سُورۂ اعراف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ریاش مال ہے۔ اس سے اس آیت کریمہ: قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا .. کی طرف اشارہ کیا پھر ریاش کی مال سے تفسیر کی۔ یعنی بے شک ہم نے تمہاری طرف ایک لباس اتارا کہ تمہاری شرم کی چیزیں چھپائے اور ایک وہ کہ تمہاری آرائش ہو۔، ابن اعرابی نے کہا ریش کے معنی کمانے کے ہیں اور ریاش کے معنی ہیں حاصل کردہ مال .. ابن جمال نے کہا ریش بمعنی جمال ہے کہا گیا ہے اس کا معنی لباس ہے۔ ابو عمرو نے ذکر کیا۔ عرب لوگ کہتے ہیں: کَسَانِي فُلَانٌ رِيشَهُ .. یعنی فلاں نے مجھے لباس پہنایا قطرب نے کہا ریش اور ریاش ہم معنی ہیں جیسے حلال اور حلال اور حرام وحرام۔ عرب ریاش کو اثاث یعنی سامان پاستعمال کرتے ہیں۔ قتیبی نے کہا ریش یا ریاش کا معنی ہے جو لباس ظاہر ہو (عینی)

قولہ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ الخ اس سے اس آیت کریمہ أُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ الخ کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ بے شک حد سے بڑھنے والے اُسے پسند نہیں اور معتدین کی تفسیر میں کہا کہ دعا کرنے میں حد سے بڑھنے والے اُسے پسند نہیں طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر کی کہ جو دعا اور اس کے غیر میں حد سے بڑھتے ہیں اور دعا میں تجاوز۔ واعتداء یہ ہے کہ حاجت سے زائد سوال کرے اور اس شیٔ کے طلب کی دعا کرے جس کا حصول شرعاً محال ہے یا وہ معصیت کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے اور ایسی کلمات کرنا جو موثر نہ ہوں۔ عمومًا دعا میں تکلف سے جمع کرنا اور نہ اور کرتے ہوئے بلند آواز سے چلا کر دعا کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے أُدْعُوا تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ہمیں عاجزی سے اور آہستہ دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ نِدَاءً خَفِيًّا جب انہوں نے آہستہ اپنے رب کو پکارا۔

قولہ عَفَوْا الخ اس سے اس آیت کریمہ: ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتَّىٰ عَفَوْا .. پھر کثرا

اِقْضِ بَيْنَنَا نَتَقْنَا الْجَبَلَ دَفَعْنَا اِنْبَجَسَتْ اِنْفَجَرَتْ مُتَبَّرٌ خُسْرَانٌ اٰسٰى اَحْزَنُ تَاْسَ تَحْزَنْ فَقَالَ غَيْرُهٗ اَنْ لَّا تَسْجُدَ اَنْ تَسْجُدَ يَخْصِفَانِ

کی کثّروا ،، سے تفسیر۔ یعنی پھر ہم نے بُرائی کی جگہ بھلائی بدل دی یہاں تک کہ وہ بہت ہو گئے اور ان کے مال اور اولاد زیادہ ہو گئی ،،

قولہ اَلْفَتَّاحُ الخ اَلْفَتَّاحُ کی تفسیر اَلْقَاضِی سے کی۔ فراء نے کہا اہل عمّان قاضی کو فاتح اور فتاح کہتے ہیں اِفْتَحْ بَيْنَنَا ،، یعنی ہمارے درمیان فیصلہ کر و فتح بمعنی اظہار اور تبیین بھی آتا ہے۔ یعنی ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان جس عذاب کا وعدہ کیا گیا ہے اس کو ظاہر اور واضح کر۔ سورۂ اعراف میں " الفتاح ،، کا کہیں بھی ذکر نہیں البتہ سُورۂ سبا ،، میں یہ لفظ ہے۔ اس سورت میں ربّنا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا ،، آتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ اِفْتَحْ کی مناسبت سے الفَتَّاح کو ذکر کیا ہو جیسا کہ امام کی عادت ہے کہ کسی کلمہ کی مناسبت سے دوسری جگہ کے کلمہ کی بھی تفسیر کر دیا کرتے ہیں۔

قولہ نَتَقْنَا آہ اس سے اس آیت کریمہ : اِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ " کی طرف اشارہ کیا پھر نَتَقْنَا کی دَفَعْنَا ،، سے تفسیر کی یعنی جب ہم نے پہاڑ اُن پر اُٹھایا گویا وہ سائبان ہے۔ ابن عباس نے بھی تفسیر کی ہے۔

قولہ اِنْبَجَسَتْ الخ اس میں اس آیت کریمہ ،، اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ،، پھر اِنْبَجَسَتْ کی اِنْفَجَرَتْ ،، سے تفسیر کی یعنی اس پتھر پر اپنا عصا مارو تو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہ پتھر کوہ طور سے لائے تھے اور اسے اپنے ساتھ رکھتے تھے جب کسی مقام میں اقامت کرتے تو اس پر اپنا عصا مارتے تو اس سے بارہ چشمے پھوٹ پڑتے کیونکہ یہود بارہ خاندان تھے۔ پھر ایک کے لئے ایک چشمہ ہوتا تھا۔

قولہ مُتَبَّرٌ آہ اس سے اس آیت کریمہ : اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ وَ بَاطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ،، پھر مُتَبَّرٌ کی خسران سے تفسیر کی یہ تبار سے مشتق ہے اور تتبیر مصدر سے مفعول ہے اس کا معنی اہلاک ہے جبکہ تبار بمعنی ہلاک ہے۔ آیت کے معنی یہ ہیں۔ یہ حال خسارے اور بربادی کا ہے جس میں یہ لوگ ہیں اور جو کچھ کر رہے ہیں نرا باطل ہے۔

قولہ اٰسٰى آہ اس سے اس آیت کریمہ : فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر آسی کی اَحْزَنُ سے تفسیر کی۔ حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کی ہلاکت کے بعد یہ کہا تھا ،، کیونکر میں غم کروں کافروں کا ،، اور " تَاْسَ ،، بمعنی تحزن ہے۔ یہ سورہ مائدہ کا لفظ ہے یہاں آسی کی مناسبت

اَخَذَ الْخِصَافَ مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّۃِ یُؤَلِّفَانِ الْوَرَقَ وَیَخْصِفَانِ الْوَرَقَ بَعْضَہٗ اِلٰی بَعْضٍ سَوْاٰتُہُمَا کِنَایَۃٌ عَنْ فَرْجَیْہِمَا وَمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ ھٰھُنَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ وَالْحِیْنُ عِنْدَ الْعَرَبِ مِنْ سَاعَۃٍ اِلٰی مَالَا یُحْصٰی عَدَدُھَا

بالتبع ذکر کر دیا ہے۔

قولہ قَالَ غَیْرُہٗ آہ ،، ضمیر غائب کا مرجع ابن عباس ہے۔ یعنی ابن عباس کے غیر نے اس آیت کریمہ مَامَنَعَكَ اَنْ لَّا تَسْجُدَ ،، کی تفسیر میں کہا : مَامَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ ،، اور لَا زائدہ ہے۔ اس کی ...یل : مَامَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ ،، ہے۔ لَا زائدہ کا فائدہ یہ ہے کہ جس فعل پر یہ داخل ہو اس کی تاکید کرتا ہے۔ یعنی تجھے سجدہ کرنے سے کس نے منع کیا ہے اور میرے حکم کی تعمیل کرنے سے انکار کس نے کروایا ہے ؟ قولہ یَخْصِفَانِ آہ اس سے اس آیت کریمہ : وَطَفِقَا یَخْصِفَانِ عَلَیْہِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّۃِ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ یعنی اپنے بدن پر جنت کے پتے چپٹانے لگے۔ طَفِقَا ،، افعال مقاربہ سے ہے کہا گیا ہے کہ پتے تین کے تھے حضرت آدم اور حواء علیہما السلام اپنی شرمگاہوں پر پتے پر پتہ رکھ ان کو چپٹاتے تھے تاکہ پردہ کریں جیسے موچی چمڑے کو چمڑے پر رکھ کر چپٹاتا ہے اور اسے دھاگوں سے مضبوط کرتا ہے۔

قولہ سَوْاٰتُہُمَا آہ اس سے اس آیت کریمہ : فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَۃَ بَدَتْ لَہُمَا سَوْاٰتُہُمَا کی طرف اشارہ کیا اور کہا سَوْاٰت فرج سے کنایہ ہے۔ یعنی جب حضرت آدم اور حواء علیہما السلام نے شجرہ ممنوعہ سے تناول فرمایا تو ان کی شرمگاہیں برہنہ ہوگئیں اور ان سے لباس ساقط ہو گیا، حالانکہ وہ اپنی اور ایک دوسرے کی شرمگاہ نہ دیکھتے تھے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ آدم و حوا علیہما السلام کا نوری لباس تھا جو درمیان میں حائل تھا اور وہ شرمگاہ کو نہ دیکھ سکتے تھے۔

قولہ وَمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ آہ اس سے اس آیت کریمہ ،، وَلَکُمْ فِی الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ ،، کی طرف اشارہ کیا اور یہ وضاحت کی یہاں حِیْنٌ سے مراد قیامت تک کا وقت ہے پھر کہا عرب حِیْن کو کثیر عدد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ اور اس سے کم از کم ایک گھڑی مراد ہوتی ہے۔

قولہ قَبِیْلُہٗ آہ اس سے اس آیت کریمہ اِنَّہٗ یَرٰىکُمْ ھُوَ وَقَبِیْلُہٗ ،، کی طرف اشارہ کیا اور قبیل کی جیل سے تفسیر کی اس میں ضمیر کا مرجع شیطان ہے اور مراد یہ ہے کہ شیطان اور اس کا قبیلہ تمہیں دیکھتا ہے اور تم انہیں نہیں دیکھتے ہو۔ مجاہد نے جیل کی تفسیر جن اور شیطان سے کی ہے۔ بعض علماء نے سواروں اور پیادوں سے تفسیر کی ہے جیسے قرآن کریم میں ہے : بِخَیْلِكَ وَرَجِلِكَ ،، یعنی تیرے سوار اور پیادے۔ ذریت سے بھی تفسیر کی جاتی ہے۔ جیسے قرآن کریم میں ہے اَفَتَتَّخِذُوْنَہٗ وَذُرِّیَّتَہٗ "

اَلرِّيَاشُ وَالرِّيشُ وَاحِدٌ وَهُوَ مَاظَهَرَ مِنَ اللِّبَاسِ قَبِيلُهُ جِيلُهُ الَّذِي هُوَ مِنْهُمْ إِدَّارَكُوا اجْتَمَعُوا وَمَشَاقُّ الْاِنْسَانِ وَالدَّابَّةِ كُلُّهُمْ تُسَمّٰى سُمُومًا وَاحِدُهَا سَمٌّ وَهِيَ عَيْنَاهُ وَمَنْخِرَاهُ وَفَمُهُ وَاُذُنَاهُ وَدُبُرُهُ وَاِحْلِيلُهُ غَوَاشٍ مَا غُشُّوا بِهِ نُشُرًا مُتَفَرِّقَةً نَكِدًا قَلِيلًا يَغْنَوْا يَعِيشُوا

ازہری نے کہا: قبیل ،، کثیر لوگ ہیں جن کا باپ ایک نہ ہو اور وہ مختلف آباد کی اولاد ہوں اگر وہ ایک باپ کی اولاد ہوں تو اس کو قبیلہ کہتے ہیں۔

قولہ اِدَّارَکُوا آہ اس سے اس آیت کریمہ: كُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَعَنَتْ اُخْتَهَا حَتّٰى اِذَا ادَّارَكُوا فِيهَا جَمِيعًا ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اَدَّارَکُوا ،، کی اِجْتَمَعُوا ،، سے تعبیر کی۔ اُخت سے مراد نسبی اخوت نہیں دینی اخوت مراد ہے اور وہ ملت ہے یعنی جب اہل ملت دوزخ میں داخل ہوں گے تو وہ اپنے اہل ملت پر لعنت کریں گے لہذا یہودی یہودیوں پر نصاریٰ نصاریٰ پر اور مجوسی مجوسیوں پر لعنت کریں گے جبکہ وہ تمام دوزخ میں جمع ہوں گے۔

قولہ مَشَاقّ آہ اس سے قرآن کریم کی اس آیت کریمہ: وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ،، میں لفظ سَمّ ،، کی تفسیر کی طرف اشارہ کیا۔ سم بمعنی سوراخ ہے۔ اس کی جمع سموم ہے انسان اور چوپایہ کے سوراخوں کو سموم کہا جاتا ہے اور وہ دونوں آنکھیں، ناک کے دو سوراخ، منہ کان، دُبُر اور آلہ تناسل کے سوراخ ہیں۔ آیت کریمہ کا معنیٰ یہ ہے کہ وہ لوگ بہشت میں داخل نہ ہوں گے حتی کہ اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل ہو جائے۔ یہ تعلیق بالمحال العادی ہے یعنی عادتہً اونٹ کا سوئی کے سوراخ میں داخل محال ہے: لہٰذا ان لوگوں کا بہشت میں داخل ہونا محال ہے

قولہ غَوَاشٍ آہ اس سے اس آیت کریمہ: لَهُمْ مِنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ کی طرف اشارہ کیا پھر لفظ غواش کی تفسیر مَا غُشُّوا بِهِ ،، سے کی۔ غَوَاشٍ غَاشِيَةٌ کی جمع ہے۔ اور وہ لحاف وغیرہ ہے جو تمہیں ڈھانپ لیتا ہے۔ بعض نے اس کی لباس سے تفسیر کی ہے یعنی ان کے نیچے آگ کے بچھونے اور ان کے اوپر آگ کے لحاف ہوں گے۔ ابن جریر نے محمد بن کعب کے طریق سے روایت کی ہے کہ مہاد بچھونا اور غواش لحاف ہیں۔ قولہ نُشُرًا ،، اس سے اس آیت کریمہ: وَهُوَ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ نُشُرًا کی طرف اشارہ کیا پھر نشر کی متفرقہ سے تفسیر کی۔ یہ نَشُور کی جمع ہے۔ یہ پاکیزہ ہوائیں جو ہر طرف سے چلتی ہیں۔

قولہ نَكِدًا ،، اس سے اس آیت کریمہ: وَالَّذِي خَبُثَ لَا يَخْرُجُ اِلَّا نَكِدًا ،، کی طرف اشارہ

حَقِيقٌ حَقٌّ اِسْتَرْهَبُوهُمْ مِنَ الرَّهْبَةِ تَلْقَفُ تَلْقَمُ طَائِرُهُمْ حَظُّهُمْ طُوفَانٌ مِنَ السَّيْلِ وَيُقَالُ لِلْمَوْتِ الْكَثِيرِ الطُّوفَانُ الْقُمَّلُ الْحُمْنَانُ

کیا اور نکدا ،، کی قلیل سے تفسیر کی۔ سُدی نے کہا نکد قلیل شیٔ ہے جو نافع نہ ہو۔ یعنی جو زمین پلید ہے وہ تھوڑی سی شیٔ نکالتی ہے،، شیخ صاحب تیسیر نے ذکر کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک کافر جس کی داڑھی کے صرف چند بال تھے نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم کہتے ہو کہ قرآن کریم میں ہر خشک تر شیٔ موجود ہے۔ قرآن مجید میں میری داڑھی کا ذکر کہاں ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اَلَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَکِدًا ،، تیری داڑھی کے بارے میں ہے ،،

قولہ یَغْنَوْا آہ اس سے اس آیت کریمہ : اَلَّذِیْنَ کَذَّبُوْا شُعَیْبًا کَاَنْ لَمْ یَغْنَوْا فِیْھَا،، کی طرف اشارہ کیا اور پھر اس کی یَعِیْشُوْا سے تفسیر کی۔ امام نے حرف جزم کو ذکر نہیں کیا۔ دراصل : کَاَنْ لَمْ یَعِیْشُوْا فِیْھَا ،، ہے۔ یعنی جن لوگوں نے حضرت شعیب علیہ السلام کی تکذیب کی گویا وہ گھروں میں کبھی رہے ہی نہ تھے ،، یعنی وہ دفعۃً ہلاک ہو گئے ،،

قولہ حَقِیْقٌ آہ اس میں اس آیت کریمہ : وَقَالَ مُوْسٰی یٰفِرْعَوْنُ اِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ حَقِیْقٌ عَلٰی اَنْ لَّا اَقُوْلَ عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر حقیق کی حق سے تفسیر کی یعنی موسیٰ علیہ السلام ،، نے کہا اے فرعون میں رب العالمین کا رسول ہوں۔ مجھے سزاوار ہے کہ میں اللہ پر نہ کہوں مگر سچی بات ،،

قولہ اِسْتَرْھَبُوْھُمْ آہ اس سے اس آیت کریمہ فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْیُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْھَبُوْھُمْ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر کہا : اِسْتَرْھَبُوْھُمْ ،، رَھْبَۃ بمعنی خوف سے مشتق ہے۔ یعنی فرعون کے جادوگروں نے جب جادو ڈالا لوگوں کی نگاہوں پر جادو کر دیا اور انہیں ڈرایا اور موسیٰ علیہ السلام کو بھی ڈرایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ نہ ڈریں آپ ہی غالب ہیں اور جو ہاتھ میں ہے اسے ڈالو وہ ان کے ڈالے ہوئے کو نگل جائے گا ،،

قولہ تَلْقَفُ آہ اس سے اس آیت کریمہ : فَاِذَا ھِیَ تَلْقَفُ مَا یَاْفِکُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا۔ پھر تَلْقَمُ ،، سے اس کی تفسیر کی یعنی جو انھوں نے ڈالا اسے نگل جائے گا،،

قولہ طَائِرُھُمْ آہ اس سے اس آیت کریمہ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُھُمْ عِنْدَ اللّٰہِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر طَائِرُھُمْ کی حَظُّھُمْ سے تفسیر کی یعنی سن لو ان کے نصیبہ کی شامت ،، قولہ طُوْفَانٌ آہ اس سے اس آیت فَاَرْسَلْنَا عَلَیْھِمُ الطُّوْفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ ،،

تَشْبَهُ صِغَارَ الْحَلَمِ عُرُوْشٌ عَرِيْشٌ بِنَآءٌ سُقِطَ كُلُّ مَنْ نَدِمَ فَقَدْ سُقِطَ فِيْ يَدِهِ اَلْاَسْبَاطُ قَبَائِلُ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ يَعُدُّوْنَ يَتَعَدَّوْنَ يُجَاوِزُوْنَ تَعْدُ

کی طرف اشارہ کیا پھر طوفان کی تفسیر کی کہ وہ سیلاب ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا طوفان بارش کی کثرت ہے جو کھیتوں اور پھلوں کو تباہ و برباد کردے نیز اُنھوں نے کثرتِ موت سے بھی تفسیر کی ہے۔ چنانچہ امام نے بھی کہا موت کثیر کو طوفان کہا جاتا ہے۔ آیت کریمہ کے معنی یہ ہے۔ ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈی دل جوئیں، مینڈک اور خون جُدا جُدا نشانیاں بھیجیں "

قولہ اَلْقُمَّلُ آہ "، اس میں مذکورہ آیت کریمہ کی طرف اشارہ کیا اور قُمَّل کی حمنان سے تفسیر کی جو چھوٹی چھوٹی حلم کے مشابہ بمعنی جوئیں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا قمل سوس ہیں جو گندم میں پڑجاتی ہیں۔ نیز اُنھوں نے کہا چھوٹی چھوٹی ٹڈیاں ہیں جن کے پر نہیں ہوتے مجاہد اور قتادہ نے بھی یہی تفسیر کی ہے۔

ابن جریر نے کہا قُمَّل قملہ کی جمع ہے یہ جوؤں کے مشابہ ہوتا ہے اونٹوں کو کھاتا ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ ایک جانور ہے جو مکڑی نہیں۔ کھیتی میں واقع ہوتا ہے اور خوشہ کو کھاجاتا ہے جبکہ وہ ابھی نکلنے نہیں پاتا پھر کھیتی بڑھتی تو ہے لیکن اس میں خوشے نہیں ہوتے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ جوؤں کے مشابہ ہوتا ہے۔ مکڑی کی طرح کھیتی کو نہیں کھاتا، لیکن جب دانوں میں آٹا بن جاتا ہے اور وہ تر ہوتا ہے تو یہ ان کو چوسنا شروع کرتا ہے اور دانہ میں قوت ختم ہوجاتی ہے اور اس سے بدبو آنے لگتی ہے۔

قولہ عُرُوشٌ آہ عروش اور عریش واحد بمعنی بناء ہیں، چنانچہ کہا جاتا ہے یَعرِشُوْن "، یعنی وہ گھر بناتے ہیں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ دو کلمے عُروش اور عریش بمعنی بناء ذکر کئے ہیں۔ حالانکہ یہ ان کی عادت کے خلاف ہے۔ انھیں یوں کہنا چاہیئے تھا: یَعرِشُوْن یَبْنُوْن " تاکہ اس میں اس آیت کریمہ: وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ " اور یعرشون کی تفسیر یبنون کرتے جیسا کہ ان کی عادت اور روش تفسیر ہے اور عروش و عریش کی تفسیر بناء سے کرنا بعید ہے کیونکہ وہ عُروش عرش کی جمع ہے اور عرش کے معنی ہیں بادشاہ کا تخت اور گھر کی چھت اور عرش مصدر ہے جوہری نے کہا: عَرَشَ يَعْرُشُ یعنی لکڑی سے مکان بنایا "، اور عریش وہ ہے جس سے سایہ حاصل کیا جائے۔ نیز جوہری نے کہا عرش انگور ہے۔ اور عریش وہ بنا ہے جو ہودج کے مشابہ ہو۔ ہودج کو عریش کہتے ہیں۔ لکڑی کے خیمہ کو بھی عریش کہا جاتا ہے۔

قولہ سُقِطَ آہ اس میں اس آیت کریمہ: وَلَمَّا سُقِطَ فِيْ اَيْدِيْهِمْ "، کی طرف اشارہ کیا اور سُقِطَ کی یہ تفسیر کی کہ ہر وہ شخص جو نادم ہو وہ اپنے ہاتھ پر گرتا ہے۔ جوہری نے کہا: سُقِطَ فِيْ يَدَيْهِ "

تُجَاوِزُ شُرَّعًا شَوَارِعَ بَئِيْسٍ شَدِيْدٍ أَخْلَدَ قَعَدَ وَتَقَاعَسَ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ

نَأْتِيْهِمْ مِنْ مَأْمَنِهِمْ كَقَوْلِهٖ تَعَالٰى فَأَتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ حَيْثُ لَمْ يَحْتَسِبُوْا مِنْ

یعنی نادم ہو گیا۔ اس آیت کا نزول موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے ان لوگوں کے واقعہ میں ہے جنہوں نے بچھڑے کی عبادت کی تھی کہ وہ اپنے کئے پہ نادم ہوئے اور انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ گمراہ ہو چکے ہیں ،،

قولہ الاسباط ،، اس میں اس آیت کریمہ ،، وَقَطَّعْنَاهُمُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ أَسْبَاطًا أُمَمًا ،، کی طرف اشارہ کیا اس کی بنی اسرائیل کے قبائل سے تفسیر کی۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بنی اسرائیل کے قبائل کے ساتھ مخصوص ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد کو اسباط کہا جاتا ہے جیسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کو قبائل کہا جاتا ہے۔ یہ سِبْط بسکون الباء سے مشتق ہے۔ اس کے معنی ہیں ایک دوسرے کے پیچھے آئے کہا گیا ہے ،، سَبَط بفتح الباء سے مشتق ہے۔ اس کے معنی ہیں شاخوں سے بھرا ہوا درخت ،، اس معنی کے اعتبار سے امامان کریمان حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو سبطِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا ہے کیونکہ ان کی اولاد ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہے۔ نیز ہر بیٹی کی اولاد کو بھی سبط کہا جاتا ہے (عینی)

قولہ یَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر یَعْدُوْنَ کی تفسیر یَتَعَدَّوْنَ اور یَتَجَاوَزُوْنَ سے کی۔ یعنی اے حبیب ،، صلی اللہ علیہ وسلم ،، یہودیوں سے اس قریہ کی خبر پوچھیں جو دریا کے قریب تھے جبکہ انہوں نے اللہ کے حکم سے تجاوز کیا جو انہوں نے ہفتہ کے دن کی تعظیم میں کیا تھا کہ اس روز دنیاوی کاموں میں مشغول نہ ہوں اور اس روز مچھلی کا شکار نہ کریں اور اللہ کی عبادت میں مصروف رہیں لیکن انہوں نے اللہ کی حد سے تجاوز کیا اور ہفتہ کے روز اللہ کی عبادت میں مصروف ہونے کے بجائے مچھلی کا شکار کرنا شروع کر دیا حالانکہ اس سے ان کو منع کیا گیا تھا۔ امام نے تعدی کی تفسیر تجاوز سے کی ہے کیونکہ جب کوئی معین امور سے تجاوز کرے اس کو متعدی کہا جاتا ہے ،،

قولہ شُرَّعًا ،، اس سے اس آیت کریمہ : إِذْ تَأْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا ،، کی طرف اشارہ کیا اور کہا شُرَّعًا شَوَارِع کی جمع ہے جبکہ شوارع شارع کی جمع ہے اور شارع کے معنی ہیں پانی پر ظاہر ہونے والا۔

قولہ بَئِیْس ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَأَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ بَئِيْسٍ کی شدید سے تفسیر کی۔ یعنی ہم نے ظالموں کو سخت عذاب میں گرفتار کر دیا۔

قولہ اَخْلَدَ اِلَی الْاَرْضِ ،، اس سے اس آیت کریمہ : وَلٰكِنَّهٗ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ ،،

جِنَّةٍ مِنْ جُنُونٍ فَمَرَّتْ بِهٖ اِسْتَمَرَّ بِهَا الْحَمْلُ فَاَتَمَّتْهُ يَنْزَغَنَّكَ يَسْتَخِفَّنَّكَ

کی طرف اشارہ کیا پھر اَخْلَدَ کی اَقْعَدَ اور تَقَاعَسَ سے تفسیر کی یعنی زمین پر بیٹھا رہا اور سست ہو گیا یہ دُنیا کی طرف شدتِ میلان سے کنایہ ہے یعنی وہ پختہ دنیا دار بن گیا اور دُنیاوی زندگی کی زینت کی طرف مائل ہو گیا اور اس کے لذات اور فانی نعمتوں میں پھنس کر رہ گیا اور عاقبت کو تباہ و برباد کر لیا۔

قولہ لَکِنَّہٗ ،، میں ضمیر کا مرجع بَلْعَام بن بَاعُوْرَاء ہے جو علماءِ بنی اسرائیل میں سے تھا اور مُسْتَجَابُ الدعاء تھا، لیکن وہ نفسانی خواہش کے پیچھے لگ گیا اور ایمان کو ضائع کر دیا اور شیطان کا پیروکار بن گیا۔ بعض علماء نے کہا اس سے مراد اُمَیَّہ بن ابی الصلت ہے جس نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا اور زبانی ایمان بھی لایا، لیکن اس کی دوستی مشرکوں سے رہی۔ بعض احادیث میں ہے کہ وہ دل سے ایمان نہیں لایا تھا صرف زبانی زبانی مسلمان تھا وہ شاعر فصیح تھا۔ اشعار ربانیہ جو معارف اور حکمت پر مشتمل تھے کہا کرتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کا سینہ اسلام کے لئے نہ کھولا (عینی، تیسیر القاری)

قولہ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ ،، اس سے اس آیت کریمہ ، وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا اور سَنَسْتَدْرِجُهُمْ ،، کی ،، نَاْتِيْهِمْ مِنْ مَاْمَنِهِمْ ،، سے تفسیر کی۔ یعنی جنہوں نے ہماری آیتیں جھٹلائیں جلد ہم انہیں آہستہ آہستہ عذاب کی طرف لے جائیں گے جہاں سے انہیں خبر نہ ہوگی ،، استدراج دراصل آہستہ آہستہ نزدیک کرنا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ،، ان کے پاس اللہ کا عذاب آیا جہاں سے اُن کو گمان تک نہ تھا۔ اس میں تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اچانک پکڑ لیا جیسے دوسری آیت کریمہ میں ہے۔ جب وہ دی ہوئی چیز پر خوش ہوئے تو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا۔ قولہ مِنْ جِنَّةٍ ،، اس سے اس آیت کریمہ اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ کی طرف اشارہ کیا یعنی کیا وہ سوچتے نہیں کہ اُن کے صاحب یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جنون نہیں۔ کافر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنون اور شاعر کہتے تھے۔

قولہ فَمَرَّتْ بِهٖ ، اس میں اس آیت کریمہ ، فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ،، کی طرف اشارہ کیا اور فَمَرَّتْ بِهٖ کی فَاسْتَمَرَّ بِهَا الْحَمْلُ فَاَتَمَّتْهُ سے تفسیر کی۔ پھر جب اس پر چھایا اسے ایک ہلکا سا پیٹ رہ گیا تو اُسے لئے پھرا۔ ضمیر کا مرجع نفس ہے۔ اور مراد حوّا علیہا السلام ہے۔ یعنی حوا علیہا السلام کو حمل مستقر ہوا تو انہوں نے اس کو پورا کیا۔ قولہ فَمَرَّتْ ، اس میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں۔ میمون بن مہران نے کہا حمل کو ہلکا سا محسوس کیا، قتادہ نے کہا حمل ظاہر ہوا۔ عوفی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ حوا علیہا السلام کو حمل مستقر ہوا تو انہوں نے شک کیا کہ وہ حاملہ ہیں یا نہیں۔ قولہ يَنْزَغَنَّكَ ، اس سے اس آیت کریمہ ، وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ ،،

طَيْفٌ مُلِمٌّ بِهٖ لَمَمٌ وَيُقَالُ طَائِفٌ وَهُوَ وَاحِدٌ يَمُدُّ وُنَهُمْ يُزَيِّنُوْنَ وَخِيْفَةً خَوْفًا وَخُفْيَةً مِنَ الْإِخْفَاءِ وَالْاٰصَالُ وَاحِدُهَا أَصِيْلٌ وَهُوَ مَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ كَقَوْلِهٖ بُكْرَةً وَّأَصِيْلًا

فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ،، کی طرف اشارہ کیا یعنی اے سُننے والے اگر شیطان تجھے کوئی کو نچا دے تو اللہ کی پناہ مانگ" اگرچہ بظاہر یہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب ہے لیکن مراد تمام لوگ ہیں۔

قولہ طَيْفٌ ،، اس سے اس آئت کریمہ : إِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَيْفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ ،، کی طرف اشارہ کیا اور "مُلِمٌّ بِهٖ لَمَمٌ" سے اس کی تفسیر کی لَمم جنون کی قسم ہے۔ چھوٹے چھوٹے گناہوں پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ طَيْفٌ اور طائِفٌ دونوں ہم معنیٰ ہیں۔ بعض نے اس کی غضب سے تفسیر کی ہے اور بعض شیطان کے مَس کرنے سے بیہوشی سے اور بعض نے قصدِ گناہ سے تفسیر کی ہے۔

قولہ يَمُدُّوْنَهُمْ بمعنی يُزَيِّنُوْنَ ہے۔ اس سے اس آئت کریمہ : وَإِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ کی طرف اشارہ کیا اور "يُزَيِّنُوْنَ" سے اس کی تفسیر کی یعنی وہ جو شیطانوں کے بھائی ہیں شیطان انہیں گمراہی پر آراستہ اور مزین کرتے ہیں پھر کمی نہیں کرتے ،،

قولہ خِيْفَةً ،، اس سے اس آئت کریمہ : وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً کی طرف اشارہ کیا اور خیفہ کی خوف سے تفسیر کی یعنی اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی اور ڈرتے ہوئے یاد کر نیز امام نے لفظِ اخفاء سے واضح کیا کہ خیفہ اخفاء سے ماخوذ ہے لیکن یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ مزید فیہ ثلاثی سے مشتق ہوتا ہے اس کا عکس نہیں ہوتا۔ لہٰذا اس کی توجیہ یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ خیفہ اخفاء کے معنی میں ہے۔

قولہ وَالْاٰصَال ،، اس سے اس آئت کریمہ : دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ " کی طرف اشارہ کیا اور کہا آصال کا واحد اَصِیل ہے۔ یہ عصر سے مغرب تک وقت ہے۔ ابو عبیدہ نے یہی کہا ہے۔ ابن فارس نے کہا اَصِیل عشاء کے بعد کا وقت ہے۔ اس کی جمع اُصُل اور اُصُل کی جمع آصال ہے لہٰذا آصال جمع کی جمع ہے۔

قولہ : بُكْرَةً وَّأَصِيْلًا ،، اس سے یہ اشارہ کیا کہ اصیل آصال کا واحد ہے (عینی)

بَابُ قَوْلِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ ۴۳۲۳ ـ حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِاللهِ قَالَ قُلْتُ اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ عَبْدِاللهِ قَالَ نَعَمْ وَرَفَعَهٗ قَالَ لَا اَحَدَ اَغْیَرُ مِنَ اللهِ فَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا اَحَدَ اَحَبُّ اِلَیْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللهِ فَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهٗ

باب ـ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "تم فرماؤ میرے رب نے تو بے حیائیاں حرام فرمائی ہیں جو اُن میں کھلی ہیں اور جو چھپی اور گُناہ اور ناحق زیادتی"

تفسیر : قتادہ نے کہا فواحش سے مراد عام بے حیائیاں ہیں وہ کھلی ہوں یا چھپی ہوں" ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا لوگ جاہلیت کے زمانہ میں خفیۃً زناء میں کچھ حرج نہ سمجھتے تھے اور علانیہ زناء کو بُرا جانتے تھے۔ اللہ تعالیٰ علانیہ اور خفیہ زناء کو حرام کیا۔ مجاہد نے کہا علانیہ بے حیائی ماں سے نکاح ہے اور خفیہ زناء ہے۔ اسی طرح سعید بن جُبیرؓ نے کہا ہے۔

۴۳۲۳ ـ ترجمہ : عمرو بن مرہ نے کہا میں نے ابو وائل سے کہا آپ نے یہ حدیث عبداللہ ابن مسعود سے سُنی ہے ؟ کہا ہاں میں نے سُنی ہے۔ اور اس کو جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع کی۔ فرمایا کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے بڑا غیور نہیں اسی لئے اُس نے کُھلی اور چھپی ہُوئی بے حیائی کو حرام کیا ہے اور کوئی شخص نہیں جس کو مدح اللہ سے زیادہ محبوب ہو۔ اسی لئے اُس نے اپنی مدح فرمائی ہے۔

۴۳۲۳ ـ شرح : اغیر اسم تفضیل غیرت بمعنی الفت اور حمیت ہے۔ نحاس نے کہا غیرت یہ ہے کہ اپنی بیوی اور دیگر محارم کی حفاظت کرے اور کسی

بَابُ قَوْلِهٖ وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرَانِيْ وَلٰكِنِ انْظُرْ اِلَى الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرَانِيْ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحَانَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَرِنِيْ اَعْطِنِيْ

اجنبی کو اُن کے پاس نہ آنے دے اور نہ ہی یہ برداشت کرے کہ کوئی اجنبی شخص ان کو دیکھے۔ غیور دیوث کی ضد ہے۔ اللہ تعالیٰ کی غیرت یہ ہے کہ مومن کو ان اشیاء سے منع کرتا ہے جو اُس نے حرام کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بیحیائیوں کو حرام کیا ہے اور ان کے ارتکاب پر زجر کی ہے۔ اس کی سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیرت سے تعبیر کی۔ اور فرمایا اللہ کی غیرت یہ ہے کہ اس نے فواحش کو حرام کیا ہے۔

قولہ احب یہ اسم تفضیل بمعنی محبوب ہے اس کو مرفوع اور منصوب پڑھنا صحیح ہے۔ اور مدح مرفوع احب کا فاعل ہے۔ یہ مَا رَأَیْتُ رَجُلًا اَحْسَنَ فِیْ عَیْنِہِ الْکُحْلُ مِنْ عَیْنِ زَیْدٍ "کے قبیلہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کو مدح محبوب ہے۔ اسی لئے اس نے اپنی ذات کی خود مدح کی ہے۔ کوئی دُوسرا اس کی مدح کا حق ادا نہیں کر سکتا ہے اس لئے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ کَمَا اَنْتَ اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ " یعنی اے پروردگار عالم میں تیری ستائش کا حق ادا نہیں کر سکتا جیسے تو خود اپنی تعریف کی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جب موسیٰ "علیہ السلام" ہمارے وعدہ پر حاضر ہُوا"

اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا عرض کی اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں۔ فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا۔ ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب تُو مجھے دیکھ لے گا پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ گرا بیہوش پھر جب ہوش ہُوا بولا پاکی ہے تجھے میں تیری طرف رجوع لایا۔ اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

تفسیر : کَلَّمَہٗ ، رَبُّہٗ ،، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طُور پر تھے آپ نے اپنے رب سے کلام کیا اور اقلام کی آواز سُنی جب اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے قریب کیا اور اُن سے مناجات کی تو موسیٰ علیہ السلام میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کا شوق پیدا ہُوا۔ اور عرض کیا اے اللہ میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں مجھے اپنی زیارت سے مشرف فرمایا تو رب ذوالجلال کی طرف سے صدا آئی بشر میں یہ طاقت نہیں کہ دُنیا میں مجھے دیکھ سکے جو دُنیا میں مجھے دیکھے وہ زندہ نہیں رہ سکتا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے پروردگار میں نے تیرا کلام سُنا ہے۔ مجھے زیارت کا شوق پیدا ہُوا ہے میں ضرور زیارت کروں گا تجھے دیکھ کر مرجانا زندہ رہنے سے مجھے زیادہ محبوب ہے جبکہ تجھے نہ دیکھا ہو ،، ارشاد باری تعالیٰ ہُوا ، ذرا پہاڑ کو دیکھو اگر وہ اپنی جگہ ثابت رہا تو مجھے دیکھ سکو گے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب اللہ کا نور چمکا کعب الاحبار اور عبداللہ بن سلام نے کہا اللہ تعالیٰ کی عظمت سے درزی کی سُوئی کے سوراخ کی مثل تجلّی ظاہر ہُوئی۔ سُدّی نے چھنگلی انگلی کی مقدار ذکر کیا ہے جبکہ امام احمد نے مسند میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ پہاڑ پر چھنگلی کے پورے کے برابر نُور چمکا۔ ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح غریب کہا ہے۔ سہل بن سعد نے کہا اللہ تعالیٰ نے ستر ہزار حجابات سے درہم کی مقدار نُور ظاہر فرمایا اور پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا۔ ابن عباس نے کہا پہاڑ مٹی بن گیا۔ سفیان ثوری نے کہا زمین میں دھنس گیا حتیٰ کہ سمندر میں جا پڑا اور اب تک جا رہا ہے۔ ابوبکر ہذلی نے کہا پہاڑ زمین کے نیچے چلا گیا وہ قیامت تک ظاہر نہ ہوگا۔ عطیہ عوفی نے کہا پہاڑ باریک ریت ہوگیا ،، پہاڑ کا یہ حال دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہوگئے اور غشی سے گر گئے ،،

یہ عرفہ کے روز جمعرات کا واقعہ ہے۔ اور نحر کے دن جمعہ کو موسیٰ علیہ السلام کو تورات دی گئی۔ تلویح میں ہے موسیٰ علیہ السلام کا صعق یعنی بیہوشی ان کی موت تھی۔ قرآن کریم میں ہے فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ یعنی انہیں موت نے آلیا۔ امام رازی نے کہا صعقہ کا معنی موت اگرچہ درست ہے لیکن یہ صعقہ غشی تھی موت نہ تھی ،، محمد بن جعفر نے کہا جب تجلّی ہُوئی تو موسیٰ علیہ السلام پہاڑ کو دیکھنے میں مصروف ہوگئے تھے اگر ایسا نہ ہوتا تو فوت ہو جاتے پھر نہ اُٹھتے ،، جب انہیں افاقہ ہُوا تو اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کی اور کہا آئندہ کے لئے میں ایسے سوال سے توبہ کرتا ہوں اور اللہ کی اجازت کے بغیر کبھی کوئی مسئلہ نہیں اُٹھاؤں گا۔ مومنوں کا یہی حال ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت قدرت پر آیات کے ظہور کے وقت وہ تسبیح کرتے ہیں اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی پاکی بیان کرنے کے بعد کہا میں پہلا مومن ہوں۔ ابن عباس نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ میں پہلا شخص ہوں جس کا یہ ایمان ہے کہ تجھے دُنیا میں کوئی نہیں دیکھتا ،،

دُنیا میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ممکن ہے؟

قرآن کریم کی اس آیت کریمہ "لَن تَرَانِي" "تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا" سے معتزلہ نے استدلال کیا کہ دُنیا اور آخرت میں اللہ کو کوئی نہیں دیکھ سکتا، لیکن احادیث کا تواتر یہ ظاہر کرتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخرت میں مومن اللہ کو دیکھیں گے۔ اب ہم دُنیا میں امکانِ رؤیتِ باری تعالیٰ میں کلام کرتے ہیں۔ اس مسئلہ کی تقریر یہ ہے کہ حاسۂ بصر کے ساتھ دُنیا میں اللہ کو دیکھنا ممکن ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی رؤیت کا سوال عرض کیا، چنانچہ اُنھوں نے فرمایا: "رَبِّ أَرِنِي أَنظُرْ إِلَيْكَ" اگر اللہ کو دیکھنا ممکن نہ ہو تو رُؤیت کی طلب جہالت یا سفہ و عبث ہوگی کیونکہ اگر موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی رؤیت کے استحالہ کا علم نہ تھا تو اس کو طلب کرنا جہالت ہے۔ اور اگر اس کے استحالہ کو وہ جانتے تھے اس کے باوجود اُنھوں نے رؤیت طلب کی تو یہ سفہ اور عبث ہے۔ اور انبیاء کرام علیہم السلام جہل اور سفہ و عبث سے پاک ہیں۔"

۲ دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رؤیت کو استقرارِ جبل سے معلق کیا ہے اور پہاڑ کا استقرار فی نفسہٖ ممکن ہے کیونکہ اس سے محال لازم نہیں آتا کیونکہ یہ امر ضروری ہے کہ ہر جسم کا ساکن ہونا ممکن ہے اور جو شیٔ ممکن کے ساتھ معلق ہو وہ ممکن ہوتی ہے اور محال کسی ممکن تقدیر پر ثابت نہیں ہوتا۔ معلوم ہُوا کہ اللہ کی رؤیت محال نہیں۔ علاوہ ازیں کتاب و سُنت سے بھی امکانِ رؤیت ثابت ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۙ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ" یعنی قیامت میں لوگ اللہ تعالیٰ کو دیکھیں گے اور وہ اُن سے محجوب نہ ہوگا۔ نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "لِّلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ" صحیح مسلم میں صُہیب سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حُسنیٰ کی جنت سے اور زیادہ کی اللہ کو دیکھنے کے ساتھ تفسیر کی ہے۔ صحیح بخاری اور مسلم میں متواتر حدیث ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ الْقَمَرَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ" یعنی تم اپنے ربّ کو ایسے دیکھو گے جیسے چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہو۔

ملا علی قاری نے کہا اثباتِ رؤیت پر بکثرت احادیث متواتر المعنی دلالت کرتی ہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسُولَ اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہم اپنے رب کو قیامت میں دیکھیں گے؟ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا دوپہر کے سُورج کو دیکھنے میں تمہیں کچھ شک رہتا ہے جبکہ بادل نہ ہو لوگوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تمہیں بدر کی رات چاند دیکھنے میں کوئی شک رہتا ہے۔ جبکہ بادل نہ ہو لوگوں نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے تمہیں اپنے ربّ کو دیکھنے میں کوئی شک و شبہ نہ ہوگا! اللہ تعالیٰ کی رؤیت پر اجماع قائم ہے۔ وہ یہ کہ جمہور علماء کا

آخرت میں اللہ کی رؤیت کے وقوع پر اتفاق ہے اور قرآنی آیات جو رؤیت کے بارے میں وارد ہیں ظاہر پر محمول ہیں۔ پس کتاب وسنت اور اجماع اللہ کی رؤیت کے وقوع پر دلالت کرتے ہیں۔ لہٰذا دنیا میں اللہ کی رؤیت اگرچہ سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کے لئے واقع نہیں، لیکن اس کا امکان ضرور ہے، چنانچہ قرآن کریم میں ہے: "لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ"، اس آیت کریمہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی مدح فرمائی ہے کیونکہ اگر اللہ کی رؤیت ممتنع ہو تو اس کی نفی سے مدح نہیں ہو سکتی جیسے معدوم کی اس کی عدم رؤیت سے مدح نہیں کی جاتی کیونکہ معدوم کی رؤیت ممتنع ہے اور شئی کی مدح یوں ہوتی ہے کہ اس کی رؤیت ممکن ہو اور دیکھی نہ جائے کیونکہ اس کا مانع موجود ہے۔ جیسے امیر کا خادموں نے احاطہ کیا ہو تو اس کی طرف پہنچنا مشکل ہوتا ہے اور خادم اس کی طرف پہنچنے سے مانع ہوتے ہیں۔ پس اس آیت کریمہ کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مرئی ہونے کے باوجود ابصار اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں کیونکہ وہ جوانب سے پاک ہے اس کا احاطہ ممکن نہیں۔ الحاصل اللہ تعالیٰ کی یہ مدح ہے کہ اس کی رؤیت ایسی نہیں جیسی اجسام کی رؤیت اُن کا احاطہ کرنے سے ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ حدودِ اجسام سے پاک ہے۔ چونکہ اللہ کی رؤیت دُنیا میں ممکن ہے۔ اسی لئے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات اپنے رب کو دیکھا تھا یا نہیں۔ اللہ کی رؤیت کے وقوع میں اختلاف امکانِ رؤیت کی دلیل ہے۔ کیونکہ اگر رؤیت محال ہوتی تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کے عدمِ وقوع پر متفق ہوتے۔

سیدعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟

اگرچہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے لیکن صحیح امر یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حاسۂ بصر کے ساتھ اپنے رب کو شب اسریٰ میں دیکھا ہے۔ اسی طرح حضرت ابن عباس اور کثیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا وہ قرآن کریم کی اس آیت کریمہ "لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ" سے استدلال کرتی ہیں اس کا اُوپر جواب ہو چکا ہے۔ نیز ام المؤمنین کا ان آیات سے استدلال کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس مسئلہ میں ان کے پاس کوئی مرفوع حدیث نہیں ورنہ وہ استدلال میں حدیث ذکر کرتیں۔ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ بشر سے بذریعہ وحی یا پس پردہ کلام کرتا ہے لیکن یہ عدم رؤیت کی دلیل نہیں۔ عدمِ کلام کی دلیل ہے کہ وہ بالمشافہ

۴۳۲۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيٰنُ عَنْ عَمْرِو ابْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ لُطِمَ وَجْهُهُ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِكَ مِنَ الْاَنْصَارِ لَطَمَ فِي وَجْهِي قَالَ اُدْعُوهُ فَدَعَوْهُ قَالَ لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنِّي مَرَرْتُ بِالْيَهُودِيِّ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوسٰى عَلَى الْبَشَرِ

کلام نہیں کرتا ہوسکتا ہے کہ رؤیت کے وقت کلام نہ ہو کیونکہ رؤیت اور کلام میں ملازمہ نہیں (نووی) البتہ نیند کی حالت میں اللہ کو دیکھا جا سکتا ہے۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اللہ کو سو بار دیکھا ہے۔ محمد بن سیرین جو تابعی اور امام المعبرین ہیں نے کہا جس نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا افضل عبادت کیا ہے۔ اللہ نے فرمایا تلاوت قرآن افضل عبادت ہے۔ حمزہ قاری سے روایت ہے کہ انہوں نے خواب میں اللہ تعالیٰ کو اوّل سے آخر تک قرآن سُنایا۔ چونکہ خواب میں اللہ کی رؤیت قلبی مشاہدہ ہے۔ رؤیت عینی نہیں اس لئے ان حضرات کا خواب میں اللہ کو دیکھنا محال نہیں ہے۔ کیونکہ خواب میں اللہ کو دیکھنا خیالی صورت ہے محسوس صورت نہیں اس میں علم دودھ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے حالانکہ علم کی صورت نہیں ہے اور صُورت میں تجلی نہ تو اس میں حلول کرتی ہے اور نہ ہی متجلی کے تشکل کو مستلزم ہے بلکہ امام شعرانی نے کہا کہ رؤیت اخرویہ صرف صورت کے حجاب میں ہوگی واللہ و رسولہ اعلم!

۴۳۲۴ — ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا ایک یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جبکہ اس کے چہرے پر طمانچہ مارا گیا اور کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے انصار اصحاب میں سے ایک انصاری مرد نے میرے منہ پر طمانچہ مارا ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو بلاؤ لوگوں نے اس کو بلایا تو آپ نے اسے فرمایا تو نے اس کے چہرہ پر طمانچہ کیوں مارا ہے اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس یہودی کے پاس سے گزرا اور اس کو یہ کہتے ہوئے سُنا اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام انسانوں پر فضیلت دی ہے۔ میں نے کہا کیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی؟ اُس نے کہا محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" پر بھی موسیٰ کو فضیلت دی۔ مجھے غصہ آیا تو

فَقُلْتُ وَعَلٰى مُحَمَّدٍ فَاَخَذَتْنِىْ غَضْبَةٌ فَلَطَمْتُهٗ قَالَ لَا تُخَيِّرُوْنِىْ مِنْ بَيْنِ الْاَنْبِيَآءِ فَاِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ قَالَ فَاِذَا اَنَا بِمُوْسٰى اٰخِذٌ بِقَآئِمَةٍ مِنْ قَوَآئِمِ الْعَرْشِ فَلَآ اَدْرِىْ اَفَاقَ قَبْلِىْ اَمْ جُزِىَ بِصَعْقَةِ الطُّوْرِ

بَابُ قَوْلِهٖ اَلْمَنَّ وَالسَّلْوٰى

۴۳۲۵ — حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْكَمْاَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَآؤُهَا شِفَآءٌ لِّلْعَيْنِ

میں نے اس کو طمانچہ مار دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبیوں پر مجھے فضیلت نہ دو، کیونکہ قیامت کے روز سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے۔ میں سب سے پہلے ہوش میں آؤں گا تو اچانک میں موسٰی علیہ السلام کو دیکھوں گا کہ وہ عرش کے پایوں میں سے ایک پایہ پکڑے ہوں گے میں نہیں جانتا وہ مجھ سے پہلے ہوش میں آئے یا اُن کو طور پہ بیہوشی کی جزاء دی گئی۔

۴۳۲۴ — شرح : یعنی سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ایسی فضیلت نہ دو جس سے دوسرے نبیوں کی شان میں نقص آئے یا اس سے جھگڑا پیدا ہو جائے۔ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطورِ تواضع فرمایا؛ ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم درحقیقت تمام نبیوں اور رسولوں سے افضل ہیں؛ چنانچہ آپ نے خود فرمایا؟ آدم اور دُوسرے نبی میرے جھنڈے تلے ہوں گے،، اور فرمایا آج اگر موسٰی زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ تھا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دُنیا میں کوہِ طور پر موسٰی علیہ السلام بیہوش ہو چکے تھے۔ لہٰذا اُن کے لئے وہی صعقہ کافی تھا۔

(حدیث ۲۲۵۱ کی شرح دیکھیں)

باب — مَنّ اور سلوٰی

۴۳۲۵ — ترجمہ : سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بَابُ قَوْلِهٖ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا اَلَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ الى

کہ کھنبی من کی قسم ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لئے شفا ہے۔

شرح ۴۳۲۵ — اس حدیث میں "سلویٰ" کا ذکر نہیں۔ باب میں قرآن کے الفاظ کی رعایت کرتے ہوئے ذکر کیا چنانچہ قرآن کریم میں ہے "وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى" بظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کھنبی کا پانی صرف آنکھ کے لئے شفا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا صحیح تر اور درست یہی ہے کہ کھنبی کا پانی مطلقاً آنکھ کے لئے شفا ہے۔ اس کو نچوڑ کر آنکھ میں ڈالا جائے تو آنکھ کی ہر بیماری سے شفا ہو جاتی ہے۔ بعض نے کہا اس کا پانی دوا کے ساتھ ملا کر آنکھ کا علاج کیا جائے۔ بعض علماء نے کہا اگر آنکھ برودت یا حرارت کے باعث بیمار ہو تو صرف کھنبی کا پانی اس کی شفا کے لئے کافی ہے۔ اگر کسی اور سبب سے ہو تو اور دواء کے ساتھ ملا کر آنکھ میں ڈالا جائے۔ علامہ کرمانی نے ذکر کیا اس کا پانی سرمہ میں حل کیا جائے تو یہ سرمہ آنکھ کے لئے مفید ہے۔ صرف پانی آنکھ میں نہ ڈالا جائے یہ آنکھ کو نقصان دیتا ہے۔ امام نووی نے کہا اس کو من سے تشبیہ دی جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا۔ کیونکہ یہ انہیں مشقت کے بغیر حاصل ہوتا تھا۔ بعض نے کہا یہ حقیقۃً من ہے جو بنی اسرائیل پر نازل ہوا تھا۔ امام نووی نے کہا اس کا پانی مطلقاً آنکھ کو شفا دیتا ہے۔ ہم نے اپنے زمانہ میں ایک نابینا کو دیکھا جس کی بصارت ختم ہو چکی تھی۔ اس نے صرف اس کا پانی آنکھ میں ڈالا تو اس کی بصارت واپس آگئی اور وہ شیخ صالح محدث بن عبد اللہ الدمشقی ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد تم فرماؤ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں کہ آسمانوں اور زمینوں کی بادشاہی اسی کو ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں

۴۳۲۶ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَیْمٰنُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَمُوْسٰی بْنُ هٰرُوْنَ قَالَا حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زَبْرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ بُسْرُ بْنُ عُبَیْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ اِدْرِیْسَ الْخَوْلَانِیُّ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الدَّرْدَاءِ یَقُوْلُ کَانَتْ بَیْنَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ مُحَاوَرَةٌ فَاَغْضَبَ اَبُوْبَکْرٍ عُمَرَ فَانْصَرَفَ عُمَرُ عَنْهُ مُغْضَبًا فَاتَّبَعَهٗ اَبُوْبَکْرٍ یَسْئَلُهٗ اَنْ یَّسْتَغْفِرَ لَهٗ فَلَمْ یَفْعَلْ حَتّٰی اَغْلَقَ بَابَهٗ فِیْ وَجْهِهٖ فَاَقْبَلَ اَبُوْبَکْرٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوالدَّرْدَاءِ وَنَحْنُ عِنْدَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا صَاحِبُکُمْ هٰذَا فَقَدْ غَامَرَ قَالَ

وہ زندہ کرتا اور مارتا ہے تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول بے پڑھے غیب بتانے والے پر کہ اللہ اور اس کی باتوں پر ایمان لاتے ہیں اور اُن کی غلامی کرو کہ تم راہ پاؤ!"

تفسیر : یہ خطاب سب لوگوں کے لئے ہے۔ کالے ہوں یا گورے عربی ہوں یا عجمی کسی کی تخصیص نہیں۔ آپ سب کے رسُول ہیں۔

۴۳۲۶ — ترجمہ : ابوسعید خولانی نے کہا میں نے ابودرداء کو یہ کہتے ہُوئے سُنا کہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کے درمیان جھگڑا ہُوا تو ابوبکر صدیق نے عمر فاروق پر غصہ کیا تو عمر فاروق غضبناک ہوکر چلے گئے ابوبکر صدیق اُن کے پیچھے گئے اُن سے سوال کرتے تھے کہ انہیں معاف کر دے عمر فاروق نے معاف نہ کیا اور ابوبکر کے سامنے اپنا دروازہ بند کر لیا ابوبکر صدیق جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل دیئے ابودرداء نے کہا ہم سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بیٹھے ہُوئے تھے۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا یہ صاحب جھگڑا کر کے آ رہا ہے۔ ابودرداء نے کہا پھر عمر فاروق اپنے کئے پہ نادم ہُوئے اور آئے اور سلام کہا اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس

وَنَدِمَ عُمَرُ عَلٰی مَا کَانَ مِنْهُ فَاَقْبَلَ حَتّٰی سَلَّمَ وَجَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَصَّ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْخَبَرَ قَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ وَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَجَعَلَ اَبُوْبَکْرٍ یَقُوْلُ وَاللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَاَنَا کُنْتُ اَظْلَمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ اَنْتُمْ تَارِکُوْلِیْ صَاحِبِیْ هَلْ اَنْتُمْ تَارِکُوْلِیْ صَاحِبِیْ اِنِّیْ قُلْتُ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا فَقُلْتُمْ کَذَبْتَ وَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ صَدَقْتَ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ غَامَرَ سَابَقَ بِالْخَیْرِ

بیٹھ گئے ۔ اور جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے واقعہ بیان کیا ابو درداء نے کہا جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق پر سخت غصّہ کیا ۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سجدا! میں نے ہی زیادتی کی ہے ۔ جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم میرے دوست کو چھوڑتے ہو میں نے کہا اے لوگو میں تم سب کی طرف رسُول مبعوث ہوں تو تم نے کہا تم نے جھُوٹ کہا ہے اور ابوبکر نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہے ۔ بخاری نے کہا غامر بمعنی سبق بالخیر جو خیر اور نیکی میں سبقت لے جائے "

۴۳۲۶ — **شرح** : قولہ غامر آہ یہ باب مفاعلہ سے صیغۂ ماضی ہے یعنی خیر میں سبقت لے گیا ۔ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ حال دیکھنے سے دریافت فرمالیا کہ انھوں نے استغفار میں پہل کی ہے اور عمر فاروق پر سبقت لے گئے ہیں یا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ کسی امر میں واقع ہوئے ہیں یا کسی سے جھگڑا کیا ہے ۔ حدیث ۳۴۲۷ کی شرح دیکھیں

اسماء رجال : عبداللہ بن حماد آملی بخاری کے شاگرد ہیں ۔ امام نے اُن سے بھی روایت کی ہے ۔ وہ محرم کو بُدھ کے روز دوسو تہتر ہجری میں فوت ہوئے ۔

ع۲ سلیمان بن عبدالرحمٰن بن بنت شرحبیل دمشقی ہیں دوسو تیس ہجری میں فوت ہوئے ۔

ع۳ موسیٰ بن ہارون قیسی دوسو چوبیس ہجری میں فوت ہوئے ع۴ ولید بن مسلم دمشقی ہیں ان کی کنیت ابوالعباس ہے ۔ اُنھوں نے ۱۹۵ ہجری میں وفات پائی ع۵ عبداللہ بن علاء بن زبر ربعی ع۶ بسر بن عبیداللہ حضرمی ع۷ ابوادریس عائذ اللہ خولانی ع۸ ابودرداء عویمر انصاری یہ پانچوں شامی ہیں ۔

بَابُ قَوْلِهٖ وَخَرَّ مُوسٰى صَعِقًا فِيْهِ اَبُوْ سَعِيْدٍ وَاَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ قَوْلِهٖ حِطَّةٌ وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ

۴۳۲۷ــ حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيْلَ لِبَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ فَبَدَّلُوْا فَدَخَلُوْا يَزْحَفُوْنَ عَلٰٓى اَسْتَاهِهِمْ وَقَالُوْا حَبَّةٌ فِيْ شَعْرَةٍ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور موسیٰ بیہوش گر پڑے

اس میں ابوسعید اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کہو معافی

۴۳۲۷ ترجمہ : ہمام بن منبہ سے روایت ہے اُنھوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل سے کہا گیا تم بیت المقدس میں سربسجود داخل ہو اور کہو ہمیں معاف کر دے ہم تمہارے گناہ معاف کر دیں گے۔ اُنھوں نے اُس کو بدل دیا اور اپنے سرینوں پر گھسٹتے ہوئے چلے اور کہا اناج کا دانہ۔

(حدیث ۲۱۶۹ کی شرح دیکھیں)

بَابُ قَوْلِهٖ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ اَلْعُرْفُ الْمَعْرُوْفُ

۴۳۲۸۔ حَدَّثَنَا اَبُوالْيَمَانِ قَالَ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ عُيَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ حُذَيْفَةَ فَنَزَلَ عَلٰى ابْنِ اَخِيْهِ الْحُرِّ ابْنِ قَيْسٍ وَكَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِيْنَ يُدْنِيْهِمْ عُمَرُ وَكَانَ الْقُرَّآءُ اَصْحَابَ مَجَالِسِ عُمَرَ وَمُشَاوَرَتِهٖ كُهُوْلًا كَانُوْا اَوْ شُبَّانًا فَقَالَ عُيَيْنَةُ لِابْنِ اَخِيْهِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! عفو اختیار کریں، اچھی باتوں کا حکم دیں اور جاہلوں سے روگردانی کریں

عرف کے معنی معروف ہیں یعنی اچھا کام "

تفسیر: اللہ تعالیٰ نے اس آئت کریمہ میں اپنے حبیب کریم علیہ التحیہ والتسلیم کو تین حکم دیئے ایک عفو دوسرے امر بالمعروف تیسرے جاہلوں سے اعراض"

طبری نے مجاہد سے روائت کی کہ لوگوں کے اخلاق و اعمال کی جستجو اور تفتیش نہ کریں انہیں معاف کر دیا کریں۔ ابن زبیر نے کہا اللہ تعالیٰ نے یہ آئت کریمہ لوگوں کے اخلاق میں نازل فرمائی" ابن عباس، ضحاک اور سدی نے کہا کہ لوگوں کے اموال سے جو زائد ہو وہ لیں ابن جریر نے کہا یہ حکم نزول زکوٰۃ سے قبل تھا، ابن جوزی نے کہا یہ زکوٰۃ سے پہلے صدقہ لیا جاتا تھا پھر منسوخ ہوگیا" یہ بھی معنی بیان کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکوں کی اذیت معاف کر دینے اور اُن پر سختی نہ کرنے کا حکم دیا یہ حکم جہاد کی فرضیت سے قبل تھا پھر منسوخ ہوگیا۔ قولہ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ عرف کے معنی ہیں۔ اچھا کام۔ ہر اچھی خصلت کو عرف و معروف کہا جاتا ہے۔ قولہ اَعْرِضْ آہ یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھیوں سے درگزر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی زیادتیاں برداشت کرنے کا حکم دیا۔ ابن زید نے کہا یہ آئت اس آئت کریمہ: فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ" سے منسوخ ہے۔

يَا ابْنَ أَخِي لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْأَمِيرِ فَاسْتَأْذِنْ لِي عَلَيْهِ قَالَ سَأَسْتَأْذِنُ لَكَ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاسْتَأْذَنَ الْحُرُّ لِعُيَيْنَةَ فَأَذِنَ لَهُ عُمَرُ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ قَالَ هِيْ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ فَوَاللّٰهِ مَا تُعْطِينَا الْجَزْلَ وَلَا تَحْكُمُ بَيْنَنَا بِالْعَدْلِ فَغَضِبَ عُمَرُ حَتّٰى هَمَّ أَنْ يُوقِعَ بِهِ فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِنَبِيِّهِ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ وَإِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِينَ وَاللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِينَ تَلَاهَا عَلَيْهِ وَكَانَ وَقَّافًا عِنْدَ كِتَابِ اللّٰهِ

۴۳۲۸ — ترجمہ: عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا عُیینہ بن حصن بن حُذیفہ آئے اور اپنے بھائی کے بیٹے حُر بن قیس کے پاس ٹھہرے حر بن قیس اُن حضرات میں سے ہیں جن کو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنا مقرب بنا رکھا تھا۔ قرآن کریم کے قاری اور عالم ہی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مقربین اور مُشیر تھے وہ بوڑھے ہوں یا نوجوان ہوں عُیینہ نے اپنے بھائی کے بیٹے سے کہا اے میرے بھتیجے تیری اِس امیر کے نزدیک قدر و منزلت ہے مجھے اُن سے ملاقات کی اجازت لے دو۔ حُر بن قیس نے کہا میں عنقریب تمہارے لئے اجازت حاصل کر لوں گا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حُر نے عُیینہ کے لئے اجازت طلب کی تو عمر فاروق نے اسے اجازت دے دی جب وہ عمر فاروق کے پاس گئے تو کہا اے ابن خطاب واقعہ یہ ہے کہ بخدا! آپ ہمیں زیادہ عطیہ نہیں دیتے اور ہمارے درمیان عدل و انصاف سے فیصلہ نہیں کرتے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غصّہ سے بھر گئے حتیٰ کہ اس کو مارنے کا ارادہ کر لیا تو حُر نے کہا یا امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا "خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ" اور یہ جاہل لوگوں میں سے ہے۔ بخدا جب حُر نے اُن کے پاس یہ تلاوت کی تو اُنھوں نے اس آیت سے کچھ تجاوز نہ کیا جبکہ اُن کی یہ عادت تھی کہ وہ جب اللہ کی کتاب سنتے تو ٹھہر جاتے تھے (اس کے حکم سے تجاوز نہ کرتے تھے اسی لئے آیت سن کر خاموش ہو گئے اور عُیینہ کو کچھ نہ کہا)

۴۳۲۸ — شرح: کُھُول "کہل کی جمع ہے جس سے جوانی گزر جائے۔ ابن فارس نے کہا ۳۳ برس کی عمر کا کہل ہوتا ہے۔ شُبّان بضم الشین شاب کی جمع ہے۔

۴۳۲۹ — حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ زُبَيْرٍ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ قَالَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ إِلَّا فِي أَخْلَاقِ النَّاسِ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَرَّادٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ هِشَامٌ أَخْبَرَنِي عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ أَمَرَ اللّٰهُ نَبِيَّهُ أَنْ يَأْخُذَ الْعَفْوَ مِنْ أَخْلَاقِ النَّاسِ أَوْ كَمَا قَالَ

قولہ هِيْ آہ بکسر الہاء وسکون الیاء۔ یہ کلمہ تہدید ہے کسی کو زجر و عتاب کے وقت بولا جاتا ہے کہا جاتا ہے یہ ضمیر غائب مؤنث ہے اور ثمہ محذوف ہے۔ یعنی یہ مصیبت ہے یا قصہ یہ ہے بعض روایات میں ہے کہ ایہ اسماء افعال میں سے ہے۔ جب کسی سے کوئی بات یا کام مطلوب ہو تو کہا جاتا ایہ،، اور بیان کرو۔

۴۳۲۹ — ترجمہ : عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ ،، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ لوگوں کے اخلاق کے بارے نازل فرمائی ہے،،

۴۳۲۹ — شرح : اَخلاق خُلُق کی جمع ہے اور وہ ملکہ ہے جس کے باعث افعال آسانی سے صادر ہوتے ہیں۔ جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ قرآن کریم میں لوگوں کے مکارم اخلاق بیان کرنے میں اس سے زیادہ جامع کوئی آیت نہیں ہے۔ اس کا معنیٰ یہ ہے کہ انسان کا معاملہ اپنی ذات سے ہوگا یا غیر سے ہوگا اور غیر عالم ہوگا یا جاہل ہوگا۔ یہ تمام معاملات اس آیت میں داخل ہیں یا اس لئے کہ اصولِ اخلاق تین ہیں عقلی، شہوی اور غضبی ہر خلق کا کمال امر متوسط ہے۔ خلق عقلی کا متوسط حکمت ہے اس سے امر بالمعروف پیدا ہوتا ہے اور شہوی کا متوسط عفت ہے اُس سے "اخذ عفو،، پیدا ہوتا ہے اور قوت غضبی کا متوسط شجاعت ہے۔ اس سے جاہلوں سے اعراض پیدا ہوتا ہے (کرمانی)

۴۳۲۹ — ترجمہ : عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ لوگوں کے اخلاق سے عفو اپنائیں یا جو بھی فرمایا،، (اس کی شرح اوپر کی حدیث کے تحت گزری ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سُورَةُ الْاَنْفَال

قَوْلُهٗ یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِكُمْ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْاَنْفَالُ الْمَغَانِمُ وَقَالَ قَتَادَةُ رِیْحُكُمُ الْحَرْبُ یُقَالُ نَافِلَةٌ عَطِیَّةٌ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ سورت مدنیہ ہے لیکن اس میں پانچ آیات مکیہ ہیں۔ اور وہ "اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰهِ"، دو آیات اور "وَاِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا، بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ" تک۔ اس میں ایک اور آیت کریمہ ہے اور وہ "مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ" ہے۔ حصار نے ناسخ و منسوخ میں ذکر کیا کہ یہ بالاتفاق مدنی ہے۔ قرطبی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ یہ مدنیہ ہے لیکن سات آیات "وَاِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا" سات آیات تک مدنیہ نہیں ہیں۔ سخاوی نے کہا یہ سورت آل عمران سے پہلے اور بقرہ کے بعد نازل ہوئی (عینی)

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے محبوب تم سے غنیمتوں کو پوچھتے ہیں تم فرماؤ غنیمتوں کے مالک اللہ اور رسول ہیں تو اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس میں میل رکھو"

یعنی اے محبوب غنیمتیں جو آپ نے اور آپ کے اصحاب نے بدر کے دن حاصل کی ہیں وہ کن لوگوں کے لئے ہیں۔ کہا گیا یہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں یعنی ان کو تقسیم کرنا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۴۳۳۰ ـ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِیْمِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ ابْنُ سُلَیْمٰنَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَیْمٌ قَالَ اَخْبَرَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ سُوْرَةُ الْاَنْفَالِ قَالَ نَزَلَتْ فِیْ بَدْرٍ اَلشَّوْکَةُ الْحَدُّ مُرْدِفِیْنَ فَوْجًا بَعْدَ فَوْجٍ رَدِفَنِیْ وَاَرْدَفَنِیْ اَیْ جَآءَ بَعْدِیْ ذُوْقُوْا بَاشِرُوْا وَجَرِّبُوْا وَلَیْسَ هٰذَا مِنْ ذَوْقِ الْفَمِ فَیَرْکُمَهٗ یَجْمَعُهٗ شَرِّدْ فَرِّقْ وَاِنْ جَنَحُوْا طَلَبُوْا السَّلْمَ وَالسِّلْمُ وَالسَّلَامُ وَاحِدٌ یُثْخِنَ یَغْلِبَ وَقَالَ مُجَاهِدٌ مُکَآءً اِدْخَالُ اَصَابِعِهِمْ فِیْ اَفْوَاهِهِمْ وَتَصْدِیَةً اَلصَّفِیْرُ لِیُثْبِتُوْکَ لِیَحْبِسُوْکَ ـــــــ

کے ہاتھ میں ہے اور اللہ کے حکم کے مطابق ان کو تقسیم کرتے ہیں پس اختلاف اور جھگڑے میں پڑنے سے پرہیز کرنا چاہیئے اور اللہ کے رسول کی مخالفت کرکے گناہ میں نہیں پڑھنا چاہیئے اور باہم ایک دوسرے کی اصلاح کرنی چاہیئے تاکہ آپس میں اُلفت اور محبت ہو یہاں انفال سے مراد غنیمتیں ہیں ، چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ انفال غنائم ہیں ۔ قتادہ نے کہا یُحکم الحرب ،، اس میں اس آیت کریمہ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْهَبَ رِیْحُکُمْ ،، کی طرف اشارہ کیا اور ریح کی تفسیر حرب سے کی یہ قتادہ نے تفسیر کی ہے ۔ بعض تفاسیر میں ریح کی تفسیر قوت اور وحدت سے کی ہے یعنی تم آپس میں جھگڑو نہیں کہ پھر بزدلی کروگے اور تمہاری قوت و وحدت جاتی رہے گی ۔

قولہ یُقَالُ نَافِلَۃً آہ ،، اس کو بالتبع ذکر کیا ہے کیونکہ انفال میں جو غنائم کے معنی میں ہیں عطیہ کا معنی ہے ۔ جوہری نے کہا نفل اور نافلہ عطیہ ہے جو واجب نہیں ۔ اسی سے نفل : نماز ہے جو واجب نہیں ۔ ابوعبیدہ نے اللہ تعالیٰ کے اس کلام : وَمِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ،، کی تفسیر غنیمت سے کی ہے ۔

۴۳۳۰ ـــ ترجمہ : سعید بن جُبَیر نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا سورۂ انفال کا شانِ نزول کیا ہے ۔ اُنھوں نے کہا یہ سورت غزوۂ بدر میں نازل ہوئی ۔

۴۳۳۰ ـــ شرح : سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا جنگِ بدر میں میرا بھائی عمیر شہید ہوگیا اور میں نے سعید بن عاص کو قتل کیا اور اس کی تلوار

میلان کرو اور یہ اُن سے قبول کرلو۔

قولہ یُثخِنَ آہ ،، اس سے آیت کریمہ : وَمَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَکُوْنَ لَہٗ اَسْرٰی حَتّٰی یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر اس کی تعلیق سے تفسیر کی یعنی کسی نبی کو لائق نہیں کہ کافروں کو زندہ قید کرے جب تک زمین میں اُن کا خون خرابہ نہ کرے اور ان پر غلبہ حاصل کرے۔

قولہ وَقَالَ مُجَاھِدٌ آہ اس سے اس آیت کریمہ " وَمَا کَانَ صَلَاتُھُمْ عِنْدَ الْبَیْتِ اِلَّا مُکَاءً وَّ تَصْدِیَۃً فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر مجاہد کے قول سے اس کی تفسیر کی یعنی کعبہ کے پاس ان کی نماز نہیں مگر سیٹی اور تالی تو اب عذاب چکھو بدلا اپنے کفر کا۔ مجاہد نے کہا مُکاء کے معنی ہیں ان کا اپنی انگلیوں کو منہ میں ڈالنا اور تصدیہ کے معنی ہیں سیٹی" مروی ہے کہ جاہلیت کے زمانہ میں قریش مرد اور عورتیں برہنہ طواف کرتے تھے اور تالیاں مارتے اور سیٹیاں بجاتے تھے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا عبداللہ بن عمر، ابن عباس، مجاہد، عکرمہ اور سعید بن مسیب نے مکاء کی تفسیر سیٹی سے اور تصدیہ کی تفسیر تالی سے کی ہے۔ ابن جریر نے اپنے اسناد کے ساتھ ابن عمر سے مکاء کی تفسیر سیٹی سے اور تصدیہ کی تفسیر تالی سے کی ہے۔ مجمع البحار میں اسی کو درست کہا ہے۔ یہ امام کی تفسیر کے خلاف ہے۔ اس کی یہ توجیہہ ہوسکتی ہے کہ منہ میں انگلیاں سیٹی بجانے کے لئے داخل کرتے ہیں لہٰذا جس نے مکاء کی تفسیر سیٹی سے کی ہے یا تصدیہ کی سیٹی سے کی ہے۔ مقصود سے لازم سے تفسیر کی ہے کیونکہ تالی مارنے سے کافروں کا مقصود شور و غوغا تھا اسی طرح وہ نماز کے وقت کرتے تھے جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ مکرمہ کے پاس نماز پڑھتے تھے تاکہ نماز میں اختلاط پیدا کریں۔

قولہ لِیُثْبِتُوْكَ آہ ،، اس سے اس آیت کریمہ وَاِذْ یَمْکُرُبِكَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ ،، کی طرف اشارہ کیا پھر لِیُثْبِتُوْكَ کی تفسیر لِیَحْبِسُوْكَ کے ساتھ کی یعنی اے محبوب یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کرلیں یا شہید کردیں یا نکال دیں اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا۔ عطاء اور ابن زید نے یہی تفسیر کی ہے۔ سُدی نے کہا اثبات کے معنی حبس اور باندھنا ہے۔ ابن عباس اور مجاہد سے روایت ہے کہ لِیُثْبِتُوْكَ یعنی لِیُقَیِّدُوْكَ ہے کہ وہ آپ کو قید کرلیں۔ ابن جریج نے عطاء کے ذریعہ عُبید بن عُمیر سے روایت کی کہ جب مشرکوں نے مشورہ کیا کہ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بند کرلیں یا شہید کردیں یا باہر نکال دیں تو آپ کے چچا ابوطالب نے کہا کیا آپ کو معلوم ہے کہ اِن لوگوں نے کیا مشورہ کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا ہاں مجھے معلوم ہے اُنھوں نے یہ مشورہ کیا ہے کہ وہ مجھے بند کرلیں یا شہید کردیں یا باہر نکال دیں۔ ابوطالب نے کہا آپ کو کس نے بتایا ہے ؟ فرمایا میرے رب نے ، لیکن یہ روایت منکر ہے کیونکہ کافروں نے ہجرت کی رات یہ مشورہ کیا تھا اس وقت ابوطالب کو فوت ہوئے تین برس بیت گئے تھے۔

بَابُ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰہِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ قَالَ هُمْ نَفَرٌ مِّنْ بَنِيْ عَبْدِ الدَّارِ

۴۳۳۱ ـــ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰہِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ قَالَ هُمْ نَفَرٌ مِّنْ بَنِيْ عَبْدِ الدَّارِ

قولہ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ آہ اس آیت کریمہ کا شان نزول مجاہد کی روایت کے مطابق خاص ہے کہ ان لوگوں سے مراد قریش کے ایک قبیلہ بنی عبد الدار کے چند لوگ ہیں۔ محمد بن اسحاق نے کہا وہ منافق لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا حال بتایا کہ آدم کی اولاد سے یہ قسم بدخلق ہے چنانچہ فرمایا شرارتی لوگ وہ ہیں جو حق بات کی سماعت سے بہرے ہیں اور اس کے سمجھنے میں گونگے ہیں اس لئے فرمایا یہ لوگ بے عقل ہیں اور اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ شرارتی ہیں کیونکہ ان کے سوا زمین پر چلنے والا ہر جانور اللہ تعالیٰ کے تابع ہے جس لئے اس کو پیدا کیا ہے۔ یہ لوگ عبادت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں، لیکن انھوں نے کفر کیا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو بہائم سے تشبیہ دی اور فرمایا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا "، یعنی یہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ اُن سے زیادہ راہ سے بھٹکے ہوئے ہیں (عینی)

باب ـــ بے شک سب جانوروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو بہرے گونگے ہیں جن کو عقل نہیں "

۴۳۳۱ ـــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بے شک سب جانوروں میں سے بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو بہرے گونگے ہیں جن کو عقل نہیں ہے۔ ابن عباس نے کہا وہ قبیلہ بنی عبد الدار کے لوگ ہیں "

بَابُ قَوْلِهٖ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ یَحُوْلُ بَیْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ اَسْتَجِیْبُوْا اَجِیْبُوْا لِمَا یُحْیِیْكُمْ یُصْلِحُكُمْ

۴۳۳۲ــ حَدَّثَنِیْ اِسْحٰقُ قَالَ اَخْبَرَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَیْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ حَفْصَ بْنَ عَاصِمٍ یُحَدِّثُ

باب ”اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی اور جان لو کہ اللہ کا حکم آدمی اور اس کے دلی ارادوں میں حائل ہو جاتا ہے اور یہ کہ تمہیں اس کی طرف اٹھنا ہے“

تفسیر: اِسْتَجِیْبُوْا بمعنی اَجِیْبُوْا اللہ ہے۔ یہاں استجابت بمعنی اجابت ہے“ اِذَا دَعَاكُمْ ”، بمعنی اِذَا طَلَبَكُمْ یعنی اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں بلائے ”، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اِسْتَجِیْبُوْا کی تفسیر ”اَجِیْبُوْا“ سے کی اور ”یُحْیِیْكُمْ“، کی تفسیر یُصْلِحُكُمْ ”، سے کی۔ مجاہد نے کہا جو تمہیں حق کے لئے زندگی بخشے گی“، قتادہ نے کہا حق قرآن کریم ہے جس میں نجات، بقاء اور حیات ہے۔ سدی نے کہا جو تمہیں کفر کی موت کے بعد اسلام میں زندگی بخشے۔ محمد بن اسحاق نے محمد بن جعفر بن زبیر کے ذریعہ عروہ بن زبیر سے روایت کی ”جب تمہیں

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُعَلّٰی قَالَ كُنْتُ اُصَلِّیْ فَمَرَّ بِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِیْ فَلَمْ اٰتِهٖ حَتّٰی صَلَّیْتُ ثُمَّ اَتَیْتُهٗ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَاْتِیَ اَلَمْ یَقُلِ اللّٰهُ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ ثُمَّ قَالَ لَاُعَلِّمَنَّكَ اَعْظَمَ سُوْرَةٍ فِی الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ اَخْرُجَ فَذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِیَخْرُجَ فَذَكَرْتُ لَهٗ وَقَالَ مُعَاذُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَیْبٍ سَمِعَ حَفْصًا سَمِعَ اَبَا سَعِیْدٍ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذَا وَقَالَ هِیَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ ـــ

لڑائی کے بلائیں جس نے تمہیں کمزوری کے بعد غالب کیا اور ضعف و ناتوانی کے بعد قوی کیا اور تم پر دشمن کے غلبہ کے بعد تمہیں دشمن سے محفوظ کیا ،، ساری آیت کریمہ کا معنیٰ یہ ہے کہ اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے بلانے پر ان کی اجابت کرو اور حاضر ہو جس وقت تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہاری صلاح کرے گی اور جان لو کہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان اللہ کا حکم حائل ہو جاتا ہے۔ ابن عباس نے کہا کہ جب مومن کے لئے کفر اور کافر کے لئے ایمان حائل ہو جائے یعنی مومن کے دل کو خالی نہیں چھوڑتا کہ وہ کفر کرے اور کافر کے دل کو کہ وہ ایمان لائے یہ سب اللہ کے کرنے اور اس کی تقدیر سے ہے۔

۴۳۳۲ ـــ ترجمہ : ابو سعید بن معلّٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا میں نماز پڑھ رہا تھا میرے پاس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے آپ نے مجھے بلایا تو میں حاضر نہ ہُوا حتیٰ کہ میں نے نماز ادا کی پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہیں آنے سے کس نے روکا تھا ؟ کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں؟ اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں بلائیں۔ پھر فرمایا میں مسجد سے نکلنے سے پہلے تمہیں قرآن کریم میں بہت بڑی سورت کی تعلیم دوں گا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد سے باہر تشریف لے جانے کا ارادہ کیا تو میں نے آپ سے وہ ذکر کیا۔ معاذ بن ابی معاذ نے کہا ہمیں شعبہ نے خبیب بن عبدالرحمٰن کے ذریعہ خبر دی کہ انہوں نے حفص سے سُنا جبکہ اُنھوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ابو سعید رضی اللہ عنہ سے یہ سُنا کہ آپ نے فرمایا : وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سبع مثانی ہے۔

بَابُ قَوْلِهٖ وَإِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ إِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيْمٍ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ مَا سَمَّى اللّٰهُ مَطَرًا فِي الْقُرْاٰنِ إِلَّا عَذَابًا وَ تُسَمِّيْهِ الْعَرَبُ الْغَيْثَ وَهُوَ قَوْلُهٗ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا

۴۳۳۲ — شرح : یہ سورت بہت بڑی اس لئے ہے کہ اس کے پڑھنے سے ثواب بہتا ہے کیونکہ یہ اللہ کی ثنا، دعا اور سوال پر مشتمل ہے۔

قولہ قال معاذ الخ اس تعلیق سے مقصد یہ ہے کہ حفص نے ابو سعید سے سماعت کی ہے۔ علامہ کرمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ جب عام کا خاص سے مقابلہ ہو جائے تو عام خاص کی جگہ لے لیتا ہے کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں مطلقاً کلام کو حرام فرمایا پھر اس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجابت کو مستثنیٰ کیا اور کہا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اجابت نماز کو فاسد نہیں کرتی۔

(حدیث ۴۱۶۲ کی شرح دیکھیں)

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور جب بولے کہ اے اللہ اگر یہی (قرآن) تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی دردناک عذاب ہم پر لا "

تفسیر : اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم سے ارشاد فرماتا ہے کہ آپ یاد کریں جبکہ ان لوگوں نے کہا کہ اے اللہ ...... یہ لوگ کفار قریش نضر بن حارث، ابوجہل ایسے جاہل کافر تھے۔ ان لوگوں نے شدتِ عناد، وفورِ جہالت، سرکشی و عداوت اور تکذیبِ قرآن کے سبب یہ کہا حق سے مراد قرآن یا نبوتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ ان بیوقوفوں نے بے جا شبہات جو ان کے دلوں میں متمکن تھے کی بناء پر ایسا کہا اگر وہ ان کے بطلان کو جانتے تو ایسا کلام نہ کرتے حالانکہ وہ یہ جانتے تھے کہ آسمان سے پتھر برسانے پر اللہ قادر ہے۔ دراصل کفار قریش کا مقصد یہ تھا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حق پر نہیں ہیں لہٰذا

۴۳۳۳ـ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ وَهُوَ ابْنُ كُرْدِيدٍ صَاحِبُ الزِّيَادِيِّ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ أَبُو جَهْلٍ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ فَنَزَلَتْ وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الْآيَةَ

جس مصیبت کا وہ مطالبہ کر رہے ہیں انہیں ہرگز نہیں لاحق ہوگی۔ ان جاہلوں پر تعجب ہے کہ یہ حق سے کس قدر دُور تھے اگر انہیں آپ کے متعلق شبہ تھا حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کو قادرِ مطلق جانتے تھے تو یوں کہتے اے اللہ اگر یہ حق ہے تو ہمیں ہدایت دے اور ہم پر حق واضح کر۔

قولہ قال ابن عُیَیْنہ آہ یعنی ابن عیینہ نے کہا جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مَطَرَ ذکر کیا ہے وہ خالص عذاب ہے۔ عرب بارش کو غیث کہتے ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد " وہ ان کے ناامید ہو جانے کے بعد بارش نازل فرماتا ہے " ابوعبیدہ نے کہا اگر یہ عذاب کے معنی میں ہو تو " امطرت "، کہا جاتا ہے اگر رحمت کے معنی میں ہو تو " مطرت "، کہا جاتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

۴۳۳۳ـ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا اگر یہ تیرے نزدیک حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہمیں دردناک عذاب دے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ " اللہ ان لوگوں کو عذاب نہ دے گا جو ان کو ہلاک کر دے حالانکہ آپ ان میں تشریف فرما ہیں۔ اللہ ایسے لوگوں کو عذاب نہ دے گا حالانکہ اُن میں ایسے لوگ موجود ہیں جو استغفار کرتے ہیں، ان کا کیا حال ہے کہ ان کو اللہ عذاب نہ دے حالانکہ یہ لوگوں کو مسجد حرام سے روکتے ہیں"

۴۳۳۳ـ شرح : یہ آیت کریمہ ہجرت کے بعد نازل ہوئی جبکہ کمزور مسلمان مکہ مکرمہ میں موجود تھے اور وہ مکہ میں اپنے گناہوں کی معافی مانگتے اور استغفار کرتے تھے اور کہتے تھے "غُفْرَانَكَ"، بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ "ہم پر پتھر برسا" یہ ابوجہل کا قول ہے لیکن طبرانی نے ابن عباس کے طریق سے ذکر کیا کہ اس کا قائل نضر بن حارث ہے (کرمانی، عینی) اس میں منافات نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ دونوں کا قول ہو۔ نضر بن حارث بھی ابوجہل کی طرح گستاخ

بَابُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ وَھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ

۴۳۳۴ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰہِ ابْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَۃُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِیْدِ صَاحِبِ الزِّیَادِیِّ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِکٍ قَالَ قَالَ اَبُوْجَھْلٍ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِکَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَۃً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ فَنَزَلَتْ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَاَنْتَ فِیْھِمْ وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَھُمْ وَھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ وَمَا لَھُمْ اَلَّا یُعَذِّبَھُمُ اللّٰہُ وَھُمْ یَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الْاٰیَۃَ

تھا یہ فارس گیا اور وہاں کے بادشاہوں رستم اور اسفندیار کی حکایات سیکھیں جب سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کو دیکھا کہ آپ اللہ کی طرف سے رسُول معبوث ہوئے ہیں اور آپ لوگوں کو قرآن کریم کی تعلیم دیتے ہیں تو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کے مجلس تبلیغ سے تشریف لے جانے کے بعد نضر بن حارث وہاں بیٹھ جاتا اور لوگوں کو وہ حکایات سُناتا پھر کہتا اے لوگو! کونسی حکایات اچھی ہیں۔ میں اچھے واقعات بیان کرتا ہوں یا محمد؟ صلی اللہ علیہ وسلّم! اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بدر کی جنگ میں اس کو قیدیوں میں کھڑا کیا اور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کے حکم سے اس کو آپ کے سامنے قتل کیا گیا۔ مقداد بن اسود نے اس کو قید کیا تھا۔ خداوند قدّوس نے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلّم کا مکہ مکرمہ میں تشریف فرما ہونا کافروں کے عدم تعذیب کا سبب تھا پھر جب آپ ہجرت فرما گئے اور کمزور مسلمان مکہ مکرمہ میں رہ گئے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کرتے تھے اس لئے وہ عذاب سے مامون رہے، لیکن مشرکوں کو اس سے مستثنیٰ کردیا کہ وہ مکہ میں مسلمانوں کو نماز اور طوافِ کعبہ سے روکتے ہیں اسی لئے فرمایا: "وَمَا لَھُمْ اَلَّا یُعَذِّبَھُمُ اللّٰہُ وَھُمْ یَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ"، اور فرمایا یہ لوگ مسجد حرام کے اہل نہیں ہیں اس کے اہل تو صرف سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلّم اور آپ کے صحابہ کرام جو متقی اور پرہیزگار

بَابُ قَوْلِهِ وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ ۴۳۳۵ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

ہیں وہ جہاں بھی ہوں مسجد حرام کے اہل ہوں۔

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور اللہ ان لوگوں کو عذاب نہ دے گا جو ان کو ہلاک کر دے حالانکہ آپ ان میں تشریف فرما ہیں،، اور اللہ ایسے لوگوں کو عذاب نہ دے گا حالانکہ ان میں ایسے لوگ موجود ہیں جو استغفار کرتے ہیں،،

۴۳۳۴ — ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ابوجہل نے کہا اے اللہ اگر یہ تیرے نزدیک حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہمیں عذاب الیم دے تو یہ آیت کریمہ : وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ وَمَا لَهُمْ اَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ،،

۴۳۳۴ — شرح : اس آیت کا ترجمہ اور شرح حدیث میں گزری ہے۔ دونوں حدیثوں کا اسناد بھی ایک ہی ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اس حدیث میں امام کے استاذ محمد بن نضر ہیں۔ جبکہ پہلی حدیث میں بخاری کے استاد محمد بن نضر کے بھائی احمد بن نضر ہیں۔ امام نے اس حدیث کے اعادہ سے یہ ظاہر کیا ہے کہ یہ حدیث دو محدثوں سے منقول ہیں اور وہ دونوں بھائی ہیں۔ حاکم نے ذکر کیا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ امام بخاری ان دونوں محدثین کے پاس جایا کرتے تھے۔ اور نیشاپور سے جب آتے تھے تو ان کے پاس بکثرت رہا کرتے تھے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اُن سے جنگ کرو حتیٰ کہ فتنہ نہ رہے اور سارا دین اللہ کا ہو جائے،،

يَحْيٰى قَالَ اَخْبَرَنَا حَيْوَةُ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا جَآءَهُ فَقَالَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَلَا تَسْمَعُ مَا ذَكَرَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ فَمَا يَمْنَعُكَ اَلَّا تُقَاتِلَ كَمَا ذَكَرَ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ فَقَالَ يَا ابْنَ اَخِيْ اَغْتَرُّ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ وَلَا اُقَاتِلُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَغْتَرَّ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ الَّتِيْ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا اِلٰى اٰخِرِهَا قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ قَدْ فَعَلْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ كَانَ الْاِسْلَامُ قَلِيْلًا فَكَانَ الرَّجُلُ يُفْتَنُ فِيْ دِيْنِهٖ اِمَّا يَقْتُلُوْهُ وَاِمَّا يُوْثِقُوْهُ حَتّٰى كَثُرَ الْاِسْلَامُ

تفسیر : اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ کافروں سے جنگ کریں حتّٰی کہ فتنہ ختم ہو جائے،، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ایسے ہی مجاہد اور حسن بصری نے کہا کہ شرک نہ رہے اور مسلمانوں سے دین کی حفاظت میں خطرات ختم ہو جائیں اور خالص اللہ کی توحید ہو۔ قتادہ نے کہا سب لا الٰہ الا اللہ کہنے لگیں۔ محمد بن اسحاق نے کہا توحید خالص ہو اور شرک کا شائبہ تک نہ ہو اور اللہ کے سوا باطل الٰہ سے بیزاری ہو۔ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے کہا تمہارے دین کے ساتھ کفر نہ ہو (عینی)

۴۲۳۵ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ نے کہا کہ اُن کے پاس ایک شخص آیا اور کہا اے ابا عبدالرحمٰن کیا آپ نے سُنا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کیا فرمایا ہے؟ اگر مومنوں کی دو جماعتیں آپس میں جھگڑ پڑیں تو اُن میں مصالحت کرا دو! آپ کو لڑائی کرنے سے کس نے روکا ہے اور خاموش بیٹھے ہو؟ عبداللہ بن عمر نے کہا اے میرے بھتیجے میں اس آیت کی تاویل نہ کروں اور لڑائی نہ کروں مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ اس آیت کی تاویل کروں جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا الآیۃ اس آدمی نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مشرکوں سے جنگ کرو حتی کہ فتنہ ختم ہو جائے ابن عمر

فَلَمْ تَكُنْ فِتْنَةٌ فَلَمَّا رَاٰى اَنَّهٗ لَا يُوَافِقُهٗ فِيْمَا يُرِيْدُ قَالَ فَمَا قَوْلُكَ فِيْ عَلِيٍّ وَّعُثْمٰنَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ مَا قَوْلِيْ فِيْ عَلِيٍّ وَّعُثْمٰنَ اَمَّا عُثْمٰنُ فَكَانَ اللّٰهُ قَدْ عَفَا عَنْهُ فَكَرِهْتُمْ اَنْ تَعْفُوْا عَنْهُ وَاَمَّا عَلِيٌّ فَابْنُ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَتَنُهٗ وَاَشَارَ بِيَدِهٖ وَهٰذِهٖ اِبْنَتُهٗ اَوْ بِنْتُهٗ حَيْثُ تَرَوْنَ

بنے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں یہ کیا جبکہ اسلام بہت قلیل تھا اور دین فتنوں سے گھرا ہوا تھا وہ لوگ مومن کو قتل کر دیتے تھے یا رسیوں میں جکڑ دیتے تھے حتیٰ کہ اسلام پھیل گیا اور فتنوں کا خاتمہ ہوا۔ جب اس آدمی نے دیکھا کہ ابن عمر اس کے مقصد سے موافقت نہیں کرتے ہیں تو اس نے کہا آپ کا علی اور عثمان کے بارے میں کیا خیال ہے۔ ابن عمر نے کہا علی اور عثمان میں میرا کیا خیال ہو سکتا ہے۔ بہرحال عثمان کو تو اللہ نے معاف کر دیا، لیکن تم نے یہ اچھا نہ جانا کہ اللہ ان کو معاف کرتا اور علی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور آپ کے داماد ہیں پھر اپنے ہاتھ سے اشارہ کر کے کہا یہ حضرت کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ ہے یا کہا یہ علی کا مکان ہے جو دیکھ رہے ہو۔

۴۴۳۵ — **شرح** : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس جو شخص آیا تھا وہ حبان صاحب الدثنیہ تھا۔ ابوبکر نجار نے کہا وہ ہیثم بن خنش تھا۔ بعض نے کہا نافع بن ازرق تھا۔ قولہ اَنْ لَا تُقَاتِلَ ،، اس میں حرف لا زائدہ ہے جیسے ،، مَا مَنَعَكَ اَنْ لَا تَسْجُدَ ،، میں لا زائدہ ہے۔ اس آدمی کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں کی آپس میں جنگیں صفین، جمل اور محاصرہ عبد اللہ بن زبیر وغیرہ ہو رہی ہیں آپ کسی جنگ میں حصہ نہیں لیتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا اس آیت میں میرے لئے تاویل کرنا اور خاموش رہنا اس سے بہتر ہے کہ میں دوسری آیت میں تاویل کروں اور لڑائی میں کود پڑوں۔ دراصل یہ شخص امام کی مخالفت کرنے والے کے ساتھ لڑائی کرنے کا معتقد تھا اس کے نزدیک امام کی طاعت واجب ہے اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ عقیدہ تھا کہ جو امور ملک سے تعلق رکھتے ہیں ان میں جنگ و جدال کرنا درست نہیں وہ ان امور میں ترکِ قتال کے قائل تھے۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ظاہر یہ ہے کہ یہ سائل خارجی تھا۔ کیونکہ خوارج شیخین ابوبکر و عمر سے محبت کرتے ہیں اور عثمان و علی رضی اللہ عنہما کو مخطی کہتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے دونوں حضرات علی و عثمان کی خوبیاں ذکر کر کے اس شخص کا رد کیا اور بتایا کہ ان حضرات کا مرتبہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کتنا بلند ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جنگِ احد میں فرار سے عذر بیان کیا

۴۳۳۶ ـ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَیْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا بَیَانٌ اَنَّ وَبَرَةَ حَدَّثَهٗ قَالَ حَدَّثَنِیْ سَعِیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ قَالَ خَرَجَ عَلَیْنَا اَوْ اِلَیْنَا ابْنُ عُمَرَ فَقَالَ رَجُلٌ کَیْفَ تَرٰی فِیْ قِتَالِ الْفِتْنَةِ قَالَ وَهَلْ تَدْرِیْ مَا الْفِتْنَةُ کَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُقَاتِلُ الْمُشْرِکِیْنَ وَکَانَ الدُّخُوْلُ عَلَیْهِمْ فِتْنَةً وَلَیْسَ کَقِتَالِکُمْ عَلَی الْمُلْکِ

کہ اللہ نے ان کو معاف کر دیا ہے جس کے سبب خوارج حضرت عثمان پر عیب لگاتے تھے اور جنگ بدر اور بیعۃ الرضوان کے مواقع پر غائب ہونے کا عذر بیان کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے جنگِ بدر میں حاضر نہ ہونے کا سبب یہ تھا کہ سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی جو عثمان کی بیوی تھیں بیمار تھیں آپ نے ان کو سیدہ کی تیمار داری کے لئے مدینہ منورہ میں رہنے دیا تھا اور بیعۃ الرضوان میں عثمان کے موجود نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ بیعت رضوان کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مکہ مکرمہ بھیجا تھا اور صحابہ کرام کی بیعت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ اقدس بڑھایا اور دوسرا ہاتھ مبارک اس پہ مار کر فرمایا یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ اس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ اور جنگ اُحد میں بعض صحابہ کرام کے بھاگنے کے بعد یہ آیت کریمہ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ "کہ اللہ نے ان کو معاف کر دیا ہے۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور آپ کے داماد ہیں" اور اُن کا گھر مسجد سے متصل ہے کہ اور کسی کو مجال نہیں کہ یہاں مکان بنائے ایک اور حدیث میں ہے کہ اے علی میرے اور تیرے سوا کسی کے لئے جائز نہیں کہ جنابت کی حالت میں مسجد میں داخل ہو۔

۴۳۳۶ ـ ترجمہ: سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہمارے پاس آئے تو ایک آدمی نے کہا فتنہ کی لڑائی میں آپ کا خیال کیا ہے۔ عبداللہ نے کہا کیا تو جانتا ہے کہ فتنہ کیا ہے۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں سے جنگ کرتے تھے جبکہ ان کے پاس جانا فتنہ تھا وہ تمہاری لڑائی کی طرح نہیں تھا کہ تم حصولِ ملک کے لئے لڑتے ہو۔

باب قول الله یا ایھا النبی حرض المؤمنین علی القتال
ان یکن منکم عشرون صابرون یغلبوا مائتین وان یکن منکم
مائۃ یغلبوا الفا من الذین کفروا بانھم قوم لا یفقھون

۴۳۳۷ ــ حدثنا علی بن عبد اللہ قال حدثنا سفین
عن عمرو عن ابن عباس لما نزلت ان یکن منکم عشرون
صابرون یغلبوا مائتین فکتب علیھم ان لا یفر واحد من عشرۃ
فقال سفین غیر مرۃ ان لا یفر عشرون من مائتین ثم نزلت الاٰن
خفف اللہ عنکم الاٰیۃ فکتب ان لا یفر مائۃ من مائتین وزاد
سفین مرۃ نزلت حرض المؤمنین علی القتال ان یکن منکم
عشرون صابرون قال سفین وقال ابن شبرمۃ وأری الامر
بالمعروف والنھی عن المنکر مثل ھذا

باب اے پیارے نبی مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو
اگر تم میں سے بیس صبر والے ہوں گے دو سو پر غالب ہونگے
اگر تم میں سے سو ہوں تو کافروں کے ہزار پر غالب آئیں گے
اس لئے کہ وہ سمجھ نہیں رکھتے

۴۳۳۷ ــ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب یہ آیت اگر تم میں سے

بیس صبر والے ہوں۔ دوسو پر غالب ہوں گے،، نازل ہوئی تو اُن پر یہ فرض ہوگیا کہ ایک آدمی دس آدمیوں سے نہ بھاگے۔ سفیان نے کئی بار کہا کہ بیس دوسو سے نہ بھاگیں پھر یہ آیت کریمہ اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰہُ عَنْکُمْ والآیۃ نازل ہوئی اب اللہ نے تم سے تخفیف کر دی ہے اور یہ فرض کیا کہ سو دوسو سے نہ بھاگیں۔ ایک دفعہ سفیان نے یہ اضافہ کیا کہ یہ آیت نازل ہوئی ،، مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دو اگر تم میں سے بیس صبر والے ہوں۔ سفیان نے کہا ابن شبرمہ نے کہا میرا خیال ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اسی طرح ہے۔

۴۳۳۷ — شرح : کَتَبَ بمعنی فرض ہے۔ یعنی اللہ نے تم پر فرض کیا۔ یہ اگرچہ صیغۂ خبر ہے لیکن اس سے مراد امر ہے اسی لئے اس پر نسخ آیا ہے لیکن جب مسلمانوں پر یہ مشکل ہُوا تو پہلا فرض ساقط ہُوا اور ایک کا دو سے مقابلہ کرنا فرض ہُوا۔ اس طریقہ پر یہ تخفیف ہے نسخ نہیں۔ قاضی ابوبکر بن طیب نے کہا جب شیٔ یا اس کے بعض اوصاف منسوخ ہو جائیں تو اس کو نسخ کہنا جائز ہے۔ کیونکہ یہ پہلا حکم نہیں نیا حکم ہے جو پہلے کا غیر ہے۔

بعض علماء نے کہا یہ جنگِ بدر کا واقعہ ہے۔ ابن عربی نے اسے خطا کہا ہے کیونکہ مقاتل نے ذکر کیا ہے کہ یہ جنگِ بدر کے بعد کا واقعہ ہے۔ اور آیت کریمہ میں یہ تعلیق ہے کہ وہ سمجھ رکھتے ہیں اور کافر سمجھ نہیں رکھتے۔ دُرست بھی یہی ہے بعض نے کہا ابتداء اسلام میں مسلمان تھوڑے تھے۔ جب زیادہ ہو گئے تو ان سے تخفیف کی گئی یہ امت کے لئے ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ ضروری تھا کہ بہرحال دشمن کا مقابلہ کریں اگرچہ تنہا ہوں اور دشمن لاکھوں کی تعداد میں ہو۔ کیونکہ آپ سے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ آپ کی مدد کرے گا اور یہ بہت بڑی قوت ہے جس کا بشر مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اسی لئے بعض جنگوں میں جب مسلمانوں سے کمزوری ہُوئی تو آپ دشمن کی صفوں کی طرف آگے بڑھے،، اور فرمایا ؎

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ ؛ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

میں نبی ہوں اس میں جھوٹ نہیں۔ میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں،،

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی جہاد کی مثل ہے۔ کیونکہ جہاد میں کلمۂ حق کو بلند کرنا ہوتا ہے۔ جبکہ امر بالمعروف میں کلمۂ باطل کو ختم کرنا ہوتا ہے۔ یہ وجہ دونوں میں جامع ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا اِلٰى قَوْلِهِ وَاللّٰهُ مَعَ الصَّابِرِيْنَ

۴۳۳۸ـــ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ السُّلَمِيُّ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ اَخْبَرَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ اَخْبَرَنِي الزُّبَيْرُ ابْنُ خِرِّيْتٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ شَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ حِيْنَ فُرِضَ عَلَيْهِمْ اَلَّا يَفِرَّ وَاحِدٌ مِنْ عَشَرَةٍ فَجَاءَ التَّخْفِيْفُ فَقَالَ اَلْاٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ قَالَ فَلَمَّا خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْهُمْ مِنَ الْعِدَّةِ نَقَصَ مِنَ الصَّبْرِ بِقَدْرِ مَا خَفَّفَ عَنْهُمْ ـــ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اب اللہ نے تم سے تخفیف کر دی اور جانا کہ تم میں کمزوری ہے!

تفسیر: الآن، ظرف ہے یہ اس وقت کا نام ہے جس میں تو موجود ہے یہ معرفہ ہے نکرہ نہیں اور نہ ہی اس پر لام تعریف داخل ہوتا ہے، کیونکہ اس میں اور کوئی شریک ہی نہیں ہو سکتا۔ ضُعفًا بفتح الضاد وضمها دونوں طرح پڑھا جاتا ہے۔ ابو جعفر نے کہا ضُعَفَاء ضعیف کی جمع ہے اور اکثر علماء کہتے ہیں۔ ضُعف مدد میں استعمال ہوتا ہے اور بعض قوت وجلادت میں استعمال کرتے ہیں (عینی)، شروع اسلام میں مسلمان قلیل ترین تھے اس لئے انہیں جنگ وجدال میں بڑی بڑی جماعتوں کا مقابلہ کرنے کا حکم تھا لیکن جب مسلمان زیادہ ہو گئے اور جنگ وجدال کے بغیر ہر طرف سے لوگ اسلام قبول کرنے لگے تو ابتداء اسلام میں قوت تھی وہ نہ رہی اور لوگوں کا بھاری تعداد والی جماعتوں سے مقابلہ کرنا مشکل ہوا تو اللہ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ ایک مسلمان دو کافروں کا مقابلہ کرے۔

۴۳۳۸ — ترجمہ : عبداللہ بن المبارک نے بیان کیا کہ ہمیں جریر بن حازم نے خبر دی انہوں نے کہا مجھے زُبیر بن خرّیت نے عکرمہ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خبر دی کہ جب یہ آیت کریمہ : اِنْ یَّکُنْ مِّنْکُمْ عِشْرُوْنَ صَابِرُوْنَ یَغْلِبُوْا مِأَتَیْنِ ، تو یہ حکم مسلمانوں پر دشوار ہُوا جبکہ ان پر یہ فرض کیا گیا کہ ایک شخص دس کافروں سے نہ بھاگے تو تخفیف نازل ہُوئی ۔ فرمایا اب اللہ نے تم سے تخفیف کر دی ہے اور جانا کہ تم میں کمزوری ہے ۔ اگر تم میں سے سو صبر والے ہوں تو وہ دو سَو پر غالب رہیں گے ۔ ابن عباس نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے اُن سے اس اعداد و شمار میں تخفیف کر دی تو اُن سے تخفیف کی مقدار صبر بھی کم ہو گیا ، (یہ آخری بات ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے یا لوگوں کا حال دیکھ کر فرمایا)

ابو داؤد نے یہ حدیث جہاد میں ذکر کی ہے ۔ حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ ایک مسلمان صابر دو کافروں کا مقابلہ کر سکتا ہے ۔ ابتداء اسلام میں یہی حکم تھا ، کیونکہ مسلمانوں کے لئے دو سعادتیں ہیں جن سے کافر محروم ہیں ، کیونکہ مومن اگر شہید ہو جاتا ہے تو جنّت میں جاتا ہے ۔ اگر صحیح سالم واپس وطن آ جاتا ہے تو اسے عظیم اجر ملتا ہے اور غنیمت لے کر آتا ہے اور کافر دنیاوی متاع کے لئے لڑتا ہے ۔ اس لئے وہ اُخروی سعادت سے محروم رہتا ہے ۔ خلاصہ یہ ہے کہ مسلمان مقاتل پر صفِ قتال سے بھاگنا ہے جبکہ دشمن مسلمانوں کی دو مثلوں سے زیادہ نہ ہو ۔ اگر وہ زیادہ ہوں تو انصراف کی اجازت ہے ۔"

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

الحمد للہ رب العالمین کہ صحیح بخاری کے اٹھارہ پاروں کا ترجمہ مع شرح مکمل ہُوا آج مورخہ ۲۸ - جمادی الاولیٰ ۱۴۰۴ھ مطابق ۳ ، مارچ ۱۹۸۴ء اتمام کو پہنچا ۔ الحمد للہ رب العالمین !

غلام رسُول رضوی غُفِرلہٗ

فیصل آباد ۳/۳/۸۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرس

تفہیم البخاری

حصہ ششم ✲ پارہ : ۱۶ تا ۱۸